

ابلیکا

حصّہ سوئم

اسلم راہی ایم اے

مکتبہ القریش ○ چوک اردو بازار ○ لاہور ۲

اپنے کمرے کا دروازہ کھولنے کے لیے ساحرہ تردرہ بھاگتی ہوئی دروازے کی طرف گئی تھی اس لمحہ اس کے چہرے پر تفکرات کا وحشیانہ رقص تھا اس کی آنکھوں میں اداسی کے طوفان اور طلاطم تھے دروازہ کے پاس جا کر ساحرہ تردرہ ٹھہر گئی پھر اس نے مڑ کر یوناف کی طرف دیکھا اس کے یوں دیکھنے کے انداز سے یوناف کو ایسا لگا گویا اس کی وہاں موجودگی کی وجہ سے وہ ویرانیوں جیسی خاموشی اور بوسیدہ کفن جیسی ویران ہو کر رہ گئی ہو چند ثانیوں تک ساحرہ تردرہ نے افق کے شہر خاموش جیسی اداسی کے سے انداز سے یوناف کی طرف دیکھا اس وقت کمرے میں رات کی تنہائیوں کے انداز موت کا ایک خوف محیط تھا ساحرہ تردرہ کی یہ حالت دیکھ کر یوناف نے کوئی فیصلہ کیا کہ وہ اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتا ہوا وہاں سے روپوش ہو گیا تھا اور اس کے ایسا کرنے پر ساحرہ تردرہ کی حالت خوشکن تبسم کی کرنوں نجات کے خوابوں اور زندگی کی بشارتوں جیسی اطمینان بخش ہو گئی تھی پھر اس نے ہاتھ آگے بڑھا کر زنجیر اتارتے ہوئے دروازہ کھول دیا تھا دروازہ کھلتے ہی عارب بیوسہ اور سینوس طوفانی انداز میں سیلاب کے کسی خوف ناک ریلے کی طرح کمرے میں داخل ہوئے اور پھر ساحرہ تردرہ کی طرف غور اور شک و شبہ کے سے بھرپور نگاہوں سے ساحرہ کو دیکھتے ہوئے عارب نے پوچھا!

اے مقدس تردرہ تھوڑی دیر پہلے تمہارے کمرے سے کسی کی باتیں کرنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں ساحرہ تردرہ نے تعجب خیز انداز میں عارب کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا یہ تم آج کیسی گفتگو کر رہے ہو تم دیکھتے ہو کہ میرے کمرے کے دروازے کو زنجیر لگی ہوئی تھی اور میں نے یہ دروازہ ابھی ابھی تمہارے سامنے کھولا ہے پھر بھلا کون میرے دروازے میں داخل ہو سکتا ہے اور کس کے ساتھ میں گفتگو کر سکتی ہوں ویسے مجھے امید نہ تھی کہ تم میری ذات پر اس طرح کی الزام تراشیاں شروع کر دو گے اور سن رکھو میں تم تینوں پر یہ بھی واضح کر دوں کہ یوں رات کے وقت

تمہیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ تم مجھے نیند سے بیدار کر کے اذیت اور کرب میں مبتلا کرو اب میں تینوں سے یہی کہوں گی کہ اپنے کمروں میں جا کر آرام کرو اور آئندہ اس انداز سے کبھی بھی میرے ذاتی معاملات میں دخل اندازی کی کوشش نہ کرنا اور تم تینوں میں سے کسی نے پھر مجھے ایسی نگاہ سے دیکھتے ہوئے مجھ پر کسی بھی طرح کی الزام تراشی کرنے کی کوشش کی تو یاد رکھو پھر میں بھی تم تینوں کے خلاف ایسی حرکت میں آؤں گی کہ تمہیں اپنی یہ حالت ترک کرنے پر مجبور ہونا ہو گا۔

اس بار عارب نے غور اور استفہامیہ انداز میں یوسہ بینطہ کی طرف دیکھا! پھر اس نے دوبارہ ساحرہ تردرہ کو مخاطب کرتے ہوئے کسی قدر نرم لہجہ اور دھیمی آواز میں کہا۔

اے مقدس ساحرہ کہ میں دیکھتا ہوں کہ تمہارا لہجہ اور تمہارا سلوک ہمارے ساتھ بدلا بدلا سا ہے کیا ہم یہ سمجھ لیں کہ تمہارا ہم پر کوئی بھروسہ اور اعتماد نہیں ہے عارب کے اس سوال پر ساحرہ تردرہ نے زیادہ بپھرتے اور برہم ہوتے ہوئے کہا بھروسہ اور اعتماد تو تم تینوں کو مجھ پر نہیں ہے پھر تو اتنی رات گئے چوری چھپے میرے کمرے کا طواف کرتے پھر رہے ہو اب اگر تم تینوں یہ سمجھتے ہو کہ میں تمہاری ہمدرد ہوں تو پھر یہ تم تینوں کو غلط فہمی ہے میں آج تمہاری یہ غلط فہمی بھی دور کر دینا چاہتی ہوں اور یہ حقیقت تم پر واضح اور آشکار کر دینا چاہتی ہوں کہ طلسمی دیوار کی اس عمارت کے اندر میں تمہاری وجہ سے نہیں بلکہ تم تینوں میری وجہ سے رہ رہے ہو تمہاری حیثیت اس عمارت کے اندر ثانوی ہے اور لوگ اس بات کو مصر کی ملکہ دلوکہ بھی جانتی ہے کہ تم تینوں اس عمارت میں میرے معاون کی حیثیت سے کام کر رہے ہو جو کچھ تم نے آج کیا ہے اگر آئندہ بھی تم نے ایسی حرکت کرتے ہوئے مجھ پر کسی قسم کا شک ظاہر کیا یا مجھے میری اجازت کے بغیر نیند سے بیدار کیا تو سن رکھو میری اور تمہاری راہیں علیحدہ اور جدا ہوں گی اور یہ بات بھی اپنے پاس تحریر کر لو کہ میں صرف عزازیل کے کہنے پر تمہارا ساتھ دے رہی ہوں ورنہ میں تم تینوں کی حقیقتاً کوئی ضرورت محسوس نہیں کرتی۔

ساحرہ تردرہ کی یہ گفتگو عارب یوسہ اور بینطہ کی انا پر ایک بہت بڑی ضرب تھی اور وہ تینوں ساحرہ تردرہ کی اس گفتگو پر تلملا سے گئے تھے تاہم عارب نے حالات کو اپنی گرفت میں رکھتے ہوئے کہا اے مقدس ساحرہ میں سمجھتا ہوں کہ تم بے جا ہم پر ناراض اور خفا ہو رہی ہو ہم نے تم پر کوئی شک اور شبہ نہیں کیا اور نہ ہی تمہاری ذات پر کوئی الزام تراشی کرنے کی کوشش کی ہے بلکہ ہم نے تو تمہارے کمرے سے اٹھتی ہوئی کچھ آوازیں سنی تھیں ہم تو تمہاری حفاظت کی خاطر اس طرف آئے تھے تاکہ یہاں تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچائے اے مقدس تردرہ اگر ہمارا یہ رویہ تمہارے لیے ناگوار اور ناقابل برداشت ہے تو پھر ہم معذرت خواہ ہیں اور آئندہ ہم تمہارے کسی بھی معاملہ میں دخل اندازی نہ کریں گے اس کے ساتھ ہی عارب نے یوسہ اور بینطہ کو آنکھ کا اشارہ کیا اور وہ تینوں ایک ساتھ وہاں سے باہر نکل گئے جب کہ ساحرہ تردرہ پہلے کی طرح دروازے کو زنجیر لگانے کے بعد اپنے بستر میں دوبارہ جا گھسی

ساحرہ تردرہ کے کمرے سے ذرا ہٹ کر عارب نے یوسہ اور بینطہ کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا اے میری بہنو کیا تم دونوں ساحرہ تردرہ کے لب و لہجہ اور بولنے کے انداز میں بے رخی اور اجنبیت محسوس نہیں کرتی ہو اس پر یوسہ نے جواباً کہا اے میرے بھائی تیرا اندازہ درست ہے ساحرہ تردرہ اس سے قبل یوں ہمارے ساتھ پیش نہ آئی تھی آج ہمارے لیے اس کے بولنے کے انداز میں اجنبی پن اس کے لہجہ میں ترشی اور تلخی تھی ایسا لگتا ہے

گویا کسی قوت نے اسے ہمارے خلاف ابھار اور بھڑکا دیا ہو اور اے میرے بھائی مجھے خدشہ ہے کہ اس نے کہیں یوناف کے ساتھ رابطہ نہ کر لیا ہو یوسہ کے خاموش ہونے پر بینطہ نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا اے یوسہ میری بہن تمہارے خدشات کسی حد تک درست ہیں پھر یہ ساحرہ کیسے اور کیوں کر یوناف کے ساتھ رابطہ قائم کر سکتی ہے جب کہ طلسمی دیوار کی تعمیر کے پہلے ہی دن ہم یوناف کو ایک عذاب اور کرب میں مبتلا کر چکے ہیں پھر کیسے اور کیوں کر تردرہ اور یوناف کے تعلقات استوار ہو سکتے ہیں مجھے یہ بھی خدشہ ہے کہ کہیں مصر کی ملکہ دلوکہ نے ہی ساحرہ کو یہ حکم نہ دیا ہو کہ وہ ہمارے ساتھ ایسا رویہ اور سلوک رکھے بہرحال وجہ کچھ بھی ہو اب ہمیں تردرہ کے معاملہ میں محتاط اور چوکنا ہو جانا چاہئے آخر میں عارب نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا اے میری بہنو اگر ساحرہ تردرہ نے یوناف کے ساتھ رابطہ قائم کر لیا ہے تو پھر واقعی ہمیں محتاط ہو جانا چاہیے ورنہ یہ ساحرہ تردرہ یوناف کے ساتھ مل کر ہمارے لیے خطرناک ثابت بھی ہو سکتی ہے۔ میری بہنو رات کے اس وقت اب اس موضوع کو ترک کرو اور اپنے کمرے میں جا کر آرام کرو اور اس کے ساتھ ہی عارب وہاں سے ہٹ گیا جب کہ یوسہ اور بینطہ اپنی خواب گاہ کی طرف چلی گئیں۔

تدمرہ کے ساتھ اپنا معاملہ طے کرنے کے بعد یوناف دریائے نیل کے کنارے سے جب اپنے محل میں داخل ہوا تو ابلیکا اس کی گردن پر لمس دیتی ہوئی بولی اسے یوناف اب جب کہ تم طلسمی دیوار کے عمل کو حاصل کر چکے ہو تو آؤ اس گزرتی شب میں اس عمل کو استعمال کرتے ہوئے ہم بھی اس طلسمی دیوار کی تعمیر کریں

اور پھر اس دیوار کو ویسے ہی عارب کے خلاف حرکت میں لائیں جس طرح وہ تدمرہ کی طلسمی دیوار کو ہمارے خلاف حرکت میں لایا تھا یوناف نے تائید کرتے ہوئے کہا تم ٹھیک کہتی ہو ابلیکا ابھی تھوڑی دیر تک میں اس دیوار کو مکمل کر لیتا ہوں پھر اسے عارب کے خلاف آزماتا ہوں اس گفتگو کے بعد یوناف اپنے محل کے اندرونی حصہ کی ایک دیوار کو طلسمی دیوار میں تبدیل کرنے لگا تھا جب کہ اس کام میں ابلیکا بھی اسکی مدد کر رہی تھی ۔

جب وہ طلسمی دیوار تیار ہو گئی تو یوناف نے جلی ہوئی لکڑی کے ایک کوئلہ سے دیوار پر عارب کی تصویر بنائی پھر اس تصویر کے پیٹ کے حصہ پر عارب کا نام لکھا پھر اس نے طلسمی دیوار کا عمل شروع کرتے ہوئے دیوار پر بنی ہوئی عارب کی تصویر کو چھری سے اذیتیں دینا شروع کر دی تھیں اس موقعہ پر ابلیکا نے پھر یوناف کی گردن پر لمس دیتے ہوئے مشورہ دیا اسے یوناف تم یوں ہی عارب کو اذیتیں دیتے رہو اور میں یہ دیکھ کر آتی ہوں کہ وہ تمہارے اس سحری عمل سے کس قدر اذیت اور دکھ میں مبتلا ہے یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا ہاں ابلیکا یہ ٹھیک ہے میں عارب کو اذیتیں دینے کا سلسلہ جاری رکھتا ہوں تم جاؤ اور واپس آکر مجھے اس کی حالت سے آگاہ کرو پس ابلیکا یوناف کی گردن سے علیحدہ ہو کر چلی گئی تھی۔

یوناف کے اس طلسمی دیوار کے عمل سے رات کے پچھلے حصہ میں عارب کرب اور اذیت میں تلملا اٹھا تھا اور وہ اپنے بستر سے اٹھ کر کمرے کے اندر ادھر ادھر بھاگتا ہوا شور و واویلا کرنے لگا تھا تھوڑی ہی دیر بعد اس کا شور سن کر یوسہ اور بینطہ بھی بھاگتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئیں اور ان دونوں نے دیکھا عارب کی حالت بری ہو رہی تھی وہ اپنا سر پیٹنے کے ساتھ ساتھ چلا بھی رہا تھا۔ اور اس کے جسم کے مختلف حصوں سے خون بہہ کر اس کے کپڑوں کو رنگین کرتا جا رہا تھا یوسہ اور بینطہ عارب کی حالت پر دونوں تڑپ کر رہ گئیں پھر وہ بھاگ کر آگے بڑھیں اور دونوں نے عارب کو پکڑ کر سنبھالا اور اسے اس کے بستر پر بٹھاتے ہوئے بینطہ نے پوچھا اسے میرے بھائی تمہاری کیا حالت ہو رہی ہے اور تمہیں کیا تکلیف ہے ۔

عارب نے انتہائی مشکل سے اپنی اس اذیت پر ضبط کرتے ہوئے کہا اسے میری بہنو ایسا لگتا ہے جیسے ساحرہ تدمرہ نے طلسمی دیوار پر میری تصویر بنا کر اسے اذیت دینی شروع کر دی ہو یقیناً یہ ویسی ہی اذیت ہے جو طلسمی دیوار سے دی جا سکتی ہے کیا تم دونوں بہنیں نہیں دیکھتی ہو کہ میرے اس عذاب کے علاوہ میرے جسم پر جگہ جگہ خراشیں بھی از خود ہی آگئیں ہیں اور ان سے خون نکلنا شروع ہو چکا ہے مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے کوئی انتہائی بے رحمی سے چھری کے ساتھ

Uploaded By Muhammad Nadeem

میرے جسم کو اذیتیں دے رہا ہو اور یہ بھی سن رکھو میری بہنوں کہ اگر یہ اذیت زیادہ دیر رہی تو میرے لیے یقیناً ناقابلِ برداشت ہو گی اور میں نہیں جانتا کہ پھر میرا انجام کیا ہو گا عارب کی اس گفتگو پر یوسہ نے انتہائی فکرمندی میں بنیطہ کو مخاطب کر کے کہا اسے بنیطہ میری بہن! تم یہیں رہو اور عارب کو سنبھالو میں طلسمی دیوار کو جا کر دیکھتی ہوں کہ وہاں تردرہ نے عارب کی تصویر بنا کر اسے اذیت میں تو نہیں مبتلا کر رکھا ہو سکتا ہے کہ رات کے وقت جو ہماری اس سے تلخ کلامی ہوئی تھی تو اس کے نتیجے میں اس نے یہ حرکت کر دی ہو اس پر بنیطہ نے انتہائی غصہ میں دانت پیستے ہوئے کہا اگر ساحرہ تردرہ نے ایسی گری ہوئی حرکت کی تو وہ بھی ہمارے عذاب اور ہماری قہرمانی سے بچ نہ سکے گی اسے یوسہ تم جاؤ دیکھ کر آؤ میں عارب کو سنبھالتی ہوں پس یوسہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائی اور وہ وہاں سے غائب ہو گئی تھی۔

تھوڑی ہی دیر بعد یوسہ لوٹ کر آئی اور اس نے عارب اور بنیطہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اسے عارب اور بنیطہ میں حیران ہوں کہ ساحرہ تردرہ سوئی ہوئی ہے اور طلسمی دیوار پر کسی قسم کی کوئی تصویر بھی نہیں پھر عارب یہ کیسی مصیبت اور اذیت میں مبتلا ہے خود دیکھ کر آ رہی ہوں کہ طلسمی دیوار بغیر کسی نقش کے ہے جب کہ ساحرہ تردرہ اپنی خوابگاہ میں گہری نیند سو رہی ہے اب سوچنے کا یہ مقام ہے کہ یہ عارب کو کس کی طرف سے اذیت پہنچائی جا رہی ہے اور اگر جیسا کہ عارب خدشات ظاہر کر رہا ہے یہ اذیت اسے طلسمی دیوار سے مل رہی ہے تو پھر میں سمجھتی ہوں کہ ساحرہ تردرہ کے علاوہ کوئی اور بھی طلسمی دیوار کا عمل جانتا ہے اور وہ اس وقت ہمارے خلاف متحرک ہے اور اسے بنیطہ یہ بھی ممکن ہے کہ جس طرح عزازیل نے ہمارے لیے طلسمی دیوار کا عمل جاننے والی اس ساحرہ تردرہ کو تلاش کیا ہے ایسے ہی کسی اور کو بھی یوناف نے بھی تلاش کر لیا ہو جو طلسمی دیوار کے عمل پر عبور رکھتا ہو اور اگر ایسا ہو چکا ہے تو پھر یوناف ہمارے لیے پہلے سے زیادہ خطرناک اور تکلیف دہ ہو جائے گا یوسہ کہتے کہتے خاموش ہو گئی تھی کیونکہ رات کے اس وقت ان کے کمرے میں عزازیل نمودار ہوا تھا اسے دیکھتے ہی یوسہ اور بنیطہ کھڑی ہو گئیں تھیں۔

قریب آ کر عزازیل نے یوسہ اور بنیطہ کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا کہ عارب کیسی اذیت میں مبتلا ہے جو اس کے جسم پر جگہ جگہ سے خون بہہ رہا ہے اور یہ ایک ناقابلِ برداشت تکلیف میں مبتلا دکھائی دے رہا ہے قبل اس کے یوسہ یا بنیطہ میں سے کوئی بولتا عارب خود ہی عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا اسے آقا مجھے یوں لگ رہا ہے جیسے کوئی طلسمی دیوار کے عمل کو میرے خلاف حرکت میں لائے ہوئے ہو میں نے یوسہ کو بھیج کر پتہ کرایا ہے کہ شاید ساحرہ تردرہ کی طرف سے مجھے اس تکلیف میں مبتلا کرنے کی کوشش کی گئی ہو لیکن ساحرہ تردرہ اس وقت اپنے کمرے میں گہری نیند سو رہی ہے جب کہ طلسمی دیوار ہر طرح کے نقش سے خالی ہے پھر نہ جانے کس کی طرف سے مجھے ایسی تکلیف میں مبتلا کر لیا گیا ہے اور اگر یہ یوناف کی طرف سے ہے تو پھر یقیناً یوناف ہمارے لیے پہلے سے کہیں زیادہ خطرناک اور تکلیف دہ ہو چکا ہے۔

عارب کی یہ گفتگو سن کر عزازیل کے چہرے پر ہلکی ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ چند قدم آگے بڑھا ہوا بولا اسے عارب یہ کوئی اتنی اہمیت کی بات نہیں ہے دیکھو میں ابھی تمہیں اس اذیت سے نجات دئیے دیتا ہوں اس کے ساتھ ہی عزازیل آگے بڑھا اور پھر وہ عارب کی طرف اپنی پشت کر کے کھڑا ہو گیا اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے پاؤں کو کچھ پھیلایا اور دونوں بازو فضا کے اندر خوب اکڑا کر بلند کرتے ہوئے اس نے کوئی عمل شروع کیا جس کے جواب میں عارب کی تکلیف جاتی رہی تھی وہ بالکل پرسکون ہو گیا تھا اور اس کے جسم سے جو خون بہنے لگا تھا وہ بھی اب بند ہو چکا تھا عزازیل نے اپنے دونوں بازو فضا میں بلند رکھتے ہوئے ہی مڑ کر عارب کی طرف دیکھا اور اسے پرسکون پا کر اس نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا اسے عارب جب تک میں اپنے اس انداز میں تمہارے سامنے کھڑا ہوں تمہیں کوئی اذیت اور تکلیف نہ ہو گی۔

○

یوناف اپنی طلسمی دیوار پر عارب کی بنائی ہوئی تصویر کو چھری سے اذیتیں دے رہا تھا کہ ایلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور کہا اسے یوناف اب اس عمل کو بند کر دو اس لیے کہ اس کی اب ضرورت نہیں رہی یوناف نے دیوار پر بنی ہوئی عارب کی تصویر سے چھری ہٹالی اور پوچھا اسے ایلیکا تم کیا کہنا چاہتی ہو اور اب اس عمل کی کیوں ضرورت نہیں رہی اس پر ایلیکا نے کہا اسے یوناف تمہارے اس عمل سے عارب انتہائی تکلیف دہ اذیت میں مبتلا تھا اور اس کے جسم پر جگہ جگہ سے خون بہنے لگا تھا میں یہ سب کچھ خود دیکھ کر آئی ہوں اور اس تکلیف پر عارب کو یہ شک گزرا تھا کہ شاید ساحرہ تردرہ نے اس کی یہ حالت کر دی ہے اس پر انہوں نے یوسہ کو تحقیق کرنے کے لیے بھیجا لیکن وہ یہ دیکھ کر حیران اور پریشان ہوئے کہ طلسمی دیوار پر کوئی نقش نہ تھا اور ساحرہ تردرہ اپنے کمرے میں گہری نیند سو رہی تھی پر تھوڑی ہی دیر بعد اسے یوناف وہاں عزازیل نمودار ہوا وہ عارب کے سامنے آ کھڑا ہوا ہے اور اس نے وہاں اپنا کوئی ایسا عمل کیا ہے کہ جس کی وجہ سے عارب کو طلسمی دیوار کی اس اذیت سے نجات مل گئی ہے لیکن اسے یوناف ہم عارب کے ساتھ عزازیل کو بھی معاف نہ کریں گے اس لیے کہ عزازیل عارب یوسہ اور بنیطہ سے بھی بدترین دشمن ہے لہٰذا اسے یوناف عزازیل اس وقت جس انتہائی شکل و صورت میں ہے وہ میں تمہاری اس طلسمی دیوار پر تصویر بناتی ہوں لہٰذا تم

اس عزازیل کی شبیہ کو اپنے سری عمل سے اذیت دینا اور اس طرح وہی اذیت عزازیل کو بھی پہنچے گی اور
اسے یہ احساس ہو جائے گا کہ اگر وہ عارب کی مدد کو آتا ہے تو عارب کی طرح اسے بھی عذاب میں
مبتلا کیا جا سکتا ہے۔

یوناف نے محسوس کیا کہ ابیکا تیزی کے ساتھ اس کی گردن سے علیحدہ ہو گئی تھی پھر یوناف نے
یہ بھی دیکھا کہ اس کی طلسمی دیوار پر وہاں کونے کے ساتھ بڑی تیزی سے عزازیل کی شبیہ بننے لگی تھی جب
طلسمی دیوار پر عزازیل کی وہ شبیہ مکمل ہو گئی تو ابیکا نے پھر یوناف کی گردن پر لمس دیتے ہوئے یوناف کو
ہدایات دینے کے انداز میں کہا اے یوناف تھوڑی دیر قبل تک جس طرح تم عارب کی تصویر کو اذیت
پہنچاتے رہے ہو ایسے ہی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر طلسمی دیوار پر بنی ہوئی عزازیل کی اس شبیہ کو اذیت
دو اور پھر دیکھتے ہیں کہ عزازیل کیسے اور کیوں کر ہمارے سری عمل سے بچ سکتا ہے۔

ابیکا کی اس گفتگو پر یوناف کے چہرے پر گہری اور پُرسکون مسکراہٹ بکھر گئی تھی اس کے
ساتھ ہی اس نے چھری سنبھالی اور دیوار پر بنی ہوئی عزازیل کی تصویر پر اپنا سری عمل کرنے کے لیے
وہ آگے بڑھا تھا عارب کو یوناف کی طرف سے طلسمی دیوار کے اذیت ناک عمل سے بچانے کے
لیے عزازیل عارب کے سامنے اس کی طرف پشت کیے ہوئے کھڑا تھا اس وقت جب یوناف نے اس
کے خلاف بھی

اپنے سری عمل کی ابتداء کی تو عزازیل ایک اذیت ناک تکلیف کا اظہار کرتے ہوئے زمین پر گر پڑا وہ
بُری طرح واویلا کرنے لگا تھا اور اس کے جسم پر مختلف جگہوں پر خراشیں آ کر وہاں سے خون بہنے لگا
تھا عارب ہوسرا اور منطہ عزازیل کی اس حالت پر پریشان اور فکرمند ہو کر رہ گئے تھے اچانک
عزازیل بے بسی کی حالت میں کمرے کے فرش پر گر گیا پھر وہ اپنے آپ کو طلسمی دیوار کے عمل سے بچانے
کے لیے اپنی قوتوں کو حرکت میں لایا اور وہاں سے وہ غائب ہو گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد عزازیل پھر عارب کے کمرے میں نمودار ہوا اور اس بار اس نے پُرسکون انداز
میں ان تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میرے عزیزو کو عارب کی طرح مجھے بھی طلسمی دیوار کے عذاب
میں مبتلا کر دیا گیا تھا لیکن میرا اس مصیبت میں مبتلا ہونا بھی تمہارے لیے سودمند ثابت ہوا ہے اس
لیے کہ میں نے اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کا ایک طریقہ بھی جان لیا ہے اور وہ یوں جب کوئی تمہیں
طلسمی دیوار کی اذیت میں مبتلا کرے تو تم فوراً اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے اپنی شکل
تبدیل کر لو اور ایسا کرنے کے بعد تم یقیناً طلسمی دیوار کے عمل سے نجات پا لو گے اور وہ اس طرح

کہ جس وقت میں تمہارے سامنے طلسمی دیوار کے سحر میں مبتلا ہوا تو میں اپنی قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے فوراً
یہاں سے غائب ہو گیا پس میں جب انسانی صورت سے نکل کر اپنی اصلی حالت پر آیا تو وہ طلسم آپ سے
آپ مجھ پر سے جاتا رہا پس میں تمہیں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ جب کبھی بھی تمہیں ایسی اذیت میں ڈالا جائے
پھر تو پھر اپنی ہیت کو بدل کر تم اس سے چھٹکارا حاصل کر سکتے ہو۔

عزازیل ذرا رکا پھر ان تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے دوبارہ کہہ رہا تھا اور اے میرے
عزیزو میری ایک اور بھی بات یاد رکھو کہ اب جب کہ ہم پر واضح ہو چکا ہے کہ ساحرہ تردرہ کے علاوہ
بھی کوئی طلسمی دیوار کا عمل جانتا ہے اور اگر یہ عمل جاننے والا یوناف ہے تو پھر وہ ہمیں بار بار
اس عذاب اور اذیت میں ڈالتا رہے گا پس تم کل سے ساحرہ تردرہ پر زور ڈالنا شروع کر دو
کہ وہ تم تینوں کو طلسمی دیوار کا سحری عمل سکھا دے اور اے میرے عزیزو ذہن رکھو اگر ساحرہ تردرہ
نے تم تینوں کو یہ عمل سکھانے سے انکار کر دیا تو پھر تم اسے دھمکی دے دینا کہ اگر اس نے تم تینوں کو
طلسمی دیوار کا عمل نہ سکھایا تو وہ ہر صورت میں اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گی اور تم جانو ہر ایک کو
اپنی جان عزیز ہوتی ہے پس جب ساحرہ تردرہ کو یہ خبر ہو جائے گی کہ اس نے اگر طلسمی دیوار کا عمل نہ سکھایا
تو تم تینوں اس پر موت بن کر نازل ہو جاؤ گے تو وہ ہر صورت میں تم تینوں کو یہ عمل سکھانے پر آمادگی کا اظہار
کر دے گی۔

اور یہ عمل سیکھنے کے بعد تم یقیناً آنے والے دور میں یوناف کو اپنے سامنے مجبور اور بے بس
کر دینے پر قادر ہو جاؤ گے سو اے میرے عزیزو تم کل سورج طلوع ہونے کے بعد ساحرہ تردرہ
سے سری عمل حاصل کرنے کی جدوجہد کا آغاز کر دو اس کے ساتھ ہی عزازیل وہاں سے چلا
گیا تھا۔

دوسرے روز جب سورج طلوع ہو چکا اور عارب جوسہ منیظہ اور تردورہ ایک بڑے
کمرے میں بیٹھ کر صبح کے ناشتے سے فارغ ہو چکے اور ساحرہ تردورہ وہاں سے جانے لگی تو عارب
نے اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہا اے تردورہ تھوڑی دیر اور یہاں بیٹھو میں جوسہ اور منیظہ ایک
اہم موضوع پر تمہارے ساتھ گفتگو کرنا چاہتے ہیں عارب کے کہنے پر تردورہ دوبارہ اپنی جگہ پر
بیٹھتی ہوئی بولی کہو تم تینوں مجھ سے کیا کہنا چاہتے ہو اس پر عارب جوسہ اور منیظہ نے ایک بار گہری
اور پُرمعنی نگاہوں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر آنکھوں ہی آنکھوں میں انہوں نے کوئی فیصلہ کر لیا

تھا اب عارب اس ساحرہ تردورہ کو مخاطب کرتے ہوئے بولا اے ساحرہ ہم تینوں نے مل کر یہ عہد اور
فیصلہ کیا ہے کہ آج ہر صورت میں ہم تم سے طلسمی دیوار کا سری عمل جان کر رہیں گے سوائے ساحرہ اپنے
اسی عہد اپنے اسی فیصلہ کو مدِنظر رکھتے ہوئے میں تمہیں تاکید تنبیہ کرتا ہوں کہ تم آج ہی ہمیں طلسمی دیوار کا
عمل سکھا دو ورنہ یاد رکھو ——

عارب کی بات کاٹتے ہوئے ساحرہ تردورہ نے فوراً پوچھ لیا ورنہ تم میرا کیا بگاڑ
لو گے ساحرہ تردورہ کے اس سوال پہ عارب کی آنکھوں میں حقارت بہ یک رقص کرنے لگی
تھیں اس کی حالت صحرا کے شرربار بگولوں اور رجان کنی کے خوفناک لمحات جیسی ہو گئی تھی پھر
اس نے جھلسا دینے والی آگ اور بجلیوں کی لپکتی زبان کی مانند ساحرہ تردورہ کو مخاطب کر کے رگوں
میں چنگاریاں بھر دینے والے لہجے اور ہولناک آواز میں کہا اے ساحرہ تردورہ تو کسی غلط فہمی اور
بدگمانی کے اندر مبتلا نہ رہنا ہم تینوں طلسمی دیوار کا عمل نہ جانتے ہوئے بھی سری قوتوں میں تم سے زیادہ
اہم اور پُرقوت ہیں بس میں تمہیں تنبیہ کرتا ہوں کہ اگر تو نے آج ہمیں طلسمی دیوار کا سری عمل نہ سکھایا تو
آج کا دن تیری زندگی کا آخری دن ہو گا اور مجھے امید ہے کہ تم موت پر زندگی کو ترجیح دیتے ہوئے
ہمیں یہ سری عمل ضرور سکھا دو گی ۔

عارب کی اس گفتگو پر ساحرہ تردورہ کے حسین لبوں پہ ہلکی ہلکی مگر طنزیہ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر
اس نے اپنی چنگاریاں برساتی ہوئی آنکھوں سے عارب کی طرف دیکھتے ہوئے طوفانی بھرپور قوت کا
مظاہرہ کرنے کے انداز میں کہا اے عارب تم تینوں خود کسی غلط فہمی اور بدگمانی میں مبتلا نہ ہونا اگر تم تینوں یہ
سمجھتے ہو کہ تم مجھے موت کی دھمکی دے کر میرا یہ طلسمی دیوار کا سری عمل حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤ
گے۔ نہیں ہرگز نہیں اور —— اور

سنو! یہ تمہاری بدخیالی ہے اگر تم نے یہ عمل حاصل کرنے کے لیے مجھ پر سختی بھی کی تو یاد رکھنا میں
اس عمل کی ایسی حفاظت کروں گی کہ تم تینوں کے سامنے میں زندگی پر موت کو ترجیح دے دوں گی تم
تینوں مجھے صاف اور کھل کر سن لو کہ میں کسی بھی صورت تم تینوں کو طلسمی دیوار کا سری عمل نہ سکھاؤں گی۔
پہلے میں نے ارادہ کیا تھا کہ اگر تم تینوں میرے بھروسہ اور اعتماد پر پورے اترے تو میں تمہیں یہ سکھا دوں
گی لیکن اب میں نے ٹھان لیا ہے کہ تم تینوں بدنیت ہونے کے ساتھ بدمعاملہ بھی ہو لہٰذا میں تم تینوں کو
یہ عمل سکھانے سے صاف طور پہ انکار کرتی ہوں اس پر عارب نے حیوانی اور درندگی کی سی کیفیت
میں کہا اے ساحرہ تردورہ ہم تینوں تمہیں دوپہر تک کی مہلت دیتے ہیں اگر تم نے دوپہر تک ہمیں یہ

عمل نہ سیکھایا تو پھر یاد رکھو آج کے دن کی دو پہر تمہاری زندگی آخری دو پہر ہو گی۔

ساحرہ تردرہ فوراً اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی اور نفرت کا زہر برساتی ہوئی اپنی آواز میں اس نے کہا میں نے تم جیسے موت کی دھمکیاں دینے والے بہت دیکھ رکھے ہیں دو پہر بہت دور کی بات ہے میں ابھی وقت تمہیں پختہ عزم کے ساتھ کہتی ہوں کہ میں کسی بھی صورت تمہیں یہ سری عمل نہ سیکھاؤں گی اس کے ساتھ ہی ساحرہ تردرہ نفرت کے اظہار کے طور پر زور سے پاؤں پٹختی ہوئی وہاں سے چلی گئی تھی ساحرہ تردرہ کے یوں چلے جانے کے بعد عارب نے یوسہ اور بینطہ کو مخاطب کرتے ہوئے رازدارانہ انداز میں کہا اے میری عزیز بہنوں تم دونوں اس ساحرہ تردرہ پر نگاہ رکھنا کہ وہ دو پہر تک یہاں سے نکل کر کہیں اور نہ جانے پائے وہ ہماری اس دھمکی کی اطلاع مصری ملکہ دلوکہ کو بھی کر سکتی ہے اور اگر ایسا ہوا تو سن رکھو ہم نہ صرف طلسمی دیوار کے عمل سے محروم ہو جائیں گے بلکہ مصری سرزمین کے اندر ہمارا رہنا بھی مشکل اور ناممکن ہو کر رہ جائے گا پس دو پہر تک ساحرہ تردرہ اگر اپنے کمرے سے نکل کر کہیں جانے کی کوشش کرے تو فوراً مجھے اطلاع کرنا ہم تینوں مل کر اس کا تعاقب کریں گے اور اگر اس نے مصری ملکہ دلوکہ کی طرف جانے کی کوشش کی تو ہم راستے میں ہی اس کا کام تمام کر کے رکھ دیں گے اس طرح ہم پر کوئی شک بھی نہیں کرے گا کہ ہم نے ساحرہ تردرہ کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے بلکہ لوگ یہی جانیں گے کہ ساحرہ کے کسی دشمن نے یہ کارروائی کی ہے۔

اے میری بہنوں تم اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر غائب ہو جاؤ اور ساحرہ تردرہ کے کمرے کے اطراف میں ٹہلتی رہو جب بھی وہ اپنے کمرے سے نکل کر کہیں جانے کی کوشش کرے تو فوراً مجھے اطلاع کر دینا! اب میں اپنے کمرے کی طرف جاؤں گا اس کے ساتھ ہی یوسہ اور بینطہ اپنی سری قوتوں کو عمل میں لا کر وہاں سے غائب ہو گئیں تھیں جب کہ عارب وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف جا رہا تھا۔ عارب کو اپنے کمرے میں آ کر بیٹھے ہوئے ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ اچانک یوسہ اور بینطہ اس کے کمرے میں نمودار ہوئیں۔

پھر یوسہ نے بدحواسی آواز میں کہا اے عارب میرے بھائی تمہارے اندیشے اور خدشات درست ثابت ہوئے ہیں آؤ ہمارے ساتھ ساحرہ تردرہ کا تعاقب کریں اس لیے کہ وہ اپنے کمرے سے نکل کر کہیں جانے کا ارادہ رکھتی ہے اس پر عارب فوراً بول پڑا اور کہا آؤ میری بہنوں وقت ضائع کیے بغیر ہم تینوں ساحرہ تردرہ کا تعاقب کریں پس وہ تینوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور انسانی آنکھ سے اوجھل ہو کر وہ ساحرہ تردرہ کی طرف لپکے تھے انہوں نے دیکھا ساحرہ تردرہ

اپنے کمرے سے نکل کر عمارت سے باہر آئی پھر وہ دائیں ہاتھ مڑتی ہوئی دریائے نیل کے کنارے کنارے شمال کی طرف بڑھنے لگی تھی جب کہ عارب یوسہ اور بینطہ انسانی آنکھ سے اوجھل ہی رہ کر اس کا تعاقب کر رہے تھے اس موقع پر عارب نے حیرت اور پریشانی میں ملے جلے جذبات میں یوسہ اور بینطہ کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ اے میری بہنوں یہ ساحرہ تردرہ کدھر جا رہی ہے اگر یہ ملکہ دلوکہ کے محل کی طرف جانے کا ارادہ رکھتی ہے تو پھر مصری ملکہ کا محل تو جنوب میں رہ گیا ہے جب کہ ساحرہ تردرہ شمال کی طرف شہر سے باہر نکلنے کی کوشش کر رہی ہے۔

اس موقع پر حسین یوسہ نے بولتے ہوئے عارب سے کہا۔ اے عارب میرے بھائی کہیں ایسا تو نہیں کہ ساحرہ تردرہ کے یوناف کے ساتھ مراسم ہوں یوناف نے کسی قوت یا محبت سے کام لے کر اس سے طلسمی دیوار کا سری عمل بھی حاصل کر لیا ہو اور یہ ساحرہ تردرہ اس وقت ہمارے خلاف مدد حاصل کرنے کے لیے یوناف ہی کی طرف جا رہی ہو کیونکہ یہ دریائے نیل کے کنارے کنارے شمال کی سمت جدھر جا رہی ہے ادھر تو یوناف ہی کا محل ہے اس موقع پر بینطہ نے توجیہہ انداز میں یوسہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے یوسہ میری بہن قسم خداوند لازوال کی تمہارے اندیشے درست ہیں یہ ساحرہ تردرہ یقیناً ہمارے خلاف مدد حاصل کرنے کے لیے یوناف ہی کی طرف جا رہی ہے۔

بینطہ کے خاموش ہونے پر عارب نے فیصلہ کن انداز میں کہا اے میری بہنوں اگر یہ ساحرہ تردرہ ہمارے خلاف حرکت میں آنے کے لیے یوناف کی طرف جا رہی ہے تو پھر سن رکھو اس کی زندگی کے چند لمحات باقی ہیں اس لیے کہ جب یہ یوناف کے محل کی پہلی ہی سیڑھی پر قدم رکھے گی تو میں اس بدبخت اور بدنیت ساحرہ تردرہ کا کام تمام کر کے رکھ دوں گا۔

اس گفتگو کے جواب میں یوسہ نے تفکرات سے بھری ہوئی آواز میں کہا اے عارب میرے بھائی یہ بھی سن رکھو کہ یوناف کے محل کی پہلی ہی سیڑھی پر ساحرہ تردرہ کا کام تمام کرنے کے بعد ہمیں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے

یہاں سے غائب ہو جانا پڑے گا اس لیے کہ جب یوناف کو اس ساحرہ تردرہ کے مرنے کی خبر ہو گی تو وہ ضرور ہمارے خلاف حرکت میں آئے گا اور اگر ساحرہ تردرہ کے اس کے ساتھ مراسم ہیں تو اسے یہ جاننے میں دیر نہ لگے گی کہ ساحرہ کا قتل ہم تینوں نے ہی کیا ہے لہٰذا وہ ضرور ہمارے خلاف حرکت میں آئے گا اور اس بار اس کا ہمارے خلاف حرکت میں آنا زیادہ اندیشناک ہو گا اس لیے کہ اپنی پہلی سری قوتوں کے علاوہ یوناف یقیناً ساحرہ تردرہ سے طلسمی دیوار کا سری عمل بھی حاصل کر چکا

ہوگا اور ہو سکتا ہے اس سری عمل کا دہ بھی یوناف نے ساحرہ تر دورہ سے دیگر نفع بخش عمل بھی حاصل کر لیے ہوں ایسی صورت میں یوناف ہمارے لیے پہلے کی نسبت زیادہ ضرر رساں اور خطرناک ثابت ہوگا پس ہمیں یوناف کی اذیت سے بچنے کے لیے طلسمی دیوار کی عمارت سے کچھ عرصہ کے لیے غائب رہ کر عزازیل کے احکامات کا انتظار کرنا چاہیے اور پھر عزازیل کے احکامات ملنے کے بعد ہم اپنے لیے کسی نئے لائحہ عمل کی ابتدا کریں گے۔

بیوسہ جب خاموش ہوئی تو عارب نے کہا اے بیوسہ میری بہن میں سو فی صد تمہارے خیالات سے اتفاق کرتا ہوں یقیناً ساحرہ تر دورہ کا خاتمہ کرنے کے بعد ہمیں ممفس شہر سے غائب رہ کر عزازیل کے احکامات کا انتظار کرنا ہوگا اور میرا خیال ہے کہ ساحرہ تر دورہ کو قتل کرنے کے بعد ہم سقارہ کے ان میدانوں کی طرف نکل جائیں گے جہاں پر ماضی کے فرعونوں نے اپنے احرام تعمیر کر رکھے ہیں۔

عارب کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ ساحرہ تر دورہ دریائے نیل کے بائیں کنارے کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتی ہوئی اب یوناف کے محل کے قریب آ گئی تھی اس پر عارب نے پھر اپنے سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے کہا اے میری بہنوں تمہارے اندیشے درست ثابت ہوئے کہ ساحرہ تر دورہ یقیناً یوناف ہی کی طرف آ رہی ہے اور میرے خیال میں یہ یوناف کو طلسمی دیوار کا عمل سکھا چکی ہے۔ اور گزشتہ رات جو مجھے اور محترم عزازیل کو اذیت اور کرب میں مبتلا کیا گیا تھا تو میں سمجھتا ہوں یہ عمل یوناف ہی کی طرف سے تھا۔

پس اے میری بہنوں تم دیکھتی ہو کہ یہ ساحرہ تر دورہ یوناف کے محل کے بالکل قریب آ رہی ہے سو تم دیکھو جب یہ پہلی ہی سیڑھی پر قدم رکھتی ہے تو میں کیسے ہولناک انداز میں اس کا خاتمہ کیے دیتا ہوں عارب کی اس گفتگو پر بیوسہ اور رینظہ خاموش ہی رہیں۔ اور ساحرہ تر دورہ یوناف کی طرف جانے کے لیے آگے بڑھتی ہوئی جب اس کے محل کے قریب آئی اور جوں ہی اس نے ان سیڑھیوں پر قدم رکھنا چاہا جو محل کے سامنے دریائے نیل تک پھیلی ہوئی تھیں۔

تو عارب اپنے کسی سری عمل کو حرکت میں لایا اور جوں ہی اس نے اپنا ہاتھ ساحرہ تر دورہ کی طرف بلند کیا تو پہلی ہی سیڑھی پر قدم رکھتے ہوئے ساحرہ تر دورہ نے ایک ہولناک اور کرب خیز چیخ بلند کی اور پہلی ہی سیڑھی پر گرتے ہوئے وہ تڑپ تڑپ کر ختم ہو گئی تھی جب کہ عارب بیوسہ اور رینظہ فوراً وہاں سے چلے گئے تھے۔

یوناف اور قرطبیہ تمنت نام کی بستی کے مغربی حصے میں نمودار ہوئے۔ اس لمحہ ابیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور ابھی ابیکا اس سے کچھ کہنے ہی والی تھی کہ یوناف نے پہلے

ساحرہ تردرہ کی کرب ناک چیخ سن کر یوناف بھاگتا ہوا جب اپنے محل سے باہر نکلا تو اس نے دیکھا تو دریائے نیل کے کنارے اس کے محل کی پہلی سیڑھی پر ساحرہ تردرہ کی لاش پڑی ہوئی تھی وہ بدحواس ہو کر وہاں بیٹھ گیا اور ساحرہ تردرہ کی جب اس کی حالت کا جائزہ لیا تو وہ اداس اور افسردہ ہو گیا تھا اس لیے کہ ساحرہ تردرہ مر چکی تھی یوناف اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور غصے کی حالت میں اس نے خلاء میں گھورتے ہوئے کہا ساحرہ میں جانتا ہوں کہ تیرے قاتل کون ہیں تو ضرور عارب بوسہ اور بینظہ کے خلاف مجھ سے مدد طلب کرنے کے لیے آئی ہو گی اور ان تینوں نے تمہارا خاتمہ کر دیا ہو گا۔

کاش تم میرے پاس پہنچنے میں کامیاب ہو جاتی تو میں ان درندوں اور وحشیوں سے ضرور تیری حفاظت کرتا! کاش مجھے خبر ہوتی کہ وہ خونی بھیڑیئے تیرے درپے ہیں تو میں ضرور تیری مدد کو پہنچتا پھر یوناف کو نہ جانے کیا خیال گزرا کہ وہ پکار اٹھا۔ ابلیکا۔ ابلیکا تم کہاں ہو ابلیکا کی طرف سے کوئی جواب نہ ملنے پر یوناف نے پھر پکارا! اسے ابلیکا تو کہاں ہے مصیبت اور دکھ کے ان لمحات میں میں بڑی ضرورت محسوس کرتا ہوں۔

چند ہی لمحوں بعد ابلیکا نے یوناف کی گردن پر اپنا ریشمی لمس دیا پھر اس نے دکھ اور پریشانیوں کا بھرپور آواز میں پوچھا اسے یوناف یہ کیا ہوا تمہارے اس محل کی سیڑھیوں پر میں ساحرہ تردرہ کی لاش دیکھ رہی ہوں کس نے اس کے ساتھ یہ ظلم اور زیادتی کی ہے یوناف نے افسردہ اور غمگین سی آواز میں کہا۔ اسے ابلیکا میں سمجھتا ہوں عارب بوسہ اور بینظہ نے اس ساحرہ تردرہ کا خاتمہ کر دیا ہے میرے خیال میں ان تینوں نے اس سے طلسمی دیوار کا سری عمل جاننے کی کوشش کی ہو گی اور اس ساحرہ نے ان کے دباؤ کو قبول نہ کرتے ہوئے انہیں یہ سری عمل بتانے سے انکار کر دیا ہو گا اور ان کے خلاف مدد حاصل کرنے کے لیے یہ ساحرہ میری طرف آئی ہو گی جب کہ ان تینوں نے اس کا تعاقب کیا ہو گا اور پھر مزید یہ کہ ان تینوں نے اسے خاص طور پر میرے محل کی سیڑھیوں پر ختم کر دیا تاکہ میں یہ جان جاؤں کہ انہوں نے مجھ سے مدد حاصل کرنے کی اس ساحرہ کو کس قدر بھیانک اور خوف ناک سزا دی ہے پس اسے ابلیکا میں چاہوں گا کہ تم دیکھ کر آؤ کہ عارب بوسہ اور بینظہ اس وقت طلسمی دیوار کی عمارت کے اندر رہی ہیں۔

اگر ایسا ہے تو میں اسی وقت ان کی طرف جاؤں گا اور ان سے اس ساحرہ کا انتقام لوں گا! ابلیکا نے جواب میں کچھ بھی نہ کہا اور وہ یوناف کی گردن پر لمس دیتی ہوئی وہاں سے ہٹ گئی تھی۔ جب کہ یوناف وہیں ساحرہ تردرہ کی لاش پر کھڑا ہو کر اس کی واپسی کا انتظار کرنے لگا تھا تھوڑی دیر

بعد ابلیکا لوٹ کر آئی اور یوناف کی گردن پر اس نے پھر لمس دیتے ہوئے غمگین سی آواز میں کہا اسے یوناف میرے حبیب وہ تینوں اس وقت طلسمی دیوار کی عمارت میں موجود نہیں ہیں میرا خیال ہے کہ وہ اس ساحرہ تردرہ کا خاتمہ کرنے کے بعد کہیں روپوش ہو چکے ہیں یوناف نے ابلیکا کی اس بات کا کوئی جواب نہ دیا اپنے محل کے اندر جا کر وہ ایک کدال لے کر دوبارہ باہر آیا دریائے نیل کے کنارے اپنے محل کی سیڑھیوں کے پاس اس نے ایک کھودا اور ساحرہ تردرہ کو وہاں اس نے دفن کر دیا تھا۔

تھوڑی دیر تک یوناف ساحرہ تردرہ کی قبر پر افسردہ حالت میں کھڑا رہا پھر وہ کدال کندھے پر رکھے اپنے محل میں اندر داخل ہوا اور جب اس نے کدال فرش پر رکھ دی تو وہ ایک نشست پر بیٹھ گیا اور ساتھ ہی اس نے ابلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ اسے ابلیکا تو کہاں چلی گئی تھی میں نے تجھے کتنی بار پکارا تب کہیں جا کر تم نے میری گردن پر لمس دیا اسے ابلیکا اکثر ایسا ہوا ہے کہ تم رونما ہونے والے حالات سے پیشگی اطلاع اور خبر کر دیا کرتی تھی۔

کاش اس ساحرہ تردرہ کے سلسلہ میں بھی تم یہاں موجود ہوتی اور مجھے قبل از وقت اطلاع دے دیتی کہ عارب بوسہ اور بینظہ ساحرہ تردرہ کو اپنے ظلم و ستم کا نشانہ اور ہدف بنانے والے ہیں اور اگر ایسا ہو جاتا تو یقیناً میں ان ظالموں سے ساحرہ تردرہ کی حفاظت کر سکتا اسے ابلیکا کاش تم یہاں ہوتی کیا میں جان سکوں گا کہ جب ساحرہ تردرہ کے ساتھ یہ معاملہ ہو رہا تھا تو تم اس وقت کہاں تھیں۔

اس موقعہ پر ابلیکا نے اپنی موجوں کے گیت بارش کے سنگیت اور حسن کے نغموں جیسی آواز میں کہا اسے یوناف میں فلسطین کی سرزمین سے لوٹ رہی ہوں مجھے افسوس ہے کہ عارب بوسہ اور بینظہ کے ہاتھوں ساحرہ تردرہ کا قتل ہو گیا ہے کاش اس موقعہ پر میں یہاں ہوتی اور ان ظالموں کے مقابل میں ضرور ساحرہ تردرہ کی مدد کرتی پر اسے یوناف اب جب کہ ساحرہ تردرہ کا معاملہ ہو چکا ہے اس کے علاوہ عارب بوسہ اور بینظہ بھی یہاں سے بھاگ چکے ہیں تو میں سمجھتی ہوں ہمارا دریائے نیل کے کنارے کے اس محل میں یوں فضول ٹھہرنا بھی مناسب نہیں ہے اسے یوناف موسیٰ کی موت کے بعد بنی اسرائیل یوشع بن نون کی سرکردگی میں ارض کنعان داخل ہونے والے ہیں۔

اس موقعہ پر تمہیں یہ مشورہ دوں گی کہ فی الحال جب کہ عارب بوسہ اور بینظہ بھی یہاں موجود نہیں ہیں تم ساحرہ تردرہ کے انتقام کو التوا میں ڈال دو اور آؤ ارض کنعان کا رخ کریں اور ان کے اندر رہ کر یہ دیکھیں کہ خداوند اپنے عہد اور وعدہ کے مطابق کس طرح بنی اسرائیل کو ارض کنعان کے اندر داخل ہونے کی سعادت فرماتے ہیں۔

اسے یوناف بنی اسرائیل کے اندر اس وقت یوشع بن نون اور قالب بن یوفنا کی صورت میں نیکی کے فروغ اور نیکی کا کام کرنے والے لوگ موجود ہیں پس ہمیں بھی ان کے ساتھ اور بنی اسرائیل کے اندر رہ کر نیکی کے پھیلاؤ کا کام کرنا چاہیئے لہٰذا آؤ شوطار کے اس محل سے نکل کر ارضِ کنعان کا رخ کریں اور دیکھیں کہ کس طرح بنی اسرائیل پر خداوند کے عہد کی کیسے تکمیل ہوتی ہے ۔

ابلیکا کے خاموش ہونے پر یوناف نے دلگیری آواز میں کہا اسے ابلیکا اپنے محل کی سیڑھیوں پر ساحرہ تورہ کی لاش دیکھنے کے بعد میں نے اپنے دل میں عہد کیا تھا کہ میں ساحرہ تورہ کے اس قتل کا انتقام عارب بوسہ اور بلنطہ سے ضرور لوں گا ۔ اب جب کہ وہ تینوں یہاں سے بھاگ چکے ہیں اور تم مجھے ارضِ کنعان کی طرف چلنے کا مشورہ دے رہی ہو تو اسے ابلیکا میں نے ان حالات میں یہی فیصلہ کیا ہے کہ ساحرہ تورہ کے انتقام کو التوا میں ڈالتے ہوئے میں ارضِ کنعان کا رخ کروں گا لیکن اسے ابلیکا کیا ایسا مناسب نہ ہوگا کہ اس محل سے نکلنے سے پہلے اس محل کے اندر ایک ایسا عمل کر دوں کہ اگر اس محل کے اندر کوئی آباد ہونے کا ارادہ کرے تو وہ اپنے ارادہ کی تکمیل نہ کر سکے اس پر ابلیکا نے مسکراتی ہوئی آواز میں کہا یوناف تم ایسا عمل شوطار کے محل میں ضرور ڈالو تاکہ جب تم یہاں واپس آنا چاہو یہ محل تمہیں خالی اور غیر آباد حالت میں ملے ۔

پس یوناف نے شوطار کے اس محل کے اندر اپنا کوئی سری عمل ڈالا پھر اس نے بلند آواز میں ابلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اسے ابلیکا آؤ اب ارضِ کنعان کی طرف روانہ ہوں اور دیکھیں کہ اس مقدس سرزمین کے اندر خداوند کے عہد کی کیسے تکمیل ہوتی ہے اس کے ساتھ ہی یوناف دریائے نیل کے کنارے شوطار کے محل سے ارضِ کنعان کی طرف کوچ کر گیا تھا

مصر سے نکل کر یوناف شطیم کے مقام پر بنی اسرائیل میں آشامل ہوا تھا اور موسیٰ کی وفات کے بعد خداوند نے ان کے خلیفہ یوشع بن نون کو مخاطب کرتے ہوئے وحی کے ذریعے یوں فرمایا اسے یوشع جب کہ میرا بندہ موسیٰ گزر گیا ہے سو جب تو اٹھ اور ان سب لوگوں کو ساتھ لے کر اس پار سرزمین میں جا ۔

جسے میں بنی اسرائیل کو دیتا ہوں اور اسے یوشع جس جس جگہ تمہارے پاؤں کا تلوا لگے اسے میں نے تجھے دیا جس طرح میں نے موسیٰ کے ساتھ وعدہ کیا تھا سو بیابانوں اور اس لبنان سے لے کر بڑے دریا فرات تک کا سارا ملک اور مغرب یا بڑے سمندر تک تمہاری حکومت ہوگی تیری زندگی تک کوئی شخص تیرے سامنے کھڑا رہ نہ سکے گا اور جس طرح میں تیرا خداوند موسیٰ کے ساتھ ویسے ہی میں

تیرے ساتھ بھی ہوں میں نہ تجھ سے دست بردار ہوں گا اور نہ تجھے چھوڑوں گا سوائے یوشع تو مضبوط ہو جا اور حوصلہ رکھ کیونکہ تو اس قوم کو اس ملک کا وارث کرائے گا جسے اس نے اباؤ اجداد سے وعدہ کیا تھا کہ میں انہیں یہ سرزمین دوں گا ۔

اور اسے یوشع لوگوں سے کہو کہ وہ اس ساری شریعت پر عمل کریں جس کا حکم میرے بندہ موسیٰ نے تم لوگوں کو دیا تھا اور تو بھی اسی شریعت پر کاربند رہ اس سے نہ دائیں ہاتھ اور نہ بائیں ہاتھ مڑنا تاکہ جہاں تو جائے تجھے خوب کامیابی حاصل ہو سو شریعت کی یہ کتاب تیرے سامنے سے نہ ہٹے بلکہ تجھے دن اور رات اسی کا دھیان ہو تاکہ جو کچھ اس میں لکھا ہے اس سب پر تم لوگ احتیاط سے عمل کرو اور اگر تم لوگوں نے ایسا کیا تو اقبال مندی تمہارا نصیب بن کر رہ جائے گی

بنی اسرائیل اس وقت چونکہ شطیم کے مقام پر پڑاؤ کئے ہوئے تھے اور شطیم سے آگے بڑھنے کے لیے سب سے پہلے یریحو کی سرزمین آتی تھی لہٰذا یوشع بن نون نے یہ خیال کیا کہ یریحو پر حملہ آور ہونے سے پہلے اس سرزمین کی جاسوسی کر لینی چاہیے تاکہ اس کے حالات کا جائزہ لیتے ہوئے اس ملک پر حملہ کیا جائے اس مقصد کے لیے یوشع بن نون نے بنی اسرائیل میں سے دو آدمیوں کا انتخاب کیا ان دو میں سے ایک کا نام کیمم اور دوسرے کا نام یوسیاہ تھا ۔ پس یوشع بن نون نے ان دونوں کو طلب کیا جب یہ کیمم اور یوسیاہ یوشع بن نون پاس آئے تو آپ نے انہیں مخاطب کر کے کہا اسے میرے عزیزو خداوند کے حکم کے مطابق اب مجھے بنی اسرائیل کو لے کر آگے پیش قدمی کرنا ہوگی لہٰذا میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ شطیم سے یریحو کی طرف سے کوچ کرنے سے پہلے تم دونوں یریحو کی سرزمین کی طرف جاؤ وہاں کے حالات کا جائزہ لو اور پھر واپس آکر مجھے وہاں کے سارے حالات سے آگاہ کرو اور پھر میں ان ہی حالات کے مطابق اس سرزمین پر حملہ آور ہوں گا ۔

یوشع بن نون جب خاموش ہوئے تو ان دونوں میں سے یوسیاہ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے پوچھا اسے یوشع کیا ہمیں خاص یریحو شہر کا رخ کرنا چاہتے اور وہاں کے حالات کا جائزہ لے کر واپس شطیم کی طرف چلے آنا چاہیئے یوسیاہ کے استفسار پر یوشع بن نون نے کہا اسے یوسیاہ ایسا ہی ہوگا تم دونوں یہاں سے اموریوں کی سلطنت کے مرکزی شہر یریحو کی طرف روانہ ہو جاؤ اس قوم کا بادشاہ اپنے مرکزی شہر میں ہی رہتا ہے لہٰذا اس قوم کے مفصل حالات تم دونوں کو یریحو شہر سے ہی مل جائیں گے پس ان حالات سے مطلق خبریں حاصل کرنے کے بعد تم دونوں واپس شطیم چلے آنا اور اس کے بعد ہم اموریوں کی سلطنت پر اپنے حملہ کی ابتدا کریں گے اب تم دونوں یہاں سے کوچ کر جاؤ اور اس کے ساتھ ہی یوسیاہ اور کیمم ۔

یوشع بن نون کے سامنے سے ہٹ کر یریحو کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

بوسیاہ اور کیسم ایک روز یریحو شہر میں داخل ہوئے انہوں نے دیکھا وہ ایک بہت بڑا اور بارونق شہر تھا اور اس کے گرد پتھروں سے بنی ہوئی ایک خوب چوڑی اور مضبوط فصیل تھی شہر میں داخل ہونے کے بعد کیسم نے بوسیاہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میرے دوست اب جب کہ ہم اس اجنبی شہر میں داخل ہو چکے ہیں تو میں تمہیں یہ مشورہ دوں گا کہ ہمیں کسی ایسے مکان یا ایسی سرائے کے اندر قیام کرنا چاہیے جو بالکل شہر کی فصیل کے قریب ہو اس لیے کہ اگر خدانخواستہ یہاں کے باشندوں اور بادشاہ کو یہ خبر ہو گئی کہ ہم جاسوسی کی غرض سے ان کے شہر میں داخل ہوئے ہیں اور انہوں نے ہمیں گرفتار کرنے کی کوشش کی تو اگر ہم کسی ایسے مکان میں ٹھہرے ہوں جو فصیل کے قریب ہو تو وہاں سے ہمارے بھاگ نکلنے اور بچ جانے کے موقع پیدا ہو سکتے ہیں کیسم کی اس گفتگو پر بوسیاہ نے توصیفی انداز میں کیسم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے کیسم میرے عزیز تمہارا مشورہ بے حد معقول ہے لہٰذا آؤ پہلے کسی ایسی سرائے کو تلاش کریں جو شہر کی فصیل کے قریب ہو پس وہ دونوں یریحو شہر کے اندر گھومنے لگے تھے۔

تھوڑی دیر تک کیسم اور بوسیاہ دونوں یریحو شہر کے اندر گھوم پھر کر جائزہ لیتے رہے اس دوران انہوں نے مختلف لوگوں سے بنی اسرائیل کے متعلق طرح طرح کے سوالات کرتے ہوئے ان کے خیالات جاننے کی بھی کوشش کی تھی لیکن انہیں کوئی ایسی سرائے نہ ملی جو شہر کی دیوار کے قریب ہو تاہم ایک قریب بازار سے گزرتے ہوئے ان کی نگاہ ایک ایسی عورت پر پڑی جو اپنے مکان کے بیرونی دروازے پر بیٹھی ہوئی تھی اور انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ وہ مکان جس کے دروازے پر وہ عورت بیٹھی ہوئی تھی وہ مکان بالکل شہر کی فصیل کے ساتھ ملا ہوا تھا پھر بوسیاہ اور کیسم دونوں عورت کے پاس آئے اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کیسم نے پوچھا۔

اے خاتون ہم دونوں اس شہر میں اجنبی ہیں اور ایک خاص مقصد کے تحت اس شہر میں داخل ہوئے ہیں ہم کافی دیر سے اس شہر کے اندر گھوم پھر رہے ہیں اور ہمیں ایسی سرائے کی تلاش ہے جو شہر کی فصیل کے قریب ہو لیکن ہم ایسی کوئی سرائے تلاش کرنے میں ناکام رہے ہیں اے خاتون کیا تم ہم دونوں کو اس یریحو شہر کے اندر کسی ایسی سرائے کی نشاندہی کر سکتی ہو جو شہر کی فصیل کے ساتھ ہو اس عورت نے اس سوال پر پہلے ان دونوں کا جائزہ لیا پھر اس نے مدہم اور دھیمی سی آواز میں کہا۔

اے اس شہر میں داخل ہونے والے اجنبیو! سنو اس یریحو شہر کے اندر کوئی بھی سرائے ایسی نہیں ہے جو شہر کی فصیل کے قریب ہو ہاں اگر تم کسی احتیاط کے تحت ایسی جگہ قیام کرنا چاہتے ہو تو جو شہر کی

فصیل کے قریب ہو تو تمہارے قیام کے لیے میرا یہ ذاتی مکان حاضر ہے تم اس کے اندر جب تک چاہو قیام کر سکتے ہو اس عورت کی اس پیشکش پر بوسیاہ اور کیسم نے ایک دوسرے کو خوشی اور اطمینان کے سے انداز میں دیکھا۔

آنکھوں ہی آنکھوں میں انہوں نے کوئی فیصلہ کیا تب بوسیاہ نے اس عورت کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا اے خاتون تیرا کیا نام ہے اور تیرے گھر کے کتنے افراد ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ تو ہمیں اپنے گھر میں قیام کرنے کی پیشکش کر دے اور تیرے گھر کے دوسرے افراد اس پر آمادہ نہ ہوں سو اس وجہ سے تنازعہ اور جھگڑا اٹھ کھڑا ہو اور اگر ایسا ہوا تو یہ معاملہ ہمارے لیے ناپسندیدہ ہو گا۔

اس عورت نے بوسیاہ کے استفسار پر بتایا اے اجنبیو! پہلے تم دونوں اپنے نام کہو اس کے بعد میں تفصیل سے اپنا تعارف کراتی ہوں اس پر بوسیاہ بولا اے خاتون میرا نام بوسیاہ اور میرے ساتھی کا نام کیسم ہے اور ہم دونوں شطیم کی سرزمین کی طرف سے آئے ہیں جب بوسیاہ خاموش ہوا تب اس عورت نے کہا اے بوسیاہ میرا نام راحب ہے میں کسبی ہوں یعنی ایک پیشہ ور عورت ہوں اور اس مکان کے اندر میرے علاوہ کوئی دوسرا نہیں رہتا پس جب کہ میں تمہیں یہاں قیام کرنے کی پیشکش کر رہی ہوں تو اس گھر کے اندر کوئی اور ایسا فرد نہیں ہے جو تمہارے یہاں قیام کرنے میں مانع ہو پس تم بخوشی اندر آؤ اور جب تک چاہو میرے اس مکان کے اندر قیام کرو ساتھ ہی ساتھ میں تمہیں یہ بھی بتاتی چلوں کہ گو میں اس مکان کے اندر ایک ایسی عورت کی حیثیت سے اکیلی ہی رہتی ہوں لیکن اس شہر کے اندر میرے یہاں باپ بہن بھائی اور بہت سے دیگر رشتے دار بھی رہتے ہیں پر وہ ایسے مکانوں میں قیام کیے ہوئے ہیں جو یہاں سے فاصلہ پر ہونے کے علاوہ شہر کے وسطی حصہ پر ہیں تم یہاں اطمینان اور سکون سے قیام کر سکتے ہو۔

کیسم نے راحب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے خاتون جیسا کہ تم خود بتا چکی ہو کہ تم ایک کسبی اور پیشہ ور عورت ہو پس ہم تمہارے ہاں قیام کرنے کے لیے تیار ہیں اور تمہیں یہاں قیام کرنے کا معقول معاوضہ بھی دیں گے لیکن اے خاتون گواہ رہنا تمہارے ہاں قیام کرنے کے دوران ہم یہ بھول جائیں گے کہ تم ایک پیشہ وار اور کسبی عورت ہو اور نہ ہی تمہارے ان کاموں سے ہمارا کوئی سروکار ہو گا ہم دونوں شرفاء میں سے ہیں اور تمہارے ہاں قیام کے دوران ہماری اور تمہاری باہمی حیثیت کی سی ہو گی قصہ کیسم کی اس گفتگو پر راحب خوش ہو گئی اپنی جگہ سے اٹھ کر اپنے گھر کا دروازہ کھولا اور پھر اس نے انتہائی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا اگر ایسا ہے تو پھر دونوں آؤ جب تک چاہو اس گھر میں باعزت طور پر اس کے اندر قیام کر لیں راحب کے کہنے پر بوسیاہ اور کیسم دونوں اس راحب کے گھر میں داخل ہو کر وہاں قیام

پذیر ہو گئے تھے

بوسیاہ اور کیسم نے چند روز تک راحب کے گھر قیام کیا اور اس دوران شہر کے اندر گھوم پھر کر انہوں نے اپنی سودمندی کے لیے کافی اطلاعات فراہم کر لی تھیں ایک روز جب کہ وہ دونوں شام کا کھانا کھانے کے بعد گھر پر بیٹھے ہوئے تھے تو دروازے پر دستک ہوئی اس دستک پر بوسیاہ اور کیسم دونوں چونک اٹھے اور دونوں مستعد ہو کر دیوان سے ملحقہ کمرے میں آ کھڑے ہوئے دستک چونکہ دیوان خانے کے دروازے پر ہوئی تھی اور جب راحب نے وہ دروازہ کھولا تو تین مسلح جوان دیوان خانے میں داخل ہوئے اور راحب کو مخاطب کرتے ہوئے انہوں نے پوچھا اے راحب کیا گزشتہ چند دنوں کے دوران دو آدمیوں نے تمہارے ہاں قیام کیا ہے ان دونوں کے نام بوسیاہ اور کیسم بتائے گئے پس وہ دونوں ہی بنی اسرائیل کے جاسوس ہیں۔

اور وہ اس لیے ہمارے شہر میں داخل ہوئے ہیں تاکہ وہ یہاں کے حالات جاننے کے بعد قوم کو مطلع کریں اور اس کے بعد ان ہی حالات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے وہ ہماری سرزمین پر حملہ آور ہو جائیں گے تمہیں اے راحب ہمیں ہمارے بادشاہ نے تمہاری طرف بھیجا ہے اور ان ناموں کے دو جوان اگر تمہارے ہاں قیام کیے ہوئے تو تمہاری حب الوطنی کا تقاضہ یہی ہے کہ تم ان دونوں کو ہمارے حوالے کر دو ورنہ سن رکھو تمہارے مکان کی تلاشی لیں گے اور تلاشی کے دوران اگر ہم نے ان دونوں جوانوں کو تیرے گھر کے اندر سے ڈھونڈ نکالا تو پھر سن رکھو تمہاری حالت یریحو کے رہنے والوں کے لیے عبرت ہو کر رہ جائے گی۔

بوسیاہ اور کیسم نے ساتھ والے کمرے میں کھڑے ہو کر جب یہ گفتگو سنی تو وہ دونوں حرکت میں آئے اس کمرے سے نکل کر وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے مکان کی چھت پر چلے گئے وہاں چھت کے اوپر سن کی لکڑیوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے اور ان دونوں نے ان سن کی لکڑیوں کے اندر گھس کر اپنے آپ کو چھپا لیا تھا راحب چونکہ دیوان خانے اور اس سے ملحقہ کمرے کے بیچ والے دروازے میں کھڑی ہوئی تھی لہٰذا اس نے بوسیاہ اور کیسم کو سیڑھیوں کے راستے سے چھت پر چڑھتے ہوئے دیکھ لیا تھا جب کہ وہ تینوں مسلح سپاہی جو یریحو کے بادشاہ کی طرف سے آتے تھے وہ چونکہ دروازے سے ایک طرف ہٹ کر کھڑے ہوئے تھے لہٰذا وہ تینوں بوسیاہ اور کیسم کو چھت پر جاتے ہوئے نہ دیکھ سکے تھے بوسیاہ اور کیسم کے اس عمل نے راحب کو اور زیادہ دلیر کر دیا پس اس نے بادشاہ کے تینوں مسلح جوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میرے عزیزو میں ایک وطن اور قوم پرست عورت

ہوں میں اس سے انکار نہیں کرتی کہ اس نام کے دو شخص میرے پاس آئے تھے انہوں نے چند روز قیام بھی کیا۔

لیکن آج شہر کے پھاٹک بند ہونے سے کچھ پہلے وہ یہاں سے چلے گئے اور میں نہیں جانتی کہ وہ کہاں کدھر گئے ہیں اگر مجھے یہ خبر ہوتی کہ وہ دونوں بنی اسرائیل کے جاسوس ہیں تو میں یقیناً ان دونوں کو اپنے مکان کے اندر بند کر کے بادشاہ کو اس کی اطلاع کر دیتی سوائے میرے عزیزو وہ دونوں ابھی دور نہ گئے ہوں گے اور تم جلدی جلدی ان کا پیچھا اور تعاقب کرو اور مجھے امید ہے کہ تم ضرور ان دونوں کو جا لو گے تم تینوں کو میری ان باتوں کا یقین نہیں ہے تو پھر آؤ میں تمہیں فراخت کے ساتھ دعوت دیتی ہوں کہ تم میرے گھر کی تلاشی لے لو پھر راحب کی راہنمائی میں بادشاہ کے تینوں مسلح جوانوں نے راحب کے گھر کی تلاشی لی اور اس کے بعد وہ وہاں سے چلے گئے۔

ان کے جانے کے بعد راحب بھی شہر کے پھاٹک کے پاس جا کھڑی ہوئی تھی تھوڑی دیر بعد اور اس نے دیکھا جو تین آدمی اس کے گھر کی تلاشی ابھی لے کر گئے تھے ان کے ساتھ اور مسلح جوان بھی بوسیاہ اور کیسم کی تلاشی میں شہر سے باہر نکل گئے تھے۔

راحب شہر کے پھاٹک سے پھر گھر آئی اور اپنی چھت پر جا کر اس نے پکارا اے بنی اسرائیل کے فرزندو تم دونوں نے اپنے آپ کو کہاں چھپا رکھا ہے باہر آ جاؤ وہ بادشاہ کے تینوں مسلح جوان جو تم دونوں کی تلاش میں ادھر آئے تھے یہاں سے جا چکے ہیں اب اس مکان میں تمہارے لیے کسی قسم کا خطرہ نہیں ہے۔

راحب کی اس پکار پر بوسیاہ اور کیسم دونوں سن کی لکڑیوں سے باہر نکل آئے اور انہیں دیکھتے ہی راحب نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے میرے عزیزو مجھے خبر ہو گئی ہے کہ تم دونوں بنی اسرائیل کے جاسوس ہو اور اس سے پہلے بنی اسرائیل کی یہ خبریں بھی ہم تک پہنچ رہی ہیں کہ جس طرح خداوند نے بنی اسرائیل کو بحر قلزم کا پانی خشک کر کے نکالا اور کس طرح بنی اسرائیل اموریوں کے علاوہ موابیوں کے بادشاہ اور دیگر حکمرانوں پر غالب آ گئے اور یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے اے میرے عزیزو میں یقین کے ساتھ کہہ سکتی ہوں کہ خداوند نے یہ ملک تم کو دے دیا ہے اور تمہارا رعب یہاں کے باشندوں پر چھا چکا ہے اور اس ملک کے سارے باشندے اس غم اور پریشانی میں گھُسے جا رہے ہیں کہ نہ جانے کب اور کس وقت بنی اسرائیل ان پر حملہ آور ہو کر ان کا خاتمہ کر دیں اے میرے عزیزو میں سمجھتی ہوں کہ خداوند تمہارا خدا ہی آسمان کا اور زمین کا مالک ہے اور اے

میرے عزیزو تم دیکھتے ہو کہ تم دونوں کی جان محفوظ رکھنے کی خاطر میں نے بادشاہ کے مسلح جوانوں کے سامنے جھوٹ اور دروغ گوئی سے کام لیا ہے۔

وہ راحب نام کی کسی تھوڑی دیر تک خاموش رہی پھر اپنی بات کو جاری رکھتے وہ دوبارہ کہہ رہی تھی اے میرے عزیزو اریحو شہر سے کچھ مسلح گھوڑ سوار تم دونوں کے تعاقب میں شہر سے باہر گئے ہیں اس لیئے میں نے انہیں یہ تاثر دیا تھا کہ یوسیاہ اور کیسم نام کے دو جوان میرے پاس ٹھہرنے کے بعد شہر سے باہر نکل گئے ہیں سوائے میرے عزیزو آج کی رات تمہارے یہاں سے بھاگنے کی بہترین رات ہے تم دیکھتے ہو کہ میرا گھر شہر کی فصیل کے بالکل ساتھ ہے اور میرے گھر کی چھت والی کھڑکی عین شہر کی فصیل کے اوپر ہے پس میں ایک رسہ اپنے گھر کی اس پشت والی کھڑکی سے باندھ دیتی ہوں اور تم دونوں اس رسے کی مدد سے نیچے اتر کر شہر سے باہر نکل جانا شہر کے جنوب میں ایک پہاڑی سلسلہ ہے اور تم دونوں اسی پہاڑی سلسلہ کے اندر کہیں چھپ رہنا اور تین دن تک اسی پہاڑی سلسلے کے اندر قیام رکھنا اس دوران وہ لوگ جو تمہاری تلاش کے سلسلہ میں شہر سے باہر گئے ہیں لوٹ آئیں گے اور ان کی واپسی کے بعد بغیر کسی خطرے بغیر کسی خدشہ کے تم شطیم کی طرف روانہ ہو سکو گے۔

اے میرے عزیزو یہاں یریحو شہر سے کوچ کرنے سے قبل تم میرے ساتھ وعدہ کرو کہ جب بنی اسرائیل یریحو شہر کو فتح کریں گے تو میرے علاوہ میرے ماں باپ میرے بہن بھائی اور دیگر رشتہ دار بنی اسرائیل کی قتل و غارت سے محفوظ رہیں گے مجھے امید ہے جو نیکی اور بھلائی میں نے جو تمہارے ساتھ کی ہے اس کے صلہ میں تم ضرور میرے ساتھ ایسا وعدہ کرو گے یوسیاہ اور کیسم دونوں نے پہلے کچھ دیر آپس میں مشورہ کیا یوسیاہ نے راحب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے خاتون تم نے ہمارے ساتھ بہت بڑی نیکی اور بھلائی کی ہے اگر تو ہماری خاطر بادشاہ کے مسلح جوانوں کے ساتھ جھوٹ نہ بولتی تو یقیناً تمہارے گھر سے گرفتار کر لیئے جاتے اور یریحو کا بادشاہ اب تک ہمارے سر قلم کر چکا ہوتا۔

ہم تمہارے مہمان ہیں کہ تم نے ہماری خاطر جھوٹ بول کر ہم دونوں کی جانیں بچائیں پس اے راحب تمہاری اس نیکی کے صلہ میں ہم تمہیں یقین دلاتے ہیں کہ جب بنی اسرائیل اس شہر پر حملہ آور ہوں گے اور اس شہر کو فتح کریں گے تو ہر وہ شخص جو بھی تمہارے گھر میں پناہ لے گا قتل و غارت گری سے محفوظ رہے گا

یوسیاہ کے خاموش ہوتے پر کیسم نے راحب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے خاتون ہمارے جانے کے بعد تو اپنے گھر کی پچھلی کھڑکی کے ساتھ سرخ رنگ کا سوت باندھ دینا اور سرخ رنگ کا یہ سوت جو تمہاری کھڑکی کے ساتھ باندھا ہوا ہو گا بنی اسرائیل کی اس امر کی نشانی ہو گی کہ اس گھر کے اندر ہر فرد کو یقینی طور پر محفوظ اور مامون رکھا جاتا ہے میں پھر تو ہمارے یہاں سے جانے کے بعد اپنی کھڑکی سے سرخ رنگ کا سوت باندھ دینا ہم تمہیں یقین دلاتے ہیں کہ جب بنی اسرائیل اس شہر کو فتح کریں گے تو کوئی بھی اسرائیلی اس سرخ رنگ کے سوت کو دیکھتے ہوئے تمہارے گھر میں داخل ہونے کی کوشش نہ کرے گا کیسم کی اس گفتگو پر راحب نے خوش ہوتے ہوئے کہا اے میرے عزیزو تم دونوں نے اپنی گفتگو سے میرا دل ٹھنڈا اور روح کو پر سکون کر دیا ہے اب میں یہاں سے تمہاری روانگی کا بندوبست کرتی ہوں اور اس مقصد کے لیے تم دونوں میرے ساتھ آؤ۔

یوسیاہ اور کیسم دونوں چھپ چھپ کر راحب کے ساتھ ہو لئے تینوں چھت سے نیچے اترے راحب نے پہلے ان دونوں کے لیے کچھ زاد راہ تیار کیا پھر اس نے ایک لمبا رسہ لے کر اپنے گھر کی عقبی کھڑکی سے ایک سرا باندھ کر اس رسے کا دوسرا سرا لے کر دیوار سے باہر پھینک دیا تھا پھر اس نے تیار کیا ہوا زاد راہ یوسیاہ اور کیسم کے حوالے کرتے ہوئے کہا اے میرے عزیزو تم اس رسے کے ذریعے شہر کی فصیل وا دراہ سے باہر نکل کر کوہستانی سلسلہ میں روپوش ہو جاؤ رات کی اس تاریکی میں کوئی بھی تمہیں دیکھ نہ سکے گا اور تم تین دن تک ان پہاڑوں میں چھپے رہنے کے بعد محفوظ طریقہ سے شطیم کی طرف روانہ ہو سکو گے یوسیاہ اور کیسم دونوں نے شکریہ ادا کیا اور کھڑکی کے ساتھ باندھے ہوئے رسے کی مدد سے وہ فصیل کے باہر چلے گئے تھے ان کے جانے کے بعد راحب نے کھڑکی کے ساتھ باندھا ہوا رسہ کھول دیا اور وہاں اس کھڑکی کے ساتھ اس نے سرخ رنگ کا سوت باندھ دیا تھا۔

یوسیاہ اور کیسم تین دن تک یریحو کے نواحی کوہستانی سلسلہ میں چھپے رہے اور اس زاد راہ کو کھا کر گزرا کرتے رہے جو راحب نے ان کے لیے تیار کیا تھا تین دن کے بعد کیسم اور یوسیاہ نے کوچ کیا اور شطیم میں آ کر وہ یوشع بن نون کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یریحو شہر میں قیام کے دوران جو کچھ انہوں نے دیکھا تھا وہ سب عن و عن کہہ سنایا یوسیاہ اور کیسم سے یریحو کے حالات سننے کے بعد یوشع بن نون نے بنی اسرائیل کے ساتھ شطیم سے کوچ کیا اور میردن کی وادیوں میں داخل ہوئے یوشع بن نون کے حکم پر بنی اسرائیل نے لگاتار تین دن تک میردن کی وادیوں میں قیام کیا پھر یوشع بن نون نے یہاں سے بھی کوچ کرنے کا حکم جاری کر دیا تھا۔

کوچ کا حکم دیتے ہوئے یوشع بن نون نے بنی اسرائیل کو مخاطب کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ وادی میردن سے یریحو کی طرف روانگی کے وقت تابوت سکینہ یعنی عہد کا صندوق جسے کاہن اٹھائے ہوئے

ہوں گے بنی اسرائیل کے آگے آگے رہے گا اور بنی اسرائیل تقریباً دو ہزار ہاتھ کا فاصلہ رکھ کر اس تابوت سکینہ کے پیچھے پیچھے آگے بڑھیں گے اور وہ اس لیے کہ بنی اسرائیل کو ان راستوں کی خبر نہیں ہے لہٰذا جس راستے پر تابوت سکینہ کو لے جایا جائے گا بنی اسرائیل اسی راستے پر آگے بڑھتے رہیں گے جب کوچ شروع ہوا تو کچھ کاہنوں نے تابوت سکینہ کو اٹھا لیا تھا اور بنی اسرائیل اسی تابوت سکینہ کے پیچھے پیچھے وادی یردن سے نکل کر یریحو کی طرف بڑھنے لگے تھے۔

دریائے یردن کے کنارے آکر بنی اسرائیل پھر رک گئے یہاں پر یوشع بن نون کو خداوند کی طرف سے وحی کی گئی اور اسی وحی کے مطابق انہوں نے بنی اسرائیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے بنی اسرائیل ان سرزمینوں کے اندر دریائے یردن میں خداوند کریم تم لوگوں کو میری راہنمائی میں اسی طرح ایک معجزہ سے سرفراز فرمائے گا جس طرح اس نے موسیٰ کی راہنمائی بحر قلزم کو خشک کر دیا تھا پس خداوند کی طرف سے مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ کل یہاں سے ہمارے آگے آگے ہوگا اس کے پیچھے بنی اسرائیل کوچ کریں گے اور اے بنی اسرائیل حکم خداوندی کے مطابق وہ کاہن جو تابوت سکینہ کو اٹھائے ہوئے ہوں گے دریائے یردن کے وسط میں جا کر رک جائیں گے اور ان کا ایسا کرتے پر دریائے یردن کا بہاؤ بھی تھم جائے گا سارا پانی رک کر جمع ہو جائے گا اور دریا کو پار کرنے کے لیے اس سے بیچ و بیچ ایک راستہ بن جائے گا پس اے بنی اسرائیل جب ایسا ہو جائے تو تم دریائے یردن کے بیچ میں بننے والے راستے پر جمع ہو کر دریا کو پار کر جانا۔

دریائے یردن کے شرقی کنارے پر ایک دن قیام کرنے کے بعد بنی اسرائیل نے یوشع بن نون کی سرکردگی میں پھر وہاں سے کوچ کیا ان کے آگے آگے کاہن تابوت سکینہ کو اٹھائے ہوئے ہوتے اور جب یہ تابوت سکینہ کو اٹھانے والے کاہن دریا میں اترے تو دریا کا پانی رک گیا اور بیچ میں ایک خشک راستہ معجزانہ طور پر نمودار ہو گیا تھا سو یوشع بن نون کے احکامات کے مطابق بنی اسرائیل اس خشک راستے پر ہوتے ہوئے دریا یردن کو پار کر گئے۔ اور دوسرے کنارے پر جا کر خیمہ زن ہونا شروع ہو گئے تھے تابوت سکینہ کو اٹھانے والے وہ کاہن اسی طرح دریا کے بیچ میں کھڑے رہے تھے اور جب سارے بنی اسرائیل دریائے یردن کو پار کرنے کے بعد دوسرے کنارے پر جا اترے تب وہ کاہن بھی تابوت سکینہ کو لے کر دریائے یردن کے مغربی کنارے پر چڑھ گئے اور ان کے دریا سے نکلنے کے ساتھ ہی ساتھ دریائے یردن پھر پہلے کی طرح اپنے معمول کے مطابق بہنا شروع کر دیا تھا یوناف جو بنی اسرائیل کے اندر ہی گزر بسر کر رہا تھا وہ بھی اسرائیلیوں کے ساتھ دریائے یردن کو پار کر کے دوسرے کنارے پر جا اترا تھا۔

دریائے یردن کو پار کرنے کے بعد یوشع بن نون کی راہنمائی میں بنی اسرائیل آگے بڑھتے رہے یہاں تک کہ وہ یریحو شہر سے ذرا فاصلہ پر وہ رک گئے اور ہا جلجال کے میدانوں میں انہوں ڈیرے ڈال لیے ان ہی میدانوں کے اندر بنی اسرائیل نے عید فسح منائی اور عید فسح کے دوسرے روز انہوں نے وہاں کی قریبی بستیوں سے اناج حاصل کیا اور سارے بنی اسرائیل نے اس اناج کی بے خمیری روٹیاں کھائیں چونکہ من و سلویٰ ملنے کے بعد بنی اسرائیل نے پہلی بار اناج کی روٹیاں تیار کر کے استعمال کی تھیں لہٰذا جلجال کے ان ہی میدانوں کے اندر بنی اسرائیل کے لیے من و سلویٰ ختم اور موقوف کر دیا گیا تھا اور اس کے بعد پھر کبھی بنی اسرائیل کو من و سلویٰ نہ ملا جلجال کے میدانوں میں چند روز قیام کرنے کے بعد بنی اسرائیل نے یوشع بن نون کے حکم کے مطابق پھر کوچ کیا اور یریحو شہر کے قریب انہوں نے ڈیرے ڈال دئیے تھے۔

شہر کے باہر قیام کے دوران یوشع بن نون کو خداوند نے وحی کے ذریعے مطلع کیا کہ ہم نے یریحو کو اور اس کے بادشاہ اور شہر کے زبردست سربراہ کو تیرے ہاتھ میں کر دیا ہے پھر تم ایسا کرو کہ بنی اسرائیل جنگجو جوانوں کے ساتھ ہر روز شہر کے گرد چکر لگاؤ اور یہ چکر لگاتے وقت اسرائیلی جنگجوؤں کے آگے آگے تابوت سکینہ کو جسے کاہن اٹھائے ہوئے ہیں اور اس تابوت سکینہ کے آگے ایسے کاہن ہوں جن کے پاس مینڈھے کے سینگ ہوں اور وہ ان سینگوں کو پھونکتے ہوئے شہر کا چکر لگائیں اور ایسا چھ روز تک کیا جائے اور ساتواں روز یریحو شہر کے سات چکر لگائے جائیں اور ساتویں چکر کے بعد پوری قوت اور للکار کے ساتھ اپنے رب کی تکبیر بلند کرو اور ایسا کرنے کے بعد تم دیکھو گے کہ یریحو شہر کی مضبوط اور پختہ فصیلیں آپ کے آپ تمہارے سامنے گر جائیں گی اور اس طرح تم آسانی کے ساتھ یریحو شہر پہ قابض ہو جاؤ گے

پس یوشع بن نون نے یریحو شہر کے گرد چکر لگانے کے لیے بنی اسرائیل کے لشکر کو تیار کیا اس لشکر کے آگے انہوں نے تابوت سکینہ رکھا جسے کاہن اٹھائے ہوئے تھے اور اس تابوت سکینہ کے آگے انہوں نے سات ایسے کاہن مقرر کئے جن کے ہاتھوں میں نرسنگے تھے پس یہ ساتوں کاہن نرسنگوں کو پھونکتے ہوئے شہر کے گرد گھومنے لگے اور اس کے پیچھے تابوت سکینہ کو اٹھانے والے کاہن اور بنی اسرائیل کا لشکر بھی یریحو شہر کے گرد طواف کرنے لگا تھا پس جب شہر کا ایک چکر پورا ہو گیا تو یوشع بن نون واپس اپنے پڑاؤ میں چلے گئے تھے اور دوسرے دن پھر انہوں نے شہر کے گرد اسی حالت میں۔

چکر لگایا اس طرح وہ چھ روز نرسنگے بجانے والوں تابوت سکینہ اور بنی اسرائیل کے ساتھ شہر کے گرد طواف کرتے رہے کیونکہ خداوند کی طرف سے انہیں ایسا ہی کرنے کا حکم ملا تھا۔

اور ساتویں روز ایسا ہوا کہ بنی اسرائیل نے یوشع بن نون کی راہنمائی میں تابوت سکینہ کے ساتھ یریحو شہر کے گرد سات چکر لگائے اور یہ چکر لگانے کے بعد جب انہوں نے خداوند کے حکم کے مطابق للکارتے ہوئے اپنے رب کی تکبیر بلند کی اور ایسا ہوا کہ یریحو شہر کی مضبوط فصیل آپ سے آپ گر گئی اور بنی اسرائیل کا لشکر بغیر کسی مزاحمت کے یریحو شہر میں گھس گیا ایسا ہوا کہ بنی اسرائیل کے اس لشکر نے شہر کے اندر ہر جاندار چیز کو اپنی تلواروں کی دھار پر رکھ کر نیست و نابود کر دیا کیا مرد کیا عورت کیا جوان کیا بوڑھے حتیٰ کہ جانوروں تک کو بھی ہلاک کر دیا صرف راحب نام کی کسبی عورت کا گھر محفوظ رہا جس نے بنی اسرائیل کے دو جاسوسوں بوسیاہ اور کیمم کی جانیں بچائی تھیں

پس جب شہر تباہ و برباد کر دیا گیا تب یوشع بن نون نے بوسیاہ اور کیمم نام کے جوانوں کو طلب کیا جب یہ دونوں جوان یوشع بن نون کے سامنے آئے تو انہیں مخاطب کرتے ہوئے انہوں نے کہا۔

اے میرے عزیزو جب کہ ہم نے مکمل طور پر یریحو شہر کے باشندوں کو نیست و نابود کر دیا ہے تو تم دیکھتے ہو کہ اس شہر کے اندر صرف راحب نام کی اس عورت ہی کا گھر محفوظ ہے جس نے اس شہر کی جاسوسی کے موقعے پر تم دونوں کی جانیں بچائی تھیں اے میرے عزیزو تم دونوں اسی وقت راحب نام کی اس عورت کے پاس جاؤ اور اسے یقین دلاؤ کہ بنی اسرائیل کے اندر کوئی ایسا نہیں ہے جو تمہیں اذیت اور تکلیف دینے کے متعلق سوچ بھی سکے اور اسے یہ بھی کہو کہ جس طرح بنی اسرائیل باہم بے خوف اور پرامن ہو کر زندگی بسر کرتے ہیں اس طرح آج کے بعد وہ بھی اسی طور پر بنی اسرائیل کے اندر زندگی بسر کرے گی اور جو حقوق بنی اسرائیلیوں کے ہیں انہی حقوق کی وہ بھی حق دار ہو گی اب تم جاؤ اور اس خاتون کو میرا یہ پیغام پہنچاؤ پس کیمم اور بوسیاہ دونوں یوشع بن نون کے سامنے سے ہٹ گئے تھے۔

تھوڑی دیر بعد کیمم اور بوسیاہ دونوں نے جب اس کسبی عورت راحب کے مکان کے پاس گئے تو انہوں نے دیکھا کہ مکان کی وہ کھڑکی جو شہر کی فصیل کی طرف کھلتی تھی اس پر ابھی تک سرخ رنگ کا سوت لٹک رہا تھا دونوں راحب کے مکان کے سامنے آئے اور کیمم نے آگے بڑھ کر دروازے پر دستک دی تھوڑی دیر بعد راحب نے ہی دروازہ کھولا اور اپنے چہرے پر مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے اس نے کیمم اور بوسیاہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا مجھے امید تھی شہر کی اس بربادی اور تباہی کے دوران تم دونوں ضرور مجھے یاد رکھو گے اور میری خبر گیری کرو گے پس اے میرے عزیزو میں تم دونوں کی ممنون ہوں کہ تم نے اس تباہی اور بربادی کے درمیان میرا خیال رکھا اور میں قتل و غارت گری سے محفوظ رہی ہوں اس پر بوسیاہ نے راحب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے خاتون ہم دونوں کو ہمارے سالار اور ہمارے راہنما یوشع بن نون نے تمہاری طرف روانہ کیا ہے وہ اس لیے کہ تمہیں تمہاری سلامتی اور تمہاری عزت افزائی کی خبر کی جائے لہٰذا سن رکھو کہ تم محفوظ ہو تمہارے گھر کے اندر اس وقت جو بھی تمہارے عزیز رشتہ دار ہیں وہ بھی تمہاری نسبت سے اور تمہارے تعلق سے محفوظ ہیں پس تم اپنے سارے عزیزوں اور رشتہ داروں کے ساتھ بنی اسرائیل میں شامل ہو جاؤ اور جس طرح بنی اسرائیل کے حقوق ہیں ایسے ہی تمہارے اور تمہارے عزیز و رشتہ داروں کے بھی حقوق ہیں اور جس طرح بنی اسرائیل باہم پرامن زندگی بسر کرتے ہیں ایسے ہی ان کے اندر رہ کر تم بھی باعزت زندگی بسر کر سکو گی بس یہی ہے وہ پیغام جو ہم دونوں تمہیں پہنچانے آئے ہیں اب تم اپنے اس مکان سے نکل کھڑی ہو اور بنی اسرائیل میں اپنے عزیزوں کے ساتھ شامل ہو جاؤ اور تمہیں یہ بھی یقین دہانی کی جاتی ہے کہ کوئی بھی اسرائیلی تمہارے رشتے داروں کے خلاف بغض نہ رکھے گا اس لیے کہ تمہارے متعلق یوشع بن نون نے بنی اسرائیل کے ہر فرد کو احکامات جاری کر دئیے ہیں

سو اے خاتون ہم دونوں اب جاتے ہیں اور تم اپنے عزیز و اقارب اور ضرورت کی ہر چیز کو لے کر بنی اسرائیل میں شامل ہو جاؤ یوں کیمم اور بوسیاہ واپس چلے گئے تھے جب کہ تھوڑی دیر بعد راحب نام کی وہ خاتون اپنے عزیز و رشتہ داروں سمیت بنی اسرائیل میں شامل ہو گئی تھی

حاکم سمنگان کی بیٹی اور رستم کی بیوی تہمینہ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا اور اپنے اس لڑکے کا نام اس نے سہراب رکھا تہمینہ نے اپنے اس لڑکے کی پیدائش کی خبر رستم کو اس احتیاط کے تحت نہ کی کہ ایسا نہ ہو کہ رستم بچے کا سن کر وہاں آنکلے اور اس کے بیٹے کو اپنے ساتھ لے جائے لہٰذا اس نے بچے کی پیدائش پر نہ تو کسی قسم کی خوشی کا مظاہرہ کیا اور نہ ہی لوگوں کو اس نے یہ خبر ہونے دی کہ اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے بلکہ ملنے والا جو بھی کوئی پوچھتا اسے وہ یہی تاثر دیتی کہ اس کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے۔

تہمینہ ایک روز بچے کو سلانے کے بعد اپنے گھر کے کام کاج میں مصروف تھی کہ دیوان خانے کے دروازے پر کسی نے دستک دی تہمینہ نے جب دروازہ کھولا تو اس نے دیکھا کہ دروازے پر ایک شخص اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے ہوئے کھڑا تھا قبل اس کے کہ وہ شخص کچھ بولتا تہمینہ نے فوراً اس سے پوچھ لیا تم کون ہو کس غرض سے تم نے میرے دیوان خانے پر دستک دی ہے اور تم کس سے ملنا چاہتے ہو تہمینہ کے اس سوالات پر وہ شخص ہلکا ہلکا مسکرایا پھر اس نے بڑی عقیدت کے ساتھ تہمینہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے خاتون اگر میں غلطی پر نہیں ہوں تو آپ ہی رستم کی بیوی تہمینہ ہیں۔

تہمینہ نے جھٹ کہا ہاں میں ہی رستم کی بیوی تہمینہ ہوں پر تم کون ہو اور تم مجھ سے کیا چاہتے ہو اس شخص نے پھر تہمینہ کے احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہا اے خاتون میں خوش قسمت ہوں کہ میں نے صحیح دروازے پر دستک دی ہے میں سیستان سے ادھر آیا ہوں مجھے آپ کے شوہر رستم نے آپ کا حال جاننے کے لیے بھیجا ہے اس شخص سے یہ انکشاف سن کر تہمینہ دروازے سے ایک طرف ہٹ گئی اور اسے مخاطب کر کے انتہائی نرمی اور اپنائیت میں اس نے کہا اگر تم رستم کی طرف سے آئے ہو تو پھر گھوڑے کو باہر باندھ دو اور دیوان خانے میں آ کر آرام سے میرے ساتھ گفتگو کرو جواب میں اس شخص نے گھوڑے کو دیوان خانے سے باہر باندھ دیا پھر وہ اندر داخل ہو کر ایک نشست پر بیٹھ گیا تھا جب تہمینہ بھی اس کے سامنے بیٹھ گئی تب اس شخص نے اپنی کمر کے ساتھ باندھی ہوئی ایک تھیلی کھولی اور اسے تہمینہ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا یہ وہ تحائف ہیں جو رستم نے آپ کے لیے بھیجے ہیں۔

تہمینہ نے چمڑے کی وہ چھوٹی سی تھیلی جب کھول کر دیکھی تو اس میں انتہائی قیمتی در و یاقوت اور تین لعل تھے ان تحائف کو دیکھ کر تہمینہ کے لبوں پر لمحہ بھر کے لیے گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر اس نے اس شخص کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا کیا ان تحائف کے علاوہ رستم نے تمہیں میرے لیے پیغام بھی دیا تھا۔

جواب میں رستم کے اس ایلچی نے کہا اے خاتون رستم نے مجھے صرف یہ جاننے کے لیے سمنگان شہر کی طرف روانہ کیا ہے کہ میں یہ معلوم کروں کہ رستم سے آپ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے یا بیٹی ایلچی کے اس سوال پر تہمینہ لمحہ بھر کو چونکی پر جلد ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا اور فوراً اس ایلچی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

میں جانتی ہوں کہ رستم کی خواہش تھی کہ اس کے ہاں لڑکا پیدا ہو لیکن بدقسمتی سے اس کی غیر موجودگی

میں میرے ہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے اور تم واپس جاکر رستم کو بھی کہنا کہ وہ قیمتی ہیرا یہاں سے رخصت ہوتے ہوئے مجھے دے گیا تھا وہ میں نے اس کی بیٹی کے بالوں میں پرو دیا ہے تہمینہ سے یہ انکشاف سن کر ایلچی تھوڑی دیر کے لیے مایوس سا ہو گیا پھر اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور تہمینہ کو مخاطب کر کے اس نے کہا اے خاتون میں اب جاتا ہوں جو کچھ میں معلوم کرنے آیا تھا وہ میں جان چکا ہوں لہٰذا اب یہاں سے قیام کر کے میں کیا کروں گا تہمینہ بھی فوراً اٹھ کھڑی ہوئی اور اس کی راہ روکتے ہوئے اس نے کہا آخر تم سیستان سے آئے ہو اور میرے شوہر کے ایلچی بھی ہو لہٰذا میں تمہیں یوں اجنبیوں کی طرح یہاں سے رخصت نہ ہونے دوں گی تم کچھ روز تک یہاں قیام کرو اس کے بعد تم یہاں سے رخصت ہو جانا اس پر اس ایلچی نے کہا اے خاتون آپ کے حکم پر میں ضرور یہاں رک جاتا لیکن میں اکیلا نہیں ہوں میرے ساتھ کچھ اور ساتھی بھی ہیں اور ہم سب سمیگان شہر کی ایک سرائے میں ٹھہرے ہوئے ہیں پرسوں ہم اس شہر میں داخل ہوئے تھے یوں اس شہر میں ہم کافی آرام کر چکے ہیں۔

لہٰذا آپ سے معلومات حاصل کرنے کے بعد اب ہم سب آج ہی سمیگان شہر سے سیستان شہر کی طرف کوچ کر جائیں گے اس ایلچی کی یہ گفتگو سن کر تہمینہ ایک طرف ہٹ گئی اور کہا اگر ایسا ہے تو پھر میں راہ نہ روکوں گی اس پر وہ ایلچی دیوان خانے سے باہر نکلا اپنا گھوڑا کھول کر وہ اس پر سوار ہوا اور اسے ایڑ لگا کر وہ وہاں سے چلا گیا تھا۔

سمیگان شہر میں رستم کی بیوی تہمینہ اپنے بیٹے سہراب کی پرورش شاہانہ انداز سے کرتی رہی یہاں تک کہ سہراب دس سال کا ہو گیا ایک روز یہی سہراب باہر سے بھاگا بھاگا آیا اور اپنی ماں تہمینہ کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے پوچھا اے میری ماں باہر میرے ساتھ کھیلنے والے سارے لڑکے ایک دوسرے سے اپنے اپنے باپ کا ذکر کرتے ہیں وہ مجھ سے میرے باپ کے متعلق پوچھتے ہیں تو میرے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہوتا اے میری ماں کیا تم مجھے یہ نہ بتاؤ گی کہ میرا باپ کون ہے اس کا نام کیا ہے اور وہ کہاں ہوتا ہے سہراب کے ان سوالات پر تہمینہ چونکی پر وہ سنبھلی اور سہراب کی تسلی کے لیے اس نے کہا۔

اے میرے بیٹے سیستان کا مشہور اور نامی گرامی پہلوان رستم تیرا باپ ہے اور وہ سیستان کے ایک معروف خاندان سے تعلق رکھتا ہے اس کے علاوہ وہ وہاں سیستان کا حاکم بھی ہے۔

ایران کے بادشاہ کو جب بھی بیرونی قوتوں سے خطرہ لاحق ہوتا ہے یا اس نے خود اپنے کسی دشمن کے خلاف یلغار اور پیش قدمی کرنا ہوتی ہے تو تمہارے باپ رستم کو سیستان سے طلب کر کے ایران کی افواج کا سپہ سالار اعلیٰ مقرر کیا جاتا ہے پس اے میرے بیٹے تم تو یہ بات اپنے ذہن میں ڈال کر رکھو کہ حسب و نسب اور خاندان اور طاقت و قوت کے لحاظ سے تیرا باپ سب سے اعلیٰ ہے اور میری ایک نصیحت بھی یاد رکھنا کہ تو کسی کے سامنے اپنے باپ کا ذکر نہ کرنا اور اے میرے بیٹے ایسا ہے کہ سہراب نے فوراً اپنی ماں کی بات کاٹتے ہوئے کہا اے میری ماں اگر میرے باپ کا نام رستم ہے وہ سیستان کا حاکم ہے تو میں اسے ملنے ضرور سیستان کا رخ کروں گا۔

تہمینہ نے منت کرنے کے انداز میں کہا اے میرے بیٹے ایسا ہرگز نہ کرنا تمہارا باپ مجھ سے شادی کرنے کے بعد چند ہفتوں تک میرے ساتھ رہا اس کے بعد وہ یہاں سے ایسا گیا کہ پھر کبھی لوٹ کر نہ آیا ہاں تمہاری پیدائش پر اس نے اپنے ایک ایلچی بھیجے تھے میں نے یہ کہہ واپس کر دیا تھا کہ میرے ہاں لڑکی ہوئی ہے کیونکہ مجھے ڈر تھا کہ اگر میں نے تمہارا ذکر کر دیا تو وہ تمہیں مجھ سے چھین لے گا اور میں زندہ نہ رہ سکوں گی اے میرے بیٹے اگر تم اپنے باپ سے ملنے گئے تو وہ تمہیں اپنے پاس روک لے گا اور واپس نہ آنے دے گا اس طرح میں سمیگان شہر میں تمہارا انتظار کرتے ہوئے تڑپ تڑپ کر مر جاؤں گی ماں کی یہ گفتگو سن کر سہراب کا دل بھر آیا آگے بڑھ کر پوری قوت کے ساتھ اپنی ماں سے لپٹ گیا اور کہا میری ماں میں تمہیں مرنے نہ دوں گا نہ کہ میں نہ تو کسی سے اپنے باپ کا ذکر کروں گا اور نہ ہی اس سے ملنے جاؤں گا پس میں تمہاری خوشی اور تمہاری رضامندی کی خاطر تمہارے ساتھ رہوں گا تہمینہ اپنے بیٹے سے کچھ کہنا چاہتی تھی پر اس وقت اس کا باپ حویلی میں داخل ہوا اور معاملہ کو رفع دفع کرنے کے لیے تہمینہ سہراب کو چھوڑ کر اپنے گھر کے کام کاج میں لگ گئی تھی۔

یوناف کی مصر کی سرزمین سے بنی اسرائیل کی طرف روانگی کے بعد عارب بیوسا اور بینظ ممفس شہر کے قریب سقارہ کے میدانوں میں نمودار ہوئے اس وقت رات آدھی کے قریب جا چکی تھی سقارہ کے میدانوں میں جہاں وہ نمودار ہوئے تھے وہاں دیوتا کے پجاریوں کی خانگاہ تھی اور رات کے وقت وہ خانگاہ اجاڑ و ویران لگ رہی تھی سقارہ کے میدانوں میں نمودار ہونے کے بعد عارب بیوسا اور بینظ باہمی گفتگو کر کے یوناف سے متعلق کوئی فیصلہ کرنا چاہتے تھے کہ عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں نمودار ہوا اور انہیں مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔ ،،

اے میرے عزیزو تم نے مل کر یوناف پر کیسی تکلیف دہ ضرب لگائی ہے تم نے کیسی خوبی سے ساحرہ تردرہ کا خاتمہ کر کے یوناف کی ذات پر ایک اذیت ناک زخم لگایا ہے اسے میرے عزیزو یوناف اور ابلیکا کو اپنے سامنے مجبور اور نیچا دکھانے کے لیے میں نے اپنے انتہائی ہولناک انتظاموں میں سے ان دونوں کے خلاف ایک بدترین انتظام کیا ہے۔

عزازیل کی یہ گفتگو سن کر عارب کی آنکھوں میں امیدوں کی چمک پیدا ہو گئی تھی جب کہ بیوسا اور بینظ دونوں کے لب خوشی اور سکون میں مہک اور دھمک اٹھے تھے۔

پھر عارب نے عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا اے آقا یوناف اور ابلیکا کے خلاف آپ نے کیسا بدترین انتظام کیا ہے کیا آپ اس کا ذکر نہ کریں گے کہ آپ کا وہ انتظام ہماری خوشی اور سکون کا باعث ہو سکتا ہے۔

پھر عارب کے اس سوال کے جواب میں عزازیل کہہ رہا تھا اے میرے عزیزو یوناف اور ابلیکا کو اپنے سامنے ذلیل و رسوا کرنے کے لیے میں نے دو طرح کے انتظامات کئے پس میرا پہلا انتظام یہ ہے کہ میں نے دو انتہائی خبیث اور خون خوار روحوں کو اپنے ساتھ ملایا ہے۔ اور یہ روحیں بڑ رخ میں زیر تاب ہیں۔ اور میرے ایک اشارہ پر یہ دونوں روحیں یوناف اور ابلیکا کے خلاف حرکت میں آ جائیں گی عزیزو میرا دوسرا انتظام بھی ہولناک ہو گا اور وہ یہ سقارہ کے میدانوں میں واقع بستیوں بلکہ ممفس شہر اور اس کے اطراف میں پھیلے ہوئے قریوں کے اندر تباہی و بربادی کا دھواں پھیلا کر رکھ دوں گا وہ اس طرح جانتے ہو سقارہ کے میدانوں کے شمالی حصوں میں مصر کے قدیم بادشاہ زوسر کے وزیر امحوتب نے احرام تعمیر کروائے تھے اور ان احرام کے اندر فرعون زوسر کے علاوہ اس کے اہل خانہ اس کی اولاد اور اس کے خاندان کی دوسری ہستیوں کی لاشوں کو ممی کی صورت میں محفوظ کر دیا گیا تھا اگر تم یہ بھی جانتے ہو امحوتب ایک بے مثل ساحر تھا اور اس امحوتب نے ان احرام کے اندر ایک ایسا طلسم بھی ڈال دیا تھا جس کی بنا پر آج تک کوئی بھی ان احرام کے اندر داخل ہونے کی جرأت نہیں کر سکا ہے۔

قدرے رک کر پھر عزازیل کہہ رہا تھا اے میرے رفیقو! آج کی رات میں ان احرام کی طرف بڑھوں گا اور اپنی بے پناہ قوتوں کو بروئے کار لا کر امحوتب کے پھیلائے ہوئے سحر کو اپنی مٹھی میں بند کر لوں گا پھر میں ان احراموں کے اندر داخل ہوں گا اور ان کے اندر جو سب سے زیادہ بدشکل ہولناک اور کریہہ المنظر ممی کو میں اپنی مٹھی میں بند امحوتب کے سحر کو اس ممی کے منہ

کے راستے اس کے جسم میں داخل کر دوں گا اس کے علاوہ اس ممی پر میں اپنی طرف سے بھی ایک عمل کا اضافہ کر دوں گا جس کے نتیجہ میں وہ ممی انتہائی خون خوار اور ہولناک فطرت کی مالک ہوتے کے ساتھ میرے ہر حکم کا اتباع کرے گی پس اس ممی کی مدد سے میں سقارہ کے میدانوں کے اطراف میں تباہی اور بربادی پھیلا کر رکھ دوں گا وہ ممی انتہائی ہولناک کے انداز میں لوگوں کو قتل کرنے کے علاوہ ان کا خون بھی پیتی رہے گی اس طرح قریہ قریہ اور بستی بستی دہشت پھیلنا شروع ہو جائے گی۔

اور پھر جب ابلیکا اس تباہی کی خبر یوناف کو دے گی تو لازمی طور پر یوناف ادھر کا رخ کرے گا اور پھر میں اس ممی اور گرفت میں آنے والی خون خوار روحوں کی مدد سے میں یقیناً یوناف اور ابلیکا کو دن کے وقت تارے دکھا کر رکھ دوں گا اور ان پر ایسی ہولناک عذاب طاری کر دوں گا کہ آنے والے دوروں میں کبھی بھی میرا مقابلہ کرنا تو دور کی بات میرے سامنے آنے تک ان پر خوف اور لرزہ طاری ہوتا رہے گا۔

عزازیل کی اس گفتگو پر عارب نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا اے میرے آقا آپ اس کام کی ابتداء کب کریں گے اس عزازیل نے تھوڑی دیر تک غور سے عارب کی طرف دیکھا پھر وہ کہہ رہا تھا اے میرے عزیز قبل اس کے کہ قطرہ قطرہ ٹپکتی یہ رات سحر میں تبدیل ہو کر اپنے ماتھے سے شبنم چھڑک دے قبل اس کے کہ کائنات کے دل کی دھڑکنوں کی اسیر سرگوشیاں آفاق کی گنگناہٹوں میں بدل جائیں قبل اس کے زمین کے تیکی کے عناصر سیاہ کاروں کے زور اور ہوس کاروں کے جوش خاتمہ کر دیں قبل اس کے رات کی سیاہ آنکھوں میں نفرت کی بجھی ہوئی آگ کا دھواں تحلیل ہو کر ختم ہو جائے اے میرے رفیقو آؤ اس اجاڑ اور ویران خانگاہ سے زوسر کے احرام کا رخ کریں تاکہ وہاں ان احرام میں داخل ہو کر میں اپنی خواہش اور اپنے ارادوں کے مطابق ایک ہولناک ممی کو حرکت میں لا سکوں۔

اور اے میرے عزیز جب میں ایسا کرنے میں کامیاب ہو گیا تو تم دیکھو گے کہ وہ ممی اور میرے گرفت والی خون خوار روحیں کبھی مشرق کبھی مغرب میں کبھی شہروں کبھی بستیوں میں کبھی جنگلوں کبھی ویرانوں میں ہولناک کھیل کھیلتی ہوئی کبھی کبھی انتشار اور کبھی تباہی کا دھواں اور دھند پھیلا کر رکھ دیں گی

اور جب ایسا ہو گا تو اے میرے عزیز تم دیکھو گے ان سرزمینوں کے اندر نہ صرف یہ کھو کر ہولناک اور دفن شدہ کہانیاں اٹھ کھڑی ہوں گی بلکہ ہر سو تیست کی خرابیاں، ارادوں کی ناپاکیاں

مقاصد کی خباثتیں موت کی مہک، گرداب کی شورش، طلاطم کی طغیانیاں، اجالوں کا لہو اور رگوں میں زہر گھول دینے والا عشق رقص کرنے لگے گا تم دیکھو گے میرے عزیز وہ کہیں آزادی اور غلامی اور تاریک شراروں کو باہم ٹکرا کر رکھ دوں گا اب آؤ اس ویران اور اجاڑ خانگاہ کے پاس وقت ضائع کرنے کے بجائے ہم زوسر کے تعمیر کئے ہوئے احرام کا رخ کریں اور اپنے مقصد کی کامیابی کے حصول کی جدوجہد کریں اس کے ساتھ ہی عزازیل اس خانگاہ سے ہٹ کر زوسر کے احرام کی طرف چل دیا تھا اس کے ساتھیوں کے علاوہ عارب بنیظ اور ربوسہ بھی اس کے ساتھ ہو لئے تھے۔

عزازیل کی راہنمائی میں جب وہ سب زوسر کے احرام کے قریب گئے تو اچانک سب چونک پڑے اس لیے ان کے قریب جانے پر اخوقب کا ڈالا ہوا سر حرکت میں آ گیا تھا اور ایسا محسوس ہونے لگا تھا کہ جیسے کوئی بہت بڑی اور مردنی عفریت بھاگتی ہوئی اور پھنکارتی ہوئی ان کی طرف بڑھنے لگی ہو اور اس کے یوں بھاگنے سے زمین کا سینہ دھڑکنے لگا ہو انہوں نے محسوس کیا گویا اتنے احرام سے تشنگی کا اتھا سمندر موت کے ظلمات اور تاریکیوں کے ہجوم بدنصیبی کے سائے اور چند منہ آندھیوں کے جھنور حرکت میں آ گئے ہوں۔

اور وہ سب انتہائی بے بسی اور لاچارگی سے عزازیل کی طرف دیکھنے لگے تھے اس موقع پر عزازیل نے ایک بار مڑ کر مسکراتے ہوئے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا پھر اپنا رخ اس نے سامنے کی طرف کرتے ہوئے اپنا بایاں ہاتھ فضا میں بلند کیا اور اس کے ساتھ ہی یوں محسوس ہونے لگا جیسے اخوتپ کا طلسم جامد ہو کر رہ گیا ہو اور ساتھ ہی عزازیل ایک بار پھر اپنے ساتھیوں کی طرف مڑا اور گہری مسکراہٹ میں نے کہا اے میرے عزیز وہم اخوتپ کے ظلمت کی سمندر کی گہرائی اور فلک کی بلندی اور منہ زور آندھی طلسم اب اس وقت میری مٹھی میں ہے اور میں اس سے وہ ہولناک کام لوں گا کہ جو آج تک کسی نے نہ لیا ہو اس کے ساتھ ہی عزازیل بڑی تیزی سے احرام کی طرف بڑھنے لگا تھا اور اس کے ساتھی بھی یوں تیزی سے آگے بڑھنے میں اس کا ساتھ دے رہے تھے۔

احرام میں داخل ہونے کے بعد عزازیل دیواروں کے ساتھ کھڑی مختلف ممیوں کا ہیتناک جائزہ لیتا رہا پھر ایک انتہائی کریہہ المنظر اور چہرے سے ہیبتناک اور ایک ایسی ممی کے پاس وہ رک گیا جو جسامت اور قد بکاٹھ میں دوسری ممیوں سے زیادہ تھی پھر عزازیل اپنا بایاں ہاتھ اس ممی کے منہ میں لے گیا اور اخوتپ کا طلسم اس نے اس ممی کے منہ میں داخل کر دیا تھا۔

اس کے بعد عزازیل نے اپنے دونوں ہاتھ ممی کے سر پر رکھتے ہوئے اس پر اپنا عمل کیا جس پر وہ ممی بالکل زندہ انسانوں جیسی محسوس ہونے لگی تھی اس کے چہرے کی کرختگی اس کی آنکھوں کا بھیانک پن بڑھ گیا تھا اور اس کے دانت قدرے آگے کی طرف نکلے ہوئے تھے وہ کسی خون خوار اور آدم خور چیتے کا سا منظر پیش کرنے لگے تھے ۔

اس ممی کو حرکت میں لانے کے بعد عزازیل نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میرے رفیقو! میں اپنے کام کی تکمیل کرنے میں کامیاب رہا ہوں اب یہ ممی مکمل طور پر میرے بس میں ہے اور میری کچھ شیطانی قوتیں نا صرف یہ کہ میرے احکامات کا اتباع کرنے میں اس ممی کی راہنمائی کریں گی بلکہ اس کی حفاظت بھی کریں گے اب یہی ممی ممفس شہر اور اس کے اطراف میں بسنے والے لوگوں کے لیے ایک تباہی اور عذاب کی صورت اختیار کرے گی اور عنقریب تم دیکھو گے کہ ممفس شہر سے نکل کر اس ممی کی تباہ کاریوں کے قصّے مصر کے دوسرے شہروں اور بستیوں تک بھی پھیل جائیں گے اور تم جانو جب ایسے حالات پیدا ہوں گے تو یوناف ضرور ادھر کا رخ کرے گا جب وہ اس طرف آئے تو پھر میں اس سے ایسا انتقام لوں گا جو آج تک روئے زمین پر کسی نے بھی اپنے دشمن سے نہ لیا ہو ۔

اپنے ساتھیوں پر یہ انکشاف کرنے کے بعد عزازیل نے اس ممی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے میرے حواریوں اس ممی کو حرکت میں لاؤ اور اس کے ذریعے آج کی رات سقارہ کے میدانوں میں رع دیوتا کی خانکاہ کا رخ کرو اور اے میرے حواریوں سنو! اس خانکاہ کے اندر جس قدر پجاری موجود ہیں ان کا کام تمام کر دو اس کے بعد تم اس ممی کو یہیں لا کھڑا کر دو اور میرے حکم کا انتظار کرو اب تم اس اجاڑ اور ویران خانکاہ کی طرف روانہ ہو جاؤ اس کے ساتھ ہی وہ ممی ایک عام اور زندہ انسان کی طرح حرکت میں آئی بڑی تیزی سے چلتی ہوئی احرام سے وہ نکلی اور سقارہ کے میدانوں کی طرف چل دی تھی عزازیل بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس ممی کا تعاقب کرنے لگا تھا یہاں تک کہ وہ ممی انتہائی بھیانک اور خون خوار حالت میں رع دیوتا کی خانکاہ میں داخل ہوئی اور رات کے وقت اس خانکاہ کے اندر جس قدر بھی پجاری سوئے ہوئے تھے اس نے انتہائی بے رحمی کے انداز میں ان کے حلقوم کاٹ کر اور ان کا خون پی کر ان کا خاتمہ کر دیا تھا ایسا کرنے کے بعد وہ ممی پھر احرام کی طرف لوٹ گئی تھی جبکہ عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ ممفس شہر کی طرف چل دیا تھا۔

پھر دوسرے روز ممفس شہر اور اس کے اطراف میں یہ خبر پھیل کہ کسی ایک ان دیکھی اور نامعلوم عفریت نے سقارہ کے میدانوں کے اندر رع دیوتا کی خانکاہ میں پجاریوں کے حلقوم کاٹ کر اور ان کا خون پی کر ان کا خاتمہ کر دیا ہے تو اس خبر سے نہ صرف ممفس شہر بلکہ اس کے اطراف کے قصبوں اور بستیوں کے اندر بھی خوف و ہراس پھیل کر رہ گیا تھا۔

○

یریحو شہر فتح کرنے کے بعد یوشع بن نون نے چند ہفتوں تک بنی اسرائیل کے ساتھ اسی شہر کے باہر پڑاؤ کیے رکھا پھر انہوں نے اپنے چند آدمیوں کو شمال مشرق کی طرف روانہ کیا تاکہ وہ اموریوں کے بڑے شہر عی سے متعلق معلومات حاصل کریں اور ان ہی معلومات کے مطابق عی شہر پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا جائے جن لوگوں کو یوشع بن نون نے شہر کی جاسوسی کے لیے روانہ کیا تھا انہوں نے امانت اور خیانت اور بدیانتی سے کام لیا انہوں نے شہر کا کوئی جائزہ نہ لیا نہ ہی وہاں کے اصل حالات معلوم کیے بلکہ واپس آ کر انہوں نے یوں ہی یوشع بن نون سے یہ کہہ دیا کہ عی شہر تو کسی اہمیت کا حامل ہی نہیں ہے بنی اسرائیل کا اپنے پورے لشکر کے ساتھ اس پر حملہ آور ہونا بنی اسرائیل کی توہین ہے انہوں نے زور دے کر یوشع بن نون سے یہ بھی کہا کہ اس شہر کو فتح کرنے کے لیے صرف دو تین ہزار اسرائیلی ہی روانہ کر دیے جائیں تو عی شہر کے محافظ جنگجو اور وہاں رہنے والے تمام لوگ ان کے سامنے ہتھیار ڈال دیں گے ۔

پس اپنے ان جاسوسوں کی بات مانتے ہوئے یوشع بن نون نے تین ہزار جنگجو اسرائیلیوں کا لشکر عی شہر کی طرف روانہ کر دیا تاکہ وہ شہر پر حملہ آور ہو کر اس پر قابض ہو جائیں اور پھر بنی اسرائیل کو یریحو میں اطلاع کریں کہ بنی اسرائیل یریحو شہر سے نکل کر شہر میں خیمہ زن ہو جائیں ۔

عی شہر کے حاکم کو جب یہ خبر ہوئی کہ تین ہزار اسرائیلی اس کے شہر پر حملہ آور ہونے کے لیے اس کی طرف پیش قدمی کر رہے ہیں تو اپنے لشکر کے ایک حصہ کو اس نے ان اسرائیلیوں کی طرف روانہ کیا اور عی شہر کے اس مختصر سے لشکر نے شہر سے دور ہی تین ہزار بنی اسرائیل کو موت کے گھاٹ اتار کر رکھ دیا جب اس شکست اور بنی اسرائیل کے قتل عام کی خبر یریحو میں بنی اسرائیل کو پہنچی تو بنی اسرائیل کے اندر ایک طرح سے غم اور ماتم کی صفیں بچھ گئیں جس وقت بنی اسرائیل اپنے مرنے والوں کا ماتم کر رہے تھے اور یوشع بن نون اپنے خیمہ کے اندر افسردہ و ملول بیٹھے تھے اس وقت یوناف یوشع بن نون کے خیمے کے دروازے پر گیا اور انہیں مخاطب کرتے ہوئے اس نے استفہامیہ انداز میں پوچھا۔

اے سیدی! کیا میں آپ سے ایک اہم گفتگو کرنے کے لیے آپ کے خیمہ میں داخل ہو سکتا ہوں یوشع بن نون نے ایک بار نگاہ اٹھا کر غور سے یوناف کی طرف دیکھا پھر اپنے پہلو میں ایک خالی نشست کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا آؤ بیٹھو اور کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو یوناف آگے بڑھ کر ان کے پہلو میں بیٹھ گیا تو یوشع بن نون نے پوچھا اے اجنبی میں نہیں جانتا تم کون ہو تاہم میں یہ بات وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ تو اسرائیلیوں میں سے نہیں ہے اس لیے کہ تیرا گفتگو اور مخاطب ہونے کا انداز یقیناً اسرائیلیوں جیسا نہیں ہے کیا تو مجھے بتائے گا کہ تیرا تعلق کس سرزمین سے ہے مجھ سے کیا کہنے آیا ہے اور خاص کر اس موقعہ پر جب کہ بنی اسرائیل اپنے مرنے والے لشکریوں کی وجہ سے دکھ اور غم میں مبتلا ہے۔

یوشع بن نون کے خاموش ہونے پر یوناف نے ان کے سوالوں کا جواب دیتے ہوئے اپنی گفتگو کی ابتداء کی اے نون کے بیٹے! آپ کا اندازہ درست ہے میں اسرائیلی نہیں ہوں اسی لیے میرا انداز تخاطب بھی ان سے جداگانہ ہے میں مصر کا ایک قدیم باشندہ ہوں کیونکہ میں موحد ہوں خدا کو ایک مان کر اسی کی بندگی اور عبادت کرتا ہوں اور ضرورت کے وقت اسی کو میں اپنی مدد کے لیے پکارتا ہوں اسی وجہ سے میں بنی اسرائیل میں شامل ہوا کہ دیکھو میرا رب اپنے ان وعدوں کی کیسے تکمیل کرتا ہے جو اس نے بنی اسرائیل کے اجداد کے ساتھ کیے تھے کہ وہ کنعان کی سرزمین کو انہیں عطا کر دے گا اے نون کے بیٹے میرا نام یوناف ہے میں تو صرف ایک سعادت کی خاطر بنی اسرائیل میں داخل ہوا ہوں میں بنی اسرائیل کے اندر ایک گمنام فرد کی حیثیت سے ہی زندگی بسر کر رہا تھا لیکن عی شہر کے بادشاہ نے اپنے لشکر کے ساتھ جو بنی اسرائیل کے بے شمار لشکر کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے تو میں اسی سلسلہ میں آپ سے کچھ کہنے آیا ہوں۔

یوشع بن نون نے پر امید آنکھوں سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے میرے عزیز مجھے خوشی ہوئی کہ تیرا تعلق مصر سے ہے اور میری سب سے بڑی خوشی کی وجہ یہ ہے کہ تو ایک موحد ہے بیشک واحدانیت ہی ہر دین کا محور اور ستون ہوتی ہے۔

اور اے یوناف! اب تو مجھے یہ بتا کہ عی کے بادشاہ کے ہاتھوں اسرائیل مارے گئے ہیں تو ان کے متعلق کیا کہنا چاہتا ہے یوناف پھر اپنی گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

اے نون کے بیٹے جن لوگوں کو آپ نے جاسوسی کی خاطر عی شہر کی طرف بھیجا تھا انہوں نے تکبر اور تفاخر سے کام لیا اور اللہ پاک کو تکبر اور تفاخر ہرگز پسند نہیں ہے انہوں نے عی شہر کی خلوص دل سے تحقیق نہیں کی اور یوں ہی آپ سے آکر کہہ دیا کہ عی کے حاکم کی سرگرمی کے لیے دو تین ہزار اسرائیلی ہی کافی ہیں سو یہ ان کا تکبر تھا اور اسی تکبر کی وجہ سے مولا کریم نے بنی اسرائیل کو اس ابتلا اور مصیبت میں ڈالا ہے کہ ان کے اس قدر لشکری مارے گئے ہیں میں آپ سے یہ گزارش کرنے آیا ہوں کہ ان لشکریوں کے مارے جانے پر بنی اسرائیل کے اندر بد دلی اور نامرادی پھیلتی جا رہی ہے لہٰذا انہیں اس دھندہ سے نکلنے کے لیے عی شہر پر ایک نئے طریقے سے حملہ آور ہوا جائے تاکہ جب بنی اسرائیل کو عی کے خلاف کامیابی ہو تو ان کی یہ بد دلی کی موجودہ کیفیت رفع ہو جائے گی۔

اس موقعہ پر یوشع بن نون نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں پوچھا اے یوناف عی شہر پر حملہ آور ہونے کے لیے تم کیا مشورہ دیتے ہو تم ایک عقل مند اور دانا انسان لگتے ہو اور میں سمجھتا ہوں تمہارا مشورہ یقیناً قابل عمل ہو گا یوناف نے فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا اے سیدی عی شہر پر حملہ آور ہونے کے لیے جو کچھ میں نے اپنے دل میں سوچ رکھا ہے وہ یہ ہے کہ آپ بنی اسرائیل کے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیں ایک حصہ آج رات عی شہر کے قریب مغرب میں بٹھا دیں اور کسی کو کان و کان خبر نہ ہو کہ بنی اسرائیل کا کوئی لشکر عی شہر کے اطراف میں گھات لگا کر بیٹھ چکا ہے۔

یوناف ذرا رکا اپنے ہونٹوں پر اپنی زبان پھیری پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا سیدی جو آپ کے لشکر کا دوسرا حصہ ہو گا اسے لے کر آپ کل عی شہر کی طرف روانہ ہو جائیں اور عی شہر کے سامنے نمودار ہوں ظاہر ہے عی شہر کا بادشاہ جب یہ دیکھے گا کہ بنی اسرائیل ایک اور لشکر کے ساتھ اس کے مقابل آئے ہیں تو وہ ضرور شہر سے باہر نکل کر مقابلہ کرنے کی ٹھانے گا اس لیے کہ وہ اس سے پہلے بنی اسرائیل کے ایک لشکر کو شکست دے کر نیست و نابود کر چکے ہیں لہٰذا ان کے حوصلے بلند ہیں اس بنا پر عی شہر کے لشکری ضرور شہر سے باہر نکل کر بنی اسرائیل کے ساتھ جنگ کرنا پسند کریں گے اگر وہ ایسا کرتے ہیں یقین جانیے میری مٹھی میں بنی اسرائیل کی کامیابی اور فتح مندی ہے۔

یوشع بن نون نے درمیان میں بولتے ہوئے بے چینی کی حالت میں پوچھ لیا اے یوناف عی شہر کے لشکریوں کے باہر نکلنے میں کس طرح بنی اسرائیل کو فتح مندی اور کامیابی پنہاں ہے

یوناف پھر کہہ رہا تھا سیدی جب عی شہر کا بادشاہ آپ کے لشکر کے مقابل آنے کے لیے

اپنے شہر سے باہر نکلے اور آپ پر حملہ آور ہو جائے تو تھوڑی دیر تک آپ اس کے لشکر کا مقابلہ کرتے رہیں پھر آپ یہ ظاہر کرنے کے لیے اپنے لشکر کو پسپا ہونے کا حکم دے دیں گویا بنی اسرائیل شکست کھا کر بھاگنے کی فکر میں ہیں اور جب آپ اپنے لشکر کے ساتھ وہاں سے پسپا ہونا شروع ہو جائیں گے تو عی شہر کا بادشاہ اپنے لشکر کے ساتھ ضرور آپ کا تعاقب کرے گا اس نیت کے تحت کہ بنی اسرائیل کو آگے بڑھ کر تحس نحس کر دے تاکہ پھر کبھی انہیں عی شہر پہ حملہ آور ہونے کی جرأت اور ہمت نہ ہو اور یہی عی شہر کے بادشاہ کی سب سے بڑی حماقت ہو گی۔

اور جب یہ تعاقب شروع ہو جائے یعنی آپ پسپائی اختیار کر لیں اور شہر کا بادشاہ آپ کا تعاقب شروع کر دے تو آپ کچھ دیر تک پیچھے پیچھے ہٹتے رہیں لیکن ایک تنظیم اور نظم کے ساتھ تاکہ آپ کے لشکر کی صفوں کے اندر بے ترتیبی نہ پیدا ہو۔ اور جب یہ پسپائی اور تعاقب کا کھیل شروع ہو گا میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ عی شہر کے دوسرے مسلح اور غیر مسلح لوگ بھی شہر سے باہر نکل کر اس تعاقب میں شامل ہو جائیں گے تاکہ وہ بنی اسرائیل کی لوٹ مار شروع کر دیں اور جس لشکر کو آج کی رات گھات میں بیٹھائیں گے اسے آپ پہلے ہی سمجھا دیں کہ جب یہ پسپائی اور تعاقب کا کھیل شروع ہو جائے اور عی شہر کے لوگ تعاقب کرتے ہوئے کافی آگے نکل جائیں تو آپ کا گھات میں بیٹھا ہوا وہ لشکر اپنی گھات سے نکل کر شہر کی طرف بڑھے اور شہر میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کرنے اور آپ کو خبر کرنے کے لیے کہ وہ شہر میں داخل ہو گئے ہیں شہر کے چند مکانوں کو آگ لگا دیں اور جب اس آگ کے باعث دھواں فضا میں بلند ہو تو آپ پسپا ہوتے ہوئے شہر کی طرف دھیان رکھیں اور جب آپ دیکھیں کہ فضا کے اندر دھواں بلند ہو رہا ہے تو آپ پلٹ کر اپنے لشکر کے ساتھ عی شہر کے جنگجوؤں کے اوپر حملہ آور ہو جائیں اور پوری قوت سے ان کے خلاف یلغار کر دیں۔

پس اے سیدی اس اچانک حملے اور مڑنے پر عی شہر کے لشکری ضرور پسپا ہوں گے اور جب وہ مڑ کر دیکھیں گے کہ ان کے شہر کو آگ لگی ہوئی ہے تو وہ اور زیادہ بدحواس ہو کر اپنے شہر کی طرف بھاگیں گے اس موقع پر آپ بھی پوری قوت کے ساتھ ان کا تعاقب کریں۔

اور اپنی تلواروں پہ رکھ کر ان کا قتل عام شروع کر دیں عی شہر کے لشکریوں کو دوسری مایوسی یہ ہو گی کہ جب وہ شہر کے قریب جائیں گے تو شہر کے دروازے بند ہوں گے اس لیے کہ آپ کے لشکر کا دوسرا حصہ تو شہر پر قابض ہو چکا ہو گا پس اسی بدحواسی کے عالم میں عی شہر کے لشکریا

اور اس کے بادشاہ کا قصہ آپ اور آپ کے لشکریوں کے ہاتھوں پاک ہو کر رہ جائے گا اے سیدی میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ عی شہر کے بادشاہ کے خلاف جنگ کرنے کے لیے اگر یہ طریقہ کار اپنایا جائے تو یقیناً اس میں بنی اسرائیل کو کامیابی اور عی شہر کے لشکریوں کو اپنی تباہی اور بربادی دیکھنا نصیب ہو گی۔

یوشع بن نون کو یوناف کا یہ مشورہ ایسا پسند آیا کہ انہوں نے آگے بڑھ کر یوناف کو گلے لگاتے ہوئے کہا یوناف تو نہ صرف دانشمند اور فہیم انسان ہے بلکہ تیری گفتگو تیرے مشوروں سے خلوص اور دادمندی ٹپکتی ہے قسم خداوند کی عی شہر کے لشکریوں سے نپٹنے کے لیے جو طریقہ کار تم نے بنایا ہے وہ ایک احسن اور پسندیدہ تجویز ہے اور اس پر عمل کر کے بنی اسرائیل یقینی عی شہر پر قابض ہو جائیں گے۔ اور اے یوناف اب میرا فیصلہ بھی سنو جب تک میں زندہ ہوں تم بنی اسرائیل کے اندر ہی رہو میں یقیناً تمہارے مشورہ اور تمہاری صلاح کاری کو پسند کروں گا تمہارا خیمہ میرے خیمہ کے قریب نصب ہوا کرے گا اور بنی اسرائیل کے اندر تمہاری ایسی ہی عزت اور ایسا ہی احترام ہوا کرے گا جیسا بنی اسرائیل کے رؤسا اور میرے بڑے بڑے مشیروں کا ہوتا ہے اس پر یوناف نے اثبات میں گردن ہلاتے ہوئے کہا اے سیدی میں بنی اسرائیل کے اندر آپ کے قریب رہنے کے لیے تیار ہوں پر پہلے میں آپ کو اپنی اصل حقیقت سے آگاہ کر دوں تاکہ آپ پر واضح ہو جائے کہ میں کون ہوں کیوں بنی اسرائیل میں داخل ہوا ہوں اور میری اصلیت کیا ہے

یوشع بن نون نے چونک کر کہا تم پہلے تو بتا چکے ہو کہ تمہارا تعلق مصر کی سرزمین سے ہے اور یہ کہ ایک سعادت حاصل کرنے کی خاطر تم بنی اسرائیل میں داخل ہوئے ہو اس پر یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا اے سیدی اس کے علاوہ بھی میری ذات کے ساتھ راز وابستہ ہیں اور وہ میں آج آپ پر آشکار کر دینا چاہتا ہوں تاکہ آپ میری اصلیت سے آگاہ رہیں یوشع بن نون نے غور سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے ایک جستجو کے انداز میں کہا اچھا کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو اور اس کے جواب میں یوناف نے اپنی زندگی کے سارے راز یوشع بن نون کے سامنے اگل دئیے تھے اس نے انہیں بتا دیا تھا کہ کس طرح اس کا تعلق آدم علیہ السلام کے بیٹے شیث کی نسل سے ہے اور کس طرح اس کے ناسوت پر لاہوت کا عمل ہوا۔

کیسے ابلیکا اس کے ساتھ تعاون اور مدد کرتی ہے اور کس طرح وہ صدیوں سے ابلیس اور اس کے اہل کاروں کے ساتھ برسر پیکار ہے یہ انکشافات سن کر یوشع بن نون چونک

سے گئے چند لمحوں تک وہ کچھ سوچتے رہے پھر سنبھلے اور گہری مسکراہٹ میں انہوں نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے اور شفقت سے اس کے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا اے یوناف میں تیرا ممنون ہوں کہ تو نے اپنے راز مجھ سے کہہ دیئے اور مجھ پر اعتماد اور بھروسہ کیا اور اب جب کہ تو نے مجھے اپنی اصل زندگی سے آگاہ کر دیا ہے تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میرے دل میں تمہاری قدر اور تمہاری عزت اور زیادہ بڑھ گئی ہے اب میں کوئی کام کرنے سے قبل اوروں کی نسبت تمہیں زیادہ اہمیت دیا کروں گا اس لیے کہ دیگر سب سے بڑھ کر تم میرے لیے سودمند اور بہتر ثابت ہو سکتے ہو۔

اور اے یوناف میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ تمہاری تجویز کے مطابق میں آج ہی عی شہر کے خلاف حرکت میں آ رہا ہوں اس کے ساتھ ہی یوشع بن نون اٹھ کھڑے ہوئے اور یوناف کا ہاتھ تھامتے ہوئے انہوں نے کہا آؤ میرے ساتھ تاکہ ایک لشکر کو ترتیب دے کر عی شہر کی طرف روانہ کیا جائے تاکہ وہ آج رات کی تاریکی میں شہر کے قریب گھات میں بیٹھ جائے اور کل میں تمہاری تجویز کے مطابق اپنے لشکر کے دوسرے حصے کے ساتھ عی شہر پر حملہ آور ہو جاؤں گا اور اس حملے میں تم میرے ساتھ ہو گے اور اس کے ساتھ ہی یوشع بن نون یوناف کا ہاتھ پکڑے ہوئے اپنے خیمہ سے باہر نکل گئے تھے۔

اسی رات یوشع بن نون نے اپنے لشکر کا ایک حصہ علیحدہ کیا اور اسے بھی شہر کے مغرب میں یعنی بیت ایل اور عی شہر کے درمیان گھات میں بٹھا دیا اور اس سارے کام میں یوناف یوشع بن نون کے ساتھ رہا یوناف کی اس تجویز پر عمل کرتے ہوئے رات کے وقت اپنے لشکر کا ایک حصہ عی شہر کے مغرب میں گھات میں بٹھلانے کے بعد یوشع بن نون کس قدر مطمئن اور پُر امید ہو گئے تھے پس اس تجویز کی تکمیل کے لیے دوسرے روز انہوں نے اپنے لشکر کے دوسرے حصہ کے ساتھ یریحو شہر سے کوچ کیا اور جب سورج کافی چڑھ آیا تب وہ عی شہر کے شمال میں نمودار ہوئے اور وہاں انہوں نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر لیا تھا۔

عی شہر کے بادشاہ کو جب خبر ہوئی کہ بنی اسرائیل اپنے پہلے لشکر کی تباہی و بربادی کا انتقام لینے کے لیے ایک اور لشکر لے کر آ نمودار ہوئے ہیں اور شہر کے شمال میں انہوں نے پڑاؤ کر لیا ہے تو اس خبر پر عی شہر کے بادشاہ نے مقابلہ پر آنے میں کسی قسم کی دیر اور تاخیر نہ کی اس نے فوراً اپنے لشکر کو تیار کیا اور شہر سے نکل کر وہ یوشع بن نون کے لشکر کے سامنے صف

آرا ہوا دونوں طرف سے کسی نے بھی انفرادی جنگ کی ابتداء نہ کی بلکہ تھوڑی دیر تک اپنی صفیں درست کرنے کے بعد دونوں لشکر ایک ہولناک انداز میں ایک دوسرے پر حملہ آور ہو گئے تھے۔

یوشع بن نون کافی دیر تک جم کر دشمن کا مقابلہ کرتے رہے پھر انہوں نے یوناف کی تجویز کے مطابق آہستہ آہستہ پسپا ہونا شروع کر دیا تھا عی شہر کے بادشاہ نے جب دیکھا کہ اس کے مقابلہ میں اسرائیلی جنگ سے منہ موڑ کر پسپا ہونا شروع ہو گئے ہیں تو اس نے اپنے حملے میں اور زیادہ تیزی اور ہولناکی پیدا کر لی تھی لیکن اپنے ان پرجوش حملوں میں وہ بنی اسرائیل کو کوئی زیادہ نقصان نہ پہنچا سکا تھا اس لیے کہ یوشع بن نون نے یہ پسپائی بڑے منظم طریقے سے کی تھی اور ان کی اگلی صفیں دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کرتی ہوئی پیچھے ہٹ رہی تھیں عی شہر کے لوگوں نے جب یہ دیکھا کہ ان کے لشکر کے مقابلہ میں بنی اسرائیل شکست کھا گئے ہیں اور اب وہ پسپا ہونا شروع ہو گئے ہیں تو انہوں نے بھی ایک بہت بڑی حماقت کا مظاہرہ کیا وہ یہ کہ اپنے لشکر میں شامل ہو کر بنی اسرائیل کی لوٹ کھسوٹ کرنے کے لیے وہ بھی شہر سے نکل کھڑے ہوئے تھے۔

عی شہر کے باشندوں کا اپنے لشکر میں آ شامل ہونا اور دیگر یہ کام یوناف کی تجویز کے مطابق رونما ہو رہا تھا یوشع بن نون آہستہ آہستہ پسپا ہوتے ہوتے دشمن کو عی شہر سے ذرا فاصلہ پر لے گئے اس دوران یوشع بن نون کا وہ لشکر حرکت میں آیا جو بیت ایل اور عی شہر کے درمیان گھات لگائے ہوئے بیٹھا ہوا تھا اور عی شہر کے لوگوں کو اس لشکر کی کوئی خبر نہ تھی پھر یہ لشکر چپکے سے اپنی کمین گاہ سے نکلا اور عی شہر میں داخل ہو گیا اس لیے کہ عی شہر خالی ہو چکا تھا اور اس کے دروازے کھلے ہوئے تھے پس اس لشکر کو شہر میں داخل ہونے میں کسی بھی طرح کی مزاحمت پیش نہ آئی۔

یوشع بن نون اپنے لشکر کے ساتھ برابر پسپا ہو رہے تھے لیکن اچانک انہوں نے ایک جگہ اپنے لشکر کو رک جانے اور دشمن کے خلاف مزاحمت کرنے کا حکم دے دیا اس لیے کہ انہوں نے دیکھا عی شہر کے اندر سے دھواں اٹھ رہا تھا جس سے انہوں نے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ ان کا وہ لشکر جو گھات میں بیٹھا ہوا تھا وہ شہر میں داخل ہو کر قابض ہو چکا ہے پس ایک جگہ رک کر یوشع بن نون نے اپنے لشکر کی تنظیم درست کی اور پھر انہوں نے پلٹ کر پوری قوت کے ساتھ دشمن پر حملہ کر دیا تھا اور ان سارے امور میں یوناف ایک گھوڑے پر سوار ان کے ساتھ ساتھ ہی تھا بنی اسرائیل نے یوشع بن نون کے حکم پر ایسا زوردار اور جان لیوا حملہ کیا

کہ عی شہر کے لشکری اس حملہ کی تیزی اور تندی کو برداشت نہ کر سکے اور میدان جنگ سے ان کے پاؤں اکھڑتے ہوئے دکھائی دینے لگے تھے عی شہر کے بادشاہ نے جب یہ دیکھا کہ اچانک بنی اسرائیل پلٹ کر ہر طرف سے اس کے لشکریوں پر ٹوٹ پڑے اور لمحہ بہ لمحہ اس کے لشکر کی ترتیب اور تنظیم خراب ہوتی جا رہی ہے تو اس نے اپنے لشکر کو پلٹ کر شہر میں محصور ہو جانے کا حکم دے دیا تھا۔

بنی اسرائیل کے آگے آگے بھاگتے ہوئے عی شہر کا بادشاہ اور اس کے سارے لشکری جب شہر کے قریب آئے تو وہ دنگ رہ گئے اس لیے کہ شہر کے دروازے بند تھے اور شہر کے ایک حصّہ کو آگ لگی ہوئی تھی اب شہر کے وہ غیر مسلح افراد جو صرف بنی اسرائیل کی لوٹ مار کرنے کے لیے شہر سے نکل کر اپنے لشکر میں داخل ہو گئے تھے وہ شور و واویلا کرنے لگے تھے اور ابھی ان پر یہی کیفیت طاری تھی کہ اچانک شہر کا شمالی دروازہ کھلا اور شہر کے اندر جو بنی اسرائیل کا لشکر قابض ہو گیا تھا اس نے شہر سے نکل کر دشمن پر حملہ کر دیا تھا اب عی شہر کے لشکری اور عوام دو طرف سے بنی اسرائیل کے درمیان پسنے لگے تھے باہر کی طرف سے یوشع بن نون نے انہیں کاٹنا شروع کر دیا تھا جب کہ شہر کے اندر مقیم بنی اسرائیل کے لشکر نے انتہائی خون خواری کے ساتھ ان پر ضربیں لگانی شروع کر دی تھیں یوں عی شہر کے لشکری اور عوام زیادہ دیر تک ان دو طرفہ حملہ کو برداشت نہ کر سکے بنی اسرائیل نے ان کے بادشاہ سمیت کاٹ کر رکھ دیا تھا اور یوں عی شہر پر بنی اسرائیل کا قبضہ ہو گیا تھا۔

یوشع بن نون نے اپنے لشکر کو شہر کے شمالی حصّہ میں خیمہ زن ہونے کا حکم دے دیا تھا اس کے علاوہ انہوں نے اپنے لشکر کا ایک حصہ عی شہر میں داخل کر دیا تھا تاکہ عی شہر کا نظم و نسق نئے سرے سے چلانے کے انتظامات کیے جائیں جب یوشع بن نون کا خیمہ نصب ہو چکا اور ان کے خیمہ کے قریب ہی یوناف کا خیمہ بھی گاڑ لیا گیا تب یوشع بن نون یوناف کا ہاتھ تھامے ہوئے اپنے خیمہ میں داخل ہوئے اور دونوں ایک جگہ آمنے سامنے بیٹھ گئے پھر یوشع بن نون نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میرے عزیز تو نے کیسی پھر بہترین عمدہ بتائی تھی جس پر عمل کر کے آج بنی اسرائیل عی شہر کے لشکر کے خلاف فتح مند اور کامیاب ہو گئے ہیں یقیناً میں ہی نہیں بلکہ بنی اسرائیل تک تمہارے ممنون ہیں کہ تم ایک پُرخلوص دیانت دار امین محسن اور عمدہ دوست ہو

یوناف نے انتہائی عاجزی اور انکساری میں کہا اے سیدی میں نے آپ پر کوئی احسان نہیں کیا بلکہ میرے لیے تو یہ ایک سعادت ہے کہ میں خدا کی راہ میں جہاد کرنے والوں میں شامل ہوا ہوں اور انہیں کوئی بہتر رائے اور سود مند تجویز پیش کر سکا ہوں یوناف جب خاموش ہوا تو یوشع بن نون نے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے نرم اور مشفق آواز میں کہا اے یوناف میرے عزیز میں نے لشکریوں کو کھانا تیار کرنے کا حکم دے دیا ہے جب تک کھانا ہمارے لیے تیار ہو کر نہیں آتا تو تم وقت گزارنے کے لیے مجھے اپنی زندگی کا کوئی اہم واقعہ نہ سناؤ گے۔

اس لیے کہ تم تو انسانیت کے ارتقاء کے رازدار اور امین ہو تم سے بہتر انسانوں کے اندر کون انسانیت کے عروج اور زوال کا جاننے والا ہو سکتا ہے جواب میں یوناف ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں بولا اے سیدی میری طویل زندگی تو طوفانوں اور انقلاب سے بھری پڑی ہے قبل اس کے کہ میں آپ کو اپنی زندگی کے کچھ اہم واقعات سناؤں آپ پہلے مجھے یہ بتلائیے کہ بنی اسرائیل کے اندر یا مصر کی سرزمین میں موسیٰ و ہارون کے بعد آپ کس ہستی سے زیادہ متاثر ہوئے ہیں۔

یوشع بن نون نے مسکراتی ہوئی آنکھوں سے یوناف کی طرف دیکھا پھر فیصلہ کن انداز میں انہوں نے کہا اے میرے عزیز موسیٰ و ہارون کے بعد اپنی زندگی میں میں جس سے میں زیادہ متاثر ہوا ہوں وہ ایک بہترین شخص تھا اور فرعون کا رشتہ دار تھا اس کا نام شمعان تھا اور وہ فرعون منفتاح کی سلطنت میں ایک بہت بڑے عہدے پر فائز تھا یہ شخص موسیٰ پر ایمان لا چکا تھا اور اپنے ایمان کو فرعون اور اس کے اہل کاروں کے خوف سے چھپائے ہوئے تھا مصر کو خداوند کی طرف سے معجزات دکھانے کے بعد جب فرعون کی آخری ملاقات ہوئی تو فرعون نے موسیٰ کو قتل کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا وہ اس بنا پر کہ فرعون دیکھتا تھا کہ موسیٰ کی تبلیغ سے نہ صرف بنی اسرائیل بلکہ قبطی بھی متاثر ہوتے جا رہے تھے۔

پس وہ موسیٰ کا خاتمہ کر کے اس تحریک کو کچل دینا چاہتا تھا اور اس روز جب موسیٰ فرعون منفتاح کے سامنے کھڑے تھے اور وہ ان کے قتل کا فیصلہ کر رہا تھا اس وقت کسی کو فرعون کے خوف سے یہ جرأت نہ تھی کہ فرعون کے اس فیصلہ کے خلاف موسیٰ کے حق میں زبان کھولے پر اے یوناف اس موقعہ پر یہ شمعان ہی تھا جس نے نہ صرف فرعون کے فیصلہ کے خلاف زبان کھولی بلکہ شدید احتجاج کرتے ہوئے اس نے یہ بھی ظاہر کر دیا کہ وہ مومن ہے اور موسیٰ اور اس کے خداوند پر ایمان لا چکا پس فرعون جس وقت موسیٰ کے قتل کا ارادہ کر رہا تھا اس وقت فرعون کے دربار میں شمعان نام کا یہ شخص اٹھ کھڑا ہوا اور بلا توقف اور بغیر کسی خوف خطرہ کے

اس نے فرعون اور اس کے درباریوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کیا تم موسیٰ کو اس لیے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ یہ کہتا ہے کہ میرا رب تو اللہ ہے جو واحد ہے اور یہ موسیٰ تمہارے پاس اپنی رسالت کی کھلی دلیلیں بھی لے کر آئے ہیں پس اے میری قوم اگر خدانخواستہ موسیٰ جھوٹے ہیں تو ان کا جھوٹ خود ان پر ہی پلٹ پڑے گا لیکن اگر وہ سچے ہیں اور جن ہولناک نتائج کا وہ تم کو خوف دلاتے ہیں تو ان نتائج کا تم لوگوں کو ضرور سامنا کرنے پڑے گا۔

اے میری قوم آج تمہیں بادشاہت حاصل ہے اور تم اور دوں پر غالب دکھائی دیتے ہو اگر خدا کا عذاب تم پر آ گیا تو پھر کون ہے جو تمہاری مدد کر سکے گا پس اے میری قوم تم موسیٰ کے معاملہ میں حد سے نہ گزرو اور جھوٹ اور حد سے گزر جانے کا کام نہ لو اور اس لیے کہ میرا رب حد سے گزرنے والوں اور جھوٹوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

یوشع بن نون تھوڑی دیر کے لیے رکے اور دوبارہ سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے وہ کہہ رہے تھے اے یوناف اس شمعان نے فرعون اور اس کی قوم کو مخاطب کرتے ہوئے یہ بھی کہا اے میری قوم کے لوگو! مجھے خوف ہے کہیں تم پر وہ دن نہ آ جائے جو اس سے پہلے بہت گروہوں پر آ چکا ہے جیسا کہ اوقت قوم نوح اور قوم عاد و ثمود علاوہ ان کے بعد آنے والی قوموں پر آیا تھا اے میری قوم! مجھے ڈر ہے کہ پھر کوئی ایسا پر عذاب دن نہ آ جائے جب تم ایک دوسرے کو پکارو گے اور بھاگے پھرو گے مگر اس وقت اللہ سے بچانے والا تمہارے لیے کوئی ہو گا پس اے یوناف اس شمعان نام کے شخص نے فرعون پر اپنا ایمان بھی ظاہر کر دیا۔ اور اسے خدائے واحد کی طرف بلاتے ہوئے یہ گفتگو بھی کی تو فرعون اس کے خلاف ہو گیا۔

پس فرعون نے موسیٰ کے قتل کو ٹال دیا اس لیے اسے وہم ہو گیا تھا کہ اس کے اہل کاروں میں بھی موسیٰ کی تبلیغ پھیل گئی ہے پس وہ تحقیق کرنا چاہتا تھا کہ موسیٰ کو قتل کرنے سے پہلے یہ معلوم کیا جائے کہ میرے اراکین سلطنت میں سے کون لوگ ہیں جو اس تبلیغ سے متاثر ہو چکے ہیں سو اس نے سب سے پہلے شمعان کے خلاف حرکت میں آنا چاہا لیکن شمعان فرعون کے پاس سے بھاگ کر پہاڑوں کے اندر جا چھپا اور قبل اس کے کہ فرعون موسیٰ کے خلاف حرکت میں آتا اس دوران خداوند نے موسیٰ کو بنی اسرائیل کے ساتھ مصر سے ہجرت کرنے کا حکم دے دیا تھا اور اس ہجرت کے وقت شمعان بھی بنی اسرائیل میں آ شامل ہوا تھا یوں فرعون کو تو خداوند نے

غرق کر دیا اور شمعان کو بنی اسرائیل کے ساتھ سمندر سے خیریت کے ساتھ نکال لیا اے یوناف یہ شمعان مجھے اس لیے پسند تھا کہ اس نے فرعون کی جباریت کی پرواہ کیے بغیر اس کے سامنے نہ صرف اپنے ایمان کا اظہار کیا بلکہ فرعون کو جھوٹا اور حد سے گزرا ہوا کہا اس لیے موسیٰ اور ہارون کے بعد اس شمعان نے اپنے اعمال و اقوال سے مجھے بے حد متاثر کیا اور یہ شمعان مصر سے نکلنے سے کچھ عرصہ بعد صحرائے سینا میں انتقال کر گیا تھا۔

اپنا سلسلہ کلام ختم کرتے ہوئے یوشع بن نون نے غور سے یوناف کی طرف دیکھا پھر اسے کہا اے یوناف میں تمہارے سوال کا جواب دے چکا ہوں اب تو مجھے تفصیل کے ساتھ یہ بتاؤ کہ ملائے اعلیٰ میں آدم و عزازیل کا تنازعہ کیسے ہوا۔

کیسے آدم کو زمین پر بھیجا گیا اور آدم کے علاوہ بعد میں آنے والے پیغمبروں نے اپنی اپنی اقوام کو کیا پیغام دیا جن اقوام نے اپنے پیغمبروں کا اتباع نہ کیا ان کا خداوند نے کیا حشر کیا اے یوناف تو تو ایک قدیم ترین انسان کی حیثیت سے اس سرزمین کے اندر انسانی ارتقاء کا امین ہے تو مجھے اس انسانی ارتقاء کے حالات تفصیل سے بتا یوناف نے خیمہ کے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مسکرانے کے انداز میں کہا سیدی جو حالات سنانے کے لیے آپ نے مجھے کہا ہے میں یہ حالات ضرور تفصیل کے ساتھ آپ سے کہوں گا پس اس وقت تو دیکھیں آپ کے آدمی کھانا لے آئے ہیں لہٰذا آئیں پہلے کھانا کھائیں اس کے بعد کسی موضوع پر گفتگو کریں گے یوشع بن نون نے دروازے کی طرف دیکھا واقعی کچھ اسرائیلی ان کا کھانا لے کر آئے تھے۔

لہٰذا یوشع بن نون خاموش رہ گئے بنی اسرائیل کے ان جوانوں نے جب کھانا ان دونوں کے سامنے رکھ دیا تو وہ خود باہر نکل گئے جب کہ یوشع بن نون اور یوناف خاموشی کے ساتھ کھانا کھانے لگے تھے!

○

چند یوم کا وقفہ ڈالنے پر عزازیل ایک روز پھر عارب یوسہ اور بنیضہ کے علاوہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مصر کے قدیم بادشاہ زوسر کے اہرام میں داخل ہوا وہ خوفناک اور خونخوار ممی کے اندر اس نے جیسے امحوتپ کے سحر کو داخل کیا تھا اور جیسے حرکت میں لانے کے لیے اس نے اپنے شیطانی کارکن مقرر کیے تھے اس ممی کے پاس وہ آ کھڑا ہوا اور اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے ایک مبلغ اور ایک مصلح کے سے انداز میں کہا اے میرے رفیقو تم دیکھتے ہو ابھی سورج طلوع نہیں ہوا اور فضاؤں میں اس وقت گہری اور ہیبتناک تاریکی چھائی ہوئی ہے۔

میرے عزیز حواریو تم یہ بھی جانتے ہو کہ اس ممی کے ذریعے جو ہم نے رع دیوتا کی خانکاہ میں پجاریوں کے اندر ایک خونخواری اور تباہی پھیلائی تھی اس کو اب کافی دن گزر گئے ہیں گو اس واقعہ نے قرب وجوار کے لوگوں کے اندر خوف ودہشت کی ایک سنسنی پھیلا دی تھی تاہم لوگ اب کسی قدر اس واقعہ کو فراموش کر چکے ہیں لہٰذا میں آج ایسا ہی ایک اور واقعہ دوہرانے کا عزم کر چکا ہوں۔

اے میرے ہمنوانہ ممفس شہر کے باہر میں نے اس جگہ کا بغور جائزہ لیا ہے جہاں کے ماہی گیر چھوٹی چھوٹی کشتیوں کے اندر اپنے جال پھینک کر مچھلیاں پکڑتے ہیں سوائے میرے عزیزو میں آج ان ہی ماہی گیروں کو اس ممی کا نشانہ اور ہدف بناؤں گا تم دیکھو گے کہ میں دریائے نیل کے پانی کو ان ملاحوں کے خون سے رنگین بنا کر رکھ دوں گا میں ابھی اور اسی وقت اس ممی کو حکم دیتے والا ہوں کہ وہ ممفس شہر کے شمال میں دریائے نیل کے اندر مچھلیاں پکڑنے والے ملاحوں میں تباہی اور خون ریزی پھیلا دے۔

سو میرے عزیزو تم اپنی ہیت بدل کر رکھنا تاکہ اس ممی کے پیچھے پیچھے جاتے ہوئے ہم کسی انسانی آنکھ کو دکھائی نہ دیں عزازیل کے اس حکم پر عارب نے اپنے سر کو خم کرتے ہوئے کہا اے آقا آپ بے فکر رہیئے ہم پوری طرح آپ کے احکامات کا اتباع کریں گے اس ممی کو حکم دیں تاکہ نیل کے اندر تباہی اور خونخواری پھیلائی جا سکے عارب کی اس گفتگو کے جواب میں عزازیل کے چہرے پر خونی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر اس نے اس ممی کی طرف دیکھتے ہوئے ہولناک انداز میں کہا اے میرے حوار یعہ اس ممی کو حرکت میں لاؤ اور اسے ممفس شہر کے شمال میں دریائے نیل کے اندر ماہی گیروں پر وار کردو۔

عزازیل کے اس حکم پر اس ممی پر آندھیوں اور زلزلوں کی سی کیفیت طاری ہونے لگی تھی ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے اس کے بساگر ہستی میں طوفان اور آندھیاں ہوں اس کے جسم میں ہمتوں کے سیل اور بے انت جھکڑوں کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا تھا اور اس کے مردہ جسم کے اندر دنیا طلبی کا انہماک بقا کی تباہ کن جنگ اور دہشتوں کا رقص برپا ہونے لگا تھا عزازیل کے حکم پر اس مردہ ممی کی سانسوں میں آگ اور جسم میں شعلے ابھرتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے ایسا لگتا تھا اس ممی کی رگوں میں خون کا شور یدہ رقص شروع ہو گیا ہو اور وہ ماضی کی ساری دہشتوں کو توڑ کر فطرت کے بدترین گرداب اور بحر کے ہولناک طوفان کی طرح ماضی کی ساری ہی تقدیریں بدل کر رکھ

دے گی۔

پھر وہ ممی حرکت میں آئی اور زد سر کے احرام سے نکل کر دریائے نیل کے رخ پر روانہ ہو گئی تھی عزازیل بھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس ممی کے تعاقب میں دریائے نیل کی طرف جا رہا تھا جس وقت وہ ممی ممفس شہر کے شمال میں دریائے نیل کے کنارے پہنچی اس وقت مشرقی گھاٹیوں کی اوٹ سے سورج طلوع ہو رہا تھا اور اس کے ساتھ ہی اُفق کے لبوں پر کلیوں کے ہجوم کی طرح شفق رنگ بکھر گئے تھے اور کائنات کی مردہ رگوں کے اندر زندگی کا خون مچلنے لگا تھا دات کو سوئی ہوئی ہر شے بیدار ہونے لگی تھی دریا کے کنارے آکر وہ ممی رک گئی عزازیل اور اس کے ساتھی اپنی اس ہیت اور کیفیت میں تھے کہ انسانی آنکھ انہیں دیکھ نہ سکتی تھی اس موقعہ پر عزازیل نے پھر ممی کو حرکت میں لانے والی اپنی شیطانی قوتوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میرے حواریو! وہ سامنے دیکھو ان گنت ملاحوں کی کشتیاں دریائے نیل کے اندر تیر رہی ہیں اور تم دیکھتے ہو کہ یہ ملاح کیسے سکون اور پرمنظر انداز میں دریائے کے اندر جال پھینک اور کھینچ رہے ہیں۔ پس تم اس ممی کو دریائے کے اندر لے جاؤ اور اسے ان ملاحوں اور ان کی کشتیوں اور ان کے سمٹنے اور پھیلتے جالوں کی تباہی و بربادی کا باعث بنا کر رکھ دو۔

اور ساتھ ہی وہ ممی حرکت میں آئی اور دریائے نیل پر چلتی ہوئی وہ آگے بڑھنے لگی تھی ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ دریائے نیل کے پانی پر نہیں بلکہ ٹھوس زمین پر چل رہی ہو۔

دریائے نیل کے اندر کام کرتے ملاحوں نے چڑھتے سورج کی روشنی میں جب اس ممی کو انتہائی خوفناک انداز میں اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا تو ان کے دل ہول کھانے لگے تھے اور وہ بچارے انتہائی بے بسی اور لاچارگی کے عالم میں کنارے پر کھڑے اپنے ساتھی ملاحوں کو اپنی مدد کے لیے پکارنے لگے تھے لیکن اتنی دیر تک وہ ممی آگے بڑھ کر سلگتی ہوئی آنچ کی طرح اور رقص کرتے بے شمار شر کی مانند ان پر حملہ آور ہو گئی تھی اور ان کے حلقوم کاٹ کر ان کا خون پیتے ہوئے اس نے انہیں ان کے جسم کے سرد خانوں سے نجات دینا شروع کر دی تھی چند ہی لمحوں کے اندر۔ طوفانی انداز میں اس ممی نے سارے ملاحوں کے حلقوم کاٹ کر اور ان کا خون پی کر رکھ دیا ان کشتیوں کو توڑ پھوڑ دیا اور ان کے جالوں کو اس نے چیر چیر کر کے رکھ دیا تھا۔

کنارے پر کھڑے ملاحوں نے جو یہ خرق عادت اور مافوق الفطرت دیکھا تو وہ پیچھے ہٹ کر چند مکانوں کی اوٹ میں ہو گئے تھے اس احتیاط کے تحت کہ وہ ممی دریا کے اندر کام کرنے والے

ملاحوں سے فارغ ہو کر کہیں انہیں بھی اپنی تباہی و بربادی کا نشانہ بنانا شروع کر دے دریا کے اندر سارے ملاحوں کا خاتمہ کرنے کے بعد ممی دریا سے باہر نکلی پھر وہ بڑی تیزی کے ساتھ چلتی ہوئی سقارہ کے میدانوں کا رخ کر رہی تھی کنارے پر کھڑے وہ ملاح جو مکانوں کی اوٹ میں چھپ گئے تھے جب انہوں نے دیکھا کہ ممی انہیں نقصان پہنچائے بغیر دریائے نیل کے کنارے سے سقارہ کے میدانوں کا رخ کر رہی ہے۔

تب ان سب کی ہمت بندھی پھر وہ باہم مشورہ کرتے ہوئے اس ممی کے تعاقب میں چل پڑے تھے اس موقعہ پر غائبانہ حالت میں ممی کے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے عارب نے عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے آقا آپ دیکھتے ہیں کہ کنارے پر کھڑے ملاح جو کچھ دیر پہلے ممی کی کاروائی دیکھ کر مکانوں کی اوٹ میں ہو گئے تھے لگتا ہے اب ان کی ہمت بندھ گئی ہے اور وہ دیکھیں وہ اب ممی کا تعاقب کرنے لگے ہیں کیا ہمیں ممی کو ان پر بھی وار کر دینا چاہئے تاکہ ان کا بھی خاتمہ ہو جائے عزازیل نے عارب کو تنبیہ کرنے کے انداز میں کہا اے عارب نہیں ایسا ہرگز نہیں کرنا ان ملاحوں کو ممی کا تعاقب کرنے دو تاکہ سارا منظر دیکھنے کے بعد ممفس شہر کے لوگوں میں یہ ساری کہانی بیان کریں۔

اس طرح ممفس شہر میں اس ممی کی نسبت سے اور زیادہ خوف و ہراس پھیل جائے گا اور یہی ہمارا مدعا اور ہمارا مقصد ہے۔

جب عزازیل خاموش ہو گیا تو عارب نے کچھ کہنا چاہا اور اس سے پہلے ہی بیوسہ نے بولنے میں پہل کی پھر اس کی لذتوں سے بھرپور کھنکتی ہوئی آواز فضاؤں کے اندر بلند ہوئی اے عارب! میرے بھائی آقا عزازیل ٹھیک کہتے ہیں ان ملاحوں کو ممی کا تعاقب کرنے دیں تاکہ یہ ممی کی تباہی اور بربادی کی کہانیاں واپس جا کر ممفس شہر کے اندر پھیلائیں اس طرح آپ دیکھیں گے کہ ممفس شہر کے انسان تو کجا ابھی اس شہر کی در و دیوار بھی خوف و ہراس سے لرز اٹھیں گی عزازیل نے بیوسہ کی اس گفتگو کو غور سے سنا جب وہ خاموش ہوئی تو اس کی طرف تحسین آمیز نگاہوں سے دیکھتے ہوئے اس نے کہا اے بیوسہ تو یقیناً عقل مند اور رمز آشنا لڑکی ہے عزازیل کی اس توصیفی گفتگو کے جواب میں بیوسہ صرف مسکرا کر رہ گئی تھی۔

پھر وہ خاموشی کے ساتھ ممی کے تعاقب میں لگ گئے تھے دوسری طرف ممی کا تعاقب کرنے والے ملاحوں نے دیکھا کہ سقارہ کے میدانوں میں داخل ہونے کے بعد وہ ممی زوسر احرام کے اندر چلی گئی ہے تو وہ بھی واپس ممفس شہر کی طرف لوٹ گئے تھے۔

مصر کی ملکہ دلوکہ اپنے تخت پر بیٹھی ہوئی تھی کہ وہ ملاح اس کے سامنے پیش ہوئے پھر ایک ملاح نے ملکہ کو مخاطب کرتے ہوئے یوں کہا اے مقدس ملکہ ہم آپ سے مافوق الفطرت اور خرق بشریت عفریت کے خلاف شکایت لے کر حاضر ہوئے ہیں اے مقدس ملکہ! آج تھوڑی دیر قبل صبح کے وقت جب کہ مشرق کی طرف سورج طلوع ہو رہا تھا ہم دریائے نیل کے کنارے کھڑے تھے اور ہمارے بہت سے ساتھی دریائے نیل کے اندر اپنی کشتیوں کے اندر جال پھینک اور کھینچ کر مچھلیاں پکڑ رہے تھے۔

اے ملکہ اتنے میں سقارہ کے میدانوں کی طرف سے ایک ممی نمودار ہوئی اور دریائے نیل کے اندر وہ اس طرح آگے بڑھنے لگی جس طرح کوئی عام آدمی خشکی پر چلتا ہے وہ ممی اے ملکہ! انتہائی خونخوار اور ہولناک تھی اور اس کی آنکھوں سے دہشت اور انتقام کے انگارے پھوٹ رہے تھے اے ملکہ وہ ممی جونکوں کی طرح دریا کے اندر کام کرنے والے ملاحوں پر وارد ہوئی اس نے سارے ملاحوں کے حلقوم کاٹ کر ان کا خون پی لیا ان کی کشتیوں کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیا اور ان کے جالوں کو ریزہ ریزہ کر دیا اس تباہی کے موقعہ پر ہم دریائے نیل کے کنارے سے ہٹ کر قریبی مکانوں کی اوٹ میں ہو گئے تھے۔

پھر اے ملکہ ایسا ہوا کہ ملاحوں کے خاتمہ پر وہ ممی پلٹی دریائے نیل سے نکلی اور سقارہ کے میدانوں کی طرف چل دی ہم سب نے بھی باہم مشورہ کر کے ہمت کی اور اس ممی کا تعاقب کیا ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے وہ ممی سقارہ کے میدانوں کے اندر قدیم بادشاہ زوسر کے احرام میں داخل ہو گئی تھی اے مقدس ملکہ ہمارا خیال ہے کہ گزشتہ دنوں سقارہ کے میدانوں کے قریب رع دیوتا کی خانگاہ کے اندر جو پجاریوں کے حلقوم کاٹے گئے تھے اور ان کا خون پی کر ان کا خاتمہ کیا گیا وہ بھی اسی ممی کے باعث ہوا تھا۔

ذرا رک کر اور اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرنے کے بعد وہ بوڑھا ملاح کہہ رہا تھا اے مقدس ملکہ اس ممی نے رع دیوتا کی خانگاہ میں پجاریوں کے اندر جو تباہی اور بربادی پھیلائی تھی اس نے تو ممفس کے اطراف میں ایک خوفناکی کی کیفیت پھیلا دی تھی گو خانگاہ کے اندر ممی کو داخل ہوتے ہوئے نہ دیکھا گیا تھا لیکن لوگ پجاریوں کی ادھڑی ہوئی لاشیں دیکھ کر ہی چیخ چلا اٹھے تھے اے مقدس ملکہ اب یہ دوسرا واقعہ اس وقت رونما ہوا ہے جب دریائے نیل کے کنارے ہمارے علاوہ کوئی اور نہ تھا اور جن پجاریوں کو کاٹا اور ادھیڑا گیا ہے وہ بھی دریائے نیل میں غرق ہو کر رہ

گئے ہیں۔

پس اسے ملکہ قبل اس کے کہ ان دو وارداتوں کے بعد وہ ہولناک عفریت نما ممی مزید خونخوار کاروائیاں کرے گی ہم آپ سے گذارش کرتے ہیں کہ اس کا کوئی سدباب کیا جائے ورنہ ہمیں خدشہ ہے کہ نہ صرف اس ممی کے باعث ممفس کے اطراف اکناف ویران اور جنگل ہو کر رہ جائیں گے بلکہ خود ممفس شہر کے لوگ بھی اپنے گھروں کو چھوڑ کر دوسرے شہروں کا رخ کرنا شروع کر دیں گے اور اس طرح ممی کے باعث مصر کا مرکزی شہر اجاڑ ویرانوں اور قبرستان جیسے ویرانوں میں بدل کر رہ جائے گا۔

لہٰذا ہماری آپ سے التجا ہے کہ اگر آپ کچھ کرنا چاہتی ہیں تو اس ممی کے خلاف جلد کچھ کر گزریئے ملاح کی ساری گفتگو سن کر ملکہ دلوکہ کے چہرے پر غضب میں چھپی ہوئی ایک ہولناکی سی چھا گئی تھی چند لمحوں تک وہ اپنی گردن خم کئے کچھ سوچتی رہی پھر اس نے لکڑی کی ننھی سی ہتھوڑی سنبھالی اور اپنے قریب لٹکتے ہوئے تانبے کے طشت پر ضرب لگا دی تھی کمرے کے اندر گہری بازگشت والی گونج بلند ہوئی تھی۔

اور اس کے ساتھ ہی ملکہ کا ایک محافظ اندر آیا جسے دیکھتے ہی ملکہ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا میرے محافظ دستے کو تیار کر دیں ابھی اور اسی وقت سقارا کے میدانوں کا رخ کروں گی اور مصر کے سپہ سالار کے علاوہ میرے مشیروں کو بھی اطلاع کر دو کہ وہ بھی میرے ساتھ سقارا کے میدانوں تک چلیں گے ملکہ دلوکہ کا یہ حکم سن کر اس کا وہ محافظ باہر نکل گیا تھا پھر ملکہ نے ان ملاحوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے مصر کے عزیز شیر دل ملاحو! تم باہر بیٹھ کر انتظار کرو میں ابھی تھوڑی دیر تک تمہارے ساتھ سقارا کے میدانوں کی طرف روانہ ہوں گی وہ ملاح اپنے سر کو خم کرتے ہوئے اور اپنی ملکہ کو تعظیم دیتے ہوئے اس کے کمرے سے باہر نکل گئے تھے جب وہ ملاح کمرے سے چلے گئے تو ملکہ دلوکہ نے انتہائی کرب اور بے بسی میں اپنے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

کاش اس وقت ساحرہ تردرہ زندہ ہوتی تو میں اس سے اس ہولناک حادثہ پر مشورہ کرتی یقیناً وہ عظیم عورت اس ممی سے بچاؤ کی کوئی صورت ضرور نکال دیتی اس کے ساتھ ہی ملکہ دلوکہ کی گردن جھک گئی اور وہ گہری سوچوں میں کھو گئی تھی ملکہ اسی طرح تفکرات میں ڈوبی ہوئی بیٹھی ہوئی تھی کہ اس کے کمرے میں مصری عساکر کا سالار اور پھر ملکہ کے مشیر داخل ہوئے اپنے سالار اور اپنے

مشیروں کے آنے پر ملکہ چونکی پہلے اس نے انہیں بیٹھنے کو کہا جب وہ سب کے سب اپنی اپنی نشست پر بیٹھ گئے تب ملکہ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا میں نے تمہیں ایک انتہائی ہولناک حادثے کا سدباب کرنے کے لیے طلب کیا ہے اور اس کے ساتھ ہی ملکہ نے وہ ساری روداد انہیں کہہ سنائی تھی جو ملاحوں نے اسے کہی تھی اس حادثے کے انکشاف پر مشیروں کے حواس بھی جاتے رہے تھے۔

پھر ان میں سے ایک مشیر کو مخاطب کرتے ہوئے ملکہ نے تحکمانہ انداز میں کہا ممفس شہر میں اس وقت جو بھی کوئی اعلیٰ پائے کا ساحر ہے اسے یہاں میرے پاس بلا کر لاؤ اس سے یہ واقعہ بھی بیان کر دو جو کچھ ملاحوں نے کہا ہے اور ان پر یہ بھی واضح کر دو کہ وہ سب میرے ساتھ سقارہ کے میدانوں میں زوسر کے احرام میں چلیں گے تاکہ اس ممی کا کھوج لگایا جائے جو تباہی و بربادی اور خون ریزی کا باعث بن رہی ہے اس ممی کے ہاتھوں دو ہولناک واقعے رونما ہو چکے ہیں ایک آج جو دریائے نیل کے اندر ماہی گیروں کو پیش آیا ہے اور دوسرا چند روز پہلے سقارا کے میدانوں میں رع دیوتا کی خانگاہ میں پیش آیا اور اگر ایسے ہی واقعات شدید ہوتے رہے تو میں سمجھتی ہوں ممفس شہر ویران ہو کر رہ جائے گا۔

بس تم ممفس شہر کے اعلیٰ پائے کا ساحروں کو میرے پاس لے کر آؤ تاکہ وہ میرے ساتھ زوسر کے احرام کی طرف چلیں اور ان کے صلاح و مشورہ کر کے اس ممی کی خون ریزی کی روک تھام کی جائے۔

اور یہ بھی حالات معلوم کئے جائیں کہ وہ کیا نحوست اور کیا وجوہات ہیں جس کی بنا کر پردہ ممی یوں عام انسانوں کی طرح حرکت میں آتی ہے کیا کوئی ایسی بے چین اور بے سکون روح ہے جو اس ممی کے ذریعے اپنے انتقام کی تکمیل کر رہی ہے بہر حال تم ان ساحروں کو بلا کر میرے پاس لاؤ اس لیے کہ میں نے سن رکھا ہے زوسر کے احرام کے اندر راس کے قدیم نے طلسم ڈال رکھا ہے اور ہر کوئی ان احرام کے اندر داخل نہیں ہو سکتا سو ان احرام میں داخل ہونے کے لیے ساحروں کا میرے ساتھ جانا ضروری ہے ملکہ کا حکم سن کر وہ مشیر کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد ملکہ دلوکہ کے محل کے باہر اس کے محافظ دستے کے علاوہ ممفس شہر کے چیدا چیدا ساحر بھی جمع ہو گئے تھے ملکہ کا گھوڑا تیار کر کے اس کے کمرے کے سامنے کھڑا کر دیا گیا

تھا جب ملکہ دلوکہ کو اس تیاری کی اطلاع دی گئی اپنے مشیروں کے ساتھ وہ باہر نکلی اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر وہ سقارہ کے میدانوں کی طرف روانہ ہو گئی تھی مصر کے قدیم بادشاہ زدسر کے احرام کے قریب جا کر ملکہ دلوکہ نے آگے بڑھنے کی ترتیب بدل دی تھی اس سے پہلے خود وہ سب سے آگے پھر اس کے مشیر اور محافظ اور آخر میں ممفس شہر کے ساحر تھے لیکن اب اس نے ساحروں کو آگے آگے رکھا ان سب کے پیچھے محافظ دستے کے ساتھ وہ خود تھی اور آخر میں اس کے مشیر تھے اس حالت میں وہ زدسر کے احرام کے سامنے جا نمودار ہوئے اور اپنے گھوڑوں سے اتر کھڑے ہوئے یوں ہی وہ سب زدسر کے احرام میں داخل ہوئے انہیں ایسا محسوس ہونے لگا جیسے ان کے اندر داخل ہوتے ہی ہلکی ہلکی آوازوں میں احرام کے اندر ساز بجنے شروع ہو گئے ہوں۔

ان سازوں کی آوازوں سے وہ سب پریشان سے ہو گئے تھے لیکن ہر کوئی اپنی پریشانی کو چھپاتا ہوا ملکہ کی معیت میں آگے بڑھ کر ممیوں کا جائزہ لینے لگا تھا لیکن اس وقت ہر ایک کی حیرت بڑھتی چلی گئی جب وہ اس ممی کے قریب گئے جس پر عزازیل نے اپنے شیطانی کارکن مقرر کر رکھے تھے اور جسے وہ تباہی اور بربادی پھیلانے میں استعمال کر رہا تھا۔

جب وہ اس ہولناک ممی کے سامنے جا کر کھڑے ہوئے تو ان کے خدشات ان کی پریشانیوں اور ان کے تفکرات میں اور زیادہ اضافہ ہونے لگا تھا اس لیے انہوں نے محسوس کیا جیسے اس ممی کا تمام جسم ان کے دیکھتے ہی دیکھتے بیدار ہونے لگا ہو اور اس کے خوابیدہ ذہنی تفکرات جاگنا شروع ہو گئے ہوں اس کی بولتی آنکھوں کے اندر آگ کا سا جوش مارنے والے خطرات ابھرنے لگے تھے پھر ملکہ دلوکہ اس کے دستے کے محافظ، مشیروں اور وہاں کھڑے ساحروں کو یہ بھی احساس ہوا جیسے اس ممی کے اعضاء و جوارح اس کی رگوں اور پٹھوں کے اندر ضخامت ابھر گئی ہوں اور اس کی ہر چیز حرکت میں آ گئی ہو ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ اس ممی کی ناک سے ویرانوں کے خوابوں جیسی ہولناک کراہٹ بھی سنائی دینے لگی تھی اس کے ساتھ ہی اس ممی کے منہ سے ایسی ہولناک آوازیں نکلنا شروع ہو گئی تھیں جیسے ان گنت بھوکے اور خون خوار بھیڑیئے ویران اور تاریک راتوں کے اندر چیخ چلا اٹھے ہوں اس ممی کی یہ حالت دیکھ کر ملکہ دلوکہ یقیناً غش کھا کر زمین پر گر گئی ہوتی اگر اس کے ایک مشیر نے اسے سہارا دے کر تھام نہ لیا ہوتا ملکہ کے ساحروں نے بھی اپنی طرف سے انتہائی کوشش کی کہ وہ ممی کی اس کیفیت میں قابو پانے میں کامیاب ہو جائیں لیکن انہیں بری طرح ناکام ہوئی تھی اور پھر یک بارگی وہ ممی حرکت میں آئی اور کسی درندے کی طرح وہ غراتی ہوئی ان کی طرف بڑھی

تب ملکہ دلوکہ اور اس کے ساتھی ممی کی یہ حالت دیکھتے ہوئے وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے تھے گرتے پڑتے وہ احرام سے باہر نکلے اور اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر وہ سقارہ کے میدانوں سے ممفس شہر کی طرف اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑا رہے تھے۔

ان میں سے کسی نے بھی پیچھے مڑ کر نہ دیکھا کہ ممی ان کا تعاقب کر رہی ہے یا نہیں تاہم انہوں نے ممفس شہر داخل ہو کر ہی دم لیا جب کہ دوسری طرف ان کے بھاگ جانے پر ممی احرام سے باہر نہ نکلی تھی شہر میں داخل ہونے کے بعد ملکہ دلوکہ نے اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچتے ہوئے اسے روک لیا اس کا محافظ دستہ اس کے مشیر اور ساحر بھی اس کے گرد جمع ہو گئے تھے چند ثانیوں تک ملکہ نے خوف و ہراس کے باعث اپنے چہرے پر نمودار ہونے والے پسینے کو خشک کیا اپنی بدحواسی پر قابو پایا پھر اس نے اپنے ساحروں کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

اے میرے عزیز ساحرو میں جانتی ہوں تم اس ممی کی کیفیت کو روکنے میں ناکام ہوئے ہو پھر کیا تم مجھے بتا سکو گے کہ یہ کیا معاملہ ہے ممی کی یہ خوں خوار حالت کس نے کی ہے اور وہ کون سا طریقہ ہے جس سے اس ممی کی خوں خواری پر قابو پایا جا سکتا ہے ورنہ اگر اس ممی کے باعث حادثوں میں اضافہ ہوتا رہا تو مجھے صرف خدشہ ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ خوف و ہراس کے باعث ممفس شہر بہت جلد خالی ہو کر ویرانوں اور خرابوں میں بدل جائے گا۔

پس اے میرے عزیزو تم کوئی ایسا طریقہ سوچو کہ ہم اس ممی پر قابو پا لیں مجھے یوں محسوس ہونے لگا ہے جیسے یہ ممی کوئی بہت بڑی مافوق الفطرت قوت ہے جس کا سامنا کرنا ہم میں سے کسی کے بس کا روگ نہیں ہے تاہم میں تم لوگوں کو چند دن کی مہلت دیتی ہوں اور مجھے امید ہے کہ اس دوران تم باہم صلاح مشورہ کر کے اس ممی سے اور اس کی خون خواری سے بچنے کے لیے کوئی طریقہ ضرور ہی نکالو گے۔

ملکہ دلوکہ کی اس گفتگو کے جواب میں ایک ساحر نے اپنے گھوڑے پر بیٹھے ہی بیٹھے تعظیماً اپنے سر کو خم کیا پھر ملکہ کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا اے مقدس ملکہ جس وقت آپ ہمیں سقارہ کے میدانوں میں ان احرام کی طرف لے کر گئی تھی اسی وقت ہی ہم محتاط ہو گئے تھے اور جب ہمیں پتہ چلا کہ آپ ہمیں مصر کے قدیم بادشاہ زدسر کے احرام کی طرف لے جا رہی ہیں تو ہم اور زیادہ چونکے تھے اس لیے کہ ہر کوئی جانتا ہے کہ زدسر کے احرام کے اندر مصر کے قدیم محسن اور ساحر امحوتپ نے ایک سحر ڈال رکھا تھا اور جو کوئی بھی ان احرام کا رخ کرتا تھا وہ سحر ایک

انتہائی ہولناک عفریت کی صورت اس کا تعاقب کر کے اس کا خاتمہ کر دیتا تھا زوسر کے احرام کی طرف جاتے ہوئے ہم اسی عفریت سے خوف زدہ تھے اور ہم اس سے بچنے کے لیے اپنی ساری سحر قوتوں کو حرکت میں لائے ہوئے تھے۔

لیکن احرام کے سامنے جا کر ہمیں حیرت ہوئی کہ ام وقت کا وہ عفریت نما سحر ہمارے خلاف حرکت میں نہ آیا تھا اے ملکہ اس انکشاف سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی مافوق الفطرت البشریت اس سحر کو ختم کرتے کے بعد ان احرام میں داخل ہوا ہے اور اس نے اپنی لاانتہا قوتوں کو حرکت میں لا کر اس ممی کی یہ حالت کر دی ہے کہ وہ کسی زندہ عفریت کی طرح بستیوں اور خانگاہوں پر حملہ آور ہونا شروع ہو گئی ہے اے ملکہ سب سے پہلے ہمیں یہ پتا کرنا چاہئے وہ کون سی قوت ہے جس نے اس ممی کی یہ حالت کی ہے کہ وہ کسی آدم خور جیسی ہیبتناک درخون خوار ہو کر رہ گئی ہے۔

اس ساحر کے خاموش ہونے پر ملکہ دلوکہ نے اک تجسس اور بے تابی سے پوچھا اے میرے عزیز دو تو پھر یہ کون جان سکے گا کہ اس ممی کی یہ حالت کس نے کی ہے کہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جو اس کام پر غور رکھتا ہو اس بار ایک بوڑھے ساحر نے ملکہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے مقدس ملکہ ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو اس خونخوار ممی کی کیفیت پر قابو پا سکے اور اے ملکہ آپ دیکھتی ہیں کہ میں ایک معمر انسان ہوں اور میری عمر اس وقت اسی کے قریب ہے اے ملکہ میرے خیال میں صرف ایک آدمی ایسا ہے جو زوسر کے ان احرام کے اندر اس خونخوار ممی پر قابو پا سکتا ہے اس جوان کا نام یوناف ہے اور وہ اس ممی پر قابو پانے کی قدرت رکھتا ہے

اے ملکہ ممفس شہر کے شمال میں شوکار نام کا جو قدیم محل ہے وہ جوان کبھی اس محل کے اندر آکر رہتا ہے میں آپ پر یہ بھی واضح کر دوں کہ شوطار نام کے محل کے اندر بھی ایک طلسم ہے اور کوئی اس کے اندر داخل نہیں ہو سکتا اگر کوئی ایسا کرے تو اسے اپنی جان سے ہاتھ دھونے پڑتے ہیں بہت سے لوگوں نے اس محل کے اندر داخل ہونے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے اور ان میں سے کچھ تو اپنی جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے میرے خیال میں اسی یوناف نام کے جوان نے اپنے اس محل کے اندر طلسم ڈال رکھا ہے تاکہ اس کی غیر موجودگی میں کوئی اس کے محل میں داخل نہ ہو اس لیے کہ وہ اکثر باہر ہی رہتا ہے۔

وہ بوڑھا ساحر ذرا رک کر پھر کہہ رہا تھا اے مقدس ملکہ اپنی اسی برس کی زندگی میں میں نے یوناف نام کے جوان کو دو مرتبہ دیکھا اور میں سمجھتا ہوں کہ میرے علاوہ کسی نے بھی اس جوان کو دو مرتبہ نہ دیکھا ہو گا اور اے ملکہ حیران کن بات یہ ہے کہ میں نے اسے پہلی بار اس وقت دیکھا جب میری عمر بتیس برس کے قریب تھی اور دوسری بار اے ملکہ میں نے اسے اس وقت دیکھا جب میری عمر پچھتر برس کے قریب تھی اور یہ بات بڑی حیران کن اور پریشان کن ہے کہ جس طرح جوان و توانا اسے میں نے اپنی بتیس سال کی عمر میں دیکھا تھا وہ اس وقت بھی ویسے کا ویسا ہی تر و تازہ اور جوان و توانا تھا جب میں نے اسے اس وقت دیکھا جب میری عمر پچھتر برس کی ہو چکی تھی۔

اے ملکہ میں سمجھتا ہوں وہ بھی کوئی مافوق الفطرت انسان ہے اور گزرتے ہوتے وقت کی تلخیاں اس کے جسم اور اس کی زندگی پہ اثر انداز نہیں ہو سکتیں میں وثوق کے ساتھ تو نہیں کہہ سکتا پھر اے ملکہ میرا اندازہ ہے بلکہ مجھے یقین ہے کہ یہ جوان مافوق البشریت ہونے باعث برسوں سے زندہ ہے ملکہ اس جوان کے متعلق میں نے اپنے دادا سے یہ بھی سن رکھا تھا کہ شوطار مصر کے ایک قدیم بادشاہ کی لڑکی تھی اور اس کی شادی اسی نوجوان کے ساتھ ہوئی تھی اور یہ جو محل اسی شوطار نام کی لڑکی کے نام سے شوطار کا محل کہلاتا ہے تب سے اس نوجوان یوناف کی ملکیت میں ہے اس بنا پر میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ یوناف نام کا وہ جوان صدیوں سے چلا آ رہا ہے یہی ایک ایسا جوان ہے جو ممی پر قابو پانے کے لیے ہماری مدد کر سکتا ہے

ملکہ نے پُر امید انکھوں سے اس بوڑھے ساحر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا کیا وہ جوان جس کا نام تم نے یوناف بتایا ہے ان دنوں شوطار ہی کے محل میں ہی رہا ہے اگر ایسا ہے تو آؤ ہم سب سیدھے اس کی طرف چلتے ہیں اور اس سے التماس کرتے ہیں کہ وہ اور ممفس شہر اور اس کے گرد و نواح میں رہنے والوں کو اس خون خوار ممی کے عذاب سے نجات دے

ملکہ دلوکہ کے خاموش ہونے پر اس بوڑھے ساحر نے کہا اے مقدس ملکہ افسوس وہ جوان ان دنوں یہاں نہیں ہے اور شوطار کا محل خالی پڑا ہوا ہے۔

کاش وہ یہاں ہوتا تو پھر میرے خیال سے وہ بڑی آسانی سے اس ممی پر قابو پا لیتا پر وہ کبھی کبھی ہی اس محل میں آتا ہے اور نہ جانے کہاں اور کس سرزمین میں باقی وقت گزارتا ہے ایسا لگتا ہے وہ کسی اور سرزمین میں مصروف کار رہتا ہے جب ہی وہ کبھی کبھار ادھر کا رخ کرتا ہے

اس بار ملکہ دلوکہ نے انتہائی مایوسی سے کہا اے میرے عزیز ساحرو میں تمہارے ذمہ یہ کام لگاتی ہوں کہ تم اس شوطار کے محل پر نگاہ رکھو اور جب تم دیکھو کہ وہ نوجوان اس محل میں واپس آگیا ہے تو مجھے اطلاع کرنا میں اپنے محل سے نکل کر خود ہی اس کے پاس آؤں گی اور اس سے

التماس کروں گی کہ وہ ممی کے خلاف اہل مصر کی مدد کرے تاہم اس دوران ہم بے کار نہیں بیٹھیں گے
اے میرے مشیروں اور ساحرو تم سب بھی سوچ بچار سے کام لو۔
اور اس ممی پر قابو پانے کا کوئی حل ضرور تلاش کرو اس کے ساتھ ہی ملکہ دلو کرتے اپنے گھوڑے
کو ایڑ لگا دی تھی اور اپنے محل کی طرف بڑھنے لگی تھی جب کہ اس کے مشیر اور ساحر بھی اپنے اپنے
گھروں میں روانہ ہو گئے تھے۔

رات آدھی سے زیادہ جا چکی تھی مشرق میں سحر کے طلوع ہونے کے آثار نمودار ہونا شروع ہو
چکے تھے عی شہر کے باہر یوناف اپنے خیمہ کے اندر گہری نیند سویا ہوا تھا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر
زوردار لمس دیا اور اس لمس کے جواب میں یوناف جب چونک کر اٹھ بیٹھا تب ابلیکا نے اپنی ترنم
خیز او بہتی ندی کی طرح گنگناتی ہوئی آواز میں کہا اے یوناف میرے حبیب اٹھو کہ راہ پر گامزن
ہونے کے لیے اب تیرا اور میرا ایک اور امتحان اٹھ کھڑا ہوا ہے اور اے میرے حبیب مصر کے
اندر ایک ایسی ابتلا اٹھ کھڑی ہوئی ہے کہ ہم دونوں کو اس عی شہر کی سمت سے کوچ کر کے مصر کی
طرف جانا ہو گا اس لیے کہ عزازیل نے وہاں ایک ہولناک کھیل کی ابتدا کر رکھی ہے اور اس کھیل
پر میرے حبیب صرف ہم دونوں ہی قابو پا سکتے ہیں۔
لہٰذا اٹھو اور آج رات کی تاریکی میں مصر کا رخ کریں اپنے دریائے نیل کے کنارے شوطار
کے محل کو آباد کریں اور وہ طوفان جو مصر کے اندر اٹھا ہے اسے دبا کر پھر بنی اسرائیل کے اندر
آ شامل ہوں یوناف نے اپنی آنکھیں ملتے ہوئے کہا اے ابلیکا! اب اس عزازیل اور اس کے حواریوں
نے مصر کے اندر کیا فتنہ کھڑا کیا تھا ابلیکا کی مٹھاس بھری آواز بلند ہوئی۔ اے یوناف عزازیل نے
سکارہ کے میدانوں میں زوسر کے احرام کے اندر امحوتپ نے جو طلسم ڈالا تھا اس طلسم کا خاتمہ کر
دیا ہے اور ان احراموں کے اندر جو سب سے کریہہ المنظر اور ہیبتناک ممی تھی امحوتپ کا طلسم اس ممی
میں ڈال دیا ہے اور اس پر اس نے اپنی کچھ شیطانی قوتیں مقرر کر دی ہیں بلکل یوں جس طرح شیطانی
قوتیں ملعان کے ڈھانچے کو لیے پھرتی ہیں اور عزازیل کی یہ شیطانی قوتیں ہولناک طریقہ سے اس ممی
کو حرکت میں لاتی ہیں۔
پہلا کام انہوں نے یہ کیا کہ سکارہ کے میدانوں میں رع دیوتا کی جو خانقاہ تھی اس خانقاہ کے
پجاریوں کے حلقوم اس ممی نے کاٹ دیے اور ان کا خون پی گئی دوسری واردات اس ممی نے

یہ کی کہ صبح سویرے مشرق سے سورج طلوع ہو رہا تھا تو اس ممی نے دریائے نیل کے اندر مچھلیاں پکڑنے والے ملاحوں کو نشانہ بنایا انہیں کاٹا اور ان کا خون پیا یا ان کی کشتیوں کو توڑا پھوڑا ان کے جالوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیا۔

بلیکا ذرا رک کر دوبارہ کہہ رہی تھی اے یوناف جب مرنے والے ملاحوں کے ساتھ جو دریائے نیل کے کنارے کھڑے تھے انہوں نے یہ منظر دیکھا انہوں نے ممی کا سکارہ کے میدانوں بلکہ زوسر کے احرام تک تعاقب کیا اور پھر انہوں نے سارا ماجرہ مصر کی ملکہ دلوکہ کو کہہ سنایا اور اس سے مدد طلب کی پس اے یوناف ان کی فریاد پہ مصر کی ملکہ دلوکہ حرکت میں آئی

اس نے محافظ دستے اپنے مشیروں اور ممفس شہر کے نامور ساحروں کے ساتھ زوسر کے احرام کا رخ کیا اور جب وہ احرام میں داخل ہوئی تو ممی ان کے سامنے مختلف کیفیات بدلتی ہوئی ان پر حملہ آور ہوئی! لہذا ملکہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے بھاگ کھڑی ہوئی پھر ایک بوڑھے ساحر نے ملکہ کو بتایا کہ ایک جوان جس کا نام یوناف ہے اور کبھی کبھی شوطار محل میں آ کر رہتا ہے وہی اس ممی پر قابو پا سکتا ہے! لہذا اے میرے حبیب اب نہ صرف مصر کی ملکہ دلوکہ بلکہ اس کے ساحر اور مشیر بھی اس انتظار میں ہیں کہ کب تم مصر کی سرزمین میں داخل ہو اور انہیں ممی کی خون خواری سے نجات دلاؤ۔

یوناف ایک جست لگانے کے سے انداز میں اٹھ کھڑا ہوا اور بلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے وہ بولا اے بلیکا میری عزیزہ! میں مصر کی ملکہ دلوکہ اور ان لوگوں کو مایوس نہ کروں گا جو عزازیل کی شیطنت سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں اے بلیکا آؤ بدی کے سدباب اور نیکی کے فروغ کے لیے مصر کا رخ کریں کہ نیکی ہی میرے خداوند کی خوشنودی ہے آؤ ملکہ دلوکہ اور اس کے عوام کو خونخوار ممی سے نجات دیں ہماری اس کارگزاری سے ہمارا اللہ ضرور خوش اور مہربان ہوگا اور اس کے ساتھ ہی یوناف اپنی سری قوتوں کو عمل میں لاتا ہوا عمی شہر سے مصر کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

جس وقت یوناف عمی شہر سے مصر کی طرف کوچ کر رہا تھا اس سے تھوڑی دیر ہی پہلے رات کی ہولناکیوں میں عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے علاوہ عارب بیوسہ اور بینظ زوسر کے احرام میں داخل ہوئے اور اسی خون خوار ممی کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے عزازیل نے اپنے سارے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے عزیزو ان من! ہم اس ممی کو دوبارہ حرکت

میں لا کر مصر کے اندر تباہی اور بربادی کی ابتداء کر چکے ہیں اور ابھی تک ابلیکا کو ان حالات کی خبر یوناف سے کر دینی چاہئے حیرت ہے کہ ایسے حالات رونما ہونے کے باوجود یوناف نے ابھی تک ادھر کا رخ نہیں کیا اے میرے عزیزو میں چند دن اور انتظار کروں گا اگر وہ پھر بھی اس طرف نہ آیا تو میں ان روحوں کو جن پر میں نے عبور حاصل کیا ہے یا اپنے آتشی کارکنوں کو روانہ کروں گا تاکہ وہ تلاش کریں اور مجھے آ کر خبر دیں۔

کہ روئے زمین پر یوناف نے کہاں قیام کیا ہوا ہے تاکہ اگر وہ ادھر نہیں آتا تو میں خود اس کے پاس بھیج کر اسے اپنے انتقام اور اپنے عذاب کا نشانہ بناؤں گا! اور اے میرے عزیزو آؤ آج کی رات پھر اس ممی کو حرکت میں لائیں اور اس کے ذریعے تباہی اور خونخواری کی تیسری ہولناک واردات کی ابتداء کریں اور وہ یوں کہ ممفس شہر کے جنوب میں مصر کی ملکہ دلوکہ اناج رکھنے کے لیے کچھ گودام تیار کر رہی ہے وہ کسان ان گوداموں کی تعمیر میں نہ صرف مزدوری کرنے والے پیشہ ور لوگ حصہ لے رہے ہیں بلکہ وہ کسان بھی ان گوداموں کی تعمیر میں لگے ہوئے ہیں جو اپنے کھیتوں میں بیج ڈال کر فارغ ہو چکے ہیں۔

لہذا اے میرے دوستو آؤ آج کی رات اس ممی کو تعمیر ہونے والے گوداموں پر وارد کریں اس لیے کہ ان گوداموں کی تعمیر میں جس قدر کارکن کام کرتے ہیں وہ کام ختم کر کے رات کو بھی وہیں رہتے ہیں! لہذا یہ ممی اگر وہاں سونے والے مزدوروں کی اکثریت کے گلے کاٹ کر ان کا خون پی جاتی ہے تو اس حادثے سے ممفس شہر میں ایک تہلکہ اور طوفان اٹھ کھڑا ہوگا اس لیے کہ وہاں کام کرنے والے کارکنوں میں سے کچھ کو زندہ چھوڑ دیا جائے گا جب وہ ملکہ دلوکہ کے پاس جا کر فریاد کریں گے کہ کس طرح گوداموں پر کام کرنے والے کارکنوں کے حلقوم ممی نے کاٹ دیئے ہیں تو اس ہولناک خبر سے نہ صرف یہ کہ مصر کی ملکہ پر خوف و ہراس طاری ہو جائے گا بلکہ مصر کے ممفس شہر کے لوگ بھی اس حادثے پر لرزہ اٹھیں گے اور یہی ہمارا مدعا ہے لہذا اب آؤ ممی کو ممفس شہر کے ان جنوبی اور زیر تعمیر گوداموں کی طرف حرکت میں لائیں۔

گفتگو کرتے کرتے اچانک عزازیل اس طرح خاموش اور متوجہ ہو گیا جیسے وہ کسی کی بات سننے کی کوشش کر رہا ہو پھر وہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے دوبارہ بولا اے میرے عزیزو ہمارا مسئلہ حل ہو گیا ہے ابھی ابھی میرے ایک کارکن نے آ کر اطلاع دی ہے کہ یوناف ارض فلسطین سے نکل کر یہاں ممفس شہر میں پہنچ چکا ہے اور اگلے روز وہ مصر کی ملکہ دلوکہ سے ملے گا کہ وہ اسے ممی کا

خاتمہ کرنے کے لیے اپنی خدمات پیش کر سکے لہٰذا اے میرے عزیزو آج کی رات ممی کو گوداموں پر وارد کرنے کے کام کو التوا میں ڈالا جاتا ہے اور ہم ان ہی احرام کے اندر رہ کر یوناف کا انتظار کریں گے اس لیے کہ ملکہ دلوکہ سے ملنے کے بعد اور اس سے ممی کے متعلق تفصیل جاننے کے بعد وہ ضرور ادھر کا ہی رخ کرے گا اور جب وہ اس طرف آئے گا تو یاد رکھو میں ان ہی احرام کو اس کا مدفن بنا کر رکھ دوں گا وہ اس طرح کہ جو روحیں اس وقت میری گرفت میں ہیں میں انہیں احرام کی پشت پر متعین کر دوں گا۔

جب کہ میں تم لوگوں کے ساتھ احرام سے ایک طرف ہٹ جاؤں گا اور جب یوناف ان احرام کے پاس آئے گا وہ جونہی اندر داخل ہو گا سامنے کی طرف سے وہ خونخوار روحیں اس پر ٹوٹ پڑیں گی۔ اس کے ساتھ ممی کو بھی حرکت میں لا کر اس پر چھوڑ دیا جائے گا اور پچھلی طرف سے اے میرے عزیزو ہم سب مل کر اس پر ٹوٹ پڑیں گے اور یوں یوناف کی حالت ہمارے سامنے ایسی ہو کر رہ جائے گی جیسے وہ خواروں میں گھرا ہوا کوئی بے بس اور لاچار واغط اے میرے کارکنوں کیونکہ یوناف کسی وقت بھی ادھر کا رخ کر سکتا ہے لہٰذا آؤ ہم اپنی اپنی کمین گاہوں میں بیٹھ جائیں سو اسی وقت عزازیل نے دو نیلو چوکو ان احرام کی پشت پر متعین کر دیا اور وہ جواپنے ساتھیوں کے ساتھ ان احرام کے مغربی حصہ کی طرف چلا گیا تھا۔

دوسرے روز شام سے کچھ پہلے جس وقت ملکہ دلوکہ اپنا تاج شاہی پہنے تخت پر بیٹھی ہی تھی اور اس کے سامنے نہ صرف اس کے مشیر بلکہ ممفس شہر کے قابل ترین ساحر بھی بیٹھے ہوئے تھے اور خون خوار ممی کو روک تھام کرنے سے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔

تو ملکہ کا ایک محافظ اندر آیا اور زمین کی طرف تعظیماً جھکتے ہوئے ملکہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے مقدس ملکہ باہر ایک ایسا جوان آیا ہے جو اپنا نام یوناف بتاتا ہے اور وہ حملہ آور ہونے والی خونخوار ممی کے سلسلے میں آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے اپنے پہرہ دار سے یہ الفاظ سن کر ملکہ دلوکہ کے چہرے پر اطمینان اور خوشیوں کی لہریں بکھر گئیں تھیں اور ایک طرح سے وہ تخت شاہی پر اچھلتی ہوئی بولی اے میرے محافظو! تم نے اس جوان کو باہر کیوں روکا ہے اسے انتہائی احترام کے ساتھ اندر لاؤ کہ نہ صرف ہمیں بلکہ سب اہل مصر کو ایسے جوان کی ضرورت ہے اور اس کے ساتھ ہی ملکہ دلوکہ اپنے تخت سے اتری اور یوناف کا استقبال

کرنے کے لیے وہ دروازے کی طرف بڑھی تھی ملکہ کو ایسا کرتے دیکھ کر اس کے مشیر اور سارے ساحر بھی اپنی اپنی جگہوں پر کھڑے ہو گئے تھے۔

جونہی یوناف اس شاہی کمرے میں داخل ہوا ملکہ دلوکہ نے آگے بڑھ کر اس کا استقبال کیا اور اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے اور اس نے انتہائی نرمی اور شفقت میں کہا! اے میرے عزیز! ہم سب کو یقیناً تیرا ہی انتظار تھا قسم رع دیوتا کی تو خوب وقت پر آیا ہے اور مجھے امید ہے کہ مصر میں اب مزید خونخواری نہ پھیل سکے گی اس کے ساتھ ہی ملکہ نے اپنے تخت کے قریب ہی ایک نشست پر یوناف کو بٹھایا اور پھر خود بھی تخت شاہی پر وہ جلوہ افروز ہوتی ہوئی بولی اے یوناف میں لوگوں سے یہ تو سن چکی ہوں کہ تم ان گنت فوق البشریت کے مالک ہو اور میں پہلے تمہیں یہ بتاتی ہوں کہ ان دنوں ممفس شہر اور اس کے نواحی علاقے کس تباہی اور بربادی کا سامنا کر رہے ہیں اور میں سمجھتی ہوں کہ تم ہی وہ واحد شخص ہو جو اس خون ریزی کی روک تھام کر سکتے ہو۔

یوناف نے ملکہ دلوکہ کو جواب دیتے ہوئے کہا اے ملکہ اگر آپ مجھے سکارہ کے میدانوں میں زوسر کے احرام سے نکل کر تباہی و بربادی پھیلانے والی ممی سے متعلق کچھ بتانا چاہتی ہیں تو میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس کی تفصیل میں پہلے ہی جانتا ہوں اس پر دلوکہ نے چونک کر پوچھا کیا تمہیں کسی نے اس ممی کے متعلق اطلاع کی ہے جو تم نے ادھر کا رخ کیا ہے یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا اے ملکہ میرے ساتھ ایک ایسی لطیف قوت ہے جو مجھے اطراف و اکناف کے حالات واقعات سے آگاہ کرتی رہتی ہے اور اے ملکہ میں نے اسے اپنی زندگی کا مقصد بنا رکھا ہے کہ جہاں کہیں بھی عزازیل اور اس کے گماشتے بدی کے پھیلاؤ کا کام کرتے ہیں وہاں میں نیکی کے فروغ کے لیے پہنچ جاتا ہوں! اے ملکہ یہ جو ممی مصر کے اندر خون ریزی کا باعث بن رہی ہے تو یہ کام بھی ابلیس اور اس کے گماشتے کر رہے ہیں اور مجھے امید ہے کہ میں بہت جلد مصر کو اس ہولناک ممی سے نجات دلا دوں گا

اے ملکہ اگر آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو تو میں ابھی اور اسی وقت سکارہ کے میدانوں کا رخ کروں گا۔ اور آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ

وہاں زوسر کے احرام میں داخل ہو کر میں اس خونخواری پھیلانے والی ممی کا خاتمہ کر کے رکھ دوں گا اس پر دلوکہ فوراً بول اٹھی اے یوناف اگر تم آج ہی اس ممی کے خاتمہ کا فیصلہ کر چکے ہو تو مجھے اس پر کیوں کر اعتراض ہو گا بلکہ تمہارا یہ فیصلہ تو میرے اطمینان اور میری خوشی کا

باعث ہوگا! ہاں اگر تم آج ہی زدوسر کے احرام میں داخل ہونے کا فیصلہ کر چکے ہو تو مجھے یہ بتاؤ تم کس قدر محافظ اپنے ساتھ لے جانا پسند کرو گے تاکہ میں ان کا انتظام کر دوں یوناف اپنی جگہ پر سے اٹھ کھڑا ہوا اور ملکہ سے کہا اے ملکہ میں اکیلا ہی احرام کا رخ کروں گا آپ کی طرف سے مجھے کسی محافظ کی ضرورت نہیں ہے بس آپ اب مجھے اجازت دیں کہ میں زدوسر کے احرام کا رخ کر کے اپنے کام کی تکمیل کر دوں۔

ملکہ دلوکہ بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی یوناف کی پیٹھ پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے اس نے جانے کی اجازت دی اور اس کے ساتھ ہی یوناف ملکہ دلوکہ کے اس شاہی کمرے سے باہر نکل گیا تھا کمرے سے نکل کر یوناف نے اپنے لبوں پر مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں پکارا ابلیکا! ابلیکا تم کہاں ہو چند ہی ثانیوں بعد جب ابلیکا نے یوناف کی گردن پر اپنا ریشمی اور حریری لمس دیا تو یوناف نے اسے مخاطب کر کے پوچھا اے میری حبیبہ! میں نے مصر کی ملکہ دلوکہ سے وعدہ کیا ہے کہ اس آج ہی زدوسر کے احرام میں داخل ہو کر اس خونخوار ممی کا خاتمہ کر دوں گا۔

اب تم کہو تمہارا اس معاملے میں کیا مشورہ ہے اس پر ابلیکا نے اپنی مسکراتی اور خوشیوں کے رنگ بکھیرتی ہوئی آواز میں کہا اے میرے حبیب! میں تمہارے اس فیصلے سے مکمل طور پر اتفاق کرتی ہوں! چلو زدوسر کے احرام کا رخ کرو میں تمہارے ساتھ ہوں اور مجھے امید ہے کہ ہم دونوں مل کر آج ہی اس ممی کا خاتمہ کر دیں گے۔ ابلیکا کے اس جواب پر یوناف کے لبوں پر اور زیادہ گہری مسکراہٹ بکھر گئی تھی اور اس کے ساتھ ہی وہ بڑی تیزی سے زدوسر کے احرام کا رخ کرنے لگا تھا جب کہ دور مغرب کی فضا گاہوں میں سورج اب غروب ہونے کو جھک رہا تھا۔

زدوسر کے احرام کی طرف جانے کے لیے یوناف ممفس شہر سے نکل کر جب سکارہ کے میدانوں میں داخل ہوا تو دور مغرب میں انجانی اور گم نام سرزمینوں کے اندر سورج غروب ہو گیا تھا اس کے ساتھ ہی تاریکیاں اور اندھیرے گرسنہ نگاہیوں کے فاسد تمدن اور وقت کے بدترین سیلاب اور مدتوں کی رکی ہوئی عداوت و شرانگیزیوں کی طرح ہر سو پھیلنے لگے تھے فضائیں سمندر کے نیلے گونگے ہوں اور تیرگی کے صحراؤں کی طرح خاموش ہو گئی تھی یوناف جس وقت سکارہ کے میدانوں میں رع دیوتا کی خانقاہ کے پاس سے گزر رہا تھا تو ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیتے ہوئے سنجیدہ اور گہری سی آواز میں کہا اے یوناف اپنے بائیں ہاتھ جو تم عمارت دیکھتے ہو یہی رع دیوتا کی خانقاہ ہے اور عزازیل نے اس خونخوار ممی کے ساتھ اپنی پہلی واردات اسی خانقاہ کے اندر کی تھی اور وہ ممی اس کے خانقاہ کے پجاریوں کے حلقوم کاٹنے کے علاوہ ان کا خون نہیں پی گئی تھی۔

ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف نے کچھ سوچا پھر وہ بولا اے ابلیکا زدوسر کے احرام کی طرف جاتے ہوئے میں خانقاہ کا ضرور جائزہ لوں گا تاکہ میں دیکھوں کہ اس خانقاہ کے اندر عزازیل نے اس ممی سے کیسی تباہی اور بربادی پھیلائی تھی اس کے ساتھ ہی یوناف اپنے بائیں ہاتھ بڑھا اور رع دیوتا کی اس خانقاہ میں داخل ہوا جو اس وقت بالکل ویران اور اجاڑ دکھائی دے رہی تھی! یوناف جب اس عمارت کے اندر گیا تو اس نے دیکھا وہاں کوئی روشنی اور ہلچل نہ تھی چاروں طرف تاریکیاں رقص کناں تھیں شاید ممی کے حادثے کے بعد لوگوں نے اس خانقاہ کی طرف آنا ترک کر دیا تھا عمارت کی تاریکی میں یوناف خانقاہ کے اندرونی حصہ کی طرف بڑھا ساتھ ہی اس نے اپنی تلوار بے نیام کرتے ہوئے اس پر اپنا کوئی لاہوتی عمل کیا اور اس کے ساتھ ہی اس کی تلوار کی نوک کسی چھوٹی اور ہلکی قندیل مشعل کی طرح روشن ہو کر اندھیروں کے اندر روشنی کے نقوش بکھیرنے لگی تھی اور اپنی تلوار سے بکھرتی اس روشنی میں جب یوناف رع دیوتا کی اس خانقاہ کے اندرونی حصے میں گیا تو اس نے دیکھا وہاں جگہ جگہ فرش اور دیواروں پر انسانی خون کے دھبے تھے اور خانقاہ کے کمروں کے اندر ہڈیوں پر مشتمل انسانی پنجر پڑے ہوئے تھے ایک غمگین اور تاسفانہ جائزہ لیتے ہوئے یوناف اس خانقاہ سے نکلا اپنی تلوار اس نے پھر نیام میں کر لی تھی اور دوبارہ وہ زدوسر کے احرام کی طرف بڑھنے لگا تھا۔

یوناف جب زدوسر کے احرام کے سامنے ان کے بالکل قریب گیا تو رات کی تاریکی میں ڈوبے ہوئے احرام اس سمے سنسان ٹیلوں اور بنجر زمینوں جیسے اداس اور ویران لگ رہے تھے وہاں چاروں طرف خاموشی اور سکوت بکھرا ہوا تھا گویا وہاں کی ہر چیز ازل کے اسرار اور ابد کے رازوں میں کھو گئی ہو ایک جگہ رک کر یوناف نے اندھیروں کے اندر ان احرام کا جائزہ لیا پھر اپنی تلوار اس نے بے نیام کی اس پر اپنا کوئی لاہوتی عمل اس نے کیا جس کے جواب میں اس کی تلوار کی نوک روشن ہو گئی تھی اور اسی روشنی میں آگے بڑھتے ہوئے جوں ہی زدوسر کے احرام کے اندر داخل ہونے لگا تو چاروں طرف ایک شور اور طوفان اٹھ کھڑا ہوا اس سمے یوناف کو یوں لگا جیسے تعصبات کی حرم کے عناصر آندھیوں کے شناسا اور طوفان کے محرم رات کے اس سمندر میں جہنمی شراروں کی طرح اس کے خلاف حرکت میں آ گئے ہوں! اس موقعہ پر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر ایک تیز لمس دیا اور ساتھ ہی اس کی خوف و ہراس میں ڈوبی ہوئی تیز اور کپکپاتی ہوئی آواز یوناف کے کانوں میں پڑی! یوناف! یوناف میرے حبیب فوراً سنبھل کر اپنے گرد حصار بنا لو اس لیے کہ زدوسر کے ان احرام کے اندر ہمارے دشمن پہلے ہی گھات لگائے بیٹھے تھے اور عزازیل اس کے ساتھی عاسیہ بوسہ

اور بنیطہ کے علاوہ دو انتہائی خونخوار روحیں بھی ہم پر حملہ آور ہو رہی ہیں ابلیکا کی اس گفتگو کے جواب میں یوناف فوراً اپنی تلوار کو حرکت میں لایا اور اسے زمین پر پھیرتے ہوئے اس نے فوراً اپنے اردگرد ایک حصار کھینچ لیا تھا اسی لمحہ یوناف کو یوں محسوس ہوا جیسے اس حصار کے باہر شور اور طوفان اٹھ کھڑا ہوا ہو اور کبھی کبھی جلتی بجھتی چنگاریوں کی صورت میں اس حصار کے باہر کچھ روشنیاں بھی دکھائی دینے لگی تھیں۔

ابلیکا نے پھر یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میرے حبیب عزازیل تمہارے خلاف برزخ کی دو انتہائی ہولناک روحوں کو لے کر آیا ہے اے میرے حبیب میں یہاں انتہائی دکھ اور افسوس کے ساتھ کہوں گی کہ کاش دشمن کی اس گھات سے میں تمہیں پہلے مطلع کر سکتی! کاش ان علاقوں کا مجھے پہلے ایک چکر لگا چکی ہوتی۔

ذرا رک کر ابلیکا پھر کہہ رہی تھی اے یوناف اپنی ان دو خونخوار روحوں کو استعمال کرتے ہوئے اور خود اپنی قوت کو بھی ان روحوں کے ساتھ مربوط کرتے ہوئے عزازیل مجھ پر قابو پانے کی کوشش کرے گا اور اے میرے حبیب یہ تینوں مل کر مجھے اپنی گرفت میں کرنے پر کامیاب بھی ہو سکتے ہیں جب کہ عزازیل اپنے ساتھیوں کے علاوہ عارب بیوسہ اور بنیطہ کو تم پر چھوڑے گا یوناف نے اپنی تلوار لہراتے ہوئے بھرپور عزم کا اظہار کیا اور ابلیکا سے کہا اے میری عزیزہ تو حوصلہ رکھ تو ان حالات میں میری گردن سے علیحدہ نہ ہونا میرا رب جو رحیم اور رحمان ہے وہ قہار اور جبار بھی ہے اور مجھے امید ہے کہ ان ہولناک لمحوں کے اندر میرا رب بدی کی ان قوتوں کے سامنے مجھے بے بس اور بے یار و مددگار نہ چھوڑے گا! اے ابلیکا میرے رب نے چاہا تو زومر کے ان احرام کے قریب میں اور تم ہی بدی کی ان قوتوں کے سامنے کامیاب اور کامران ہوں پس تو میری گردن سے علیحدہ نہ ہونا چاہئے حالات کیسے ابتر اور دگرگوں کیوں نہ ہو جائیں تم ایک تماشائی کی حیثیت سے یہ دیکھتی رہو کہ میں ان بدی کے گماشتوں کے چنگل سے کیسے تمہیں اور اپنے آپ کو کیسے بچا نکلتا ہوں۔

یوناف جب خاموش ہوا تو ابلیکا نے کہا! اے میرے حبیب اپنے اردگرد جو حصار کھینچا ہے اور اس حصار کے بعد جو جلتی بجھتی چنگاریوں کی صورت میں روشنیاں دکھائی دے رہی ہیں۔

یہی وہ خونخوار بد روحیں ہیں جنہیں عزازیل نے اپنی گرفت میں کیا ہے اور اب ان روحوں کو تم پر وار دکیا ہے! اے میرے حبیب میں خوش ہوں کہ تم نے ایسا حصار کھینچا ہے کہ یہ روحیں اس کے اندر داخل نہیں ہو رہیں ابلیکا کی اس گفتگو کا جواب دینے کے بجائے یوناف فوراً حرکت میں آیا اور جو حصار اس نے پہلے سے کھینچا تھا اس حصار کے باہر اس نے تین اور حصار اپنی تلوار سے کھینچ دیئے تھے اس طرح حصار کے باہر جو بد روحیں چنگاریوں کی صورت میں منڈھلا رہی تھیں وہ اور پیچھے ہٹ گئیں تھیں ساتھ ہی یوناف نے ابلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے میری عزیزہ! پہلے والے حصار کے اردگرد میں نے تین حصار اور کھینچ دیئے ہیں اور تم دیکھتی ہو چنگاریوں کی صورت میں نمودار ہونے والی بد روحیں تینوں نئے حصاروں سے بھی باہر جا نکلی ہیں اور اے میری حبیبہ یہ نئے حصار میں نے اس احتیاط کے تحت کھینچے ہیں کہ اگر عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ نمودار ہو اور وہ میرا کوئی حصار توڑنے میں کامیاب ہو جائے تو وہ آگے بڑھ کر ہمیں نقصان نہ پہنچا سکے اس لیے کہ ایک حصار توڑنے کے بعد جب وہ دوسرے حصار کو توڑنے کے لیے آگے بڑھے گا تو اس وقت تک میں بھی اس کے خلاف حرکت میں آ کر نیا حصار اپنے اطراف میں ڈال دوں گا اور جو نہی! اے میری حبیبہ ہم زومر کے ان احرام کے قریب اس اندھیری اور ویران رات میں شیطان کے شر سے محفوظ رہ سکیں گے اور مجھے امید ہے میرا رب جو ہر چیز پر قادر اور محیط ہے وہ ہمیں ان ویرانوں کے اندر ذلیل و رسوا نہ ہونے دے گا۔

یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں ابلیکا کچھ کہنا ہی چاہتی تھی پر خاموش رہی اس لیے کہ جہاں چنگاریوں کی صورت میں وہ دونوں بد روحیں اپنی موجودگی کا پتہ دے رہی تھیں وہاں عزازیل اپنے ساتھیوں کے علاوہ عارب بیوسہ اور بنیطہ کے ساتھ نمودار ہوا! لہٰذا ابلیکا نے کچھ بھی نہ کہا اور خاموش ہو رہی رات کی تاریکی میں عارب بیوسہ اور بنیطہ بڑی خونخواری اور طنزیہ انداز میں حصار کے اندر یوناف کی طرف دیکھ رہے تھے پھر اس موقعہ پر عزازیل نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے اپنی کراہت برساتی ہوئی آواز میں کہا۔

اے نیکی و خیر ثواب و خوبی اور بھلائی و مروت کے مبلغ دیکھ آج تو یوں ہمارے چنگل میں آن گرا ہے جیسے کوئی درندہ کسی جال میں پھنس کر بے بس اور لاچار ہو جاتا ہے دیکھ زومر کے ان احرام کے پاس اب تیرا انجام ہماری مرضی کے مطابق ہو گا اور تیرا ہم سے بچ کے بھاگ نکلنا نہ اب صرف مشکل ہے بلکہ میں نے ایسے ایک طرح سے ناممکن بنا کر رکھ دیا ہے اب تم زمین کے کسی بھی حصہ میں چلا جائے ہم تیرا تعاقب کر کے تجھے ضرور جہنمی شراروں میں بدل کر رکھ دیں گے اور اسے کار خیر

کو فروغ دینے والے یہ بھی سن رکھ کہ تو نے اپنے اردگرد یہ جو حصار کھینچ رکھے ہیں اور جن سے باہر تو نے ہمیں اور میری گرفت میں آئی ہوئی روحوں کو روک رکھا ہے یہ حصار تو میں ایک ایک کر کے توڑ دوں گا۔

اور پھر یہ میرے اشاروں پر کام کرنے والی بدروحیں تجھ پر یوں جھپٹیں گی جس طرح بھوکے کرگس کسی مردار کی طرف لپکتے ہیں! اے نیکی کے مبلغ میں نے اپنے حواریوں کو حکم دے دیا ہے کہ وہ ممی کو بھی تمہارے خلاف حرکت میں لائیں وہ بھی اب تھوڑی دیر تک یہاں نمودار ہونے ہی والی ہے سو دیکھ زد سر کے ان احرام کے پاس ہم تیرا انجام کیسا عبرت خیز بنا کر رکھتے ہیں۔

عزازیل کی اس گفتگو پر یوناف کے لبوں پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا! اے مفسد و بدطن منحوس و بدگفت اور بدخو ملعون یہ تیرا وہم اور تیری غلط فہمی ہے میرے ان کھینچے ہوئے حصار کو توڑ کر زد سر کے ان احرام کے پاس میرا انجام عبرت خیز کر کے رکھ دے گا! اے بدی کے گماشتے میں ایک موحد انسان ہوں اپنے رب کو ایک جان کر اسی کی عبادت کرتا ہوں اور اسے ہی اپنا کارساز جان کر اس سے مدد طلب کرتا ہوں میں نیکی کے کام کا فروغ کرتا ہوں تیری طرح زمین کے اندر بدی گناہ اور فساد کا کام نہیں کرتا! اے اپنی آگ کی پیدائش پر فخر کرنے والے سن رکھ میرا رب تیرے مقابلہ میں مجھے بے یار و مددگار نہ چھوڑے گا یہ میرا ایمان ہے اور مجھے امید ہے کہ زد سر کے ان حرام کے بعد میں تیری جمع کردہ ان ساری قوتوں سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو جاؤں گا! اے عزازیل رہا تمہارا یہ دعویٰ کہ تم میرے ان کھینچے ہوئے حصار کو توڑ کر مجھ تک پہنچنے میں کامیاب ہو جاؤ گے تو ذرا ان حصار کو توڑ کر مجھ تک پہنچنے کی کوشش تو کرو۔

یوناف کہتے کہتے خاموش ہو گیا تھا کیونکہ اسی وقت احرام کے اندر سے وہ خونخوار ممی نمودار ہوئی اور احرام کے اندر سے ایسے انداز میں نکلی تھی جیسے کسی خونخوار درندے کا آہنی پنجرہ کھل جانے سے وہ خونخواری کا اظہار کرتے ہوئے باہر آ جائے ایسے ہی انداز میں وہ ممی احرام سے باہر آئی اور پھر یوناف کے کھینچے ہوئے حصار کے باہر عزازیل کے قریب آ کھڑی ہوئی تھی اور وہ بڑے انتقامی اور انتہائی ہیبتناک انداز میں یوناف کی طرف دیکھنے لگی تھی اسی دوران عزازیل حرکت میں آیا اپنا کوئی عمل اس نے کیا اور یوناف کے سب سے باہر والے حصار کا اس نے عمل ختم کر کے رکھ دیا تھا اس آخری حصار کے خاتمہ کے ساتھ ہی عزازیل اس کے ساتھی دونوں

بدروحیں ممی اور ان کے علاوہ عاسب بوسا اور بینطہ بھی آگے بڑھ کر اگلے حصار کے قریب آ کھڑے ہوئے تھے پر اسی لمحہ یوناف بھی حرکت میں آیا اپنی تلوار لہراتے ہوئے جونہی اس نے اپنے پہلے حصار کے اوپر اوپر اپنی تلوار لہرائی تو سارے بدبخت بل کھاتے اور ایک طرح سے چلاتے ہوئے پھر پیچھے ہٹ گئے تھے اب یوناف نے اپنی تلوار فضا کے اندر بلند کرتے ہوئے عزازیل کی طرف دیکھا اور پھر اسے مخاطب کرتے ہوئے طنزاً کہا اے عزازیل تیرا حصار توڑ کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ آگے بڑھنا اور پھر میرے دوبارہ حصار کو قائم کرنے کے اس عمل سے تمہیں کیسا لگا: یوناف کی اس طنزیہ گفتگو پر عزازیل ایک طرح سے کھول کر رہ گیا تھا۔

یوناف کی اس گفتگو کا جب عزازیل نے کوئی جواب نہ دیا تو یوناف پھر حرکت میں آیا اب وہ اپنی تلوار لہراتے ہوئے عزازیل کی طرف بڑھا اور اپنے آخری حصار کے باہر ایک نیم سا دائرہ ایسا کھینچا کہ اس نیم دائرے کے دونوں سرے آخری حصار کو چھو رہے تھے سو عزازیل ممی اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس نیم دائرے کے سامنے سے بھی پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا تھا اس طرح یوناف اپنی تلوار سے دائرے پر دائرہ بناتا ہوا آگے بڑھتا رہا اور اس کے ان کے حصاروں کے جواب میں عزازیل اپنے ساتھیوں کے علاوہ ممی اور بدروحوں کے ساتھ بھی پیچھے ہٹتا چلا گیا یہاں تک کہ دائرے پر دائرہ بناتا ہوا یوناف انہیں زد سر کے احرام کے ذرا فاصلہ پر لے آیا تھا اس موقعہ پر ابلیکا نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا اے میرے حبیب یہ دائرے پر دائرہ بناتے ہوئے تم کدھر کا رخ کر رہے ہو اگر تمہارا مقصد آگے بڑھتے ہوئے ممفس شہر یا دریائے نیل کے کنارے شوطار محل میں داخل ہونا ہے تو میرے خیال میں یہ بہت بہتر اور احسن قدم ہے اس طرح ممفس شہر یا شوطار محل میں ہم ان قوتوں سے بہتر طور پر نمٹ سکیں گے

ابلیکا کے اس استفسار پر یوناف نے جواب دیا اے ابلیکا میں یہ جو دائرے پر دائرہ بناتے ہوئے آگے بڑھا ہوں تو اس سے میرا مقصد ممفس شہر یا شوطار کے محل میں جانا نہیں اے ابلیکا اس وقت دل ہی دل میں میں نے اپنے رب سے ایک عہد کیا ہے اور میں اسی عہد کے مطابق حرکت میں آؤں گا بس تم ایک تماشائی کی حیثیت سے یہ دیکھتی رہو کہ میں کیسے ان کے چنگل سے بچ نکلتا ہوں۔

اے ابلیکا اس موقعے پر اگر ہم ممفس شہر یا شوطار محل کا رخ کریں تو یہ ہمارے لیے نقصان دہ ہوگا اس لیے ابھی میرے ذہن میں کوئی ایسا طریقہ کار نہیں ہے جسے اپنا کر ممفس شہر

یا شو طار کے محل کے اندر میں ان سے گلو خلاصی حاصل کر سکوں گا! اے ابلیکا اپنے رب سے کئے ہوئے عہد کے مطابق میں ایک ایسی جگہ ایک ایسے مقام کا رخ کر رہا ہوں جہاں نہ ہی یہ عزازیل اور نہ ہی اس کی دیگر بدی کو قوتیں داخل ہو سکتی ہیں اور اس مقام پر قیام کر کے پھر تیار ہو کر میں ان سے نمٹنے کا کوئی طریقہ کار وضع کروں گا اس پر ابلیکا نے فیصلہ کن انداز میں کہا اے میرے حبیب جو بھی طریقہ کار اپنائیں ہر صورت میں میں تمہارا ساتھ دوں گی اس پر یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا! اور اے ابلیکا یہ عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ جو چاہے حربہ استعمال کرے میں ہر صورت میں ان سے اپنا اور تمہارا دفاع کروں گا۔

یوناف جب خاموش ہوا تو حصار کے باہر کھڑے عزازیل نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا! نیکی کے گماشتے میں جانتا ہوں تو اپنی گرفت میں رہنے والی ابلیکا سے کیا گفتگو کر رہا ہے پر یاد رکھ تیرا یہاں سے بچ نکلنا ممکن نہیں ہے اور اگر تو کوئی طریقہ استعمال کر کے یہاں سے باہر نکلنے میں کامیاب بھی ہو جائے تب بھی یہ بات اپنے ذہن میں بٹھا کر رکھ کہ میں اپنی ان قوتوں کے ساتھ بھرپور طور پر تیرا تعاقب کروں گا اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ دنیا کے اندر کسی بھی مقام پر تو میری اور میرے ان ساتھیوں کی بدی اور فساد سے اپنے آپ کو اور اس ابلیکا کو بچا نہ سکے گا! یہ میرا پختہ عزم ہے کہ میں ہر صورت میں تم دونوں کو اپنے سامنے زیر کر کے رکھوں گا چاہے تم دونوں زمین کی پاتال میں ہی کیوں نہ اتر جاؤ میں تمہیں وہاں سے بھی نکال باہر کروں گا غرض! اے یوناف سن رکھو تمہارے لیے روئے زمین پر کوئی بھی ایسی جگہ نہیں جہاں تم اپنے آپ کو مجھ سے محفوظ کر سکو۔

عزازیل کی اس لاف زنی پر یوناف نے انتہائی غصہ اور غضب میں کہا اے عزازیل! اے میرے خداوند کے لعنت بھیجے ہوئے مردود تو جھوٹ بولتا ہے بکواس کرتا ہے تو جانتا ہے کہ اللہ کے نیک بندوں پر تیرا بس نہیں چلتا اور یہ بات بھی تیرے ذہن میں محفوظ ہوگی کہ جب تو نے آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا اور تو عزازیل سے ابلیس ہو گیا تھا اس وقت تو نے خداوند سے مہلت مانگی تھی پس جس وقت خداوند کریم سے تمہیں مہلت عطا ہوئی تھی اس وقت ہی تم پر یہ بات واضح کر دی گئی کہ تمہارا بس صرف ان لوگوں پر چلے گا جو گمراہی کی طرف مائل ہوں اور وہ بھی تم کسی کو زبردستی گناہ پر مائل نہ کر سکو گے بلکہ اس کے لیے تم گناہوں میں جذب و کشش پیدا کر کے اپنا کام نکالو گے اور خداوند کریم کی طرف سے اس موقعے پر تم پر یہ بھی کر دی گئی تھی کہ میرا خداوند جہنم کو تجھ سے اور ان لوگوں سے جو تیرا اتباع کریں گے ان سے بھر دے گا اور تم پر یہ بات بھی واضح کر دی

گئی تھی کہ وہ اللہ کے بندے جو اپنی اطاعت اور بندگی کو اپنے رب کے لیے خالص کر دیتے ہیں ان پر بھی تیرا بس نہ چلے گا پس اے عزازیل میں چند ہی لمحوں پر یہ بات ثابت کرنے والا ہوں کہ میں اس ہستی کا سہارا لوں گا جس پر تو اور تیری یہ ساری ہی بدی کی قوتیں مایوس ہو کر رہ جائیں گی۔

عزازیل نے برہم ہو کر کہا اگر میں جھوٹ بولتا ہوں اور بکواس کرتا ہوں تو اے یوناف تم بھی بکواس کرتے ہو اور جھوٹ بولتے ہو۔

اور اگر تم ایسا دعویٰ کرتے ہو تو اس حصار سے نکل کر اس مقام کا رخ کرو جہاں پر تم اپنے آپ کو ابلیکا کو مجھ سے اور میرے ساتھیوں سے محفوظ کر سکتے ہو اور پھر میں دیکھتا ہوں تم کیسے بچ نکلتے ہو محفوظ رہتے ہو اور کیسے خداوند تمہاری مدد اور تمہاری اعانت کرتا ہے۔ پھر یوناف نے چیلنج دیتی ہوئی نگاہوں سے عزازیل کی طرف دیکھا پھر کہا اے عزازیل مجھے یہاں سے نکل کر اس مقام کی طرف جانا ہی ہوگا جہاں پر تیری پھیلائی ہوئی بدیوں اور فساد سے محفوظ رہ سکتا ہوں تاکہ میں ثابت کر سکوں کہ تیرے سارے گمان کھوکھلے اور تیرے سارے ہی دعوے جھوٹے ہیں اس کے ساتھ ہی یوناف نے بڑی تیزی کے ساتھ فضاؤں کے اندر اپنی تلوار لہرانی شروع کر دی اور نیم دائرے پر دائرہ بناتے ہوئے وہ تیزی کے ساتھ عزازیل اور اس کے ساتھیوں کو پیچھے ہٹاتا چلا گیا تھا پھر وہ اچانک ہی اپنی لاہوتی قوتوں کو استعمال کرتا ہوا وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔

یوناف کے یوں غائب ہونے پر عزازیل نے چلاتے ہوئے کہا! اے میرے حواریو! تم اس ممی کو زرد مرکے احرام کے اندر لے جاؤ اور لے اپنی جگہ پر جا کھڑا کرو اور پھر تم تمہیں زرد مرکے احرام کے اندر ہی میری واپسی کا انتظار کرو جبکہ میں اپنے ساتھیوں کے علاوہ ان دو بد روحوں اور عارب یوسا اور ربنط کے ساتھ یوناف کا تعاقب کرتا ہوں اور پھر دیکھتا ہوں کہ وہ اور ابلیکا کیسے مجھ سے بچ نکلتے ہیں اور کس مقام پر جا کر وہ میری قہرمانیت اور میرے عذاب سے محفوظ رہ سکتے ہیں عزازیل کے اس حکم پر اس کے کارکن ممی کو زرد مرکے احرام کے اندر لے گئے تھے۔ جب کہ خود عزازیل ان دو بد روحوں کے علاوہ اپنے ساتھیوں اور عارب یوسا اور ربنط کے ہمراہ یوناف کا تعاقب کرنے لگا تھا۔

یوناف کا تعاقب کرتے ہوئے عزازیل نے چلا چلا کر اس کے پیچھے سے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے نیکی و خیر کی تبلیغ کرنے والے قسم مجھے اپنی ذات کی میں تجھے تقدیر کے بدترین عذاب میں مبتلا کر کے رہوں گا میرے آگے آگے بھاگنے والے قرطاس وقت پر تیرے

یہے میں ذلت و پستی ہی رقم کردوں گا اور تیری لوحِ ذہن پر میں لہو کی جوالا اور خون کی ہولناک داستانیں تحریر کردوں گا مجھ سے بھاگ کر تو جس نادیدہ سفر پر روانہ ہوا ہے اس سفر کی رحم نا آشنا تنہائیاں یقیناً تجھے آہوں کی ذلت اور آغوشِ اجل کے بھیانک پن سے روشناس کر کے رکھ دیں گی یوناف نے عزازیل کی اس متکبرانہ گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا اور وہ بدستور آگے بڑھتا رہا مصر کی سرزمین سے اس کا رخ دشتِ حجاز کی طرف تھا۔

عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے آگے آگے لاہوتی انداز میں بھاگتے ہوئے یوناف ارضِ حجاز میں داخل ہونے کے بعد مکہ شہر کا رخ کر رہا تھا اور پھر عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ حرم کعبہ میں داخل ہو گیا تھا جب کہ عزازیل کعبہ سے ذرا فاصلے پر رک گیا تھا اور اپنے ساتھیوں کو بھی وہاں اس نے رک جانے کا اشارہ کر دیا تھا اس موقعہ پر عارب نے عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے آقا ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے یوناف وہ سامنے والے چھوٹے سے گھر میں داخل ہو گیا ہے کیا ہمیں بھی وہاں داخل ہو کر اس پر قابو نہ پا لینا چاہئے! عزازیل نے انتہائی دکھ اور اداسی میں کہا اے عارب جیسا تم سوچتے ہو ایسا ممکن نہیں ہے وہ سامنے والا چھوٹا سا گھر کعبہ ہے اور یہ خداوند کا گھر ہے میرے سمیت تم میں سے جو بھی یوناف کے تعاقب میں اس گھر میں داخل ہوگا یاد رکھو وہ فنا ہو کر رہ جائے گا۔

اس لیے کہ یہ گھر تو خداوند کا گھر ہے نیکی خیر اور فلاح کا منبع اور سرچشمہ ہے میں تمہیں تنبیہ کرتا ہوں کہ کوئی بھی آگے بڑھ کر اس گھر میں داخل نہ ہو ورنہ تم لوگ جلتی آگ جیسے عذاب میں مبتلا ہو کر ختم ہو جاؤ گے۔

عزازیل کی اس گفتگو پر عارب نے حیرت سے عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا! اے آقا تو کیا اس گھر میں یوناف اور ابیکا کو اس کے حال پر چھوڑ کر ہم ناکام و نامراد واپس لوٹ جائیں عزازیل نے اسے ڈھارس دیتے ہوئے کہا نہیں عارب ایسا نہیں ہے ہم یہیں رک کر یوناف کا انتظار کریں گے آخر وہ کب تک اس گھر کے اندر بھوکا اور پیاسا رہ سکتا ہے ایک یا دو دن بعد اسے وہاں سے نکلنا ہی ہوگا اور جب یہ یہاں سے نکلے گا تو ہم پھر اس کے تعاقب میں لگ جائیں گے اور پھر میں دیکھوں گا کہ اس گھر کے علاوہ وہ روئے زمین پر کس جگہ محفوظ و مامون رہ سکتا ہے عزازیل ذرا رکا پھر وہ انتہائی دکھ اور افسوس میں اپنے ساتھیوں سے کہہ رہا تھا اے میرے عزیزو! یہ یوناف واقعی ہی مجھے جل دینے میں کامیاب رہا ہے اس نے نہ صرف اہرام کے پاس مجھے چیلنج

دیا تھا کہ وہ نہ صرف میری گرفت سے بھاگ نکلے گا بلکہ میرے مقابلہ پر کوئی محفوظ مقام بھی تلاش کر لے گا پس اے میرے عزیزو! اس پہلے مرحلہ میں ہمارے مقابلہ میں یوناف یقیناً فوز مند اور کامیاب رہا ہے اس لیے کہ وہ نہ صرف ہماری گرفت سے بھاگ نکلا ہے بلکہ خداوند کے گھر میں پناہ لے کر اس نے ہمارے سارے ہی ارادوں کو ناکام بھی بنا دیا ہے۔

اس بار عارب کے بجائے بیوسہ نے عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا! اے آقا! کیا آپ بھی اس سامنے والے مکان میں نہیں داخل ہو سکتے جسے آپ نے خداوند کا گھر کہا ہے عزازیل نے بڑی نرمی اور شفقت سے کہا ہاں میری عزیزہ میں بھی خداوند کے اس گھر میں داخل نہیں ہو سکتا! بیوسہ نے پھر پوچھا اور یہ جو دو خبیث روحیں جو اس وقت آپ کی گرفت میں ہیں کیا یہ بھی آگے بڑھ کر اس گھر میں داخل نہیں ہو سکتیں عزازیل نے پھر ویسے ہی لہجہ میں کہا اے میری عزیزہ یہ دونوں خبیث روحیں بھی اس گھر میں کسی بھی صورت داخل نہیں ہو سکتیں لہٰذا ہم یوناف پر اس وقت تک کوئی عذاب طاری نہیں کر سکتے جب تک یہ اس گھر سے باہر نہیں نکلتا اس لیے کہ میں تم سے یہی کہوں گا کہ آؤ کعبہ سے ذرا ہٹ کر یہاں بیٹھ جاتے ہیں اور یوناف کے وہاں سے نکلنے کا انتظار کرتے ہیں۔

عزازیل کے کہنے پر اس کے سارے ساتھی وہاں رک کر یوناف کے کعبہ سے نکلنے کا انتظار کرنے لگے تھے! حرم کعبہ میں داخل ہوتے ہی یوناف نے مڑ کر عزازیل اور اس کے ساتھیوں کی طرف نہ دیکھا بلکہ وہ وہاں سجدے میں گر گیا تھا اور گڑگڑاتے ہوئے دعا مانگ رہا تھا۔

اے میرے اللہ اے میرے رب اے واحد و قہار! میں ابلیس اور اس کے گماشتوں سے تیری پناہ کا طلب گار ہوں۔ اے میرے معبود! عزازیل بدی کے سیلاب موت کی تاریکی اور شدید ذلت جیسی نفرت کے ساتھ میرے درپے ہے۔ اے میرے کارساز تو دلوں کا مرہم اور حوصلہ ہے تو مجھے ابلیس کے مرگ و حیات کے کھیل اور اس کی ذلت و پستی کی پکار سے محفوظ رکھ اے میرے رحمٰن! ابلیس اپنے عصیان کے طوفان اور اپنی ساری عشرتوں اور نخوتوں کے ساتھ میرے تعاقب میں ہے وہ انسانیت کی عریانی اجالوں کے زمرسوں اور نیکی و خیر کے زوال کا خواہشمند ہے اے رب کعبہ تو جزا و سزا کا مالک ہے تو قطرہ قطرہ میرے دل کی لوح پر گرنے والے آنسوؤں کے طفیل میری پکار و دعا کو قبول فرما۔ اے کعبہ کی عظمتوں کے امین تو دکھی روحوں کو سکون عطا فرمانے والا ہے میری محبتوں کی تمازت، اشکوں کے سوز اور دل کے گداز میں ڈوبی ہوئی التجا مقبول فرما۔ دنیا کی ان

لمبی راہوں پر عزازیل کی نخوست تکبر کے خلاف میری کاوشوں کو سود مند بنا۔ ابلیس کے سامنے میری زندگی کی ویران خاموشیوں کو حسن و جذب عطا فرما۔ خداوند رحیم میں تیرے ہی حضور سر بسجود ہوں اور تجھ ہی سے اس ابلیس کے خلاف پناہ مانگتا ہوں! اے میرے رب تیرے علاوہ اس کائنات کے اندر کوئی اور نہیں جس کے سامنے سجدہ کیا جائے اور مدد کے لیے پکارا جائے اور جس کی ابلیس کے مقابلے میں پناہ مانگی جائے پس! اے میرے پروردگار اس عزازیل کے مقابلے میں مجھے حوصلہ و تقویت اور کامیابی و فوز مندی عطا فرما۔"

یہ دعا ختم کر کے یوناف سجدے سے اٹھ کھڑا ہوا اس وقت انتہائی ہولناک انداز میں آسمان پر بادل گرج رہے تھے اور برق کی تب و تاب افق کے ایک سرے سے دوسرے کنارے تک بھیلتی بکھرتی جا رہی تھی یوناف نے دیکھا! عزازیل اپنے ساتھیوں اور خبیث روحوں کے ساتھ کعبہ سے ذرا فاصلہ پر اس کا منتظر تھا! عزازیل اور اس کے ساتھیوں کی یہ مجبوری اور بے بسی دیکھتے ہوئے لمحہ بھر کو یوناف کے ہونٹوں پر پرسکون اطمینان بخش مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر دعائیہ انداز میں اس نے اپنے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کرتے ہوئے بڑی عاجزی اور انکساری میں کہا! اے میرے اللہ میں تیرا شکر گزار ہوں کہ تو نے میری آنسوؤں میں ڈوبی ہوئی التجا اور دعا کو شرف قبولیت عطا فرمایا۔

یوناف جب خاموش ہوا تب ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا پھر اس کی تجسس اور استفہام میں ڈوبی ہوئی اس کی آواز یوناف کو سنائی دی اے میرے حبیب کب تک تم اللہ کے اس گھر میں بھوکے اور پیاسے پڑے رہو گے جب کہ تم دیکھتے ہو کہ کعبہ سے ذرا فاصلہ پر عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ تمہیں آن دبوچے گا۔ اے یوناف میں حیران ہوں اور پریشان ہوں کہ یہاں سے نکلنے کے بعد تم کدھر کا رخ کرو گے! ابلیکا کی اس گفتگو پر یوناف نے پرسکون لہجہ میں کہا ابلیکا فی الوقت میں کچھ بھی نہیں کہہ سکتا تاہم تم دیکھتی ہو کہ اللہ اس کے گھر میں مجھے عزازیل اور اس کے ساتھیوں سے سکون ملا ہے پس میں اس پرسکون ماحول میں پہلے سوچوں گا پھر فیصلہ کروں گا کہ اس سے اگلا قدم کس طرح اور کیسا اٹھانا چاہیے یوناف کے ان الفاظ کے بعد ابلیکا خاموش ہو گئی جب کہ خود بھی یوناف بھی گہری سوچوں اور اتھاہ تفکرات میں کھو گیا تھا۔

یوشع بن نون نے یریحو اور عی شہر کی حکومتوں کو اپنے سامنے زیر کر لیا تھا اور اب اس کے بعد جبیوں کی سلطنت تھی اور یہ سلطنت جبیوں کفیرہ بیروت اور قریت نعر بڑے بڑے شہروں پر پھیلی ہوئی تھی جس قدر حکومتیں یوشع بن نون نے اس سے قبل اپنے سامنے زیر کی تھیں۔ یہ جبیوں کی سلطنت ان ساری حکومتوں سے بڑی اور وسیع تھی۔ پس عی شہر کے قریب خیمہ زن ہونے کے بعد یوشع بن نون نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اب وہ جبیوں کی سلطنت کو اپنے سامنے زیر کرنے کے لیے اس پر لشکر کشی کریں گے۔

جبیوں کے بادشاہ کو جب یہ خبر ہوئی کہ بنی اسرائیل یریحو اور عی شہر کو فتح کرنے کے بعد اب ان کی طرف پیش قدمی کرنا چاہتے ہیں تو اس نے اپنے دو ان مشیروں کو طلب کیا جو اس کی سلطنت کے اندر سب سے زیادہ فہم اور دانشمند خیال کیے جاتے تھے ان مشیروں کے نام راعیل اور عبدون تھے۔ پس راعیل اور عبدون نام کے یہ دونوں مشیر جب اپنے بادشاہ سامنے پیش ہوئے تو جبیون کے بادشاہ نے ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے میرے عزیزو تم دونوں جانتے ہو کہ بنی اسرائیل یریحو کے بعد عی شہر پر بھی قابض ہو چکے ہیں اور مو آبیوں کے بعد وہ اموریوں پر بھی اپنا غلبہ اور استبداد کرنے میں مصروف ہیں اے میرے عزیزو قبل اس کے بنی اسرائیل آگے بڑھتے ہوئے ہم پر بھی حملہ آور ہوں اور ہمارے شہروں کے اندر قیامت خیز خون ریزی برپا کرتے ہوئے ہماری سلطنت پر بھی قابض ہو جائیں میں چاہتا ہوں تم دونوں بھیس بدل کر بنی اسرائیل میں شامل ہو جاؤ ان کے ہاں کچھ دنوں تک ان ہی جیسی زندگی بسر کرو پھر کوئی اچھا موقع جان کر ان کے سردار یوشع بن نون کے سامنے پیش ہو جاؤ اور قابل قبول اور دل کو اچھا لگنے والا مبلغ تلاش کر کے تم اپنی قوم کے لیے معافی اور امان حاصل کر لو اور اگر تم دونوں ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو یاد رکھو تم دونوں خوب خلعت و فرزانہ

Uploaded By Muhammad Nadeem

ہو لہٰذا مجھے امید ہے کہ تم انتہائی احسن طریقے سے اس کام کو انجام دے لو گے اور اپنی قوم کے لیے معافی اور امان طلب کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔

بادشاہ جب خاموش ہوا تو اس کے دونوں مشیروں میں سے ایک نے کہ جس کا نام راعیل تھا بادشاہ کو مخاطب کرتے ہوئے یوں کہا! اے بادشاہ آپ مطمئن اور بے فکر رہیئے آپ کی خواہش کے مطابق میں اور عبدون آج ہی بنی اسرائیل کی طرف روانہ ہو جائیں گے اور ہمیں امید ہے کہ ہم بنی اسرائیل کے سردار یوشع بن نون سے اپنی قوم کے خاطر معافی اور امان حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اور اے بادشاہ اس موقعہ پر میں یہ بھی گذارش کروں گا کہ ہماری یہ مہم اور ہمارا یہاں سے کوچ کرنا انتہائی طور پر رازداری میں رہے اور کسی کو یہ خبر نہ ہو کہ ہم کس کام کے لیے بنی اسرائیل کی طرف روانہ ہوئے ہیں اور اگر کسی کو یہ پتہ چل گیا کہ ہم کن مقاصد کے تحت بنی اسرائیل کی طرف روانہ ہوئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں یہ نہ صرف ہم دونوں کے لیے بلکہ ہماری پوری قوم کے لیے برا اور نقصان دہ ہوگا اس لیے کہ بنی اسرائیل کے جاسوس ہمسایہ اقوام کے اندر منڈلاتے پھرتے ہیں اور اگر انہیں یہ خبر ہو گی کہ ہم کیا مقصد لے کر بنی اسرائیل میں داخل ہوئے ہیں تو وہاں ہمیں دیکھتے ہی قتل کر دیا جائے گا۔

بادشاہ نے توصیفی انداز میں راعیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے راعیل میں تمہاری دانشمندی کی تعریف کرتا ہوں تم کوئی اندیشہ نہ کرو تم دونوں کی روانگی اور مقصد دونوں ہی رازداری میں رکھے جائیں گے یا تم دونوں یوں سمجھ لو تمہارا یہاں سے کوچ اور بنی اسرائیل کے اندر تم دونوں کے کام کی نوعیت میرے اور تم دونوں کے درمیان ہی ایک سربستہ راز بن کر رہ جائے گی۔ پس میں چاہوں گا کہ تم آج ہی بنی اسرائیل کی طرف کوچ کر جاؤ اور جلد از جلد اپنی قوم کو تباہی و بربادی سے بچانے کے لیے یوشع بن نون سے امان اور معافی کا عہد حاصل کر لو۔ اپنے بادشاہ کی یہ ہدایات غور سے سننے کے بعد راعیل اور عبدون نے تعظیماً اپنے سروں کو جھکایا پھر وہ دونوں وہاں سے باہر نکل گئے تھے۔

اپنے بادشاہ کی خواہش کے مطابق راعیل اور عبدون نے اسی روز اپنے مرکزی شہر جیعون سے کوچ کیا۔ انہوں نے حیلہ بازی سے کام لیا اور مسافروں کا بھیس بدلا اس کے علاوہ انہوں نے پرانے بورے اور بوسیدہ پھٹے ہوئے اور مرمت کیے ہوئے شراب کے مشکیزے اپنے گدھوں پر لادے اپنے پاؤں میں دونوں نے خوب پھٹے ہوئے اور پیوند لگے جوتے اور اپنے تن پر ایسے ہی پرانے اور پیوند زدہ کپڑے پہن لیے تھے۔

اس کے علاوہ انہوں نے اپنے ساتھ کچھ پھپھوندی لگی ہوئی روٹیاں بھی لے لی تھیں راعیل اور عبدون کی خوش قسمتی کہ جب یہ دونوں جلجال کے میدانوں میں بنی اسرائیل کی خیمہ گاہ میں داخل ہوئے تو کچھ اسرائیلی انہیں اجنبی اور غیر سمجھ کر دونوں کو پکڑ کر یوشع بن نون کے پاس لے گئے اور اس وقت یوشع بن نون اپنے سرداروں کے ساتھ کسی امر پر مشورہ کر رہے تھے یوشع بن نون نے پہلے غور سے ان دونوں کی حالت کا اور ان کے حلیہ کا جائزہ لیا پھر انہوں نے پوچھا۔

اے اجنبیو! تم کون ہو کس سرزمین سے تعلق رکھتے ہو تم دونوں نے اپنا یہ حلیہ کیا بنا رکھا ہے اور تم کیا مقصد لے کر ہماری خیمہ گاہ میں داخل ہوئے ہو ان سوالات پر راعیل اور عبدون نے ایک دوسرے کی طرف غور سے دیکھا آنکھوں ہی آنکھوں میں انہوں نے کوئی فیصلہ کیا پھر عبدون بولا اور یوشع بن نون کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا اے اسرائیل کے عظیم سردار! ہمارا تعلق ایک انتہائی دور دراز کی سلطنت سے ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ آپ دیکھیں کہ ہمارے توشہ کی روٹیاں جو ہم اپنے ساتھ لے کر چلے تھے انہیں پھپھوندی لگ گئی ہے اور ہمارے مے کے مشکیزے جو ہم نے اپنے وطن سے کوچ کرتے وقت بھر لیے تھے اور وہ نئے تھے دیکھو کہ وہ ہمارے اس سفر کے دوران نہ صرف بوسیدہ ہو چکے ہیں بلکہ وہ جگہ جگہ سے پھٹ بھی چکے ہیں اس کے علاوہ آپ یہ بھی دیکھ سکتے ہیں کہ ہمارے جوتے اور ہمارے کپڑے بھی اس دور دراز کی مسافت کی وجہ سے پیوند زدہ ہو کر انتہائی پرانے دکھائی دینے لگے ہیں اگر آپ لوگوں میں سے کسی کو ہماری اس گفتگو پر شک ہو تو آپ اٹھ کر ہمارا اور ہمارے اس سارے سامان کا جائزہ لے سکتے ہیں جس سے متعلق ہم نے گفتگو کی ہے۔

عبدون کے خاموش ہونے پر یوشع بن نون نے اسے حوصلہ دلانے کے انداز میں کہا اے اجنبی تم اپنی گفتگو جاری رکھو تمہارا حلیہ اور تمہارے سامان کی کیفیت یہ بتا رہی ہے کہ ایسا ہی ہے جیسا تم بیان کر رہے ہو۔ پس تم اپنا بیان جاری رکھو اور ہماری خیمہ گاہ میں داخل ہونے کا مقصد بیان کرو عبدون پھر بولتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ اے بنی اسرائیل کے عظیم سردار میرا نام عبدون اور میرے اس ساتھی کا نام راعیل ہے ہم دونوں ہی آپ کے خادم ہیں اور ہم دونوں موسیٰ کے خداوند کے کچھ امور پر متاثر ہو کر اس طرف آئے ہیں کہ کس

طرح موسیٰ ہارون کے خداوند نے بنی اسرائیل کو مصریوں کی جبّاریت اور مظالم سے نجات دی کس طرح بنی اسرائیل کو سمندر پار کرایا گیا کیسے دشتِ سینا کے اندر من وسلویٰ کی صورت میں خوراک مہیا کی گئی اور کس طرح میرون نے اس پار والوں کے علاوہ حسبون کے بادشاہ سے بسن کے بادشاہ عوج اور اس کے علاوہ یریحو اور عی شہر کی سلطنتوں کو بنی اسرائیل کے آگے زیر کر کے رکھ دیا اے بنی اسرائیل کے عظیم سالار ہم ہی نہیں بلکہ ہماری ساری قوم خداوند کے ان امور اور معجزاتی کاموں پر متاثر ہے۔

یوشع بن نون نے پوچھا اے عبدون تم نے اپنے سارے احوال تو تفصیل کے ساتھ بیان کر دیئے ہیں لیکن ابھی تک تم نے یہ راز نہیں کھولا کہ تمہارا تعلق کس قوم سے ہے اور ہمارے پاس آنے کا تمہارے پاس کیا مقصد ہے اس پر عبدون نے کہا اے بنی اسرائیل کے سالار اور سردار و تم سب ہمارے ساتھ عہد کرو تو ہم ہر بات آپ لوگوں کے سامنے سچ اور حقیقت کے ساتھ بیان کر کے رکھ دیں گے اس پر یوشع بن نون کے علاوہ بنی اسرائیل کے بہت سے سرداروں نے بھی پوچھا وہ کیا عہد ہے جو تم شرط کے طور پر ہمارے ساتھ باندھنا چاہتے ہو عبدون نے کہا وہ عہد یہ ہے کہ پہلے آپ ہم دونوں کے علاوہ ہماری ساری قوم اور ہمارے بادشاہ کو بھی معافی اور امان عطا کریں اور اس کے بعد ہم حق اور سچائی کے ساتھ یہ راز کھول دیں گے کہ ہمارا تعلق کس سرزمینوں سے ہے۔

اس پر یوشع بن نون نے پہلے اپنے سارے سرداروں سے مشورہ کیا اس کے بعد یوشع بن نون نے اور بنی اسرائیل کے سارے سرداروں نے نہ صرف ان دونوں کو بلکہ ان کی قوم اور ان کے بادشاہ کو بھی معافی اور امان دینے کا عہد کر لیا تھا جب یہ سب کچھ ہو چکا تب عبدون نے یوشع بن نون کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے بنی اسرائیل کے عظیم سالار اور سردار ہمارا تعلق تمہاری پڑوسی سلطنت جبعون سے ہے اور ہمارے بڑے بڑے شہر جبعون کفیرہ بیروت اور قریت یعریم ہیں اور ہم اپنی قوم کے سفیر ہیں اور ہمارے بادشاہ نے ہمیں آپ کی طرف اس غرض کے تحت روانہ کیا تھا کہ ہم دونوں کوئی حیلہ اور کوئی بہانہ استعمال کر کے اپنی قوم اپنے بادشاہ اور اپنے آپ کے لیے بنی اسرائیل کی امان کا عہد حاصل کر لیں اور آپ سب دیکھتے ہیں کہ ہم دونوں اپنا یہ مقصد حاصل کرنے میں کامیاب رہے ہیں۔

عبدون کے اس انکشاف پر بنی اسرائیل کے کچھ سرداروں نے اعتراض کیا کہ تم دونوں نے ہمارے ساتھ دھوکہ دہی اور فریب کا کام کیا ہے اس لیے کہ تم نے کہا کہ تمہارا تعلق ایک دور دراز کی سلطنت سے ہے جب کہ تم دونوں ہمارے ہمسائے جبعون کی حکومت سے تعلق رکھتے ہو لہٰذا تم دونوں خود ہی بتاؤ کہ اس فریب اور دھوکہ دہی کی تم دونوں کو کیا سزا ملنی چاہئے اس بار عبدون کے بجائے راعیل نے جواب دیتے ہوئے کہا! اے بنی اسرائیل کے سردار ہمیں اطلاع ملی تھی کہ بنی اسرائیل حکومت پر حکومت اور شہر پر شہر سر کرتے آ رہے ہیں اور جب ہمیں یہ اطلاعات پہنچی کہ بنی اسرائیل نے ہمارے ہمسائے شہر عی کو بھی فتح کر لیا ہے تب ہم فکر مند ہوئے اور ہماری خواہش تھی کہ بنی اسرائیل کسی بھی طرح ہمارے ساتھ صلح کا عہد کر لیں۔ سو صرف بنی اسرائیل کی دوستی اور رفاقت حاصل کرنے کے لیے ہم نے یہ طریقہ کار استعمال کیا ہے۔

راعیل کے اس جواب پر بنی اسرائیل کے سرداروں میں سے کوئی بھی کچھ نہ بولا ان کی حالت اور کیفیت سے یہ ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ راعیل کے جواب سے مطمئن ہیں اور وہ انہیں ان کی قوم اور بادشاہ کو امان دینے پر رضامند ہیں راعیل اور عبدون کی گفتگو سننے کے علاوہ اپنے سرداروں کا رویہ بھی دیکھتے ہوئے شمعون نے فیصلہ کن انداز میں مخاطب کرتے ہوئے کہا اے راعیل اور عبدون تم دونوں اپنی قوم کی طرف لوٹ جاؤ اب جب کہ ہم تمہارے ساتھ صلح اور امن کا عہد کر چکے ہیں تو جاؤ اپنے بادشاہ اور اپنی قوم کو خبر کرو کہ بنی اسرائیل ان شہروں کی طرح جنہیں وہ فتح کر چکے ہیں ان پر حملہ آور ہو کر ان کی خون ریزی کا باعث نہ بنیں گے چونکہ جبعون والوں نے از خود اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دیا ہے لہٰذا آج کے بعد جبعون والے نہ صرف ہمارے مطیع و فرمانبردار بلکہ ہمارے دوست کہلائیں گے اور ہر ضرورت کے وقت ہم ان کی مدد کرنا اپنا فرض سمجھیں گے اور جس طرح بنی اسرائیل باہم امن اور صلح کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں اسی طرح جبعون والے بھی جب چاہیں ہمارے اندر رہ کر پُرامن زندگی بسر کر سکتے ہیں اب تم دونوں یہاں سے اپنے شہر کی طرف کوچ کر سکتے ہو اس کے ساتھ ہی راعیل اور عبدون وہاں سے ہٹ گئے اور اسی وقت اپنے مرکزی شہر جبعون کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

احرام کعبہ میں بیٹھے بیٹھے اور تفکرات میں ڈوبے ہوئے یوناف نے ایک دم چونکتے ہوئے پکارا۔ ابلیکا! ابلیکا اس کے جواب میں ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور پوچھا! اے میرے حبیب کیا ہوا اس پر یوناف نے خوشی اور اطمینان میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا! اے میری عزیزہ میں نے اس عزازیل اس کی گرفت میں آنے والی برزخ کی دونوں بد روحوں اس کے ساتھیوں اور اس کے علاوہ عارب بیوسہ اور منظہ سے اس نازک صورت حال میں نمٹنے کا ایک بہترین حل سوچ لیا ہے اور اے ابلیکا تم تیار رہنا میں ابھی اور اسی وقت یہاں حرم کعبہ سے شوطار کے محل کی طرف کوچ کروں گا۔

اور اس محل کے اندر میں اپنے ان دشمنوں سے ایسا نبٹوں گا کہ ان کی حالت عاد و ثمود جیسی درس آمیز اور عبرت خیز بنا کر رکھ دوں گا اس پر ابلیکا نے سرخوشی برساتی ہوئی آواز میں پوچھا اے میرے حبیب ا کیا تم یہ نہ بتاؤ گے کہ ان لوگوں کے خلاف تم کیا طریقہ کار اپنانے والے ہو یوناف نے گہری مسکراہٹ میں کہا اے ابلیکا مطمئن رہو شوطار کے محل میں خود ہی دیکھو اور جان لو گی کہ میں ان بدکاروں کے خلاف کیسے حرکت میں آتا ہوں

یوناف ذرا   رکا پھر ابلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے وہ دوبارہ کہہ رہا تھا اے ابلیکا ہمارا خدا ہمارا رب ہم پر مہربان ہے جو اس نے یوں اپنے گھر میں ان بدی کی قوتوں سے پناہ دی میں اپنے خداوند کا ممنون ہوں کہ وہ اپنے بندوں کی عاجزی اور آنکھوں میں ڈوبی ہوئی پکار کو ضرور سنتا ہے اے ابلیکا خداوند کے اس گھر میں مجھے سکون کے ساتھ سوچنے کا موقع ملا تھا سو میں نے ان سے نمٹنے کا طریقہ حاصل کر لیا ہے اب تم تیار رہو کہ میں یہاں حرم کعبہ سے شوطار کے محل کی طرف کوچ کروں گا ظاہر ہے کہ میرے یہاں سے نکلنے پر عزازیل بھی اپنے ان حواریوں کے ساتھ میرا تعاقب کرتے ہو شوطار کے محل کی طرف جائے گا اور پھر تم دیکھنا اے ابلیکا میں ان سے کس ہولناک انداز میں نمٹتا ہوں اس کے ساتھ ہی یوناف حرم کعبہ سے نکل کھڑا ہوا۔ عزازیل اور اس کے حواروں نے بھی اسے وہاں سے نکلتے دیکھ لیا تھا پس اپنی لاہوتی قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے جب یوناف حرم کعبہ سے دریائے نیل کے کنارے شوطار کے محل کی طرف روانہ ہو گیا تو عزازیل بھی اپنے حواروں کے ساتھ اس کے تعاقب میں لگ گیا تھا۔

یوناف طوفانی انداز میں شوطار محل کی طرف بڑھا تھا اور محل میں داخل ہوتے ہوئے وہ دریا کے کنارے سے مچھلیاں پکڑنے والے ایک نوجوان مچھیرے کو بھی کسی شاہین کی طرح اچکتا ہوا شوطار کے محل کے اندر لے گیا تھا فی الفور وہ اپنی خواب گاہ میں داخل ہوا اور شیطان اور اس کے حواریوں کو روکنے کے لیے اس نے اپنی اس خواب گاہ کے اندرونی حصے میں حصار کھینچ دیا تھا پھر اس مچھیرے کو جسے اس نے دریائے نیل سے اچکا تھا اٹھائے ہی اٹھائے یوناف نے ایک درمیانی دروازہ کھولا اور خواب گاہ کے ساتھ والے کمرے کے اندر بھی اس نے حصار کھینچ دیا تھا اور دونوں کمروں کے بیچ کا دروازہ اس نے کھول دیا تھا اتنی دیر تک عزازیل بھی وہاں پہنچ گیا اور اپنے سارے ساتھیوں کے ساتھ وہ یوناف کی خواب گاہ کے دروازے پر آن   رکا تھا اس لیے جو یوناف نے حصار کھینچا تھا اس کے باعث وہ آگے بڑھتے بڑھتے رک گئے تھے مچھیرے نے جو

عزازیل اور اس کے ساتھیوں کو دیکھا تو وہ بے ہوش ہو کر فرش پر گر گیا تھا۔

پھر یوناف نے دیکھا کہ عزازیل نے یوناف کے حصار کو توڑنے کا عمل شروع کر دیا تھا اسی دوران یوناف آگے بڑھا ہاتھ میں پکڑی ہوئی تلوار پر اس نے پھر اپنا کوئی لاہوتی عمل کیا اور دروازے کے سامنے اس نے کئی اور حصار ڈال کر رکھ دیئے تھے تاکہ عزازیل کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ اندر آنے کے لیے کچھ دیر لگے اور اسے کمرے کے اندر کام کرنے کا موقع مل جائے دروازے کے سامنے سے اک دم پیچھے ہٹ کر یوناف اس دیوار کی طرف آیا جو دروازے کی اوٹ میں تھی اور جسے عزازیل اور اس کے ساتھی دیکھ نہ سکتے تھے۔ پس یوناف نے لمحوں کے اندر اس دیوار کو طلسمی دیوار میں تبدیل کر دیا تھا پھر ابلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے یوناف نے کہا اے ابلیکا ساتھ والے کمرے میں کوئلے پڑے ہوئے ہیں اور وہاں سے ایک کوئلہ لے کر تم اس دیوار پر ان بدروحوں کی شکلیں بناؤ جنہیں عزازیل نے اپنی گرفت میں کیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ عزازیل کی تصویر بھی ان بدروحوں کے ساتھ بنا دو پھر دیکھو میں کیسے ان سے نمٹتا ہوں۔

یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں ابلیکا نے کہا اے میرے حبیب تمہاری سوچیں اور تمہارا طریقہ کار بہت عمدہ ہے کیا میں ان بدروحوں اور عزازیل کے علاوہ اس دیوار کو جسے تم نے طلسمی دیوار میں تبدیل کر دیا ہے اس پر عارب بوسہ اور بینطہ کی تصویریں نہ بنا دوں تاکہ جب تم چاہو ان کو بھی کرب اور اذیت میں مبتلا کر سکو یوناف نے کہا ہاں ابلیکا تم ان سب کی تصویریں طلسمی دیوار پر بناؤ اور اتنی دیر تک میں عزازیل اور اس کے حواریوں کو دروازے سے دور رکھنے کی کوشش کرتا ہوں ابلیکا یوناف کی گردن پر لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی جب کہ یوناف دروازے پر آیا اس نے دیکھا عزازیل اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتا ہوا ایک حصار کے بعد دوسرے حصار کو توڑ رہا تھا اس پر یوناف نے اس کی طرف دیکھا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے طنزاً کہا۔

اے ملعون اے میرے رب کی بارگاہ سے دھتکارے ہوئے بدی اور گناہ کے گماشتے اس خواب گاہ میں تیرا داخل ہونا دیکھ میں کیسا کٹھن اور مشکل بناتا ہوں اور پھر تھوڑی ہی دیر بعد میں تیرے ساتھ جو کھیل کھیلنے والا ہوں اسے تو زندگی بھر یاد رکھے گا اے عزازیل جس طرح پانی نشیب کی طرف جاتا ہے ایسے ہی تو گناہوں اور بدیوں کے نشیب میں اترتا

ہے پر دیکھ شوطار کے اس محل میں آج میں تجھے کیسی سزا اور کیسی اذیت دیتا ہوں اس کے ساتھ ہی یوناف اپنی تلوار کو حرکت میں لایا اور اس نے دروازے کے سامنے کھینچے ہوئے حصاروں میں اور زیادہ اضافہ کرنا شروع کر دیا تھا تھوڑی دیر تک یوناف دروازے کے سامنے کھڑا رہا اور اپنی تلوار اس نے عزازیل کی طرف تانے رکھی اس دوران عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا تھا جب کہ یوناف کبھی کبھی طلسمی دیوار کی طرف بھی دیکھ لیتا تھا جس پر بڑی تیزی کے ساتھ ابلیکا تصویریں کوئلے کے ساتھ بناتی جا رہی تھی۔ یوناف نے جب دیکھا کہ طلسمی دیوار پر ابلیکا نے تصویریں مکمل کر دی ہیں تو وہ دروازے سے ہٹ کر دیوار کے پاس آیا اور آگے بڑھتے ہوئے وہ دوسرے دروازے میں جانا چاہتا تھا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور پوچھا۔

اے میرے حبیب میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ تو اس بچارے نوجوان مچھیرے کو کیوں اچکتے ہوئے ادھر لے آیا ہے اور یہ عزازیل اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑا ہے اس پر یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا! اے ابلیکا اس نوجوان مچھیرے کو میں نے بے فائدہ ادھر لے کر نہیں آیا بلکہ میں اس سے بہت کام لوں گا اور دیکھتی رہ کہ یہ کس طرح میرا معاون اور مددگار ثابت ہوتا ہے اس کے ساتھ ہی یوناف تیزی کے ساتھ ساتھ والے کمرے کی طرف گیا اور وہاں سے وہ چار چھریاں اٹھا کر لے آیا تھا پھر اس نے فرش پر بے ہوش پڑے مچھیرے کو اٹھایا اور اسے طلسمی دیوار کے پاس لا کر وہ اسے ہوش میں لایا تو مچھیرا ایک دم اٹھ کر کھڑا ہوا اور منت کرنے کے انداز میں اس نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اے آقا میں جانتا ہوں کہ مصر کی ملکہ نے آپ کو خون خوار ممی کا خاتمہ کرنے پر مقرر کیا تھا اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ آپ کوئی فوق البشریت انسان ہیں لیکن میں آپ کی منت کرتا ہوں کہ مجھے یہاں سے نکال لیجئے آپ مجھے یہاں کیوں اٹھا لائے ہیں یہ جو غیر انسانی آتشی ہیولے جو آپ کے دروازے پر کھڑے ہیں یہ کون ہیں میں آپ کی منت کرتا ہوں کہ مجھے ان کی خوراک نہ بنائیے۔ یوناف نے پیار سے اس مچھیرے کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

اے میرے عزیز تم فکر مند نہ ہو میں تم سے نیکی کا ایک کام لوں گا دروازے پر جو آتشی ہیولے دیکھتے ہو یہ وہی لوگ ہیں جو تدمر کے اہرام کے اندر سے ممی کو حرکت میں لاتے ہیں اور یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اس ممی کے ذریعے سے تمہارے کئی ساتھی

بھیروں کا خاتمہ کر دیا تھا میں ان ہی قوتوں کے خلاف تمہارا تعاون حاصل کرنے کے لیے تمہیں اپنے ساتھ اس شوطار محل کے اندر لایا ہوں۔

اس نوجوان بھیرے نے یوناف کے سامنے اپنے دونوں ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا اے آقا میں تو ایک لاچار اور بے بس سا انسان ہوں ایسی ہولناک قوتوں کے مقابلے میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں میرا گمان ہے کہ میں ان قوتوں کے سامنے اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھوں گا اس پر یوناف نے اس بھیرے کو مخاطب کرتے ہوئے انتہائی نرمی میں کہا اے میرے عزیز حبیت تک میں تمہارے پاس اس کمرے کے اندر موجود ہولناک قوتوں میں سے کوئی بھی تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتی اور ان کے خلاف تم میری بہترین مدد بھی کر سکتے ہو اور وہ یوں کہ یہ دو چھریاں سنبھالو اور جو سامنے دیوار پر بائیں طرف دو تصویریں بنی ہوئی ہیں انہیں ان کے پیٹ کی جگہ ان چھریوں کے ذریعے خوب انہیں اذیت پہنچاؤ اور پھر تم دیکھنا کہ تمہارے ان تصویروں کو اذیت پہنچانے سے باہر کھڑی ان آتشی قوتوں میں سے دو پر کیسی مصیبت اور عذاب گزر جاتا ہے۔

یوناف کی اس گفتگو سے اس نوجوان بھیرے کو کچھ ڈھارس ہوئی اور یوناف کے کہنے پر اس نے دونوں چھریاں سنبھال لی تھیں اور طلسمی دیوار پر جن دونوں تصویروں کی طرف یوناف نے اشارہ کیا تھا ان تصویروں کے پیٹ کے مقام پر بھیرے نے دونوں چھریوں سے اذیتیں دینی شروع کر دی تھیں اور یہ تصویریں جنہیں اذیتیں دینے کی ابتداء کی گئی تھی وہ ابلیکا نے ان دونوں بد روحوں کی بنائی تھیں جنہیں شیطان نے اپنی گرفت میں کر لیا تھا۔ پس جوں ہی بھیرے نے ان تصویروں کو اذیت دینے کی ابتداء کی اس وقت وہ دونوں بد روحیں بری طرح چیخ چلا اٹھی تھیں اور عزازیل کو چھوڑ کر وہ وہاں سے بھاگ کھڑی ہوئی تھیں یوناف دروازے کے قریب کھڑا یہ سارے منظر کو دیکھ رہا تھا اور جونہی وہ دونوں بد روحیں وہاں سے بھاگیں ان کی چیخ پکار سن کر عزازیل ان کی طرف لپکا اور اپنے کسی عمل کے ذریعے جب ان دونوں بد روحوں کو روک دینا چاہا تو یوناف نے دوسری دونوں چھریاں اٹھا لیں اور طلسمی دیوار کی طرف بڑھا۔

ایک چھری یوناف نے طلسمی دیوار پر بنی ہوئی عزازیل کی تصویر کے پیٹ میں خوب زور زور سے گھمانی شروع کر دی تھی دوسری چھری وہ باری باری عارب بیوسہ اور

بینطہ کی بنی ہوئی تصویروں پر گاڑنے لگا تھا یوناف کے اس عمل سے عزازیل چونکہ خود بھی اذیت میں مبتلا ہو چکا تھا لہٰذا وہ ان دونوں بد روحوں کو روک نہ سکا اور وہ دونوں بد روحیں نا جانے کن منزلوں کی طرف روپوش ہو گئی تھیں دوسری طرف عزازیل عارب بیوسہ اور بینطہ بھی جان گئے تھے کہ یوناف نے انہیں طلسمی دیوار کے عمل میں مبتلا کر کے رکھ دیا ہے لہٰذا وہ فوراً اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور اپنی ہیت بدلتے ہوئے وہ وہاں سے غائب ہو گئے تھے اور عزازیل کے ساتھ اس کے دوسرے ساتھی بھی وہاں سے چلے گئے تھے۔

عزازیل اور اس کے حواریوں کے وہاں سے یوں بھاگ جانے پر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور کہا اے یوناف قسم اس خداوند واحد کی جس نے حرم کعبہ میں ہم دونوں کو پناہ دی تم نے عزازیل اور اس کے حواریوں کے خلاف کیا خوب کھیل کھیلا ہے اور اے یوناف سب سے اچھی بات یہ کہ جن دو بد روحوں پر عزازیل نے گرفت کی تھی اب وہ دو بد روحیں اس کی گرفت میں نہیں رہیں اس لیے کہ جس وقت وہ روحیں تمہاری طرف سے اذیت ملنے پر بھاگی تھیں اس وقت عزازیل اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے انہیں روک سکتا تھا اور دوبارہ تمہارے خلاف حرکت میں لا سکتا تھا لیکن ان بد روحوں کے بھاگتے ہی تم نے چونکہ عزازیل کو بھی اذیت میں مبتلا کر دیا تھا لہٰذا وہ جان گیا تھا کہ یہ اذیت طلسمی دیوار کی یہ اذیت ہے اور اس اذیت سے بچنے کے لیے اس نے اپنی ہیت کو بدل لیا تھا پس اس کی یوں ہیت بدلتے ہی وہ دونوں روحیں اس کی گرفت سے جاتی رہی ہیں اس لیے ہیت میں اس نے ان روحوں کو تسخیر کیا تھا اگر وہ اپنی ذات کو اسی کیفیت میں رکھتا تو روحیں اس کی گرفت میں رہ سکتی تھیں لیکن چونکہ اس نے اپنا آپ تبدیل کر لیا تھا لہٰذا اب وہ روحیں اس کے قبضہ میں نہیں رہیں۔ پس اے یوناف میں تمہیں مبارکباد دیتی ہوں کہ عزازیل کے اس ہولناک کھیل کے مقابلے میں آخر کار کامیابی ہماری ہی ہوئی ہے۔

ابلیکا ذرا رکی پھر اپنی گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے دوبارہ کہہ رہی تھی اے یوناف! اب ہمیں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے بلکہ فوراً اور اسی وقت ہمیں زدوسر کے احرام کا رخ کرنا چاہیے یہ ممی پر قابو پانے کا بہترین موقع ہے اس لیے کہ عزازیل عارب بیوسہ اور بینطہ کے علاوہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مغرب کی طرف بھاگ گیا ہے لہٰذا ہمیں فوراً زدوسر کے احرام کا رخ کر کے اس ممی کو ناکارہ بنا دینا چاہیے اور اگر ہم نے دیر کر دی

تو مجھے خدشہ ہے کہ عزازیل اس ممی کی حفاظت کا کوئی سامان نہ کرے اور اس طرح ہمارے لیے اور زیادہ مصیبتیں اٹھ کھڑی ہوں اور اے یوناف میں تمہیں یہاں یہ بھی بتاتی چلوں کہ اس ممی پر اس وقت بھی عزازیل کے چند کارکن ہیں جو اس ممی کو حرکت میں لاتے ہیں اس کے علاوہ اس ممی کے پیٹ میں عزازیل نے وہ طلسم بھی ڈال رکھا ہے جو زوسر بادشاہ کے مشیر اور ساحر امحوتب نے ان احراموں کے اندر ڈالا تھا۔

پس اے یوناف ممی کو ناکارہ کرنے کے لیے ہمیں دو چیزوں سے نپٹنا ہوگا اول یہ کہ شیطانی کارکنوں کو اس ممی سے دور کرنا ہوگا اور یہ بہت آسان کام ہے جو میں چند ہی لمحوں کے اندر کر کے رکھ دوں گی اس لیے میں خود ان شیطانی گماشتوں پر حملہ آور ہوں گی اور تم دیکھنا میں ان کا کیا حشر کر کے زوسر کے احرام سے انہیں نکالتی ہوں ہاں اے یوناف تمہارا کام یہ ہوگا کہ عزازیل نے اس ممی کے پیٹ میں جو امحوتب کا سحر ڈال رکھا ہے تم اس سحر کو ضائع کر دینا اس لیے کہ اگر ہم صرف شیطانی کارکنوں کو ہی وہاں سے مار بھگائیں اور اس طلسم کو ضائع نہ کریں تو اس طلسم کی مدد سے بھی ممی انتہائی ہولناک اور مافوق البشریت کام کر کے جب وہ پھر اس تباہی اور بربادی اور خون ریزی خون خواری کا باعث بن سکتی ہے پس اے یوناف آؤ زوسر کے احرام کا رخ کریں اور اس ممی کو ناکارہ کر دیں جو مصر کے لیے خوف و خطرہ بنی ہوئی ہے۔

ابلیکا کے خاموش ہوتے پر یوناف نے خوش طبعی میں کہا! اے ابلیکا تم ٹھیک کہتی ہو ہمیں ابھی اور اسی وقت ہی زوسر کے احرام میں اس ممی سے نمٹ لینا چاہیے لیکن مجھے چند لمحوں کی مہلت دو تاکہ میں اس نوجوان مچھیرے کو فارغ کر دوں اس لیے کہ یہ میرے بہت کام آیا ہے اس نے اس طلسمی دیوار پر چھری سے اذیتیں دے کر بد روحوں کو مار بھگایا ہے اس کے ساتھ ہی یوناف اس نوجوان مچھیرے کی طرف متوجہ ہوا اور اسے مخاطب کر کے اس نے کہا۔

اے میرے عزیز میں تیرا ممنون ہوں کہ تو نے بدی کی روحوں کو مارنے میں میرا ساتھ دیا ہے دیکھ تو نے اس دیوار پر بنی ہوئی تصویروں کو چھریوں سے جو اذیتیں دی ہیں اس کے نتیجہ میں آتشی بگولے کیسے چیخ و پکار کرتے ہوئے یہاں سے بھاگ چکے ہیں پس اے میرے عزیز میں تجھے جس کام سے یہاں لایا تھا وہ کام اب ہو چکا ہوا ہے اور میں تم سے معذرت خواہ ہوں کہ میں تمہاری مرضی کے خلاف تمہیں دریائے نیل کے کنارے سے اچانک لایا اور اس کے ساتھ ہی یوناف نے اپنی کمر کے ساتھ لٹکتی ہوئی ایک چرمی تھیلی سے چند سکے نکالے اور اس نوجوان مچھیرے کا ہاتھ پکڑ کر اس نے وہ سکے اس کی ہتھیلی پر رکھے اور کہا۔ اے میرے عزیز اب تم جاؤ اور جس طرح پہلے تم دریائے نیل کے کنارے کام کر رہے تھے پھر وہاں اپنا کام شروع کر دو اور یہ سکے تمہاری اس زحمت کی اجرت ہیں کہ تم نے یہاں میری اس خواب گاہ میں اٹھائی۔

اس مچھیرے نے بڑی ممنونیت کا اظہار کرتے ہوئے کہا! اے آقا میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے یہ سکے دیئے ہیں اب میں سمجھ گیا ہوں کہ دریائے نیل کے کنارے سے اٹھا کر آپ مجھے یہاں کیوں لائے تھے۔ قسم ہے دیوتا کی اگر ایسی بدی کی قوتوں کے خلاف ایسی طرح کی مدد پھر کبھی آپ میری ضرورت محسوس کریں تو میں ہمیشہ آپ کی خدمت کرتے ہوئے فخر محسوس کروں گا اے آقا اس موقع پر کیا میں آپ سے یہ پوچھ سکتا ہوں کہ اس ممی کا خاتمہ ہو چکا ہوا ہے جو زوسر کے احرام سے نکل کر تباہی و بربادی کا باعث بنتی ہے یوناف نے شفقت اور پیار سے اس مچھیرے کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے کہا اے میرے عزیز اب تم جا کر اپنے کام میں لگ جاؤ اور یہی سمجھو کہ اس ممی کا خاتمہ ہو چکا ہے اس لیے کہ اب وہ ممی کبھی لوگوں کی تباہی اور بربادی کا باعث نہ بن سکے گی۔ اس کے ساتھ ہی وہ مچھیرا یوناف کو جھک کر تعظیم دیتا ہوا خواب گاہ سے نکلنے ہی لگا تھا کہ یوناف نے اس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا میرے عزیز ذرا رکو! مچھیرا یوناف کی اس پکار پر رک گیا یوناف نے آگے بڑھ کر دروازے پر حصار ختم کر دیئے پھر وہ مچھیرا خواب گاہ سے نکل گیا جب کہ یوناف بھی وہاں سے زوسر کے احرام کی طرف چلا گیا تھا۔

یوناف جب زوسر کے احرام کے دروازے پر پہنچا تو ابلیکا نے پھر اس کی گردن پر لمس دیتے ہوئے اسے مخاطب کیا تم تھوڑی دیر یہاں رکو اور پھر دیکھو میں شیطان کے ان گماشتوں کا کیا حشر کرتی ہوں جو اس ممی پر مسلط ہیں! ابلیکا کے کہنے پر یوناف وہاں رک گیا جب کہ ابلیکا اس کی گردن پر لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی چند ہی ثانیوں بعد یوناف چونک اٹھا جب اسے کمرے کے اندر سے سسکیاں اور آہوں جیسی آوازیں سنائی دیں اور اس نے یہ بھی محسوس کیا کہ یہ آہوں اور سسکیوں کی آوازیں زوسر کے احرام سے باہر نکلتی چلی گئی تھیں

ساتھ ہی ابلیکا نے پھر اس کی گردن پر لس دیا اور بولی اے یوناف اس وقت وہ خون خوار ممی عزازیل کی قوتوں سے پاک ہے اور میں بدی کے ان گماشتوں کو تو ہر سے کے ان احرام سے بھگا چکی ہوں۔

اب تم آگے بڑھو اور اس ممی پر اپنے کام کی تکمیل کرو۔

یوناف نے سب سے پہلے دروازے کے قریب ہی سے تھوڑی سی مٹی اپنی مٹھی میں لی پھر وہ آگے بڑھ کر اس خون خوار ممی کے پاس آیا اور جس مٹھی میں اس نے مٹی لے رکھی تھی وہی ہاتھ اس نے منہ پر رکھا اور پھر اس نے کسی اپنے عمل کی ابتدا کر دی تھی تھوڑی دیر بعد اس نے اپنا ہاتھ وہاں سے ہٹا لیا اور ابلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے ابلیکا محوتب کا پھیلایا ہوا طلسم اب اس ممی سے نکل کر میری مٹھی میں ہے اور میں ارادہ کر چکا ہوں کہ اس سحر کو دریائے نیل میں پھینک کر ضائع اور زائل کر دوں گا اس پر ابلیکا نے اپنی مسکراتی ہوئی آواز میں کہا اے یوناف اس معاملے میں پوری طرح میں تمہارے ساتھ اتفاق کرتی ہوں اس ممی سے شیطانی قوتیں ہٹ جانے اور محوتب کے ڈالے ہوئے طلسم کے زائل ہو جانے کے بعد یہ ممی لوگوں کے لیے بے ضرر ہو کر رہ گئی ہے۔ آؤ اب یہاں سے کوچ کریں اور اس کے ساتھ ہی یوناف وہاں سے نکلا پہلے وہ دریائے نیل کے کنارے آیا اور وہ مٹی جس کے اندر اس نے سحر منتقل کیا تھا وہ مٹی اس نے دریائے نیل میں بہا دی تھی اس کے بعد وہ مصر کی ملکہ دلوکہ کے محل کا رخ کر رہا تھا۔

دریائے نیل کے کنارے شوطار کے محل سے بھاگنے کے بعد عزازیل عارب بیوسہ اور بینظہ اور عزازیل کے ساتھی دریائے نیل کے بائیں کنارے سے ذرا دور ہٹ کر ایک سنسان جگہ جا رکے اور دوبارہ اپنی ہیئت کو بدلتے ہوئے وہ ایک دوسرے کے سامنے نمودار ہوئے سب سے پہلے عارب نے انتہائی دکھ اور افسوس کے ساتھ عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے آقا آخر یوناف طلسمی دیوار کا عمل ہمارے خلاف استعمال کرتے ہوئے اس کشمکش میں کامیاب ہو ہی گیا۔ کاش ہم آج اسے دکھ اور اذیت پہنچانے میں کامیاب ہو جاتے لیکن الٹا وہ ہمیں ایک عذاب میں مبتلا کرنے پر قادر ہو گیا ہے اے آقا میں سمجھتا ہوں کہ یوناف نے ہمیں یہ زندگی کی بدترین شکست اور سزا دی ہے اور اے آقا اس موقعہ پر میں یہ بھی کہوں

گا کہ زرد سر کے احرام سے بھاگ کر جو یوناف حرم کعبہ کی طرف چلا گیا تھا اور وہاں اس نے کچھ دیر پناہ لے رکھی ہے تو اسی پناہ کے دوران شائد اس نے ہمارے خلاف لائحہ عمل تیار کیا ہو گا بہر حال کچھ بھی ہو میرے آقا یوناف اس ہولناک کھیل میں ہمارے خلاف کامیاب رہا ہے اور مجھے اس کی اس کامیابی کا انتہائی دکھ اور صدمہ ہے کاش ہم اسے اور اس کی ساتھی ابیکا کو اپنے سامنے مجبور اور بے بس کر سکتے۔ کاش ہم ان دونوں کو ایسے عذاب ایسے کرب میں ڈالنے پر قادر ہو جاتے کہ انہیں احساس ہوتا کہ ہم کسی بھی قوت میں ان دونوں سے کم تر نہیں ہیں۔

عزازیل نے عارب کو سمجھاتے اور حوصلہ بڑھانے کے انداز میں کہا اے عارب یوناف کی یہ ہم پر فوقیت اور اس کا ہم پر یہ قابو پا لینا کوئی دائمی کیفیت نہیں یہ ایک وقتی چڑھاؤ ہے اس کی بنا پر وہ ہم پر غالب رہا ہے لیکن یاد رکھو اب اس پر میں اپنے ایک ایسے ساتھی کو وار د کروں گا جس کے متعلق مجھے امید ہے کہ وہ ضرور یوناف پر نہ صرف قابو پا لے گا بلکہ ہر جگہ ہر وقت اس پر اپنی فوقیت ظاہر کرنے پر قادر رہے گا اس پر عارب نے امید بھری نگاہوں سے عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا! اے آقا آپ کا وہ ساتھی کون ہے۔ جو اس یوناف پر قابو پانے کی قوت اور طاقت رکھتا ہے۔

عارب کے ان سوالات کے جواب میں عزازیل پھر بولا اور کہا اے میرے عزیزو! میرے اس ساتھی کا نام قبقب ہے اور اس قبقب میں اوروں کی نسبت کچھ زیادہ اوصاف ہیں ایک یہ کہ اوروں کی نسبت انتہائی طاقت ور ہے دوسری یہ کہ اپنے اعضا جوارح جسم حلیہ اور چہرہ بدلنے میں اپنی کوئی مثال نہیں رکھتا اور اپنے اس فن سے کام لینا وہ خوب جانتا ہے یہ بدی پھیلانے میں بھی بڑی مہارت و قوت رکھتا ہے وہ اس طرح جس کسی کو بھی اس نے بدی میں مبتلا کرنا ہو یا جس کسی کو اس نے اپنا شکار بنانا ہو اوہ اس کے سامنے انتہائی خوبصورت عورت کی شکل میں آتا ہے اسے پھسلا کر اپنے ساتھ لے جاتا ہے پھر ایک دم اس کے سامنے انتہائی طاقت ور انسانی صورت میں آتا ہے اور اس پر اپنی طاقت و قوت کے بل بوتے پر قابو پاتا ہے اے میرے عزیزو میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ یہ میرا ساتھی جس کا نام قبقب ہے یہ انسانی خون پینے کا انتہائی عادی ہے یا تم یوں جان لو کہ اس کی خوراک ہی انسانی خون ہے اور جب کبھی بھی کسی سے مقابلہ کرتا ہے تو اس مقابلہ کے بعد اس کی قوت کم ہو جاتی ہے

اور اپنی اس قوت کو دوبارہ حاصل کرنے کے لیے اسے کم از کم چالیس دن کا وقفہ اور مہلت درکار ہوتی ہے اور اس مہلت میں اسے بالکل فارغ رہ کر آرام کرنا چاہیئے اس طرح وہ دوبارہ اپنی قوت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

اور اے میرے رفیقو اسی قبقب کی جنس سے اس کی ایک ساتھی لڑکی بھی ہے اس لڑکی کا نام خوفہ ہے یہ بھی قبقب کی طرح طاقت ور اور بھرپور قوت رکھنے کے ساتھ اپنے چہرے کی تبدیلی اور ناسوت کی کیفیت بدلنے میں قبقب جیسی مہارت رکھتی ہے! پس اے میرے دوستو میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں اسی قبقب کو یوناف پر وارد کروں گا اور مجھے امید ہے کہ یہ قبقب نہ صرف یوناف کو مار مار کر دوہرا کر دے گا بلکہ ہماری اس موجودہ اس شکست کا بدلہ لینے کے ساتھ ساتھ وہ آئندہ کے لیے بھی یوناف کی نیکی کے فروغ کا کام کرنے سے روک کر رکھ دے گا۔

عزازیل کے خاموش ہونے پر عارب نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے آقا! کیا آپ قبقب اور اس کی ساتھی لڑکی خوفہ کو یہاں طلب نہ کریں گے تاکہ ان دونوں کو دیکھنے کے ساتھ ساتھ ہم یہ بھی اندازہ کر سکیں کہ واقعی ہی قبقب اس قابل ہے کہ وہ یوناف پر قابض ہو جائے بلکہ میں تو آپ سے اس موقع پر یہ بھی کہوں گا کہ دریائے نیل کے ان شرقی ویرانوں کے اندر آپ مجھے اور قبقب یوناف کو آپس میں ٹکرائیں۔ ہم دونوں کا مقابلہ کرائیں اگر قبقب قوت و طاقت میں مجھے زیر کرنے میں کامیاب ہو گیا تو پھر میں آپ کو امید دلاتا ہوں کہ شائد وہ قبقب یوناف کو بھی اپنے سامنے زیر کرنے میں کامیاب ہو جائے اس پر عزازیل نے مسکراتے ہوئے کہا اسے عارب میں تمہاری اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں میں قبقب اور اس کی ساتھی لڑکی خوفہ کو ان ہی ویرانوں میں طلب کرتا ہوں اس کے ساتھ ہی عزازیل نے اپنے ساتھی واسم کی طرف دیکھا اور اسے قبقب اور اس کی ساتھی لڑکی خوفہ کی وہاں بلانے کا حکم دیا اور عزازیل کے اس حکم پر واسم وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد واسم قبقب اور اس کی ساتھی لڑکی خوفہ کو لے کر واپس آیا عزازیل نے سب سے پہلے عارب بیوسہ اور بینظہ کا ان دونوں سے تعارف کرایا اس موقع پر عارب بیوسہ اور بینظہ نے دیکھا کہ خوفہ شام کے نارنجی بادلوں رنگوں اور ملگجی بہاروں کے امتزاج جیسی حسین تھی اس کی رگوں میں ایک نشاط اور آنکھوں میں کشش بھری ہوئی

تھی ایسا لگتا ہے کہ اس کا جسم راز بستہ کی چھاؤں اور روح کی خود لذتی سے بھرا ہوا ہو دوسری طرف چناروں جیسا تناور اور جسمانی طلو سے کوہ پیکر قبقب انہیں ایسا لگا جیسے وہ اپنی آنکھوں میں برق کی تاب اور جسم میں سمندر جیسی ہیجان آفرینی رکھتا ہو۔

وہ ان تینوں کو خوفناکیوں سے بھرا دل اور رفاصد تمدن کا سیلاب جیسا پر قوت اور طاقت ور لگتا تھا دریائے نیل کے شرقی ویرانوں کے اندر قبقب کو وہ اپنے سامنے زمین کے سفاک عناصر کالی آندھیوں کے طوفان اور سحر زدہ شہر کی طرح محسوس کر رہے تھے

اس موقعہ پر عزازیل نے قبقب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میرے عزیز میں تجھے ایک انتہائی طاقت ور انسان پر وارد کرنا چاہتا ہوں اس کا نام یوناف ہے اور وہ ممفس شہر کے شمال میں دریائے نیل کے کنارے شوطار نام کے محل میں رہتا ہے لیکن اس شخص پر وارد ہونے سے پہلے میں چاہتا ہوں کہ تمہارا مقابلہ اس عارب سے ہو تاکہ تمہاری طاقت اور قوت کا ہم سب اندازہ لگا سکیں اور یہاں تم پر یہ بات بھی واضح کر دی جائے اگر تم اس عارب کو اپنے سامنے زیر اور ہراساں کرنے میں کامیاب ہو گئے تب کہیں جا کر یہ امید کی جا سکتی ہے کہ تم یوناف کو اپنے سامنے زیر اور ہراساں کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے پس اے قبقب ان ویرانوں کے اندر تم پہلے عارب سے مقابلہ کرو اس کے ساتھ ہی عزازیل نے اپنے دیگر ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میرے ساتھیو تم ایک طرف ہٹ کر کھڑے ہو جاؤ تاکہ عارب اور قبقب کو ایک دوسرے سے ٹکرانے اور اپنی قوت کا اندازہ کرنے کا موقعہ میسر ہو۔

عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے علاوہ بیوسہ اور بینطہ بھی ایک طرف ہٹ کر کھڑی ہو گئیں تھیں جب کہ مقابلہ کرنے کے لیے قبقب اور عارب ایک دوسرے کے سامنے آئے قریب آتے ہی اپنے ہاتھوں کو ایک دوسرے میں پیوست کرتے ہوئے عارب نے قبقب کے پیٹ میں ایک زوردار ضرب لگائی تھی عارب امید رکھتا تھا کہ اس کی اس ضرب سے قبقب پر لرزش طاری ہو جائے گی اور وہ زمین پر گر جائے گا لیکن ایسا نہ ہوا اس کی ضرب نے قبقب کو اذیت میں ضرور مبتلا کیا تھا لیکن وہ ذرا سا اپنے جسم کو خم کرتا ہوا اس ضرب کو برداشت کر گیا تھا اور جواب میں قبقب نے جب ایسی ہی اپنے دونوں ہاتھوں کی ضرب عارب کے پیٹ پر لگائی تو عارب ہوا کے اندر اوچھلتا اور بل کھاتا ہوا اپنی پشت کی جانب گر گیا تھا گرے ہوئے عارب پر قبقب نے پھلانگ لگا دی اور پھر لمحوں کے اندر اس نے اسے اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھا کر فضا میں بلند کر دیا تھا اس موقعہ پر جب کہ قبقب زوردار انداز میں عارب کو زمین پر پٹخ دینا چاہتا تھا پر عزازیل نے اپنا ہاتھ کھڑا کر کے اسے روک دیا اور ساتھ ہی اسے مخاطب کر کے اس نے کہا۔

اے قبقب اسے زمین پر نہ پٹخنا۔ تم نے صرف چند ہی ثانیوں کے اندر عارب پر اپنی طاقت و قوت ثابت کر دی ہے پس تم عارب کو اپنے سامنے آرام سے ڈال دو اور سنو جس مقصد کے لیے میں نے تمہارا انتخاب کیا ہے مجھے امید کہ تم اس مقصد میں ضرور کامیاب ہو گے قبقب نے عارب کو زمین پر رکھتے ہوئے کہا اے آقا اگر میں اس مقصد میں کامیاب نہ بھی ہوا اگر میں اس یوناف نام کے شخص کو زیر نہ بھی کر سکا تب بھی میں ہمیشہ کے لیے اس کے ساتھ دشمنی رکھ لوں گا اس لیے وہ اپنی گزرتی ہوئی عمر کے ساتھ طاقت میں ڈھلتا جائے گا اور میں ویسے کا ویسا ہی رہوں گا! پس اس کی زندگی کے کسی نہ کسی لمحہ میں تو میں اسے زیر کرنے میں کامیاب ہو ہی جاؤں گا ویسے اے آقا مجھے امید ہے کہ وہ شخص اگر عارب سے بھی زیادہ طاقت ور ہوا تب بھی میں اسے اپنے سامنے ان تنکوں جیسا بنا کر رکھ دوں گا جو تیز آندھیوں اور ہواؤں کے اندر بے بسی کی حالت میں اڑتے پھرتے ہیں۔

عزازیل نے قبقب کو مطلع کرنے کے انداز میں کہا اے قبقب جیسا تعارف میں نے تم سے عارب بیوسہ اور بینطہ کا کرایا ہے ویسا ہی تعارف یوناف کا بھی ہے اور جس طرح ان کے ناسوت پر لاہوت کا عمل ہے ایسے ہی اس کے ناسوت پر بھی لاہوتی عمل ہے پس تم اس گمان میں نہ رہنا کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ تمہارے سامنے کمزور ہوتا جائے گا نہیں ہرگز نہیں وہ آدم کے وقت سے ہے اور جیسا وہ اس وقت تازہ دم اور جوان تھا ایسا وہ اب بھی ہے اور اپنی موت کو مرگ تک ویسے ہی رہے گا پس اے قبقب کوشش کرنا کہ اپنے پہلے ہی مقابلہ میں اسے زیر کرو جب تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاؤ تو مار مار کر اس کی پسلیاں اور اس کے اعضاء اور جوارح توڑ کر رکھ دینا اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو تمہارا یہ معرکہ میری خوشی اور میرے اطمینان کا باعث ہو گا اور سنو اس مقابلے میں خوف کو شامل نہ کرنا میں یہ پسند کروں گا کہ تم اکیلے ہی یوناف کا مقابلہ کرو اور اس مقصد کے لیے جاؤ دریائے نیل کے کنارے ممفس شہر کے شمال

میں شوطار محل کا رخ کرو وہ یوناف نام کا جوان تمہیں وہاں ملے گا اس پر قبقب نے کہا اے آقا آپ بے فکر رہیئے میں اکیلا ہی یوناف کو اپنے سامنے زیر کروں گا اور خوفہ کو اپنے ساتھ اس مقابلے میں ملوث نہ کروں گا۔ اب مجھے اجازت دیں کہ میں یوناف کا رخ کروں اور اس پر عزازیل نے تفصیل کے ساتھ قبقب اور خوفہ کو یوناف کے ساتھ اپنی قدیم عداوت، موجودہ شکست کے حالات اور اس کے خلاف حرکت میں آنے کا لائحہ عمل بتا رہا تھا پھر قبقب اور خوفہ وہاں سے چلے گئے۔

امحوتپ کے سحر کو دریائے نیل کے اندر زائل کرنے کے بعد یوناف نے مصر کی ملکہ دلوکہ کے محل کا رخ کیا تھا اور ملکہ کے محل میں داخل ہونے کے بعد ابھی وہ چند قدم ہی آگے بڑھا ہو گا کہ محل کا ایک محافظ بھاگتا ہوا اس طرف آیا اور اسے مخاطب کر کے اس نے کہا اے مالک آپ کو ملکہ نے طلب کیا ہے اس وقت وہ اپنے ذاتی کمرے میں آپ کی منتظر ہیں یوناف نے حیرت سے اس محافظ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا ملکہ کو کیسے خبر ہوئی کہ میں اس کے محل میں داخل ہوا ہوں اس پر اس محافظ نے مسکراتے ہوئے کہا اے مالک ابھی تھوڑی ہی دیر پہلے ملکہ اپنے دارالانصاف سے فارغ ہوئی ہیں اور سارے معاملات نمٹنے کے بعد جس وقت وہ اپنے ذاتی کمرے کی طرف جا رہی تھیں اس وقت آپ محل میں داخل ہو رہے تھے لہٰذا ملکہ نے آپ کو محل میں داخل ہوتے ہوئے دیکھ لیا اسی بنا پر انہوں نے مجھے بھیجا ہے کہ میں آپ کی رہنمائی کرتا ہوا آپ کو ان کے ذاتی کمرے میں لے چلوں اس پر یوناف مطمئن ہو گیا اور اس محافظ کے ساتھ ہو لیا تھا۔

یوناف جس وقت ملکہ دلوکہ کے ذاتی کمرے میں داخل ہوا تو ملکہ نے اپنی نشست سے اٹھ کر اس کا استقبال کیا اور اسے اپنے قریب اور اپنے سامنے بٹھاتے ہوئے اس نے پوچھا! اے میرے عزیز تم نے زوسر کے احرام والی ممی کا کیا کیا یقین جانو میں ہر وقت کیا دن کیا رات اسی ممی کے متعلق سوچتی رہتی ہوں اور مجھے ایک طرح سے یہ وہم اور گمان ہو گیا ہے کہ دوسرے لوگوں کی طرح ایک روز یہ ممی مجھ پر بھی حملہ آور ہو کر میرا خاتمہ کر دے گی اور وہ اس لیے کہ اب تک میرے مشیر اور میرے سارے ہی ساحر اس ممی کا سدباب کرنے کے متعلق کوئی لائحہ عمل تیار کرنے میں ناکام رہے ہیں لہٰذا مجھے ایک طرح سے یہ یقین ہوتا جا رہا ہے کہ یہ ممی گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ طوفانی جھونکوں سے طوفانوں کی صورت اختیار کرتی چلی جائے گی۔

جب ملکہ دلوکہ خاموش ہوئی یوناف نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں اور انتہائی نرم لہجہ میں مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے مصر کی عظیم ملکہ آپ ہر قسم کے وہم و گمان اور غم و فکر سے بے نیاز ہو جائیں اس لیے کہ اس ممی پر جو شیطانی قوتیں چھائی ہوئی تھیں انہیں میں نے اس ممی سے مار بھگایا ہے اس لیے کہ وہی شیطانی قوتیں ممی کو حرکت میں لاتی تھیں۔ اور اس سے خونریزی اور تباہی اور بربادی کے کام کرواتی تھیں اس کے علاوہ ان شیطانی قوتوں کے سربراہ نے یعنی ابلیس نے امحوتپ کے اس طلسم کو جو اس نے زوسر کے احرام میں ڈال رکھا تھا اپنے قبضہ میں کر لیا تھا اور پھر اس طلسم کو بھی اس نے ممی کے جسم میں داخل کر دیا تھا اس طرح ان شیطانی قوتوں اور امحوتپ کے طلسم کے باعث وہ ممی خون خوار ہو کر رہ گئی تھی اور اے ملکہ آپ کے اطمینان کے لیے میں یہ کہوں گا اس ممی سے شیطانی قوتوں کو مار بھگانے کے ساتھ ساتھ میں نے اس ممی سے امحوتپ کے سحر کو نکال کر دریائے نیل کے اندر ضائع کر دیا ہے پس اے ملکہ اب وہ ممی دوسری ممیوں کی طرح ایک عام سی چیز ہے اور کسی کو اس سے کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہے اب زوسر کے احرام میں امحوتپ کا طلسم بھی نہیں ہے اور جو چاہے ان احرام کے اندر اب آ جا سکتا ہے وہاں اب کسی کے لیے کوئی خطرہ اور اندیشہ نہیں ہے۔

یوناف کی حوصلہ افزا گفتگو سننے کے بعد ملکہ دلوکہ نے خوش ہو کر یوناف کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے کہا! اے یوناف میرے عزیز تم نے مصر کے لیے وہ کام کیا ہے جسے کوئی بھی میرا مشیر یا ساحر نہ کر سکا حقیقت یہ ہے اس ممی کی اس خون خواری لمحہ بہ لمحہ میرے جسم کو تحلیل کرتی جا رہی تھی اب اس ممی کے خاتمہ پر میں خوش اور مطمئن ہوں اور میں سمجھتی ہوں کہ اب مجھے مصر جیسے وسیع ملک پر حکومت کرنے کا حق حاصل ہے اور میں سمجھتی ہوں اے یوناف کہ یہ حق مجھے تمہاری قوت و جرأت کی بنا پر ملا ہے۔ لہٰذا اس موقعہ پر میں تم سے یہ کہوں گی کہ تم ممی کو یوں اپنے سامنے زیر کرنے کے صلے میں مانگو کیا مانگتے ہو اور میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ میں تمہاری ہر مانگ کا احترام کروں گی اور تمہاری ہر خواہش کو پورا کرنے کا عہد بھی کرتی ہوں! یوناف نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا اے مصر کی عظیم ملکہ اس موقعہ پر میں آپ سے کچھ بھی نہیں مانگتا! ہاں میں آپ سے کہنے کے لیے ایک التجا ضرور رکھتا ہوں اور وہ یہ مصری حکومت کی ان تختیوں میں سے جن کے اندر ضروری احکامات کے فیصلے لکھے جاتے ہیں ان کے اندر یہ بھی اندراج کر دیا جائے کہ ممفس شہر کے

شمال میں شوطار نام کا جو محل ہے وہ ہمیشہ کے لیے یوناف کی ملکیت میں دیا جاتا ہے تاکہ اے ملکہ آپ کے بعد اور آنے والے دور میں جب دوسرے لوگ مصر پر حکومت کر رہے ہوں گے تو میں شوطار کے اس محل پر اپنا حق اور اپنی ملکیت جتا سکوں گا۔

ملکہ دلوکہ نے خوش ہوتے ہوئے کہا میں جانتی تھی تم مجھ سے کچھ نہ مانگو گے اس لیے کہ فوق البشریت حیثیت رکھتے ہوئے تم اپنی ضرورت اور اپنی خواہش کی ہر چیز آپ حاصل کر سکتے ہو بہرحال اے میرے عزیز مطمئن رہو کہ مصر کی مٹی اور لکڑی کی ان لوحوں میں جن کے اندر سرکاری احکامات لکھے جاتے ہیں آج ہی اس تحریر کا اضافہ کر دیا جائے گا اور اس تحریر میں ایک عہد کے طور پر یہ لکھا جائے گا کہ ممفس شہر کے شمال میں شوطار نام کا محل ہمیشہ کے لیے یوناف کی ملکیت میں دیا جاتا ہے اور کسی کو بھی یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ اس محل کو یوناف سے واپس لے سکے یا اس پر قبضہ کر سکے اور اگر کوئی ایسا کرے بھی تو یوناف اسے واپس لینے کا دعوے دار اور حق دار ہوگا ملکہ دلوکہ کی یہ گفتگو سننے کے بعد یوناف اٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے ملکہ میں آپ کا شکر گزار ہوں اب مجھے اجازت دیجیے میں جاؤں گا اس کے جواب میں ملکہ دلوکہ بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور یوں یوناف ملکہ دلوکہ سے اجازت لینے کے بعد اس کے کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

ملکہ دلوکہ کے ذاتی کمرے سے نکل کر جب یوناف محل کے صحن میں آیا تو ایک دم ایک طرف سے ریشمی لبادے میں لپٹی ہوئی ایک لڑکی اس کی طرف آئی اور یوناف کے سامنے آ کر اس نے ایک دم سے اپنا ریشمی لبادہ ہٹا دیا۔

یوناف نے دیکھا کہ وہ لڑکی گھونگھٹ اٹھنے کے سمے جیسی حسین تنہائیوں کے گیت جیسی پُر سکون اور خنک چاندنی کی نرم پھوار جیسی پُرکشش تھی اس کا بدن پیار کی حسرت میں بیدار سا لگ رہا تھا اور اس سمے اس کے جسم سے عنبری خوشبوئیں اٹھ کر ماحول کو خوشبو و نکہت میں نہلاتی جا رہی تھیں۔ یوناف نے یہ بھی دیکھا کہ اس لڑکی کے سلگتے رخساروں اور تر و تازہ ہونٹوں کے اندر ایک پیغام تھا اور اس کی موٹی موٹی گہری آنکھوں سے اس سمے شہد جیسا رس برستا ہوا محسوس ہو رہا تھا اس لڑکی کو چند ثانیے دیکھنے کے بعد یوناف اس سے کچھ پوچھنا ہی چاہتا تھا کہ اس لڑکی نے بولنے میں پہل کرتے ہوئے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔

اے مصر کے بے مثل نوجوان میں جانتی ہوں کہ آپ کا نام یوناف ہے اور یہ کہ زدوسر کے احرام کے اندر آپ نے ہی اس خون خوار ممی کو زیر کیا ہے اور ملکہ دلوکہ کے ذاتی کمرے میں ہونے والی گفتگو بھی میں سن چکی ہوں کہ اس نے دریائے نیل کے کنارے شوطار نام کا محل ہمیشہ کے لیے آپ کے نام رکھنے کا عہد کیا ہے اور اس عہد کو مصر کی سرکاری تختیوں پر بھی لکھ دیا جائے گا اے یوناف یہ باتیں مجھے اس لیے معلوم ہوئی کہ مصر میں ملکہ دلوکہ کی ایک عزیزہ ہوں اور اس کے ذاتی کمرے سے باہر کھڑے ہو کر میں آپ اور اس کے درمیان ہونے والی ساری گفتگو سن چکی ہوں۔ اے یوناف میرا نام رفسہ ہے اور میں آپ سے یہ گزارش کرتی ہوں اس موقعہ پر اگر میں ملکہ دلوکہ کی عزیزہ ہونے کے نام سے ایک خواہش کا اظہار کروں تو کیا آپ اسے پورا کریں گے۔

یوناف نے اس رفسہ کو حوصلہ اور ڈھارس دلاتے ہوئے کہا اے خاتون تم بلا جھجک کہو کیا کہنا چاہتی ہو جو تمہاری خواہش ہے اگر وہ میرے بس میں ہوئی تو اسے میں ضرور پورا کروں گا اس پر رفسہ نے خوش ہوتے ہوئے کہا! اے مصر کے شیر دل جوان میرا دل اب بھی نہیں مانتا کہ زدوسر کے احرام سے نکلنے والی خون خوار ممی جو گزشتہ دنوں میں دیوتا کی خانقاہ اور دریائے نیل کے کنارے مچھیروں میں تباہی و بربادی پھیلا چکی ہے وہ زیر کر لی گئی ہے اور یہ کہ اب آئندہ کے دنوں میں مصر کے لوگوں کو اس کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں ہے! اے یوناف میں چاہتی ہوں کہ آپ ابھی مجھے اپنے ساتھ زدوسر کے احرام میں لے کر چلیں تاکہ اس ممی کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر میں خود بھی یقین کر لوں اور اوروں کو بھی اس کا یقین دلا سکوں کہ واقعی ہی وہ زدوسر کے احرام کی ممی اب بے خطر اور ناکارہ ہو چکی ہے۔

یوناف اس موقعہ پر کچھ کہنا چاہتا تھا کہ رفسہ پھر بڑی جلدی میں دوبارہ بول پڑی اور کہا اے یوناف شاید اس موقعہ پر اب مجھ سے یہ کہیں گے کہ میں تم اکیلی لڑکی کو کیسے اور کیوں کر زدوسر کے احرام تک لے چلوں لیکن میں آپ کو یقین دلاتی ہوں۔ کہ آپ کے ساتھ زدوسر کے احرام تک جانے کے لیے میں اپنے گھر والوں سے باقاعدہ اجازت لے کر آئی ہوں اور اس کے علاوہ میں آپ پر اس قدر بھروسہ اور اعتماد کرتی ہوں کہ آپ کے ساتھ تنہائی میں میں دنیا کے آخری کونے تک بھی محفوظ اور مامون طریقہ سے سفر کر سکتی ہوں پس اے یوناف مجھے امید ہے کہ آپ میری اس خواہش کا احترام کریں گے اور میری اس مانگ پر انکار نہ کریں گے یوناف بچارہ اس موقعہ پر کچھ بھی نہ کہہ سکا اس لیے کہ رفسہ نے اپنی گفتگو سے انکار کرنے کے سارے ہی راستے بند کر دیئے تھے لہٰذا یوناف نے مجبور ہو کر کہا! اے خاتون اگر ایسا

ہے تو آؤ میرے ساتھ میں ابھی اور اسی وقت تمہیں زروسر کے احرام دکھانے چلتا ہوں۔

اے رفسہ! وہاں اپنی آنکھوں سے اس ممی کو دیکھ کر تم یقین کر لو گی کہ اب وہ بے ضرر ہو چکی ہے اور میں تم سے یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ میں تمہیں واپس بھی اس محل تک چھوڑ کر جاؤں گا رفسہ نے فوراً اپنے آپ کو اس ریشمی لبادہ میں ڈھانپتے ہوئے کہا میں آپ کی شکر گزار ہوں تو پھر چلیں اور اس کے ساتھ ہی یوناف رفسہ کے ساتھ شاہی محل سے نکلنے لگا تھا۔

رفسہ کے ساتھ یوناف سقارہ کے میدانوں کو عبور کرنے کے بعد زروسر کے احرام میں داخل ہوا اور اس ممی کے پاس آ کھڑا ہوا جسے عزازیل نے خون خوار بنا کر رکھا دیا تھا اور پھر اس ممی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یوناف نے رفسہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے رفسہ یہ ہے وہ ممی جو گذشتہ دنوں میں مصر کے اندر خون خواری اور بربادی کرتی رہی ہے لیکن اب یہ ان احرام کے اندر پڑی ہوئی دوسری ممیوں کی طرح بے خطر اور بے حرکت ہے حسین رفسہ نے زروسر کے احرام میں داخل ہونے کے بعد چہرے سے اپنا ریشمی لبادہ ہٹا دیا تھا اور اس ممی کے سامنے کھڑے ہو کر چند لمحوں تک وہ غور سے اس ممی کی طرف دیکھتی رہی پھر اس نے اپنی گھنٹیوں جیسی پرکشش آواز میں کہا! اے یوناف میں سمجھتی ہوں تمہارا کہنا درست ہی ہے اس لیے کہ یہ ممی اب مجھے بے حس اور بے حرکت سی لگتی ہے اور اگر ایسا ہے تو پھر یہ واقعی ہی بے ضرر اور بے خطر ہو چکی ہے۔

اس بار یوناف نے غور سے رفسہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے رفسہ اب جب کہ تم یقین کر چکی ہو کہ یہ ماضی کی خون خوار ممی اب اپنے حال میں بے ضرر ہے تو آؤ پھر واپس چلیں تاکہ میں تمہیں شاہی محل تک چھوڑتا چلوں اس پر رفسہ یوناف کے قریب ہوئی اور انتہائی پرکشش انداز میں کہا شاید پھر کبھی زروسر کے ان احرام میں آنا نصیب نہ ہو اس لیے میں چاہتی ہوں آپ کی معیت میں میں احرام کے سارے اندرونی حصوں کو دیکھ سکوں اور یہاں رکھی ہوئی ساری ممیوں کا جائزہ لے سکوں تاکہ مجھے مصر کے قدیم بادشاہ زروسر کی عظمت اور اس کی سربلندی کا احساس ہو سکے اس پر یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا ضرور تم ان احرام کا اندرونی جائزہ لے لو لیکن جلدی کرو تاکہ پھر ہم واپس جا سکیں اس طرح رفسہ زروسر کے ان احرام

کا اور اس کے اندر رکھی ہوئیں ممیوں اور دوسری اشیاء کا جائزہ لیتے لگی تھی احرام کے اندر کافی آگے جانے کے بعد ایک تاریک اور اندھیرے گوشے میں رفسہ کی طرف دیکھتے ہوئے یوناف چونک پڑا اور غضب ناک حالت میں اسے دیکھتے ہوئے پوچھا کون ہو تم؟

رفسہ کی جگہ اب یوناف کے سامنے زو مر کے احرام کے تاریک گوشوں میں اجاڑ ویرانوں میں سنسان جنگل، بگولوں کے خروش اور رمر مر کے جوش جیسا ایک انتہائی ہیبتناک قد آور کوہ پیکر اور توانا دکڑیل جوان کھڑا تھا اس جوان نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے یوناف میں اپنے مقدر پر خوش ہوں کہ میری امیدیں بھر آئیں سن رکھو میرا نام رفسہ نہیں میرا نام قبقب ہے اور میں عزازیل کے سب سے زیادہ طاقت ور اور بدترین ساتھیوں میں سرفہرست ہوں اسے یوناف میں اور میری ساتھی ایک لڑکی کہ جس کا نام خوقہ ہے وہ چہرہ رنگ اور اعضاء جوارح کے علاوہ جسماتی ساخت بدلنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتی تم نے عزازیل اور اس کے ساتھیوں کو اذیت دے کر اس ممی کو ناکارہ ضرور کر دیا ہے لیکن اسے یوناف قبقب کی قہرمانیت سے بچنا آسان نہیں ہے دیکھ میں ایک فرضی لڑکی رفسہ کے روپ میں مصر کے شاہی محل میں تجھے ملا اور یہاں تمہیں زو مر کے احرام میں لانے میں کامیاب ہو چکا ہوں۔ اب ان ہی احرام کے اندر میں عزازیل کے حکم کے مطابق تمہیں مار مار کر تمہاری ہڈیاں توڑ دوں گا اور تمہیں زندگی بھر کے لیے ناکارہ اور نامراد بنا کر رکھ دوں گا۔

قبقب کی اس گفتگو کے جواب میں یوناف نے انتہائی غضب ناک انداز میں کہا اے ابلیس کے گماشتے تیرے اور عزازیل جیسے ان گنت باؤلے کتے ماضی میں مجھ پر بھونکتے رہے ہیں لیکن میں نے اپنے رب کی مدد اور اعانت سے ان سب کو مار بھگایا ہے پس مجھے یقین ہے کہ میں زو مر کے ان احرام کے اندر تیرے جیسے سرکش کی سرکشی تیرے جیسے ظالم کے ظلم اور تیرے جیسے طاقت ور کی قوت کو اپنے سامنے زیر کر کے رکھ دوں گا اس گفتگو کے جواب میں قبقب نے ایک نعرۂ دہشت بلند کیا پھر وہ بے کلی لہروں رات کے اجاں غیب، انگاروں کی بھٹی اور شعلوں کے ساگر کی طرح آگے بڑھا اور برق کی لپکتی خونی زبان کی سی تیزی کے ساتھ وہ حرکت میں آیا اور یوناف کے جبڑے کے نیچے اس نے ایسا گھونسہ رسید کیا تھا کہ یوناف بل کھاتا اور فضا میں اوچھلتا ہوا انتہائی بے بسی کے عالم میں احرام کی ایک سنگی دیوار کے ساتھ جا ٹکرایا تھا۔

قبقب آگے بڑھ کر یوناف کے قریب آن کھڑا ہوا اور اپنی آنکھوں سے انگارے

برسلتے ہوئے کہا! اسے یوناف میں نے تمہیں بتایا نہ تھا کہ میں اپنی ذات میں ایک منفرد شیطان ہوں سن رکھو میری رگوں میں بجلیاں میرے خون میں طوفانوں کا جوش اور میری آواز میں گرج مہیب جیسی صدائیں ہوتی ہیں پھر بھلا تو کیسے اور کیوں کر میرے سامنے ٹھہر سکے گا۔ لپکتے شعلوں کی طرح قبقب نے پھر اپنا ہاتھ آگے بڑھایا یوناف کو گریبان سے پکڑتے ہوئے ایک جھٹکے کے ساتھ اس نے اوپر اٹھایا اور اس کی پیشانی پر اس نے دو ایسی ضربیں لگائیں تھیں کہ یوناف کی پیشانی سے خون بہہ نکلا تھا اور وہ اپنے سر کو لہراتا ہوا ذرا پیچھے ہٹ گیا تھا اسی موقعہ پر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیتے ہوئے پوچھا! اسے میرے حبیب! یہ عزازیل کے سب سے زیادہ خوف ناک اور طاقت ور ساتھیوں میں سے ہے اگر تم کہو تو میں اس کے خلاف حرکت میں آؤں اور دونوں اس پر قابو پانے کی سعی کریں۔ اسے یوناف اس نے گھونسے مار کر جو تمہاری پیشانی سے خون نکالا ہے تو قسم خداوند واحد کی یہ منظر میرے لیے ناقابل برداشت ہے۔ اس لیے کہ میں تمہارے ساتھ اپنی رفاقت کے دوران پہلی بار تمہیں یوں بے بس اور خونی حالت میں دیکھ رہی ہوں۔

ابلیکا کی اس گفتگو کے جواب میں یوناف نے اپنی پیشانی سے بہنے والے خون کو صاف کرتے ہوئے کہا۔ اسے ابلیکا یوں لگتا ہے جیسے مجھے زندگی میں پہلی بار اپنے جیسے کسی طاقت ور اور سرکش انسان سے پالا پڑا ہے اسے ابلیکا تو دیکھتی رہ یہ جو ابلیس کا گماشتہ بھر بھرکراتے بگولوں کی طرح مجھ پر حملہ آور ہو رہا ہے مجھے امید ہے کہ میں اسے روح کی وحشت اور قبرستان کی ویرانیوں کا شکار بنا کر رکھ دوں گا اسے ابلیکا سن رکھو! یوناف اس سے آگے کچھ نہ کہہ سکا اس لیے کہ قبقب نے پھر آگے بڑھتے ہوئے اس زور سے اپنے پاؤں کی ضرب یوناف کے پیٹ میں لگائی تھی کہ یوناف ہوا میں اوچھلتا ہوا پھر زمین پر گر گیا تھا لیکن اس بار وہ جلد ہی اٹھ کھڑا ہوا اپنی پیشانی سے بہنے والی خونی دھار کو اس نے اپنے لباس سے صاف کیا پیچ و تاب کھاتی ہوئی آواز میں اس نے کہا! اسے ابلیس کے گماشتے تم نے مجھ پر حملہ آور ہونے میں پہل کر کے وقتی طور پر اپنے لیے کچھ فوائد ضرور حاصل کئے پس جب جو تو مجھے اپنے سامنے زیر اور خستہ سا دیکھ رہا تھا لیکن یاد رکھ میں یوں آسانی کے ساتھ تیرے سامنے جھکنے والا اور تیری گرفت میں آنے والا نہیں اس کے ساتھ ہی یوناف گندھک اور بارود کے اچانک پھٹنے کے انداز میں حرکت میں آیا اپنے دائیں ہاتھ کی۔

ایسی زوردار اور بھرپور ضرب اس نے قبقب کے پیٹ میں لگائی تھی کہ وہ ایک طرح سے سکتا ہوا پشت کی جانب جا گرا تھا۔

جست لگا کر یوناف آگے بڑھا اور جس طرح قبقب نے اسے گریبان سے پکڑ کر اوپر اٹھایا تھا ایسے ہی یوناف نے بھی اسے اس کے گریبان سے اوپر اٹھاتے ہوئے اس کی گردن اس کی پیشانی اور اس کے کندھوں پر ایسی ضربیں لگائیں تھیں۔

کہ قبقب بلبلا اٹھا تھا اور یوناف کی طرح اس کی پیشانی سے خون بہنے لگا تھا قبقب تھوڑا خمیدہ سا اٹھتا ہوا ذرا پیچھے ہٹ گیا تھا پھر یوناف نے دوبارہ آگے بڑھتے ہوئے قبقب پر ضرب لگانا چاہی تو قبقب سیدھا کھڑا ہو گیا اور یوناف کی گردن پر ایک زوردار گھونسہ اس نے دے مارا اس پر بھی یوناف جم کر اپنی جگہ پہ کھڑا رہا تھا اور ویسا ہی گھونسہ اس نے قبقب کی گردن پر دے مارا تھا اور یوں وہ بڑی تیزی سے ایک دوسرے کو پیٹنے اور ضربیں لگانے لگے تھے کافی دیر تک وہ دونوں زودسر کے احرام کے اندر لڑتے رہے اور دونوں نے ایک دوسرے کو مار مار کر شکستہ اور دم بخود سا کر کے رکھ دیا تھا۔

تھکاوٹ محسوس کرتے ہوئے اور جھومتے ہوئے قبقب نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ کیا تو محسوس نہیں کرتا کہ زودسر کے احرام کے اندر میں نے تجھے کیا خوب سبق دیا ہے اب میں جاتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ اب وقتاً فوقتاً میری اور تمہاری ملاقات ہوتی ہی رہے گی اور مجھے امید ہے کہ ایک روز ایسا وقت ضرور آئے گا جب میں تجھے اپنے سامنے واقع اور مکمل طور پر زیر اور بے بس کر کے رکھ دوں گا اس پر یوناف نے طنزیہ انداز میں کہا اے قبقب میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ آج تک میرا سامنا تم جیسے طاقت ور ترین انسان سے نہیں پڑا لیکن کیا تم تسلیم نہیں کرتے کہ میں نے تمہیں مار مار کر دم بخود اور درماندہ کر کے رکھ دیا ہے اور یہ بھی اب تم میرے ساتھ مقابلہ کرنے کی حالت میں نہیں رہے اور درماندگی محسوس کرنے لگے ہو۔ اے قبقب گو میری اپنی بھی یہی حالت ہے میں بھی درماندگی محسوس کرتا ہوں لیکن تم زودسر کے ان احرام کے اندر مجھے اپنے سامنے زیر کرنے اور میری ہڈیاں توڑ کر مجھے بے کار اور مفلوج بنا دینے کا ارادہ لے آئے تھے تو اے قبقب کیا تم تسلیم نہیں کرتے تمہارے ارادوں کا ناکام اور تمہارے گمانوں کو وہم بنا کر رکھ دیا ہے اور سن رکھو آئندہ بھی اگر جب کبھی میرا اور تمہارا سامنا ہوا تو مجھے امید ہے میں تم پر اس سے بھی بہتر اور کڑی ضربیں لگاؤں گا اور تم پر ثابت کر دوں گا کہ مجھ پر قابو پانا اگر ممکن نہیں تو مشکل ترین ضرور ہے اور قبقب سن رکھ یوناف کی ضرب برداشت کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔

قبقب نے یوناف کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا اور زودسر کے احرام سے نکلتا ہوا وہ غائب ہو گیا تھا۔ اس موقع پر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور بولی اے یوناف زندگی میں پہلی بار اس انداز میں کسی کے ساتھ تمہارا یہ مقابلہ دیکھا ہے قسم خداوند کی اس مقابلہ کے دوران میں یوں محسوس کر رہی تھی جیسے کسی ویران اور تاریک غار کے اندر دو درندوں کو ایک دوسرے پر چھوڑ دیا گیا ہو اور ساتھ مجھے اس بات کا دکھ بھی ہے اور وہ یہ اے میرے حبیب! اس قبقب کی صورت میں ہمارے دشمنوں میں سے ایک اور کا اضافہ ہو گیا ہے اس کی گفتگو سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ آئندہ بھی اس طرح تمہارے ساتھ ٹکراتا رہے گا پس مجھے اس کا افسوس اور فکرمندی ہے اس پر یوناف نے کہا اے ابلیکا تم غمگین اور مغموم نہ ہو یہ جب بھی میرے سامنے آیا جس صورت جس حالت میں بھی آیا میں اس کی حالت اگر اس سے بدتر نہیں تو ایسی ضرور کر دیا کروں گا۔ اے ابلیکا اس موقع پر اگر میں چاہتا تو میں اپنی لاہوتی قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے اسے لخت لخت کر کے رکھ دیتا لیکن میں نے ایسا نہیں کیا میں نے طبعی قوت میں ہی اس سے مقابلہ کیا ہے اور آئندہ بھی اس کے ساتھ ایسا ہی کرتا رہوں گا تاکہ اس پر یہ بات عیاں ہو جائے۔

کہ اگر وہ بھی اپنی طبعی قوت میں میرے سامنے آئے تو اتنی سکت نہیں رکھتا کہ مجھ پر قابو پا سکے۔ یوناف کی اس بات کے جواب میں ابلیکا خاموش رہی اور پھر یوناف نے زودسر کے احرام سے نکل کر دریائے نیل کے کنارے شوطار کے محل کا رخ کر رہا تھا۔

یروشلم کے بادشاہ ادونی صدق کو جب یہ خبر پہنچی کہ بنی اسرائیل نے یریحو کے بعد عی شہر کو بھی اپنے سامنے زیر کر لیا ہے اور یہ کہ اس کے بعد جیبوں کی سلطنت نے بھی بنی اسرائیل کے ساتھ صلح کر لی ہے وہ بڑا فکر مند ہوا اس لیے کہ جیبوں کی سلطنت اس علاقے میں سب سے زیادہ پُر قوت سمجھی جاتی تھی اور جیبوں کے لشکریوں کو سب سے بڑھ کر جنگجو سورما اور جنگ کا تجربہ کار سمجھا جاتا تھا اور یروشلم کے بادشاہ ادونی صدق کو امید تھی کہ جب تک جیبون کی سلطنت اس کے سامنے موجود ہے اس وقت تک بنی اسرائیل یروشلم تک نہیں پہنچ سکتے لیکن جب اس نے سنا کہ جیبون والوں نے بنی اسرائیل کے ساتھ صلح کر لی ہے اور وہ بنی اسرائیل کے اندر رہنے اور بسنے لگے ہیں تب یروشلم کے بادشاہ ادونی صدق کو بڑی مایوسی اور پریشانی ہوئی اس لیے کہ اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ جیبون کے بعد بنی اسرائیل اب اس کا رخ کریں گے اور تباہی و بربادی کی حالت جو انہوں نے یریحو اور عی شہر میں پھیلائی ہے اسی قسم کی قوت اور بربادی کا مظاہرہ وہ یروشلم شہر میں بھی کریں گے۔

ان حالات و حادثات کے پیشِ نظر یروشلم کے بادشاہ ادونی صدق نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ اپنے اطراف کے دیگر بادشاہوں کے ساتھ مل کر ایک بہت بڑا لشکر تیار کرے گا اور اس لشکر کے ساتھ وہ پہلے جیبوں کی سلطنت کو تباہ و برباد کرے گا تاکہ انہیں بنی اسرائیل کے ساتھ صلح کرنے کی سزا دی جا سکے اور اس کے بعد ادونی صدق کا ارادہ تھا کہ اسی متحد لشکر کو لے کر بنی اسرائیل پر چڑھائی کی جائے اور نہ صرف بنی اسرائیل کی اس پیش قدمی اور یلغار کو روک دیا جائے بلکہ انہیں فلسطین کی سرزمین سے نکال باہر کیا جائے اس مقصد کے لیے اس نے اپنے ہمسایہ ممالک سے رابطہ قائم کیا اور اپنے قاصد اس نے حبرون کے بادشاہ ہوہام، یرموت کے بادشاہ پیرام، لکیس کے بادشاہ یافیع اور عجلون کے بادشاہ دبیر کی طرف روانہ کیے۔

اپنے ان قاصدوں کے ہاتھ ادونی صدق نے ان چاروں بادشاہوں کو یہ کہلا بھیجا کہ بنی اسرائیل اپنے سردار یوشع بن نون کی سرکردگی میں خون کے ہولناک سیلاب کی طرح آگے بڑھتے چلے آ رہے ہیں اور یہ انہوں نے نہ صرف یریحو اور عی شہر تک ساری سرزمین پر قبضہ کر لیا ہے بلکہ جیبون کی سلطنت نے بھی ان کے آگے ہتھیار ڈال دیئے ہیں اور یوں وہ وقت دور نہیں جب بنی اسرائیل کے ہاتھوں ہم سب کی تباہی و بربادی کا وقت آن پہنچے گا لہٰذا میں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ اگر اپنی اپنی بادشاہت کو تم لوگ قائم اور دائم رکھنا چاہتے ہو تو اپنا اپنا لشکر لے کر میرے شہر یروشلم پہنچ جاؤ اور یہاں سے ہم ایک متحدہ لشکر کی صورت میں پہلے جیبون پر حملہ کر کے انہیں بنی اسرائیل سے صلح کرنے کی سزا دیں گے اس کے بعد ہم بنی اسرائیل پر حملہ آور ہوں گے اور انہیں اپنی ان سرزمینوں

Uploaded By Muhammad Nadeem

سے نکال باہر کریں گے۔

پس جب ادونی صدق کا یہ پیغام حبرون کے بادشاہ ہوہام، یرموت کے بادشاہ پیرام، لکیس کے بادشاہ یافیع اور عجلون کے بادشاہ دبیر کو پہنچا تو انہوں نے ادونی صدق کے خیالات اور خدشات سے اتفاق کیا اور جو وقت ادونی صدق نے مقرر کیا تھا اسی مقررہ دن اور وقت پر یہ چاروں بادشاہ اپنے اپنے لشکر کے ساتھ یروشلم شہر پہنچ گئے۔

پس ادونی صدق نے بھی اپنے لشکر کو تیار کیا اس طرح یہ پانچوں بادشاہ ایک زبردست متحدہ لشکر کے ساتھ جب جبعون کی سلطنت کی طرف بڑھے تھے اور سب نے باہم طور پر اور اتفاق رائے سے فیصلہ کرتے ہوئے اس متحدہ لشکر کا سالار اعظم ادونی صدق کو بنایا تھا دوسری طرف جب جبعون کے بادشاہ کو خبر ہوئی کہ یروشلم کا بادشاہ ادونی صدق اپنے چار ہمسایہ بادشاہوں کو ساتھ ملانے کے اور ایک مضبوط اور جرار لشکر تیار کرنے کے بعد اس کی طرف بڑھ رہا ہے اس نے اپنے دونوں مشیروں یعنی راعیل اور عبدون کو یوشع بن نون کی طرف روانہ کیا اور ان پانچوں بادشاہوں کے مقابلے میں ان سے مدد طلب کی۔

پس ایک روز رات کے وقت راعیل اور عبدون دونوں یوشع بن نون کی خدمت میں حاضر ہوئے انہیں ادونی صدق کے ساتھ چار بادشاہوں کے اتحاد کی اطلاع کی اور انہیں یہ بھی بتایا کہ یہ پانچوں بادشاہ ایک متحدہ لشکر کے ساتھ جبعون کی سلطنت کی طرف بڑھ رہے ہیں تاکہ جبعون کو تباہ و برباد کرنے کے بعد بنی اسرائیل پر حملہ آور ہوا جائے اور یہ کہ انہوں نے یوشع بن نون سے درخواست کی کہ اس موقعہ پر ان کی مدد کی جائے پس جبعون والوں کی اس پکار پر یوشع بن نون نے لبیک کہا اور اسی رات اپنے لشکر کے ساتھ انہوں نے جبعون کی طرف کوچ کیا اور جس روز ادونی صدق اور اس کے چار ساتھی بادشاہوں نے اپنے متحدہ لشکر کے ساتھ جبعون شہر سے ذرا فاصلہ پر آکر پڑاؤ کیا اسی روز یوشع بن نون نے انتہائی خوفناکی کے انداز میں اس متحدہ لشکر پر حملہ کر دیا تھا اور یوشع بن نون کا یہ حملہ ایسا اچانک اور تہ و دار تھا کہ ادونی صدق اپنے ساتھی بادشاہوں کے ساتھ پورا زور لگانے کے باوجود بھی اس ہولناک حملے کو روک نہ سکا اور اپنے متحدہ لشکر کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا۔ ادونی صدق کا خیال تھا کہ وہ میدان جنگ سے یوں بھاگنے کے بعد نہ صرف اپنے لشکر بلکہ خود اپنی ذات اور اپنے ساتھیوں کو بھی تباہی اور بربادی سے بچالے گا۔

لہٰذا اس نے فرار ہونے کا انتہائی دشوار گزار راستہ اختیار کیا یعنی وہ جبعون سے بھاگتا ہوا عزلقاہ اور مقیدہ کے راستے واپس لوٹا تھا اور یہ راستہ کوہستانی اور انتہائی دشوار تھا۔ لیکن اس راستہ کی دشوار گزاری کی پرواہ نہ کرتے ہوئے یوشع بن نون نے اس کا تعاقب کیا اور عزلقاہ اور مقیدہ تک وہ متحدہ لشکر کا قتل عام کرتے ہوئے چلے گئے تھے یہاں تک کہ بیت حورون کی چڑھائی کے پاس انہوں نے اس لشکر کو گھیر لیا اور ان کا قتل عام شروع کر دیا یوں اس متحدہ لشکر کو تباہ و برباد کرنے کے بعد یوشع بن نون نے ان ہی وادیوں کے اندر اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر لیا تھا۔

یوشع بن نون اپنے لشکر کے ساتھ ابھی تک ان ہی میدانوں میں پڑاؤ کئے ہوئے تھے کہ ان کا ایک لشکری یہ خبر لے کر آیا کہ متحدہ لشکر کے پانچوں بادشاہ مقیدہ کے کوہستانی سلسلہ کی ایک غار میں جا کر چھپ گئے ہیں اس پر یوشع بن نون نے اپنے آدمی مقیدہ نام کی اس غار کی طرف روانہ کئے اور پانچوں بادشاہوں کو زندہ گرفتار کر لیا گیا اور جب یہ پانچوں بادشاہ یوشع بن نون کے سامنے پیش کئے گئے تو یوشع بن نون نے ان پانچوں کی گردنیں مارنے کا حکم دے دیا تھا پس ان پانچوں بادشاہوں کی گردنیں کاٹنے کے بعد شام تک انہیں باندھ کر درختوں کے ساتھ لٹکا دیا گیا تھا اور پھر یوشع بن نون ہی کے حکم پر ان پانچوں کی لاشوں کو اسی مقیدہ نام کی غار میں ڈالنے کے بعد غار کا منہ بڑے بڑے پتھروں سے بند کر دیا گیا تھا ان پانچوں بادشاہوں کے خاتمہ کے بعد یوشع بن نون پھر اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آئے اور بڑی جرات اور بے جگری کے ساتھ پیش قدمی کرتے ہوئے وہ معمولی جنگوں کے بعد ان پانچوں بادشاہوں کے مرکزی شہروں پر بھی قابض ہو گئے تھے۔

اس طرح یوشع بن نون نے اپنی عسکری قوت کو استعمال کرتے ہوئے ارض کنعان کے وسطی حصوں پر قبضہ کر لیا تھا جب کہ شمال اور جنوب کے حصوں پر ابھی قبضہ کرنا باقی تھا اور ان حصوں پر بھی بڑے بڑے طاقتور بادشاہ حکومت کر رہے تھے۔

Uploaded By Muhammad Nadeem

ندوسر کے احرام میں یوناف کے ساتھ مقابلہ کرنے کے بعد عزازیل کا ساتھی قبقب دریائے نیل کے ان شرقی ویرانوں میں نمودار ہوا تھا جہاں سے عزازیل نے اسے یوناف کی طرف روانہ کیا تھا عزازیل ابھی تک قبقب کی ساتھی لڑکی رفسہ کے علاوہ اپنے ساتھیوں اور پھر عارب بیوسا اور بینطہ کے ساتھ وہیں کھڑا ہوا تھا قبقب جب اس کے پاس نمودار ہوا تو اس کی ساتھی لڑکی اس کی پیشانی سے بہتے ہوئے خون کو دیکھ کر پریشان ہو گئی تھی اس موقعہ پر کچھ پوچھنا ہی چاہتی تھی کہ عزازیل نے فکرمندی سے قبقب کی طرف دیکھا پھر پوچھا۔

اے قبقب ندوسر کے ان احرام کے اندر تیرا مقابلہ یوناف کے ساتھ کیسا رہا قبقب کچھ پریشان ہو گیا اور عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا اے آقا قسم آپ کی ذات کی وہ انتہے درجے کا طاقت ور اور پُرقوت انسان ہے ندوسر کے اُن احرام کے اندر میں نے اپنی طرف سے انتہائی کوشش کی کہ اسے اپنے سامنے زیر کر دوں گا اسے خوب مار ڈالوں اور اس کی ہڈیاں توڑ کر رکھ دوں گا پر اے آقا میں ایسا کرنے میں بری طرح ناکام ہوا ہوں میں حقیقت اور سچائی کو چھپانا نہیں اور واضح طور پر کہتا ہوں کہ میں یوناف کو اپنے سامنے زیر کرنے میں ناکام رہا ہوں یا اس بات کو آپ یوں سمجھ لیں کہ ندوسر کے ان احرام کے اندر نہ میں یوناف کو اور نہ ہی یوناف مجھے زیر کر سکا اے آقا وہ بے پناہ قوتوں کا مالک ایسا جوان ہے جس کی ضرب یقیناً اسے ہلا کر رکھ دیتی ہے جس پر پڑتی ہے۔

قبقب کے اس جواب پر عارب نے بولتے ہوئے کہا اگر تم یوناف کو زیر کرنے میں ناکام رہے ہو تو یقیناً وہ تمہارے خلاف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا ہو گا اور وہ اگر ایسا نہ کرتا تو میرا خیال ہے کہ تم ملحوں کے اندر اس پر غالب آنے میں کامیاب ہو جاتے قبقب نے فوراً عارب کے ان خیالات کی نفی کرتے ہوئے کہا! نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوا۔ یوناف نے میرے خلاف اپنی سری قوتوں کو استعمال نہیں کیا اگر وہ ایسا کرتا تو جواب میں میں بھی اپنی ویسی ہی قوتوں کو استعمال کرتا میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم دونوں نے اپنی طبعی طاقت میں ایک دوسرے سے مقابلہ کیا اور اے میرے ساتھیو اور عزیزو ذہن رکھو کہ یوناف پر قابو پانا اتنا آسان اور سہل نہیں ہے جتنا ہم نے خیال کر رکھا ہے یا بہرحال اب میری اور یوناف کی عداوت و دشمنی پکی ہو گئی ہے اور میں موقع بہ موقع اس پر وارد ہوتا رہوں گا اور اپنی طرف سے انتہائی کوشش کرتا رہوں گا کہ اسے اپنے سامنے کسی زد پر اپنی طبعی قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے اس پر غلبہ حاصل کر لوں اور مجھے امید ہے کہ کسی نہ کسی دن میں ایسا کرنے میں ضرور کامیاب ہو جاؤں گا قبقب کے خاموش ہونے پر اس کی ساتھی لڑکی رفسہ نے کہا اے میرے حبیب تم نے اس انداز میں یوناف کی تعریف کر کے میرے اندر ایک تحریک پیدا کر دی ہے پس میں اب یہ خواہش کرنے لگی ہوں کہ اس جوان کو دیکھوں جسے قبقب بھی اپنے سامنے زیر نہیں کر سکا۔

قبقب اور اس کی ساتھی لڑکی رفسہ چونکہ دونوں ہی یوناف کی تعریف میں رطب اللسان ہو گئے تھے لہٰذا عارب نے یہ نہ پسند کیا کہ سب کے سامنے اس انداز میں یوناف کی تعریف کی جائے۔

پس اس نے سب ساتھیوں کو اس گفتگو سے نکالنے کے لیے فوراً بات کا رخ بدلتے ہوئے عزازیل سے پوچھا! اے آقا جب آپ نے آدم کو سجدہ کرنے کو انکار کر دیا تو اس کے بعد کیا آپ کی زندگی میں کوئی ایسا لمحہ بھی آیا کہ آپ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا ہو اور آپ نے تائب ہونے کے نظریہ سے اپنے رب کی طرف رجوع کرنے کی کوشش کی ہو عارب کے اس خوفناک سوال پر عزازیل نے ایک بار اس کی طرف غور سے دیکھا پھر اس کی گردن جھک گئی اس کے بعد اس نے انتہائی دکھ اور تاسف سے ڈوبی ہوئی آواز میں کہا۔

ہاں میرے عزیزو ایک بار مجھے اپنے رب کے خلاف اس بغاوت اور سرکشی کا دکھ اور افسوس ضرور ہوا تھا اور میں نے تائب ہونے کی غرض سے اپنے رب کی طرف رجوع بھی کیا تھا اور وہ ایسا ہے میرے عزیزو کہ جن دنوں میں نے تائب ہونے کا ارادہ کیا ان دنوں اللہ کے پیغمبر موسیٰ زندہ تھے میں نے ارادہ کیا کہ اللہ کے اسی پیغمبر کے ذریعے اپنے رب کے حضور معافی کا طلب گار ہوں پس میں اس مقصد کے لیے موسیٰ کی طرف گیا۔

جس وقت میں موسیٰ کے پاس گیا اس وقت وہ اپنے چند عزیزوں اور سرداروں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور جب میں ان کے سامنے آیا تو میرے سر پہ کلہ دار ٹوپی تھی اور اس ٹوپی کے اندر طرح طرح کے رنگ تھے موسیٰ کے پاس جا کر میں نے وہ ٹوپی اتار کر اپنے سامنے رکھ لی اور موسیٰ سے سلام کیا موسیٰ نے میرے سلام کا جواب دیا اور پوچھا تم کون ہو! جواب میں میں نے کہا اے موسیٰ میں ابلیس ہوں اس پر موسیٰ غضب ناک ہوئے اور بولے اے ابلیس خدا تجھے زندہ نہ رکھے تو کیوں آیا ہے اس پر میں نے کہا میں جو آپ کو تو سلام کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں کیونکہ آپ کا مرتبہ اور آپ کی منزلت خداوند کے نزدیک بہت زیادہ ہے اس کے علاوہ مجھے آپ سے ایک ضروری کام بھی ہے۔

سب سے پہلے موسیٰ نے مجھ سے یہ پوچھا کہ وہ کیا چیز تھی جو تو نے اپنے سر پہ پہن رکھی تھی اور میرے پاس آ کر تو نے اپنے سر سے اتار کر اپنی گود میں رکھ لی ہے اور اس کے اندر میں نے دیکھا کہ طرح طرح کے رنگ تھے میں نے کہا اے موسیٰ ان ہی رنگوں سے میں اولادِ آدم کے دلوں کو لبھاتا ہوں اور ان کے گناہوں کو خوب چمکا کر اور خوب پرکشش بنا کر ان کے سامنے پیش کرتا ہوں موسیٰ نے پھر پوچھا بھلا یہ تو بتا کہ وہ کون سا کام ہے جس کے مرتکب ہونے سے تو انسان پر غالب آ جاتا ہے میں نے جواب دیا جب آدمی اپنی ذات کو بہتر سمجھتا ہے اور اپنے عمل کو بہت کچھ خیال کرنے لگتا ہے اور اپنے گناہوں کو بھول جاتا ہے تب میں بڑی آسانی سے اس پر حاوی ہو جاتا ہوں۔

موسیٰ جب خاموش ہوئے تب میں نے اصل موضوع پہ آتے ہوئے کہا اے موسیٰ آج میں آپ سے کچھ مانگنے آیا ہوں اور مانگنے سے قبل میں آپ کو تین عمدہ اور بہترین نصیحتیں بھی کرتا ہوں تاکہ آپ کا مجھ پر کوئی احسان نہ رہے کیونکہ اگر میں کچھ چیز آپ سے مانگ رہا ہوں تو مجھے یہ بھی احساس ہوگا اس چیز کے صلے میں میں نے بھی کچھ دیا ہے پس جو تین چیزیں اور عمدہ باتیں میں آپ کو دینا چاہتا ہوں وہ یہ کہ اول کسی غیر محرم کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھنا کیونکہ جب کوئی شخص غیر محرم کے ساتھ خلوت میں ہوتا ہے تو اس کے ساتھ میں بذات خود ہوتا ہوں۔

میرے ساتھی نہیں ہوتے یہاں تک کہ میں خلوت میں بیٹھنے والے کو اس عورت کے ساتھ فتنے میں ڈال کر رکھ دیتا ہوں۔

اور دوسری بات یہ کہ اپنے خداوند سے جو عہد کرو اسے پورا کیا کرو کیونکہ جب کوئی خداوند سے عہد کرتا ہے تو ایسے شخص کا ہمراہی میں خود ہو جاتا ہوں جہاں تک کہ میں اس شخص اور اس عہد کے درمیان حائل ہونے کی کوشش کرتا ہوں جو اس نے اپنے رب کے ساتھ باندھا ہوتا ہے اور اے موسیٰ تیسری نصیحت یہ کہ جو صدقہ نکالا کرو اسے جاری کر دیا کرو کیونکہ جب کوئی صدقہ نکالتا ہے اور اسے جاری نہیں کرتا تو میں اس صدقہ اور اس کے پورا کرنے والے کے بیچ میں حائل ہو جاتا ہوں اور یہ کام میں بذات خود کرتا ہوں اپنے ساتھ والوں سے نہیں لیتا۔

جب میں اپنی تینوں باتیں کہہ چکا تب موسیٰ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا اے عزازیل! اب تم وہ بات کہو جو تم مجھ سے کہنا چاہتے ہو اس پر میں نے موسیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے موسیٰ خداوند نے تجھے رسالت کے لیے برگزیدہ کیا ہے اور خداوند تم سے ہم کلام ہوتا ہے! اے موسیٰ میں بھی اسی خداوند کی مخلوق میں سے ہوں اور مجھ سے ایک گناہ سرزد ہو چکا ہے اور اب میں توبہ کرنا چاہتا ہوں آپ چونکہ خداوند سے ہم کلام ہوتے ہیں لہٰذا آپ خداوند سے میری سفارش کریں کہ وہ میری توبہ قبول کریں۔

اے میرے عزیزو! موسیٰ نے میرے ساتھ وعدہ کیا کہ وہ خداوند کے حضور ضرور میری سفارش کریں گے پس وہ خدا سے ہم کلام ہونے کے لیے وہاں سے اٹھ کر چلے گئے جب کہ میں وہیں بیٹھ کر ان کا انتظار کرنے لگا تھا تھوڑی دیر بعد جب موسیٰ لوٹ کر آئے تب میں نے پوچھا! اے موسیٰ کیا تو نے خداوند کے حضور میری سفارش کی اس پہ موسیٰ نے کہا اے عزازیل میں نے اپنے رب کے حضور تیرے لیے التجا کی تھی اور تیرے لیے مجھے اپنے خداوند سے یہ حکم ملا ہے کہ عزازیل اگر تو آدم کی قبر کو ہی سجدہ کر دے تو تیری توبہ قبول ہو گئی۔ پس اے میرے عزیزو! میری بدبختی کہ غصے اور تعصب نے مجھے آن دبوچا میں نے انکار کر دیا اور غصے سے مغلوب ہو کر میں نے یہ کہہ دیا کہ جب میں نے آدم کو ان کی زندگی میں سجدہ نہ کیا تو اب ان کے مرنے کے بعد میں انہیں کیوں کر سجدہ کر دوں سو اے میرے عزیزو یہ ہے وہ واقعہ کہ میں نے اپنی غلطی پہ تائب ہونے کا فیصلہ کیا پر میری بدبختی کہ غصے اور تعصب کی وجہ سے میں اس موقع سے فائدہ نہ اٹھا سکا اور میں نے آدم کی قبر کو بھی سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور اب تم دیکھتے ہو کہ میں اپنی اسی پہلی حالت میں تمہارے اندر موجود ہوں۔

عزازیل جب خاموش ہوا تب خون خوار قبقب نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا!
اے میرے آقا چونکہ میں یوناف کے ساتھ اپنی دشمنی تبھانے کا عہد کر چکا ہوں اس لیے میں مناسب مواقع پر مختلف حیلے بہانوں کے ذریعے اس پر حملہ آور ہوتا رہوں گا اور یہ میری کوشش ہو گی کہ میں کسی دکسی طرح اسے اپنے سامنے زیر کر لوں گا اے آقا اس سے یوں مار کھانے اور مقابلے میں برابر رہنے کے بعد میرے اندر اسے شکست دینے کی ایک آگ لگ گئی ہے جب تک میں اسے اپنے سامنے زیر نہ کروں گا مجھے سکون اور قرار حاصل نہ ہوگا پس اے آقا اگر میں آپ کی اجازت کے بغیر اس پر حملہ آور ہوتا رہوں اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا عزازیل نے مسکراتے ہوئے کہا کہ تم جب چاہو تو اپنا ہدف بناتے رہو اور یقیناً تمہارا اس سے ٹکرانا میری خوشی اور میرے سکون کا باعث ہوگا۔

عزازیل کے اس جواب پر قبقب مسکرانے لگا تھا وہ جواب میں کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اس سے پہلے ہی عارب نے عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔
اے آقا آپ محسوس نہیں کرتے کہ قبقب کا نام ادا کرتے وقت دشواری اور تنگی سی پیش آتی ہے کیا ایسا ممکن نہیں کہ محبت کے اظہار کے طور پر ہم آج کے بعد اسے قب مذکورہ مخاطب کرتے رہیں کیونکہ اس کا یہ موجودہ نام ادا کرتے وقت زبان پر بوجھ سا محسوس ہوتا ہے عارب کی اس گفتگو پر سارے کھل کر ہنس دیے تھے قبقب اور رفسہ بھی مسکرا رہے تھے اس پر عزازیل نے قبقب کی ساتھی لڑکی رفسہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے عارب یہ معاملہ میں رفسہ پر چھوڑتا ہوں وہی کوئی ایسا نام تجویز کرے جو آسانی سے ادا کیا جا سکے رفسہ نے فوراً کہہ دیا اے آقا اگر یہ بات مجھ پر ہی چھوڑتے ہیں تو میں یہ کہوں گی کہ قبقب کو آج کے بعد صرف قب کہہ کر مخاطب کیا جائے اس لیے کہ یہ نام ادائیگی میں آسان ہونے کے علاوہ زبان پر بھی فوراً چڑھ جاتا ہے پس عزازیل نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تو پھر سن رکھو میرے عزیزو آج کے بعد قبقب کو صرف قب کہہ کر پکارا جائے گا اور تم دیکھتے ہو کہ یہ نام ادا کرنے میں بڑا آسان ہے معاملہ طے ہونے کے بعد اس قب نے عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے آقا میں اب رفسہ کے ساتھ جاتا ہوں اور چند دن کا وقفہ ڈال کر پھر یوناف پر ضرب لگانے کی کوشش کروں گا عزازیل نے جب اجازت دے دی تو قب اور رفسہ غائب ہو گئے تھے جب کہ ان کے جانے سے تھوڑی ہی دیر بعد عزازیل نے

عارب بیوسہ اور بینظہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میرے عزیزو تم ممفس شہر میں ہی قیام رکھو اور اسی عمارت کے اندر ٹھہرے رہو جہاں تم ساحرہ تروورہ کے ساتھ قیام کیے ہوئے تھے میں عنقریب تمہاری طرف آؤں گا اور پھر کوئی اگلا لائحہ عمل تیار کریں گے اس کے ساتھ ہی عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے غائب ہو گیا تھا جب کہ عارب بیوسہ اور بینظہ دریائے نیل کو پار کرنے کے بعد ممفس شہر کا رخ کر رہے تھے۔

یوشع بن نون کی ان لگاتار فتوحات کی خبریں جب شمالی زبولون کے بادشاہ یابین کو پہنچی تو وہ اپنے مرکزی شہر حصور میں بڑا فکرمند ہوا اسے خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ جس طرح بنی اسرائیل اس سے پہلے بہت سے شہروں اور حکومتوں کو سامنے زیر کر چکے ہیں ایسے اسے بھی تباہ و برباد کر کے رکھ دیں گے لہٰذا اس نے پیش بندی کے طور پر اپنے اطراف کی حکومتوں سے اتحاد کر کے بنی اسرائیل کی پیش قدمی کو روکنے کا فیصلہ کر لیا تھا اس مقصد کے لیے حصور کے بادشاہ یابین اکشاف کے بادشاہوں کو اپنے ساتھ ملا لیا اور یہ سب فلسطین کے شمالی اور لبنان کی سرزمین کے اندر حکومت کرتے تھے اور پھر یابین نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ بنی اسرائیل کا قلع قمع کے لیے اس اموریوں، حتیوں فرزیوں یبوسیوں اور کوہستان حرمون کے نیچے نشیب کی وادیوں میں رہنے والے فرزیوں کو بھی بنی اسرائیل کے خلاف جنگ کرنے کی دعوت دی اور ان سب کو متنبہ کیا اگر وہ اس جنگ میں حصہ نہیں لیں گے تو بنی اسرائیل ان سب کو اکا دکا کر کے تباہ و برباد کر کے رکھ دیں گے پس ان سب سارے بادشاہوں نے یابین کے اس مشورہ سے مکمل طور پر اتفاق کیا سب نے مل کر ایک متحد لشکر تیار کیا جس کے اندر ان گنت گھوڑے اور جنگی رتھیں بھی شامل تھیں پس یہ متحدہ لشکر بنی اسرائیل سے جنگ کرنے کے لیے جھیل میروم کے کنارے آ کر خیمہ زن ہو گیا تھا۔

یوشع بن نون کو جب شمال کے ان سارے حکمرانوں کے اتحاد کی خبر ہوئی اور انہیں یہ بھی اطلاع ملی کہ بنی اسرائیل کے خلاف جنگ کرنے کے لیے ایک بہت بڑا لشکر جھیل میروم کے کنارے خیمہ زن ہے انہوں نے توقف اور تذبذب سے کام نہ لیا بلکہ اپنے لشکر کے ساتھ طوفانی انداز میں وہ جھیل میروم کی طرف بڑھا اور اس متحد لشکر پر انہوں نے ایسا جان لیوا اور خوف ناک حملہ کیا۔

کہ اس جنگ میں بنی اسرائیل نے گھوڑوں کی کونچیں تک کاٹ دی اور رتھوں کو جلا کر رکھ دیا اس طرح یوشع بن نون کے مقابلے میں یابین اور اس کے سارے ساتھی حکمرانوں کو شکست ہوئی اور یوشع بن نون نے برق رفتاری سے آگے بڑھتے ہوئے ان کے سارے ملکوں اور سارے شہروں پر قبضہ کر لیا تھا اس طرح کوہ حلق اور سیرہ سے لے کر بعل جدہ بلکہ وادی لبنان میں کوہستان حرمون کی پر نشیب والی وادیوں تک بنی اسرائیل قابض ہو گئے تھے اور صرف جنوبی چند علاقوں کے علاوہ پورے فلسطین کو انہوں نے اپنے تسلط میں لے لیا تھا۔

شمال کی ان سرزمینوں کو فتح کرنے کے بعد یوشع بن نون اپنے لشکر کے ساتھ فلسطین کے جنوبی حصوں کی طرف متوجہ ہوئے اور سب سے پہلے وہ کوہستان کی طرف سے حملہ آور ہوتے ہوئے آگے بڑھے اور برق رفتاری کے ساتھ راستے میں آنے والی ہر قوت کو پے در پے شکست دیتے ہوئے انہوں نے حبرون دبیر اور عناب کے شہروں پر قبضہ کر لیا تھا اور پھر یہاں سے بھی وہ آگے بڑھتے ہوئے فلسطین کے انتہائی جنوب میں غزہ اور اشدود نام کے شہروں کو بھی فتح کر کے ان پر اپنا تسلط قائم کرنے میں بھی کامیاب ہو گئے تھے پس جیسا خداوند نے موسیٰ کے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ ارض فلسطین بنی اسرائیل کو عطا کر دوں گا سو یوشع بن نون کے ہاتھوں خداوند کا یہ سارا عہد پورا ہوا اور یوشع بن نون نے سارے فلسطین کو فتح کرنے کے بعد اسے ایک میراث کی حیثیت سے بنی اسرائیل میں تقسیم کر دیا تھا اور یوں فلسطین کے اندر بنی اسرائیل کی جنگوں کا خاتمہ ہو گیا تھا۔

یوشع بن نون نے اپنی مستقل رہائش کے طور پر کوہستان جنس میں ایک مکان بنا لیا تھا اور اب وہ اسی مکان کے اندر رہنے لگے تھے ایک روز یوشع بن نون اپنے اسی مکان سے باہر دیوار کے ساتھ بچھائی ہوئی چٹائی پر دھوپ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ یوناف ان کے پاس آیا اسے دیکھتے ہی یوشع بن نون اٹھ کھڑے ہوئے بڑے پُرجوش انداز میں انہوں نے یوناف کو گلے لگایا پھر اسے اپنے پہلو میں بٹھاتے ہوئے بڑی بیتابی میں انہوں نے پوچھا اے میرے عزیز! تو اچانک میرے لشکر سے نکل کر کدھر چلا گیا تھا تو نے مجھے اپنی روانگی کی اطلاع بھی نہ دی اور رات کے وقت ہی کوچ کر گیا تھا دوسرے روز جب میں تیرے خیمہ میں گیا تو خیمہ خالی تھا اس پر میں بڑا متفکر ہوا اپنے ساتھیوں کو تمہاری تلاش میں ادھر ادھر دوڑایا لیکن تم کہیں بھی نہ ملے اس پر میں نے بنی اسرائیل کے سارے سرداروں کو تاکید کی کہ وہ یوناف کو تلاش کریں لیکن تم کہیں نہ ملے اے میرے عزیز تم کن سرزمینوں کی طرف چلے گئے تھے اور ایسی کون سی اہم ضرورت تھی جس کے تحت تم مجھے بتائے بغیر ہی کوچ کر گئے تھے۔

یوشع بن نون کی اس گفتگو کے جواب میں یوناف مسکرایا پھر اس مدھم سی آواز میں کہا سیدی! میں واقعی ہی رات کے وقت آپ سے اجازت لیے بغیر کوچ کر گیا تھا میں اس

کے لیے نادم ہوں پر وہ لمحات ہی ایسے تھے کہ مجھے کوچ کرنا پڑا اور اس کے بعد یوناف نے مصر کی سرزمین کے اندر عزازیل کے ممی کو خون خوار بنا کر ممفس شہر کے اطراف میں تباہی پھیلاتے دو خون خوار روحوں کو اپنے قبضہ میں کرنے کے واقعات تفصیل سے سنا ڈالے تھے اور یوشع بن نون کو اس نے یہ بھی بتا دیا کہ جس طرح عزازیل نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر اسے اذیت اور کرب میں مبتلا کرنے کی کوشش کی تھی کس طرح اس نے حرم کعبہ میں پناہ لی اور کیسے وہاں سے نکلنے کے بعد دریائے نیل کے کنارے شوطار کے محل میں وہ عزازیل اور اس کے ساتھیوں کو شکست دینے کے بعد ممی کی ساری قوتوں کو زائل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

اس کے بعد یوناف نے زدسر کے اہرام کے اندر عزازیل کے ساتھی قب کے ساتھ ہولناک لڑائی کی ساری داستان بھی سنا ڈالی تھی۔

یوناف کے سارے حالات و واقعات سننے کے بعد تھوڑی دیر یوشع بن نون توصیفی انداز میں اس کی طرف دیکھتے رہے پھر انہوں نے یوناف کے شانے پر پیار اور شفقت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا! اے میرے عزیز تو واقعی ایک حیرت انگیز انسان ہے تو بدی کے گماشتوں کے خلاف نیکی اور خیر کے فروغ کا کام کرتا ہے تو میرا رب تجھے تمہارے ان اعلیٰ اعمال کی بدی کے خلاف کامیابی سے استعمال کرتے ہو ضرور جزا دے گا

یوشع بن نون چند ثانیوں تک خاموش رہے پھر دوبارہ یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہے تھے! اے یوناف تمہاری غیر موجودگی میں ساری ارض فلسطین پر میں نے قبضہ کر لیا ہے اور اس سرزمین کو بنی اسرائیل کے اندر ایک میراث کی طرح تقسیم کر دیا ہے تاکہ وہ خداوند کے عہد کے مطابق اس سرزمین میں پُرسکون اور خوش حال زندگی بسر کریں ہاں بنی اسرائیل کا سارا لشکر ابھی تک یہیں میرے پاس ہی مقیم رہتا ہے اور اب میں اس سے ایک بہت بڑا کام لینے والا ہوں اس پر یوناف نے چونک کر پوچھا اے سیدی آپ اس لشکر سے کون سا کام لینے کا ارادہ کر چکے ہیں۔

اس پر یوشع بن نون نے کہا اے میرے عزیز میں مشرق کے ایک شہر پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کر چکا ہوں اس کے لیے میں اپنے لشکر کے کوچ کی تیاریاں بھی مکمل کر چکا ہوں یہ بنی اسرائیل کا ایک جرار لشکر ہوگا اور اس لشکر کا سالار میں نے ایک شخص حنون کو مقرر

کیا ہے اور یہ حتون موسیٰ کے سالے قینی کا بیٹا ہے یہ ایک انتہائی شجاع اور دلیر شخص ہے وہ گویا اب ڈھلتی عمر کو پہنچ چکا ہے پر اس کا جنگجویانہ رویہ ویسے کا ویسا ہی ہے اس حتون کی بیوی فوت ہو چکی ہے اور اس کی اولاد میں اس کی صرف ایک بیٹی ہی ہے جس کا نام سلوم ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ سلوم بنی اسرائیل کے اندر سب سے زیادہ حسین اور خوبصورت ہے پس حتون کی کمان داری میں کل ہی یہ لشکر اس شہر کی طرف روانہ ہو گا جس پر میں حملہ آور ہونے کا عزم کر چکا ہوں اور حتون کی بیٹی سلوم بھی اس لشکر میں اپنے باپ کے ساتھ شامل ہو گی اور مجھے امید ہے کہ بنی اسرائیل کا یہ لشکر بڑی آسانی سے اس شہر کو فتح کر لے گا اے یوناف یہ پہلا موقع ہے کہ میں بنی اسرائیل کے لشکر میں شامل نہ ہوں گا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میں اب بوڑھا ہو چکا ہوں میری عمر ایک سو دس سال کے قریب ہو گئی ہے۔ اور میں اپنے آپ کو ایسا لاغر محسوس کرتا ہوں کہ اب میں مزید جنگوں میں حصہ نہیں لے سکتا لہٰذا اب میں نے اپنی جگہ موسیٰ کے رشتہ دار حتون کو بنی اسرائیل کے لشکر کا سالار مقرر کر دیا ہے۔ یوشع بن نون کے خاموش ہونے پر یوناف نے پوچھا اے سیدی آپ نے ابھی تک یہ تو بتایا ہی نہیں کہ آپ اپنے لشکر کو کس شہر پر حملہ آور ہونے کے لیے روانہ کر رہے ہیں اس پر یوشع بن نون نے غور سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے یوناف میرے عزیز میں ارض حجاز میں یثرب پر حملہ آور ہونے کا فیصلہ کر چکا ہوں اور اس یثرب شہر کو بنی اسرائیل کے لوگ کھجوروں کا شہر بھی پکارتے ہیں۔

اور اے یوناف اس شہر پر عربوں کے ایک قبیلے بنی عمالیق کی ملکیت ہے اور ان ہی عمالیقوں میں سے ایک شخص کہ جس کا نام ارقم بن ارقم ہے وہ اس شہر کا بادشاہ ہے پس میری یہ خواہش ہے کہ اس شہر کو فتح کر کے اسرائیل کی سلطنت میں شامل کر لوں۔

اور میں نے اپنے لشکر کو یہ بھی حکم دے دیا ہے کہ جب اس شہر کو فتح کر لیا جائے تو اس کے سارے ہی رہنے والوں کو تہ تیغ کر دیا جائے اور اے یوناف میں نے یہ باتیں بنی اسرائیل کے سارے سرداروں کے سامنے کہی ہیں تاکہ اس دوران مجھے موت آن دبوچے تو یہ سردار اس لشکر کو ہدایت کر سکیں کہ وہ یثرب کی آبادی کا خاتمہ کر دیں۔

یوشع بن نون کے خاموش ہونے پر یوناف نے کہا اے سیدی کیا میں بھی اس لشکر کے ساتھ یثرب شہر کی طرف روانہ ہو سکوں گا تاکہ میں دیکھوں کہ بنی اسرائیل کا لشکر کیسے اس شہر کو فتح کرتا ہے اور میں بھی جائزہ لوں کہ اس شہر کو کھجوروں کا شہر جو کہا جاتا ہے اس میں کیسے اور کس قدر کھجوروں کے باغات ہیں یوناف کی اس خواہش پر یوشع بن نون نے کہا اے یوناف تمہارے آنے کے بعد اپنے دل ہی دل میں میں نے یہ فیصلہ کر لیا تھا۔ کہ میری زندگی کے اس آخری دنوں میں تم میرے ساتھ رہو گے تاکہ مجھے میری لاچارگی اور لاغرپن کا احساس نہ ہو لیکن اے یوناف اب جب کہ تم لشکر کے ساتھ جانے کی خواہش کا اظہار کر چکے ہو تو سنو میں کہ سردار حتون کو تمہارے متعلق ہدایت جاری کر دوں گا لہٰذا کل تم اس لشکر کے ساتھ روانہ ہو جانا اور اس لشکر کے اندر تمہاری حیثیت ایک صاحب قدر اور ذی کرام شخصیت کی سی ہو گی۔

یوشع بن نون کہتے کہتے خاموش ہو گئے کیونکہ ایک جوان ان کے پاس آ کھڑا ہوا اور انہیں مخاطب کر کے کہا اے سیدی دوپہر کا کھانا تیار ہے آپ مہمان کے ساتھ اندر جا کر کھانا کھا لیں اس پر یوشع بن نون اٹھ کھڑے ہوئے یوناف کا انہوں نے ہاتھ تھام لیا اور پھر اسے اپنے گھر کے اندرونی حصہ کی طرف لے گئے تھے۔

بنی اسرائیل کے لشکر نے جس کا سالار حتون تھا دوسرے روز یثرب شہر کی طرف پیش قدمی کرنے کے لیے ارض فلسطین سے کوچ کیا اور یوناف بھی بنی اسرائیل کے اس لشکر میں شامل ہو گیا تھا یثرب کے عمالیقی بادشاہ ارقم بن ارقم کو بھی اس کے پُرخلوص ساتھیوں کے ذریعے سے یہ اطلاع مل گئی تھی کہ بنی اسرائیل کا ایک جرار لشکر یثرب پر حملہ آور ہونے کے لیے برق رفتاری سے پیش قدمی کر رہا ہے پس ارقم بن ارقم نے پیش خبری کے طور پر شہر کے اطراف میں مختلف مقامات پر اپنے مسلح دستے مقرر کر دیئے تھے۔

ایک دستہ ارقم بن ارقم نے مدینہ کے شمال میں کوہستان سلع مقرر کیا تھا اور یہ دستہ اس کوہستان کے اوپر گھات میں بیٹھنے کے بعد دور شمال میں کوہستان احد تک نگاہ رکھتا تھا اور اس دستے کے سوار کوہستانِ سلع اور جبل احد کے درمیان چکر بھی لگاتے رہتے تھے تاکہ شمال کی طرف سے دشمن پر کڑی نگاہ رکھی جا سکے اس طرح کچھ دستے یثرب کے جنوب میں جبل عیر پر بھی مقرر کئے گئے تھے اور ان دستوں کے ذمہ یہ کام لگایا گیا تھا کہ وہ جنوب کی طرف کڑی نگاہ رکھیں اور جونہی دشمن انہیں نظر آئے ارقم بن ارقم کو فوراً اس کی اطلاع کر دیں

اس کے علاوہ مدینہ کے مغرب میں کوہستان عیر سے لے کر جبل احد تک جو لاوے کی چٹانیں پھیلی ہوئی ہیں ان چٹانوں کے اوپر بھی محافظ دستے مقرر کر دیئے گئے تھے اور انہیں یہ ذمہ داری سونپی گئی تھی کہ وہ وادی عقیق کو نگاہ میں رکھیں اور اس طرف اگر دشمن لاوے کی چٹانوں کو عبور کر کے یثرب پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں تو ان پر تیز اور طوفانی تیر اندازی کر کے انہیں رک جانے پر مجبور کر دیا جائے تاکہ وہ اس طرف سے کھل کر حملہ آور نہ ہو سکے اس کے علاوہ ارقم بن ارقم نے یثرب کے مشرق میں بھی لاوے کی چٹانوں پر اپنے کچھ مسلح دستے دشمن پر نگاہ رکھنے کے لیے بٹھا دیئے تھے۔

یہ سارے انتظام کرنے کے بعد ارقم بن ارقم اپنے لشکر کے ایک بڑے حصے کے ساتھ جبل احد اور کوہستان سلع کے درمیان اسے وسیع میدانوں کے اندر خیمہ زن ہو گیا تھا اور اسے پختہ امید تھی کہ بنی اسرائیل کا لشکر کوہستان احد اور لاوے کی چٹانوں کے بیچ سے گزر کر ہی یثرب پر حملہ آور ہو گا ارقم بن ارقم کے سارے اندازے درست ثابت ہوئے کہ دوسرے ہی روز بنی اسرائیل کا لشکر کوہستان احد کے مغربی جانب کی طرف سے نمودار ہوا اور پھر یہ لشکر لاوے کی چٹانوں اور جبل احد کے درمیانی حصہ میں خیمہ زن ہو گیا تھا۔ ارقم بن ارقم نے پہلے یہی کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح یہ جنگ ٹل جائے اور بنی اسرائیل کچھ لے کر اور صلح کر کے واپس چلے جائیں لہٰذا بنی اسرائیل کے ساتھ صلح کی گفتگو کرنے کے لیے ارقم بن ارقم نے اپنے جوان سال بیٹے اخیم کا انتخاب کیا اور یہ اخیم ایسا نوجوان تھا جس کے متعلق ارض حجاز والوں کا دعویٰ تھا کہ ارض حجاز میں اس وقت اخیم سے بڑھ کر کوئی خوبصورت اور پرکشش نوجوان تھا لیں اخیم سے یہ کام لینے کے لیے ارقم بن ارقم نے اسے لشکر کے اندر اپنے خیمہ میں طلب کیا تھا اور جب یہ اخیم اپنے باپ ارقم بن ارقم کے خیمہ میں داخل ہوا تو ارقم بن ارقم نے اپنے بیٹے کو اپنے پہلو میں بٹھاتے ہوئے بڑی شفقت آمیز آواز میں کہا اے میرے فرزند میں نے ایک کام کے لیے تیرا انتخاب کیا ہے اور مجھے امید ہے کہ یقیناً اس کام پر پورا اترے گا کیونکہ میں جانتا ہوں تو ایک اعلیٰ شخصیت رکھنے کے ساتھ ساتھ ایک عاقل و فہیم نوجوان بھی ہے۔

اس پر اخیم نے اپنے باپ کے سامنے اپنی گردن کو خم کرتے ہوئے کہا اے میرے باپ آپ کہیے کس کام کے لیے آپ میرا انتخاب کر چکے ہیں قسم خداوند کی یہ میرے لیے ایک بہت بڑی سعادت ہو گی کہ میں وہ کام کروں جو آپ مجھے سونپ رہے ہیں لہٰذا بتائیے مجھے کون سا کام کرنا ہو گا۔ ارقم بن ارقم نے اپنے بیٹے اخیم کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اے میرے فرزند تو جانتا ہے کہ بنی اسرائیل ہم پر حملہ آور ہونے کیلئے کوہستان احد کے آس پاس خیمہ زن ہو چکے ہیں میں چاہتا ہوں کہ کسی نہ کسی طرح یہ لڑائی ٹل جائے اور بنی اسرائیل ہم سے کچھ صلح کی شرائط طے کر کے اپنے لشکر کے ساتھ واپس چلے جائیں اور اے میرے فرزند بنی اسرائیل کے ساتھ صلح کی گفتگو کرنے کے لیے میں نے تیرا انتخاب کیا ہے اب تو مجھے یہ بتا کہ تو اپنے ساتھ اس کام کے لیے کس کس کو لے جانا پسند کرے گا۔

اس پر اخیم نے بڑی خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا اے میرے باپ میں سمجھتا ہوں کہ ایک بہترین اور انتہائی مناسب کام کے لیے آپ نے میرا انتخاب کیا ہے اور اس کام کے لیے میں ابھی اور اسی وقت بنی اسرائیل کے لشکر کی طرف روانہ ہوتا ہوں۔ رہا آپ کا یہ سوال کہ میں کس کس کو اپنے ساتھ لے کر جانا چاہتا ہوں تو اے میرے باپ میں آپ سے یہ کہوں گا کہ میں کسی کو بھی اپنے ساتھ لے جانا پسند نہ کروں گا بلکہ میں اکیلا ہی بنی اسرائیل کی طرف جاؤں گا اور مجھے امید ہے کہ میں ان کے ساتھ صلح کی شرائط طے کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا اس کے ساتھ ہی اخیم اٹھ کھڑا ہوا اور ارقم بن ارقم کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا اے میرے باپ اب مجھے یہاں سے روانہ ہونے کی اجازت دیجیے پس ارقم بن ارقم اپنے بیٹے کا ہاتھ تھامے اپنے خیمہ سے باہر آیا پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے اس کا بیٹا اخیم اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور پھر مہمیز لگاتے ہوئے اس نے اپنے گھوڑے کو بنی اسرائیل کے لشکر کی طرف سرپٹ دوڑا دیا تھا۔

یثرب کے بادشاہ ارقم بن ارقم کے بیٹے اخیم جب بنی اسرائیل کے لشکر کے پاس گیا تو چند محافظوں نے اسے روکا اخیم نے فوراً اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچ لیں اور ان محافظوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا میں تمہارے لشکر کے سالار سے ملنا چاہتا ہوں کیا تم میں سے کوئی اس کے خیمہ تک میری رہنمائی کرے گا اس پر ایک محافظ نے اخیم کے قریب ہوتے ہوئے پوچھا اے اجنبی! پہلے تم یہ کہو کہ تم کون ہو تمہارا کیا نام ہے اور کس سلسلہ میں تم ہمارے سالار حتون سے ملنا چاہتے ہو اس پر اخیم نے کہا میں یثرب کے سالار ارقم بن ارقم کا بیٹا ہوں میرا نام اخیم ہے اور میں تمہارے سالار حتون سے اس لیے ملنا چاہتا ہوں

کہ اس سے مل کر کچھ صلح کی شرائط طے کر سکوں اور اگر ہو سکے تو یہ جنگ ٹل جائے اس لیے کہ میرا باپ ایک امن پسند انسان ہے اور اس کی اولین کوشش ہے کہ اگر کسی بھی طور یہ جنگ ٹل سکتی ہے تو ٹل جائے اس بار اس اسرائیلی نے کسی قدر مؤدب ہوتے ہوئے کہا آپ میرے ساتھ آئیں میں آپ کو اپنے سالار حنون کے خیمہ تک لے جاتا ہوں وہ اسرائیلی اخیم کے ساتھ ہو لیا جب کہ دوسرے اسرائیلیوں میں سے ایک نے اپنے دیگر ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے میرے بھائیو تم نے یثرب کے بادشاہ ارقم بن ارقم کے اس بیٹے کو دیکھا جس نے اپنا نام اخیم بتایا ہے قسم موسیٰ اور ہارون کے رب کی میں نے اپنی زندگی میں ایسا حسین اور خوبصورت اور پرکشش شخصیت کا نوجوان کبھی نہیں دیکھا اس پر ایک دوسرے اسرائیلی نے تائید کرتے ہوئے کہا اے میرے عزیز تم یقیناً درست کہتے ہو پر اخیم نے ان کی اس گفتگو کی طرف کوئی دھیان نہ دیا اور وہ حنون کے خیمہ کی طرف جانے کے لیے ان اسرائیلیوں کے ساتھ آگے بڑھتا چلا گیا تھا۔

اخیم کو لے کر وہ اسرائیلی اپنے سردار حنون کے خیمہ کے پاس آیا اور اخیم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے کہا اے نوجوان یہ خیمہ ہمارے سالار حنون کا ہے وہ اسرائیلی کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا پر اخیم نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا اے میرے عزیز کیا تم اپنے سالار کو میرے آنے کی اطلاع نہ کرو گے اس پر اس اسرائیلی نے خیمہ سے باہر کھڑے ہو کر اپنے سالار کا نام لے کر اسے پکارا اس کی اس پکار پر بنی اسرائیل کے سالار حنون کی حسین اور خوبصورت بیٹی سلوم بھاگتی ہوئی آئی اور جونہی اس کی نگاہ اخیم پر پڑی وہ اسے دیکھ کر ایسی متاثر ہوئی کہ اسے دیکھتی ہی رہ گئی تھی اور اس اسرائیلی سے یہ تک نہ پوچھا کہ اس نے حنون میرے باپ کو آواز دی ہے اسرائیلی بھی جان گیا کہ سلوم اخیم کے حسن و کشش سے متاثر ہو کر رہ گئی ہے۔

پس اس موقعہ پر اس نے داخل اندازی کی اور سلوم کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا اے میری بہن کیا تم بتا سکو گی کہ لشکر کے سالار تمہارے باپ حنون اس وقت کہاں ہیں یہ نوجوان جو اس وقت تمہارے سامنے کھڑا ہے یہ تمہارے باپ سے صلح کی گفتگو کرنا چاہتا ہے اس نوجوان کا نام اخیم ہے اور یہ یثرب کے بادشاہ ارقم بن ارقم کا بیٹا ہے اس پر اسرائیلی سالار کی بیٹی سلوم نے چونکتے ہوئے اس اسرائیلی کی طرف دیکھا اور کہا میرے باپ ابھی ابھی اپنے خیمہ سے نکل کر اپنے لشکر کے مغربی حصوں کا جائزہ لینے گئے ہیں پس اے میرے بھائی تو جا اور میرے باپ کو بلا کر لا اور اس کو بتا کہ کس طرح یثرب کے بادشاہ ارقم بن ارقم کا بیٹا اخیم آیا ہے اور صلح کی گفتگو کرنا چاہتا ہے اور اے میرے بھائی اتنی دیر تک میں اس معزز مہمان کو اپنے خیمہ میں بٹھاتی ہوں اور اس کی ضیافت کا سامان کرتی ہوں سلوم کی اس گفتگو پر وہ اسرائیلی لشکر کے مغربی حصے کی طرف چلا گیا تھا تاکہ لشکر کے سالار حنون کو بلا کر لائے۔

اس اسرائیلی جوان کے چلے جانے پر حسین سلوم نے اپنے سامنے اپنے گھوڑے پر بیٹھے پرکشش اخیم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا آپ اجنبی کی طرح ابھی تک اپنے گھوڑے پر ہی کیوں بیٹھے ہیں آپ نیچے اتر کر خیمے میں آئیں ہمارا یہ خیمہ آپ ہی کا خیمہ ہے اس لیے کہ آپ یثرب کے بادشاہ ارقم بن ارقم کے بیٹے ہیں لہٰذا ہمارے لیے آپ ایک معزز اور قابل احترام مہمان ہیں سلوم کی اس گفتگو پر اخیم اپنے گھوڑے سے اتر پڑا سلوم نے دیکھا پرکشش اور خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ وہ اخیم قد کاٹھ میں بھی خوب تھا اور اس کی جسمانی ساخت بھی اپنے اندر بے پناہ جذب رکھتی تھی سلوم بھاگ کر آگے بڑھی اور اخیم کے گھوڑے کی باگ اس سے لیتے ہوئے وہ انتہائی نرم اور میٹھی آواز میں بولی لائیے میں آپ کا گھوڑا خود باندھتی ہوں۔

اس کے ساتھ ہی سلوم نے اس سے گھوڑے کی باگ لے لی اور تھوڑا سا آگے لے جا کر اس نے گھوڑے کو اپنے خیمہ کے کھونٹے کے ساتھ باندھ دیا تھا دوبارہ وہ اخیم کی طرف متوجہ ہوئی اور کہا آپ میرے ساتھ خیمے میں آئیے اور اخیم چپ چاپ سلوم کے ساتھ ہو لیا تھا۔ خیمے کے اندر لے جا کر سلوم نے اخیم کو ایک صاف ستھری اور عمدہ نشست پر بٹھایا پہلے اس نے اسے تازہ دودھ کا ایک گلاس پیش کیا جو اخیم نے لے کر پی لیا پھر چھوٹے سے ایک طشت میں حسین سلوم خشک پھل لے آئی اور خشک پھلوں کا وہ طشت اس نے اخیم کے سامنے رکھا اور ساتھ ہی خود بھی اخیم کے سامنے بیٹھی ہوئی بولی آپ یہ خشک پھل کھائیں پھر اتنی دیر تک میرا باپ بھی لوٹ آئے گا اور پھر آپ اطمینان کے ساتھ اس خیمہ میں اس سے صلح کی گفتگو کر سکیں گے اس پر اخیم نے پہلی بار سلوم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

آپ نے مجھے دودھ پیش کیا سو میں نے پی لیا تو ان پھلوں کی کیا ضرورت ہے اس لیے

کہ میں نہ تو دور دراز سے آیا ہوں اور نہ ہی اس موقعہ پر میں بھوک محسوس کرتا ہوں اور دوسرے میں نے اس لیے لی لیا ہے کہ ہم عربوں کے اندر یہ رسم ہے کہ جو مہمان کسی کی تواضع قبول نہیں کرتا ہے تو اس سے میزبان یہی سمجھتا ہے گھر آنے والا مہمان اپنے دل میں اس کے لیے دشمنی رکھتا ہے اس پر سلوم نے فوراً بولتے ہوئے کہا تو میں ان پھلوں سے آپ کی میزبانی کر رہی ہوں اور آپ ان پھلوں کو ٹھکرا رہے ہیں تو کیا میں یہ سمجھوں کہ آپ ہمارے لیے اپنے دل میں دشمنی اور کدورت رکھتے ہیں اس پر اخیم نے فوراً کہا نہیں ایسی کوئی بات نہیں تاہم آپ کا یہ شک رفع کرنے کے لیے میں ان پھلوں میں سے کچھ کھا لیتا ہوں

اخیم کے اس فیصلہ پر سلوم خوش ہو گئی جب کہ اخیم خشک پھلوں میں سے کچھ لے کر کھانے لگا تھا تھوڑی دیر تک سلوم اپنے سامنے بیٹھ کر خشک پھل کھاتے ہوئے اخیم کو میٹھی میٹھی نگاہوں سے دیکھتی رہی پھر اس نے پوچھا اگر میرے باپ کے ساتھ آپ کی یہ صلح کی گفتگو ناکام ہو جائے تو پھر آپ کا کیا ردعمل ہو گا اس پر اخیم نے ان خشک پھلوں سے ہاتھ کھینچتے ہوئے کہا میں اپنی بھرپور کوشش کروں گا کہ صلح کی یہ گفتگو کامیاب ہو جائے۔

اور اس کے لیے ہمیں کچھ شرائط بھی ماننا پڑیں تو ہم انہیں مان لیں گے اور ہاں اگر یہ گفتگو ناکام رہی تو پھر میں واپس یثرب لوٹ جاؤں گا اور ہمارے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ ہو گا کہ ہم بنی اسرائیل کے ساتھ جنگ کرنے کا فیصلہ کریں جو ہماری خواہش کے خلاف ہو گا اس پر سلوم نے اپنی دلی خواہش اور آرزو کا اظہار کرتے ہوئے کہا صلح کی اس گفتگو کے ناکام ہونے کی صورت میں کیا ایسا ممکن نہیں کہ آپ واپس اپنے شہر یثرب کی طرف نہ جائیں اور ہمیشہ کے لیے ہمارے اندر ہی رہ جائیں۔

اخیم نے غور سے سلوم کی طرف دیکھتے ہوئے پریشانی کے عالم میں پوچھا ایسا کیونکر ممکن ہے کہ صلح کی ناکامی کے بعد واپس جانے کے بجائے مستقل طور پر تم لوگوں کے اندر ہی رہنا شروع کر دوں اس پر سلوم نے ایک پریشان سی نگاہ اخیم پر ڈالی اور کہا میں نے جو یہ پیش کش کی ہے تو اس کی بھی ایک وجہ ہے اخیم نے فوراً پوچھ لیا اے حنون کی بیٹی پہلے وہ وجہ بتاؤ پھر میں اپنا فیصلہ دوں گا۔

سلوم نے کہنا شروع کیا۔ اے ارقم بن ارقم کے جمیل و شکیل بیٹے میرا باپ جس کا نام حنون ہے وہ اپنی زندگی میں پہلی بار اسرائیلی لشکر کا سالار اعلیٰ مقرر کیا گیا ہے ورنہ اس سے پہلے ساری ہی جنگوں میں ہمارے سردار اعلیٰ یوشع بن نون اسرائیلی لشکر کے سالار ہوا کرتے تھے چونکہ یوشع بن نون اب تقریباً ایک سو دس سال کے ہو کر بوڑھے ہو چکے ہیں اور وہ سرگرمی کے ساتھ جنگوں میں حصہ لینے کے قابل نہیں رہے لہٰذا میرے باپ حنون کو اسرائیلی لشکر کا سالار بنایا گیا ہے لیکن اے اخیم اس لشکر کی ارض فلسطین سے روانگی کے وقت ہمارے سردار اعلیٰ یوشع بن نون نے میرے باپ اور سارے لشکر کو حکم دیا تھا کہ یثرب پر فتح پانے کے بعد وہاں کے ہر فرد کو قتل کر دیا جائے پس اے اخیم صلح کی اس گفتگو کی ناکامی کے بعد اگر تم یثرب واپس چلے گئے تو دوسرے لوگوں کے ساتھ تم بھی اسرائیلیوں کے ہاتھوں مارے جاؤ گے اور تمہاری موت کا مجھے بے انتہا دکھ اور غم ہو گا اس لیے کہ میں نے اپنی زندگی میں آج تک تم جیسا اور پرکشش شخصیت کا نوجوان نہیں دیکھا اور میں نہیں چاہتی کہ اس جنگ میں تم کام آؤ۔

لہٰذا میں نے ایک خواہش کی ہے کہ صلح کی گفتگو کی ناکامی کی صورت میں تم ہی مستقل طور پر ہمارے اندر رہائش کر لینا اور میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ میرے باپ حنون کے بعد ہمارے اندر تم سب سے زیادہ قابل احترام سمجھے جاؤ گے۔ اس پر اخیم نے فیصلہ کن انداز میں کہا یہ کیسے اور کیوں کر ممکن ہے کہ یثرب کے لوگ مر رہے ہوں اور میں یہاں بے کار پڑا رہوں۔ اے بنت حنون اگر صلح کی یہ گفتگو ناکام رہی تو مجھے اپنے باپ کے پاس واپس جانا ہو گا۔ اور یہاں زندہ رہنے کے بجائے میں یثرب کی حفاظت کرتے ہوئے مر جانے کو ترجیح دوں گا اخیم کے ان خیالات کے جواب میں سلوم کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اس کا باپ اور اسرائیل کا سالار حنون خیمہ میں داخل ہوا۔ سلوم فوراً اپنی جگہ پر کھڑی ہو گئی اور اخیم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا یہ میرے باپ حنون اور اس لشکر کے سالار اعلیٰ ہیں۔

اخیم بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اتنی دیر تک حنون نے آگے بڑھ کر اخیم سے پرجوش مصافحہ کیا اور ان دونوں کو ان کی نشستوں پر بٹھاتے ہوئے حنون خود بھی وہاں بیٹھا ہوا اور اخیم کو مخاطب کرتے ہوئے بولا جو اسرائیلی سپاہی مجھے بلانے گیا تھا اس نے مجھے تمہارے متعلق تفصیل سے بتا دیا ہے اے ارقم بن ارقم کے بیٹے اخیم میں اپنے خیمہ میں تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں قسم موسیٰ و ہارون کے رب کی جو اسرائیلی سپاہی مجھے بلانے گیا تھا اس نے جو میرے سامنے تمہاری مردانہ وجاہت کی تعریف کی تھی میں تمہیں دیکھتے ہوئے اس تعریف سے بڑھ کر پا رہا ہوں پس اے حسین و معزز مہمان کہو تم ہم سے صلح کی کیسی گفتگو کرنے آئے ہو۔

اس پر اخیم نے کہا اے بنی اسرائیل کے سالار میں اور میرا باپ ارقم بن ارقم یہ چاہتے ہیں پس کسی نہ کسی صورت میں یہ جنگ ٹل جائے اور انسانیت کا خون نہ بہے اور اے بنی اسرائیل کے سالار اس صلح کے لیے اگر آپ کی طرف سے ہمیں کچھ نرم شرائط بھی پیش کی گئیں تب بھی ہم قبول کر لیں گے اور اس کے علاوہ ہم پر کوئی خراج بھی لگایا گیا تو ہم وہ بھی دینے پر رضامند ہو جائیں گے۔ اس پر حتون نے گہری نگاہوں سے اخیم کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اور اگر صلح کی گفتگو ناکام ہو جائے تو کیا تم لوگ ہمارے سامنے یثرب کا دفاع کر سکو گے اخیم نے بڑی جرأت اور عزم کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا ہم اپنی مقدور بھر کوشش کریں گے کہ ہم یثرب کو اس حملے سے محفوظ رکھ سکیں اور ایسا کرنے کیلئے اگر ہمیں اپنی جانوں کے نذرانے بھی پیش کرنے پڑے تب بھی ہم دریغ نہ کریں گے۔

اخیم کی اس گفتگو پر حتون کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی اور دوبارہ اس نے اخیم کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا اے اخیم تم اپنی جسمانی ساخت سے تو ایک تنومند نوجوان لگتے ہو لیکن اگر تمہارے اس حسین و جمیل چہرے کو دیکھا جائے تو یوں لگتا ہے کہ جیسے تم ایک انتہائی نازک اندام نوجوان ہو اور میں یہ سوچ رہا ہوں کہ تمہارے باپ نے کیونکر تمہیں اکیلا ہی ہمارے ساتھ صلح کی گفتگو کرنے کیلئے بھیج دیا ہے کیا اسے خدشہ نہ ہوا کہ بنی اسرائیل میں کوئی تمہیں نقصان بھی پہنچا سکتا ہے کوئی تمہیں اپنا دشمن سمجھ کر تمہاری گردن بھی کاٹ سکتا ہے۔

پس کیوں نہ اس نے تمہارے ساتھ کچھ محافظوں کو بھی روانہ کیا۔ اخیم جرأت مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بولا اے بنی اسرائیل کے سالار میرا باپ تو میرے ساتھ میری حفاظت کیلئے کچھ نوجوان بھیجنا چاہتا تھا لیکن میں خود ہی اکیلا آیا ہوں رہی تمہاری بات کہ میں اپنے چہرے سے نازک اندام لگتا ہوں تو اے حتون تم جانتے ہو کہ عربوں کے متعلق یہ مشہور ہے کہ یہ صحراؤں کا رہنے والا پیدائشی طور پر تیغ زن ہوتا ہے پس اے حتون میں بھی ان ہی تیغ زنوں میں سے ایک ہوں جو اپنی حفاظت کا سامان کرنا خوب جانتے ہیں حتون نے عیارانہ انداز میں کچھ سوچا پھر اخیم سے اس نے کہا اے میرے معزز مہمان کیا ایسا ممکن نہیں کہ پہلے ہم تمہاری تیغ زنی کا اندازہ کر لیں۔

اس کے بعد صلح کی گفتگو کی ابتداء ہو اس لیے کہ تمہاری تیغ زنی کا اندازہ لگانے کے بعد کم از کم میں یہ ضرور جان سکوں گا کہ یثرب کے عمالیق کیسے اور کب تک ہمارا مقابلہ کر سکتے ہیں لہٰذا اسی کے مطابق میں تمہارے ساتھ صلح کی شرائط طے کرنے کی کوشش کروں گا پس اے اخیم میں نے اپنے دل میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں بنی اسرائیل کے کسی نوجوان کے ساتھ تمہارا تیغ زنی کا مقابلہ کراؤں گا۔

کہو کیا تم اس مقابلہ کے لیے تیار ہو اخیم فوراً اپنا ہاتھ اپنی تلوار کے دستے پر لے جاتا ہوا بولا ہاں میں ہر وقت اور ہر جگہ تیغ زنی کے اس مقابلے کے لیے تیار ہوں۔

اس پر حتون اپنی جگہ سے اٹھتا ہوا بولا تو پھر تم تھوڑی دیر کیلئے میرے خیمہ میں بیٹھو اور میں اپنے خیمہ سے باہر تیغ زنی کے اس مقابلہ کا انتظام کرتا ہوں اس کے ساتھ ہی حتون اپنے خیمہ سے نکل گیا تھا۔ اپنے خیمے سے نکل کر حتون نے بنی اسرائیل کے چند معزز سرداروں کو ایک جگہ جمع کیا اور انہیں مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا اے میرے عزیزو یثرب پر حملہ آور ہونے کا ہمیں بہترین موقع ہاتھ لگا ہے اور وہ اس طرح کہ یثرب کے بادشاہ ارقم بن ارقم کا بیٹا کہ جس کا نام اخیم ہے وہ اس وقت میرے خیمہ میں بیٹھا ہوا ہے اور وہ اپنے باپ اور یثرب کے بادشاہ ارقم بن ارقم کی طرف سے ہمارے ساتھ صلح کی شرائط طے کرنے آیا ہے تاکہ یہ جنگ کسی نہ کسی طور ٹل جائے اے میرے عزیزو! میں نے بہانہ سازی سے کام لیکر اس اخیم کا تیغ زنی کا ایک مقابلہ رکھ دیا ہے اور یہ مقابلہ میرے خیمے سے باہر ہو گا۔

اور اس مقابلہ کا مقصد اخیم کو یہاں اپنے لشکر میں روکے رکھنا ہے اور اس دوران ہم یثرب پر حملہ آور ہو کر وہاں کے رہنے والوں کو تہ تیغ کر کے رکھ دیں گے حتون کہتے کہتے تھوڑی دیر رکا پھر اپنے سرداروں کو مخاطب کرتے ہوئے وہ دوبارہ کہہ رہا تھا اے میرے ہر دل عزیز سردارو جب تک ارقم بن ارقم کا بیٹا اخیم یہاں ہمارے لشکر کے اندر موجود ہے اس وقت تک اہل یثرب یہی سمجھتے رہیں گے کہ صلح کی گفتگو ہو رہی ہے لہٰذا وہ ہماری طرف سے کچھ زیادہ چوکس نہ رہیں گے پس ہمیں اسی وقت سے فائدہ اٹھانا ہے اور اے میرے سردارو! میں ارقم بن ارقم کے بیٹے اخیم کو یہاں مصروف رکھتا ہوں تم ابھی اور اسی وقت اپنے لشکر کے ساتھ یثرب پر حملہ آور ہو جاؤ اور سنو میں تھوڑی دیر قبل اس شہر کا مکمل طور پر جائزہ لے چکا ہوں اپنے لشکر کو پانچ حصوں میں تقسیم کر دو ایک حصہ آگے بڑھ کر جبل احد اور مغربی لاوے کی چٹانوں کے بیچ و بیچ گزرتا ہو یثرب پر حملہ آور ہو جائے دوسرا لشکر لاوے کی غربی چٹانوں کے اوپر سے گزر کر حملہ آور ہو تیسرا لشکر یثرب کے جنوب میں جبل عیر اور لاوے کی غربی چٹانوں کے بیچ میں جو درہ ہے اس سے گزر کر حملہ آور ہو چوتھا لشکر جبل عیر اور لاوے کے شرقی چٹانوں کے درمیان میں جو درہ ہے اس سے گزر کر حملہ آور ہو اور لشکر کا پانچواں اور آخری حصہ یثرب کی شرقی لاوے کی چٹانوں کو عبور کر کے یثرب پر حملہ آور ہو جائے۔

اور اے میرے عزیزو! اگر تم نے ایسا کیا تو مجھے امید ہے کہ تمہارے سامنے یثرب لمحوں کے اندر زیر ہو کر رہ جائے گا اور پھر تم یوشع بن نون کے حکم کے مطابق وہاں کی ساری آبادی کو تہ تیغ کر دینا۔

حنون جب خاموش ہوا تو ایک اسرائیلی سردار نے اٹھ کر کہا اے سالار ہم تیری دانشمندی کی تعریف کرتے ہیں میں سمجھتا ہوں یثرب کو آسانی کے ساتھ اپنے سامنے زیر کرنے کے لیے ہمیں اس سے بہتر کوئی اور موقع نہ ملے گا بس اے سالار تو یثرب کے بادشاہ کے بیٹے کو یہاں تیغ زنی کے مقابلے میں مصروف رکھ اور اتنی دیر تک ہم تمہاری تجویز کے مطابق یثرب پر حملہ آور ہو کر اسے اپنے سامنے زیر کر کے رکھ دیں گے اپنے سردار کی اس گفتگو پر حنون نے فیصلہ کن انداز میں کہا تو پھر جاؤ لشکر کو پانچ مناسب حصوں میں تقسیم کرنے کے بعد یثرب پر حملہ آور ہو جاؤ اور میں ارقم بن ارقم کے بیٹے کو یہاں مصروف رکھنے کے لیے تیغ زنی کے مقابلے کا انتظام کرتا ہوں اس کے ساتھ ہی وہ اسرائیلی سردار اٹھ کر چلے گئے جب کہ حنون نے ایک ماہر اسرائیلی تیغ زنی کو اپنے ساتھ لیا اور اپنے خیمہ کی طرف چل پڑا تھا۔

اپنے خیمے کے قریب آکر حنون نے چند اسرائیلی سپاہیوں کو حکم دیا کہ وہ چند لوگوں کو اس کے خیمہ کے باہر جمع کریں کہ وہ ایک اجنبی مہمان کے ساتھ ایک اسرائیلی کے تیغ زنی کے مقابلے کا لطف اٹھا سکیں اس کے بعد حنون اپنے خیمے میں داخل ہوا اور اخیم کے سامنے بیٹھتے ہوئے اس نے کہا اے میرے عزیز میں نے تیرے مقابلے کا انتظام کر دیا ہے جس نوجوان سے تمہارا تیغ زنی کا مقابلہ ہو گا وہ بھی اس وقت میرے خیمے کے باہر کھڑا ہے اور ابھی میرے کچھ جوان اس مقابلہ کا انتظام کرنے کے بعد مجھے اطلاع کرتے ہیں اس کے بعد اس مقابلے کی ابتداء ہو گی۔

حنون کہتے کہتے رک گیا کیونکہ اس کے خیمے میں یوناف داخل ہوا تھا اسے دیکھتے ہی حنون اٹھ کھڑا ہوا اور بڑی عزت اور احترام کے ساتھ اس نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میرے عزیز آپ بڑے مناسب وقت پر آئے پر اس سے پہلے کہ یوناف نے فوراً حنون کی بات کاٹتے ہوئے کہا اے حنون میں نے سنا ہے کہ تمہارے اس خیمے کے باہر تیغ زنی کا کوئی مقابلہ ہو رہا ہے میں تو وہ مقابلہ ہی دیکھنے آیا ہوں لیکن پہلے میں یہ جاننا چاہوں گا کہ یہ تیغ زنی کا مقابلہ کس کس کے مابین ہو رہا ہے حنون نے اخیم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ایک تو یہ نوجوان ہے اس کا نام اخیم ہے اور یہ عمالیقی عرب ہے اور دوسرا جوان جس کے ساتھ تیغ زنی کا مقابلہ ہو گا وہ اس وقت میرے خیمے سے باہر کھڑا ہے۔

اس پر یوناف نے کہا اگر ایسا ہے تو آؤ پھر تمہارے خیمے سے باہر نکل کر خود اس مقابلہ کا انتظام و انصرام کریں اور لوگوں کو جمع کریں تاکہ وہ اس مقابلے سے لطف اندوز ہو سکیں پھر یوناف کے کہنے پر حنون اخیم اور سلوم خیمہ سے نکل کر باہر آ کھڑے ہوئے تھے جب کہ ان کے سامنے مقابلہ دیکھنے کے لیے لوگ بڑی تیزی سے جمع ہونا شروع ہو گئے تھے اور ان لوگ میں زیادہ تر وہ اسرائیلی عورتیں اور بچے ہی تھے جو لشکر میں شامل تھے۔

حنون کے طے شدہ لائحہ عمل کے مطابق بنی اسرائیل کا لشکر پانچ حصوں میں تقسیم ہو کر حرکت میں آیا بڑی رازداری سے وہ آگے بڑھ کر حصہ شہر کے اطراف میں اپنی اپنی جگہوں میں پھیلا دیا تھا جہاں سے انہوں نے حملہ آور ہونا تھا اور پھر ذرا فاصلہ پر جا کر بنی اسرائیل کے ان پانچوں حصوں نے پانچ مختلف اطراف سے یثرب شہر پر حملہ کر دیا تھا۔

یثرب کے بادشاہ ارقم بن ارقم نے اپنی پوری قوت اور دانش مندی کے ساتھ شہر کا دفاع کیا تھا لیکن اس کے مقابلے میں حملہ آور ہونے والے اسرائیلیوں کی تعداد اس قدر زیادہ تھی کہ یثرب کی ساری آبادی کو بھی اس کے سامنے لا کھڑا کیا جاتا تب بھی اسرائیلی زیادہ تھے لہٰذا حملہ آور اسرائیلی لمحوں کے اندر اپنے سامنے آنے والے ارقم بن ارقم کے لشکر کو شکست دینے کے بعد یثرب شہر میں داخل ہو گئے اور وہاں شہر کے اندر انہوں نے قتل عام شروع کر دیا تھا اسرائیلی اپنے سامنے آنے والے ہر مرد عورت اور بچے کو ذبح کرنے لگے تھے اور یوں یثرب شہر کے اندر خون بہنے لگا تھا۔

ایک طرف اسرائیلی لشکر کے ہاتھوں یثرب میں عمالیقوں کا قتل عام ہو رہا تھا جب کہ دوسری طرف بنی اسرائیل کا سپہ سالار حنون اپنے پڑاؤ کے اندر ایک دوسرے کھیل کی ابتدا کر چکا تھا جب وہ یوناف اخیم اور سلوم کے ساتھ اپنے خیمہ سے باہر آیا تو اس نے دیکھا کہ اب اس کے خیمہ کے سامنے تیغ زنی کا مقابلہ دیکھنے کے لیے کافی لوگ جمع ہو گئے تھے لہذا جس اسرائیلی کو اس نے اخیم کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لیے تیار کیا تھا اسے مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا اے میرے عزیز یہ جو میرے بائیں جانب جوان کھڑا ہے اس کا نام اخیم ہے اور یہ یثرب کے بادشاہ ارقم بن ارقم کا بیٹا ہے لہذا تم دونوں اب میدان میں اترو اور مقابلے کی ابتدا کرو تاکہ بنی اسرائیل کے یہ لوگ یہاں جمع ہو چکے ہیں وہ تمہارے اس مقابلہ سے محظوظ ہو سکیں اور سنو میرے عزیز و اس مقابلے کے دوران کوئی بھی دوسرے کو زخمی کرنے کی کوشش نہیں کرے گا اس مقابلہ کا مدعا عرف یہی ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ اخیم نام کا یہ جوان کیسا تیغ زن ہے! پس اے میرے عزیز و تم میدان میں اترو اور مقابلے کی ابتدا کرو اور تمہارے اس مقابلے کا منصف میں یوناف کو مقرر کرتا ہوں۔

یوناف جو تم دونوں کے درمیان بہترین انصاف کرے گا سو اب تم دونوں میدان میں اتر کر مقابلے کی ابتدا کر دو! اخیم اور اس سے مقابلہ کرتے والے اسرائیلی نے اپنی اپنی تلواریں بے نیام کیں اور دونوں میدان میں اترے تو اسرائیلی نے عیاری سے کام لیا اور میدان میں اترتے ہی اس نے اخیم پر حملہ کرنے میں پہل کر دی تھی شاید اس طرح وہ اخیم پر بوکھلاہٹ اور بدحواسی طاری کر کے اسے اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر دینا چاہتا تھا لیکن اس کے مقابلے میں اخیم بھی انتہائی چاک و چوبند اور مستعد ثابت ہوا اس نے اسرائیلی کے وار کو اپنی تلوار پر روکتے ہوئے جوابی حملہ کر دیا تھا اور پھر وہ لگاتار اور پے بہ پے اسرائیلی پر وار کرنے لگا تھا۔

اخیم اس اسرائیلی پر ہیجان آفریں سمندر سحر کے سیل اور جذبات کے جلاد کی طرح حملہ آور ہوا تھا اور اس کے مقابلے میں اب وہ اسرائیلی اپنے آپ کو یوں محسوس کر رہا تھا جیسے وہ قدرت کے اعصاب، فکر کے کسی قاتل اور موت کی کھلی آغوش کا شکار ہو گیا ہو تھوڑی دیر تک دونوں جم کر لڑتے رہے اسرائیلی اس مقابلے کی رفتار سست رکھنا چاہتا تھا لیکن اس کے مقابلے میں اخیم نے انتہائی تیزی اور برق رفتاری کے ساتھ حملے شروع کر دیئے تھے شاید وہ اس اسرائیلی کو اپنے سامنے تھکا کر زیر کر دینا چاہتا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد ایسا ہی ہوا اس لیے اس اسرائیلی کے حملوں میں سستی اور تھکاوٹ کے آثار نمایاں طور پر دکھائی دینے لگے تھے جب کہ وہ اسرائیلی یہ بھی دیکھ رہا تھا کہ اخیم ویسا کا ویسا ہی تازہ دم ہے اور یہ کہ وہ اس وقت یوں لگ رہا تھا جیسے اس کی رگوں میں بجلیاں دل میں تڑپ اور سینے میں انگارے بھر دیئے گئے ہوں اور وہ اپنی فتح کو یقینی بنانے کے لیے صرصر کے جوش اور بگولوں کے خروش کی طرح بلندی و پستی کو زیر کر دینا چاہتا تھا۔

اس اسرائیلی میں اب تھکاوٹ کے آثار اور زیادہ نمایاں ہونے لگے تھے اس لیے کہ اخیم اب اسے میدان میں چاروں طرف اپنے آگے آگے چکر دینے لگا تھا اس اسرائیلی میں تھکاوٹ کے آثار دیکھتے ہوئے اخیم چڑھی ندی کے طوفان برق کی ہولناکی کی طرح حملہ آور ہونے لگا تھا اس سمے اس کے بازوؤں کی قوت ہاتھوں کی صفائی اور ولولوں کی بیباکی میں ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا تھا اور پھر اچانک آگے بڑھ کر اس نے اپنی کوندے لپکاتی اور امڈتی تلوار ایسے انداز میں اس اسرائیلی کی تلوار پر دے ماری۔

کہ اسرائیلی کی تلوار درمیان میں کٹ کر دو ٹکڑے ہو گئی تھی اور اسرائیلی اپنی تلوار کا کٹا ہوا دستہ ہاتھ میں لیے حیران و پریشان ہو کر رہ گیا تھا اس موقع پر ارد گرد کھڑے لوگوں کی پرواہ کیے بغیر لشکر کے سپہ سالار حنون کی بیٹی سلوم بھاگ کر اخیم کے پاس آئی اس لمحے اس کے مہتاب چہرے پر رنگوں کی صدائیں اور چاہتوں کی خوشبوئیں رقص کر رہی تھیں اور اس کی خاموش نگاہوں میں تلاطم کا ایک طوفان تھا اخیم کے قریب آ کر سلوم نے اپنے لہجے کی بھرپور کھنک اور پرکشش نقرئی آواز میں کہا اے اخیم میں آپ کو آپ کی اس فتح پر مبارک باد دیتی ہوں جواب میں اخیم نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا! اے بنت حنون میں تیرا شکر گزار ہوں کہ تو مجھے ایک اسرائیلی کو ہی ہرانے پر مبارک باد دے رہی ہے اے بنت حنون میں سمجھتا ہوں کہ یہ تیرا میرے ساتھ خلوص اور اعتماد ہے جس کی بنا پر تو ایسا کر رہی ہے۔

اس موقع پر حسین سلوم اخیم سے کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ ایک اسرائیلی جوان یثرب شہر کی طرف سے اپنا گھوڑا سرپٹ دوڑاتا ہوا آیا حنون کے پاس وہ نیچے اترا اور کمال خوشی اور سرشاری کا اظہار کرتے ہوئے اُس نے اپنے سالار حنون کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے بنی اسرائیل کے سالار میں آپ کو یہ خوش خبری دینے آیا ہوں کہ یثرب شہر فتح ہو چکا ہے اور اُس کی ساری آبادی کو ہم نے تہ تیغ کر کے رکھ دیا ہے یہ خوش خبری سن کر حنون کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی جبکہ یوناف کچھ حیرت زدہ تھا کہ کس طرح بالا ہی بالا اور خفیہ ہی خفیہ حنون نے یثرب شہر پر حملہ کر کے اُسے اپنے سامنے زیر کر لیا ہے اس موقع پر یوناف حنون سے کچھ پوچھنا چاہتا تھا پھر حنون نے اُس کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا! اے میرے عزیز آؤ یثرب کے بادشاہ ارقم بن ارقم کے بیٹے اخیم کو یہ مقابلہ جیتنے پر اُسے مبارک باد دیں یوں یوناف کچھ کہے بغیر حنون کے ساتھ اخیم کی طرف بڑھ گیا تھا۔

اخیم کے پاس آ کر یوناف نے اُس کے شانے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا کہ اے یثرب شہر کے عظیم نوجوان! میں اس اسرائیل کے مقابلہ میں تمہاری فتح مندی کی تمہیں مبارک باد دیتا ہوں یوناف کے بعد حنون نے بھی اخیم کو مبارک باد دی اور جواب میں اخیم نے ان دونوں کا پہلے شکریہ ادا کیا پھر اس نے حنون کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے بنی اسرائیل کے سالار اب جب کہ تمہاری خواہش کے مطابق میں یہ مقابلہ جیت چکا ہوں تو کیا اب تم میرے ساتھ صلح کی شرائط پر گفتگو کرنا پسند کرو گے اس پر حنون نے فوراً بات کو دوسرے رُخ پر لے جاتے ہوئے کہا اے ابن ارقم! کیسی شرائط اور کیسی صلح کی گفتگو؟ سن رکھو کیا اُس شہر کے متعلق بھی کبھی صلح کی شرائط طے ہوئی ہیں جس شہر کو حملہ آور پہلے ہی فتح کر چکے ہوں اس پر اخیم نے چونک کر پوچھا! اے حنون میں سمجھا نہیں تم کیا کہنا چاہتے ہو کھل کر کہو تاکہ میں جانوں تمہارے کیا ارادے ہیں اس بار حنون نے فیصلہ کن انداز میں کہا اے اخیم یثرب کو ہم فتح کرنے کے بعد اس کی ساری آبادی کو موت کے گھاٹ اتار چکے ہیں لہذا اب یثرب کے متعلق صلح کی گفتگو کرنا کیا معنی رکھتا ہے

اس بار ارقم بن ارقم کے بیٹے اخیم نے اپنی تلوار فوراً نیام میں کر لی اور حیرت زدہ سی آواز میں اس نے حنون کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا یہ تم کیسی عجیب اور ناممکن سی گفتگو کر رہے ہو یثرب شہر کب اور کیسے فتح ہو گیا اور کس وقت اس کی ساری آبادی کو تہ تیغ کر دیا گیا؛

اس پر حنون نے کہا! اے اخیم تمہارے میرے خیمہ کی طرف آنے کے ساتھ ہی ہم نے یثرب شہر پر یلغار کر دی تھی اور شہر کو فتح کر کے ہم نے اُس کی ساری آبادی کا صفایا کر دیا ہے اس سے آگے اخیم نے کچھ بھی نہ پوچھا اور وہ حنون کے خیمہ سے باہر باندھے ہوئے گھوڑے کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ جلدی جلدی اُس نے اپنا گھوڑا کھولا ایک زہریلی زقند کے ساتھ وہ اُس پر سوار ہوا اور یثرب شہر کی طرف اُس نے اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑا دیا تھا! حنون اور یوناف اور سلوم بھی بھاگتے ہوئے خیمہ کی طرف گئے اور خیمہ کے دائیں طرف کھڑے گھوڑوں میں سے انہوں نے اپنے لیے ایک ایک گھوڑا لیا اور پھر وہ ان گھوڑوں پر سوار ہو کر اخیم کے پیچھے لگ گئے تھے۔

اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا اخیم جب یثرب شہر کے قریب گیا اُس نے دیکھا کہ واقعی شہر کے اطراف میں اسرائیلی لشکری گھوم پھر رہے تھے احتیاطاً اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا وہ کوہستان سلع پر چڑھ گیا اور وہاں رک کر اُس نے دیکھا کہ بنی اسرائیل نے شہر فتح کر لیا تھا اس نے یہ بھی دیکھا کہ شہر کی حالت بے رونق بستیوں اور خاک بسر گلستانوں جیسی ہو رہی تھی تھوڑی دیر پہلے تک آباد یثرب اب ایسا لگ رہا تھا جیسے قحط کے ڈھیر کھلیانوں میں اور نشیمن کے نزدیک بجلیاں رکھ دی گئی ہوں اس موقع پر اخیم کی گردن دکھ اور غم سے جھک گئی تھی اور اُس کی حالت اندھے کنویں کے اسیر جیسی اداس اور ویران ہو کر رہ گئی تھی پھر اخیم نے گھوڑے پر بیٹھے ہی بیٹھے آہستہ آہستہ اپنا سر اوپر اٹھایا اور دار پر چڑھ کر پکارنے والے کی طرح اُس نے اپنے آپ کو ہی مخاطب کرتے ہوئے دکھ اور غم میں کہا! آہ یثرب میرے عزیز شہر تجھے فاسد تمدن کے سیلاب اور خزاں کے اداس طوفانوں نے روندا ہوا پھول اور جاڑوں کی افسردہ بیلاہٹوں میں تبدیل کر کے رکھ دیا ہے آہ تیری حالت میں آندھیوں میں سلگتے دیئے تصور رخانہ حسرت درد کے جنگل اور ہو کے دیار جیسی دیکھ رہا ہوں۔

آہ ان اسرائیلی حملہ آوروں نے تجھے تیرے مکینوں سے محروم کر کے رکھ دیا ہے اے میرے آباء کی عظمت کے آمین! کاش میں تیری حفاظت کر سکتا اب جب کہ میرا باپ یثرب کا ہر فرد مارا جا چکا ہے تو پھر میں زندہ رہ کر کیا کروں گا اے یثرب تو دیکھ میں تیرے غم تیرے ماتم میں کس طرح شرکت کرتا ہوں اے یثرب خوگر رہنا تیرے غم تیرے دکھ میں شامل ہونے کے لیے میں اپنے گھوڑے سمیت اس کوہستان سلع سے نیچے کود جانے کا عزم کر چکا

ہوں۔

کوہستانِ سلع سے نیچے کودنے کے لیے جونہی اخیم نے اپنے گھوڑے کو ایڑھ لگاتے ہوئے آگے بڑھایا تو کسی نے فوراً ہی اُسے اُس کے گھوڑے سے اچک کر اپنے گھوڑے پر بٹھا لیا تھا اس موقع پر اخیم نے دیکھا یوناف نے اُسے اس کے گھوڑے سے اٹھا کر اپنے گھوڑے پر بٹھایا تھا جب کہ حنون اور اُس کی بیٹی سلوم دونوں اپنے گھوڑوں پر سوار یوناف کے پیچھے رُکے ہوئے تھے یوناف اخیم سمیت اپنے گھوڑے سے نیچے کودا اور پھر انتہائی شفقت آمیز لہجے میں اُس نے اخیم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میرے عزیز میں جانتا ہوں یثرب کی اس تباہی و بربادی کا تجھے کس قدر دکھ اور صدمہ ہوا ہوگا، لیکن تو اپنے آپ کو سنبھال اور یہ خودکشی کا ارادہ ترک کر کے بنی اسرائیل کے ساتھ ایک نئی زندگی بسر کرنے کا عزم کر۔

اے اخیم میں اور حنون نے راستہ میں سلوم سے صلاح مشورہ کرنے کے بعد ایک فیصلہ کیا ہے اور فیصلہ یہ ہے کہ ہم تمہاری شادی سلوم کے ساتھ کر دیں گے اور یوں تم بنی اسرائیل کے اندر ایک معزز اور عزیز ترین ہستی کی حیثیت سے گزر بسر کر سکو گے مجھے امید ہے کہ تم ہمارے اس فیصلہ کو رد نہ کرو گے اس لیے کہ اس فیصلے میں ہی تمہاری بہتری اور بقا ہے اور یاد رکھو اگر تم نے ہماری بات نہ مانی تو بنی اسرائیل کے لشکری تمہارا ابھی سر قلم کر دیں گے لیکن سلوم کے ساتھ شادی کرنے کے بعد تم ان کے لیے محترم اور قابلِ عزت بن کر رہ جاؤ گے یوناف کی اس گفتگو کا اخیم نے جب کوئی جواب نہ دیا اور وہ گردن جھکائے خاموش کھڑا رہا تب یوناف نے اندازہ کر لیا کہ وہ اُس کی پیش کش پر رضامند ہے اس لیے اخیم کے ساتھ وہ دوبارہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور حنون اور سلوم کے ساتھ وہ بنی اسرائیل کے پڑاؤ کی طرف روانہ ہو گیا تھا جب کہ اخیم کا خالی گھوڑا بھی اُن کے پیچھے پیچھے جا رہا تھا۔

یثرب کی فتح اور اُس کے اندر قتلِ عام کرنے کے بعد بنی اسرائیل کے لشکر نے چند دن تک وہاں پڑاؤ کئے رکھا اس دوران حنون نے اپنی بیٹی سلوم کی شادی ارقم بن ارقم کے بیٹے اخیم کے ساتھ کر دی تھی اس کے علاوہ حنون نے چند قاصد فلسطین کی طرف بھی روانہ کر دیئے تھے تاکہ وہ وہاں جا کر یوشع بن نون اور اسرائیل کے دیگر سرداروں کو یثرب کی فتح اور اس کے اندر قتلِ عام کی خوش خبری سنائیں اس طرح جبل احد اور لاوے کی چٹانوں کے درمیانی حصہ میں چند روز

قیام کرنے کے بعد بنی اسرائیل کا لشکر بھی فلسطین کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

اتفاق ایسا ہوا کہ بنی اسرائیل کے اس لشکر کے فلسطین پہنچنے سے قبل ہی یوشع بن نون ایک سو دس سال کے ہو کر فوت ہو گئے اور انہیں کوہستان حنبس کے پاس دفن کر دیا گیا تھا جب بنی اسرائیل کا یہ لشکر حجاز اور فلسطین کی سرحد پر پہنچا تو بنی اسرائیل کے سارے بڑے بڑے سرداروں اور روساء نے اپنے اس لشکر کا استقبال کیا پھر بنی اسرائیل کے سارے بڑے سردار لشکر کے سپہ سالار حنون کے پاس جمع ہوئے اور ایک سردار نے حنون کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے حنون ہمیں بے انتہا خوشی ہوئی کہ تو نے عمالیقیوں کے شہر یثرب کو فتح کیا اور وہاں کی آبادی کو تہ تیغ کر دیا لیکن اے حنون ہمیں یہ بھی خبر تمہارے بھیجے ہوئے قاصدوں سے ملی ہے کہ تم نے یثرب کے بادشاہ ارقم بن ارقم کے بیٹے کو جس کا نام اخیم ہے قتل نہیں کیا اُسے زندہ رکھا ہے بلکہ اپنی بیٹی سلوم کی شادی بھی اُس سے کر دی ہے تو اے حنون کیا یہ درست ہے کہ تم نے اخیم نام کے نوجوان کو قتل کرنے کے بجائے اپنا داماد بنا لیا ہے۔

اس اسرائیلی سردار کے استفسار پر حنون نے کہا! اے میرے عزیز تم نے ٹھیک ہی سنا ہے اور یہ بھی سن رکھو کہ اخیم ایک انتہائی خوب صورت نوجوان ہونے کے ساتھ ساتھ بلا کا جرأت مند اور انتہا درجے کا شجاع نوجوان ہے اُس پر مزید یہ کہ میری بیٹی سلوم اُسے پسند کرنے لگی تھی اسی وجہ سے اخیم کو قتل کرنے کے بجائے میں نے اپنی بیٹی سلوم کو اُس سے بیاہ دیا ہے اب وہ بنی اسرائیل کے اندر ایک قابلِ احترام نوجوان کی حیثیت سے رہ رہا ہے اور یہی نہیں بلکہ میرے لشکر کے سارے جوان ہی میرے بعد اُسے لشکر کا نائب سالار تسلیم کر چکے ہیں لہٰذا اے بنی اسرائیل کے سردارو میرے لشکریوں کی طرح میرے اس فیصلہ کو تمہیں بھی تسلیم کر لینا چاہئے اور اس پر اعتراض نہیں کرنا چاہئے کہ اخیم کو کیوں قتل نہیں کیا گیا اور اب جب کہ وہ میری بیٹی کا شوہر ہے وہ ہمارے لیے اور زیادہ قابلِ احترام ہو چکا ہے۔

حنون کی اس گفتگو پر ایک اور اسرائیلی سردار نے انتہائی غصے اور غضب کی حالت میں کہا اے حنون ایسا ہرگز اور کبھی نہیں ہو سکتا یوشع بن نون نے ہم سب کی موجودگی میں تم لوگوں کو حکم دیا تھا کہ یثرب کو فتح کرنے کے بعد وہاں کے سارے باشندوں کو قتل کر دیا جائے لیکن تم نے ارقم بن ارقم کے بیٹے کو چھوڑ کر یوشع بن نون کے احکامات کی خلاف ورزی کی ہے پس ایسی خلاف ورزی کرنے والا ہمارے خیالات میں باغی اور سرکش

ہے لہٰذا ہم تمہیں تمہارے لشکر سمیت یوشع بن نون کے خلاف بغاوت اور سرکشی کرنے والا گردانتے ہیں اس لیے ہم سب نے مل کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ حنون تم اپنے لشکر کے ساتھ اب ارضِ فلسطین میں داخل نہیں ہو سکتے اس لیے کہ اس سرزمین میں یوشع بن نون کے باغیوں اور سرکشوں کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔

اور اے حنون اگر تم نے ہمارا کہا نہ مانتے ہوئے زبردستی ارضِ فلسطین میں داخل ہونے کی کوشش کی تو یاد رکھو سب قبائلی اسرائیلی سردار تمہارے خلاف حرکت میں آئیں گے اور جس طرح تم لوگوں نے یثرب کے لوگوں کا قتل عام کیا ہے بالکل اسی طرح ہم تم سب کا قتل عام کر کے رکھ دیں گے، لہٰذا تم سب کے لیے بہتر یہی ہے کہ یہاں سے چلے جاؤ اور جہاں چاہتے جا کر آباد ہو جاؤ آج کے بعد تمہارے ساتھ ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے اور ہمارے اور تمہارے درمیان اسرائیلی کی حیثیت سے سارے رشتے بھی منقطع ہو گئے ہیں جاؤ اور جدھر کا دل چاہتے رُخ کر لو۔

اس گفتگو کے بعد حنون کے لشکر میں سے ایک بوڑھا اسرائیلی آگے آیا اور اُس نے بنی اسرائیل کے سرداروں کو مخاطب کر کے کہا! اے بنی اسرائیل کے سردارو! ہم نے اخیم کو زندہ چھوڑ کر اور سلوم کی شادی اُس سے کر کے کوئی غلطی نہیں کی اور وہ ایک نیک دل نوجوان ہے اُس کا شمار بنی اسرائیل کے سرکردہ نوجوانوں میں کیا جاتا ہے ہمیں فلسطین کے اندر داخل ہونے سے روکنے کا فیصلہ کر کے تم لوگوں نے اپنی حماقت اور بے وقوفی کا ثبوت دیا ہے لیکن ہم تمہارے خلاف جنگ کر کے بنی اسرائیل کے اندر فساد اور لڑائی کا باعث نہیں بننا چاہتے اسو تمہاری خواہش کے مطابق ہم یہیں سے واپس لوٹ جائیں گے اور مجھے اُمید ہے کہ ہم تم لوگوں کی نسبت بہتر زندگی بسر کریں گے اس لیے کہ ہمارے لشکریوں کی عورتیں اور بچے بھی اُن کے ساتھ ہیں۔

سو وہ جہاں چاہیں پُرسکون زندگی بسر کر کے اپنی نسل کو برقرار رکھ سکتے ہیں! وہ بوڑھا چند ثانیوں تک خاموش رہنے کے بعد اس بار حنون کو مخاطب کرتے ہوئے بولا! اے حنون بنی اسرائیل کے ان سرداروں کے فیصلہ پر تم پریشان اور فکر مند نہ ہو کیا تمہیں یاد نہیں کہ خداوند نے موسیٰ کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ میں اُن کے لیے اُن کے بھائیوں میں سے تجھ سا نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اُس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو میں اسے کہوں گا وہ سب ان سے

کہے گا اور ایسا ہو گا کہ جو میری باتوں کو انہیں میرا نام لے کر کہے گا نہ سُنے گا تو اس کا حساب اُس سے لوں گا

اور اے حنون خداوند نے موسیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے یہ بھی کہا تھا کہ خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا فاران کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا دس ہزار قدوسوں کے ساتھ آیا اور اس کے داہنے ہاتھ میں ایک آتشی شریعت ان کے لیے تھی پس اے حنون یہ فاران جس کی طرف خداوند نے اشارہ کیا ہے۔ یہ وہی حجاز کی سرزمین کے اندر والا فاران ہے اور اسی فاران کے آس پاس کی سرزمینوں ہی سے یہ آنے والا پیغمبر آئے گا۔

پس اے حنون چلو واپس لوٹ چلیں اور اُسی حجاز کی سرزمین میں آباد ہو کر اس آنے والے پیغمبر کا انتظار کریں اور جب اُس کا ظہور ہو تو اُس پر ایمان لا کر اور اُس کی قوت میں اضافہ کر کے خداوند کے ان احکامات کا اتباع کریں جو اس کے ذریعے سے ہمیں ملیں گے اور اے حنون تو یہ بھی جانتا ہے اور بنی اسرائیل کے اندر بھی سب لوگوں میں قصے اور کہانیوں کی صورت میں یہ کہا جاتا ہے کہ آنے والا پیغمبر کھجوروں کے شہر میں آئے گا پس اے حنون یہ کھجوروں والا شہر یثرب کا شہر ہی تو ہے اور ہم اب بھی اُسے کھجوروں والا شہر کہتے ہیں۔

لہٰذا آؤ یثرب کی طرف لوٹ چلیں اور اُس شہر میں آباد ہو کر اُس پیغمبر کا اُس نبی کا اُس رسول کا انتظار کریں جس کی خداوند نے موسیٰ کو بشارت دی تھی اور اے حنون جیسا کہ تمہیں خبر ہے کہ اہل یثرب کو ہم قتل کر چکے ہیں اور یثرب کا شہر خالی پڑا ہے لہٰذا اُس شہر میں جا کر آباد ہونا اور آنے والے نبی کا انتظار کرنا ہمارے لیے ایک خوش قسمتی اور سعادت کا کام ہو گا۔

بوڑھے کے خاموش ہونے پر اخیم لشکر سے نکل کر حنون کے سامنے آ کھڑا ہوا اور اُس کی بیوی اور حنون کی بیٹی سلوم بھی اُس کے ساتھ تھی اس موقع پر اخیم نے حنون کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے بنی اسرائیل کے سالار اگر تمہیں اس بات کا دکھ اور غم ہے کہ تمہیں فلسطین میں داخل نہیں ہونے دیا جا رہا تو میں اپنے آپ کو تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں تم مجھے قتل کر دو اور اپنے اس لشکر کے ساتھ ارضِ فلسطین میں داخل ہو جاؤ کیونکہ میرے قتل کے بعد بنی اسرائیل کے یہ سردار تمہاری راہ میں رکاوٹ نہ بنیں گے اور تمہیں ارضِ فلسطین میں داخل ہونے دیں گے اور اگر تم مجھے قتل نہیں کرنا چاہتے تو پھر آؤ اس لشکر کے مرد اور عورتوں کے ساتھ ارضِ حجاز

کی طرف لوٹ چلیں اور وہاں تم لوگ یثرب شہر میں آباد ہو جاؤ اور قسم مجھے اُس خداوند کی جو زمینوں اور آسمان کا پیدا کرنے والا ہے۔

اور جس نے ابراہیم کے بیٹے اسماعیل کو پیغمبر بنا کر ارض حجاز کی فلاح و بہبود کے لیے روانہ کیا میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ یثرب کے اندر تم خوب پھلو پھولو گے اس لیے کہ وہاں پھلوں کی کثرت ہے اور اطراف میں زمین قابل کاشت ہے لہٰذا تم لوگ محنت کر کے وہاں اپنے لیے اناج اور پھل پیدا کر سکتے ہیں اخیم کے ان الفاظ پر حنون نے اپنی جھکی ہوئی گردن سیدھی کی ایک گہری نگاہ باری باری اُس نے اخیم اور اپنی بیٹی سلوم پر ڈالی اُس نے دیکھا اخیم کی گفتگو پر سلوم اُس کے سامنے مغموم اور پریشان کھڑی تھی تب حنون کی چھاتی تن گئی اور اخیم کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا اے اخیم اب تم میرے بیٹے ہو اور میں اپنے بیٹے کو کیسے قتل کر سکتا ہوں۔

اگر بنی اسرائیل کے سردار یہ چاہتے ہیں کہ میں تمہیں قتل کر کے ارض فلسطین میں داخل ہوں تو میں ایسا کرنے سے انکار کرتا ہوں۔ اے اخیم میں تمہاری خاطر ان بنی اسرائیلوں اور اس سرزمین پر لات مارتا ہوں اور میں واپس یثرب میں آباد ہونے کے لیے تیار ہوں اور اس شہر میں رہ کر میں اس آنے والے پیغمبر کا انتظار کروں گا جس کی خبر خداوند نے موسیٰ کو دی تھی اور اُس پیغمبر کی برکت سے حنون کی یہ گفتگو سن کر اب حسین سلوم کے چہرے پر خوشیاں ہی خوشیاں اور مسکراہٹیں ہی مسکراہٹیں بکھر گئی تھیں۔

اور وہ اور زیادہ آگے بڑھ کر اخیم کے پہلو میں کھڑی ہو گئی تھی! حنون چند ثانیوں تک خاموش رہنے کے بعد اس بار بنی اسرائیل کے سرداروں کو مخاطب کرتے ہوئے بولا اے بنی اسرائیل کے سردارو جاؤ واپس لوٹ جاؤ تمہیں خوش کرنے کے لیے اور فلسطین میں داخل ہونے کے لیے میں اخیم کو قتل کرنے سے انکار کرتا ہوں میں اپنے لشکر کے ساتھ واپس جا رہا ہوں اور یثرب شہر میں جا کر آباد ہو جاؤں گا وہ شہر اس وقت خالی پڑا ہے اور ہمارا منتظر ہے اور مجھے امید ہے کہ تمہاری نسبت ہم وہاں زیادہ بہتر اور پُرسکون زندگی بسر کریں گے۔

اے بنی اسرائیل کے سردارو! جاؤ واپس لوٹ جاؤ کہ ہم بھی یہاں سے یثرب شہر کی طرف کوچ کرنے والے ہیں پس بنی اسرائیل کے سردار واپس چلے گئے جب کہ حنون نے بھی اپنے لشکر کو واپس کوچ کرنے کا حکم دے دیا تھا اس طرح حنون اپنے لشکر کے ساتھ دوبارہ کوہستان ادوم جبل سلع کی طرف آیا اور وہ اپنے لشکر کے مرد اور عورتوں کے ساتھ مستقل طور پر یثرب شہر میں آباد ہو گیا تھا۔

یوناف بھی حنون کے ساتھ یثرب میں آ گیا تھا اور وہ حنون کے ہاں ہی رہنے لگا تھا یثرب میں رہتے ہوئے یوناف کو ابھی چند روز ہی ہوئے تھے کہ صبح ہی صبح ایک روز ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیتے ہوئے پوچھا! اے یوناف اس یثرب شہر میں کب تک رہنے کا ارادہ ہے یوناف نے اس پر کہا! اے ابلیکا تم کیا چاہتی ہو کیا ہمیں یثرب میں نہیں رہنا چاہیے کیا تم کسی اور ٹھکانے کا چناؤ کر چکی ہو جس کی طرف ہمیں کوچ کرنا چاہیے ابلیکا نے کہا تم درست کہتے ہو یوناف میں نے ایک اور سمت کا انتخاب کر لیا ہے اور اب ہمیں اُسی سمت کو کوچ کرنا چاہیے اے یوناف ہمیں مشرق کی سرزمین سے نکلے ہوئے ایک عرصہ ہو چکا ہے آؤ یثرب سے کوچ کریں اور ایک بار پھر مشرقی زمینوں کا رخ کریں جن کے اندر عزازیل نے مجھے اسیر کر دیا تھا اور تمہیں آہنی پنجرے کے اندر بند کر کے مجبور اور بے بس بنا کر رکھ دیا تھا۔ بلکہ میرا ارادہ ہے اس بار ہند سے آگے نکل جائیں۔

آؤ یوناف مشرقی سرزمین کا رخ کریں وہاں اپنی پرانی یادوں کو تازہ کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی جائزہ لیں کہ اب وہاں کے حالات کیسے اور کس طرح کے ہیں ابلیکا کی اس گفتگو پر یوناف کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی اور اس نے اسی مسکراہٹ میں ابلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے ابلیکا تم درست کہتی ہو آؤ پھر یثرب سے مشرق کی سرزمین کی طرف کوچ کریں اور اس کے ساتھ ہی یوناف اپنی لاہوتی قوتوں کو استعمال کرتا ہوا یثرب سے کوچ کر گیا تھا۔

رستم کا بیٹا سہراب سمنگان شہر میں اپنی ماں تہمینہ کے پاس رہتے ہوئے اب جوان ہو گیا تھا ایک روز یہی سہراب اپنی ماں کے پاس آیا اور اُس وقت اس کی ماں تہمینہ دیوان خانے کے اندر بیٹھی ہوئی تھی سہراب اُس کے سامنے بیٹھتے ہوئے اور اُسے مخاطب کرتے ہوئے بولا! اے میری ماں آج تک تم خود ہی مجھے بتاتی رہی ہو کہ ایران کی سرزمین کے اندر میرا باپ سب سے زیادہ طاقت ور انسان ہے اور یہ کہ وہ ایران کے ایک چھوٹے سے علاقے سیستان کا حکمران ہے اے میری ماں، جب میرا باپ ایران کے ہر آڑے وقت میں کام آتا ہے ہر حملہ آور سے اُس کا دفاع کرتا ہے اور جب بھی کسی دشمن کے خلاف یلغار کرتا ہو تو میرے باپ ہی کو استعمال کیا جاتا ہے تو اے میری ماں تمہاری ان ہی باتوں سے میں نے یہ اندازہ لگایا ہے بلکہ تم یوں کہہ سکتی ہو کہ میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ایران کا بادشاہ میرے باپ رستم کو ہونا چاہیے۔ اس لیے کہ ایران پر حکومت کرنے کا وہ سب سے زیادہ حق دار ہے اور اس منصب کے لیے وہ سب سے زیادہ مناسب بھی ہے! اے میری ماں میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ آج ہی سے میں اپنے باپ کو ایران کا بادشاہ بنانے کے لیے کوشش شروع کروں گا اس کے لیے میں ترکستان کے بہادروں کا ایک جرار لشکر تیار کروں گا اس لشکر کے ساتھ میں ایک ایران پر حملہ آور ہوں گا۔ اور پھر تم دیکھنا اے میری ماں کہ میں ایران کے بادشاہ کیکاؤس کو ذلت آمیز شکست دینے کے بعد اپنے باپ کو ایران کے تخت پر بٹھا دوں گا۔ اب کی اس گفتگو پر تہمینہ نے اُسے سمجھاتے کے انداز میں کہا اے میرے بیٹے تو ان خیالات کو ترک کر دے اس لیے کہ تیرا باپ تو خود ہی ایران کا بادشاہ بننے کا خواہش مند نہیں ہے اور اگر وہ ایسا چاہتا تو اُس نے اپنی زندگی میں ضرور ایران کا بادشاہ بننے کی کوئی نہ کوئی کوشش ضرور کی ہوتی اور جب اُس نے کوئی ایسی کوشش ہی نہیں کی تو پھر تم کیوں اُسے زبردستی ایران کا بادشاہ بنانے کا عزم کرتے ہو بس تم خاموش سے میرے پاس سمنگان شہر میں زندگی بسر کرتے رہو مجھے ڈر اور خدشہ ہے کہ اگر رستم کو یہ خبر ہو گئی کہ اُس کے ہاں لڑکی نہیں لڑکا پیدا ہوا تھا۔ تو وہ ضرور تمہیں زبردستی گھسیٹ کر اپنے ساتھ سیستان لے جائے گا اور میں یہاں تک تمہارے انتظار اور تمہاری یاد میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاؤں گی اس پر سہراب نے مسکراتے ہوئے کہا! اے میری ماں تم فکر مند نہ ہو میں اپنے باپ کو ایران کا بادشاہ بنانے کے لیے اپنی کوشش کی ابتدا تو آج ہی سے کر دوں گا لیکن تم مطمئن رہو کہ میں کسی پر ظاہر ہی نہ کروں گا کہ میں رستم کا بیٹا سہراب ہوں میں اپنے باپ پر اس وقت یہ راز افشاں کروں گا جب میں اُسے ایران کے تخت پر بٹھا چکا ہوں گا اور تم جانو میری ماں! میرا باپ مجھے جوانی کی حالت میں دیکھ کر کیسا خوش اور مطمئن ہو گا سہراب کی اس گفتگو پر تہمینہ بچاری خاموش ہو رہی جب یہ سہراب اُٹھ کر باہر نکل گیا تھا۔

اور اُسی روز سے سہراب نے ایک لشکر تیار کرنے کی کوشش کر دی تاکہ وہ کسی مناسب

وقت پر ایران پر حملہ آور ہو سکے۔ ترکستان کے بادشاہ افراسیاب کو جب یہ خبر ہوئی کہ سمیگان شہر میں سہراب نام کا ایک جوان ہے جو ایران پر حملہ آور ہونے کے لیے مقامی طور پر ایک لشکر تیار کرنے کی کوشش کر رہا ہے تو وہ یہ خبر سن کر بے حد خوش ہوا اور جس روز اُس نے یہ خبر سنی تھی اسی روز اُس نے ایک قاصد سمیگان کی طرف روانہ کیا اور اُسے حکم دیا کہ سہراب نام کے اس جوان کو عزت و احترام کے ساتھ اس کے سامنے لا کر پیش کیا جائے۔

پس جس روز افراسیاب کا یہ قاصد سمیگان شہر میں تہمینہ کی حویلی میں داخل ہوا اس روز سہراب اپنے اصطبل میں اپنے گھوڑے کو کھریرا کر رہا تھا اُس قاصد نے سہراب کی ماں تہمینہ کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا اے خاتون مجھے سہراب نام کے جوان سے ملنا ہے اور مجھے خبر ہوئی ہے کہ وہ تمہارا بیٹا ہے اور یہ بھی سن رکھو کہ میں ترکستان کے بادشاہ افراسیاب کی طرف سے آیا ہوں اور افراسیاب نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ سہراب کو عزت و احترام کے ساتھ اس کے پاس لے جایا جائے۔ اور سہراب کو اس کے سامنے پیش کیا جائے۔

اصطبل میں اپنے گھوڑے کو کھریرا کرتے ہوئے سہراب نے بھی قاصد کی یہ گفتگو سن لی تھی وہ تیزی کے ساتھ اصطبل سے نکلا قاصد کے پاس آکر پہلے اس نے اُس کے ساتھ مصافحہ کیا پھر انتہائی خوشی اور اطمینان کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس نے کہا! اے ترکستان کے بادشاہ افراسیاب کے عظیم قاصد سن رکھو کہ میں ضرور تمہارے ساتھ افراسیاب کے پاس جاؤں گا اور تم آؤ دیوان خانے میں بیٹھو کہ میں کھل کر تمہارے ساتھ گفتگو کر سکوں سہراب کی ماں تہمینہ نے خفگی کا اظہار کرتے ہوئے سہراب کی طرف دیکھا شاید اس بات پر کہ وہ کیوں قاصد کے ساتھ جانے کی حامی بھر رہا ہے۔

پر سہراب نے ہاتھ کے اشارے سے اپنی ماں کو خاموش رہنے کو کہا پھر وہ قاصد کو پکڑ کر دیوان خانے میں لے گیا وہاں اس کو بٹھانے کے بعد دوبارہ اپنی ماں کے پاس آیا اُس کا ہاتھ پکڑ کر وہ دوسرے کمرے میں لے گیا اور اُسے سمجھانے کے انداز میں کہا! اے میری ماں تم فکر مند کیوں ہوتی ہو بلکہ میں تو کہتا ہوں تمہیں خوشی کا اظہار کرنا چاہیے اس لیے کہ میری دیرینہ آرزو پوری ہونے کا وقت آن پہنچا ہے۔

اے میری ماں میں ضرور اس قاصد کے ساتھ ترکستان کے بادشاہ افراسیاب کی طرف جاؤں گا ہو سکتا ہے کہ وہ میرے ارادوں کو کسی نہ کسی طرح جان اور بھانپ گیا ہو اور اسی بنا پر اس نے مجھے اپنے مرکزی شہر میں طلب کیا ہو اور اگر وہ مجھے کوئی لشکر مہیا کرتا ہے تو یہ میری خوش بختی ہو گی کیونکہ اُس لشکر کے ساتھ میں ایران کے بادشاہ کیکاؤس کو تخت سے اتار کر اپنے باپ رستم کو ایران کا بادشاہ بنا دوں گا اس پر تہمینہ نے خدشات سے بھرپور آواز میں سہراب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے میرے بیٹے ایسا کرنے میں ایک قباحت بھی تو ہے اور وہ یہ کہ ہو سکتا ہے تمہارے باپ رستم پر یہ ظاہر ہو جائے کہ تم ہی اُس کے بیٹے ہو اور اگر ایسا ہو گیا تو وہ ضرور تمہیں اپنے ساتھ سیستان کی طرف لے جائے گا اور میں یہاں تمہارے انتظار میں گھل گھل کر دم توڑ دوں گی۔

سہراب نے پیار سے اپنی ماں کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اے میری ماں تم اس وہم کو اپنے دل سے نکال دو کہ میرا باپ مجھے پہچان کر اپنے ساتھ سیستان لے جائے گا میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں اپنے باپ پر یہ ظاہر نہ کروں گا کہ میں کون ہوں اور اُس کے ساتھ میرا تعلق کیا ہے اور نہ اس پر اس وقت تک یہ ظاہر کروں گا کہ میں اس کا بیٹا ہوں جب تک میں ایران کے بادشاہ کیکاؤس کو تخت تاج سے محروم کر کے اپنے باپ کو ایران کا بادشاہ نہیں بنا دیتا پھر اے میری ماں تو مطمئن رہ میرے یہاں سے افراسیاب کے پاس جانے اور وہاں سے کسی لشکر کے ساتھ ایران پر حملہ آور ہونے میں تمہارے لیے کوئی خدشہ کوئی غم اور دکھ نہ ہو گا اس لیے کہ میں اپنا آپ اپنے باپ پر اُس وقت ظاہر کروں گا جب وہ ایران کا بادشاہ بن جائے گا اور ایسا ہونے کے بعد تم جانتی ہو میری ماں کہ وہ سیستان میں نہیں رہے گا بلکہ ایک بادشاہ کی حیثیت سے وہ ایران کے مرکزی شہر بلخ میں آ جائے گا لہذا اے میری ماں میں اور تم بھی دونوں اپنے باپ رستم کے پاس بلخ میں جا رہیں گے۔

تو اے میری ماں تو مطمئن رہ میں جو کچھ بھی کروں گا اُس میں تیرا اطمینان اور سکون ہی ہو گا پھر سہراب پیار سے اپنی ماں کا کندھا تھپتھپاتا ہوا دیوان خانے کی طرف چلا گیا سہراب نے سب سے پہلے اس قاصد کی تواضع یہ کی کہ اُس نے انگور کا رس نکال کر پلایا پھر وہ اس کے سامنے بیٹھ گیا اور اُس کو مخاطب کرتے ہوئے اُس نے پوچھا اے افراسیاب

کے قاصد کیا تم مجھے یہ بتا سکو گے کہ ترکستان کے بادشاہ افراسیاب نے کیوں مجھے اپنے پاس طلب کیا ہے اس پر وہ قاصد نشست پر سیدھا ہو کر بیٹھا پھر سہراب کو مخاطب کرتے ہوئے اُس نے کہا اے سہراب افراسیاب کے پاس یہ خبر پہنچی تھی کہ سمنگان شہر میں سہراب نام کا ایک جوان ایران کے خلاف نفرت اور حقارت کے جذبات رکھتا ہے۔

اور وہ ایران کے بادشاہ کیکاؤس کو اُس کے تخت و تاج سے محروم کرنا چاہتا ہے پس اے سہراب افراسیاب کو تمہاری یہی باتیں پسند آئی ہیں اور جب اس نے تمہیں اس لیے اپنے پاس طلب کیا ہے تاکہ تمہارے لیے ایک جرار لشکر تیار کرے اور اُس لشکر کا سپہ سالار بنا کر ایران پر حملہ آور ہونے کے لیے روانہ کرے تاکہ تم اپنی خواہش کے مطابق ایران کے بادشاہ کیکاؤس کو اُس کے تخت سے محروم کر سکو۔

تھوڑی دیر کے لیے سہراب کی گردن جھک گئی تھی اُس کے چہرے پر دور دور تک خوشی اور سکون ہی سکون تھا پھر اُس نے اپنی گردن سیدھی کی اور پانی کی دیوی ناہیدہ کی قسم کھاتے ہوئے اس نے افراسیاب کے قاصد کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! قسم ناہیدہ کی افراسیاب نے کیا خوب میرے جذبات کا اندازہ لگایا ہے اور کیا خوب اُس نے میری خواہشات کی قدر دانی کی ہے اے قاصد سنو میں تمہارے ساتھ افراسیاب کے پاس جانے کے لیے تیار ہوں اور میں لشکر کا سپہ سالار بن کر ایران پر حملہ آور ہونے کی پیشکش کو بھی بخوشی قبول کروں گا پس اب تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم کب تک یہاں سے روانہ ہو سکو گے اس لیے کہ میرا دل کہتا ہے کہ تم تھکے ہوئے ہو گے اور چند دن آرام کرنا چاہو گے اس پر اُس قاصد نے کہا نہیں ہرگز نہیں میں گذشتہ دن یہاں سمنگان میں داخل ہوا تھا اور میں نے آرام کرنے کی خاطر ایک سرائے میں قیام کر لیا تھا۔

اب میں اور میرا گھوڑا دونوں ہی تازہ دم ہیں لہٰذا جب آپ چاہیں میں آپ کے ساتھ کوچ کر سکوں گا اس پر سہراب نے فیصلہ کن انداز میں کہا اگر ایسا ہے تو پھر سنو ہم کل یہاں سے کوچ کریں گے اس لیے کہ افراسیاب کی طرف جانے کے لیے بہرحال مجھے کچھ تیاری بھی کرنا ہو گی، اس پر وہ قاصد اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور سہراب کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا! اے سہراب میں چاہتا ہوں کہ آج کا دن اور آنے والی رات کو اُس سرائے میں ہی قیام کروں گا اور میرا گھوڑا ابھی اس وقت وہیں ہے پس تم

اپنی تیاری مکمل کر لو کل اسی وقت میں پھر تمہارے پاس آؤں گا اور پھر ہم دونوں یہاں سے افراسیاب کی طرف کوچ کر جائیں گے۔

سہراب نے اُس قاصد کی گفتگو سے اتفاق کیا پس دونوں نے آپس میں مصافحہ کیا اور اُس کے بعد قاصد وہاں سے چلا گیا تھا اس طرح دوسرے روز سہراب اپنی ماں سے اجازت حاصل کرنے کے بعد اُس قاصد کے ساتھ افراسیاب کی طرف روانہ ہو گیا تھا سہراب جس روز ترکستان کے مرکزی شہر میں داخل ہوا اُسی روز اُسے ترکستان کے بادشاہ افراسیاب کے سامنے پیش کر دیا گیا تھا افراسیاب نے اُس کی بڑی عزت افزائی کی اُسے اپنے قریب ایک بلند نشست پر بٹھایا پھر بڑی شفقت سے اُسے مخاطب کرتے ہوئے اُس نے کہا! اے سہراب مجھے یہ خبر ملی تھی کہ تم ایران پر حملہ آور ہونے کے بڑے خواہش مند ہو اور تمہاری یہ بہت بڑی آرزو تھی۔

کہ تم ایران کے بادشاہ کیکاؤس کو اُس کے تخت و تاج سے محروم کر دو اور میں نے یہ بھی سنا تھا کہ تم نے ایسا کرنے کے لیے سمنگان کے شہر میں کچھ جوانوں کو اپنے ساتھ ملا کر ایک لشکر بھی تشکیل دینا شروع کر دیا تھا! اے سہراب جو کچھ میں نے سنا ہے کیا یہ سچ ہے اس پر سہراب کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی اپنی نشست پر اُس نے پہلو بدلا پھر وہ بولا! اے بادشاہ آپ نے درست ہی سنا ہے یقیناً یہ میری دلی خواہش ہے کہ میں ایران پر حملہ آور ہوں اور کیکاؤس کو اُس کے تخت و تاج سے محروم کر دوں اس لیے کہ تھوڑے سالوں میں ایران بار بار ترکستان پر حملہ آور ہوتا رہا ہے اور میری یہ خواہش ہے کہ میں ایران سے ترکستان پر گزشتہ حملوں کا انتقام لوں اس موقع پر سہراب جان بوجھ کر یہ بات چھپا گیا تھا کہ وہ ایران کے بادشاہ کیکاؤس کو تخت و تاج سے محروم کر کے اپنے باپ رستم کو ایران کا بادشاہ بنانا چاہتا ہے۔

اور ایسا اُس نے اس بنا پر کیا تھا کیونکہ اُس نے اپنی ماں تہمینہ سے وعدہ کر رکھا تھا کہ وہ اس وقت تک کسی پر یہ ظاہر نہ کرے گا کہ وہ رستم کا بیٹا سہراب ہے جب تک وہ ایران پر حملہ آور ہونے کے بعد رستم کو ایران کے تخت و تاج کا وارث نہیں بنا دیتا سہراب کے اس جواب پر افراسیاب کی آنکھوں میں خوشی کی چمک اور چہرے پر امید بھری رونقیں برس گئی تھیں۔

پھر اُس نے پیار اور شفقت سے سہراب کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اے میرے عزیز اگر ایسا ہے تو پھر سن رکھو تمہاری اس خواہش تمہاری اس آرزو کے پورا ہونے کا وقت آگیا ہے اس لیے کہ میں فیصلہ کر چکا ہوں کہ میں تمہیں ایک جرار لشکر کا سپہ سالار بنا کر روانہ کروں گا تاکہ تم ایران پر حملہ کرو اور ایران کے بادشاہ کیکاؤس کو تخت سے محروم کر کے ترکستان پر ہونے والی گذشتہ زیادتیوں کا انتقام لو اے سہراب اس لشکر کا تمہیں سپہ سالار بنایا جانے والا ہے اُس لشکر کی تشکیل اور تیاری میں نے پہلے ہی مکمل کر رکھی ہے اب یہ فیصلہ میں تم پر چھوڑتا ہوں کہ تم کب تک یہاں سے ایران کے مرکزی شہر بلخ کی طرف کوچ کرنا پسند کرو گے۔

افراسیاب کی اس گفتگو پر سہراب کی حالت عجیب سی ہو گئی تھی اور وہ یہ محسوس کر رہا تھا۔ جیسے اُس کی ساری خواہشیں ساری آرزوئیں مجسم ہو کر اُس کے سامنے آن کھڑی ہوں تھوڑی دیر تک وہ ان ہی خیالات میں ڈوبا رہا پھر اُس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور افراسیاب کو مخاطب کر کے اُس نے کہا اے بادشاہ میں ایک ماہ تک یہاں آپ کے پاس قیام کروں گا اور جس لشکر نے میرے ساتھ روانہ ہونا ہے اُسے میں اپنے اندازوں اور اپنے طریقوں کے مطابق تربیت دوں گا تاکہ جنگ میں وہ لشکر میرے اشاروں پر کام کر سکے اور میں ایران کے بڑے سے بڑے لشکر کو بھی شکست دینے میں کامیاب ہو سکوں اس پر افراسیاب نے سہراب کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

اے سہراب اس معاملہ میں تم سے مکمل طور پر میں اتفاق کرتا ہوں اگر تم ایک ماہ تک اپنے لشکر کو اپنے طریقہ کار کے مطابق تربیت دیتے ہو تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تم اپنی خواہش کے مطابق اس لشکر سے کام لے سکو گے اس کے ساتھ ہی افراسیاب اٹھ کھڑا ہوا اور سہراب سے اُس نے کہا اے میرے عزیز اب تم میرے ساتھ آؤ تاکہ میں تمہیں بتاؤں کہ شاہی محل کے کس حصے میں تمہارا قیام ہو گا اور کن میدانوں کے اندر تم اپنے لشکر کو تربیت دو گے سہراب بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور پھر افراسیاب اس کا ہاتھ تھام کر اُسے اپنے کمرے سے باہر لے جا رہا تھا۔

اپنے لشکر کو لگاتار ایک ماہ تک تربیت دینے کے بعد سہراب نے ایران کی طرف کوچ کیا ایران کے بادشاہ کیکاؤس کو جب خبر ہوئی کہ ایک ہزار لشکر ترکستان سے اس کی سرزمین پر حملہ آور ہونے کے لیے کوچ کر چکا ہے تو اس نے دو کام کیے اول یہ کہ اس نے رستم کو سیستان سے طلب کر لیا اور دوسرا کام اُس نے یہ کیا کہ جرار لشکر اُس نے بھی تیار کیا اور اسے سہراب کا راستہ روکنے اور اُس کی سرکوبی کرنے کے لیے روانہ کر دیا ترکستان اور ایران کے یہ دونوں عساکر اپنی سرحدوں پر ایک دوسرے کے خلاف صف آراء ہوئے ایرانیوں کا خیال تھا کہ وہ اس جنگ میں ترکوں کو مار بھگائیں گے۔

لیکن جب جنگ شروع ہوئی تو ترکوں نے ایرانیوں کو روند کر رکھ دیا اس لیے کہ سہراب بہترین انداز میں لشکر کی کمان داری کر رہا تھا یہاں ترکوں کے ہاتھوں ایرانیوں کو ذلت آمیز شکست ہوئی اور سہراب کے سامنے سے ایرانی لشکر بھاگ کھڑا ہوا ایران کے بادشاہ کیکاؤس کو جب اس ایرانی لشکر کی شکست کی اطلاع ملی تو اُس نے سہراب کو روکنے کے لیے ایک اور لشکر روانہ کیا لیکن سہراب ایسی غضبناکی کے ساتھ اس لشکر پر بھی حملہ آور ہوا کہ اُسے بھی اُس نے شکست دی اس طرح لگاتار تین چار بار سہراب نے ایرانی لشکر کو روندھا اور اُسے شکست دے کر اپنے سامنے سے بھاگ جانے پر مجبور کر دیا تھا۔

یہاں تک کہ سہراب کا باپ رستم بھی سیستان سے بلخ پہنچ گیا میں ایران کے بادشاہ کیکاؤس نے اپنی ساری عسکری قوت کو جمع کیا ایک بہت بڑا لشکر اُس نے تیار کیا اور اس لشکر کا سالار رستم کو بنا کر اس نے سہراب سے جنگ کرنے کے لیے روانہ کر دیا۔

سہراب دُور تک یلغار کرتا ہوا ایران کے خوب اندر تک چلا گیا تھا کہ رستم نے اپنے لشکر کے ساتھ اس کی راہ آن روکی پس جنگ کرنے کے لیے دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے خیمہ زن ہونے کے بعد صف آراء ہوئے جب دونوں لشکر جنگ کرنے کے لیے تیار ہو گئے تب رستم اپنے گھوڑے پر سوار اور اپنی تلوار فضا میں بلند کیے اپنے لشکر سے نمودار ہوا دونوں لشکروں کے وسط میں آکر اُس نے بلند آواز میں سہراب کے لشکر کی طرف منہ کر کے پکارا کہ کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو میرے ساتھ انفرادی جنگ کرے اور دیکھے کہ میری تلوار کی دھار اور اس کی کاٹ کیسی ہولناک ہے۔

اس پر سہراب نے اپنے گھوڑے کو ایڑھ لگائی اور رستم کی طرف بڑھا اور اس کے سامنے اپنے گھوڑے کو روکتے ہوئے کہا! اے ایران کے عسکری! میں نہیں جانتا تو کون ہے اور تیرے لشکر میں تیری کیا حیثیت ہے پر تو نے میری خواہش کی ضرور تکمیل کی ہے میں چاہتا تھا کہ ایرانی لشکر سے نکل کر مجھے انفرادی جنگ کی کوئی دعوت دے پس میں تیرے ساتھ ان بدلیوں کے اندر جنگ کروں گا اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تمہیں چت کر کے واپس چلا جاؤں گا رستم اور سہراب اس موقعہ پر چونکہ دونوں اپنے چہرے اپنے آہن خودوں کے اندر چھپائے ہوئے تھے۔

لہٰذا وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ نہ سکتے تھے اور اگر دیکھ بھی لیتے تب بھی وہ باپ بیٹا ایک دوسرے کو پہچان تو نہ سکتے تھے اس لیے کہ انہوں نے زندگی بھر ایک دوسرے کو دیکھا تک نہ تھا رستم کو شاید سہراب کی گفتگو پسند آئی تھی لہٰذا اس نے اُسے مخاطب کر کے کہا! اے میرے مقابل آنے والے کیا تو مجھے اپنا حسب و نسب نہ بتائے گا۔ اور مجھ سے بھی نہ پوچھے گا کہ میں کون ہوں اور اپنے لشکر کے اندر میں کیا حیثیت رکھتا ہوں سہراب نے رستم کی اس گفتگو کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا! میں حسب و نسب پوچھنے کا قائل نہیں ہوں اور نہ ہی میں اسے جاننے اور بتانے کی ضرورت محسوس کرتا ہوں میں تو صرف یہ جانتا ہوں کہ میں نے اس میدان میں تمہیں زیر کرنا ہے اور ایرانی لشکر کی تباہی اور بربادی کا باعث بننا ہے۔

سہراب کے اس دعویٰ پر رستم نے کہا اگر ایسا ہے، تو پھر سن رکھو کہ میں آج تک کسی ظالم سے دبا ہوں، نہ میں کسی متکبر کے سامنے جھکا ہوں۔ اے میرے سامنے آنے والے اور میرا مقابلہ کرنے والے نوجوان! اپنے دل کی قرطاس پر یہ لکھ رہا ہوں کہ اپنی طویل زندگی میں بڑے بڑے بہادروں اور شہ زوروں پر میں حملہ آور ہوا اور انہیں عذابناک لمحوں میں مبتلا کر کے ان کی رگوں میں خوف کا رقص بھرا میں نے ان کی حالت شوریدہ فراجی اور اعصاب شکنی جیسی کر کے رکھ دی تھی اے نوجوان! سن رکھ! موت و حیات کی اس کشمکش کے دوران میں تیری حالت بھی مشیت کی چکی میں پستے ذروں، بے کراں ٹھہرے سنسان سناٹوں، سنگتی ریت کے صحرا اور رقت کے کانٹے منحوس سمندر جیسی کر کے رکھ دوں گا اور جب میں تجھے خون میں نہلا کر زمین پر چت کر کے اور تیری چھاتی پر اپنا پاؤں رکھ کر اپنی فتح مندی کا اعلان کر رہا ہوں گا۔ اس وقت تو پچھتا رہا ہو گا کہ تو نے کیوں میرے ساتھ مقابلہ کرنے کی ٹھانی۔

جب رستم خاموش ہوا تب سہراب نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے اجنبی! میں نہیں جانتا تو کون ہے۔ اور کیوں میرے ہاتھوں اپنی موت طلب کرنے آگیا ہے اور میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ تو سنجیدہ گفتگو سے لاف زنی پر بھی اتر آیا ہے اگر ایسا ہے تو پھر میری بھی سن۔ میں دیکھتا ہوں کہ تیری عمر ڈھلتی جا رہی ہے۔ جب کہ میں تیرے سامنے ایک نوجوان کھڑا ہوں۔ تیری میری حالت ایسے ہی ہے جیسے ایک طرف طلوع ہوتا اور دوسری طرف غروب ہوتا سورج ہو۔

اے اجنبی! تو بھی اپنے صفحۂ دل پر لکھ رکھ کہ میں ان جوانوں میں سے ایک ہوں جو آندھیوں کی شدت اور افق کی لالی کی طرح تمدن پر کمند، اور طوفانوں پر زقند لگاتے ہیں میں یہ بھی جانتا ہوں کہ نیزے کی چمکتی انی اور سر کا خون فشاں تلوار قہر انبیت برساتی ہوئی حسرتوں کے انبار اور زندگی کی محرومیوں کے ڈھیر لگا دیتی ہے۔ میں نے دکھوں کا آسیب اور غموں کی یلغار بن کر بڑے بڑے سورماؤں کو شرافت نسبی اور وقار و اکرام سے محروم کر دیا۔ اے اجنبی! میں وہ جوان ہوں جو اپنی فتح مندی کی خاطر جسموں کو لخت لخت، روحوں کو ریزہ ریزہ اور طاقت و قوت کی تنقید و تذلیل اور شکست و ریخت کو فن جانتا ہے پس میرے ساتھ مقابلہ کرنے سے قبل یہ سوچ کر میری طرف بڑھنا کہ تیرا مقابلہ ایک دریدہ دہن وحشی اور وقت کی آندھیوں کے بدترین آشوب سے ہے۔

رستم نے اپنے سر پر اپنا آہنی خود درست کیا، اپنے سامنے اس نے اپنی تلوار لہرائی اور پھر فیصلہ کن انداز میں اس نے کہا! اے اجنبی! آ باتوں اور طنز میں وقت ضائع کرنے کے بجائے مقابلے کا آغاز کریں اور دیکھیں کہ کس کی تلوار کسے زیر کرتی ہے یہ دیکھیں زندگی کس کا ساتھ دیتی ہے اور تقدیر کے گماشتے کس کی پیشانی پر فتح مندی کی مہر ثبت کرتے ہیں۔ سہراب نے اس بار جواب میں کچھ بھی نہ کہا بس اس نے بھی اپنا خود درست کیا۔ اپنی تلوار اپنے سامنے لہرائی۔ پھر وہ دونوں دستِ اجل کی سفاکی اور زوال و فنا کی درندگی کی طرح ایک دوسرے پر حملہ آور ہو گئے تھے۔

دونوں کافی دیر تک جم کر لڑتے رہے۔ اور ان دونوں کے اس مقابلے کے دوران

رزم گاہ پر گہری خاموشی اور بھیانک سکوت طاری رہا۔ ایسا لگتا تھا ان دونوں نے فیصلہ کر لیا ہو کہ وہ ایک دوسرے کی آمریت کی رعونت، حسنِ عمل اور اعتماد کو پارہ پارہ کر کے رکھ دیں گے۔ پھر آہستہ آہستہ اس مقابلے کے نتائج سامنے آنے لگے کیونکہ سہراب کی حالت تھکاوٹ و درماندگی میں۔ ضمیر کے بوجھ ندامت کے احساس اور بوجھ تلے دبی گردن جیسی ہونا شروع ہو گئی تھی۔ بلکہ دوسری طرف رستم اسی وقت کے ریت سلگتی دہلی سے کے صحرا! دروازوں پر دستک دیتے اپنے والی آندھیوں اور تابندہ لمحات کی طرح ابھی تازہ دم ہی تھا اور وہ تیز غراتی ہوئی موجوں کی طرح حملہ آور ہو رہا تھا۔ رستم نے بھی سہراب کی اس حالت کا اندازہ لگا لیا تھا۔ لہٰذا اس مقابلے کا خاتمہ کرنے کی خاطر ایک بار بلند آواز میں اس نے اپنا جنگی نعرہ مارا پھر اس نے تقدیر کے اٹھتے بگولوں وقت کے بپھرے ہوئے تند دھاروں کی طرح ایک خوف ناک وار سہراب پر کیا سہراب اپنی تھکن اور پژمردگی کے باعث اس وار کو روک نہ سکا اور رستم کی تلوار سہراب کے سینے میں سے ہوتی ہوئی پار ہو گئی تھی۔ سہراب کے ہاتھ سے اس کی تلوار اور ڈھال گر گئی وہ کھجور کے کٹے ہوئے تنے کی طرح زمین پر گر گیا تھا۔ سہراب کے زمین پر گرتے ہی رستم پریشان اور حیرت زدہ ہو کر رہ گیا تھا۔ زمین پر گرنے سے سہراب کا بازو ننگا ہو گیا تھا اور رستم نے دیکھا اس کے بازو پر وہی مہرہ بندھا ہوا تھا جو سمیگان شہر سے رخصت ہوتے وقت اس نے اپنی بیوی تہمینہ کو دیا تھا۔ انتہائی تعجب کی اور پریشانی میں رستم آگے بڑھا سہراب کے پاس وہ بیٹھ گیا پھر اس نے پوچھا۔

اے اجنبی نوجوان! کیا اب بھی تو مجھے یہ نہ بتائے گا کہ تو کون ہے۔ تیرا کیا نام ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ یہ قیمتی مہرہ جو تیرے بازو پر بندھا ہوا ہے یہ تو نے کہاں اور کس سے حاصل کیا ہے۔ سہراب نے اپنے آپ کو سنبھالا غور سے اس نے ایک بار رستم کی طرف دیکھا۔ پھر اس نے پانی مانگا۔ رستم فوراً اٹھ کر اپنے گھوڑے کی طرف بھاگا۔ زین سے بندھی ہوئی چھاگل اس نے اتاری اور سہارا دے کر اس نے خود سہراب کو پانی پلایا، سہراب نے اپنا منہ صاف کیا پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے زخم سے بہتے والے خون کو دباتے ہوئے اس نے کہا۔ اے اجنبی! اب میں ضرور تیرے سوالوں کا جواب دوں گا۔ سن! میرا نام سہراب ہے اور میں سمیگان شہر کا رہنے والا ہوں ترکستان کے بادشاہ نے میری بہادری اور ایران کے بادشاہ کے خلاف میری نفرت کے چرچے سن کر مجھے اپنے لشکر کا سالار مقرر کر کے اس طرف روانہ کر دیا۔ آہ برا ہوا اس وقت کا جب میں نے اس عہدے کو قبول کیا۔ اور ترکستان کے اس لشکر کا سالار بن کر ادھر روانہ ہوا۔

آہ! میں اب مر رہا ہوں۔ اور جب سمیگان شہر میں میری موت کی خبر میری ماں کو ہو گی تو وہ بچاری اور دکھیاری ماں زندہ نہ رہ سکیگی۔ کیونکہ وہ تو مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتی ہے اور اے اجنبی! یہ جو تو نے مہرے کی بات کی ہے تو یہ مہرہ میری ماں نے میرے بازو پر باندھا تھا۔ رستم نے چونک کر پوچھا۔ اے سہراب تیری ماں کا نام کیا ہے۔ اس پر سہراب نے اذیت اور کرب کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ اس کا نام تہمینہ ہے اور وہ سمیگان شہر کے حکمران کی بیٹی ہے۔ اس بار رستم نے ٹوٹتی آواز اور ڈوبتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔ اور اے سہراب تیرے باپ کا کیا نام ہے۔ سہراب بڑی مشکل سے بولا میرے باپ کا نام رستم ہے۔ اور میں ترکستان کے لشکر کا سپہ سالار بن کر صرف اسی غرض سے اس طرف آیا تھا کہ ایران کے بادشاہ کو ہٹا کر اپنے باپ رستم کو ایران کے تخت و تاج کا مالک بنا دوں۔ اس پر رستم سہراب سے چمٹ گیا اور دھاڑیں مار مار کر رونے لگا۔

سہراب نے اپنے زخم کی تکلیف کو ضبط کرتے ہوئے دکھ اور تعجب کی ملی جلی آواز میں پوچھا اے اجنبی تو کیوں روتا ہے کیوں مجھ سے چمٹ کر آہ و زاری کا اظہار کرتا ہے۔ میں تو اب چند لمحوں کا مہمان ہوں۔ تجھے تو خوش ہونا چاہیے کہ تو یہ مقابلہ جیت چکا ہے اور میں تیرا مدِ مقابل تیرے سامنے چیت اور شکست خوردہ پڑا ہوا ہوں۔ میں حیران ہوں کہ اپنی کامیابی اور فوزمندی پر خوشیاں منانے کے بجائے تو کیوں مجھ سے لپٹ کر رو رہا ہے کیا تو اپنی اس فتح پر خوش نہیں کیا تو اپنی اس کامیابی پر مطمئن نہیں ہے۔

رستم نے اپنے آپ کو سنبھالا، اور سہراب سے کہا، اے سہراب! یہ مقابلہ تو نہیں میں ہارا ہوں جس طرح پانی رواں ہو تو پانی رہتا ہے ورنہ غلاظت بھرا جوہڑ کہلاتا ہے۔ ایسے ہی انسان کی نسل چلتی رہے تو وہ یاد کیا جاتا ہے۔ ورنہ دہر کی یہ گردش اسے فراموش کر کے رکھ دیتی ہے۔ اے سہراب! میری حالت بھی ایک غلاظت بھرے جوہڑ جیسی ہو کر رہ گئی ہے۔ آہ اس مقابلے کے میدان میں بدنصیبی کے سائے اور قسمتوں بیوپاری لمحے میری گھات میں تھے۔ اے سہراب! میں تیرا باپ رستم ہوں۔

اے میں وہی ہوں جسے تو ایران کا تاج و تخت دلانے کی خواہش لے کر آیا تھا۔ اے میرے فرزند! کاش تو نے مجھے یہ مقابلہ شروع کرنے سے قبل باپ کا نام اور اپنا حسب و نسب ہی بتا دیا ہوتا۔ تو میں آج یہ خونی لمحات اور ویران و برباد کر دینے والی ساعتیں نہ دیکھ رہا ہوتا۔

سہراب اپنے زخم کی تکلیف اور اذیت کو فراموش کرتے ہوئے بری طرح رستم سے لپٹ گیا۔ اور مایوسیاں ٹپکاتی آواز میں اس سے کہا "اے میرے باپ! کاش مجھے خبر ہوتی کہ یہ مقابلہ میں اپنے ہی باپ کے ساتھ کر رہا ہوں تو میں اپنا ہاتھ روک دیتا۔ اے میرے باپ ایک سمنگان شہر سے نکلنے کے بعد آپ نے میری اور میری ماں کی خبر تک نہ لی۔ حالانکہ میں روزانہ سمنگان شہر سے باہر نکل کر آپ کے اس راہ انتظار کیا کرتا تھا کہ شاید کسی روز آپ آجائیں۔

رستم نے سہراب کی پیشانی چومی اور کہا "اے میرے فرزند! میری سب سے بڑی خواہش تھی کہ میرے ہاں بیٹا ہو۔ لیکن جب تیری ماں نے میرے ہی بھیجے ہوئے ایلچی کے ذریعے مجھے یہ کہلا بھیجا کہ میرے ہاں لڑکی ہوئی ہے تو میں دل برداشتہ سا ہو گیا اور پھر سمنگان کا کبھی رخ نہ کیا۔ سہراب بڑی مشکل سے جواب دینے کی خاطر بولا "اے میرے باپ میری ماں نے اس لیے لڑکی بتایا کہ اسے خدشہ تھا کہ اس نے یہ بتا دیا کہ بیٹا پیدا ہوا ہے تو آپ اپنے بیٹے کو اپنے ساتھ سیستان لے جائیں گے اور وہ بچاری اکیلی سمنگان شہر میں اپنے بیٹے کے انتظار میں گیلی لکڑی کی طرح سلگ سلگ کر ختم ہو جائے گی۔

سہراب اپنی لمحہ بہ لمحہ ٹوٹتی آواز کو سنبھالنے کے لیے تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر اس نے مدھم، کمزور اور دھیمی سی آواز میں کہا "پر اب ایسی گفتگو کا کیا فائدہ۔ اب تو تقدیر کے عناصر اپنا کام کر چکے ہیں۔ اب تو موت کی کالی گاڑھی چپ دلدل میرے سامنے ہے، گدھ کی چونچ کی طرح مرگ میری منتظر ہے۔ آہ اجل کی بیڑیاں جھنجھنا رہی ہیں۔ چند ہی لمحوں بعد میری ساری صداقتیں خاموش ہو جائیں گی، موت اور عمل کے درمیان فاصلے ختم ہو جائیں گے۔ موت خوفناک سیاہ رات اور راز ہائے سربستہ کی طرح مجھ پر چھا جائیگی۔ کاش میری مرگ پر میری ماں کو کوئی تسلی دینے والا ہوتا یا میرا کوئی اور بہن بھائی ہی ہوتا جس کی موجودگی میں وہ میری مرگ کو فراموش کر سکتی۔ ہائے حیف! میری ماں کی حالت ہزاروں سلگتی ساعتوں اور اندھیروں کے خزانوں جیسی ہو کر رہ جائیگی۔

رستم بے تاب ہو کر سہراب کے منہ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا تھا۔ پھر وہ بری طرح اس سے لپٹ کر آہ و زاری کرنے لگا تھا۔ اچانک رستم نے بے چین ہو کر سہراب کے منہ سے اپنا ہاتھ ہٹایا تھا اسے یوں لگا تھا جیسے سہراب کی سانس بند ہو گئی ہو تڑپ کر جب اس نے سہراب کی نبض پر ہاتھ رکھا تو اس کی حالت ذلت و بےبسی کے کفن جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ اس لیے کہ سہراب دم توڑ چکا تھا۔ آہ و زاری کرتے ہوئے رستم نے سہراب کی لاش کو اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھا کر اپنے گھوڑے پر رکھا۔ پھر اس نے دونوں لشکروں پر راز کھول دیا کہ سہراب میرا بیٹا ہے۔ اس پر ترکستان کا لشکر جنگ کیے بغیر واپس لوٹ گیا جب کہ رستم بھی اپنے بیٹے کی لاش لے کر اپنے لشکر کے ساتھ واپسی کا کوچ کر گیا تھا۔ بیٹے کی مرگ غم رستم برداشت نہ کر سکا۔ اور کچھ ہی دنوں بعد وہ خود بھی موت سے ہم آغوش ہو گیا تھا۔

یثرب سے نکلنے کے بعد یوناف اور ابلیکا امیریان[1] کی سرزمین میں نمودار ہوئے وہ ساحل سمندر پر نمودار ہوئے تھے۔ جہاں کچھ کشتیاں کھڑی تھیں۔ ایک بوڑھا کنارے پر بیٹھا ٹوٹے ہوئے جال مرمت کر رہا تھا۔ اور اس کے قریب عقب میں ان گنت مرد، عورتیں اور بچے کنارے پر کھڑی کشتیوں کے اندر سے مچھلیاں نکال نکال کر ناریل کی بنی ہوئی چٹائیوں پر رکھ رہے تھے۔ یوناف نے دیکھا وہ لوگ ناریل اور گھاس کے ریشے یا کھال کے لباس پہنے ہوئے تھے، مرد زیادہ تر لنگوٹ میں تھے جب کہ عورتوں کا لباس ان سے مختلف تھا۔ کچھ کشتیاں سمندر کے اندر تیر رہی تھیں۔ اور ان میں سوار مرد اور عورتیں جال پھینک پھینک کر مچھلیاں پکڑ رہے تھے۔

یوناف آگے بڑھ کر اس بوڑھے کے پاس آیا کہ اسے مخاطب کرتے ہوئے اس نے.

---

[1] امیریان ایک بہت بڑا جزیرہ ہے۔ آج کل یہ انڈونیشیا میں شامل ہے۔ اس کا موجودہ نام نیوگینی ہے۔ یہاں کے لوگ نیم وحشی اور کچھ آدم خور بھی تھے (ماخوذ از تاریخ انڈونیشیا از ادارہ ثقافت اسلامیہ)

پوچھا اے میرے بزرگ! میں ان سرزمینوں کے اندر اجنبی ہوں۔ اگر آپ میری خاطر کچھ وقت نکال سکیں تو میں ان سرزمینوں اور یہاں کے رہنے والے باشندوں کی معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ میرا نام یوناف ہے اور مغرب کی سرزمینوں سے اس طرف آیا ہوں۔ اس بوڑھے نے چال مرمت کرنا بند کر دیا۔ ایک بار غور سے اس نے یوناف کی طرف دیکھا پھر کہا۔ بیٹھو! تم اپنے چہرے سے مجھے کوئی اچھے اور نیک انسان لگتے ہو میرا نام ماترم ہے اور جس سرزمین میں تم کھڑے ہو اس کا نام ایریان ہے۔

اے اجنبی! میں نہیں جانتا تم کس غرض سے ان سرزمینوں کی طرف آئے ہو تاہم میں تمہیں ضرور اس سے متعلق تفصیل کے ساتھ بتاتا ہوں۔ جس سرزمین کے اندر اس وقت تم کھڑے ہو اور اس کے اطراف واکناف کے دوسرے جزائر میں زیادہ تر کیپشی، ہنگونی، زنگی، پاپوانی، مابلیتا یانی اور حاوی نسل کے لوگ بستے ہیں۔ یہاں کے لوگ قبیلوی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور قبیلے کا سردار ہی ان کا حاکم ہوتا ہے اور اس سردار کو بنگولو کہہ کر مخاطب کیا جاتا ہے

ان سرزمینوں کے اندر دو طرح کے لوگ بستے ہیں۔ ایک وہ جو ہماری طرح سمندر یا دریاؤں کے ساحل یا اندرون ملک میں رہتے ہیں اور اپنے لیے باقاعدہ گھر بنا کر زندگی بسر کرتے ہیں ایسے لوگوں کا بڑا ذریعہ آمدنی زراعت ہے۔

دوسری قسم کے لوگ وحشی یا نیم وحشی ہیں۔ ایسے لوگ غاروں یا درختوں اور چٹانوں پر گھاس پھونس کی جھونپڑیاں بنا کر رہتے ہیں۔ مرد اور عورت دونوں کو ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کا حق حاصل ہے۔ بچوں کی پرورش کا زیادہ تر ذمہ دار باپ کے بجائے ماموں ہوتا ہے۔ یہ وحشی قبائل جنگل کی پیداوار پر گزر بسر کرتے ہیں۔ لیکن ان میں سے اکثر لوگ آدم خور بھی ہیں۔ اور ان لوگوں کے اندر انسانوں کے سر کاٹنے کا طریقہ بھی رائج ہے ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ جس شخص کا سر کاٹ لیا جائے اس کی روح سر کاٹنے والے کی تابع اور غلام بن جاتی ہے، چنانچہ یہ لوگ اپنے دشمنوں کے سر کاٹ کر محفوظ رکھتے ہیں۔ تاکہ

---

[1] ماخوذ از تاریخ انڈونیشیا

[2] یہ تفصیل افسانوی نہیں بلکہ انڈونیشیا کی باقاعدہ تاریخ سے حاصل کی گئی ہے۔

بہت سی روحیں ان کی غلام بن کر رہیں۔

اس کے علاوہ کٹے ہوئے یہ انسانی سر ان کے معاشرتی مسائل کا ایک حل بھی ہے کیونکہ جب کبھی یہ لوگ اپنے دشمنوں کے سر کاٹتے ہیں۔ اور جن کے سر کاٹے جاتے ہیں ان کے رشتہ دار جب کٹے ہوئے سر طلب کرنے آتے ہیں تو یہ لوگ ان سے معاوضہ لے کر سر واپس کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے یہ کٹے ہوئے سر ان لوگوں کی روزی کا ایک ذریعہ ہیں۔ اس کے علاوہ ان کٹے ہوئے سروں کو عبادت اور جادو کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ یہاں کے لوگ عموماً مردوں کی پرستش کرتے ہیں۔ روحوں کے بہت زیادہ قائل ہیں اور اچھی بری روحوں کو خوش کرنے کے لیے مرغ، سوئر، بھینس اور بعض اوقات آدمی کی بھی قربانی دیتے ہیں۔ اکثر لوگ یہاں دیوتاؤں کو مانتے ہیں۔ اور سب سے بڑا دیوتا انگروٹ[1] ہے جس کے مندر اس سرزمین پر تم اکثر دیکھو گے۔ انگیر و دیوتا کا سب سے بڑا مندر مرادک میں ہے۔

یہ سمندر کے کنارے سامنے جو بستیاں دکھائی دے رہی تھیں، یہی مرادک شہر ہے اور اس کے مشرق سمندر کنارے کی چٹانوں کے اوپر انگرو دیوتا کا سب سے بڑا مندر ہے ان مندروں کے نگران اور پجاری زیادہ تر جادوگر ہی ہوتے ہیں اور یہ اپنے منتروں کے ذریعے لوگوں کا علاج بھی کرتے ہیں یہاں کے لوگوں کا عقیدہ ہے کہ موت بھی ایک جادو ہے اور بھوت یہ جادو کرتے ہیں۔ بیماری بھی ان کے خیال میں ایک جادو ہی ہے اور یہ بھی بھوتوں کی شرارت ہوتی ہے۔ لہٰذا لوگ اپنی زندگی میں جادو کو بڑی اہمیت دیتے ہیں۔ یہاں کی آب و ہوا بہت گرم اور خشک ہے۔ وسطی علاقوں میں بہت بلند کوہستانوں کے سلسلے بھی ہیں۔ جو آتش فشاں ہیں اور اکثر لاوا رکھتے ہیں۔ یہاں کی خاص پیداوار میں گندم، چاول، ساگو دانہ، روئی، سنکتا کی چھال، کوکو، ناریل، نیشکر اور مونگ پھلی ہوتی ہے۔ زراعت گلہ بانی اور ماہی گیری بھی لوگوں کے بہترین معاش میں ہے۔

یہاں شکار کیے جانے والے جانور بھی بکثرت ہوتے ہیں۔ پرندوں میں یہاں کا مرغ بہت مشہور ہیں۔ مرادک کے علاوہ خاک[2] اور جانو کواری بھی یہاں کے بڑے شہر ہیں۔ مرادک

---

[1] انگرو کو ہندو اپنے سب سے بڑے دیوتا برہما کا بیٹا قرار دیتے ہیں۔ جو ڈاکو ہو گیا تھا۔

[2] تاریخوں میں خاک خک اور مانو کواری کو دوارہ بھی لکھا گیا ہے بلکہ مرادک شہر کو مراڈک تحریر کیا گیا ہے۔

بندرگاہ ہے جس سے دوسرے جزائر کو مال آتا جاتا ہے۔

مازم نام کا وہ بوڑھا ماہی گیر چند ثانیوں تک خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے ایک طرح کے تعجب میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اے اجنبی تو نے مجھے اپنا نام تو بتا دیا ہے کہ تیرا نام یوناف ہے پر تو نے ابھی تک یہ تو نہیں بتایا کہ اس طرف آنے کی تیری غرض و غائت کیا ہے۔ بوڑھے مازم کے اس سوال کے جواب میں یوناف نے کہا۔ "اے بزرگ مازم! میں تو بس ایک سیاح ہوں اور اللہ کی وسیع زمین میں گھومتا پھرتا ہوں۔ مازم نے پھر پوچھا، یہ اللہ کیا ہے؟ یوناف بولا اللہ وہ ہستی ہے جس نے ساری مخلوق کو پیدا کیا۔ اس نے انہیں بھی پیدا کیا جنہیں تم لوگ دیوتا تسلیم کر لیتے ہو۔ وہ تو ساری کائنات کا مالک ہے۔

مازم نے حیرت اور پریشانی ملی جلی کیفیت میں پوچھا، "کیا اللہ دیوتاؤں سے بھی بڑا ہے" یوناف سنجیدگی میں بولا بزرگ مازم! ساری دنیا کے دیوتا اس کے سامنے ایسے ہی ہیں جیسے ایک مالک کے سامنے اس کے ادنی غلام" حیرت میں سر ہلاتے ہوئے مازم نے کہا "آج تم نے ایک عجیب ہی بات بتا دی ہے جس نے میرے ذہن میں اضطراب اور ہلچل میں پیدا کر دی ہے۔ مازم کچھ دیر خاموش رہا۔ شاید وہ کچھ سوچتا رہا۔ پھر وہ یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کچھ پوچھنا ہی چاہتا تھا کہ چھوٹی سی ایک کشتی سمندر سے نکل کر کنارے پر اس کے قریب آگئی۔ اس کشتی میں صرف ایک ہی جوان تھا جو سمندر سے مچھلیاں پکڑ کر لایا تھا اس لیے کہ کشتی میں مچھلیاں رکھی ہوئی تھیں جب وہ جوان اپنی کشتی کو خشکی پر چڑھا کر مازم کے قریب آیا تب مازم نے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔

اے اجنبی سیاح! یہ میرا بیٹا ہے۔ اس کا نام ملاکا ہے اور یہ اپنی کشتی میں مچھلیاں پکڑ کر لایا ہے۔ پھر مازم نے اپنے بیٹے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے ملاکا، یہ ایک اجنبی ہے سیاح ہے اور اس کا نام یوناف ہے۔ یہ یہاں رک کر مجھ سے اس سرزمین سے متعلق تفصیلات معلوم کر رہا تھا۔ ملاکا نے آگے بڑھ کر یوناف سے مصافحہ کیا۔ پھر وہ اپنے باپ مازم کے پاس بیٹھ گیا تھا یوناف ہی آگے بڑھ کر مازم کے سامنے ریت پر بیٹھ گیا۔ پھر اس نے مازم سے پوچھا "اے بزرگ مازم کیا اس مرادک شہر بندرگاہ والے علاقے کے قریب قیام کرنے کے لیے مجھے کوئی سرائے مل جائیگی؟

مازم نے خوف زدہ سے انداز میں یوناف کی طرف دیکھا۔ پھر اس نے خدشات سے بھرپور آواز میں کہا۔

اے یوناف! مرادک شہر کی بندرگاہ کے علاقے میں قیام کرنے کے لیے ایک چھوڑ کئی سرائے ہیں۔ پر ان سراؤں کے اندر زیادہ وہ سوداگر قیام کرتے ہیں جس کا تعلق اسی سرزمین سے ہوتا ہے اور وہ کشتیوں کے ذریعے اپنا مال دوسرے جزائر کو بھجوانے کے لیے آتے ہیں کبھی یہاں کی سرزمین ایک ایسا دور تھا کہ ہندوستان کے سوداگر خشکی کے راستے یہاں آتے اور یہاں سے گرم مصالحے لے کر جایا کرتے تھے۔ سوائے یوناف مرادک شہر کی ان سراؤں کے اندر تمہارا قیام کرنا خطرے سے خالی نہیں ہے۔ اول یہ کہ تم اکیلے اور تنہا ہو۔ دوئم یہ کہ تمہاری شکل و صورت سے ہی ظاہر ہو جاتا ہے کہ تمہارا تعلق اس سرزمین سے نہیں بلکہ تم اجنبی ہو۔ لہذا مجھے خوف ہے کہ تم پر ضرور کوئی ہاتھ ڈالے گا اور تمہیں قتل کر کے تمہارے پاس جو کچھ ہے اُسے حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ یہاں کے لوگ زیادہ تر وحشی اور نیم وحشی ہیں اور لوگوں کے سر کاٹنا ان کی خوشی اور اطمینان کا باعث ہے۔

سنو یوناف یہاں رہتے ہوئے دو چیزوں سے پرہیز کرنا۔ ایک یہ کہ کسی سرائے میں قیام نہ کرنا اور دوئم یہ کہ مرادک شہر کے مشرق میں انگمرو دیوتا کے مندر سے ذرا آگے ایک قبرستان ہے۔ اے یوناف رات کے وقت اس قبرستان کی طرف بھی مت جانا۔ ورنہ تم اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔ ویسے میں تمہیں خلوص کے ساتھ مشورہ دوں گا کہ تم کسی سرائے میں قیام مت کرو۔ نقصان اٹھاؤ گے۔ جتنے دن تم نے یہاں قیام کرنا ہے۔ میرا گھر حاضر ہے اس کے اندر تم جب تک چاہے رہو۔ وہاں تمہیں کوئی خطرہ نہ ہو گا۔ ہم گھر کے صرف دو ہی افراد ہیں ایک میں اور ایک یہ میرا بیٹا ملاکا۔ اور ملاکا ایک جزیرے

لے ماہرِ ارضیات کا خیال ہے کہ قدیم دور میں انڈونیشیا کے جزائر براعظم ایشیا سے ملے ہوئے اس وقت قطبین پر بہت زیادہ برف جمی ہوئی تھی اور سمندر کی سطح موجودہ سطح سے دو سو فٹ کم تھی لہذا انڈونیشیا خشکی کے ذریعے ایشیا سے ملا ہوا تھا۔ بعد میں جب قطبین کی برف پگھل گئی۔ سمندر کی سطح بلند ہو گئی تو خشکی کے یہ راستے سمندر میں ڈوب گئے۔

کابھی نام ہے اور میں تمہیں یہ ہی بتا تا چلوں کہ یہاں کے لوگ اپنے جزیروں کے ساتھ محبت کے اظہار کے طور پر اپنے بچوں کے نام بھی اپنے جزیروں کے ناموں پر رکھتے ہیں۔

ماترم جب خاموش ہوا تب یوناف نے اسے مخاطب کر کے پوچھا: "اے بزرگ ماترم! تم مجھے مرادک شہر کے مشرقی قبرستان سے کیوں ڈراتے ہو۔ کیا اس میں کوئی خاص بات ہے اور اگر وہ قبرستان خطرناک ہے تو پھر اس کے اندر لوگ اپنے مرنے والے لوگوں کو کیسے دفن کرتے ہوں گے۔ اس گفتگو پر ماترم اور ملاکا دونوں کے چہروں پر خوف کے سائے لہرانے لگے تھے۔ پھر ماترم نے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ اے یوناف! دن کے وقت نہیں بلکہ وہ قبرستان رات کے وقت خطرناک ہے۔ اور اس قبرستان کے اندر سے رات کے وقت ایسی بدروحیں نمودار ہوتی ہیں۔ جو رات کے وقت قبرستان میں داخل ہونے والوں یا قبرستان کے پاس سے جو شاہراہ گزر کر آگے جاتی ہے اس پر رات کے وقت سفر کرنے والوں کو بدروحیں پکڑ کر اور اس کا حلقوم کاٹ کر خون پی جاتی ہیں۔

یوناف نے ماترم کی اس گفتگو میں دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔ اے بزرگ ماترم! کیا تو نے کبھی اپنی آنکھوں سے بھی دیکھا ہے کہ قبرستان کی ان روحوں نے کسی کا حلقوم کاٹ کر اس کا خون پیا ہو؟ اس بار ماترم کے بجائے اس کا بیٹا ملاکا بولا۔ اور کہا: "اے یوناف! میرے عزیز! صرف میرے باپ نے ہی نہیں بلکہ میں نے بھی کئی بار ایسے مسافروں کو دیکھا ہے۔ جو رات کے وقت قبرستان سے گزرے تھے اور ان بدروحوں نے ان کے حلقوم کاٹ کر ان کا خون پی لیا ہے۔ دراصل ان واقعات کے پیچھے ایک بہت بڑی حقیقت پنہاں ہے جس کی وجہ سے ایسے حالات پیش آتے ہیں۔ یوناف نے بے تابی سے پوچھا: "کھل کر کہو۔ تمہارا اشارہ کس حقیقت کی طرف ہے۔

اے ملاکا! تمہارا اشارہ کس حقیقت کی طرف ہے جس کی وجہ سے اس قبرستان میں ایسے واقعات رونما ہوتے ہیں۔ ملاکا نے اس بار ماترم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے میرے باپ! یہ تفصیل تم ہی سناؤ۔ کیونکہ میری نسبت تم اسے بہتر طور پر بیان کر سکتے ہو۔" ماترم نے سر جھکا کر کچھ سوچا۔ پھر اس نے غور سے یوناف کی طرف دیکھا اور کہا: "اے یوناف! اس حقیقت سے میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں۔ سنو! کچھ عرصہ قبل اس قبرستان میں دو میاں بیوی گورکن اپنے بچوں کے ساتھ رہا کرتے تھے۔

انہیں کسی نے قتل کر دیا۔ اب یہاں کے لوگوں کا خیال ہے۔ کہ ان قتل ہو جانے والوں کی بے قرار روحیں حرکت میں آتی ہیں اور لوگوں کے حلقوم کاٹ کر ان کا خون پی جاتی ہیں کچھ لوگ ان روحوں کے حملوں سے بچ بھی گئے تھے ان کا کہنا ہے کہ کہ دھند کی صورت میں ایک مرد اور ایک جوان عورت نمودار ہوتے ہیں اور لوگوں پر حملہ آور ہوتے ہیں اور حملہ آور ہونے والے یہ مرد اور عورت مرنے والا گورکن اور اس کی بیوی ہیں۔

اے یوناف ان بے چین روحوں کے خونی اور خوفناک واقعات تو اب پورے نوسانتارا[1] کی سرزمین پھیل گئے ہیں۔ ان کے مرنے کے بعد مرادک کا کوئی بھی فرد قبرستان میں گورکن کا کام کرنے کے لیے آمادہ نہ ہوتا تھا۔ آخر یہاں کے لوگوں نے مجبور کر کے مرنے والے گورکن کے بھائی کو اس کام پر مجبور کیا۔ اس کے بھائی کا نام امیون ہے اور اب یہ امیون ہی اپنی بیوی سومیا بیٹے خوناک اور بیٹی نمیا کے ساتھ قبرستان میں رہتا ہے اور گورکن کا کام کرتا ہے۔

بوڑھا ماہی گیر ماترم ذوارکا پھر اس نے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھا۔ اے یوناف! اب حالت یہ ہے کہ مرنے والے گورکن اور اس کے اہل خانہ کی بے چین روحیں ہر ایک پر حملہ آور ہوتی ہیں سوائے اپنے بھائی اور اس کے بیوی بچوں کے جو اس وقت گورکن کا کام کرتا ہے۔ ماترم کے خاموش ہوتے ہی یوناف نے پوچھا " اور اے بزرگ ماترم! موجودہ گورکن رہتا کہاں ہے! ماترم نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا قبرستان کے کنارے ہی پتھروں کی ایک عمارت بنی ہوئی ہے۔ یہ عمارت کافی بڑی اور بہت قدیم ہے اور اسی عمارت کے اندر موجودہ گورکن اپنے اہل خانہ کے ساتھ رہتا ہے۔ چونکہ گورکن کا کام کرنے پر کوئی آمادہ نہ ہوتا تھا لہذا دگنے معاوضے پر موجودہ گورکن کو رکھا گیا ہے۔ اور دوسرا فائدہ یہ بھی ہے کہ موجودہ گورکن پر وہ روحیں بھی حملہ آور نہیں ہوتیں جو حلقوم کاٹ کر خون پی جاتی ہیں۔

لوگ اس موجودہ گورکن سے خوش اور مطمئن بھی ہیں۔ اس لیے کہ اس گورکن کے کام

---

[1] نوسانتارا ان تین ہزار جزیروں کی سرزمین کا قدیم اور پرانا نام ہے جسے آجکل ہم انڈونیشیا کہہ کر پکارتے ہیں (ماخوذ از تاریخ انڈونیشیا)

شروع کرنے سے قبل اور پہلے گورکن کی موت کے بعد اس درمیانی وقفے میں۔ ایک اور گورکن بھی رکھا گیا تھا۔ جو اپنے بیٹے کے ساتھ اس قدیم عمارت میں رہنے لگا تھا۔ اس کے ساتھ اس قدیم عمارت میں رہنے لگا ۔ پر اس کے ساتھ ایک ایسا ہولناک اور فوق البشریت واقعہ پیش آیا کہ ان دونوں باپ بیٹے نے گورکن کا کام کرنے سے انکار کر دیا۔ اور اس قدیم عمارت سے نکل کر وہ دونوں باپ بیٹا اپنے گھر چلے آئے تھے۔ اس واقعہ سے شاید یوناف کی دلچسپی اور بڑھ گئی تھی۔ وہ بوڑھے مازم کے اور زیادہ قریب ہو بیٹھا اور اس کے گھٹنے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے پوچھا "اے بزرگ مازم! ان دونوں باپ بیٹے کے ساتھ کیا پیش آیا کیا تم مجھے اس کی تفصیل نہ بتاؤ گے ؟

مازم نے ایک بار غور سے یوناف کی طرف دیکھا۔ پھر بولا "ایسا ہے کہ جب وہ دونوں باپ بیٹا گورکن کا کام کرنے لگے تو وہ سردی کا موسم تھا جب انہوں نے اپنے کام کی ابتدا کی تھی۔ ایک رات جب کہ آسمان پر گہرے بادل چھائے ہوئے تھے اور ہلکی ہلکی بوندا باندی کے ساتھ ساتھ تیز طوفانی ہوائیں بھی چل رہی تھیں تو اس عمارت کے بیرونی دروازے پر کسی نے زوردار دستک دی میں پہلے یہ بھی بتاتا چلوں کہ رات کے وقت وہ دونوں باپ بیٹا اس عمارت کے ایک ایسے کمرے میں سوئے تھے جس کے وسط میں تنور بنا ہوا تھا۔ سرما میں اس تنور کے اندر وہ آگ جلا دیتے جس سے کمرہ گرم ہو جاتا، اور تنور کے پاس وہ ناریل کی چٹائیوں پر سو رہے تھے۔ اس روز بھی وہ دونوں باپ بیٹا ناریل کی چٹائیوں پر سوئے ہوئے تھے۔ کہ عمارت کے دروازے پر زوردار دستک ہونے کے باعث وہ دونوں چونک کر اٹھ بیٹھے تھے۔

وہ دونوں باپ بیٹا پریشان تھے کہ اس طوفانی اور سرد رات میں کون آدھی رات کے وقت عمارت پر دستک دے سکتا ہے ۔ ابھی وہ دونوں باپ بیٹا اس سے متعلق کچھ سوچ ہی رہے تھے کہ دروازے پر پھر زوردار دستک ہوئی۔ تب وہ گورکن حرکت میں آیا اس نے اپنی کلہاڑی سنبھالی اور دروازے کی طرف گیا۔ جب کہ اس کے بیٹے نے عقلمندی سے کام لیتے ہوئے۔ جلتے تنور میں ڈھیر ساری لکڑیاں ڈال دی تھیں۔ عمارت کے دروازے پر جا کر گورکن نے اپنی کلہاڑی اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام لی تھی۔ پھر اس نے ہمت کر کے اور اپنی آواز میں زور پیدا کرتے ہوئے پوچھا "کون ہے اور رات کے اس وقت تم نے عمارت کے دروازے پر کیوں دستک دی ہے۔ اگر کوئی مرگ ہو گئی ہے تو اس کے لیے تم صبح دن کی روشنی میں بارش تھم جانے کے بعد آ سکتے تھے۔ باہر سے کسی کی آواز آئی۔ کوئی مرگ نہیں ہوئی۔ بلکہ میں تو ایک مسافر ہوں اور دو گھڑی اس سخت سردی اور بارش سے اس عمارت میں پناہ لینا چاہتا ہوں اور صبح سورج طلوع ہوتے ہی پھر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔ امید ہے کہ تم دروازہ کھول دو گے کیونکہ اس سردی اور بارش میں مجھ میں اب سفر جاری رکھنے کی سکت نہیں ہے ۔

بوڑھا مازم کہتے کہتے کچھ اس انداز میں خاموش ہو گیا تھا جیسے کسی نامعلوم تفکر کی وجہ سے اس پر خوف و لرزش طاری ہو گئی ہو چند لمحوں تک خاموش رہ کر وہ کچھ سوچتا رہا پھر یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے وہ دوبارہ کہہ رہا تھا "اے یوناف،، جانتے ہو پھر اس کے بعد کیا ہوا اور پھر ایسا ہوا کہ اس بوڑھے گورکن نے اس قدیم عمارت کا بیرونی دروازہ کھول دیا اور اس کے ساتھ ہی ایک شخص عمارت میں داخل ہوا رات گہری اور تاریک تھی اور پھر بارش بھی ہو رہی تھی لہذا وہ گورکن اس آنے والے کو پہچان نہ سکا تھا اس کے علاوہ اس آنے والے نے شاید بارش سے بچنے کے لیے اپنے آپ کو ناریل کے ریشے سے بنی ہوئی چٹائی سے خوب ڈھانپ رکھا تھا جب وہ اجنبی عمارت کے اندر داخل ہو گیا اور گورکن نے پہلے کی طرح عمارت کا صدر دروازہ اندر سے بند کر دیا تب اس آنے والے نے گورکن کو مخاطب کرتے ہوئے کہا میں سخت سردی محسوس کر رہا ہوں کیا تم میرے لیے ایسا سامان کر سکو گے کہ میں اپنے آپ کو گرم رکھ سکوں اس پر گورکن نے اپنی کلہاڑی اپنے کندھے پر رکھتے ہوئے کہا میرے ساتھ آؤ اور وہ اجنبی خاموشی سے اس گورکن کے پیچھے ہو لیا تھا۔

اے یوناف وہ گورکن اس آنے والے اجنبی کو لے کر اس کمرے میں داخل ہوا جس کے اندر اس کا بیٹا بیٹھا ہوا تھا اور جہاں تنور کے اندر آگ خوب جل رہی تھی اور کمرہ گرم ہو رہا تھا گورکن سے یہ حماقت ہوئی کہ اس نے دروازہ کھولنے سے قبل اس آنے والے سے یہ تک نہ پوچھا کہ اس کا کیا نام ہے اور کدھر سے آیا ہے اور کہاں جانا ہے اور کس بنا پر اس نے ایسی اندھیری سرد اور برسات کی رات میں سفر کیا ہے۔ بہرحال گورکن اسے اپنے کمرے میں لایا تو وہ آنے والا تنور سے ذرا فاصلے پر دیوار کی ٹیک لگا کر بیٹھ گیا تھا۔

جب کہ گورکن اپنے بیٹے کے پاس جا بیٹھا تھا تھوڑی دیر تک وہ دونوں باپ بیٹا غور سے اُس آنے کی طرف دیکھتے رہے جس نے اپنے آپ کو پوری طرح ناریل کے ریشے کی چٹائی میں چھپا رکھا تھا دونوں باپ بیٹا ایسی نگاہوں سے اُس کی طرف دیکھ رہے تھے جن میں تفکرات اور اندیشے ہی اندیشے تھے پھر بوڑھے گورکن نے اُسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا اے اجنبی تم نے ابھی تک یہ تو بتایا ہی نہیں کہ تمہارا کیا نام ہے تم کدھر سے آئے ہو کہاں جانا ہے اور اس تاریک سرد اور برسات کی رات میں تم نے کیوں یوں تنہا سفر کرنے کی ٹھانی۔

گورکن کے ان سوالات کے جواب میں اُس آنے والے نے منہ سے تو کچھ نہ کہا پھر اُس نے آہستہ آہستہ اپنے اوپر سے ناریل کے ریشے کی چٹائی ہٹانی شروع کر دی تھی اور جب اُس نے اپنے اوپر سے چٹائی ہٹا دی تو گورکن اور اُس کے بیٹے پر خوف و ہراس طاری ہو گیا تھا انہوں نے دیکھا وہ کوئی انسان نہ تھا بلکہ انتہائی بد ہیبت قسم کی کوئی فوق البشریت مخلوق تھی جس کے جسم پر ریچھ جیسے لمبے لمبے بال تھے گو اُس کا چہرہ انسانوں جیسا ہی تھا لیکن اُس کے دوسرے اعضاء یقیناً درندوں کی طرح کے تھے پس گورکن اور اُس کے بیٹے کو اپنی جانوں کے لالے پڑ گئے تھے اور وہ درندہ نما انسان ان دونوں کو ایسے انداز میں دیکھ رہا تھا جیسے وہ ابھی اُن پر جھپٹے گا اور اُن کے حلقوم کاٹ کر پھر انہیں چیر پھاڑ کر رکھ دے گا اس کی آنکھوں سے ایسی روشنی اور قہر مانیت ٹپک رہی تھی اُس غیر انسانی مخلوق کو دیکھتے ہوئے گورکن اور اس کا بیٹا دونوں ہی سر سے لے کر پاؤں تک پسینہ پسینہ ہو کر رہ گئے تھے۔

اس موقعہ پر اُس گورکن کے بیٹے نے عقل مندی اور ذہانت سے کام لیا وہ اپنے باپ کے قریب ہوا اور قبل اس کے کہ وہ درندہ نما مخلوق ان دونوں پر حملہ آور ہوتی اُس نے بڑی رازداری سے اپنے باپ کے کان میں کہا اے میرے باپ! آؤ دونوں باپ بیٹا مل کر یہ جو تنور کے اندر لکڑیاں جل رہی ہیں ان سے اس بد بلا پر حملہ آور ہو جائیں اور اے میرے باپ یاد رکھو اگر ہم نے اس پر حملہ آور ہونے میں پہل نہ کی یا اپنے بچاؤ میں تاخیر سے کام لیا تو یہ بد بلا رات کی اس گہری تاریکی اور سناٹے میں نہ صرف ہم دونوں کے حلقوم کاٹ کر ہمارا خون پی جائے گی بلکہ ہمارے جسم کو بھی اُدھیڑ کر یہاں سے چلی جائے گا اور ہمارے مرنے کے بعد کسی کو کچھ خبر نہ ہو گی کہ ہمارے ساتھ ایسا معاملہ کس نے کیا! اے میرے باپ "میں سمجھتا ہوں کہ یہ مرنے والے گورکن کی ہی بے چین روح ہے جو کوئی عجیب اور نرالا روپ دھار کر یہاں آ گئی ہے۔ پس آؤ تنور سے جلتی لکڑیاں نکال کر اس پر حملہ آور ہو جائیں اور یہی ایک واحد طریقہ ہے جسے کام میں لا کر ہم نہ صرف اسے بھاگنے پر مجبور کر سکتے ہیں بلکہ اپنی جانیں بچانے میں بھی کامیاب ہو سکتے ہیں۔

وہ فوق البشریت اور درندہ نما مخلوق بھی اُن دونوں باپ بیٹے کی رازدارانہ گفتگو پر اٹھ کھڑی ہوئی تھی پر ان دونوں باپ بیٹے نے انتہائی جلدی اور سرعت سے کام لیا تیزی کے ساتھ وہ تنور کی طرف لپکے اور وہاں سے آگ جلی لکڑیاں نکال کر انہوں نے اُس بد بلا پر حملہ کر دیا تھا آگ میں جلتی ہوئی انگاروں جیسی سرخ لکڑیاں جب اُس درندہ نما مخلوق کے جسم سے مس ہوئیں تو وہ چیخنے چلانے لگی اور وہ اُن دونوں باپ بیٹے پر حملہ آور ہونے کے بجائے وہاں سے بھاگ کھڑی ہوئی وہ دونوں باپ بیٹا اس کے تعاقب میں بھاگے اور جلتی ہی لکڑیوں سے اُس کے جسم کو داغتے رہے یہاں تک کہ فوق الفطرت انداز میں اُس قدیم عمارت کی بلند دیوار کو پھلانگ کر وہاں سے بھاگ گئی تھی اس ہولناک واقعہ سے گورکن اور اُس کا بیٹا دونوں ہی بیمار ہو گئے تھے شاید اُن کی یہ حالت خوف اور وحشت کی وجہ سے ہو گئی تھی پھر اگلے روز وہ شہر میں آئے اور انہوں نے قبرستان میں گورکن کی حیثیت سے کام کرنے سے انکار کر دیا تھا تب سب ہی لوگوں نے آپس میں مشورہ کرنے کے بعد مرنے والے گورکن کے بھائی کو پہلے سے بہتر اور کئی گناہ زیادہ معاوضہ پر گورکن بٹھا دیا ہے اب یہ نیا گورکن جو مرنے والے کا بھائی ہے اپنے اہل خانہ کے ساتھ اُسی قدیم عمارت میں رہتا ہے لیکن جب سے اُس نے اس عمارت میں رہنا شروع کیا ہے کوئی روح اُس پر یا اُس کے اہل خانہ پر حملہ آور تو نہیں ہوتی لیکن رات کے وقت جو کوئی مسافر بھی قبرستان کے پاس سے گزرتا ہے یا رات کے وقت کوئی قبرستان میں داخل ہونے کی کوشش کرتا ہے تو وہ بد روحیں اُس کا حلقوم کاٹ کر اُس کا خون پی جاتی ہیں۔

اسے یوناف یہ ہے وہ وجہ جس کی بنا پر میں نے تمہیں تنبیہ کر دی ہے کہ تم کبھی رات کے وقت اُس قبرستان کا رُخ نہ کرنا ورنہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے یوناف چند تانیوں تک خاموش رہا پھر اُس نے ماترم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ماترم یہ بدروحیں جو قبرستان کے اندر رونما ہوتی ہیں میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں اور ! اے بزرگ ماترم اگر میں تم سے یہ کہوں کہ میں قبرستان میں رونما ہونے والی ان بدروحوں پر قابو پا سکتا ہوں تو پھر تمہارا اُس کے متعلق کیا خیال ہے اس پر ماترم نے غور سے یوناف کی طرف دیکھا اور کہا ! اے یوناف میں قطعاً تمہارے اس دعوے کو قبول نہ کروں گا اس لیے کہ تم جسمانی لحاظ سے طاقت ور اور توانا ضرور لگتے ہو لیکن اس سے کیا ہوتا ہے کوئی انسان کیا پُر قوت کیوں نہ ہو پر وہ بدروحوں کا مقابلہ تو نہیں کر سکتا اور پھر تم مجھے ایک عام سے انسان لگتے ہو جب کہ آنگرو دیوتا کے پجاری جو بہترین ساحر اور طلسم گر بھی ہیں وہ بھی ان بدروحوں پر قابو پانے میں بُری طرح ناکام رہے ہیں اور اب آنگرو دیوتا کے مندر کے سارے پجاری بھی رات کے وقت قبرستان کا رُخ کرتے ہوئے ڈرتے ہیں پس اے یوناف جب ان پجاریوں جیسے بڑے بڑے ساحر اُن بدروحوں پر ہاتھ نہیں ڈال سکے تو پھر تمہارے پاس کون سی ایسی قدرت ہے جس کی بنا پر تم اُن بدروحوں پر قابو پا لو گے یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا ! اے بزرگ ماترم ! گو آنگرو دیوتا کے مندر کے پجاری بہترین ساحر ہوں گے پھر میں تو ایسے ساحروں کا بھی استاد ہوں اور ایسی سری قوتیں رکھتا ہوں کہ لمحوں کے اندر میں ان بدروحوں کو اپنی گرفت میں کر لینے کی طاقت رکھتا ہوں ۔

اس پر ماترم نے خوف زدہ انداز میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے یوناف یہ بات تم نے مجھ سے تو کہہ دی ہے پھر یہاں کے کسی اور آدمی سے ایسی گفتگو نہ کرنا کہ تم بدروحوں پر قابو پا سکتے ہو ورنہ یہ لوگ تمہیں پکڑ کر رات کے وقت قبرستان میں نہ باندھ دیں گے تاکہ فیصلہ ہو جائے کہ تم بدروحوں پر قابو پاتے ہو یا بدروحیں تمہیں چیر پھاڑ کر رکھ دیتی ہیں ایسی صورت میں میں سمجھتا ہوں تم یقیناً اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھو گے ۔

یوناف نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا ! اے بزرگ ماترم اگر یہاں کے لوگ مجھے رات کے وقت اُس قبرستان کے اندر باندھ بھی دیں تب بھی میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ وہ بدروحیں میرا کچھ نہ بگاڑ سکیں گی ۔ اور اپنے اس دعوے کو ثابت کرنے کے لیے میں یہیں کھڑے کھڑے تمہیں اس کا ایک عملی ثبوت بھی مہیا کرتا ہوں ! اے بزرگ ماترم تم دیکھتے ہو کہ وہ کشتی جس میں تمہارا بیٹا ملا کا سمندر سے مچھلیاں پکڑنے کے بعد لایا ہے اور اس وقت آدھی پانی میں اور آدھی ریت پر کھڑی ہے اگر میں اپنی سری قوت کو استعمال کروں یہ کشتی خود چل کر تمہارے پاس آئے اور اس کے اندر رکھی ہوئی مچھلیاں ساری کی ساری غیر مرئی قوت اٹھا کر تم دونوں باپ بیٹے کے سامنے بچھی ہوئی ناریل کے ریشے کی اس چٹائی پر رکھ دے تو پھر کیا تم مانو گے کہ میں اگر روحوں کو قابو نہیں تو اُن سے ٹکرانے کی قوت ضرور رکھتا ہوں ۔

اس بار ماترم نے خوف زدہ انداز سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ہاں اگر تم ایسا کر دکھاؤ تو پھر مجھے کچھ نہ کچھ یقین ہو ہی جائے گا کہ تم اُس قبرستان کی روحوں سے ٹکرانے کی ہمت اور استطاعت رکھتے ہو ! بوڑھا ماترم چند ساعت رکا پھر یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے وہ دوبارہ کہہ رہا تھا ! اے یوناف ،، اگر تم روحوں کو قابو کرنے میں کامیاب ہو جاؤ تو میں تمہیں خوشخبری سناتا ہوں کہ تم ان سرزمینوں کے خوش قسمت انسان ہو گے کیونکہ یہاں کے پنگولو کی ایک ہی بیٹی ہے جس کا نام سورابا ہے اور یہ سورابا ان سرزمینوں کے اندر ساری ہی لڑکیوں سے زیادہ خوب صورت اور پُرکشش ہے ۔ پنگولو نے اعلان کر رکھا ہے کہ جو کوئی بھی ان بدروحوں کو قابو کرے یا بھگانے میں کامیاب ہو جائے گا وہ اپنی حسین اور اکلوتی بیٹی سورابا سے اُسے بیاہ دے گا ۔

اگر تم ان بدروحوں کو اپنی گرفت میں کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہو تو پھر یاد رکھو پنگولو ضرور اپنی بیٹی سورابا کو تم سے بیاہ دے گا اور ان سرزمینوں کے اندر یہ ایسا اعزاز ہے جو آج تک کسی کو نصیب نہیں ہوا اس لیے کہ بڑے بڑے ماہر پجاری اور ساحر صرف سورابا کو حاصل کرنے کی خاطر ان بدروحوں پر قابو پانے میں کوشش کرتے رہے ہیں لیکن ان میں سے کسی کو بھی آج تک کامیابی نہیں ہوئی ماترم جب خاموش ہوا تو یوناف نے پوچھا اے بزرگ ماترم یہ پنگولو کیا چیز ہے اس پر ماترم نے مسکراتے ہوئے کہا یہاں کے قبائل کے سرداروں یا شہر کے حاکموں کو اُن کے نام سے نہیں پکارا جاتا

بلکہ انہیں پنگولو کہہ کر مخاطب کیا جاتا ہے اور یہ ایک طرح سے اُن کے لیے احترام اور عزت افزائی کا لفظ ہے ہیں ہمارے شہر مرادک کا جو حکمران اور قبیلوں کا سردار ہے اُسے بھی پنگولو ہی کہہ کر پکارا جاتا ہے۔

جس طرح میرا ایک ہی بیٹا ملا کا ہے ایسے ہی پنگولو کی بھی ایک ہی بیٹی ہے جس کا نام سورابا ہے اور میری طرح پنگولو کی بیوی بھی مر چکی ہے اور اے یوناف سنو یہ بوڑھا ماتزم کہتے کہتے اچانک خاموش ہو گیا تھا اس لیے کہ شہر کی طرف سے دو افراد ان کی طرف آ رہے تھے اُن میں سے ایک تو اُدھیڑ عمر کا شخص تھا اور دوسری کوئی نوخیز و نوعمر لڑکی تھی۔ اُن کی طرف دیکھتے ہوئے۔ بوڑھے ماتزم نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا اے یوناف لو دیکھو پنگولو اور اُس کی بیٹی سورابا بھی ادھر ہی آ رہے ہیں سو تم کشتی کو خشکی پر چڑھانے کے اپنے عمل کی ابتدا نہ کرنا انہیں آنے دو اور ان کی موجودگی میں یہ خرقِ عادت کام دکھانا تا کہ وہ دونوں بھی اندازہ لگا سکیں کہ تم اُن بدروحوں پر قابو پانے کی ہمت رکھتے ہو یا نہیں۔

یوناف پہلے کی طرح بوڑھے ماتزم کے سامنے بیٹھا رہا یہاں تک کہ پنگولو اور اُس کی بیٹی سورابا وہاں پہنچ گئے یوناف نے غور سے سورابا کی طرف دیکھا وہ سحر کے سیل گلابی کونپل اور عارضِ گل جیسی خوب صورت تھی وہ وصل کے سنہری لمحوں ٹھنڈے گیلے ساحل اور نغموں کے آلاپ جیسی پُرکشش تھی اور یوناف نے یہ بھی دیکھا کہ وہ حسین اور مجسم کشش سورابا یا لبالب بھرے ساغر تلاطم و طغیانی اور پکے ہوئے لسوڑے جیسی بھرپور تھی پنگولو نے آتے ہی یوناف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اور بوڑھے ماتزم کو مخاطب کر کے پوچھا اے ماتزم یہ اجنبی کون ہے جس کے ساتھ میرے آنے سے پہلے تم محوِ گفتگو تھے؟۔

ماتزم نے عزت اور احترام بھرے لہجے میں کہا اے پنگولو آپ دونوں باپ بیٹی بیٹھیں تو میں کچھ عرض کروں ماتزم کے کہنے پر پنگولو اور سورابا اس کے سامنے ناریل کی چٹائی پر بیٹھ گئے پھر ماتزم نے وہ ساری گفتگو پنگولو اور سورابا سے کہہ دی تھی جو ابھی تک اُس کے اور یوناف کے مابین ہوئی تھی اور پنگولو نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا اگر یہ جوان جس کا نام تم نے مجھے یوناف بتایا ہے قبرستان کی بدروحوں پر غالب آ جائے تو میں یقیناً اپنی بیٹی سورابا کو اس سے بیاہ دوں گا پنگولو ذرا رکا اور اس کے بعد اُس نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے نوجوان! تم نے ماتزم کے ساتھ جو یہ بات

کہی تھی کہ تم اس کشتی کو خرقِ عادت انداز میں خشکی پر چڑھا دو گے اور اُس کے اندر رکھی ہوئی مچھلیاں آپ سے آپ ماتزم کے سامنے ڈھیر ہو جائیں گی تو ذرا میری موجودگی میں کام کر دکھاؤ تا کہ میں بھی جان سکوں کہ تم اس کام کو کیسے کر سکتے ہو اور اس طرح مجھے یہ اندازہ لگانے میں آسانی ہو گی کہ تم قبرستان کی اُن روحوں پر قابو پا سکتے ہو یا نہیں۔

اس پر یوناف فوراً اپنی جگہ پر سے اٹھ کھڑا ہوا اور دوسری طرف منہ کر کے اُس نے بڑی رازداری میں کہا! ابلیکا ابلیکا تم کہاں ہو ابلیکا نے فوراً اس کی گردن پر لمس دیتے ہوئے کہا میں یہیں ہوں اور ان لوگوں کے ساتھ تمہاری ساری گفتگو سن چکی ہوں کیا اس موقع پر یہ کہنا چاہو گے کہ میں اس کشتی کو ان لوگوں کے لیے خشکی پر چڑھاؤں اور اس کے اندر رکھی ساری مچھلیاں ان کے سامنے ناریل کی چٹائی پر ڈھیر کر دوں اس پر یوناف نے مسکراتے ہوئے مدہم آواز میں کہا ہاں ابلیکا تم ٹھیک سمجھی ہو جب میں اپنا ہاتھ فضا میں بلند کروں تو تم فوراً اس کشتی کو خشکی پر چڑھانے کے بعد اس کے اندر رکھی ساری مچھلیاں ان کے سامنے ڈھیر کر دینا۔

اور اے ابلیکا یہ بھی سن رکھو اب ہمارے سامنے ایک مشکل ترین مہم ہے اور ہم دونوں نے مل کر قبرستان کی اُن بدروحوں پر بھی قابو پانا ہے جن کا ذکر یہ لوگ کر رہے ہیں اس پر ابلیکا نے کھنکتی اور مسکراتی ہوئی آواز میں کہا! اے میرے حبیب تم فکر کیوں کرتے ہو میں ہر معاملے میں تمہارے ساتھ ہوں ہم دونوں مل کر ضرور ان بدروحوں پر قابو پا لیں گے اس پر یوناف نے فیصلہ کن انداز میں کہا پھر میں ان کی طرف پلٹ کر اپنا ہاتھ فضا میں بلند کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ہی تم اپنے کام کی ابتدا کر دینا۔ ابلیکا یوناف کی گردن پر لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی جب کہ یوناف نے اپنا رخ پنگولو کی طرف کیا پھر اسے نے مخاطب کرتے ہوئے اُس نے کہا! اے پنگولو! میں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لانے لگا ہوں اب تم دیکھو میں جوں ہی اپنا ہاتھ فضا میں بلند کروں گا یہ کشتی آپ سے آپ خشکی پر چلتی ہوئی تمہارے قریب آ کھڑی ہو گی اور اس میں رکھی ساری مچھلیاں از خود تمہارے سامنے ڈھیر ہو جائیں گی۔

پنگولو سورابا، ماتزم یا ملا کا میں سے کسی نے بھی یوناف کی اس بات کا کوئی جواب نہ دیا تاہم وہ تعجب اور پریشانی کے عالم میں یوناف کی طرف دیکھنے لگے تھے! یوناف نے ان

کے دیکھتے ہی دیکھتے اپنا دایاں ہاتھ فضا میں بلند کیا اور اس کے ساتھ ہی آدھی پانی اور آدھی خشکی پر کھڑی ہوئی کشتی بڑی تیزی سے ریت پر بل کھاتی ہوئی ینگولو، مازم، سورابا، ملاکا کے سامنے آ رکی اور پھر اُس میں بھری مچھلیاں انتہائی تیزی کے ساتھ آپ سے آپ ناریل کی چٹائی پر ڈھیر ہو گئی تھیں اس کے بعد یوناف نے بلند آواز میں کہا اے ایلیکا میری عزیزہ کشتی کو پھر اُس کی اپنی جگہ پر کھڑا کر دو اس کے ساتھ ہی ایلیکا شاید پھر حرکت میں آ ئی تھی اور کشتی جہاں پہلے کھڑی تھی ریت پر حرکت کرتی ہوئی وہ پھر اپنی پہلی جگہ پر جا کھڑی ہوئی تھی یہ فوق البشریت عمل دیکھنے کے بعد ینگولو چلا اٹھا اے یوناف! قسم انگرو دیوتا کی میرا دل کہتا ہے تم ہی وہ نوجوان ہو جو ان بد روحوں کو اپنے قابو میں کر کے مرادک شہر کو ان کی خون ریزی اور خونخواری سے نجات دلا سکتا ہے اے یوناف! اب سن رکھو اب نہ تم کسی سرائے میں قیام کرو گے اور نہ ہی تم مازم کے گھر میں رہو گے بلکہ تمہارا قیام مستقلاً میری حویلی میں ہوگا۔

اور سنو اس مرادک شہر میں اب تمہاری حیثیت ایسی ہی ہوگی جیسے کسی حاکم کے بیٹے کی ہوتی ہے ساتھ ہی ینگولو نے یوناف کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا آؤ میرے ساتھ چلو اور یوناف چپ چاپ ینگولو اور اُس کی بیٹی سورابا کے ساتھ ہو لیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ینگولو اور سورابا یوناف کو لے کر مرادک شہر میں داخل ہوئے اور بڑے بڑے کوہستانی پتھروں سے بنی ہوئی ایک حویلی میں داخل ہوئے پھر ینگولو نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے یوناف یہ میری حویلی ہے اب تمہاری رہائش اس کے اندر ہوگی اس کے بعد ینگولو نے اپنے سارے خادموں کو وہاں جمع کیا اور انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا یہ نوجوان جسے تم میرے ساتھ دیکھ رہے ہو اس کا نام یوناف ہے اور آج کے بعد یہ اسی حویلی میں رہے گا۔

اور اس حویلی میں اس کی حیثیت میرے بیٹے کی سی ہوگی تم میں سے ہر کوئی اس کے ہر حکم کی اتباع کرے گا جواب میں اُن سارے خادموں نے اطاعت کے طور پر اپنی گردنیں جھکا دی تھیں اس پر ینگولو نے پھر اُن کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اگر تم میں سے کسی نے اس یوناف کی خدمت میں کوئی کوتاہی کی تو پھر یاد رکھو وہ خدمت سے علیحدہ کر دیا جائے گا اور تم جانتے ہو جسے میں اپنی خدمت سے علیحدہ کر دیتا ہوں مرادک شہر میں اس کی کوئی

عزت و احترام نہیں رہتا اس پر ان خدام میں سے ایک نے ینگولو کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے ینگولو آپ بے فکر رہیے ہم اپنی استطاعت سے بڑھ کر اس معزز مہمان کی خدمت کریں گے اس پر ینگولو خوش ہو گیا پھر اُس نے یوناف کا ہاتھ تھام لیا اور اُسے وہ حویلی کے اندرونی حصہ کی طرف لے جا رہا تھا جب کہ حسین سورابا بھی ان کے ساتھ ہو لی تھی۔

سُہراب اور اس کے بعد رستم کی موت نے ایران کے بادشاہ کیکاؤس کو غم والم میں مبتلا کر دیا تھا لہٰذا چند ہی ماہ بعد وہ فوت ہو گیا اور اُس کے بعد اُس کا پوتا اور اس کے مرنے والے بیٹے سیاؤش کا بیٹا کیخسرو ایران کا بادشاہ بنا کیخسرو کے باپ سیاوش کو چونکہ ترکستان کے بادشاہ افراسیاب نے دھوکہ دہی سے قتل کرا دیا تھا! لہٰذا کیخسرو نے ایک دن ارادہ کیا کہ وہ افراسیاب سے اپنے باپ سیاؤش کا بدلہ ضرور لے گا اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے اور ترکستان پر لشکر کشی کے لیے کیخسرو نے چار بڑے بڑے لشکر تیار کیے ایک لشکر اُس نے اپنے ما تحت رکھا دوسرا لشکر ایران کے ایک مشہور اور نامور جرنیل طوس نوذر کی کمانداری میں دیا تیسرے لشکر کا سالار کیخسرو نے اپنے چچا فریبرز کو بنایا اور چوتھے لشکر کی کمانداری ایران کے مشہور سالار گیو کو دی گئی تھی جب ان چاروں لشکروں کی عسکری تیاریاں مکمل ہو گئیں تب کیخسرو نے ترکستان کی طرف پیش قدمی کا حکم دیا۔ وہ چاہتا تھا کہ ان چاروں لشکروں سے افراسیاب اور اس کے لشکر کو گھیر کر اُن کا مکمل طور پر صفایا کر دیا جائے۔

ترکستان کے بادشاہ افراسیاب کو جب خبر ہوئی کہ ایران کا بادشاہ کیخسرو چار بڑے بڑے لشکروں کے ساتھ اُسے تباہ و برباد کرنے کے لیے ترکستان کی طرف بڑھ رہا ہے تو اُس نے بھی ایک ہزار لشکر تیار کیا اس لشکر کا سردار اُس نے اپنے پرانے اور مخلص جرنیل فیروز کو مقرر کیا یہ وہی فیروز تھا جس نے ترکستان میں کیخسرو کے باپ سیاؤش کی موت کے بعد کیخسرو اور اس کی ماں کی جان بچائی تھی۔ بہر حال جنگ کی ابتدا کرنے کے لیے دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ کر لیا تھا۔

جنگ شروع ہونے سے قبل ایک روز پہلے ترکستان کے لشکر کا سالار فیروز جب

Uploaded By Muhammad Nadeem

اپنے خیمہ میں اکیلا بیٹھا آنے والی جنگ کے پہلوؤں پر غور و خوض کر رہا تھا تو اس کے سامنے ایران کے بادشاہ کیخسرو کے ایک ایلچی کو پیش کیا گیا فیروز نے کیخسرو کے ایلچی کی عزت افزائی کی اپنے سامنے اُسے ایک نشست پر بٹھایا اور بڑی نرمی اور ہمدردی میں اُس نے پوچھا! اے کیخسرو کے قاصد کہو کیخسرو نے تمہیں کس غرض کے تحت میری طرف روانہ کیا ہے اس پر اُس ایلچی نے فیروز کو بڑی عاجزی کے ساتھ مخاطب کرتے ہو کہا۔

آپ جانتے ہیں کہ ایران کا بادشاہ کیخسرو ایک باپ کی طرح آپ کی عزت اور احترام کرتا ہے اس لیے کہ آپ نے اُس کے باپ سیاوش کی موت کے بعد ترکستان میں نہ صرف اُس کی اور اُس کی ماں کی جان بچائی بلکہ دونوں کو باعزت طور پر ترکستان سے ایران کی طرف روانہ کر دیا اور اگر آپ ایسا نہ کرتے تو آج کیخسرو نہ صرف یہ کہ ایران کا بادشاہ نہ ہوتا بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ زندہ ہی نہ ہوتا آپ کی ان ہی نیکیوں اور احسانات کی بنا پر کیخسرو خلوص دل کے ساتھ آپ سے محبت کرتا ہے اور وہ نہیں چاہتا کہ آپ کے خلاف جنگ کرے! لہٰذا اُس نے یہ کہلا بھیجا ہے کہ آپ ترکستان کے لشکر کی کمانداری ترک کر کے واپس چلے جائیں کیونکہ کیخسرو اُس لشکر کے ساتھ جنگ نہیں کرنا چاہتا جس کے سالار آپ ہوں۔

ایلچی کی گفتگو سن کر فیروز کے لبوں پر ہلکی ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی چند ساعتوں تک وہ کچھ سوچتا رہا پھر اُس ایلچی کو مخاطب کرتے ہوئے اُس نے کہا! اے کیخسرو کے قاصد سنو میں نے اگر ایران کے بادشاہ کیخسرو اور اس کی ماں پر احسانات کئے تھے تو میں ان احسانات کے بدلے کی آمید نہ رکھتا تھا جو معاملہ میں نے اُن کے ساتھ کیا وہ میں نے انسانی ہمدردی کے تحت کیا تھا رہا کیخسرو کا یہ مطالبہ کہ میں ترکستان کے لشکر کی کمانداری ترک کر کے واپس چلا جاؤں تو یہ کیسے اور کیوں کر ممکن ہے۔

میں برسوں سے ترکستانی افواج کا ایک بہترین جرنیل چلا آ رہا ہوں اور برسوں سے ہی میں ترکستان کے بادشاہ افراسیاب کا نمکخوار ہوں اس کے علاوہ بھی افراسیاب کے مجھ پر بے شمار احسانات ہیں اور اُس نے ہمیشہ میرے ساتھ ایک بھائی جیسا سلوک کیا ہے پھر اے ایلچی میں کیوں اپنے لشکر کو چھوڑ کر واپس لوٹ جاؤں گا! لہٰذا تم واپس چلے جاؤ اور کیخسرو سے جا کر کہو کہ فیروز واپس جانے سے انکار کرتا ہے اس کہ ایسا کر کے میں اپنے بادشاہ اور محسن افراسیاب کی نگاہوں میں نمک حرام کہلانا نہیں چاہتا! اے ایلچی تم واپس چلے جاؤ اور میری طرف سے کیخسرو سے جا کر کہو کہ اگر اس کی نگاہوں میں میرا اس قدر احترام ہے تو ترکستان پر لشکر کشی کا ارادہ ترک کر دے اور اپنے چاروں لشکروں کو لے کر واپس چلا جائے اور اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو پھر یہ جنگ ہو کر رہے گی۔

اس کے ساتھ ہی کیخسرو کا ایلچی اٹھا اور فیروز کے خیمہ سے باہر نکل گیا تھا کیخسرو نے اپنی طرف سے کوشش کی تھی کہ فیروز اپنے لشکر کو چھوڑ کر ترکستان کی طرف واپس چلا جائے اس لیے کہ وہ نہیں چاہتا تھا فیروز سے جنگ کرے کیونکہ وہ اُس کا محسن تھا اور انتہائی ابتر حالات میں اُس نے اُس کی اور اس کی ماں کی جان بچا کر دونوں کو ترکستان سے بحفاظت ایران پہنچا دیا تھا لیکن جب کیخسرو کا ایلچی واپس لوٹ آیا تب دوسرے روز دونوں لشکر ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہوئے اور جنگ کی ابتدا ہو گئی تھی۔

دونوں لشکر ایک دوسرے پر سوگ کے عصا سلگتی ریت کے صحرا نفرت کے گھپ اندھیروں اور دریدہ دہن وحشیوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے ایسا لگتا تھا جیسے رزم گاہ میں چاروں طرف غم کی یلغار دکھوں کے سبب اور دستِ اجل کی سفاکی ناچ اٹھیں ہوں پھر لشکر ایک دوسرے کو ذلت و نکبت اور شکست و ریخت میں مبتلا کر کے اپنے اپنے فتح مندی کے مینار کھڑے کرنے کی جدوجہد کرتے لگا تھا گو ایرانیوں کا لشکر ترکستانیوں سے کئی گناہ زیادہ تھا اس کے باوجود شروع میں ترکستانی ایرانی لشکر پوری طرح غالب حاوی ہوتے دکھائی دینے لگے تھے اور ایسا محسوس ہوتے لگا تھا کہ چند ہی ساعتوں بعد کیخسرو کو بدترین اور ذلت آمیز شکست کا سامنا کرنا پڑے گا۔

لیکن ترکستانیوں کی بدقسمتی کہ اچانک ایک تیر اُن کے سپہ سالار فیروز کو لگا اور وہ اپنے گھوڑے سے گر کر دم توڑ گیا تھا! ترکستانیوں کے نائب سالار نے اپنے لشکر سنبھلنے کی انتہائی کوشش کی لیکن فیروز کی موت نے اُن کے لشکر کے اندر ایک افراتفری اور ہلچل سی پیدا کر دی تھی ایسا محسوس ہوتے لگا تھا جیسے فیروز کی موت

پر ترکستانیوں کے دل ٹوٹ گئے ہوں اور وہ جنگ سے جی چرانے لگے ہوں ترکستانیوں کی اس کیفیت اور فیروز کی مرگ سے کیخسرو نے پورا پورا فائدہ اٹھایا ترکستانیوں پر دائیں اور بائیں طرف سے اُس نے اپنے جرنیل طوس نوذر اور گیو کو حملہ آور ہونے کا حکم دیا۔

جب کہ سامنے کی طرف سے اُس نے اپنے چچا فریبرز کے ساتھ ہولناک حملوں کی ابتدا کر دی تھی ترکستانیوں میں فیروز کی موت کی وجہ سے اُن میں پہلے ہی افراتفری اور بد دلی پھیلی ہوئی تھی، لہٰذا وہ ان زور دار حملوں کو برداشت نہ کر سکے اور میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے کیخسرو نے دور تک ان کا تعاقب کرتے ہوئے ان کا قتل عام کیا یہاں تک کہ بچا کھچا ترکستانی لشکر اپنے مرکزی شہر کی طرف بھاگ جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

ترکستان کے بادشاہ افراسیاب کو جب یہ خبر پہنچی کہ اُس کے لشکر کو ذلت آمیز شکست ہوئی ہے اور اُس کا جرنیل فیروز جنگ میں کام آگیا ہے تو وہ جنگل کی آگ کی طرح بھڑک اٹھا اور اس نے ایرانیوں کو سبق سکھانے کے لیے ایک جرار لشکر تیار کیا اور کیخسرو کی طرف بڑھا جس میدان میں فیروز مارا گیا تھا اور اُس کے لشکر کو شکست ہوئی تھی اس کے میدان کے اندر ایک بار پھر ایرانیوں اور ترکستانیوں کے درمیان جنگ ہوئی اس جنگ میں بھی ایران کا بادشاہ کیخسرو کامیاب رہا جب کہ افراسیاب کو ذلت آمیز شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا۔

افراسیاب نے جب دیکھا کہ اُسے اور اُس کے لشکر کو ذلت آمیز شکست ہو گئی ہے تو وہ اپنے محافظ دستوں کے ساتھ میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا افراسیاب چونکہ اپنے لشکر سے علیحدہ ہو کر بھاگا تھا لہٰذا اس موقع پر کیخسرو نے بھی بڑا دانشمندانہ قدم اٹھایا اُس نے خود تو اپنے جرنیل طوس نوذر اور اپنے چچا فریبرز کے ساتھ افراسیاب کے لشکر کا تعاقب کیا جب کہ اُس نے اپنے جرنیل گیو کو اپنے لشکر کے بہترین لشکریوں کے ساتھ افراسیاب کے تعاقب میں لگا دیا تھا افراسیاب گیو اور اُس کے لشکریوں کے آگے جگہ جگہ بھاگتا پھرا یہاں تک کہ وہ ایک چراگاہ کے اندر جا چھپا گیو کے لشکریوں نے افراسیاب کو وہاں سے ڈھونڈ نکالا اور اُسے رسیوں سے جکڑ کر گیو کے سامنے پیش کیا۔

پس گیو نے افراسیاب کی گردن کاٹ کر رکھ دی تھی اور یوں افراسیاب کے قتل کے بعد ترکستان اور ایران کے درمیان جو پرانی اور دیرینہ عداوت چلی آ رہی تھی اس کا خاتمہ ہو گیا تھا۔

اس جنگ میں چونکہ کیخسرو کے چچا فریبرز نے سب سے بہترین جنگی بصیرت کا مظاہرہ کیا تھا لہٰذا اس کو خوش کرنے کے لیے کیخسرو نے اُسے کرماں اور مکران کا والی مقرر کر دیا تھا اس کے علاوہ دوسرے جرنیلوں کو بھی اُس نے مختلف علاقوں پر حاکم مقرر کیا تھا اور پھر میدانِ جنگ میں لڑنے والوں کو اُس نے فرداً فرداً بھی انعام و اکرام سے نوازا تھا۔

اُس طرح ترکستان میں افراسیاب کے قتل کے بعد ایک شخص ارجاسپ کو بادشاہ بنایا گیا اور اس ارجاسپ نے بھی ایرانیوں کے ہاتھوں شکست کے باعث ترکستان میں جو بد دلی پھیلی تھی اُس کا ازالہ کرنے کی خاطر ترکستان کے لیے ایک بہترین لشکر تیار کرنا شروع کر دیا تھا۔

یوناف کو مرادک شہر میں بنگولو اور سورابا کے ساتھ رہتے ہوئے چند ہی روز ہوئے تھے کہ ایک دن شام کا کھانا کھانے کے بعد یوناف نے بنگولو کو مخاطب کرتے ہوئے عزم اور ارادوں سے بھرپور آواز میں کہا! اے بنگولو آج میں اُس ترکستان کی طرف جاؤں گا اور دیکھوں گا کہ وہاں کیا چیز ہے جو قبرستان میں داخل ہونے والے لوگوں اور اُس کے پاس سے گزرنے والی شاہراہ کے مسافروں کو روک کر اُن کے حلقوں کاٹ دیتے اور اُن کا خون پی جاتی ہے۔

بنگولو کے کچھ کہنے سے پہلے ہی سورابا نے سہمی سہمی اور خوف زدہ سی آواز میں کہا آپ ہرگز اس وقت اُس قبرستان کی طرف جانے کا ارادہ نہ کریں ورنہ جو قوتیں اُس قبرستان میں کارفرما ہیں وہ ضرور آپ کو نقصان پہنچائیں گی اگر آپ نے جانا ہی ہے تو آپ یہاں سے کچھ مسلح جوانوں کو اپنے ساتھ لے جائیں تاکہ وہ بدروحیں اگر آپ کے سامنے نمودار ہوں تو آپ کے ساتھ مسلح جوانوں کو دیکھ کر آپ پر حملہ آور نہ ہو سکیں اس پر یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا! اے سورابا تم جانتی ہو میں خود بھی غیر معمولی سری قوتوں کا مالک ہوں اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں اُن قوتوں کو اپنے سامنے سرنگوں کر کے رکھ دوں گا اور میں نے یہ بھی عزم کر رکھا ہے کہ میں مرادک شہر والوں کو ضرور اس عفریت سے نجات دلا کر رہوں گا لہٰذا میں نے پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ میں ابھی اور اسی وقت قبرستان کی طرف جاؤں گا اپنے ساتھ مسلح جوان بھی نہ لے کر جاؤں گا بلکہ اکیلا ہی جاؤں گا اور رات اُس قبرستان میں ہی بسر کروں گا اور پھر دیکھوں گا کہ وہاں سے کیا چیز نمودار ہوتی ہے۔

اگر واقعی وہ بدروحیں ہیں تو اے سورابا تو دیکھنا میں لمحوں کے اندر اُن پر قابو پا کر رہوں گا! یوناف کے خاموش ہونے پر بنگولو نے اپنی بیٹی سورابا کی طرف دیکھا اور کہا! اے سورابا" یوناف ٹھیک کہتا ہے تم جانتی ہو کہ یہ بے شمار سری قوتوں کا مالک ہے لہٰذا مجھے یقین ہے کہ یہ ضرور قبرستان کی ان بدروحوں پر قابو پانے میں کامیاب ہو جائے گا میں سمجھتا ہوں اسے ضرور قبرستان کی طرف جانا چاہئے اور وہاں بیٹھ کر دیکھنا چاہئے کہ وہاں کیا چیز نمودار ہوتی ہے اور اگر یہ اُن قوتوں پر قابو پانے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو پھر مرادک شہر والوں کو ان بدروحوں کے خوف اور خوں خواری سے نجات مل جائے گی۔

بنگولو ذرا رکا پھر اُس نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے یوناف میرے عزیز کیا ایسا ممکن نہیں کہ تم اپنے ساتھ کچھ مسلح جوانوں کو بھی لے جاؤ جو بوقت ضرورت کام آ سکتے ہیں اور تمہاری مدد کر سکتے ہیں اس پر یوناف نے کہا ایسے مسلح جوان میری کوئی مدد نہیں کر سکتے اس لیے کہ وہ تو الٹا میرے لیے ایک دشواری اور مصیبت کھڑی کر دیں گے اس لیے کہ اُن پُراسرار قوتوں کا مقابلہ کرتے ہوئے مجھے اُن مسلح جوانوں کی حفاظت کا کام بھی کرنا پڑے گا لہٰذا میں کسی کو ساتھ نہ لے کر جاؤں گا بلکہ اکیلا ہی قبرستان کا رخ کروں گا اور میں آپ لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ میں ہر صورت میں مرادک شہر والوں کو قبرستان کی اس عفریت سے نجات دلا کر رہوں گا۔

سورابا چند لمحوں تک کچھ سوچتی رہی پھر اُس نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اگر آپ مسلح جوانوں کو اپنے ساتھ لے جانے پر آمادہ نہیں ہیں تو پھر میرے ایک سوال کا جواب دیجئے! یوناف نے سورابا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا پوچھو اس پر سورابا بولی اگر اُس قبرستان میں آپ کے ساتھ بھی کوئی جائے تو کیا آپ اُن بدروحوں سے ساتھ جانے والے کی بھی حفاظت کر سکتے ہیں اس پر یوناف نے ایک عزم کے ساتھ کہا ہاں میں یقیناً اس کی حفاظت بھی کر سکتا ہوں اور اُسے اُن بدروحوں کے حملہ سے بچا سکتا ہوں اس پر سورابا نے فیصلہ کن انداز میں کہا تو پھر میں آپ کے ساتھ چلوں گی۔

یوناف نے کہا نہیں میں تمہیں ساتھ لے کر نہ جاؤں گا بلکہ میں اکیلا ہی قبرستان کا رُخ کروں گا اس پر سورابا نے خود اپنی ترجمانی کرتے ہوئے کہا!

اے یوناف آپ کو علم ہے بوڑھے ملاح مازم اور میرے باپ نے بھی آپ کو بتایا تھا کہ میرے باپ نے یہ اعلان کر رکھا ہے کہ جو کوئی بھی قبرستان کی ان بدروحوں پر قابو پانے میں

کامیاب ہو جائے گا میرا باپ میری شادی اُس کے ساتھ کر دے گا آپ چونکہ اُن بدروحوں پر قابو پانے کا عزم رکھتے ہیں اور اُمید ہے کہ آپ ایسا کرنے میں کامیاب بھی ہو جائیں گے اور جب آپ اُن بدروحوں پر قابو پا لیں گے تو کیا پھر آپ میرے حق دار نہ ہوں گے! اس پر یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا ضرور حق دار ہوں گا سورابا نے پھر پوچھا اس معاملہ میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد کیا آپ مجھ سے شادی پر رضامند نہ ہوں گے۔

یوناف نے پھر اُسی انداز میں کہا ہاں ضرور رضامند ہوں گا یوناف کے اس جواب پر سورابا نے اطمینان اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا اگر ایسا ہے تو پھر میرے اور آپ کے درمیان ایک رشتہ ہے بس اسی رشتے کی بنا پر میں ضرور آپ کے ساتھ چلوں گی اور مجھے امید ہے کہ آپ انکار کر کے میرا دل نہ توڑیں گے یوناف جواب میں کچھ کہنے والا تھا کہ ہنگولو نے بولتے ہوئے کہا اے یوناف اگر سورابا ضد کر رہی ہے تو تم ضرور اُسے ساتھ لے جاؤ اس پر یوناف اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور سورابا سے کہا! آؤ پھر چلیں سورابا بھی اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر وہ دونوں ہنگولو کی حویلی سے نکل گئے تھے۔

شہر سے مشرق کی سمت باہر نکلنے کے بعد جب یوناف اور سورابا سمندر کے کنارے وسیع چٹانوں پر بنے ہوئے۔ انگرو دیوتا کے مندر کے پاس سے گزرے تو یوناف نے سورابا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے سورابا کیا مندر آنگرو دیوتا کا ہے سورابا نے چاہتوں بھری آواز میں کہا! ہاں یوناف یہی آنگرو دیوتا کا مندر ہے اور اس کے پجاری بھی اپنی پوری کوشش کر چکے ہیں کہ قبرستان کی عفریت کو زیر کر لیں لیکن یہ سب بُری طرح ناکام رہے ہیں اس پر یوناف نے کہا سورابا آؤ میں پہلے اس مندر کو دیکھنا چاہتا ہوں اس کے بعد قبرستان کا رخ کریں گے سورابا نے منہ سے کچھ نہ کہا اور چپ چاپ یوناف کے ساتھ ہو لی تھی۔

دونوں مندر کی عمارت میں داخل ہوئے جو سمندر کے کنارے وسیع اور بلند چٹانوں پر بنا ہوا تھا اور سمندر کی سرکش لہریں اُن چٹانوں سے ٹکرا کر شور کر رہی تھیں جس وقت وہ دونوں مندر میں داخل ہوئے اُس وقت لوگ اُس مندر میں آ جا رہے تھے اور وہاں لوگوں کی خوب گہما گہمی تھی۔ یوناف کو لے کر سورابا مندر کے اندرونی حصے میں آئی تو یوناف نے دیکھا ایک بہت بڑے ہال کے اندر ایک چٹان کو تراش کر آنگرو دیوتا کا ایک بہت بلند اور ہیبت ناک بت بنایا گیا تھا بت کی آنکھوں میں رات کے وقت جواہرات چمک رہے تھے

جب کہ اس بت کو جگہ جگہ سے سونے کے ٹکڑوں سے بھی سجایا گیا تھا اور لوگ ان گنت تعداد میں اُس بت کے آگے جھک جھک کر اپنی مذہبی رسومات ادا کر رہے تھے۔

مندر کے اندرونی حصے میں ان گنت مشعلیں روشن تھیں جس کی وجہ سے اندر کا پورا حصہ خوب روشن ہو رہا تھا یوناف اور سورابا ابھی تک اُس بت کو ہی غور سے دیکھ رہے تھے کہ ایک پجاری ان کے پاس آیا اور سورابا کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا! اے سورابا! میری بیٹی کیا بات ہے آج تم خلاف معمول رات کے وقت مندر میں آئی ہو جب کہ اس سے پہلے تم ہمیشہ دن کے وقت مندر میں آیا کرتی تھی اس پر سورابا نے اس پجاری کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے میرے محترم تم ٹھیک کہتے ہو یہ میرے ساتھ جو جوان ہیں ان کا نام یوناف ہے یہ گذشتہ چند دن سے ہمارے ہاں ایک معزز مہمان کی حیثیت سے ٹھہرے ہوئے ہیں ان کا تعلق دور افتادہ مغربی سرزمینوں سے ہے اور اے محترم پجاری! یہ عام انسانوں سے مختلف بھی ہیں کہ یہ ان گنت سری قوتوں کے مالک ہیں اور انہوں نے ارادہ کیا ہے کہ وہ ہمارے قبرستان کے اندر جو قوتیں کارفرما ہیں انہیں زیر کر کے رہیں گے اور آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ میرے باپ نے عہد کر رکھا ہے کہ جو بھی شخص قبرستان کی ان قوتوں کو زیر کرے گا وہ مجھے اُس سے بیاہ دیں گے اور چونکہ یہ اُن قوتوں پر قابو پانے کے ارادے سے نکلے ہیں! لہذا میں بھی ان کے ساتھ ہو لی ہوں اور اب اس مندر سے نکل کر ہم قبرستان ہی کا رخ کریں گے۔

سورابا کی اس گفتگو پر اس پجاری کے چہرے پر خوف و دہشت پھیل گئی تھی پھر اُس نے اس بار سورابا کے بجائے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے اجنبی نوجوان میں نہیں جانتا کہ تم کس قسم کی سری قوتوں کے مالک ہو اور کن قوتوں اور کن حوصلوں کی بنا پر تم نے قبرستان کی ان قوتوں سے ٹکرانے کا عزم کیا ہے اگر یہ کام تم نے صرف سورابا کو حاصل کرنے کے لیے حامی بھری ہے تو میں تمہیں تنبیہ کروں گا کہ اس کام سے باز رہو اس لیے کہ وہ قوتیں ایسی زور آور سرکش ہیں کہ بڑے بڑے پجاریوں کے قابو میں نہیں آئیں اس مندر کا جو سب سے بڑا پجاری ہے وہ سحر اور ایسی سری قوتوں میں سب سے بہترین سمجھا جاتا ہے لیکن وہ بھی بُری طرح ان قوتوں کو قابو کرنے میں ناکام رہا ہے۔

لہذا از راہ ہمدردی میں تمہیں یہی مشورہ دوں گا کہ تم رات کے اس وقت اُس قبرستان کا رخ ہرگز نہ کرو اور اگر تم سورابا میں ہی دلچسپی رکھتے ہو اور اسے حاصل کرنے کا عزم کر چکے ہو

تو اس کے لیے تم براہ راست بنگولو سے بھی التماس کر سکتے ہو کہ وہ سورایا کو تمہارا جیون ساتھی بنا دے اور مجھے امید ہے کہ وہ اس سے انکار نہیں کرے گا اس لیے اُسے سورایا کے لیے تم سے بہتر شخصیت کا جوان نہیں مل سکتا۔

اُس پجاری کے خاموش ہونے پر یوناف نے کہا اے پجاری تم غلط سمجھتے ہو میرا اصل مدعا تو مرادک شہر کے لوگوں کو قبرستان کی اُن عفریتوں سے نجات دلانا ہے اور چونکہ بنگولو نے یہ عہد کر رکھا ہے کہ جو بھی مرادک شہر کے لوگوں کو اُن عفریتوں سے نجات دلائے گا وہ سورایا کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دے گا بس اے پجاری اگر میں مرادک شہر کے لوگوں کو قبرستان کی اُن بدروحوں سے نجات دلاتا ہوں تو میں از خود سورایا کا حق دار بن جاؤں گا اور ہاں اے پجاری یہ بھی سن رکھو کہ اگر تم یہ گمان کرتے ہو کہ میں سورایا کی خاطر ان سرزمینوں کی طرف آیا ہوں تو یہ غلط ہے اور اگر تم یہ ظن کرتے ہو کہ میں قبرستان کا رخ بھی صرف سورایا ہی کی خاطر کر رہا ہوں تو یہ بھی درست نہیں ہے میں تو صرف مدارک شہر کو ان بدروحوں سے محفوظ کر دینا چاہتا ہوں اگر اس کے صلے میں مجھے سورایا ملتی ہے تو یہ میرا انعام ہے

یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں پجاری نے پھر بولتے ہوئے کہا اے یوناف کس بنا پر تمہیں یقین اور اعتماد ہے کہ تم قبرستان کی اُن بدروحوں کو زیر کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے جب کہ میں گمان کرتا ہوں کہ اگر اس مندر کا بڑا پجاری انہیں قابو کرنے میں ناکام رہا ہے تو پھر کوئی شخص اُن بدروحوں کو اپنی گرفت میں کر کے اُس قبرستان کو اُن سے نجات نہیں دلا سکتا لہٰذا میرا مخلصانہ مشورہ یہی ہے کہ سورایا کے ساتھ رات کے اس وقت اُس قبرستان کی طرف جانے کے بجائے تم دونوں یہیں سے واپس لوٹ جاؤ ایسا نہ ہو آج کی رات تم دونوں کے لیے زندگی کی آخری رات ہو کر رہ جائے۔

یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا اے پجاری تم کس قسم کا اعتماد اور یقین دہانی چاہتے ہو اگر تم کہو تو یہ جو بہت بڑی چٹان سے تراشا ہوا انگرو دیوتا کا بت ہے میں صرف ایک لمحہ کے اندر اسے نیچے گرا سکتا ہوں کہو کیا میں ایسا کر دکھاؤں پجاری کے بولنے سے پہلے ہی سورایا نے منت کرنے کے انداز میں کہا نہیں نہیں! اے یوناف ایسا ہرگز نہ کرنا انگرو دیوتا کے اس طرح گر جانے پر ایک تو لوگوں کا اس پر سے یقین اٹھ جائے گا دوسرے یہاں کے لوگ خواہ مخواہ تمہارے دشمن ہو جائیں گے۔

اس پر اُس پجاری نے فکر گیر لہجے میں کہا اے یوناف انگرو کے بت کو گرانے کے بجائے تم یقین دہانی کی خاطر کچھ اور بھی تو کر کے دکھا سکتے ہو پجاری کے اس مطالبہ پر مدہم اور دھیمی آواز

میں یوناف نے کہا اے ابلیکا اس پجاری نے جو اپنے سر پر ٹوپی پہن رکھی ہے وہ ٹوپی ایک لمحہ کے اندر اس کے سر سے اتار کر میرے سر پر رکھ دو بس دوسرے ہی لمحے پجاری نے دیکھا کہ اس کی ٹوپی اس کے سر سے آپ سے علیحدہ ہو کر یوناف کے سر پر رکھ دی گئی تھی مسکراتے ہوئے یوناف نے پجاری سے پوچھا! اے پجاری میرا یہ معاملہ کیسا رہا تم نے دیکھا صرف ایک لمحہ کے اندر تمہاری ٹوپی تمہارے سر سے علیحدہ ہو کر میرے سر پر آن پڑی ہے کیا تمہارے مندر کا بڑا پجاری اس قسم کا کوئی کام سرانجام دے سکتا ہے اس پر اُس پجاری نے گردن جھکاتے ہوئے کہا! نہیں وہ ایسا نہیں کر سکتا تب یوناف نے فیصلہ کن انداز میں کہا اگر اس مندر کا پجاری ایسا نہیں کر سکتا تو پھر وہ اُن بدروحوں کو بھی قابو نہیں کر سکتا لہٰذا اے پجاری میں اب تمہیں خدا حافظ کہتا ہوں اور اُس قبرستان کا رخ کرتا ہوں اس کے ساتھ ہی یوناف اور سورایا سمندر کے کنارے چٹانوں کے اوپر بنی ہوئی مندر کی اس عظیم عمارت سے باہر نکل گئے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد یوناف اور سورایا مدارک شہر کے اُس قبرستان میں داخل ہوئے جس کے متعلق لوگوں کا یقین تھا کہ اُس کے اندر بدروحیں رہتی ہیں کافی دیر تک جب وہ دونوں اُس قبرستان کے اندر گھومتے رہے اور کوئی ردِ عمل ظاہر نہ ہوا تب یوناف نے سورایا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے سورایا تم نے دیکھا ہم کافی دیر سے اس قبرستان کے اندر گھوم رہے ہیں یہاں تو کچھ بھی نہیں ہے اگر کوئی بدروح یا عفریت ہوتی تو رات کے اس وقت وہ ضرور ہم دونوں پر بھی حملہ آور ہوتی اور تم دیکھتی میں اُس کا انجام کیا کرتا لیکن تم دیکھتی ہو یہ قبرستان ایسا پُرسکون اور پُرامن ہے جیسے یہ دن کے وقت ہوتا ہے۔

اس پر سورایا نے حیرت اور تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا اے یوناف میں خود پریشان اور حیران ہوں کہ رات کے اس وقت کوئی بھی چیز اس قبرستان میں ہم پر حملہ آور نہیں ہوئی جب کہ میں اپنی زندگی میں بہت سے ایسے مرد اور عورتوں کو دیکھ چکی ہوں جن کے حلقوم اس قبرستان میں کاٹ کر اُن کا خون پی لیا گیا تھا بس اے یوناف حیرت ہے کہ آج رات کے وقت کوئی بھی چیز اس قبرستان میں ہم پر حملہ آور نہیں ہوئی۔

سورایا کے خاموش ہونے پر یوناف نے قبرستان کے کنارے ہیوے کی شکل میں نظر آتی ہوئی ایک عمارت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور اے سورایا یہ عمارت کیسی اور کون سی ہے سورایا نے کہا یہ وہی عمارت ہے جس کے اندر گورکن رہتے ہیں یہ کوہستانی پتھروں سے بنی ہوئی عظیم عمارت ہے گورکنوں کی بے چین روحیں اس قبرستان کے اندر گھومتی پھرتی رہتی ہیں اور خونخواری کا باعث

ہیں ہیں وہ بھی کبھی اسی عمارت میں رہا کرتے تھے۔ یوناف نے کہا اے سورابا آؤ اُسی عمارت کی طرف چلتے ہیں اور وہاں رہنے والے گورکنوں سے اس قبرستان کے اندر بے چین گھومنے والی بدروحوں کے متعلق معلومات حاصل کرتے ہیں۔

سورابا نے یوناف کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا! ہاں چلئے اس عمارت میں گورکن اور اُس کے اہل خانہ سے مل کر پھر ہم واپس گھر چلے جائیں گے اور اس کے ساتھ ہی وہ بڑی تیزی سے قبرستان سے نکل کر اُس عمارت کی طرف بڑھنے لگے تھے تھوڑی دیر بعد وہ دونوں عمارت کے پاس آئے پھر یوناف نے عمارت کے صدر دروازے پر جو بند تھا دستک دی تھوڑی دیر بعد ایک نوخیز نوجوان اور خوبصورت لڑکی نے دروازہ کھولا اور سورابا کو دیکھتے ہی اُس نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا اے ینگولو کی بیٹی تم رات کے وقت یہاں خیریت تو ہے اور یہ تمہارے ساتھ نوجوان کون ہے اس پر سورابا نے مسکراتے ہوئے کہا پہلے تم مجھے اندر آنے کے لیے کہو پھر میں تم سے پوری تفصیل کہہ دوں گی اُس لڑکی نے دروازے سے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا ضرور تم اندر آؤ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ مرادک کے ینگولو کی بیٹی ہمارے گھر میں داخل ہو رہی ہے اُس لڑکی کے ایک طرف ہٹ جانے پر سورابا یوناف کے ساتھ اُس عمارت میں داخل ہوئی تھوڑی دیر تک ایک لڑکا بھی عمارت کے اندرونی حصے سے نکل کر اُس لڑکی کے پاس آ کھڑا ہوا۔

اس موقع پر یوناف نے سورابا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے سورابا جس طرح بوڑھے ماہی گیر مارزم نے مجھے تفصیل بتائی ہے اُس کے مطابق اگر میں غلطی پر نہیں تو اس لڑکی کا نام نیبا اور اس کے قریب کھڑے لڑکے کا نام خوناک ہے جو اس کا چھوٹا بھائی ہے اور یہ دونوں گورکن امبنوں کی اولاد ہیں جب کہ ان دونوں کی ماں کا نام سومیا ہے جواب میں سورابا نے مسکراتے ہوئے کہا! ہاں یوناف آپ کا اندازہ درست ہے اس لڑکی کا نام نیبا اور اس کے چھوٹے بھائی کا نام خوناک ہے اور ان کے باپ کا نام امبنوں اور ماں کا نام سومیا ہے۔

یوناف جواب میں کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا کہ نیبا نام کی اس لڑکی نے بولتے ہوئے کہا آپ دونوں یہاں کیوں کھڑے ہو گئے اندر چل کر کمرے میں بیٹھیں اس کے ساتھ ہی اُس لڑکی نے دروازہ بند کر دیا یوناف اور سورابا کو اس نے عمارت کے ایک کمرے میں لا بیٹھا تھا سورابا نے بیٹھتے ہی اُس لڑکی کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا اے نیبا کیا گھر پر تم دونوں بہن بھائی ہی ہو تمہارے ماں باپ اس وقت کہاں ہیں نیبا اور خوناک دونوں بہن بھائی نے غور سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر نیبا نے سورابا کو جواب دیتے ہوئے کہا اے ینگولو کی بیٹی میری ماں اور میرا باپ اس وقت گھریلو ضرورت کی چیزیں خریدنے مرادک شہر کی طرف گئے ہوئے ہیں۔

اس بار یوناف نے اس لڑکی کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا! اے نیبا اس قبرستان کے متعلق تو مشہور ہے کہ اس کے اندر کچھ بے چین روحیں رہتی ہیں وہ قبرستان میں رات کے وقت داخل ہونے والوں یا یہاں سے گزرنے والے مسافروں کے حلقوم کاٹ کر اُن کا خون پی جاتی ہیں تو کیا اپنے ماں باپ کی غیر موجودگی میں تم دونوں کو قبرستان کے کنارے کھڑی پتھروں کی اس قدیم عمارات کے اندر خوف اور ڈر محسوس نہیں ہوتا!

نیبا نے بلا جھجک جواب دیتے ہوئے یوناف سے کہا خوف اور ڈر کا ہے کا جب وہ بے چین روحیں ہم پر حملہ آور ہی نہیں ہوتیں تو پھر ہمیں اُن سے ڈرنے کی کیا ضرورت ہے ہم اپنے اس مکان کی کھڑکی سے اکثر رات کے وقت اُن بے چین روحوں کو قبرستان کے اندر گھومتے ہوئے دیکھتے ہیں لیکن انہوں نے کبھی بھی ہماری طرف آنے اور ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش نہیں کی نیبا کی اس گفتگو پر یوناف نے شوق اور تجسس سے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا اے نیبا جب تم نے اکثر اُن بے چین روحوں کو اس قبرستان میں گھومتے ہوئے دیکھا ہے تو کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ رات کے وقت قبرستان میں گھومنے پھرنے والی ان روحوں کی تعداد کتنی ہوا کرتی ہے اس پر نیبا نے بلا توقف کہا رات کے وقت قبرستان میں گھومنے والی ان روحوں کی تعداد کبھی چار ہوا کرتی ہے! یوناف نے پھر نیبا سے پوچھا اور کیا تم مجھے یہ بھی بتا سکو گی کہ اُن کی شکل و شباہت کس طرح کی ہوتی ہے نیبا پھر بڑی تیزی سے بولی میں اُن کی شکل و شباہت کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتی اس لیے کہ رات کے وقت وہ صرف ہمیں مدہم مدہم سے ہیولوں کی صورت میں قبرستان کے اندر چلتے پھرتے دکھائی دیتے ہیں اور ہاں میں یہ بھی کہوں کہ کبھی کبھی تو یہ بے چین روحیں اس عمارت کے اندر بھی داخل ہوتی ہیں اور ہمیں اس عمارت کے اندر اس کی موجودگی کا پتہ بھی چلتا ہے۔

یوناف نے اس پر اور زیادہ شوق انگیزی میں پوچھا اے نیبا وہ کیسے! نیبا بولی وہ اس طرح کہ شروع میں جب ہم اس عمارت کے اندر آئے تو یہاں ہم نے اپنی رہائش اختیار کی تو رات کے وقت اس عمارت کے ایک کمرے سے ہمیں اکثر کسی درندے جیسے انداز میں دھاڑنے کی آوازیں سنائی دیا کرتی تھیں پھر ہم سمجھ گئے کہ شاید رات کے وقت وہ بے چین روحیں ہی اس کمرے میں آتی ہوں گی۔ لہذا ہم نے مستقلاً طور پر اُس کمرے کو بند کر دیا اب نہ ہی ہم اس کمرے کو اپنے استعمال میں لاتے ہیں اور نہ ہی اُس کا دروازہ کھولتے ہیں بلکہ وہ ہمہ وقت بند پڑا رہتا ہے

اس پر یوناف نے اور زیادہ دلچسپی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا اے نیبا! کیا مجھے اس کمرے کی طرف لے چلو گی تاکہ میں دیکھوں کہ وہ کمرہ جو تم نے مستقلاً بند کر دیا ہے اُس کے اندر کیا چیز رہتی ہے۔

ذرا رُک کر یوناف نے کہا اے نیبا مجھے اُس کمرے کی طرف لے جانے سے پہلے میرے متعلق تفصیل بھی سن لو کہ میرا نام یوناف ہے میں مرادک شہر کا رہنے والا نہیں بلکہ ان سرزمینوں کے اندر ایک اجنبی ہوں اور میں نے عزم کر رکھا ہے کہ میں مرادک شہر کے لوگوں اور یہاں سے گزرنے والے مسافروں کو اس قبرستان کے اندر گھومنے والی بے چین روحوں سے محفوظ کر دوں گا اس لیے کہ میں ان ہی بے چین روحوں پر قابو پانے کے لیے اس قبرستان کی طرف آیا ہوں اور اے نیبا اگر تمہارے ماں باپ میری موجودگی ہی میں یہاں آ گئے تو میں انہیں اس ساری تفصیل سے آگاہ کر دوں گا۔

اور اگر وہ میرے بعد آئے تو تم انہیں بتا دینا کہ میں کس غرض کے تحت یہاں آیا تھا اور میں پھر کسی موقع پر اُن دونوں سے آن ملوں گا اور اے نیبا تم دونوں بہن بھائی بھی غور سے سنو اپنے ماں باپ کو بھی بتلا دینا کہ میں وہ بدبلا ہوں جو وقت کے بدترین سیلاب اور رحم ناآشنا تنہائیوں کی طرح حرکت میں آتی ہے اور اپنے سامنے آنے والی ہر ذی روح پر کربِ مسلسل اور مرگ و حیات کا کھیل طاری کر کے رکھ دیتی ہے۔

اے نیبا اب تم اٹھو اور مجھے وہ کمرہ دکھاؤ جس کے اندر بقول تمہارے قبرستان کی بے چین روحیں آ کر رہا کرتی ہیں نیبا اور اُس کا بھائی خوناک دونوں اٹھ کھڑے ہوئے اور اس بار نیبا کے بجائے خوناک نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اگر آپ اس کمرے کی کیفیت دیکھنے پر بضد ہیں تو آپ دونوں ہمارے ساتھ آئیں یوناف اور سورابا چپ چاپ اٹھ کر اُن دونوں بہن بھائی کے ساتھ ہو لیے تھے یہ ایک مقفل کمرے کے سامنے جا کر وہ دونوں بہن بھائی رک گئے پھر خوناک نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے مغربی سرزمینوں کے اجنبی! یہ وہ کمرہ ہے جس کے اندر قبرستان کی بے چین روحیں آ کر ٹھہرتی ہیں۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو میں اس کمرے کو کھولوں یوناف نے بے دھڑک کہا ہاں! ہاں کھولو اس دروازے کو اس کے ساتھ ہی خوناک نے دیوار کے ساتھ لٹکتی ہوئی ایک بڑی سی چابی سنبھالی اور وہ اُس کمرہ کا دروازہ کھولنے لگا تھا۔

جوں ہی خوناک نے دروازہ کھولا تو اس کمرے کی تاریکی کے اندر یک بیک پلک جھپکنے کے انداز میں ایک تیز روشنی ہو کر ختم ہو گئی اور اُس کے ساتھ ہی اُس کمرے کے اندر سے ایسی ہولناک آوازیں ابھری تھیں جیسے ان گنت درندے ایک ساتھ اپنے شکار کو دیکھ کر دھاڑ اٹھے ہوں سورابا ہولناک چیخ مارتی ہوئی پیچھے ہٹ گئی تھی جب کہ نیبا اور خوناک بھی سورابا کے ساتھ پیچھے ہو گئے تھے تاہم یوناف ایک ستون کی طرح ایستادہ کمرے کے کھلے ہوئے دروازے پر ہی کھڑا رہا تھا۔

تاہم اُس نے فلفور اپنی تلوار میان سے کھینچ لی تھی اور پھر اس پر اپنا کوئی عمل کرنے کے بعد اس نے جب اپنی تلوار کا رخ اُس کمرے کی طرف کیا تو تاریکی میں ڈوبا ہوا پورا کمرہ تیز روشنی میں نہا گیا تھا اور اس کے ساتھ ہی درندوں کی سی دھاڑنے کی آوازیں بھی اک دم جاتی رہی تھیں۔

اپنی تلوار اپنے سامنے لہراتا ہوا یناف اُس کمرے میں داخل ہوا جب کہ سورابا خوناک اور نیبا انتہائی پریشانی کے عالم میں اُس کی طرف دیکھ رہے تھے اس لمحہ اُس قدیم اور سنگی عمارت کی حالت ایسی ہو گئی تھی جیسے بنجر زمینوں اور سنسان ٹیلوں کے اندر آندھیوں میں رکھے چراغوں کی سنگاہٹ بھی جاتی رہی ہو اور ہر طرف ہو کا عالم اور خرابوں کے ویرانے بکھر پھیل گئے ہوں۔

تھوڑی دیر تک یوناف اُس کمرے کے اندر اپنی تلوار اپنے ہاتھ میں لیے گھومتا رہا پھر وہ باہر آیا اور ابھی وہ نیبا یا خوناک کو مخاطب کرتے ہوئے کچھ پوچھنا ہی چاہتا تھا عمارت کے باہر ایسی ہولناک اور کرب خیز آوازیں سنائی دی جیسے کوئی کند چھری سے لوگوں کے حلقوم کاٹ رہا ہو یہ آوازیں سن کر خوناک اور نیبا دونوں بہن بھائی بدک اٹھے پھر خوناک نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے یوناف ایسا لگتا ہے کہ قبرستان کے پاس سے گزرنے والی شاہراہ پر پھر کوئی حادثہ رونما ہو گیا ہے اور اُن بے چین روحوں نے یہاں سے گزرنے والے کسی مسافر پر حملہ کر دیا ہے۔

یوناف نے اپنی تلوار فوراً میان میں کر لی اور اُن تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تم تینوں میرے ساتھ آؤ پھر دیکھتے ہیں کہ کیا ہوا ہے اس کے ساتھ ہی وہ چاروں بھاگتے ہوئے عمارت کے اُس کمرے سے باہر نکل گئے تھے وہ چاروں جب بھاگتے ہوئے قبرستان کے پاس سے گزرنے والی شاہراہ پر آئے تو انہوں نے دیکھا وہاں شاہراہ کے ایک کنارے پر دو گھوڑے کھڑے تھے اور اُن دونوں گھوڑوں کے قریب ہی شاہراہ پر دو لاشیں پڑی

تھیں یوناف نے آگے بڑھ کر دیکھا دونوں لاشوں کے حلقوم کاٹے ہوئے تھے اور ایسا دکھائی دیتا تھا جیسے اُن لاشوں کا سارا ہی خون کسی نے نچوڑ لیا ہو کیونکہ لاش مکمل طور پر پیلی ہو چکی تھیں اور زمین پر کوئی خون بھی نہ گرا ہوا تھا اس موقع پر گورکن کے بیٹے خوناک نے اندیشوں سے بھرپور آواز میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا یہ دیکھئے آپ کی موجودگی میں ہی یہ دو بدقسمت مسافر بھی اُن بے چین روحوں کا شکار ہو گئے ہیں۔

یوناف نے کہا حیرت ہے اس سے پہلے کافی دیر تک میں اور سورایا اس قبرستان کے اندر گھومتے رہے ہیں لیکن ہمیں یہاں کوئی چیز دکھائی نہیں دی جب کہ چند لمحوں بعد یہاں سے گزرنے والے ان دونوں مسافروں کے حلقوم کاٹ کر رکھ دیئے گئے ہیں پھر آیا یہ بدقسمت مسافر نہ جانے کدھر سے آئے ہیں اور کس طرف انہوں نے جانا تھا۔

یوناف کی اس گفتگو کا جواب خوناک دینا ہی چاہتا تھا کہ عمارت کی طرف سے کسی نے زور زور سے پکارا خوناک تم کہاں ہو اس کے جواب میں خوناک نے اس طرف منہ کرتے ہوئے بلند آواز میں کہا اے میرے باپ میں اس طرف ہوں آج پھر دو مسافر قبرستان کی ان بدروحوں کا لقمہ بن گئے ہیں تھوڑی ہی دیر بعد ایک مرد اور عورت وہاں نمودار ہوئے اور سورایا کو وہاں دیکھتے ہوئے اُس عورت نے حیرت کے انداز میں کہا! اے سورایا تم رات کے اس وقت یہاں کیا تم کہیں گئی ہوئی تھی جو واپس لوٹ رہی ہو؟

اُس عورت کے سوالات کے جواب میں سورایا نے کہا نہیں میں تھوڑی دیر پہلے مرادک کی طرف سے آئی ہوں اور میرے ساتھ یہ جو جوان ہیں ان کا نام یوناف ہے اور یہ ہمارے ہاں ایک مہمان کی حیثیت سے ٹھہرے ہوئے ہیں یہ ان گنت سری قوتوں کے مالک ہیں اور یہ اس ارادے سے اس طرف آئے تھے کہ قبرستان کی بدروحوں پر قابو پا کر مرادک کے لوگوں کو ان سے چھٹکارا دلائیں گے ہم کافی دیر تک اس مقصد کے لیے اس قبرستان کے اندر گھومتے رہتے ہیں لیکن کوئی چیز ہمیں یہاں دکھائی نہ دی اس کے بعد ہم آپ کے گھر میں داخل ہوئے اور آپ کے بچوں سے پتہ چلا کہ آپ گھریلو ضروریات کی چیزیں خریدنے کے لیے دونوں میاں بیوی مرادک شہر گئے ہوئے ہیں اور ابھی تھوڑی دیر ہم وہاں بیٹھے تھے۔

کہ اس شاہراہ پر چیخیں سنائی دی اور جب ہم اس طرف آئے تو یہ دونوں لاشیں جن کے حلقوم کاٹے ہوئے ہیں یہاں پڑی ہوئی تھیں! سورایا تھوڑی دیر کی پھر اس نے اس بار یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے یوناف یہ دونوں خوناک اور نمیا کے ماں باپ ہیں سورایا کے خاموش ہونے پر خوناک کے باپ امبون نے خود ہی بولتے ہوئے کہا! اے اجنبی ہم دونوں میاں بیوی مرادک شہر گئے ہوئے تھے کاش جس وقت تم یہاں آئے ہم دونوں میاں بیوی بھی یہاں موجود ہوتے اور تمہاری خدمت کرتے ہم دونوں شہر سے واپس لوٹ رہے تھے کہ اس شاہراہ پر ہمیں چیخیں سنائی دیں ہم بھاگتے ہوئے پہلے اپنے گھر داخل ہوئے اور جو چیزیں ہم نے شہر سے خریدی تھیں انہیں وہاں رکھا اور ہم اور زیادہ فکرمند ہو گئے چونکہ ہمارا بیٹا اور بیٹی بھی گھر پر نہ تھے لہذا شک ہوا کہ وہ یقیناً اُس طرف گئے ہوں گے جدھر چیخوں کی آوازیں سنائی دی ہیں لہذا ہم دونوں ہی بھاگتے ہوئے اس طرف چلے آئے۔

اے یوناف اگر تم اس قبرستان کی بے چین روحوں پر قابو پانے کی غرض سے مرادک شہر میں داخل ہوئے ہو تو یہ ایک بہترین نیکی کا کام ہے ہماری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں اور اگر تم واقعی ہی ان گنت سری قوتوں کے مالک ہو تو مجھے امید ہے کہ تم ضرور ان روحوں پر قابو پانے میں کامیاب ہو جاؤ گے آؤ ان دونوں لاشوں کو اس قبرستان میں دفن کر دیں پھر تم دونوں ہمارے ساتھ ہمارے گھر چلو کہ ہم تم دونوں کی خدمت کر سکیں۔

یوناف چپ چاپ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا پہلے اُن سب نے مل کر اُن دونوں لاشوں کو قبرستان میں دفن کیا پھر یوناف نے گورکن امبون کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے امبون تھوڑی دیر ان سب کے ساتھ یہاں رکو میں ذرا مرنے والوں کے گھوڑوں کا جائزہ لیتا ہوں پس سورایا کو بھی اُن چاروں کے پاس چھوڑ کر یوناف شاہراہ پر مرنے والوں کے گھوڑوں کی طرف گیا پھر وہ ایک گھوڑے کے پاس کھڑا ہوا اور بڑی رازداری سے پکارا! ابلیکا! ابلیکا تم کہاں ہو! ابلیکا نے فوراً اُس کی گردن پر لمس دیتے ہوئے کہا میں یہی ہوں یوناف میں نے کہاں جانا ہے یہ شاہراہ پر جو کچھ ہوا ہے میں سب کچھ دیکھ چکی ہوں یوناف نے پوچھا اے ابلیکا پہلے تم یہ بتاؤ کہ عمارت کے اندر جس کمرے میں میں داخل ہوا تھا اس وقت اُس کمرے کے اندر اچانک جو روشنی ہوئی تھی اور درندوں کے دھاڑنے کی آوازیں اٹھیں تھیں۔ وہ کیا معاملہ تھا؟

ابلیکا نے کہا وہ واقعہ اچانک ہی رونما ہو گیا تھا اس لیے میں اُس کا اندازہ نہ لگا سکی

تھی بہرحال میرا گمان ہے کہ وہ کسی شیطانی قوت کا ہی کام ہے یوناف نے پھر کہا! اے ابلیکا میں اب سورابا کو یہاں سے لے کر مرادک شہر کی طرف چلا جاؤں گا آج کے بعد تم اس قبرستان اور اس کے پاس سے گزرنے والی شاہراہ کو اپنی نگاہ میں رکھنا اور جب بھی وہ حادثہ پیش آئے مجھے اس کے متعلق تفصیل سے آگاہ کرنا جواب میں ابلیکا نے رنگ بکھیراتی ہوئی آواز میں کہا اے میرے حبیب تم فکر مند نہ ہو جیسا تم چاہو گے ویسا ہی ہوگا۔

ابلیکا کے ساتھ اپنی گفتگو مکمل کرنے کے بعد یوناف پھر اُس جگہ آیا جہاں امیون اور اُس کی بیوی بیٹا بیٹی اور اُن کے ساتھ سورابا کھڑی ہوئی تھی وہاں آکر یوناف نے امیون کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے امیون اب کافی دیر ہوگئی ہے لہٰذا میں سورابا کو لے کر مرادک شہر کی طرف جاتا ہوں امیون نے اُس کی بات کاٹتے کہا کیا آپ دونوں ہمارے ساتھ چل کر ہمیں خدمت کا موقع نہیں دیتے یوناف نے آگے بڑھ کر اُس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بڑی نرمی اور شفقت میں کہا اے امیون! میں پھر کسی وقت آؤں گا۔ تمہارے پاس بیٹھوں گا اور تفصیل کے ساتھ تمہارے ساتھ گفتگو کروں گا اب مجھے اجازت دو کہ میں سورابا کے ساتھ یہاں سے رخصت ہوں اس کے ساتھ ہی یوناف نے امیون سے مصافحہ کیا پھر وہ سورابا کے ساتھ مرادک شہر کی طرف چل پڑا تھا جب کہ امیون اپنی بیوی بیٹی اور بیٹے کے ساتھ قبرستان کے کنارے اُس قدیم عمارت کی طرف جا رہا تھا جس میں اس کی رہائش تھی۔

قبرستان سے تھوڑا آگے جا کر سورابا نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا! اے یوناف تم مجھے گورکن اور اُن کے اہل خانہ کے ساتھ قبرستان میں چھوڑ کر مرنے والوں کے گھوڑوں کی طرف چلے گئے تھے تو وہاں سے تم نے کیا حاصل کیا اس پر یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا! اے سورابا میری گرفت میں جو سری قوتیں ہیں میں نے علیحدگی میں جا کر انہیں کچھ احکامات جاری کئے تھے اور عنقریب تم دیکھو گی کہ میں کس طرح ہولناک انداز میں ان بے چین روحوں پر ہاتھ ڈالتا ہوں جو اس قبرستان کے اندر لوگوں کے حلقوم کاٹ کر خونخواری اور خوف و ہراس پھیلاتی ہیں سورابا مطمئن ہو گئی تھی پھر وہ دونوں خاموشی کے ساتھ اور کسی قدر تیزی سے چلتے ہوئے مرادک شہر کی طرف بڑھنے لگے تھے جب وہ دونوں انگرو دیوتا کے مندر کے پاس آئے تو انہوں نے دیکھا، مندر کے قریب شاہراہ کے کنارے وہی پجاری کھڑا تھا جس کے ساتھ اُس وقت دونوں کی گفتگو ہوئی تھی جب وہ دونوں قبرستان میں جانے سے پہلے انگرو دیوتا کے مندر میں داخل

ہوئے تھے یوناف اور سورابا کو دیکھتے ہی اُس پجاری نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے میرے عزیزو! میں اس انکشاف پر حیرت زدہ تو ضرور ہوں کہ تم دونوں رات کے وقت اُس قبرستان سے زندہ اور سلامت لوٹ آئے ہو۔

لیکن کیا میں یہ بھی جان سکوں گا کہ وہاں اُس قبرستان کے اندر تم دونوں نے کیا دیکھا اور اُس کا تم نے کیا سدباب کیا ہے یوناف نے اس پجاری کو جواب دیتے ہوئے کہا! اے پجاری اس قبرستان کے اندر کام کرنے والی قوتیں اب صرف ایک بار اور کسی انسان پر ہاتھ ڈال سکیں گی اس کے بعد تم دیکھنا میں ان کا کیا حشر نشر کرتا ہوں پجاری تم عنقریب دیکھو گے کہ قبرستان کی وہ قوتیں میرے سامنے بے بس اور مجبور ہوں گی ان کے پیچھے میں اپنی ایسی قوت لگا کر آیا ہوں جو ہر صورت میں اُن کا بھید جان کر رہے گی یوناف کی اس گفتگو پر وہ پجاری گہری سوچوں میں کھو گیا تھا جب کہ یوناف مزید کوئی گفتگو کئے بغیر سورابا کے ساتھ دوبارہ مرادک شہر کی طرف بڑھنے لگا تھا۔

یوشع بن نون کے بعد بنی اسرائیل کے اندر قاضیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ یہی قاضی انہیں مذہب کی تعلیم دینے کے علاوہ انہیں راستی اختیار کرنے کی تلقین کرتے اور یہی قاضی بنی اسرائیل کے متنازعہ امور کا فیصلہ بھی کرنے لگے تھے لیکن بنی اسرائیل نے ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا اور ان قاضی کا کہنا ماننے کے بجائے انہوں نے واحدانیت سے روگردانی کر کے اپنی ہمسایہ اقوام کے بتوں کی پوجا پاٹ شروع کر دی تھی خصوصیت کے ساتھ یہ لوگ کنعانیوں کے دیوتا بعل اور دیوی عشتار سے بڑے متاثر ہوئے اور ان کی پرستش شروع کر دی تھی اور اپنی سرزمین کے اندر انہوں نے بعل دیوتا اور عشتار دیوی کے معبد بھی تعمیر کرنا شروع کر دیئے تھے۔

واحدانیت سے ہٹنے اور ان دیوی دیوتاؤں کی پرستش کے باعث بنی اسرائیل کے اندر اختلافات رونما ہو گئے اور ان کی یکجہتی اور اتحاد پارہ پارہ ہو کر رہ گئے تھے اس کے علاوہ بنی اسرائیل نے اپنی ہمسایہ اقوام یعنی کنعانیوں، حتیوں، اموریوں، فیرزیوں، حویوں اور یبوسیوں کی لڑکیوں سے شادیاں کرنے لگے اور انہیں اپنی لڑکیاں دینے لگے۔

سوتیامیہ کے بادشاہ نے جب دیکھا کہ بنی اسرائیل نااتفاقی کا شکار ہیں تو اس نے ان کے اس نفاق سے فائدہ اٹھانے کا ارادہ کر لیا۔ پس سوتیامیہ کے بادشاہ کوشن نے ایک ہزار لشکر تیار کیا۔ اور بنی اسرائیل پر حملہ آور ہوا۔ اس نے بنی اسرائیل کا بھی خوب قتل عام کیا۔ اور انہیں اپنا مطیع و مفتوح بنا کر رکھ لیا۔ اور کچھ اسرائیلیوں کو غلام بنا کر اپنے دیوتا آنو کی بھینٹ چڑھا دیا۔

آخر موسیٰ کے خاص کارکن اور یوشع بن نون کے دست راست کالب بن یوفنا کے پوتے غتنی ایل کو بنی اسرائیل کی اس غلامی پر رحم آیا۔ اس نے بنی اسرائیل کے اندر ایک مبلغ کا ایسا کام کیا۔ اسرائیل کو متحد کر کے اس نے ایک لشکر تیار کیا۔ سوتیامیہ کے بادشاہ کوشن کے خلاف جنگ کر کے اسے شکست دی اور بنی اسرائیل کو اس کی غلامی سے نجات دی۔ اس طرح خداوند نے بنی اسرائیل کو کوشن کے عذاب سے نجات دی۔

لیکن بنی اسرائیل پھر بھی نہ سنبھلے اور دوسری اقوام کے دیوی دیوتاؤں کی پرستش میں مصروف رہے۔ لہٰذا خداوند نے موآب کے بادشاہ عجلون کو ایک عذاب کی صورت میں ان پر طاری کر دیا۔ موآب کے اس بادشاہ عجلون نے عرب قبائل بنی عمون اور بنی عمالیق کو اپنے ساتھ ملا کر بنی اسرائیل پر حملہ کر دیا۔ اور بنی اسرائیل کو شکست دے کر انہیں اپنا غلام بنا لیا۔ آخر ایک جوان کہ جس کا نام اہود تھا وہ بنی اسرائیل کے کام آیا۔ یہ جوان ہدیہ لے کر عجلون کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جب وہ جلجال کے ایک کوہستانی سلسلے میں مقیم تھا۔

عجلون سے ملاقات کرنے سے قبل اس اہود نے ایک دو دھاری تلوار بنائی اور جب وہ عجلون سے ملنے کے لیے گیا تو اس تلوار کو اس نے اپنے جامے کے نیچے داہنی ران پر باندھ لیا۔ پس یہ اہود جبل جلجال میں عجلون کی خدمت میں پیش ہوا اور اسے ہدیہ پیش کرنے کے بعد اس سے التماس کرتے ہوئے اس نے کہا "اے بادشاہ! میں بنی اسرائیل سے متعلق تمہارے لیے ایک اہم خبر لے کر حاضر ہوا ہوں۔ کہ بنی اسرائیل کی طرف سے تمہیں بہت بڑا خطرہ پیش آنے والا ہے۔ پھر یہ بات میں تم سے علیحدگی میں کہوں گا اس لیے کہ مجھے خدشہ ہے اگر میں نے یہ بات کسی اور کے سامنے کہہ دی تو اے بادشاہ! تمہارے لیے خطرات میں اور زیادہ اضافہ ہو جائے گا۔ عجلون نے بھی اہود کی اس بات کو اہمیت دی۔ اور اس سے قریب ہو کر اس نے رازداری میں کہا۔ اے اہود! اس قسم کی اہم گفتگو آہستہ کرو۔ کہ میرے علاوہ کوئی اور اسے سننے نہ پائے۔

پھر عجلون نے اپنے سارے آدمیوں کو اس بالاخانہ سے نکال دیا جس کے اندر اس وقت وہ تھا۔ تب اس نے اہود کو مخاطب کر کے کہا۔ اب کہو تم کیا کہتے ہو۔ اہود فوراً حرکت میں آیا وہ دو دھاری تلوار اس نے اپنی ران کے ساتھ باندھ رکھی تھی۔ وہ اس نے فوراً نکالی اور عجلون پر حملہ آور ہو کر اس کی گردن کاٹ کر رکھ دی تھی اس موقع پر عجلون کوئی مزاحمت بھی نہ کر سکا تھا۔ کیونکہ وہ بہت بھاری بھرکم انسان تھا۔ اور مشکل کے ساتھ حرکت میں آتا تھا۔ اس طرح اہود کی وجہ سے عجلون کی موت کے بعد بنی اسرائیل کو موآبیوں کی غلامی سے نجات ملی۔

یوناف ایک روز صبح ہی صبح مرادک شہر سے نکل کر جب سمندر کے کنارے کی طرف گیا تو اس نے دیکھا بوڑھا ماہی گیر مازم اور اُس کا بیٹا ملو اپنی کشتی کو کھینچ کر کنارے پر لگا رہے تھے شاید وہ رات کے پچھلے حصے میں سمندر کے اندر مچھلیاں پکڑنے کے بعد واپس لوٹے تھے جب یوناف ان کے نزدیک گیا تو اُس نے یہ بھی دیکھا کہ اُن کی کشتی کے اندر بہت سی مچھلیاں تھیں کشتی کو کنارے پر لگانے کے بعد بوڑھا مازم اور اس کا بیٹا ملو کا دونوں یوناف کے پاس آئے پھر مازم نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا!

اے یوناف میں پچھلے کئی روز سے یہ ارادہ کر رہا تھا کہ تم سے ملوں۔ یہ میری خوش نصیبی ہے کہ آج صبح ہی صبح میں تمہیں یہاں سمندر کے کنارے دیکھ رہا ہوں دراصل میں تم سے یہ جاننے کے لیے بے چین تھا کہ کیا کبھی واقعی ایسا دن آئے گا جب قبرستان کی بے چین روحوں کا خاتمہ کر کے یہاں کے لوگوں کے لیے امن مہیا کر دیا جائے گا یوناف! یہی وہ سوال ہے جس کے لیے بار بار میرا جی چاہتا تھا کہ میں تم سے یہ سوال پوچھوں! یوناف نے مازم کو تسلی دیتے ہوئے کہا اے بوڑھے مازم! مطمئن رہو میں سمجھتا ہوں وہ دن اب قریب آلگا ہے جب قبرستان کی روحوں کو یہاں سے مار بھگایا جائے گا اور مرادک شہر کے اس قبرستان میں یہ روحیں جو بھی اب حادثہ کریں گی یہ حادثہ ان سرزمینوں کے اندر اُن کے لیے آخری اور انتہائی نقصان دہ حادثہ ہو گا۔

یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں بوڑھا مازم کچھ کہنے ہی والا تھا کہ اُن کے دائیں طرف ذرا فاصلے پر جو ماہی گیر کام کر رہے تھے اُن کے اندر ایک شور اور واویلا اچانک ہی اُٹھ کھڑا ہوا مازم اور ملو کا فکرمندی اور پریشانی کے عالم میں ان شور کرتے ہوئے ماہی گیروں کی طرف دیکھنے لگے تھے اور جب وہ شور بڑھتا ہی چلا گیا تب وہ دونوں باپ بیٹا یوناف کو چھوڑ کر اُن شور کرتے ہوئے ماہی گیر۔۔ کی طرف بھاگنے لگے تھے! یوناف بھی یہ جانتے

کے لیے کہ اُن ماہی گیروں پر کیا بیتی ہے ماترم اور ملوکا کے پیچھے ہو لیا تھا اُن ماہی گیروں کے پاس پہنچ کر بوڑھے ماترم نے ایک ماہی گیر کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا!۔

اے میرے بھائی یہ سارے ماہی گیر کیسا شور اور کیسا واویلا کر رہے ہیں اس استفسار پر ماہی گیر نے ماترم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے ماترم آج ہمارے شہر میں دو بڑے حادثے ہو گئے ہیں! پہلا حادثہ یہ کہ گزشتہ شب کچھ لوگ مرادک شہر کی طرف آ رہے تھے کہ قبرستان کے پاس سے گزرتے ہوئے بے چین روحوں نے اُن پر حملہ کر دیا اور اُن سب کے حلقوم انہوں نے کاٹ کر رکھ دیئے تھے۔ اور ابھی تھوڑی ہی دیر پہلے مرادک میں ایک تجارتی کارواں داخل ہوا ہے اسی تجارتی کارواں کے لوگوں نے اس حادثہ کی اطلاع شہر میں دی ہے ان لوگوں کا کہنا ہے کہ سورج طلوع ہونے کے بعد جس وقت وہ قبرستان کے پاس سے گزر رہے تھے تو انہوں نے وہاں سے شاہراہ کے کنارے کچھ لوگوں کی بکھری ہوئی لاشیں دیکھیں جن کے حلقوم کاٹے ہوئے تھے اور اُن کے جسموں سے خون کا ایک ایک قطرہ تک چوس لیا گیا تھا پس اس تجارتی کارواں کے لوگوں نے اُن لاشوں کو وہاں دفن کر دیا اور اس حادثہ کی اطلاع آ کر شہر میں بنگولو کو کر دی۔

اور اے بزرگ ماترم! دوسرا حادثہ اس پہلے حادثہ سے بھی بہت بڑا ہے اس لیے کہ یہ ہمارے اپنے ہی شہر میں اور ہمارے بنگولو کے ساتھ پیش آیا ہے اور وہ یوں کہ تم جانتے ہو بنگولو کی بیٹی سورابا صبح سویرے اٹھنے کی عادی ہے پھر آج وہ خلاف معمول سورج چڑھے تک بھی نہ اٹھی بنگولو ایک بار اُس کے کمرے کی طرف گیا اور جب اُس نے دیکھا کہ سورابا چادر اوڑھ کر سوئی ہوئی ہے تو وہ مطمئن سا ہو کر لوٹ گیا! اور اُس نے بیٹی کو جگانے کی کوشش نہ کی لیکن جب اس قبرستان والے حادثے کی اطلاع شہر میں پہنچی اور لوگوں میں شور اور افراتفری مچ گئی تب بھی سورابا جب نہ اٹھی تو بنگولو فکرمند ہوا! وہ پھر جب سورابا کے کمرے میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا سورابا پہلے ہی کی طرح چادر اوڑھے لیٹی ہوئی تھی اس پر بنگولو کو کچھ تشویش ہوئی تب اُس نے آگے بڑھ کر جب سورابا سے وہ چادر ہٹائی تو وہ دھاڑیں اور چیخیں مارنے لگا اس لیے سورابا زندہ نہ تھی مر چکی تھی جس طرح قبرستان کی وہ بے چین روحیں وہاں سے گزرنے والے مسافروں کا حلقوم کاٹ کر اُن کا خون پی جاتی ہیں ایسے ہی سورابا کا بھی حلقوم کٹا ہوا تھا اور اُس کے جسم سے ایسا لگتا تھا جیسے کسی قوت نے سارا ہی خون چوس لیا ہو۔

یہ روح فرسا خبر سن کر ماترم اور ملوکا بھی بچارے ان ماہی گیروں کے ساتھ مل کر آہ و فغاں کرنے لگے تھے جب کہ یہ خبر سن کر خود یوناف کا چہرہ بھی پیلا پڑ گیا تھا اور اُس کی آنکھوں میں دُور دُور تک الجھنیں اور پریشانیاں رقص کرنے لگی تھیں پھر وہ شور کرتے ہوئے سارے ماہی گیر شہر کی طرف بھاگنے لگے تھے جب کہ یوناف گم صم ایک پتھر اور ستون کی طرح ویسے کا ویسا ہی سمندر کے کنارے کھڑا رہا تھا۔

جب وہ ماہی گیر شہر کی طرف بھاگتے ہوئے دور چلے گئے اور ساحلِ سمندر پر تابوت کی سی تنہائیاں بکھر گئیں تب یوناف کی حالت بدلنے لگی وہ جہنم کی سی آتشناکی اور بپھرے ہوئے تند دھاروں کی مانند ہو گیا تھا اُس کے چہرے پر جنون اور منہ زور آندھیاں دستک دینے لگی تھیں جب کہ اُس کی آنکھوں میں تقدیر کے بدترین عذاب اور برق کے طوفان کوندنے لگے تھے ان دو حادثوں کے متعلق وہ کوئی فیصلہ بھی نہ کرنے پایا تھا کہ ابلیکا نے اُس کی گردن پر بوسہ دیا اور ساتھ ہی اُس کی مغموم اور شوریدہ سی آواز بلند ہوئی! یوناف کی سماعت سے ٹکرائی۔

اے یوناف مجھے سورابا کے مرنے کا انتہائی دکھ اور غم ہے اور اس کی موت کی ذمہ دار بھی وہی قوتیں ہیں جو مرادک شہر کے قبرستان کے اندر کار فرما ہیں اور اے یوناف میں ان قوتوں کا بھید اور اسرار جان آئی ہوں۔

یوناف نے بے چین ہو کر پوچھا! اے ابلیکا بتاؤ یہ قبرستان کے اندر خونی کھیل کھیلنے والے کون لوگ ہیں اس پر ابلیکا نے اپنی کھنکتی ہوئی آواز میں کہا اے یوناف یہ ہمارے جانے پہچانے دشمن ہیں اجنبی نہیں ان میں سے جو ماں باپ کا کردار ادا کر رہا ہے وہ ہمارا پرانا دشمن قب اور بیوی اُس کی ساتھی لڑکی خوقہ ہے جب کہ دوسرے دو جوان دونوں جو لڑکی اور لڑکا کا کردار ادا کر رہے ہیں وہ بھی دونوں شیطان کے ساتھی ہیں اور اے یوناف ایسا ہے کہ جب گورکن کے مرنے پر دوسرے گورکن نے جو کہ پہلے گورکن کا بھائی تھا اپنی بیوی اور دونوں بچوں کے ساتھ اس عمارت کے اندر رہائش اختیار کی تو اس قب اور خوقہ نے اُس گورکن اُس کے بچوں اور بیوی کو ہلاک کر دیا اور خود قب نے گورکن کی شکل و صورت اختیار کر لی خوقہ اُس کی بیوی کے کردار میں آ گئی جب کہ عزازیل کے دو اور ساتھیوں کو انہوں نے گورکن کے بچوں کی صورت میں اپنے ساتھ رکھ لیا تھا پس یہ چاروں گورکن اور اُس کی بیوی بچوں کی صورت میں

Uploaded By Muhammad Nadeem

اُس عمارت کے اندر رہتے ہوئے خونی کھیل کھیلتے رہے ۔

ابلیکا کی گفتگو سننے کے بعد یوناف کا چہرہ کسی حد تک پُرسکون ہو گیا تھا پھر اُس نے ابلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے ابلیکا اب میرا بھی لائحہ عمل سنو اور وہ یہ ہے کہ میں چند روز کا وقفہ ڈال کر اور اپنی سری قوتوں سے کام لے کر اپنی شکل و ہیئت بدلتے ہوئے رات کے وقت اُس قبرستان کا رخ کروں گا اور جب وہ چاروں مجھ پر حملہ آور ہوں گے تو پھر میں انہیں بتاؤں گا کہ ماضی میں وہ جو خونخواری اور خون ریزی کرتے رہے ہیں اس کا حساب کیسے اور کس طرح وصول کیا جاتا ہے اس کے ساتھ ہی یوناف خاموش ہو گیا پھر دوبارہ اس نے ابلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے ابلیکا اب میں مرادک شہر کا رخ کرتا ہوں تاکہ دیکھوں کہ بچارا سورایا پر کیا بیتی ہے اس کے ساتھ ہی یوناف بڑی تیزی سے مرادک شہر کی طرف بھاگ رہا تھا۔

یوناف بھاگتا جب مرادک شہر میں ہنگولو کی حویلی میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا وہاں لوگوں کا ایک جم غفیر تھا لوگ شور اور واویلا کر رہے تھے جب کہ عورتیں بلند آوازوں میں بین کرتی ہوئی رو رہی تھیں۔

یوناف جب حویلی میں داخل ہوا تو لوگ پرامید نگاہوں سے اُس کی طرف دیکھنے لگے تھے اور دائیں بائیں ہٹتے ہوئے وہ اُسے راستہ دینے لگے تھے تاکہ وہ ہنگولو کی طرف جا سکے جو اُس وقت اپنی بیٹی سورایا کی لاش کے پاس بیٹھا ہوا تھا یوناف جب اس جگہ گیا جہاں سورایا کی لاش رکھی ہوئی تھی تو اس نے دیکھا لاش کے سرہانے سورایا کا باپ بیٹھا ہوا تھا یوناف نے ایک نگاہ ہنگولو پر ڈالی اس موقع پر ہنگولو سے کچھ کہنا چاہتا تھا کہ ہنگولو نے اپنی بیٹی سورایا کی لاش کے اوپر سے چادر کا تھوڑا سا حصہ ہٹا دیا اور اس طرح سورایا کی لاش کا گردن تک حصہ اس نے ننگا کر دیا تھا۔

یوناف نے دیکھا سورایا کا چہرہ دودھ کی طرح سفید ہو چکا تھا ایسا لگتا تھا اُس کے جسم سے خون کا ہر قطرہ نکال لیا گیا ہے اور اس سے بڑھ کر جب یوناف نے اُس کی گردن پر نگاہ کی تو یوناف کی حالت ناقابل برداشت ہو گئی تھی اس لیے کہ سورایا کی گردن کچھ ایسے انداز میں کٹی ہوئی تھی جیسے کسی جانور کو ذبح کیا جاتا ہے تھوڑی دیر تک یوناف سورایا کے مردہ چہرے کو دیکھتا رہا پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے چادر سے سورایا کا چہرہ ڈھانپ دیا اور اس نے ہنگولو کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے ہنگولو! سورایا کے مرنے سے صرف تیرا ہی نہیں میرا بھی نقصان اور زیادہ ہوا ہے! اے ہنگولو تو جانتا ہے سورایا مجھے پسند کرنے لگی تھی اور اس نے مجھے عہد دے رکھا تھا کہ قبرستان کی ان بدروحوں کو قابو کرنے کے بعد میں اس سے شادی کروں گا! پس اے ہنگولو اب میں قبرستان کی ان روحوں سے سورایا کے حوالے سے صرف تیرا ہی نہیں اپنا بھی انتقام اُن سے لوں گا اس لیے اب سورایا کے ساتھ میری بھی ایک نسبت اور ایک تعلق تھا! اے ہنگولو چند ہی دن تک تم دیکھو گے کہ میں کیسے اور کس طرح قبرستان کی ان خونی اور آدم خور قوتوں کو اپنے سامنے ذلیل اور رسوا کرتا ہوں! یوناف کی اس گفتگو پر ہنگولو بیچارہ بچوں کی طرح بلک بلک کر رونے لگا تھا جب کہ یوناف اُس کے پاس بیٹھ کر اُسے تسلی دینے لگا تھا پھر تھوڑی ہی دیر بعد سورایا کی لاش کو دفن کرنے کے لیے قبرستان کی طرف لے جایا جا رہا تھا۔

ہندوستان کی سرزمین اب بھی آریوں کی چھوٹی چھوٹی اور مختلف ریاستوں کے اندر بٹی ہوئی تھی جن پر ان گنت راجے حکومت کرتے تھے ان ہی ریاستوں میں سے ایک اجودھیا کی ریاست تھی اور اس ریاست کا مرکزی شہر بھی اجودھیا ہی تھا اور اجودھیا کی اس ریاست پر دسرت نام کا راجا حکومت کرتا تھا ایک روز عارب، یبوسہ اور نبیطہ اسی اجودھیا شہر میں داخل ہوئے انہوں نے دیکھا شہر کے اندر لوگوں کے انبوہ اور اژدہام کچھ اس انداز میں گلی کوچوں کے اندر گھوم رہے تھے جیسے شہر کے اندر ایک میلے اور خوشی کا سماں ہو لوگ رنگ برنگ کے کپڑے پہنے بے پناہ خوشی اور مسرت کا اظہار کر رہے تھے لوگوں کے ہجوم میں سے گزرتے ہوئے عارب، یبوسہ اور نبیطہ راجہ دسرت کے محل کے سامنے آ کھڑے ہوئے تھے۔

تھوڑی دیر تک وہ تینوں وہاں کھڑے ہو کر راجہ کے محل کا جائزہ لیتے رہے اتنے میں ایک ادھیڑ سی عمر کی خاتون محل سے نکلی اور پھر وہ شہر کے مشرقی حصے کی طرف بڑھنے لگی تھی اس موقعہ پر عارب نے یبوسہ اور نبیطہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے میری بہنو اُس بڑھیا کی طرف دیکھو جو ابھی اجودھیا کے شہر کے راجہ کے محل سے نکلی ہے آؤ اس بڑھیا کا پیچھا کریں اور دیکھیں کہ یہ کہاں جاتی ہے اور پھر اسی بڑھیا ہی سے اس شہر کے متعلق تفصیل حاصل کرتے ہیں اس لیے کہ میرے خیال میں اس بڑھیا کا راجہ کے محل میں آنا جانا ہے! لہذا ہمیں یہ بہتر طور پر اس شہر اور یہاں کے راجہ سے متعلق تفصیل بتا سکے گی۔

عارب کے خاموش ہونے پر یبوسہ نے اُس کی تائید کرتے ہوئے کہا اے عارب میرے بھائی! تم ٹھیک کہتے ہو آؤ اس شہر کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لیے پھر اس بڑھیا کا تعاقب کریں اور اس کے ساتھ ہی وہ تینوں تیزی کے ساتھ اُس بڑھیا کے تعاقب میں لگ گئے تھے، چند گلیوں سے گزرنے کے بعد وہ بڑھیا ایک مکان میں داخل ہوئی اور جب اُس نے اُس مکان میں داخل ہونے کے بعد مکان کا بیرونی دروازہ اندر سے بند کر لیا تب تھوڑی دیر کے وقفہ کے بعد عارب نے دروازے پر ہلکی سی دستک دی۔

تھوڑی دیر بعد اُسی بڑھیا نے دروازہ کھولا اور عارب کی طرف دیکھتے ہوئے اُس نے پوچھا! اے بیٹے میں نے تجھے پہچانا نہیں کہ تو کون ہے لہذا تو خود ہی بتا کہ تو کون ہے اور کیا چاہتا ہے اُس بڑھیا کے اس سوال پر عارب نے کہا! اے خاتون ہم تینوں بہن بھائی ہیں میرا نام عارب میری ان دونوں بہنوں کے نام یبوسہ نبیطہ ہیں ہم تینوں اس شہر میں اجنبی ہیں اور ہمیں یہ خبر ہوئی ہے کہ آپ کا اس شہر کے راجہ کے محل میں آنا جانا ہے لہٰذا ہم آپ کے پاس اس غرض سے آئے ہیں کہ اس شہر کے متعلق آپ سے معلومات حاصل کریں! اے خاتون آپ کا کیا نام ہے اور کیا آپ ہمیں اجازت نہ دیں گی کہ ہم آپ کے اس مکان میں داخل ہوں اور آپ سے معلومات حاصل کریں اور اس کے لیے اے خاتون ہم آپ کو خاصا انعام بھی دے سکتے ہیں اس کے ساتھ ہی عارب نے اپنے لباس کے اندر سے دو سنہری سکے نکالے اور اُس بڑھیا کے ہاتھ میں دے دیئے تھے۔

وہ بڑھیا چند ثانیوں تک وہ دونوں سنہری سکے الٹ پلٹ کر دیکھتی رہی اور اُس کے چہرے سے خوشی اور اطمینان کا اظہار ہو رہا تھا پھر اُس نے عارب کی طرف دیکھا اور کہا اے عارب، میرا نام منتھرا ہے تم تینوں بہن بھائی بخوشی اندر آ کر بیٹھو اور جو کچھ تم مجھ سے پوچھو گے میں ضرور تم تینوں کو اُس کا جواب دوں گی منتھرا نام کی اُس بڑھیا کے اجازت دینے پر عارب، یبوسہ اور نبیطہ اس مکان میں داخل ہوئے اور اس منتھرا نے پہلے کی طرح گھر کا بیرونی دروازہ بند کر دیا تھا پھر وہ اُن تینوں کو لے کر ایک کمرے میں داخل ہوئی اور وہاں انہیں بٹھاتے ہوئے اور خود بھی اُن کے سامنے بیٹھتے ہوئے اس منتھرا نے پوچھا! اے میرے بچو! اب بتاؤ تم مجھ سے کیا چاہتے ہو اور اس شہر اور اس راجہ کے متعلق تم کس قسم کی معلومات حاصل کرنے کے خواہش مند ہو۔

منتھرا کی اس گفتگو کے جواب میں عارب نے کہا! اے بزرگ منتھرا ہم چند یوم تک اس

شہر میں قیام کریں گے میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں ہم تینوں بہن بھائی اس شہر میں اجنبی ہیں! لہذا ہم اس شہر کی کسی اچھی اور صاف ستھری سرائے کے اندر قیام کریں گے منتھرا نے فوراً عارب کی بات کاٹتے ہوئے کہا اگر تم تینوں نے اس شہر میں کچھ دن رہنا ہی ہے تو اس کے لیے تم کسی سرائے کا انتخاب کیوں کرتے ہو میرے اس گھر کی طرف دیکھو یہ کتنا بڑا ہے اور اس کے اندر میں اکیلی ہی رہتی ہوں میرا شوہر مر چکا ہے اور میری کوئی اولاد نہیں ہے تم تینوں کے یہاں رہنے سے ایک تو میرا دل بھی بہلا رہے گا دوسرے اس گھر کے ویران ماحول میں ایک طرح سے رونق بھی آ جائے گی لہذا میں تم تینوں سے زور دے کر کہتی ہوں کہ جب تک تم نے اس شہر میں قیام کرنا ہے سرائے کے بجائے تم تینوں یہیں رہو بلکہ تم تینوں کے یہاں رہنے سے میرے لیے مزید ایک آسانی بھی ہو جائے گی کہ مجھے کھانے کا انتظام نہ کرنا پڑے گا اب بیوسہ اور نبیطہ کی صورت میں میرے پاس میری ہی دو بیٹیاں ہوں گی جو اس گھر کے سارے کام سنبھال لیں گی ۔

منتھرا کے خاموش ہونے پر عارب نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا! اے منتھرا ہم تمہاری اس پیش کش کو قبول کرتے ہیں اور اجودھیا شہر کی کسی سرائے میں قیام کرنے کے بجائے اب ہم تمہارے ہی پاس اس مکان میں ٹھہریں گے اور اے منتھرا میں تمہیں یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ اپنے اخراجات کے علاوہ ہم تمہارے بھی سارے اخراجات احسن طریقہ سے برداشت کریں گے! اے منتھرا اب جب کہ ہم تینوں کے یہاں قیام کرنے کا معاملہ طے ہو گیا ہے تو اب تم ہمیں یہ بتاؤ کہ آج اس اجودھیا شہر میں جو لوگ ایک ہجوم کی شکل میں بازاروں اور گلیوں میں گھوم پھر کر خوشی کا اظہار کر رہے ہیں تو اس کی کیا وجہ ہے ۔

عارب کے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے منتھرا نے کہا! اے میرے بچو! سنو اجودھیا کی اس ریاست کے راجہ کا نام دسرت ہے اس کی تین رانیاں ہیں ایک کا نام کوشلیا دوسری کا نام کیکئی اور تیسری کا نام سمترا ہے ان میں سے جو کیکئی ہے اس کا تعلق اس خاندان سے ہے جس کے پاس میری ماں ور پھر میں بھی ایک خادمہ کی حیثیت سے کام کرتی رہی ہوں اور میری گزر بسر بھی اس رانی کیکئی کے خاندان کی خدمت پر منحصر رہی ہے اس لحاظ سے میں رانی کیکئی کے خاندان کی پرانی خادمہ ہوں اس ناتے سے محل کے اندر میرا رانی کیکئی کے پاس آنا جانا ہے اور وہ مجھے نوازتی رہتی ہے جس کی وجہ سے اس بڑھاپے میں میری گزر بسر اچھی ہو جاتی ہے ۔

اے میرے عزیز دوستو راجہ دسرت کی ان تینوں رانیوں میں سے راجہ کی کوئی اولاد نہ تھی اور کافی سال تک راجہ بے اولاد ہی رہا پھر راجہ دسرت اپنی تینوں رانیوں کو ایک روز اجودھیا شہر کے گرو آشرم میں لے کر گیا وہاں اس نے اجودھیا کے سب سے بڑے گرو وششٹ سے التجا کی کہ وہ بھگوان سے دعا کرے کہ راجہ کا کوئی وارث ہو پس اس گرو وششٹ نے تینوں رانیوں یعنی کوشلیا کیکئی اور سمترا کو اپنے آشرم کا پھکا ہوا پانی پینے کو دیا اور پھر دیکھو ایسا ہوا کہ پھر اس پھکے ہوئے پانی کی برکت سے کوشلیا کے ہاں رام کیکئی کے ہاں بھرت اور سمترا رانی کے ہاں لچھمن اور شترگھن نام کے بیٹے پیدا ہوئے ۔

منتھرا تھوڑی دیر کے لیے رکی پھر اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہی تھی اے میرے عزیزو پس اس گرو وششت کی دعا سے راجہ چار بیٹوں کا باپ بن گیا اور خوش ہو کر راجہ نے اپنے چاروں بیٹوں کو گرو وششٹ کے آشرم میں ہی تربیت کے لیے چھوڑ دیا پس یہ چاروں راجکمار اس گرو آشرم کے اندر مذہبی ثقافتی تہذیبی اور جنگی تربیت حاصل کرتے رہے اور چاروں راجکمار اسی گرو آشرم کے اندر پل کر جوان ہوئے پس آج وہ چاروں شہزادے اس گرو آشرم میں اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد واپس راج محل میں داخل ہوئے ہیں اور ان کے راج محل میں آنے اور گرو آشرم میں اپنی تعلیم مکمل کر لینے کے باعث آج اجودھیا شہر کے لوگ خوشی اور مسرت کا اظہار کر رہے ہیں ۔

منتھرا پھر تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہوئی ذرا دم لیا پھر دوبارہ اس نے کہا! اے میرے بچو! تو یہ ہے وہ وجہ جس کی بنا پر اس شہر میں ایک میلہ کا سا سماں ہے اب تم تینوں بیٹھو اور میں تم تینوں کے لیے کھانے کا انتظام کرتی ہوں۔ پر اس شرط کے ساتھ کہ آج تو تم تینوں تھکے ہارے ہو گے! لہذا میں کھانے کا انتظام کئے دیتی ہوں لیکن آج کے بعد کھانے کا انتظام بیوسہ اور نبیطہ ہی کیا کریں گی منتھرا کے اس فیصلے کے جواب میں بیوسہ نے مسکراتے ہوئے کہا! اے منتھرا تم غم نہ کرو آج کے بعد ہم خود ہی تمہیں کسی کام کو ہاتھ نہ لگانے دیں گے اور اس کے ساتھ ہی منتھرا وہاں سے اٹھ کر باہر نکل گئی تھی منتھرا کے جانے کے بعد عارب نے بیوسہ اور نبیطہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میری بہنو! ہمیں اس اجودھیا شہر میں رہنے کو ایک بہترین ٹھکانہ مل گیا ہے اور میں سمجھتا ہوں یہاں رہتے ہوئے ہم اسی بوڑھیا کے

Uploaded By Muhammad Nadeem

توسط سے بُرائی پھیلنے کا کام انجام دے سکیں گے اب تم دونوں بہنیں اٹھو اور جا کر خود منتھرا کی نگرانی میں کھانے کا انتظام کر دلیں تمہارے آج سے ہی کام شروع کر دینے سے وہ بے حد خوش ہو گی اور آنے والے دنوں میں وہ ہمارے ساتھ اور زیادہ مہربانی اور شفقت کے ساتھ پیش آئے گی۔

عارب کے اس مشورے پر بیوسہ اور منیطہ بھی اٹھ کر باہر نکل گئی تھیں۔

یوناف ایک روز آدھی رات کے قریب ہی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور مرادک شہر سے باہر آنگرو دیوتا کے مندر کے قریب اس شاہراہ پر نمودار ہوا جو اس خونی اور ہولناک قبرستان کی طرف جاتی تھی اس وقت رات سنسان زندان جیسی ویران اور خاموش تھی سرما کی تیز ہوائیں فضا کے اندر دلوں کے نوحوں ہونٹوں کی آہ اور غم کی سسکیوں جیسا سماں پیش کر رہی تھیں رات کی باہوں کے اندر اسیر قبرستان کی طرف جانے والی وہ گونگی شاہراہ اُس وقت ہولناک اور پُرخطر دکھائی دے رہی تھی اور رات کے اُس سمے سمندر کے ٹھنڈے گیلے ساحل کی طرف سے بے چین ہواؤں کے آنے والے بھٹکتے ہوئے جھونکے فضاؤں کے اندر اور زیادہ ارتعاش پیدا کر رہے تھے ایسے میں یوناف آنگرو دیوتا کی عمارت کے سامنے شاہراہ پر کھڑا ہوا اور پھر اس نے دھیمی سرگوشی میں پکارا! ابلیکا! ابلیکا تم کہاں ہو۔

جواب میں ابلیکا نے فوراً یوناف کی گردن پر لمس دیتے ہوئے کہا میں یہیں ہوں! میرے حبیب اس پر یوناف نے اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے ابلیکا اب میرا لائحہ عمل بھی سنو میں ایک بار پھر اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاؤں گا اور اس خونی قبرستان کے دوسری طرف شاہراہ پر نمودار ہوں گا وہاں جا کر میں دوبارہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر اپنی ہیئت اور شکل بدل کر رکھ دوں گا اور اپنی اس نئی شکل و صورت میں قبرستان کی طرف بڑھتے ہوئے میں یہ تاثر دینے کی کوشش کروں گا کہ میں ایک بھولا بھٹکا مسافر ہوں اور رات کے وقت مرادک شہر کی طرف جا رہا ہوں جب میں اُس قبرستان کے قریب آؤں گا تو ظاہر ہے کہ تب اور اُس کی ساتھی لڑکی خوفہ اپنے اُن دونوں شیطانی کارکنوں کے ساتھ مجھ پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں گے اور پھر تم دیکھنا! اے ابلیکا، میں اُن پر کیسا سماں طاری کرتا ہوں اور اے ابلیکا اس سارے کھیل اور اس ساری رونما ہونے والی داستان کے دوران تم میرے ساتھ اور میرے قریب ہی رہنا۔

یوناف کی اس گفتگو پر ابلیکا نے پُرسکون آواز میں کہا! اے میرے حبیب! اس فرودت کے موقع پر میں تمہیں چھوڑ کر کہاں جا سکتی ہوں یہ بات اپنے دل میں بٹھا کر رکھو کہ اس موقع پر میں قدم قدم پر تمہارے ساتھ ہوں گی اور اُن قوتوں کی ہر حرکت پر نگاہ رکھوں گی اور انشاءاللہ بدی کے اُن کارکنوں کے خلاف آج کی رات ہم دونوں کامیاب اور کامران رہیں گے اب تم حرکت میں آؤ اور اپنے کام کی ابتدا کرو۔

گہری رات کی ٹھنڈک اور تاریکی میں یوناف ایک بار پھر حرکت میں آیا اور اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے وہ لمحوں کے اندر قبرستان کے دوسری سمت شاہراہ پر نمودار ہوا وہاں اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے اُس نے اپنی ہیئت اور شکل بدل ڈالی پھر وہ آہستہ آہستہ قبرستان کی طرف بڑھنے لگا تھا جب وہ اُس قبرستان کے نزدیک آیا تو اُس نے دیکھا قبرستان کے اس کنارے پر جہاں بڑے بڑے پتھروں سے بنی ہوئی وہ عمارت تھی جس کے اندر گورکن رہا کرتے تھے تو اُس عمارت کی طرف سے اُسے رات کے وقت چار ہیولے اپنی طرف بڑھتے ہوئے دکھائی دئیے۔

یوناف نے یہ بھی دیکھا کہ رات کے وقت ان چاروں ہیولوں کی آنکھیں برق کی طرح چمک رہی تھیں یہ سماں دیکھتے ہوئے یوناف شاہراہ اور قبرستان کے کنارے ایک بلند چٹان کے اوپر چڑھ کر کھڑا ہو گیا اور اُن شیطانی قوتوں کی آمد کا انتظار کرنے لگا تھا۔ اس چٹان کے اوپر کھڑے ہو کر یوناف نے دیکھا کہ وہ شیطانی قوتیں اب بے کل لہروں، ظلم و جبر کی پیاس اور دوڑتے اڑتے تخیلات کی طرح بڑی تیزی کے ساتھ قبرستان بیابان سے ہوتی ہوئی اُس چٹان کی طرف بڑھ رہی تھیں جس کے اوپر یوناف کھڑا تھا۔ وہ چاروں چٹان کے قریب آئے اور پھر وہ یوناف کو اپنا شکار بنانے کی خاطر چٹان کے اوپر چڑھنا شروع ہو گئے تھے یوناف کی آنکھیں کھلی تھیں وہ اُن چاروں کو غور سے دیکھ رہا تھا تاہم وہ اپنی جگہ پر بے حس و حرکت کھڑا ہوا تھا اور ایسا لگتا تھا کہ وہ کوئی زندہ انسان نہ ہو بلکہ پتھر کا ایک مجسمہ ہو جو کسی نے تراش کر اُس چٹان کے اوپر رات کے وقت کھڑا کر دیا ہو وہ چاروں یوناف کے قریب آئے یوناف انہیں پہچان گیا اُن میں سے ایک قب دوسری اس کی ساتھی لڑکی خوفہ اور دو شیطان کے کارکن اُن کے ساتھ تھے تب نے تیزی سے آگے بڑھ کر جب یوناف کا حلقوم کاٹنے کے لیے اپنا چہرہ اُس کی گردن سے مس کیا تو اُسے یوں لگا جیسے

اچانک اور دفعتاً اُس پر آسمانی بجلی گر گئی ہو اور وہ رات کی گہری خاموشی میں ایک ہولناک چیخ مارتا ہو پیچھے ہٹ گیا تھا اور اس موقع پر اُس کا شیطانی جسم بُری طرح لرز اور کانپ رہا تھا خوفہ بے چین ہو کر قب کی طرف بڑھی اور اندیشوں میں ڈوبی ہوئی آواز میں اس نے پوچھا اے قب یہ تمہیں کیا ہوا آج تک تو نے کتنے ہی انسانوں کو شکار کیا اور اُن کے حلقوم کاٹے پر میں نے آج تک کبھی تیری ایسی کیفیت ہوتے نہیں دیکھی اس پر زمین پر گرا ہوا قب اٹھ کھڑا ہوا اور خوف سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا اے خوفہ یہ لگتا ہے کہ جن مسافر کو ہم اپنا شکار بنانے کے لیے آئے ہیں اور وہ آپ سے آپ ایک مجسمہ کی طرح اس چٹان پر آ کھڑا ہوا ہے یہ کوئی انسان نہیں ہے بلکہ ہم سے بھی بڑھ کر کوئی قوت رکھنے والی شخصیت ہے اور میں ڈرتا ہوں کہ اس کی وجہ سے کہیں ہم چاروں بدبختی کا شکار ہی نہ ہو جائیں۔

قب اور خوفہ کے درمیان ابھی یہ گفتگو جاری ہی تھی کہ ان کے دونوں ساتھی آگے بڑھے اور جونہی اُنہوں نے چند قدم آگے بڑھ کر یوناف کو مس کیا تو ان کی حالت بھی قب جیسی ہو گئی تھی اور وہ رات کے اندھیرے میں چیخیں مارتے ہوئے پیچھے ہٹتے ہوئے زمین پر گر گئے تھے اس موقع پر خوفہ نے خوف زدہ سی آواز میں قب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے قب چٹان پر کھڑے اس انسان سے اب مجھے خوف آنے لگا ہے گو ہم چاروں اسے اپنا شکار بنانے کے لیے اس کی طرف آئے تھے لیکن میں ڈرتی ہوں کہ کہیں یہ ہی ہم چاروں کو اپنا شکار نہ بنا لے۔

اور اے قب! مجھے یہ بھی خدشہ ہے کہ یہ کہیں یوناف ہی نہ ہو اور ہمارے خلاف رات کی اس تاریکی میں کوئی انقلاب برپا کرنے والا طوفان ہی کھڑا نہ کر دے قب نے خوفہ کو تسلی دیتے ہوئے کہا اے خوفہ یہ یوناف کیسے ہو سکتا ہے اس لیے کہ اُسے کیا خبر ہم نے مشرق کی ان دور دراز سرزمینوں کے اندر کس کھیل کی ابتدا کر رکھی ہے اور پھر میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایسی سری قوتیں بھی نہیں رکھتا کہ ہماری طرح اپنی شکل و صورت تبدیل کرتے میں کامیاب ہو جائے میرے خیال میں یہ کوئی اور قوت ہمارے خلاف کار فرما ہے بہر حال میرا مشورہ یہی ہے کہ ہمیں یہاں سے ہٹ کر عمارت کی طرف چلے جانا چاہیے ورنہ اس اجنبی کی وجہ سے شاید ہم کسی کرب اور مصیبت میں مبتلا ہو جائیں۔

قب کے مشورہ کے اس جواب میں شیطان کے دو کارکنوں میں سے ایک نے کہا! اے قب میں تمہارے اس مشورے کی تائید کرتا ہوں ہمیں فوراً یہاں سے ہٹ کر عمارت کی طرف چلے جانا چاہیے وہ چاروں وہاں سے جب پلٹنے لگے تو یوناف نے پھر اپنی سری قوتوں کو استعمال کیا اور وہ اپنی شکل و صورت میں آ گیا اور اس کے ساتھ ہی رات کی تاریکی کے اندر موجوں کے تھپیڑوں اور سرکش لہروں کے خروش کی طرح اُس کی ہولناک آواز فضا کے اندر بلند ہوئی! اے قب اور عزازیل کے دیگر ساتھیو! یہاں سے بھاگ کر عمارت کی طرف جانا اتنا آسان نہیں جتنا تم نے سمجھ رکھا ہے اے قب! تیری ساتھی لڑکی خوفہ کے سارے ہی اندیشے درست ہیں رات کی اس تاریکی میں ویران قبرستان کے کنارے میں یوناف تم چاروں کے سامنے کھڑا ہوں! اے نادانو! آؤ میری طرف جس طرح تم دوسرے مسافروں کے حلقوم کاٹ کر اور اُن کا خون پی کر اُن کا خاتمہ کرتے رہے ہو اس ارادے سے میری طرف بھی بڑھو اور پھر دیکھو میں تمہاری حالت کیسی عبرت خیز بنا کر رکھ دیتا ہوں اس کے ساتھ ہی یوناف نے اپنی تلوار بے نیام کر کے فضا میں بلند کی اور اُس کی تلوار کا فضا کے اندر بلند ہونا ہی تھا کہ چٹان کے اردگرد کا پورا علاقہ یوں روشن ہو گیا تھا جیسے مشرق کی طرف سے پورا چاند نمودار ہو گیا ہو اس لئے کہ یوناف کی تلوار تیز چمک کے ساتھ روشنی دیتی ہوئی چٹان اور اُس کے آس پاس کے سارے علاقے کو روشن کر گئی تھی۔

اور اُس روشنی میں عزازیل کے چاروں ساتھیوں نے دیکھا رات کے اس وقت یوناف اُن کے سامنے چٹان پر کسی پتھر کے قدیم دیوتا کی طرح بے خوف و خطر کھڑا تھا، یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں قب نے اپنے آپ کو سنبھالا اور پھر یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے یوناف کو کہا! اے یوناف یہ تمہارا وہم ہے کہ ہم تم سے ڈر کر بھاگنے والے تھے۔ جب کہ تم جانتے ہو کہ مصر کی سرزمین کے اندر ان قدیم احراموں میں سے ایک احرام میں تم پر میں جان لیوا ضربیں لگا چکا ہوں اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ میں تمہیں مار مار کر ان احرام کی دیوار کے ساتھ گرا دیا تھا اور تمہاری یہ بے بسی اور بے چارگی بھی تمہارے ذہن میں ہو گی کہ ایک بار تم عزازیل اور ساتھیوں کے آگے آگے بھاگتے ہوئے حرم کعبہ میں پناہ لینے میں مجبور ہو گئے تھے۔

پھر اے یوناف میں کیوں تیرے جیسے بے بس اور لاچار انسان سے ڈر کر بھاگوں گا میں یہ بھی تسلیم کرتا ہوں کہ اس قبرستان کے اندر میں نے مسافروں کے خلاف خون خواری کا کھیل

کھیلا ہے میں ہرگز اس سے انکار نہیں کرتا اس لیے کہ میں کوئی تیرے سامنے جواب دہ نہیں ہوں اور نہ ہی تو میرا محتسب لگا ہوا ہے اگر تو نے رات کی اس تاریکی میں اپنی حدود سے بڑھنے کی کوشش کی تو نقصان اٹھاؤ گے میرا تم سے مشورہ ہے کہ ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دو اور واپس چلے جاؤ اور تم نے ہمارے خلاف اپنی سری قوتوں کو استعمال کرنے کی کوشش کی تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تم اپنے لیے انتہائی برا انجام دیکھو گے۔

لہذا میں آخری بار تم سے کہتا ہوں کہ تم نے اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے یہ جو اپنی تلوار فضا میں بلند کر کے اسے روشن کرنے کا مظاہرہ کیا ہے تو اپنے اس سارے تماشے کو سمیٹ کر یہاں سے دفع ہو جاؤ ورنہ پھر ہم چاروں تمہارے خلاف حرکت میں آئیں گے اور تمہارا انجام ہولناک بنا کر رکھ دیں گے۔ لہذا یوناف میرے کہنے پر عمل کرو اور یہاں سے چلے جاؤ۔

قب کے خاموش ہونے کے بعد یوناف نے سرگوشی کے انداز میں ابلیکا کو پکارا ابلیکا! ابلیکا تم کہاں ہو اس وقت ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیتے ہوئے اور اپنی موجودگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا! اے یوناف میں یہیں ہوں اس سارے سمے کو دیکھ بھی رہی ہوں اور تمہارے اور قب کے درمیان ہونے والی گفتگو کو سن بھی رہی ہوں! یوناف پھر بولا اے ابلیکا! میں اس قب کے خلاف حرکت میں آنے لگا ہوں تم میری اس تلوار کو سنبھال کر یوں ہی فضا کے اندر بلند رکھنا اور قب کے ساتھ میرے اس مقابلہ کے دوران اگر اس کے ان تین ساتھیوں میں سے کوئی اس کی مدد کرنے کے لیے آگے بڑھتا ہے تو تم صرف اس تلوار کا رخ اس کی طرف کر دینا پھر تم دیکھنا کیسی اذیتوں اور بدبختیوں کا شکار ہو کر وہ جاتا ہے۔

اے ابلیکا اب تم میری تلوار سنبھالو تاکہ میں قب کی طرف بڑھوں اس کے ساتھ ہی ابلیکا یوناف کی گردن پر لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی اور پھر یوناف کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی تلوار کسی نے تھام لی ہو لہذا اس نے اپنی تلوار سے اپنا ہاتھ ہٹا لیا تھا اپنی تلوار کو فضا میں معلق اور روشن چھوڑ کر یوناف چند قدم نیچے اترا اس موقعہ پر خوفہ نے حیرت اور پریشانی کے عالم میں اپنے ساتھی قب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے قب! یہ کیسا حیرت انگیز اور خوفناک انسان ہے تم نے دیکھا یہ خود تو چٹان کی چوٹی سے نیچے اترا ہے جب کہ اس کی تلوار ویسے کی ویسی ہی روشن اور فضا کے اندر معلق ہے۔

! اے قب! یوں لگتا ہے کہ جیسے یہ یوناف ان گنت اور بے شمار سری قوتوں کا مالک ہو اور میرے خیال میں یہ جو اپنی تلوار کو وہاں معلق چھوڑ کر نیچے اترا ہے تو شاید یہ تمہاری طرف ہی آئے گا اور رات کی اس تاریکی میں اگر اس نے تمہارے ساتھ مقابلہ کیا اور میں نے یہ دیکھا کہ یہ تمہیں زیر کرنے کے درپے ہے تو میں انجام کی پرواہ کیے بغیر تمہاری مدد کو آؤں گی اور اس پر حملہ آور ہو جاؤں گی خوفہ کی اس گفتگو پر قب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اے خوفہ میں تمہارے جذبات کی قدر کرتا ہوں پر میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ایسا موقع نہیں آئے گا کہ تمہیں میری مدد کو آنا پڑے میں اس یوناف کو اس ویران قبرستان کے اندر رات کی تاریکی میں مار مار کر مفلوج کر دوں گا اسے میری طرف آنے دو پھر دیکھو میں اس کا کیا حشر کرتا ہوں میں نے مصر کے اہرام کے اندر تو اسے چھوڑ دیا تھا لیکن آج اس قبرستان میں میں اسے اس کے انجام تک پہنچا کر ہی رہوں گا۔

خوفہ نے پھر پریشانی سے قب کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا اے قب کیا تم اس کے خلاف طبعی قوتوں کو استعمال کرو گے یا اپنی سری قوتوں کو بھی کام میں لاؤ گے اس موقع پر میرا مشورہ یہی ہو گا کہ صرف اپنی طبعی قوت ہی استعمال کرو ایسا نہ ہو کہ تم اس کے خلاف جب اپنی سری قوتوں کے ساتھ حرکت میں آؤ تو وہ بھی اپنی سری قوتیں تمہارے خلاف استعمال کرے اور ممکن ہے وہ اس میں دراز دست ہو اور تمہارے ساتھ وہ ہمیں بھی کسی کرب اور اذیت میں مبتلا کر کے رکھ دے! قب نے مسکراتے ہوئے کہا! اے خوفہ مطمئن رہو میں اپنی سری قوتیں استعمال نہیں کروں گا بلکہ اپنی طبعی طاقت کو ہی اس یوناف کے خلاف حرکت میں لاؤں گا۔

قب کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ چٹان سے نیچے اترتے ہوئے یوناف اس کے قریب آ کر رکا پھر اس نے اپنی کھولتی آواز میں ان چاروں کو مخاطب کرتے ہوئے رات کی تاریکی میں زہر بکھیرتی ہوئی آواز میں کہا اے گناہوں کے پروردو! میرے جذبوں کا تقاضہ اور میرے جینے کی تدبیر یہ ہے کہ میں اس اندھیری رات میں اکیلا ہی تمہارے خلاف حرکت میں آؤں اور سن رکھو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں اکیلا ہی تم چاروں کی خواہشوں کی پیاس اور تمہارے جرائم کے سیل کو روک کر رکھ دوں گا۔ یوناف ذرا رکا پھر اس نے دوبارہ بانگِ رحیل کی صدا میں کہا اے ظلمت کے رنگ ساز و اخدائے لازوال کی قسم میں آج کی اس رات تمہارے نفس نفس پر لرزہ اور تمہارے قدم قدم پر تھکاوٹ طاری کر کے رکھ دوں گا۔

اس کے ساتھ ہی یوناف بگولوں کے خروش، اجل کی رازداری اور سیال کوندوں کی تلملاہٹ کی طرح حرکت میں آیا ایک تیز جست اُس نے لگائی اور اپنے آہنی ہاتھوں کی ایک ضرب اس نے قب کی گردن پر لگا دی تھی ا قب لڑھکتا ہوا دور ایک قبر کے اوپر جا گرا تھا۔

قب فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور پھر طوفانی انداز میں آگے بڑھتے ہوئے اُس نے اس زور اور قوت کے ساتھ اپنی لات کی ضرب یوناف کے پیٹ میں لگائی کہ یوناف ہوا کے اندر اچھلتا ہوا ایک چٹان کے قریب جا گرا تھا لیکن وہ بھی قب ہی کی پھرتی سے دوبارہ اٹھ کھڑا ہوا پھر وہ دونوں ازلی دشمنوں کی طرح ایک دوسرے سے گتھ کر قوت آزمائی کرنے لگے تھے اور ساتھ ہی ساتھ ایک دوسرے پر اپنے پاؤں کی ٹھوکروں اور آہنی گھونسوں سے ضربیں بھی لگانے لگے تھے ا

وہ دونوں جم کر قبرستان کے اندر ایک دوسرے پر غالب آنے کی کوشش کرتے رہے رات کی خاموشی اور قبرستان کے سکوت کے اندر جب وہ ایک دوسرے پر وار کرتے ہوئے طرح طرح کی آوازیں نکالتے تھے تو یوں لگتا تھا جیسے خوف پھیلے ہوئے ماحول پر دو درندے ایک دوسرے سے ٹکرا گئے ہوں قب نے یوناف کو کئی نقصان دہ ضربیں لگائی تھیں لیکن یوناف نے بھی پے در پے اُسے اپنی ضربیوں کا نشانہ بناتے ہوئے اس پر تھکاوٹ اور درماندگی طاری کر کے رکھ دی تھی خوفہ نے جب دیکھا کہ قب اور یوناف دونوں ہی تھکاوٹ کا شکار ہوتے جا رہے ہیں تو اُس نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھانے کا ارادہ کر لیا تھا۔

اسی ارادے کے تحت خوفہ آگے بڑھی اور وہ چاہتی تھی کہ یوناف اور قب چونکہ دونوں پر تھکاوٹ طاری ہو رہی تھی لہذا وہ قب کی مدد کرنے کے بجائے آگے بڑھ کر یوناف پر حملہ کر دینا چاہتی تھی تاکہ اس طرح یوناف قب کے سامنے زیر ہو جائے اور پھر دوبارہ کبھی وہ قب کا سامنا کرنے کی جرأت نہ کرے اسی ارادے کے تحت خوفہ جب آگے بڑھتی ہوئی یوناف کے قریب گئی تو اچانک چٹان کے اوپر یوناف کی روشن اور معلق تلوار کا رخ خوفہ کی طرف ہو گیا اور اُس تلوار کا رخ خوفہ کی طرف ہونا تھا کہ خوفہ یوں فضا کے اندر بلند ہو کر اور چیخیں مارتی ہوئی دور جا گری جیسے تیز بگولوں کے اندر خشک پتے بے بسی اور بیچارگی کا شکار ہو جاتے ہیں گری طرح گرنے کے بعد خوفہ سنبھل کر اٹھی ہی تھی تلوار کا رخ پھر اس کی طرف ہوا اور خوفہ دوبارہ چیخیں مارتی ہوئی اذیت اور تکلیف کا اظہار کرتی ہوئی اور فضا میں بلند ہو کر اور زیادہ دُور جا گری تھی۔

اس بار جب خوفہ دوبارہ اٹھی تو اُن دو ساتھیوں کے قریب جا کھڑی ہوئی جو ابھی تک لاتعلق سے کھڑے یوناف اور قب کے درمیان تماشا دیکھ رہے تھے جب کہ چٹان کے اوپر یوناف کی تلوار پھر سیدھی معلق ہو گئی تھی ا قب نے جب دیکھا کہ چٹان کے اوپر یوناف کی جو تلوار معلق ہے وہ خوفہ یا کسی اور کو اس کی مدد کے لیے آگے نہیں بڑھنے دے سکتی تو اس خیال سے قب کی تھکاوٹ میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا تھا ایک موقع پر جب یوناف نے اس کی ٹھوڑی کے نیچے ایک بھرپور ضرب لگائی تو وہ ضرب کھانے کے بعد ہو قب اٹھ کر خوفہ اور اپنے دونوں شیطانی ساتھیوں کے پاس آیا اور خوف زدہ لہجے میں اُن تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔

اے میرے عزیزو آؤ یہاں سے بھاگ چلیں رات کی اس تاریکی میں اور اس قبرستان کے اندر اس یوناف پر قابو پانا ہم چاروں کے بس کا روگ نہیں ہے میں سمجھتا ہوں نہ ہم اپنی طبعی قوت میں اُس پر گرفت کر سکتے ہیں اور نہ ہی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے اُس کی دراز دستی پر قابو حاصل کر سکتے ہیں آؤ یہاں سے بھاگ چلیں اور اپنے آقا سے راہنمائی حاصل کرنے کے بعد ہم کسی اور سرزمین کا رخ کریں گے جہاں ہم امن اور سکون کے ساتھ بدی کی تشہیر کا کام کر سکیں۔

یوناف نے بھی قب کی یہ گفتگو سن لی تھی! لہذا اُس نے اُسے مخاطب کرتے ہوئے بلند آواز میں کہا اے قب تمہاری اور تمہارے آقا عزازیل کی بھی ایسی تیسی جہاں تم جاؤ گے میں تم لوگوں کا تعاقب کروں گا اور تمہیں ہر ممکن طریقے سے بدی کی تشہیر سے روک کر رکھ دوں گا اس کے ساتھ ہی یوناف نے رازداری کے ساتھ اور مدہم آواز میں ابلیکا کو پکارا جس کے جواب میں یوناف کی فضا کے اندر معلق تلوار بڑھی تیزی سے یوناف کے قریب آئی یوناف نے فوراً اپنی تلوار کو تھام لیا اور اس کے ساتھ ہی جب ابلیکا نے اُس کی گردن پر لمس دیا تب یوناف نے اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے ابلیکا یہ قب اور خوفہ دونوں اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہاں سے بھاگنے لگے ہیں تم ان چاروں کا تعاقب کرو پھر واپس آ کر مجھے بتاؤ کہ یہ کہاں جاتے ہیں اور کس سرزمین کو اپنا ٹھکانہ بناتے ہیں اتنی دیر تک میں مرادک شہر کے پنگولو کی طرف جاتا ہوں اور اُسے یہ خوش خبری سناتا ہوں کہ اس قبرستان کو ان شرپسندوں سے صاف کر دیا گیا ہے لہذا وہ کسی کو بھی یہاں گورکن

مقرر کر دے گا اور اب آئندہ کے لیے کوئی بھی قوت یہاں سے گزرنے والے مسافروں اور رات کے وقت داخل ہونے والوں پر حملہ آور نہ ہو سکے گی۔

ابلیکا فوراً یوناف کی گردن سے علیحدہ ہو گئی تھی اس لیے کہ تیقوراً اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے غائب ہو کر بھاگ گیا تھا اور ابلیکا شاید اُن کے تعاقب میں لگ گئی تھی جب کہ یوناف اپنی تلوار کو نیام میں کرتا ہوا مرادک شہر کی طرف جا رہا تھا۔

یوناف اُس وقت مرادک شہر میں داخل ہوا جس وقت مشرق سے سورج طلوع ہو رہا تھا جب وہ بنگولو کی حویلی میں گیا تو اس نے دیکھا بنگولو حویلی کے صحن میں شہر کے کچھ لوگوں کے ساتھ گفتگو کر رہا تھا یوناف اس کے نزدیک گیا اور اس نے خوش کن آواز میں کہا! اے بنگولو میں تم لوگوں کو خوش خبری سناتا ہوں، تمہارے شہر مرادک کے قبرستان کو ان بدروحوں اور شر پسندوں سے صاف کر دیا گیا ہے لہذا اب تم کسی بھی شخص کو وہاں گورکن مقرر کر سکتے ہو اب وہاں کوئی بھی قوت نہ گورکن نہ ہی قبرستان میں رات کے وقت داخل ہونے والوں پر اور نہ ہی وہاں سے گزرتی شاہراہ پر سفر کرنے والے مسافروں پر حملہ آور ہو سکے گی۔ اس لیے جو قوتیں اُس قبرستان کے اندر کار فرما تھیں آج رات کی تاریکی میں ان سے مقابلہ کر کے میں نے انہیں وہاں سے مار بھگایا ہے۔

مرادک شہر کا قبرستان اب کسی کے لیے بھی خوف کا باعث نہیں بن سکتا یوناف کی اس گفتگو پر وہ سب لوگ خوشی کا اظہار کرنے لگے تھے جب کہ بنگولو نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے یوناف تم یہیں ٹھہرو میں شہر میں جاتا ہوں اور اپنے ان ساتھیوں کے ساتھ مل کر شہر میں منادی کرواتا ہوں کہ قبرستان کی قوتوں کا خاتمہ کر دیا گیا ہے لہذا وہاں اب کسی کو کوئی خطرہ نہیں ہے اس کے ساتھ ہی بنگولو اپنے ان ساتھیوں کے ساتھ حویلی سے باہر نکل گیا تھا۔

اجو وجبا شہر میں بوڑھی منتھرا اپنے مکان کے اندر سوئی ہوئی تھی جب کہ عارب بیوسہ اور نبیطہ اُس مکان کے ایک کمرے میں بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے، کہ عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں نمودار ہوا اُسے دیکھتے ہی عارب بیوسہ اور

نبیطا اُسے عزت دیتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ اُن کے سامنے بیٹھا پھر ان تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے اُس نے پوچھا! اے میرے عزیزو اس سرزمین میں تم تینوں نے مل کر بدی کے پھیلاؤ کے لیے کیا کام کیا ہے تم تینوں اپنی کارگزاری کہو پھر میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر گناہ کے فروغ اور بدی کے پھیلاؤ کے لیے کس قدر بڑا اور بھیانک کام کیا ہے۔

عزازیل کے اس سوال پر عارب کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ قب اور خوفہ اپنے دونوں شیطانی ساتھیوں کے ساتھ طوفانی انداز میں اُس کمرے میں داخل ہوئے اور انہیں دیکھتے ہی عزازیل نے حیرت اور پریشانی کے عالم میں پوچھا اے قب تم اس وقت یہاں کیسے نمودار ہوئے اور تمہارے اور خوفہ کے آنے کا انداز بھی ایسا ہے، گویا تم خیریت سے نہیں آئے اور یہ کہ تم چاروں پر ضرور کوئی افتاد اور مصیبت آن پڑی ہے وہ چاروں عزازیل کے پاس بیٹھ گئے پھر قب نے عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے آقا آپ کا اندازہ درست ہے یقیناً ہم پر افتاد اور مصیبت بیت گئی ہے۔

عزازیل نے پھر بولتے ہوئے کہا اے قب! مجھے پریشانی میں نہ ڈالو اپنے حالات مجھے تفصیل سے سناؤ تاکہ میں جانوں کہ تم پر کیسی مصیبت آن پڑی ہے قب سنبھلا پھر اُس نے عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے آقا آپ جانتے ہیں کہ میں خوفہ اور اپنے ان دو ساتھیوں کے ساتھ تو سانتارا کی مشرقی زمینوں کے اندر پُرامن اور خوش کن زندگی بسر کر رہا تھا اے آقا ان مشرقی سرزمینوں کے شہر مرادک سے باہر ایک قبرستان کے اندر میں خوفہ اور ان دو اپنے ساتھیوں کے ساتھ جم گیا تھا اور وہاں میں نے لوگوں کے اندر ایک طرح سے ناقابل یقین خوف و ہراس بھی پھیلا رکھا تھا وہاں ہم چاروں نے مل کر خوب خون ریزی اور خونخواری بھی پھیلائی پھر ہم چاروں کی بدقسمتی کہ اچانک وہاں یوناف نمودار ہو گیا اُس نے مجھے اور میرے ساتھیوں کو اُن سرزمینوں سے مار بھگایا اور اب میں وہاں سے نکل کر یہاں آپ کی طرف آ گیا ہوں۔

عزازیل نے کچھ سوچا پھر قب کو مخاطب کرتے ہوئے اُس نے کہا اے قب مجھے پورے حالات تفصیل سے سناؤ کہ کس طرح اور کن حالات میں یوناف کے ساتھ تمہارا سامنا ہوا اور کس انداز میں وہ تمہیں وہاں سے نکالنے میں کامیاب ہو گیا اس کے جواب میں قب نے گورکن کے روپ میں وہاں قبرستان کے اندر رہنے اور یوناف کے وہاں آنے اور اُس کے ساتھ تصادم کی ساری ہی داستان تفصیل کے ساتھ سنا ڈالی تھی قب جب خاموش ہوا تو پھر عزازیل کچھ دیر سوچتا رہا اور قب کے حالات پر کوئی تبصرہ نہ کیا تب قب نے عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا!

اے آقا کیا یوناف اتنا ہی زور آور ہے کہ ہم اُس پر قابو نہیں پا سکتے اس معاملے میں بھی میری راہنمائی کریں کہ اگر پھر کبھی میرا اور اس کا تصادم ہوا اور میں اگر اس کے خلاف اپنی سری قوتوں کو استعمال کروں تو کیا تب بھی میں اس کے خلاف میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتا عزازیل نے اُسے تنبیہ کرنے کے انداز میں کہا! اے قب تم اُسے اپنے ساتھ اپنی طبعی قوت میں ہی مصروف رکھو اس طرح وہ تمہاری طرف ہی مائل رہے گا اور مجھے عارب اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ کھل کر بدی کی تشہیر اور اُس کے فروغ کے لیے موقع مل جائے گا۔

عزازیل ذرا رکا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا اے قب اس ظن اور گمان میں نہ رہنا کہ تم خوفہ کے ساتھ مل کر سری قوتیں استعمال کرتے ہوئے یوناف کو اپنے سامنے زیر کر سکتے ہو اگر تم نے ایسا کرنے کی کوشش کی میں تمہیں تنبیہ کرتا ہوں کہ تم ناکام رہو گے اور ایسا کرنے کے بعد پھر تم پر ایک طرح سے یوناف کا غلبہ چھا جائے گا اور تم آئندہ کے لیے اس کا سامنا کرنے سے کتراتے رہو گے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اپنی طبعی قوت میں تم اور یوناف ایک جیسے ہی ہو اور تم دونوں میں سے کوئی بھی ایک دوسرے پر اپنی طبعی قوت میں غلبہ حاصل نہیں کر سکتا اے قب اگر سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے یوناف پر غلبہ حاصل کرنا آسان ہوتا تو ابھی تک میں اُسے اپنے ساتھیوں کے ساتھ روند کر رکھ چکا ہوتا چونکہ ایسا کرنا آسان نہیں ہے لہٰذا میں تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ یوناف کے خلاف کبھی سری قوتیں استعمال کرنے کی غلطی نہیں کر بیٹھنا۔

اے قب! اب تم آرام سے بیٹھو اور میرے اور عارب کے درمیان گفتگو کو سنو اس لیے کہ تمہارے آنے سے پہلے میں ان سے یہ پوچھ رہا تھا کہ انہوں نے اس! جودھیا شہر میں داخل ہونے کے بعد بدی کے پھیلاؤ کے لیے کیا کام کیا ہے اُس کے بعد میں اپنی کارگزاری بتاؤں گا کہ میں نے گناہ کے فروغ کے لیے کس قدر ہولناک کام انجام دیا ہے۔

عزازیل چند ساعتوں تک خاموش رہا پھر دوبارہ اُس نے عارب کو مخاطب کرتے ہوئے

پوچھا! اے عارب اب کہو کہ اس اجودھیا شہر میں قیام کرنے کے بعد تم نے کیا کارنامہ انجام دیا ہے عارب سنبھلا اور بولا! اے آقا اجودھیا شہر کے باہر میں نے دو خون خوار جوانوں کو تیار کیا ہے ان کے نام ماریچھ اور صباحو ہیں اپنی قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے ماریچھ اور صباحو نام کے دونوں جوانوں کو میں نے آدم خور اور راکشس بنا کر رکھ دیا ہے اور اب یہ اجودھیا شہر کے نواحی علاقوں کے اندر نہ صرف یہ کہ اپنے آپ کو عورت کے ساتھ ملوث کر کے گناہ اور بدی پھیلانے کا کام کرتے ہیں بلکہ یہ لوگوں پر حملہ آور ہو کر اُن کا خون بھی پی جاتے ہیں اور اس طرح اپنے علاقے میں انہوں نے راکشس اور آدم خور کی حیثیت سے تباہی اور ویرانی پھیلا رکھی ہے۔

اے آقا جہاں یہ ماریچھ اور صباحو نام کے دونوں جوان خوف و ہراس اور گناہ اور بدی پھیلانے کے کام میں مصروف ہیں وہاں قریب ہی ایک گرو کا آشرم بھی ہے اُن کا نام تو وشوامتر ہے پر لوگ زیادہ تر اُسے منی راج کہہ کر ہی پکارتے ہیں اس ماریچھ اور صباحو کو آدم خور اور راکشس بنانے کے بعد اب میں نے چند ہی روز ہوئے اسی وشوامتر اور منی راج کے ذہن میں یہ بات بھی ڈال دی ہے کہ اس ماریچھ اور صباحو پر صرف اجودھیا کے راجہ دھسرت کا بیٹا رام ہی قابو پا سکتا ہے اب میرے خیال میں چند دن تک یہ منی راج اجودھیا شہر میں داخل ہو گا اور جہاں کے راجہ سے ضرور التماس کرے گا کہ راجہ ان دونوں آدم خوروں پر قابو پانے کے لیے اپنے بیٹے رام کو اس کے ساتھ روانہ کرے۔

اور مجھے امید ہے اجودھیا شہر کا راجہ منی راج کی بات نہ ٹالے گا اور اُن راکشوں پر قابو پانے کے لیے اپنے بیٹے رام کو منی راج کے ساتھ بھیجنا ہی پڑے گا اس لیے کہ یہ گرو منی راج ان علاقوں میں اپنی سری قوتوں کی وجہ سے خوب جانا پہچانا ہے لوگوں کے اندر اس کا بڑا رعب اور دبدبہ ہے پس جب اجودھیا شہر کا راجہ اپنے بیٹے رام کو منی راج کے ساتھ اُن آدم خوروں پر قابو پانے کے لیے بھیجے گا تو ان ہی آدم خوروں کے ذریعے میں رام کو بھی ایک اذیت میں بھی مبتلا کر دوں گا۔ اس طرح رام کے باعث میں اجودھیا شہر کے لوگوں اور راج محل کے اندر غم دکھ کرب اور ماتم کا ایک طوفان کھڑا کر کے رکھ دوں گا۔
اس قدر کہنے کے بعد عارب ذرا رکا پھر دوبارہ اس نے عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا! اے آقا میں جب اس شہر میں داخل ہوا تھا تو میں نے یہاں کے لوگوں اور راج محل

والوں کو رام اور اُس کے بھائیوں کے بیٹے خوشیاں اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے دیکھا تھا اور میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ میں اس شہر والوں کو رام ہی کی نسبت سے غم اور اذیت میں مبتلا کر کے رکھ دوں گا۔

پس اے آقا آپ ہی بتایئے کہ ان سرزمینوں میں داخل ہونے کے بعد میری کارگزاری کیسی رہی۔ عزازیل نے اطمینان اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا اے عارب تم لوگوں کی کارگزاری یقیناً اچھی ہے اور عنقریب اس کے ہمارے حق میں بہتر نتائج نکلیں گے اب میری کارگزاری بھی سنو کہ میں نے گناہ اور بدی کے پھیلاؤ کے لیے کیا کچھ کیا ہے! اے میرے ساتھیو! مغربی افریقہ کے وسطی حصہ میں میرو نام کی ایک جھیل ہے اس جھیل کے کنارے کلوا نام کی ایک بہت بڑی بستی ہے اور اس بستی کے آس پاس اور بہت سی بستیاں بھی ہیں اور ان بستیوں کے مکانات زیادہ تر لکڑی اور پتھر کے بنے ہوئے ہیں! پس میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ اسی کلوا نام کی بستی میں داخل ہوا اور ان بستیوں کے اطراف میں کم بلندی والے پہاڑ اور چٹانیں بھی ہیں جس کے اندر کافی بڑی بڑی غاریں ہیں میں نے ان غاروں میں سے ایک غار کے اندر رہائش اختیار کی یہاں میں نے اپنے ایک ساتھی کو ایک ہولناک چیتے کی صورت دی اور پھر اس چیتے کو میں نے ایک مقامی عورت کے ساتھ ملوث کیا جس کے نتیجہ میں اُس عورت کے ہاں ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہوئی اور یہ دونوں اب جوان ہو چکے ہیں اور ان دونوں کے اندر یہ خاصیت ہے کہ جب چاہیں یہ انسان اور جب چاہیں سیاہ رنگ کے چیتے کا روپ دھار سکتے ہیں۔

پس تمہارے سمجھنے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ ان دونوں کا باطن چیتے کا سا اور ظاہر انسان کا سا ہے اور چونکہ یہ دونوں چیتے کی نسل سے ہیں لہذا ان کی خوراک کا بڑا حصہ گوشت ہے اور انسانوں کے اندر رہتے ہوئے یہ انسانی گوشت حاصل کر سکتے ہیں! پس یہ دونوں بھی بدی پھیلانے میں خوب کارگر ثابت ہوں گے ان دونوں میں سے جو لڑکا ہے اُس میں چیتے کی خصوصیات زیادہ ہیں اور وہ ہمہ وقت درندگی اور وحشت و آدم خوری پر آمادہ رہتا ہے جب کہ لڑکی کے اندر اپنی ماں کی خصوصیات زیادہ ہیں اور وہ انسانیت کی طرف زیادہ رجوع رکھتی ہے، آدم خوری اور درندگی سے وہ نفرت کرتی ہے اُس کا بھائی چونکہ درندگی پر زیادہ آمادہ ہے۔

لہٰذا مجھے امید ہے کہ وہ اپنی بہن کو بھی اسی راہ پر چلا دے گا پس اے میرے ساتھیو یہ ہے میری کارگزاری جو میں نے گذشتہ برسوں سے انجام دی اور اب تم دیکھنا یہ دونوں بہن بھائی جھیل میرو کے اطراف میں کس قدر تباہی اور بربادی پھیلاتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ میرے خیال میں یہ دونوں بدی اور گناہ کے فروغ کا کام بھی کریں گے عزازیل کے خاموش ہونے پر عارب نے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے توصیفی انداز میں کہا! اے آقا آپ نے واقعی گناہ کے پھیلاؤ کے لیے ایک بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے اور ایسا کام ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے عزازیل اب اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اُس کے ساتھی بھی اُس کی طرف دیکھتے ہوئے کھڑے ہوگئے پھر عزازیل نے عارب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے عارب میں اب اپنے ساتھیوں کے ساتھ جاتا ہوں قب اور خوفہ بھی میرے ساتھ یہاں سے کوچ کر جائیں گے تم تینوں اب اپنے کام میں لگے رہو تمہاری گفتگو سے میں نے یہ اندازہ لگایا ہے کہ ان سرزمینوں کے اندر اجودھیا کے راجہ دھسرت کا بیٹا رام نیکی کی علامت ہے اور چونکہ نیکی کا قلع قمع کرنا ہمارا بنیادی کام ہے لہٰذا اپنے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے رام کے خاتمے اور اُس کی ہلاکت کا سامان کرو اور اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہو تو میں سمجھوں گا ان سرزمینوں کے اندر تم لوگوں نے بہت بڑا معرکہ سر کر لیا ہے اس کے ساتھ ہی عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے چلا گیا تھا۔

بنگو لوا اپنے ساتھ کھڑے آدمیوں کو لے کر مرادک شہر میں یہ منادی کرنے چلا گیا تھا کہ یوناف نے انہیں قبرستان کی خونی قوتوں سے نجات دے دی ہے کہ یوناف اس کے جانے کے بعد ابھی تک حویلی کے صحن میں ہی کھڑا تھا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اس پر یوناف چونک اٹھا اور اُس نے فوراً کہا اے ابلیکا کیا تم ان کے تعاقب سے لوٹ آئی ہو اور ان سرزمینوں سے نکلنے کے بعد وہ کدھر گئے ہیں اور کہاں کا رخ کیا ہے جواب میں ابلیکا نے فکرگیری سی آواز میں کہا! اے یوناف میں ان کا پورا تعاقب کر کے لوٹ رہی ہوں یہاں سے بھاگنے کے بعد قب خوفہ اُن کے دونوں ساتھی کارکن اجودھیا شہر کی طرف گئے وہاں عارب بوسہ اور نبیطہ پہلے سے ہی مقیم ہیں اور عزازیل بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ اُس وقت وہاں تھا

اے یوناف میں نے وہاں تک ان کا تعاقب کیا اور چھپ کر اُن کی گفتگو بھی سُنی جو وہاں اُن کے درمیان ہوئی لہٰذا اس گفتگو کی روشنی میں میں تم سے کہتی ہوں کہ اب ہم دونوں کے مسائل بڑھ جائیں گے اس پر یوناف نے سنجیدہ سی آواز میں کہا! اے ابلیکا جو کچھ کہنا چاہتی ہو کھل کر کہو! ابلیکا ذرا رکی پھر وہ دوبارہ کہہ رہی تھی اے یوناف سنو عارب اور عزازیل نے ہمارے لیے وہ بہت بڑے مسائل کھڑے کر دئے ہیں پہلا یہ کہ اجودھیا شہر کے راجہ دھسرت کا ایک بیٹا ہے جس کا نام رام ہے اس رام کے تین بھائی اور بھی ہیں لیکن یہ جو رام ہے یہ نیکی بھلائی اور خیر کی علامت ہے۔

سنو شیطانی قوتیں اس کے خلاف حرکت میں آ رہی ہیں عارب بوسہ اور نبیطہ نے اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے اجودھیا شہر کے نواح میں ماریچ اور صباحو نام کے دو نوجوانوں کو تیار کیا ہے اور انہیں عارب نے آدم خور اور راکشس بنا کر رکھ دیا ہے یہ دونوں اجودھیا شہر کے نواحی علاقوں میں تباہی اور بربادی پھیلانے کے ساتھ ساتھ بدی اور گناہ کے محرک بنے ہوئے ہیں عارب نے مزید کام یہ کیا کہ انہیں راکششوں کے قریب ہی گرد آشرم ہے اس کے اندر ایک مہارشی وشوامتر رہتا ہے عارب نے اُس وشوامتر کے ذہن میں یہ بات ڈال دی ہے کہ ان راکششوں کو راجہ دھسرت کا بیٹا رام ہی قابو کر سکتا ہے۔

اب عارب یہ امید لگائے بیٹھا ہے کہ مہارشی وشوامتر اب راجہ دھسرت کے پاس آئے گا اور اُس سے یہ مانگ کرے گا کہ وہ اپنے بیٹے رام کو اُس کے ساتھ بھیجے تاکہ اُن راکششوں کا قلع قمع کر دیا جائے اور عارب یہ بھی امید لگائے بیٹھا ہے وشوامتر کی اس مانگ پر راجہ انکار نہ کرے گا اور رام کو ساتھ بھیج دے گا پس رام جب راکششوں کے مقابلے پر جائے گا تو وہ مل کر رام کا خاتمہ کر دیں گے تاکہ اس سرزمین میں رام کی وجہ سے جو نیکی بھلائی اور خیر کے فروغ کا کام ہو رہا ہے وہ رک جائے۔

اور اے یوناف! عارب کے علاوہ خود عزازیل نے یہ کام کیا ہے کہ مغربی افریقہ کے وسطی حصوں میں میرو نام کی ایک جھیل ہے اس جھیل کے کنارے بہت سی بستیاں ہیں ان بستیوں میں کلوا نام کی ایک بہت بڑی بستی ہے پس عزازیل اس میں وارد ہوا اور بستی کے اطراف میں جو غاریں ہیں اُن کے اندر عزازیل نے اپنے ایک ساتھی کو سیاہ چیتے کی شکل دی ہے اور پھر اُسے ایک مقامی عورت کے ساتھ ملوث کر دیا پس اُس عورت کے ہاں ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہوئے یہ دونوں اب جوان ہو

چکے ہیں اور جس طرح عزازیل اپنے ساتھیوں کو بتا رہا تھا تو اس کے بقول ان دونوں میں یہ صفت ہے کہ یہ جب چاہیں انسانی صورت میں اور جب چاہیں چیتے کی شکل دھار سکتے ہیں اور ان کی خوراک کا بڑا حصہ چیتے کی طرح شکار کیا ہوا گوشت ہے اور اس پر مزید یہ کہ اس میں جو لڑکا ہے وہ اپنا پیٹ بھرنے کے لیے آدم خوری کی طرف زیادہ مائل ہے۔

پس عزازیل نے ان دونوں کو بھی خون خواری اور گناہ کے پھیلاؤ کا ایک ذریعہ بنا کر رکھ دیا ہے۔ اے یوناف میرے حبیب! ہم دونوں کو مل کر اب دو بڑے کام سر انجام دینے ہوں گے اول یہ کہ یہاں سے کوچ کر کے ہمیں اجودھیا شہر کا رخ کرنا ہوگا جہاں رہ کر ہم رام کے ساتھ مل کر نیکی کے فروغ کا کام کریں گے اور بدی کی قوتوں سے رام کی حفاظت بھی کریں گے اور اے یوناف رام کو ان شیطانی قوتوں کے خلاف محفوظ کرنے کے بعد پھر ہم مغربی افریقہ کے وسطی حصوں کا رخ کریں گے اور وہاں پر اس عزازیل نے جو ما فوق البشریت بہن بھائی کھڑے کر دیئے ہیں اور جو وحشت اور کا باعث بن رہے ہوں گے ہم دونوں پھر ان کا رخ کریں گے اور انہیں تلاش کر کے اور ان دونوں کا خاتمہ کر دیں گے۔ ایک تو ان کے ذریعے سے بدی کا پھیلاؤ آگے نہ بڑھے گا اور دوسرے لوگ ان کی خونخواری سے بھی محفوظ ہو جائیں گے۔

اے یوناف جو کچھ گفتگو اجودھیا شہر میں عارب اور عزازیل کے ساتھیوں کے درمیان ہوئی وہ میں نے تم سے کہہ دی ہے اب تم کہو تمہارا کیا جواب میں یوناف نے بھر استفہامیہ انداز میں پوچھا! اے ابلیکا پہلے تم مجھے یہ بتاؤ کہ عارب بیوسہ اور نبیطہ اجودھیا شہر میں کہاں اور کس کے پاس ٹھہرے ہوئے ہیں اور دوسرے یہ کہ عزازیل اور اُس کے ساتھی اس وقت کہاں ہیں اس پر ابلیکا بولی اے یوناف " عارب بیوسہ اور نبیطہ اس وقت اجودھیا شہر کے مشرقی حصے میں ایک بوڑھی خاتون منتھرا کے ہاں ٹھہرے ہوئے ہیں اور منتھرا نام کی یہ جو خاتون اکیلی ہی ہے اس کا خاوند مر چکا ہوا ہے اور کوئی اولاد نہیں۔

لہٰذا عارب بیوسہ اور نبیطہ اُسی کے پاس ٹھہرے ہوئے ہیں اور مزید یہ منتھرا نام کی جو بوڑھیا ہے اس کا تعلق اجودھیا شہر کے راجہ دھسرت کی رانی کیکئی کے میکے والوں کے قدیم خدمت گزاروں میں سے ہے لہٰذا اس منتھرا کا راجہ کے محل میں بھی آنا جانا ہے اور مجھے خدشہ ہے کہ عارب رام کو زیر کرنے کے لیے اور بدی کے پھیلاؤ کے لیے اس بوڑھیا منتھرا کو بھی استعمال کرے گا۔

اور اے یوناف جہاں تک عزازیل اور اُس کے ساتھیوں کا تعلق ہے تو عارب بیوسہ اور نبیطہ کے ساتھ یہ گفتگو کرنے کے بعد عزازیل تب خوفہ اور اپنے دیگر ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے چلا گیا تھا لیکن جاتے جاتے اُس نے عارب کو بتا دیا تھا کہ وہ انہیں سرزمینوں کے اندر مصروف کار رہے گا تاکہ بدی کی قوتوں کے سامنے رام کو زیر کیا جا سکے۔

اے یوناف اب بتاؤ تمہارا کیا خیال ہے اس پر یوناف نے فیصلہ کن انداز میں کہا اے ابلیکا اب نہیں چونکہ تم مجھے پوری تفصیل کے ساتھ حالات بتا چکی ہو لہٰذا میرا فیصلہ یہ ہے کہ میں ابھی اور اسی وقت اجودھیا شہر کی طرف کوچ کروں گا اور وہاں نہ صرف یہ کہ رام کے ساتھ مل کر نیکی کے فروغ کا کام کروں گا بلکہ ان شیطانی اور بدی کی قوتوں کے خلاف وہاں رہ کر رام کی حفاظت بھی کروں گا اس پر ابلیکا نے خوش ہوتے ہوئے کہا آؤ پھر یہاں سے کوچ کریں دیر کا ہے کی یوناف فوراً اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور مرادک شہر سے اجودھیا کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

ایک روز اجودھیا کا راجہ دھسرت اپنے راج محل میں اپنے منتریوں اور دیگر اہل کاروں کے ساتھ رام کی شادی کے متعلق گفتگو کر رہا تھا کہ اجودھیا کے نواح کا مہارشی وشوامتر وہاں داخل ہوا اُسے دیکھتے ہی راجہ سمیت سب لوگ اُس کی تعظیم کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے پھر راجہ دھسرت نے مہارشی وشوامتر کو اپنے اور گرووشسٹ کے درمیان عزت اور احترام کے ساتھ بیٹھایا گرووشسٹ وہی تھا جس نے اپنے آشرم سے راجہ دھسرت کو پھکا ہوا پانی مہیا کیا تھا جس کی وجہ سے راجہ کی تین رانیوں کے چار بیٹے ہوئے تھے اور اسی گرووشسٹ کے آشرم میں رام اور اُس کے بھائی لچھمن بھرت اور شترو گھن نے پرورش اور جنگی تربیت پائی تھی۔

وشوامتر کو اپنے اور گرووسسٹ کے درمیان عزت کے ساتھ بیٹھانے کے بعد اجودھیا کے راجہ دھسرت نے بڑی عاجزی اور انکساری میں پوچھا اے منی راج آج آپ نے اس راج محل کی طرف آنے کے لیے کیسے زحمت کی مجھے حکم دیا گیا ہوتا کہ میں خود آپ کی سیوا میں حاضر ہوتا حکم کیجئے میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں اس پر منی راج نے ایک بار غور سے باری باری راجہ دھسرت اور گرووشسٹ کی طرف دیکھا پھر اُس نے کہا اے راجہ میں تیرے پاس ایک سلسلہ میں مدد طلب کرنے کے لیے آیا ہوں اور راجہ دھسرت نے حیرت اور پریشانی کے عالم میں کہا۔

اے منی راج لوگ تو اپنے کام سنوارنے میں آپ کی مدد طلب کرتے ہیں حیرت ہے میں کیونکر آپ کی مدد کر سکتا ہوں اس پر منی راج نے کہا اے راجہ شہر کے نواحی علاقوں میں دو راکشس رہتے ہیں جن کے نام ماریچھ اور صباحو ہیں اور ان دونوں نے قریبی آبادیوں میں تباہی اور بربادی پھیلا رکھی ہے میں اسی خاطر آیا ہوں کہ اُن دونوں راکشسوں کو ختم کرنے کے لیے تم میری مدد کرو۔ راجہ دھسرت نے پوچھا! اے منی راج اُن راکشسوں کو ختم کرنے کے لیے میں کیا خدمت انجام دے سکتا ہوں اس پر منی راج نے فیصلہ کن انداز میں کہا اے راجہ اُن دونوں راکشسوں کو صرف تمہارا بیٹا رام ہی ختم کر سکتا ہے۔

پس تم رام کو میرے ساتھ روانہ کر دو تا کہ میں اسے اپنے ساتھ لے جاؤں اور اس کی مدد سے اُن دونوں راکشسوں کا خاتمہ کر دوں گا تا کہ وہاں کے رہنے والے لوگوں کو آرام اور چین نصیب ہو منی راج کی یہ گفتگو سن کر راجہ دھسرت چونک سا اٹھا منی راج کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے منت کرنے کے انداز میں کہا اے سوامی راج کمار رام تو ابھی بالک اور بچہ ہے اور ابھی تک اُس نے سنسار کے اندر زندگی بسر کرنے کا کوئی طریقہ اور تجربہ بھی حاصل نہیں کیا اور پھر وہ میری پہلی اولاد ہے اور اُس کی پرورش ایسے لاڈ اور پیار سے کی ہے کہ وہ کیسے اور کیوں کر ماریچھ اور صباحو نام کے اُن راکشسوں پر قابو پائے گا۔

اے منی راج مجھ پر رحم کیجئے اور اُن راکشسوں پر قابو پانے کے لیے راج کمار رام مجھ سے طلب نہ کیجئے دھسرت کی اس گفتگو پر منی راج نے برہمی اور ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا! اے راجہ دھسرت تم مجھے وچن اور وعدہ دے کر پھر رہے ہو تم نے میرے ساتھ عہد کیا تھا کہ میری بات مانو گے اور اب کہ جب میں نے راج کمار رام کی مانگ کی ہے تو تم مجھے ٹالنے کی کوشش کرنے لگے ہو اس پر راجہ دھسرت نے بڑی عاجزی سے کہا! اے سوامی ان راکشسوں پر قابو پانے کے لیے میں خود آپ کے ساتھ

جانے کے لیے تیار ہوں اس پر منی راج نے اور زیادہ ناراضگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا نہیں ہرگز نہیں راکشسوں پر قابو پانے کے لیے مجھے صرف تمہارے بیٹے رام ہی کی ضرورت ہے اس کے علاوہ میں تم سے کسی چیز کی مانگ نہیں کرتا۔

راجہ دہسرت نے پھر منت کرنے کے انداز میں کہا! اے منی راج مجھ پر رحم اور کرپا کریں راج کمار رام کے بغیر میں اس راج محل میں ایک پل بھی نہ رہ سکوں گا اور اگر ان راکشسوں کے مقابلہ میں رام کو کچھ ہوگیا تو میں خود بھی زندہ نہ رہ سکوں گا اس پر منی راج نے انتہائی خوف ناک انداز میں راجہ دہسرت کی طرف دیکھا پھر فیصلہ کن انداز میں کہا اے دہسرت تم نے میرے ساتھ کیا یہ عہد توڑا ہے میرے ساتھ بدمعاملگی کا سلوک کیا ہے۔ لہٰذا میں جاتا ہوں پھر یا درکھو اب آئندہ کے لیے میں تیری شکل تک نہ دیکھوں گا منی راج غصہ اور خفگی میں زور زور سے پاؤں پٹختا ہوا جانے ہی لگا تھا کہ گرو وشسٹ جو رام اور اُس کے بھائیوں کا استاد بھی تھا وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور ہاتھ جوڑتے ہوئے اُس نے انتہائی عاجزی میں وشوامتر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے گرو دیو ارحم کیجئے اور جو کچھ یہ بدمعاملگی کا سلوک اس راج محل میں ہوا اُسے فراموش کر دیجئے میں آپ کے ساتھ عہد کرتا ہوں کہ آپ کے ہر حکم اور آپ کی ہر آگیا کا پالن کیا جائے گا۔ پھر گرو وشسٹ نے راجہ دہسرت کو مخاطب کرتے ہوئے کہا

اے راجہ گرو راج کی شکتیوں سے تم واقف ہو ایسا نہ ہو گرو دیو یہاں سے ناراض ہو کر چلے جائیں اور ان کی ناراضگی اس سارے راج محل کو بھسم کر کے رکھ دے پھر اُس وقت نہ تم رہو گے نہ رام لہٰذا میرا تم سے مخلصانہ مشورہ یہی ہے کہ راج کمار رام کو منی راج کے ساتھ بھیج دو اور یہی سمجھ کر رام کو منی راج کے ساتھ روانہ کر دو کہ راج کمار رام شادی کرنے کے لیے منی راج کے ساتھ کوچ کر رہا ہے گرو وشسٹ کی اس گفتگو پر راجہ دہسرت رام کو منی راج کے ساتھ بھیجنے پر آمادہ ہو گیا لہٰذا اُس نے بڑی انکساری سے منی راج کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے سوامی آپ مالک ہیں راج کمار رام کو اپنے ساتھ لے جائیے آپ کے حکم کے خلاف میں کوئی بات نہ کروں گا راجہ دہسرت کی اس گفتگو پر منی راج خوش ہو گیا تیزی کے ساتھ وہ مڑا اور راجہ کو اُس نے گلے لگا لیا تھا۔

پھر راجہ دہسرت نے اپنے قریب کھڑے راج کمار رام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! رام میرے بیٹے تم گرو دیو منی راج کے ساتھ روانہ ہو جاؤ اور جو خدمت تم سے یہ لینا چاہتے ہیں اُسے بخوشی قبول کرو مجھے امید ہے کہ منی راج کے ساتھ کام کرتے ہوئے تم کامیاب رہو گے۔

راجہ دہسرت جب خاموش ہوا تو رام کے بھائی لچھمن نے بولتے ہوئے کہا اب جب کہ رام گرو دیو منی راج کے ساتھ روانہ ہو رہے ہیں تو میں یہاں اکیلا رہ کر کیا کروں گا لہٰذا میں بھی رام کے ساتھ روانہ ہوں گا تاکہ ضرورت کے وقت اس کا ساتھ دے سکوں اور اس کے دُکھ اور تکلیفوں کو بانٹ سکوں لچھمن کی اس پیش کش پر راجہ دہسرت نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ہاں لچھمن میں تمہیں رام کے ساتھ جانے کی اجازت دیتا ہوں اور اس کے ساتھ ہی منی راج رام اور لچھمن دونوں بھائیوں کو لے کر اجودھیا کے راج محل سے روانہ ہو گیا تھا۔

جس وقت منی راج رام اور اُس کے بھائی لچھمن کو لے کر اجودھیا کے راج محل سے نکل رہا تھا اُسی وقت یوناف راج محل کے سامنے نمودار ہوا وہ غور سے منی راج رام اور لچھمن کو راج محل سے نکلتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ اسی لمحہ ابلیکا نے اُس کی گردن پر لمس دیا اور بڑی تیزی سے اس نے کہا! اے یوناف یہ جو تین اشخاص راج محل سے باہر نکل رہے ہیں ان میں سے جو بڑی عمر کا ہے یہی منی راج ہے جس کے ذہن میں یہ بات ڈال دی تھی کہ ماریچھ اور ضیا جو نام کے راکشسوں کو صرف رام ہی ختم کر سکتا ہے اور اب یہ منی راج اس راج محل میں داخل ہوا تھا اور یہاں کے راجہ سے گفتگو کرنے کے بعد اُس کے بیٹے رام اور رام کے بھائی لچھمن کو اپنے ساتھ لے جا رہا ہے یہ دونوں جوان جو اس کے ساتھ ہیں بس ان میں سے جو بالکل منی راج کے ساتھ ہے وہ رام ہے اور دوسرا اس کا بھائی لچھمن ہے اب یہ منی راج ان دونوں کو اپنے ساتھ لے جا رہا ہے تاکہ ان راکشسوں پر قابو پائے جس کے پیچھے عارب اور عزازیل کا ہاتھ ہے۔

اس پر یوناف نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا اے ابلیکا اب تم مطمئن رہو میں بھی اس منی راج اور رام لچھمن کے ساتھ یہاں سے کوچ کرتا ہوں چونکہ یہ تینوں نیکی اور بھلائی کی علامت ہیں لہٰذا میں نیکی کے فروغ کے لیے ہر قدم پر اور ہر موڑ پر ان کی مدد کروں گا اس کے ساتھ ہی یوناف پھر اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور منی راج رام اور لچھمن کے پیچھے ہو لیا تھا۔

عارب بیوسا اور بنبط منترا کے گھر میں بڑے پُرسکون انداز میں اپنے کمرے میں

Uploaded By Muhammad Nadeem





بیٹھے ہوئے تھے کہ عزازیل اُن کے سامنے ظاہر ہوا اور بڑی تیزی سے ان تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے میرے عزیزو! تمہارے امتحان اور تمہاری قوت آزمائی کا وقت آگیا ہے! اے عارب مجھے غور سے سنو اس منی راج کے ذہن میں جو تم نے یہ بات ڈالی تھی کہ مارچھ اور صیاحو نام کے راکشسوں پر صرف رام ہی قابو پا سکتا ہے تو وہ منی راج اجودھیا کے راجہ دھسرت کے پاس گیا اور اُسے اس پر آمادہ کیا کہ ان راکشسوں پر قابو پانے کے لیے وہ اپنے بیٹے رام کو اس کے ساتھ بھیج دے اب منی راج رام کو اپنے ساتھ لے کر راج محل سے روانہ ہو گیا ہے تاکہ اُن راکشسوں پر قابو پائے اور رام کے ساتھ ضد کرکے اُس کا بھائی لچھمن بھی منی راج کے ساتھ ہی اجودھیا سے کوچ کر گیا ہے۔

ایک اور بات میرے عزیزو تمہارے لیے زیادہ توجہ کی طلب ہے وہ یہ کہ یوناف بھی اجودھیا شہر میں آنمودار ہوا ہے اور مجھے خدشہ ہے کہ وہ بھی ابلیکا کے ساتھ کہیں رام لچھمن اور منی راج کی مدد پر آمادہ نہ ہو جائے لہذا اے میرے عزیزو آؤ اجودھیا کے نواحی علاقوں کا رخ کریں اور رام کے مقابلے میں اُن راکشسوں کی مدد کریں عزازیل کے اس انکشاف پر عارب بیوسہ اور نبیطہ جلدی سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور پھر وہ عزازیل کے ساتھ وہاں سے کوچ کر گئے تھے۔

منی راج رام اور لچھمن کو لے کر اس کوہستانی سلسلہ کی طرف جاتا ہے جس کے اندر ایک راکشس کی رہائش ہوتی ہے اور جہاں سے وہ نکل کر خون خواری کے علاوہ بدی کے پھیلاؤ کا کام کرتا ہے تو وہ اس کوہستانی سلسلہ کے پاس آکر کھڑے ہوتے ہیں تو اُن سے ذرا فاصلے پر یوناف بھی نمودار ہوتا ہے اس موقع پر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور کہا اے یوناف عارب بیوسا اور نبیطہ کے علاوہ عزازیل بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ اُس راکشس کی مدد کے لیے پہنچ چکا ہے جس کے مقابلے کے لیے یہ منی راج رام کو یہاں لے کر آیا ہے پس اب کہو تمہارا کیا ارادہ ہے اس پر یوناف نے مدہم دھیمی اور رازدانہ آواز میں کہا!

اے ابلیکا اس مقابلے کے دران تم وسط میں رہنا اور جو بھی حملہ اُس راکشس یا عزازیل کی طرف سے کیا جائے اُسے تم ناکام بنا کر رکھ دینا یہ بھی اپنے ذہن میں رکھنا جب راکشس یا عزازیل یا اُس کے ساتھی یا عارب بیوسہ اور نبیطہ کی طرف سے جب کوئی کاروائی رام کو نقصان پہنچنے کے لیے کی جائے گی تو اے ابلیکا میں رام کی طرف سے تیر چلاؤں گا پس تم

اپنی تیر کو واسطہ ذریعہ بناتے ہوئے اُن شیطانی قوتوں کے سارے حملوں کو ناکام بنا دینا۔

اس پر ابلیکا نے اپنی کھنکھتی اور گونجتی ہوئی آواز میں کہا اے میرے حبیب! تم بے فکر رہو جس خواہش کا تم اظہار کر رہے ہو میں یقیناً ایسا ہی کروں گی! ابلیکا کے ساتھ یہ معاملہ طے کرنے کے بعد یوناف اُس جگہ آیا جہاں منی راج رام اور لچھمن کھڑے ہوئے تھے یوناف کو وہاں اچانک دیکھ کر منی راج رام اور لچھمن کچھ پریشان سے ہو گئے تھے پھر منی راج نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے منش! تو اچانک کہاں سے نمودار ہوا ہے تو کون ہے اور یہاں اچانک تیرے نمودار ہونے کا کیا مقصد اور کیا مطلب ہے اُس پر یوناف منی راج کے نزدیک ہوا پھر اُس نے ان تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے میرے عزیزو میرے متعلق جاننا تمہارے لیے اس قدر ہی کافی ہے کہ میں نیکی کی ایک علامت ہوں اور تم چونکہ تینوں نیکی کے فروغ کے لیے نکلے ہو لہذا میں تمہارا ساتھ دوں گا آؤ جس راکشس کے خاتمہ کے لیے مل کر کام کیا جائے اُس راکشس کے ساتھ شیطانی اور بدی کی قوتیں بھی ہیں بدی اُن کی قوتوں پر قابو پانے کے لیے اے میرے عزیزو میں پوری طرح بھی تمہارے ساتھ ہوں اور میں تم تینوں کو یقین دلاتا ہوں کہ آج اس کوہستانی سلسلہ کے اندر ہم سب مل کر بدی کی قوتوں کو اپنے سامنے ذلیل رُسوا کر کے رکھ دیں گے۔

اے میرے عزیزو! مطمئن رہنا اور کسی طرح کی گھبراہٹ اپنے اوپر طاری نہ ہونے دینا اس لیے کہ میں تمہارے ساتھ ایک مافوق البشریت انسان کی حیثیت سے موجود رہوں اور ہر طرح سے تمہاری مدد کروں گا ذرا رُک کر یوناف نے اس بار رام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے رام جب راکشس یا اُس کی مددگار قوتیں تم لوگوں کے سامنے نمودار ہوں اور وہ تم پر کسی بھی طرح کا حملہ کریں تو اُس کے جواب میں تم تیر چلا دینا اور پھر دیکھنا کہ میری سری قوتیں کس طرح تمہارے تیروں کو ذریعہ اور آڑ بنا کر شیطانی قوتوں کے سارے ہی حملوں کو ناکام بنا دیتی ہیں۔

یوناف کی گفتگو پر منی راج نے خوش ہوتے ہوئے کہا اے اجنبی اگر تم نیکی کی علامت ہو تو پھر یہ ہماری خوش بختی ہے کہ تم ہمارے ساتھ ہو پر اے منش! تم نیکی کی علامت ضرور ہو پھر اس کے علاوہ تمہارا کوئی نام بھی تو ہو گا اس پر یوناف نے کہا! اے منی راج میرا نام یوناف ہے اور آج کے دن دیکھنا میں کیسے اس راکشس پر تم تینوں کو کامیاب رکھتا

ہوں۔

یوناف نے ابھی اپنی گفتگو ختم ہی کی تھی کہ اُن کے سامنے والے کوہستانی سلسلہ کی ایک قدرے کم بلندی والی چوٹی پر ایک انتہائی دراز قد دیو پیکر اور بد ہیبت انسان نمودار ہوا اُسے دیکھتے ہی ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے منی راج نے رام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا یہ وہی راکشس ہے جس کے خاتمہ کے لیے میں تم لوگوں کو اس طرف لایا ہوں۔ اتنے میں اُس راکشس نے ایک چٹان نما پتھر کو ہاتھ میں اٹھالیا شاید وہ اُسے اٹھا کر منی راج اور رام و لچھمن پر دے مارنا چاہتا تھا کہ اتنے میں یوناف نے رام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے رام اپنی کمان پر تیر چڑھالو میرے خیال میں یہ راکشس ایک چٹان نما پتھر کو اٹھا کر تمہاری طرف پھینک دے گا۔

بس جوں ہی یہ پتھر تمہاری طرف پھینکے تو اپنی کمان پر چڑھا ہوا تیر چلا دینا اور تم دیکھو گے وہ تیر اُس چٹان سے ٹکرائے گا اور وہ چٹان تمہاری طرف آنے کے بجائے فضا کے اندر ہی پاش پاش ہو کر رہ جائے گی اُس راکشس نے اُس چٹان کو اپنے دونوں بازوؤں پر اٹھایا اور اُن کی طرف دے مارا اُسی وقت رام نے بھی تیر چلا دیا تھا۔ پس وہ چٹان اور تیر فضا کے اندر ہی ٹکرائے اور چٹان پاش پاش ہو کر رہ گئی تھی۔

وہ راکشس ٹیلے پر کھڑا ابھی تک فضا کے اندر یہ رونما ہونے والے اس خرق عادت اور فوق البشریت حادثے کو دیکھ ہی رہا تھا کہ یوناف نے پھر رام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے رام یہ راکشس اپنے پھینکے ہوئے پتھر کو فضا کے اندر پاش پاش ہوتے دیکھ کر حیران اور پریشان کھڑا ہے پس اس موقعہ سے فائدہ اٹھاؤ ایک اور تیر اپنی کمان میں ڈالو اور اس راکشس کو ہدف بنا کر چلا دو پھر دیکھو اس کا کیا حشر ہوتا ہے یوناف کے اس مشورے پر رام نے فوراً تیر اپنی کمان میں رکھا اور اُس راکشس کو ہدف بناتے ہوئے اُس نے تیر چلا دیا تھا۔ تیر سیدھا اُس راکشس کی چھاتی میں جا کر لگا اور اُس کے دل میں سوراخ کرتا ہوا دوسری طرف جا نکلا تھا اور اُس چٹان پر وہ راکشس تڑپ تڑپ کر ختم ہو گیا تھا اس کے بعد منی راج رام اور لچھمن کو اپنے آشرم کی طرف لے گیا تھا اور وہاں پر یوناف اور ابلیکا کی مدد سے دوسرے راکشس کا خاتمہ کر دیا گیا تھا۔

یوناف رام اور لچھمن کو منی راج کے پاس رہتے ہوئے تھوڑے ہی دن ہوئے تھے۔ کہ ایک روز متھلا کے راجہ جنک کی طرف سے ایک قاصد منی راج کے پاس آیا اور اُس نے منی راج کو یہ اطلاع کی کہ متھلا کے راجہ جنک کی حسین و جمیل بیٹی سیتا کا سوئمبر رچایا جا رہا ہے اور اس سوئمبر میں راجہ جنک نے منی راج کو بھی دعوت دی ہے پس اس بلاوے پر منی راج رام اور لچھمن کو ساتھ لے کر اُس قاصد کے ساتھ راجہ جنک کے مرکزی شہر متھلا کی طرف روانہ ہو گیا تھا جب کہ یوناف بھی اس سفر میں ان کا ساتھ دے رہا تھا۔

متھلا شہر میں آس پاس کی راجدھانیوں کے۔ بے شمار راج کمار اور سورما جوان جمع ہوئے تھے اور ہر ایک کی کوشش اور خواہش یہ تھی کہ وہ راجہ جنک کی حسین بیٹی سیتا کا سوئمبر جیت کر اُسے اپنی بیوی بنائے پس سوئمبر کے روز ایک بہت بڑے میز پر ایک کافی وزنی کمان رکھ دی گئی تھی اور یہ اعلان کر دیا گیا تھا کہ جو بھی جوان یا راج کمار اس کو اٹھا کر اس کے چلے میں تیر چلا کر دکھا دے راجہ جنک اپنی بیٹی سیتا کی شادی اس کے ساتھ کر دے گا پس بڑے بڑے سورماؤں اور راج کماروں نے کوشش کی پر کسی سے بھی وہ کمان نہ اٹھائی۔ اس موقعہ پر یوناف رام کے پاس آیا اور انتہائی نرمی میں اُسے تسلی دینے کے انداز میں کہا!

اے رام! اب تم آگے بڑھو اور اس کمان پر ہاتھ ڈالو۔ میں رگھوبنکی کی تونیں تمہارے ساتھ ہیں سری قوت جو میری قبضے میں ہے اُسے میں نے تمہاری مدد کے لیے لگا دیا ہے اور اُس کی مدد سے تم بڑی آسانی کے ساتھ اس کمان کو اٹھانے میں کامیاب ہو جاؤ گے پس رام بے دھڑک آگے بڑھا اور اُس نے وہ کمان جو ابھی تک کسی سے بھی اٹھائی نہ گئی تھی بڑی آسانی سے اٹھائی اُس پر سب کو ایک تیر رکھ کر دکھایا پھر یوناف دوبارہ اس کے

پاس آیا اور رام سے کہا۔

اے رام اس کمان کو اپنے گھٹنے پہ مارو اور پھر دیکھو اس کا کیا حشر ہوتا ہے رام نے فوراً یوناف کے کہنے پر عمل کیا اُس کمان کو اس نے اپنے گھٹنے پر مارا اور کمان ٹوٹ کر دو حصّوں میں بٹ گئی رام کے اس عمل سے وہاں جمع سارے راج کمار اور راجہ بے حد خوش اور مطمئن ہوئے اور اُن سب کی موجودگی میں راجہ جنک نے اپنی حسین و جمیل بیٹی سیتا کا بیاہ رام سے کر دیا تھا۔

رام اور سیتا کے بیاہ کی ابھی خوشیاں ہی منائی جا رہی تھیں کہ متھلا شہر میں راجہ جنک کے راج محل کے اندر ایک اجنبی اور نووارد سا شخص نمودار ہوا راجہ جنک شاید اس کو پہلے سے جانتا تھا اس لیے کہ اُس کے آنے پر اُس نے بڑی گرم جوشی اور تپاک کے ساتھ اس کا سواگت اور استقبال کیا اور پرسورام کے نام سے پکارتے ہوئے اُسے راج محل کے اس کمرے میں داخل ہونے کی پیش کش کی گئی جس کے اندر رام اور سیتا کی شادی کے سلسلہ میں خوشیاں منائی جا رہی تھیں۔

لیکن پرسورام کمرے کے دروازے پہ ہی کھڑا ہوا اور انتہائی غضب ناک اور قہر آلود انداز میں اس نے راجہ جنک کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا یہ کمان کس نے توڑا ہے اور کس نے سیتا کو جیتا ہے راجہ جنک سن رکھو جس نے بھی یہ کام کیا ہے وہ میری سزا اور میرے قہر سے بچ نہ سکے گا ان الفاظ پر راجہ جنک کا خون خشک ہو گیا تھا تاہم اس دوران رام کا بھائی لچھمن آگے بڑھا اور اُس نے اُسے پرسورام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا یہ کمان میرے ایک عزیز نے توڑا ہے پر تمہیں اس سے کیا تعلق اور علاقہ؟

لچھمن کے اس سوال پر پرسورام نے برہم ہوتے ہوئے کہا گستاخ جوان ہے تو نہیں جانتا کہ میں کون ہوں اور کیسی قوتوں کا مالک ہوں راجہ جنک میری ذات سے پوری طرح واقف ہے لہٰذا اس کے ہوتے ہوئے تم کیوں بیچ میں بول پڑے ہو اس پر لچھمن نے کہا چونکہ کمان توڑنے جانے سے میرا بھی تعلق ہے اس لیے میں اس گفتگو میں پڑا ہوں پرسورام نے پھر اُسی لہجہ میں پوچھا تم کون ہو اس پر لچھمن نے بلا جھجک کہا میرا نام لچھمن ہے پرسورام نے پھر غصّے کی حالت میں پوچھا تیرا تعلق کہاں سے ہے لچھمن نے پھر جواب دیتے ہوئے کہا میں سورج بنسی سے تعلق رکھتا ہوں یہ کمان میرے بھائی نے توڑ کر سیتا کو حاصل کیا ہے۔

اس پر پرسورام نے فیصلہ کن انداز میں کہا اگر یہ کمان تمہارے بھائی نے توڑا ہے تو وہ خود کہاں چھپ کر کھڑا ہے تمہیں اُس نے سامنے کیوں کر دیا ہے اُسے خود میرے روبرو آکر میرے ساتھ گفتگو کرنی چاہیے رام سامنے آیا اور پرسورام کو مخاطب کرتے ہوئے اُس نے انتہائی عاجزی میں کہا اے مہاراج یہ کمان میں نے توڑی ہے اس پر پرسورام نے برہم ہو کر پوچھا پھر تو نے کیسے اس کمان کو اٹھا لیا اور کیسے توڑ دیا رام نے پھر ویسے ہی انکساری کے عالم میں کہا بس میں نے تو کمان پر ہاتھ رکھا اور یہ اٹھ گیا اور پھر جونہی میں نے اس کمان کو اپنے گھٹنے پر مارا تو یہ ٹوٹ کر رہ گئی۔ اس پر پرسورام نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کمان رام کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اگر تم ایسے ہی بہادر ہو۔ اور اس قدر ہی طاقت ور ہو تو میری یہ کمان ذرا کھینچ کر دکھاؤ۔ رام نے وہ کمان لے لی اور سب کے سامنے اس نے اس کمان کو کھینچ کر رکھ دیا تھا۔ تب وہ پرسورام کچھ شرمندہ ہوا۔ اس کی گردن جھک گئی پھر اس نے وہاں کھڑے سب لوگ کو مخاطب کر کے کہا۔ اس کمان کو توڑنے والا ہی رام اور میرا نام بھی پرسورام۔ پس دو رام ایک جگہ اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ اس کے بعد وہ پرسورام گردن جھکا کر راجہ جنک کے راج محل سے نکل گیا تھا۔

پرسورام کے چلے جانے کے بعد راجہ جنک نے سکھ اور سکون کا سانس لیا۔ پھر اس نے اپنے قاصد اجودھیا شہر کی طرف روانہ کئے اور رام کے باپ راجہ دسرت کو رام اور سیتا کی شادی کی اطلاع دینے کے علاوہ۔ اس نے راجہ دسرت کو اپنے اہل خانہ کے ساتھ اپنے شہر متھلا میں آنے کی دعوت بھی دی۔ رام کا باپ اور اجودھیا کا راجہ دسرت رام اور سیتا کی شادی کی خبر سن کر بے حد خوش ہوا۔ پس وہ اپنے دونوں بیٹوں، تینوں بیویوں اپنے گرو وشست اور چند دیگر منتریوں اور اراکین سلطنت کے ساتھ اجودھیا سے راجہ جنک کے شہر متھلا کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

اجودھیا کا راجہ دسرت جب سب کے ساتھ متھلا پہنچا تو راجہ جنک کے اہل خانہ اور منتریوں نے ان کا شاندار استقبال کیا اور ایک جشن کی سی صورت میں انہیں متھلا کے راج محل کی طرف لایا گیا۔ سب سے پہلے رام اور سیتا کی شادی پر خوشیاں منائیں گئیں اس

کے بعد راجہ دہسرت سے صلاح مشورہ کرنے کے بعد راجہ جنک نے اپنی چھوٹی بیٹی ارملا کی شادی لچھمن سے اور اپنے بھائی کشن کی ماندوی اور شرت نام کی بیٹیاں بھرت اور شتروگھن کے ساتھ بیاہ دی تھیں۔ چند روز تک ان شادیوں متھلا شہر کے اندر خوشیوں اور جشن کا سماں رہا پھر اجودھیا کا راجہ دھسرت اپنی بیویوں، بہوں! بیٹوں اور دیگر لوگوں کے ساتھ متھلا سے اپنے شہر اجودھیا کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

☆

متھلا شہر سے واپسی پر یوناف جب اجودھیا شہر میں داخل ہوا تو ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور ساتھ ہی اس کی آواز بھی یوناف کی سماعت سے ٹکرائی۔ یوناف! عزازیل ان دنوں ہمارے لیے زیادہ سے زیادہ مسائل کھڑے کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ ہند کی سرزمین میں اس نیکی کی علامت رام کو زیر کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ مغربی افریقہ کے وسطی حصے میں میرو جھیل کے آس پاس کی بستیوں کے اندر نر اور مادہ چیتوں کے ذریعے خوف وہراس اور خونخواری وتباہی پھیلا رکھی ہے۔ یہ دونوں نر مادہ چیتے پیدا تو انسانوں ہی ہوئے تھے۔ لیکن چونکہ عزازیل کے ایک ساتھی کی نسل سے ہیں جس نے چیتے کا روپ دھارا تھا۔ اور ایک عورت کے ساتھ ملوث ہوا تھا۔ لہٰذا یہ نر اور مادہ چیتے اپنی مرضی کے مطابق جب چاہیں انسانی اور چیتے کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔

وہاں کے مقامی لوگ ان چیتوں کی خونخواری سے تنگ اور بیزار بھی ہیں مگر چیتے کا شکار وہاں کے لوگوں کے لیے ایک معمولی کام ہے۔ لیکن یہ چیتے غیر معمولی ہیں اور ہر خطرے کے وقت اپنا روپ بدل کر انسانوں میں شامل ہو جاتے ہیں۔ اس لیے مقامی لوگ ان پر قابو پانے میں ناکام ہیں اور چیتے اپنی مرضی کے مطابق آدمخوری کرنے پر آزاد ہیں۔ یوناف! میرے عزیز میرا ارادہ تھا کہ رام کو شیطانی قوتوں سے محفوظ کرنے کے بعد۔ ہم دونوں مغربی افریقہ کے وسطی حصوں میں جھیل ملوا کا رخ کریں گے اور وہاں بنی نوع انسان کو چیتوں کی اس یلغار اور آدمخوری سے نجات دلائیں پھر ایسا لگتا ہے قدرت کو بھی ایسا منظور نہیں ہے اس لیے کہ عزازیل نے ہمارے لیے ایک اور بڑا مسئلہ کھڑا کر کے رکھ دیا ہے۔

یوناف تجسس اور فکرمندی میں پوچھا! اے ابلیکا! اس نامراد اور بدبخت وملعون عزازیل نے اب ہمارے لیے کیا نیا مسئلہ کھڑا کیا ہے۔ اس پر ابلیکا بولی۔ اے یوناف! تم جانتے

جو کہ بنی اسرائیل واحدانیت کی پیروی کرتے ہوئے فلسطین کے اندر ایک بڑی قوت کی صورت اختیار کر گئے تھے۔ پھر آہستہ آہستہ بنی اسرائیل نے خداوند کے آگے بدل کرنا شروع کر دی اور عزازیل نے انہیں شرک میں ملوث کر کے رکھ دیا۔ اور پھر ایسا ہوا کہ بنی اسرائیل واحدانیت اور خدائے واحد کو فراموش کر کے آس پاس کی اقوام کے دیوی دیوتاؤں کی پرستش میں مشغول ہو گئے۔ سب سے زیادہ بعل دیوتا اور عستارد دیوی نے اُن کے اندر فروغ پایا۔ ان ہی دنوں بنی اسرائیل کے اندر قاضی[1] مقرر ہونا شروع ہو گئے۔ اور یہ قاضی نہ صرف بنی اسرائیل کے اندر ایک طرح کے حکمران ہوتے ہیں۔ بلکہ یہ بنی اسرائیل کے تصفیہ طلب امور کا فیصلہ کرنے کے علاوہ انہیں صرف خدائے واحد کی عبادت کرنے کی تبلیغ بھی کرتے ہیں۔

اے یوناف اس سے قبل ایک شخص آہود بنی اسرائیل کا قاضی تھا اور اس آہود نے بنی اسرائیل کو دوآبیوں کی غلامی اور یلغار سے نجات دی تھی۔ اب ایک عورت بنی اسرائیل کی قاضی مقرر ہوئی ہے۔ یہ عورت انتہائی خوب صورت اور نیک و صالح ہے۔ اس کا نام دبورہ[2] ہے اور اس کے شوہر کا نام لفیدوت[3] ہے۔ اب عزازیل دبورہ نام کی اس قاضی عورت کے خلاف حرکت میں آیا ہے اور اس نے کنعانیوں کے بادشاہ یابین[4] کو بنی اسرائیل کے خلاف ابھارا ہے اور اسے یہ ترغیب دی ہے کہ وہ بنی اسرائیل کی قاضی عورت دبورہ کو قتل کر کے بنی اسرائیل کے علاقوں پر قبضہ کر کے انہیں اپنا غلام بنا لے۔ عزازیل کی اس ترغیب پر کنعانیوں کے بادشاہ نے اپنی جنگی تیاریاں مکمل کر لی ہیں۔ بنی اسرائیل پر حملہ آور ہوتے اور انہیں اپنا غلام بناتے کے لیے کنعانیوں کے بادشاہ نے لوہے کی نو سو رتھیں تیار کی ہیں۔

اور اے یوناف نیوں کے اس بادشاہ یابین نے اپنی سلطنت کے ایک سب سے بہادر اور طاقتور جوان سیسیرا کو اپنی افواج کا سپہ سالار بنایا ہے۔ اور حروست شہر کو اس نے اپنی جنگی تیاریوں کا مرکز بنا رکھا ہے۔ اور یہیں سے نکل کر وہ عنقریب بنی اسرائیل پر حملہ آور ہونے کا ارادہ رکھتا ہے۔ دوسری طرف بنی اسرائیل کی قاضی خاتون دبورہ بھی یابین اور اس کے جرنیل سیسیرا کی جنگی تیاریوں سے غافل نہیں ہے۔ کنعانیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے اس نے بھی بنی اسرائیل کا ایک لشکر تیار کیا ہے۔ اور ایک اسرائیلی جوان کہ نام جس کا برق ہے اسے بنی اسرائیل کے لشکر کا سالار مقرر کیا ہے۔ پھر اے یوناف دبورہ اور برق کے لشکر کی قوت اور تعداد یابین اور سیسیرا کے لشکر کے سامنے تتر بتر ہونے کے برابر ہے۔ اور پھر یابین کے لشکر کی نو سو لوہے کی رتھوں نے یابین کے لشکر کو ایک طرح سے ناقابل تسخیر بنا کر رکھ دیا ہے۔

اے یوناف پہلے میرا ارادہ تھا کہ ہند کی اس سرزمین میں رام کی مدد کرنے کے بعد ہم ان آدم خور اور فوق الفطرت حبشیوں کا قلع قمع کرنے کے لیے مغربی افریقہ کے وسطی حصوں کا رُخ کریں گے۔ لیکن اب میں نے اپنا فیصلہ بدل دیا ہے۔ اب میرا ارادہ ہے کہ ہم ارضِ کنعان کا رخ کریں اور وہاں کنعانیوں کے بادشاہ یابین کے مقابلے میں بنی اسرائیل کی قاضی خاتون دبورہ اور اس کے سالار برق کی مدد کر کے باطل کے خلاف حق اور بدی کے خلاف خیر کی مدد کریں۔ یہاں ہند کی سرزمین میں ہم نے رام کے مقابلے میں عزازیل کی ساری کوششوں کو ناکام بنا دیا ہے۔ لہٰذا اے میرے عزیز آؤ فلسطین کے شہر بیت ایل کی طرف کوچ کریں اور دبورہ کی مدد کریں۔ ابلیکا کے خاموش ہونے پر یوناف نے پرسکون لہجے اور اطمینان بخش انداز میں کہا۔ اے ابلیکا میں مکمل طور پر تم سے اتفاق کرتا ہوں۔ سیتا سے شادی کے بعد رام اب پُرسکون زندگی بسر کرنا شروع کر دے گا۔ لہٰذا آؤ ہم دونوں حق پرستی کی خاطر ارضِ کنعان کا رخ کریں۔ اس کے ساتھ ہی یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور وہاں سے وہ غائب ہو گیا تھا۔

---

[1] ماخوذ از تورایت

[2] توریت کے مطابق یہ عورت واحد اور بیت ایل کے درمیان بیٹھتی اور بنی اسرائیل کے فیصلے کرتی ہے۔

[3] دبورہ کے اس شوہر کا نام توریت سے لیا گیا ہے۔

[4] کنعانیوں کا بادشاہ انتہائی جنگجو تھا اور حروست شہر میں اس نے بنی اسرائیل کے خلاف جنگی تیاریاں شروع کر رکھی تھیں۔

توریت میں کنعانیوں کے اس جرنیل کا نام سیسیرا ہی تحریر ہے۔

[1] توریت میں بھی کنعانیوں کے بادشاہ یابین کی ان نو سو لوہے کی رتھوں کا ذکر ملتا ہے۔

بیت ایل کے شہر میں بنی اسرائیل کی قاضی خاتون دبورہ اپنے دیوان خانے میں اپنے شوہر لغیدوت کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی کہ دیوان خانے کے دروازے پر دستک ہوئی لغیدوت نے آگے بڑھ کر جب دروازہ کھولا تو یوناف سامنے کھڑا تھا۔ لغیدوت چند ثانیوں تک بڑے غور و انہماک سے یوناف کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اس نے یوناف سے متاثر ہوتے ہوئے کہا: "اے دیو ہیکل اور کوہ قامت انسان تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے۔ اس لیے کہ تو ہماری جان پہچان کے لوگوں میں نہیں اور یہ کہ تو نے کس غرض کے تحت ہمارے دروازے پر دستک دی ہے۔ کیا تو میری بیوی سے انصاف کا طلب گار ہے یا تو کوئی اجنبی اور مسافر ہے اور پناہ کا خواہش مند ہے۔ لغیدوت کے خاموش ہوتے پر یوناف نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

اگر میں غلطی پر نہیں تو اے شخص تیرا نام لغیدوت ہے اور تو بنی اسرائیل کی قاضی خاتون دبورہ کا شوہر ہے۔ اس پر لغیدوت نے ہلکے ہلکے مسکراتے ہوئے کہا، تیرا اندازہ درست ہے۔ میں یقیناً دبورہ کا شوہر لغیدوت ہی ہوں! یوناف پھر بولا۔ اے لغیدوت تو پھر سنو۔ میں ان سرزمینوں کے اندر نہ تو اجنبی ہوں اور نہ ہی مسافر۔ نہ انصاف کا طلب گار ہوں اور نہ ہی پناہ کا خواہش مند ہوں میں تو صرف دبورہ سے ملنا چاہتا ہوں اور کنعانیوں کے بادشاہ یابین کے مقابلے میں اس کی مدد کرنا چاہتا ہوں کیا تم مجھے اندر آنے کو نہ کہو گے کہ میں دبورہ سے مل سکوں۔ لغیدوت فوراً دروازے سے ایک طرف ہٹتا ہوا، بولا۔ تم ضرور اندر آؤ۔ جس ارادے سے تم آئے ہو اس پر تو میں اس گھر میں تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں آؤ اندر آؤ میری بیوی دبورہ اس وقت دیوان خانے میں ہی ہے۔

لغیدوت کے کہنے پر یوناف دیوان خانے میں داخل ہوا، اندر بیٹھی ہوئی دبورہ نے سامنے کی نشست کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "اے اجنبی وہاں بیٹھو۔ میں تمہارے اور اپنے شوہر کے درمیان ساری گفتگو سن چکی ہوں۔ پھر اپنی گفتگو کے دوران نہ تم نے اپنا نام بتایا ہے اور نہ ہی تم نے یہ انکشاف کیا ہے کہ تمہارا تعلق کن سرزمینوں سے ہے۔ یوناف نے خوشگوار لہجے میں کہا۔ "اے معزز و صالح خاتون! میرا نام تو یوناف ہے اور اللہ کی یہ ساری زمین تو انسان کے لیے اپنے رب اور اس کی وحدانیت کی پہچان کے لیے ایک نشانی اور نعمت ہے یہ ساری سرزمین ہی میرا ٹھکانہ ہے۔ میں وہاں پہنچتا ہوں۔ جہاں گناہ اور بدی جنم لیتے ہیں اور وہاں میں نیکی اور خیر کے فروغ اور نمود کے لیے کام کرتا ہوں۔ دبورہ نے حیرت سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا لیکن تم اکیلے بدی کے انسداد اور نیکی کی رونق کے لیے کیا کر سکتے ہو؟

اس موقع پر یوناف نے سرگوشی اور بڑبڑاہٹ کے سے انداز میں ابلیکا کو پکارا اور جب ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا تب یوناف نے اُسے مخاطب کر کے کہا: "اے ابلیکا! ذرا ان دونوں میاں بیوی کے سامنے اس کمرے کے ایک کونے میں ایک بہت بڑے اژدہے کی صورت میں کسی ستون کی طرح نمودار ہو تاکہ انہیں یقین آئے کہ میں ان کے لیے اور نیکی کی جلا اور رونق کے لیے کیا کچھ کر سکتا ہوں۔ ابلیکا فوراً یوناف کی گردن پر لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی۔ اور پھر چند ہی ساعتوں بعد وہ کمرے کے ایک کونے میں ستون کی طرح کھڑے ایک ایسے اژدہے کی صورت میں نمودار ہوئی۔ جو بار بار اپنی زبان نکال کر زمین تک پھیلاتا تھا اور اس کے منہ سے بھٹی کی طرح آگ نکل رہی تھی۔ اس اژدہے کو دیکھتے ہی دبورہ اور لغیدوت دونوں میاں بیوی ڈر کے مارے بری طرح چیخنے چلانے لگے تھے۔ ان دونوں کی حالت دیکھتے ہوئے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں یوناف نے کہا: "اے ابلیکا! لوٹ آؤ اتنا ہی کافی ہے۔

کمرے کے کونے میں نمودار ہونے والا وہ اژدہا فوراً وہاں سے غائب ہو گیا اور پھر دوسرے ہی لمحے یوناف کی گردن پر لمس دیکر ابلیکا وہاں پر سکون ہو گئی تھی۔ دبورہ تھوڑی دیر تک سنبھلی پھر اس نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے خوف اور دہشت ملی جلی آواز میں پوچھا۔ "یہ ہولناک اژدہا کیسا تھا جو ابھی ابھی میرے دیوان خانے کے اس کونے میں نمودار ہوا تھا۔ جو اپنی زبان پھیلا کر زمین تک لے جا رہا تھا اور اپنے منہ سے آگ کے بھبھوکے نکال رہا تھا۔ دبورہ کی اس دہشت اور خوف پر محظوظ ہوتے ہوئے یوناف نے کہا!

اے خاتون! یہ اژدہا ان قوتوں میں سے ایک قوت ہے جنہیں میں نیکی کی نمود اور خیر کی بھلائی کے لیے استعمال کرتا ہوں۔ دبورہ نے اور زیادہ پریشان ہوتے ہوئے پوچھا، تو کیا تمہارے پاس اس کے علاوہ اور بھی ایسی قوتیں ہیں؟ یوناف نے پھر ویسے ہی مسکراتے ہوئے کہا۔ ہاں میرے پاس اور بھی ان گنت سری قوتیں ہیں جنہیں ضرورت کے وقت نیکی اور خیر کے لیے استعمال کرتا ہوں۔

دبورہ اور اس کے شوہر لیفیدوت کا خوف اور خدشہ اب کچھ قدر رفع ہو گیا تھا۔ اس لیے دبورہ نے اب موضوع سخن بدلا، اور یوناف سے پوچھا اب بتاؤ کنعانیوں کے بادشاہ یابین کے مقابلے میں تم کس طرح ہماری مدد کر سکتے ہو۔ یوناف نے نرم لہجے میں کہا۔ اے خاتون! تم پہلے اپنے لشکر کے سالار برق کو یہاں بلاؤ۔ پھر اس کی موجودگی میں اپنا سارا لائحہ عمل میں تم لوگوں کے سامنے پیش کروں گا تاکہ سپہ سالار کی حیثیت سے برق کو بھی خبر ہو کہ کنعانیوں کے سپہ سالار سیسرا کے مقابلے میں اسے کیسے اور کیا کام سرانجام دینے ہیں۔ دبورہ نے حیرت اور تعجب کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا، اے یوناف تم میرے سالار برق کو کیسے جانتے ہو؟ یوناف نے اسے ٹالنے کے انداز میں کہا، اے خاتون اس سے غرض نہ رکھو کہ میں برق کو کیسے جانتا ہوں۔ بس تم اسے یہاں طلب کرو۔ اے خاتون تم دیکھو گی کہ میں تمہاری ہی بہتری اور کامیابی کی خاطر تمہارے سامنے اس سے بھی بڑے بڑے انکشاف کروں گا۔

دبورہ نے اپنے شوہر لیفیدوت کی طرف دیکھا اور اسے برق کے بلانے کے لیے کہا۔ اس پر لیفیدوت فوراً اٹھ کر دیوان خانے سے باہر نکل گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد لیفیدوت پھر لوٹ کر آیا اور اپنی بیوی دبورہ کو مخاطب کر کے اس نے کہا میں نے اپنے خدام میں سے ایک کو برق کی طرف روانہ کر دیا ہے کہ وہ اسے بلا کر لائے۔ اور ساتھ ہی میں نے اسے یوناف کے متعلق معلومات بھی بتا دی ہیں تاکہ وہ یہ معلومات برق تک پہنچا دے۔ اس طرح برق آسانی کے ساتھ یہ اندازہ لگانے میں کامیاب ہو جائے گا کہ یہ یوناف کنعانیوں کے بادشاہ یابین کے خلاف ہماری کس قدر مدد کر سکتا ہے۔ دبورہ نے کوئی جواب نہ دیا اور خاموش رہی۔ اس طرح وہ تینوں برق کے آنے کا انتظار کرنے لگے تھے۔

تھوڑی دیر بعد بنی اسرائیل کے لشکر کا سپہ سالار برق دبورہ کے اس دیوان خانے میں داخل ہوا۔ اس کی آمد پر دبورہ نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "اے یوناف! یہ برق ہے۔ بنی اسرائیل کے لشکر کا سپہ سالار" اس پر برق فوراً یوناف کی طرف بڑھا اور بڑے پُرجوش انداز میں اس نے یوناف کے ساتھ مصافحہ کیا۔ پھر وہ یوناف کے قریب ہی بیٹھتا ہوا بولا۔ جو شخص مجھے بلانے گیا تھا۔ اس نے مجھے آپ کی خصوصیت اور آپ کی مافوق الفطرت اور سری قوتوں سے متعلق بھی تفصیل کے ساتھ بتا دیا تھا۔ کیا آپ مجھے بتا سکیں گے کہ آپ کون سا ایسا طریقہ استعمال کریں گے کہ کنعانیوں کے بادشاہ یابین اور اس کے سپہ سالار سیسرا کے مقابلے میں ہمیں فتح مندی ہو جب کہ آپ جانتے ہوں گے کہ سیسرا کے لشکر کی تعداد ہمارے لشکر سے کئی گنا زیادہ ہے۔ یوناف نے برق کی بات کاٹتے ہوئے کہا، سیسرا کا لشکر صرف تعداد میں ہی تمہارے لشکر سے زیادہ نہیں ہے بلکہ سیسرا کو تمہارے لشکر پر ایک اور بھی فوقیت حاصل ہے۔

برق نے جھٹ پوچھ لیا۔ آپ کا اشارہ کس فوقیت کی طرف ہے۔ یوناف نے جواب دیتے ہوئے کہا! وہ فوقیت یہ ہے کہ سیسرا کے لشکر میں نو سو لوہے کی رتھیں شامل ہیں جب کہ تمہارے لشکر میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے۔ اور اے برق! میں تمہیں ان رتھوں پر قابو پانے کا ایک آسان طریقہ بھی بتاتا ہوں۔ سنو مجھے غور سے سنو اور جو کچھ میں کہنے والا ہوں۔ اگر تم اس پر صحیح طور پر عمل کرو گے تو سیسرا کے مقابلے میں تم ضرور کامیاب رہو گے اور اس کی لوہے کی رتھیں تباہ و برباد ہو کر رہ جائیں گی۔ سنو برق! کنعانیوں کا سپہ سالار سیسرا اس وقت اپنے لشکر کے ساتھ حروست شہر میں ٹھہرا ہوا ہے اور اگر وہ حروست شہر سے نکل کر بنی اسرائیل پر حملہ آور ہونے کے لیے پیش قدمی کرتا ہے تو اسے ان علاقوں کی طرف آنے کے لیے کوہستان تبور کے پاس سے گزرنا ہو گا۔ اور تم جانتے ہو برق کہ کوہستان تبور[1] اسرائیلی حدود کے اندر ہے۔ اور اس کے

---

[1] کوہستان تبور اور اس کے ساتھ قیشون نام کی ندی سے متعلق تفصیلات توریت سے حاصل کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ برق اور سیسرا کی اس جنگ کا بھی توریت کے اندر تفصیل کے ساتھ ذکر ملتا ہے۔

سامنے دشمن کے علاقے کی طرف ایک وسیع میدان ہے، اور اس میدان کے ایک طرف طویل کوہستانی سلسلہ ہے اور دوسری طرف قیشون نام کی وہ ندی جس کے اندر ہمہ وقت انسان کو بہالے جانے والا پانی بہتا ہے۔

اے برق اب تم ایسا کرنا کہ دو ایک روز تک تم اپنے لشکر کے ساتھ یہاں سے کوچ کر و پھر کوہستان تبور سے متصل اپنے لشکر کے ساتھ خیمہ زن ہو جاؤ۔ اور اپنے لشکر کا پڑاؤ تم کوہستان تبور کے اوپر رکھنا۔ اور کوہستان تبور کے سامنے جو کھلا میدان ہے وہی میدان میدان جنگ بنے گا اس میدان کے ایک طرف توندی ہے جس کے پار سیسرا کے لشکریوں کے جانے کو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اور اس میدان کے دوسری طرف ایک لمبا کوہستانی سلسلہ ہے۔ پس تم ایک ہزار اچھے تیرانداز مجھے دے دینا میں ان تیراندازوں کے ساتھ اس کوہستانی سلسلے پر گھات لگا کر بیٹھ جاؤں گا۔ میں لوہے کی رتھوں کو تباہ و برباد اور ان کے اندر سوار سیسرا کے لشکروں کو تیروں سے چھلنی کر کے رکھ دوں گا اور یوں اے برق میں تمہاری فتح کو یقینی بنا کر رکھ دوں گا۔

برق نے ایک طرح سے حیرت اور شکوک بھری نگاہوں سے یوناف دیکھا اور پوچھا۔

اے ہمارے محسن! لوہے کی وہ رتھیں کیسے تباہ ہوں گی اور کس طرح میں سیسرا کی تباہی اور بربادی کا باعث بن جاؤں گا اس پر یوناف نے اُسے سمجھانے کے انداز میں کہا۔ تو یہ نہ پوچھ کہ یہ کام کیسے ہوگا۔ بس تو یہ یقین رکھ کہ یہ کام میں تیرے لئے کر دوں گا۔ اس بار برق نے دبورہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا! اے محترم خاتون! تم بھی ہمارے ساتھ چلو تم کوہستان تبور پر پڑاؤ کے اندر رہنا۔ تمہارے وہاں ہونے سے ہمارے لشکر میں نہ صرف برکت ہوگی بلکہ بنی اسرائیل کے لشکریوں کے حوصلے بھی بلند رہیں گے۔ پس اے خاتون تم بھی لشکر میں شامل ہو کر ہمارے ساتھ چلو۔ دبورہ نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ ہاں میں ضرور لشکر کے ساتھ چلوں گی۔ اب تم جاؤ اور اپنے لشکر کے ساتھ پرسوں یہاں سے کوہستان تبور کی طرف جانے کی تیاریاں مکمل کر لو۔ اس کے ساتھ ہی برق وہاں سے اٹھ کر چلا گیا تھا

لہ توریت میں بھی اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ برق نے دبورہ کو لشکر کے ساتھ چلنے کی التماس کی تھی۔

اس کے جانے کے بعد یوناف نے دبورہ کی طرف دیکھا اور کہا۔

اے خاتم! میں اب جاتا ہوں۔ اور پرسوں میں بنی اسرائیل کے لشکر میں کوہستان تبور کی طرف روانہ ہونگا۔ دبورہ نے استفہامیہ انداز میں اس کی طرف دیکھا اور پوچھا! تم کہاں جاؤ گے کس جگہ قیام کرو گے اور کہاں سے نکل کر تم ہمارے لشکر میں شامل ہو جاؤ گے۔ یوناف بولا۔ اے خاتون میں بیت ایل کی کسی سرائے میں قیام کروں گا اور وہیں سے نکل کر میں بنی اسرائیل کے لشکر میں شامل ہو جاؤں گا۔ دبورہ نے انتہائی ہمدردی اور نرمی میں کہا اے ہمارے ہمدرد بھائی۔ اب تم بنی اسرائیل کے محسن اور مربی ہو۔ لہذا ہم کیسے پسند کریں گے کہ بنی اسرائیل کا محسن ہمارے گھروں کے بجائے بیت ایل کی کسی سرائے میں قیام کرے۔ سوائے میرے بھائی! تمہارا قیام ہمارے گھر میں ہوگا۔ اور یہیں سے میرے ساتھ نکل کر تم بنی اسرائیل کے لشکر میں کوہستان تبور کی طرف کوچ کرو گے۔ اب تم میرے شوہر کے ساتھ اسی دیوان خانے میں بیٹھو جبکہ میں تمہارے مکان کا بندوبست کرتی ہوں اس کے ساتھ ہی دبورہ اٹھ کر دیوان خانے سے چلی گئی تھی جب کہ دبورہ کا شوہر لیفیدوت اور یوناف آپس میں باتیں کرنے لگے تھے۔

لہ جر قینی نام کا یہ شخص موسیٰ کے سالے حباب کی نسل سے تھا۔ اور اس کی بیوی یاعیل ایک نیک ولی اور بنی اسرائیل کی وفادار خاتون تھی (ماخوذ از توریت باب قضاۃ)۔

تیسرے روز بنی اسرائیل کے سالار برق نے اپنے لشکر کے ساتھ کوچ کیا یوناف اور بنی اسرائیل کی قاضی خاتون دبورہ بھی اس کے لشکر میں شامل ہے۔ آخر برق نے اپنے لشکر کے ساتھ تیزی سے پیش قدمی کی اور کوہستان تبور کے اوپر جا کر اس نے اپنا پڑاؤ لگایا اس دوران ایک شخص نے بنی اسرائیل کے ساتھ غداری کی۔ اس شخص کا نام حبر قینی تھا اور یہ شخص کوہستان تبور کے قریب ایک بستی میں رہتا تھا۔ کنعانیوں کے سپہ سالار سیسرا کے ساتھ اس حبر قینی کے تعلقات تھے۔ اور یہ سیسرا کو بنی اسرائیل کی خبریں پہنچایا کرتا تھا۔ اس کے علاوہ کنعانی سپہ سالار سیسرا کا حبر قینی کے ہاں آنا جانا بھی تھا حبر قینی کی بیوی یاعیل۔ بنی اسرائیل کے ساتھ اپنے شوہر حبر قینی کی غداری اور جاسوسی کو ناپسند کرتی تھی۔ لیکن وہ بچاری مجبور تھی۔ اپنے شوہر کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھا سکتی تھی۔ اس لیے خاموشی کے ساتھ حبر قینی کے ساتھ گزر بسر کر رہی تھی۔

پس حبر قینی نے فوراً کنعانی سپہ سالار سیسرا کو حروست شہر جا کر خبر کر دی کہ بنی اسرائیل کا لشکر کنعانیوں کے خلاف اس سے پہلے ہی حرکت میں آ گیا ہے اور یہ کہ بنی اسرائیل کا سردار برق اپنے لشکر کے ساتھ کوہستان تبور تک آ پہنچا ہے اور وہاں اس نے پڑاؤ کر لیا۔ یہ خبر پا کر سیسرا بڑا برافروختہ ہوا۔ اس نے فوراً حروست شہر سے اپنے لشکر کو کوچ کا حکم دیا۔ اور برق رفتاری کے ساتھ وہ پیش قدمی کرتا ہوا برق کے سامنے کوہستان تبور کے متصل میدانوں میں نمودار ہوا اور وہاں وہ اپنے لشکر کے ساتھ خیمہ زن ہو گیا تھا۔

دوسرے روز کنعانیوں کے سپہ سالار سیسرا نے اپنے لشکر کی صفیں درست کرنا شروع کیں اور جنگ پر آمادہ ہوا۔ دوسری طرف برق بھی یوناف کے اشاروں اور اس کی ہدایات پر عمل کر رہا تھا۔ اپنے لشکر کے ساتھ وہ کوہستان تبور سے اترا اور سیسرا کے سامنے اس نے اپنے لشکر کو صف آرا کیا۔ اپنے لشکر کا پڑاؤ اس نے کوہستان تبور کے اوپر ہی رہنے دیا تھا جب کہ یوناف بنی اسرائیل کے ایک ہزار بے خطا تیر اندازوں کے ساتھ میدان جنگ کے بائیں طرف کے کوہستانی سلسلے کے اوپر گھات میں بیٹھ گیا تھا۔ کنعانیوں کے سپہ سالار سیسرا نے حملے کی ابتداء کی۔ اپنے لشکر کے آگے آگے اس نے لوہے کی نو سو رتھوں کو رکھا۔ ان رتھوں کو عمدہ قسم کے طاقتور گھوڑے کھینچ رہے تھے اور ان رتھوں کے اندر بہترین تیر انداز اور تیغ زن سوار کیے گئے تھے۔ اور لوہے کی ان نو سو رتھوں کے پیچھے پیچھے سیسرا نے اپنے لشکر کو آگے بڑھایا تھا۔ دوسری طرف برق نے بھی اپنے لشکر کو آگے بڑھایا تھا لیکن اس کے آگے بڑھنے کی رفتار سست اور نہ ہونے کے برابر تھی۔ اور ایسا وہ یوناف کے کہنے پر کر رہا تھا۔

کنعانیوں کے سپہ سالار کی نو سو لوہے کی رتھیں۔ ابھی تھوڑا سا فاصلہ ہی آگے بڑھی تھیں کہ یوناف حرکت میں آیا اور اس نے چٹان نما بڑے بڑے پتھر اٹھا کر سیسرا کی لوہے کی رتھوں پر پھینکنا شروع کر دیئے تھے۔ یوناف کی طرف سے بڑے بڑے ان پتھروں کی بارش کے باعث سیسرا کے لشکر کی کئی رتھیں ٹوٹ پھوٹ گئیں۔ رتھوں کے گھوڑے بدک کر رتھوں سے علیحدہ ہو گئے اور ان کے اندر سوار تیغ زن اور تیر انداز اپنی جانیں بچانے کی خاطر ادھر ادھر بھاگنے لگے تھے۔ جب کہ ان بھاگتے کنعانیوں پر یوناف نے بنی اسرائیل کے تیر اندازوں کو تیر اندازی کا حکم دے دیا تھا۔ یوناف کے حکم پر جب بنی اسرائیل کے ایک ہزار تیر اندازوں نے لوہے کی رتھوں سے گر کر ادھر ادھر بھاگتے ہوئے کنعانیوں پر تیر انداز کر کے انہیں اپنے تیروں سے چھلنی کرنا شروع کیا تو میدان جنگ کے اندر ایک شور اور واویلا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اور میدان جنگ کے اندر افراتفری کا سا عالم برپا ہو گیا تھا۔

اس افراتفری میں یوناف کی طرف سے برستے ہوئے بڑے بڑے پتھر اور تیر اور زیادہ اضافہ کر رہے تھے۔ لوہے کی رتھیں جو ابھی تک آگے بڑھ رہی تھیں۔ ان کے سواروں اور ہانکنے والوں نے جب دیکھا کہ ان کے آگے ان کے لشکر کی رتھیں بڑے بڑے پتھروں کے باعث مکمل طور پر ناکارہ اور برباد ہو گئی ہیں تو انہوں نے بدحواسی کے عالم میں اپنی رتھوں کو واپس موڑھ لیا تھا۔ اور بدحواسی وافراتفری کے ان ہی لمحوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بنی اسرائیل کے سپہ سالار برق نے اپنے لشکر کے ساتھ کنعانیوں پر حملہ کر دیا تھا۔ اب ایک تو اچانک بنی اسرائیل کے حملہ کا خوف دوسرے بائیں طرف سے برستے بڑے

بڑے پتھروں کے طوفان نے کنعانیوں کو ہلا کر رکھ دیا تھا اور سب سے بڑا نقصان کنعانیوں کو یہ ہوا کہ ان کی واپس لوٹتی ہوئی رتھوں کے گھوڑے برستے پتھروں اور تیروں سے ایسے بدکے کہ لوہے کی رتھیں اپنے ہی لشکریوں کو روندتی ہوئی نکل گئی تھیں۔

بنی اسرائیل کے اس اچانک حملے اور اپنی رتھوں کے واپس لوٹنے کے باعث کنعانی جم کر مقابلہ نہ کر سکے تھے اور بنی اسرائیل نے آگے بڑھ کر ان کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔ اب ایک طرح سے کنعانی لشکر پر بنی اسرائیل کا رعب طاری ہو گیا تھا اور وہ اپنی جانیں بچانے کی خاطر جنگ سے منہ موڑنے لگے تھے۔ لیکن بنی اسرائیل کے لشکر نے ایک طرح سے کنعانیوں کو گھیر لیا اور ان کے خون سے اس کوہستانی میدان کو انہوں نے رنگین بنانا شروع کر دیا تھا۔ کنعانیوں کے سپہ سالار سیسرا نے جب دیکھا کہ میدان جنگ میں اس کے لشکر کا اب صرف تھوڑا سا حصہ ہی بچا ہے اور اس کے لشکری زیادہ تر میدان جنگ میں قتل ہو چکے ہیں تو وہ اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر بھاگ کھڑا ہوا تھا۔ بنی اسرائیل کے سالار برق نے بھی یوں جان بچانے کی خاطر سیسرا کو بھاگتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ لہٰذا اس نے اس کے تعاقب میں اپنے گھوڑے کو لگا دیا تھا۔

کنعانیوں کے لشکر کو مکمل طور پر شکست ہوئی۔ ان کی اکثریت کو تہ تیغ کر دیا گیا جب کہ بہت تھوڑے لشکری اپنی جانیں بچا کر بھاگنے میں کامیاب ہو سکے تھے۔ کنعانیوں کے سپہ سالار سیسرا نے میدان جنگ سے بھاگنے کے بعد بنی اسرائیل کے اندر اپنے جاسوس اور اپنے حمایتی حبر قینی کی بستی کا رخ کیا تھا۔ بستی سے باہر ہی وہ اپنے گھوڑے سے اتر گیا۔ گھوڑے کو مار کر اس نے بھگا دیا۔ اور خود وہ فصلوں میں چھپتا چھپاتا بستی کی طرف بڑھا تھا۔ ایسا اس نے اس احتیاط کے تحت کیا تھا کہ بنی اسرائیل کے سپہ سالار برق جو اس کے تعاقب میں تھا۔ وہ اسے تلاش کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ سیسرا چھپتا چھپاتا بستی میں داخل ہوا اور پھر وہ حبر قینی کے مکان کے سامنے نمودار ہوا۔ حبر قینی اس وقت گھر پر نہ تھا۔ وہ بنی اسرائیل کے پڑاؤ میں کوہستان تبور پر تھا تاکہ بنی اسرائیل میں سے کوئی اس پر یہ شک نہ کرے کہ وہ کنعانیوں کے سپہ سالار سیسرا کا جاسوس اور مخبر ہے۔ سیسرا جب حبر قینی کے مکان کے قریب آیا تو اس نے دیکھا حبر قینی کی بیوی یاعیل اپنے گھر کے باہر کھڑی ہوئی تھی۔

لہ توریت بھی تصدیق کرتی ہے کہ سیسرا بھاگا اور برق نے اس کا تعاقب کیا۔

یاعیل بھی سیسرا کو خوب جانتی اور پہچانتی تھی۔ سیسرا اس کے قریب آیا اور بڑی نرمی سے اس نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا: "اے یاعیل! میرے دشمن اس وقت میرے تعاقب میں ہیں کیا تو مجھے اپنے گھر میں پناہ نہ دے گی تاوقتیکہ مجھ پر منڈلاتے خطرات ٹل جائیں اور میرا تعاقب کرنے والے میرے دشمن میری تلاش میں میرے ملنے سے مایوس ہو کر واپس لوٹ جائیں۔ اے یاعیل تو میرے دوست اور میرے دستِ راست حبر قینی کی بیوی ہے۔ لہٰذا تم سے بہتری اور جانبدارانہ رویے اور عمدہ سلوک کی امید ہے۔" سیسرا کے خاموش ہونے پر یاعیل نے بڑی ہمدردی اور نرمی کے ساتھ کہا: "اے سیسرا! تو میرے ساتھ اس قدر عاجزی اور انکساری کے ساتھ کیوں گفتگو کرتا ہے۔ میرے شوہر حبر قینی پر تیرے بڑے احسان ہیں اور تو ہمارا محسن ہے۔ پس میں کیوں اپنے محسن کو اپنے گھر میں پناہ نہ دوں گی۔ تم میرے گھر کے اندر آ جاؤ اور میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ یہاں اس گھر میں تمہیں کوئی بھی تلاش کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے گا۔" پس جب سیسرا یاعیل کے کہنے پر اس کے گھر میں داخل ہوا تو یاعیل نے اسے کہا۔

"اے سیسرا تو ایسا کر کہ ہمارے گھر ایک مسہری پر لیٹ جا اور تیرے اوپر میں کمبل ڈال دیتی ہوں اور ایسا کرنے کے بعد میں گھر کے دروازے پر جا کھڑی ہوتی ہوں۔ اگر کوئی تیرا تعاقب میں اس طرف آیا اور اس نے مجھ سے تیرا پوچھا تو میں اس سے کہہ دوں گی کہ اس گھر میں کوئی مرد داخل نہیں ہوا۔" یاعیل کے اس جواب پر سیسرا بڑا خوش ہوا۔ اور اپنی خواہشات و توقعات بڑھاتے ہوئے اس نے کہا: "اے یاعیل تیرے اس مہربانہ اور ہمدردانہ رویے کا بے حد شکریہ پر مجھے تو بھوک بھی لگی ہوئی ہے۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ
یاعیل نے فوراً سیسرا کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ تم اپنی پناہ کے ساتھ اپنی بھوک سے متعلق اس قدر فکر مند کیوں ہوتے ہو۔ تم مسہری پر کمبل اوڑھ کر لیٹ جاؤ اور میں تمہارے لیے دودھ گرم کرتی ہوں۔ سیسرا نے یاعیل کے اس مشورے کی تائید کی۔ وہ ایک مسہری پر لیٹ گیا اور یاعیل نے اس کے اوپر کمبل ڈال دیا۔ پھر وہ اس کے لیے دودھ گرم کرنے لگی تھی۔

تھوڑی دیر بعد یاعیل نے سیسرا کو دودھ پلایا۔ پھر دوبارہ اس پر کمبل ڈالنے کے بعد

لہ سیسرا کا یاعیل کے ہاں پناہ لینے اور یاعیل کے اس کے ہاتھوں مارے جانے کے سارے توریت سے حاصل کیے گئے ہیں۔

اس نے کہا تم یہیں پہلے کی طرح لیٹ جاؤ اور میں گھر کے دروازے پر جا کر کھڑی ہوتی ہوں۔ تاکہ اگر کوئی تیری تلاش میں اس طرف آئے تو میں اسے ٹال دوں۔ پھر جب میرا شوہر گھر لوٹ آئے گا تو تم رات کے وقت اس کے ساتھ یہاں سے نکل جانا۔ پس سیبرا کے اوپر کمبل ڈالنے کے بعد یاعیل نے ایک موٹی میخ اپنے گھر سے لی۔ ویسے پاؤں وہ سیبرا پر اس نے اندر سے ایک ہتھوڑا لیا دونوں چیزیں لیکر وہ بڑی رازداری کے ساتھ۔ اس مسہری کے پاس آئی جس پر وہ لیٹا ہوا تھا اور میخ اس کی کنپٹی پر رکھ کر ایسی ٹھونکی کہ وہ سیبرا کے سر میں پار ہو گئی تھی۔

کنپٹی میں میخ گھس جانے کے باعث سیبرا تڑپ تڑپ کر مر گیا تھا۔ یاعیل نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ہتھوڑا ایک طرف پھینکا۔ سیبرا کی لاش کی طرف منہ کر کے ایک بار حقارت کے ساتھ اس نے تھوکا۔ پھر اس نے اپنے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ میرا شوہر حبر قینی بنی اسرائیل کے خلاف سیبرا کے لیے جاسوسی کرتا رہا۔ سو آج میں نے سیبرا کا کام تمام کر کے اپنے شوہر کی غلطیوں اور کوتاہیوں کا خمیازہ ادا کر دیا ہے۔ پھر یاعیل نے سیبرا کی لاش کو وہیں مسہری پر پڑا رہنے دیا۔ اور اپنے مکان سے باہر آ کر کھڑی ہو گئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد بنی اسرائیل کا سپہ سالار بھی سیبرا کو تلاش کرتا ہوا اس طرف آ نکلا وہ اپنے گھوڑے پر سوار تھا اور اس کے ساتھ اس کے کچھ لشکری بھی تھے۔ یاعیل کے قریب آ کر برق نے اپنے گھوڑے کو روکا اور اپنے گھوڑے پر بیٹھے ہی بیٹھے اس نے یاعیل کو مخاطب کر کے پوچھا۔

اے خاتون! کیا تو نے کسی کنعانی کو بھاگ کر اس طرف آتے نہیں دیکھا۔ وہ کنعانی پورے بنی اسرائیل کا ایک خطرناک دشمن ہے۔ اے خاتون تمہیں اگر اس کی کوئی خبر ہو تو بتاؤ۔ یاعیل نے ایک بار غور سے برق کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ کیا تم اس بنی اسرائیل کے لشکر میں شامل ہو جو کنعانیوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے اس طرف آیا ہے۔ برق نے کہا۔ "ہاں میں اس لشکر میں شامل ہوں۔ یاعیل نے پھر پوچھا" بنی اسرائیل اور کنعانیوں کی اس جنگ کا کیا ہوا۔ برق نے کہا۔ ہم غالب اور کنعانی مغلوب رہے۔ خداوند نے ہمیں غیر متوقع طور پر فتح مند کر دیا ہے۔ اور جو لوگ خداوند کے راستوں کی پیروی کرتے ہیں خداوند انہیں ایسے ہی نوازتے ہیں۔ یاعیل نے خبر پر خوشی کا اظہار کیا اور

برق کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

اے سوار! کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ تم کون ہو۔ اس سے پھر برق نے کہا۔ اے خاتون! میں بنی اسرائیل کے لشکر کا سپہ سالار برق ہوں۔ جب کنعانیوں کو شکست ہوئی تو ان کا سپہ سالار دوران جنگ سے بھاگ نکلا۔ میں بھی اس کے تعاقب میں نکلا۔ اس بستی سے باہر کھیتوں کے قریب وہ اچانک میری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ اور اب میں اسے ہی تلاش کرتا ہوا اس طرف آیا ہوں۔ اے خاتون مگر تم اس سے متعلق کچھ جانتی ہو تو کہو۔ یاعیل نے دبی دبی مسکراہٹ میں پوچھا کیا کنعانیوں کے سپہ سالار کا نام سیبرا تھا۔ برق اپنے گھوڑے سے اتر پڑا اور کہا، ہاں اس کا نام سیبرا ہے۔ اس یاعیل نے کہا ہے نہیں تھا اس لیے کہ میں نے اسے قتل کر دیا ہے اب وہ ہست نیست ہے اور میرے گھر کے اندر ایک مسہری پر اس کی لاش پڑی ہے۔ تم لوگ ایسا کرو کہ اس کی لاش اٹھا کر لے جاؤ اور سنو میں تمہیں بنی اسرائیل کی فتح پر مبارکباد بھی دیتی ہوں۔

برق نے تیزی سے یاعیل کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اے یاعیل اس فتح پر میں تمہاری مبارکباد قبول کرتا ہوں۔ پھر تم پہلے مجھے یہ تو بتاؤ کہ سیبرا کی لاش کہاں پڑی ہے۔ اس پر یاعیل نے کہا اے برق! میرے ساتھ آؤ۔ پھر میں تمہیں بتاتی ہوں۔ برق فوراً یاعیل کے ساتھ ہو لیا اس کے کچھ لشکر کل نے اپنے گھوڑوں سے اتر کر اس کے ساتھ ہو لیے تھے۔ یاعیل مسہری کے قریب گئی اور کمبل ہٹاتے ہوئے اس نے کہا "یہ رہا کنعانی سپہ سالار سیبرا۔ اس کی لاش کو اب آپ لوگ اٹھا کر لے جا سکتے ہیں۔ اس نے یہاں میرے گھر میں پناہ لی اور جب اس کی گفتگو سے مجھے علم ہوا یہ کنعانیوں کا سپہ سالار اور بنی اسرائیل کا دشمن سیبرا ہے میں نے اسے دودھ پلا کر یہاں کمبل کے نیچے چھپا دیا۔ اور دودھ پی کر جب اس پر نیند کا کچھ غلبہ ہوا تو میں نے اس کی کنپٹی میں میخ ٹھونک کر اس کا خاتمہ کر دیا میں نے بنی اسرائیل کے دشمن سے انتقام لیا ہے اب تم اس کی لاش اٹھا کر لے جاؤ۔

برق نے سیبرا کی لاش کو دیکھا اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اس نے کہا اے یاعیل یہ واقعی سیبرا ہے تو نے اسے قتل کر کے واقعی اسرائیلی ہونے کا حق ادا کر دیا ہے۔ قسم خداوند کی تو صحیح معنوں میں مبارکباد کی مستحق ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کے سب سے بڑے دشمن کا خاتمہ کر دیا ہے اور یاعیل بنی اسرائیل تیرے ممنون رہیں گے کہ تو نے بنی اسرائیل کے سب

Uploaded By Muhammad Nadeem

سے بڑے دشمن سیسیرا کی یہ حالت کی کہ اس کی کنپٹی میں میخ ٹھونک کر اس کا خاتمہ کر دیا۔ اے یاعیل! اب میں سیسیرا کی لاش یہاں سے لے جاتا ہوں تاکہ بنی اسرائیل کو خبر ہو کہ ان کا سب سے بڑا دشمن مارا گیا ہے۔ اس کے ساتھ برق کے حکم پر اس کے لشکریوں نے سیسیرا کی لاش کو اٹھا لیا۔ اور وہ اسے یاعیل کے مکان سے باہر لے گئے تھے۔

○

○

جب کنعانیوں کو مکمل طور پر شکست ہو گئی اور ان کے لشکر کو مکمل طور پر کچلا جا چکا تب یوناف ایک ہزار اسرائیلی تیر اندازوں کے ساتھ میدان جنگ کے بائیں جانب کے کوہسار سے اتر کر کوہستان تبور کے اوپر اس جگہ آیا جہاں بنی اسرائیل کا پڑاؤ تھا۔ جب وہ پڑاؤ میں داخل ہوا تو دبورہ نے وہاں اس کا پر جوش خیر مقدم کیا۔ وہ اسے اپنے خیمے میں لے گئی اور اسے اپنے پاس بٹھاتے ہوئے اس نے ممنونیت اور احسان مندی میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا۔ اے یوناف میرے بھائی! اے بنی اسرائیل کے محسن و مربی! کنعانیوں کے مقابلے میں بنی اسرائیل کو یہ فتح مندی صرف تیری وجہ سے ہی نصیب ہوئی ہے تو نے کیا خوب بڑے بڑے پتھر برسا کر کنعانیوں کی لوہے کی رتھوں کو بیکار اور برباد کر کے رکھ دیا۔ تو نے دشمن کے اندر ایک ہلچل اور افراتفری برپا کر دی۔ اے یوناف! میری خواہش ہے کہ تو بنی اسرائیل کے اندر ہی رہے۔ اس طرح مجھے امید ہے کہ بنی اسرائیل اپنے دشمنوں کے شر سے محفوظ رہ سکیں گے۔ اے یوناف کیا ایسا ممکن ہے کہ تو ہمارے ہی پاس رہے۔

یوناف جواب میں کچھ کہنے ہی والا تھا کہ برق خیمے میں داخل ہوا اور یوناف کے قریب بیٹھتے ہوئے اس نے کہا۔ کنعانیوں کا سپہ سالار سیسیرا میدان جنگ سے بھاگ گیا تھا میں نے اس کا تعاقب کیا۔ اس نے بنی اسرائیل کی ایک عورت کے گھر میں پناہ لی تھی اور اس عورت نے اسے بنی اسرائیل دشمن جانتے ہوئے اسے ہلاک کر دیا۔ میں اس کی لاش کو وہاں سے اٹھا لایا اور بنی اسرائیل کے سارے لشکریوں کو دکھاتے ہوئے میں نے اس کی لاش کو رزم گاہ میں دیگر کنعانیوں کی لاشوں کے اندر پھنکوا دیا ہے۔ تاکہ دیکھنے والوں کو عبرت ہو کہ خداوند نے بنی اسرائیل کے دشمنوں کا کیا حشر کیا۔ اور اے یوناف میں سمجھتا ہوں ہماری اس شاندار فتح کی وجہ اور باعث تم ہو۔ اگر تم بڑے بڑے پتھر پھینک پھینک

کر کنعانیوں کی رتھوں کو تباہ و برباد نہ کر دیتے تو ہم کسی بھی صورت ان پر غالب نہ آ سکتے تھے اے یوناف! میرے پاس الفاظ نہیں جنہیں میں استعمال کر کے تیرے شکریے کا حق ادا کر سکوں۔ کاش ایسا ہو کہ تو ہمارے اندر ہی رہ جائے اور بنی اسرائیل کے لشکر کا سپہ سالار بننا قبول کر لے۔

برق ذرا رک کر پھر کہہ رہا تھا۔ اے یوناف گو ہم نے کنعانی کو شکست دے کر ان سے بنی اسرائیل کو محفوظ کر دیا ہے۔ پھر ابھی تو قوتیں اور بھی ایسی ہیں جن سے بنی اسرائیل کو خطرہ ہے اور وہ کسی بھی وقت بنی اسرائیل کیلئے بہت بڑا خطرہ بن کر نمودار ہو سکتے ہیں۔ اور اے یوناف یہ دو قوتیں مصریانی اور عمالیقی ہیں۔ یہ دونوں قومیں آپس میں متحد ہو کر دن بدن اپنی قوت میں اضافہ کرتی جا رہی تھیں اور یہ دونوں ہی بنی اسرائیل کی بدترین دشمن ہیں۔ اور اے یوناف! مجھے یہ بھی خدشہ ہے کہ آنے والے دنوں میں یہ مصریانی اور عمالیقی ضرور بنی اسرائیل کو اپنا ہدف بنائیں گے اور بنی اسرائیل پر غلبہ حاصل کر کے یہ دونوں قومیں ضرور بنی اسرائیل کو غلام بنانے کی کوشش کریں گی جس طرح مصر کے اندر بنی اسرائیل کو مجبور و بے بس کر کے غلام بنا لیا گیا تھا۔ پس اے یوناف! میری تم سے گزارش ہے کہ ان حالات اور خدشات کے باعث تم بنی اسرائیل کے اندر ہی رہ جاؤ۔

برق کے خاموش ہوتے ہی دبورہ نے کہا: اے برق! تمہارے آنے سے قبل میں بھی یوناف سے یہی التماس کر رہی تھی کہ وہ بنی اسرائیل کے اندر ہی رہ جاتے۔ ان کی موجودگی سے بنی اسرائیل اپنے اندر ایک نئی قوت اور حرارت محسوس کریں گے اور وہ اپنے بڑے سے بڑے دشمن پر بھی قابو پانے میں کامیاب رہیں گے۔ دبورہ جب خاموش ہوئی تب یوناف نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے خاتون! میں تمہاری اور برق کی اس پیش کش کے شکر گزار ہوں۔ پھر نیکی کے ایک نمائندے اور خیر کے ایک ادنیٰ کارکن کی حیثیت سے میں ایک جگہ جم کر نہیں رہ سکتا۔ بدی کے استحصال اور نیکی کی فراوانی کے لیے مجھے ضرورت کے وقت ہر جگہ جانا پڑتا ہے تاہم تمہارے ساتھ وعدہ کرتا کہ میں آنے والے چند یوم تمہارے ساتھ رہوں گا اور اگر تم لوگوں کو کسی قوم سے خطرہ ہوا تو میں ضرور تمہاری حمایت پر

اُٹھ کھڑا ہوں گا۔ یوناف کے اس جواب سے دبورہ اور برق مطمئن ہو گئے پھر وہ اپنے لشکر کے ساتھ کوہستان تبور سے کوچ کر گئے تھے۔ یوناف بھی ان کے ساتھ بیت ایل کی طرف چلا گیا تھا۔

متھلا سے اجودھیا واپس آنے کے کچھ دن بعد اجودھیا کے راجہ دھسرت نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ اپنے بڑے بیٹے رام کو اپنی ریاست کا راجہ بنانے کے بعد خود تخت سے دستبردار ہو جائے گا اس مقصد کے لیے اس نے اپنے گروہ ورشسٹ کو طلب کیا اور ساتھ ہی اس نے اپنے منتریوں اور ریاست کے دیگر ارکان کو بھی صلاح مشورہ کے لیے اپنے راج محل میں بلایا۔ جب سب لوگ راج محل میں جمع ہو گئے تب راجہ دھسرت نے ان پر یہ انکشاف کیا کہ اب وہ راج پاٹ سے دستبردار ہو کر اپنے بڑے بیٹے رام کو اجودھیا کی ریاست کا راجہ بنانا چاہتا ہے۔ اس پر وہاں موجود سارے ہی لوگوں نے نہ صرف یہ کہ راجہ کے اس ارادے سے اتفاق کیا بلکہ انہوں نے رام کے راجہ بنائے جانے کے فیصلے پر اپنی خوشی اور اطمینان کا اظہار کیا۔

پس یہ فیصلہ ہو جانے کے بعد راجہ دھسرت نے اپنی ریاست میں اعلان کرا دیا کہ وہ اپنے بیٹے رام کو ریاست کا راجہ بنانے کے بعد خود تخت سے دستبردار ہو رہا ہے۔ یہ خبر سنتے ہی اجودھیا شہر کے اندر خوشیاں منانے کا اہتمام شروع ہو گیا تھا۔ ان دنوں راجہ کا بیٹا بھرت اجودھیا سے باہر دور کی ایک مسافت پر اپنے ماموں کے ہاں گیا ہوا تھا اور شترگھن بھی اس کے ساتھ تھا لہٰذا یہ فیصلہ ان دونوں کی غیر موجودگی میں ہوا تھا۔ بہر حال لوگ رام کے راجہ بنائے جانے پر مطمئن تھے اور اس اعلان پر اپنی خوشیوں کا اظہار کر رہے تھے۔

ان ہی دنوں عزازیل اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس وقت عارب، بیوسا اور نبیطہ کے پاس آیا جب وہ صبح کا کھانا کھا کر ابھی فارغ ہی ہوئے تھے۔ عزازیل نے انہیں مخاطب کر کے کہا۔ ”اے میرے عزیزو! تم نے دیکھا ہم نے رام کو زیر کرنے کے لیے اور نیکی کی اس علامت کا خاتمہ کرنے کے لیے راکشس تیار کیے تھے ان میں ہمیں بری طرح ناکامی ہوئی ہے۔ اور ہماری اس ناکامی کا ذمہ دار یوناف ہے۔ کیونکہ رام نے یوناف کے ساتھ مل کر ان راکشسوں پر قابو پا لیا ہے۔ اس طرح سے اس معاملے میں یوناف کے باعث ہمیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ہے۔ پر ہم اپنی ناکامی کو تسلیم نہ کریں گے بلکہ رام کو تو ہم ایک اور الجھن میں ڈال کر رکھ دیں گے تاکہ نیکی کی بڑھوتی کو روکا جا سکے۔

عزازیل جب خاموش ہوا تب عارب نے پوچھا۔ اے آقا! ذرا تفصیل کے ساتھ کہیے کہ اس بار نیکی کے خاتمے کی خاطر آپ اس رام کو کس عذاب میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر عزازیل کے چہرے پر پر سکون سی ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر اس نے عارب کو مخاطب کر کے کہا اے عارب! تم ابھی اور اسی وقت اس مکان کی مالک منتھرا کے پاس جاؤ۔ تم جانتے ہو کہ منتھرا کے اجودھیا کے محل میں آنا جانا ہے اور دھسرت کی جو رانی کیکئی ہے۔ یہ منتھرا اس کیکئی کے خاندان کی پرانی خدمت گزار رہی ہے۔ یوں ایک طرح سے اس منتھرا کے رانی کیکئی کے میکے سے تعلق ہے۔ رانی کیکئی اسی ناطے سے اس منتھرا کی عزت اور مدد کرتی رہتی ہے۔ اور اسی تعلق سے اس منتھرا کا راج محل میں آنا جانا ہے۔

اے عارب میں تھوڑی دیر تک یہاں سے چلا جاؤں گا لیکن تمہارے آس پاس ہی رہ کر تمہارے اور اپنے ساتھیوں کے معاملات پر نگاہ رکھوں گا۔ تم ایسا کرو کہ ابھی اور اسی وقت بڑھیا منتھرا سے کہو اور اس بار رام کو ایک اذیت میں ڈالنے کا کام اسی بوڑھی منتھرا سے لو۔ اور وہ اس طرح کہ اس وقت راج محل اور شہر کے اندر خوشیاں منائی جا رہی ہیں۔ اس لیے کہ اجودھیا کے راجہ دھسرت نے اپنے گروہ وشسٹ اپنے منتریوں اور دیگر اراکین ریاست کے ساتھ صلاح مشورہ کرنے کے بعد اپنے بیٹے رام کو اس راج پاٹ کا وارث بنانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اور چند یوم تک وہ تخت سے دستبردار ہونے کے بعد اپنی جگہ رام کو اجودھیا کا راجہ بنا دے گا۔ پس یہ منتھرا اس وقت راج محل میں رانی کیکئی کے پاس جائے اور اسے کہے کہ یہ ناانصافی ہے کہ تم سے پوچھے اور صلاح مشورہ لیے بغیر رام کو اجودھیا کا راجہ بنایا جا رہا ہے۔

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ کیکئی کا بیٹا بھرت اور راجہ کا دوسرا بیٹا شترگھن اس وقت کیکئی کے بھائی کے پاس گئے ہوئے ہیں۔ لہٰذا یہ منتھرا کیکئی سے یہ بھی کہے کہ راجہ نے یہ کیا ناانصافی کی ہے کہ رام راجہ بنانے میں راجہ دھسرت نے اپنی کسی رانی سے صلاح مشورہ نہ کیا اور پھر یہ کہ اتنا بڑا فیصلہ کرنے اس قدر جلدی کیا تھا۔ کم از کم بھرت اور شترگھن کی واپسی کا تو انتظار کر لیا

جاتا اور پھر یہ بوڑھی منتھرا رانی کیکئی کو اس بات پر آمادہ کرے اور وہ راجہ دھسرت پر زور دے کہ رام کی جگہ اس کے بیٹے بھرت کو اجودھیا کا راجہ ہونا چاہئے۔ اور اس مقصد کے لیے وہ ایسا کرے کہ اپنے زیورات اور قیمتی کپڑے اپنے کمرے میں فرش پر پھینک دے اور اپنے دکھ اور سوگ کا اظہار کرنے کے لیے فرش پر لیٹ رہے۔ راجہ جب اسے اس حالت میں دیکھے گا تو اس سے اس حالت کی وجہ پوچھیگا۔

تب کیکئی دھسرت کو اس بات پر آمادہ کرے کہ رام کی جگہ بھرت کو اجودھیا کا راجہ ہونا چاہئے اور رام کو حکم دے دیا جائے کہ وہ اپنی بیوی سیتا کے ساتھ جنگلوں میں چلا جائے اور بنواس کاٹے تاکہ اس کی غیر موجودگی میں بھرت راج پاٹ کا کام بہتر طور پر چلا سکے راجہ دھسرت کیکئی کی یہ بات مان بھی جائے گا۔ اس لیے کہ وہ اپنی رانیوں میں سب سے زیادہ کیکئی سے محبت کرتا ہے عزازیل کی اس گفتگو پر عارب بے حد خوش ہوا اور اس نے عزازیل کو مخاطب کر کے کہا۔ اے آقا اس میں آپ کی اس نئی ترکیب سے بے حد خوش ہوا ہوں۔ میں یوسا اور نبیطہ ابھی اور اسی وقت بوڑھی منتھرا کی طرف جاتے ہیں اور جو کچھ آپ نے کہا ہے اسے اس پر آمادہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس پر عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے چلا گیا۔ جب کہ عارب یوسا اور نبیطہ بھی اٹھ کر مکان کے اس کمرے کی طرف چل دیئے تھے جس میں بوڑھی منتھرا رہتی تھی۔

عارب، یوسا اور نبیطہ تینوں منتھرا کے کمرے میں داخل ہوئے۔ انہوں نے دیکھا کہ بوڑھی منتھرا اس وقت صبح کا کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھو رہی تھی ان تینوں کو دیکھتے ہی منتھرا نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔ تم تینوں آج صبح ہی صبح کیسے میرے کمرے میں آن گھسے ہو۔ عارب — یوسا اور نبیطہ تینوں اس کے سامنے بیٹھ گئے پھر عارب نے گفتگو کی ابتدا کرتے ہوئے کہا۔ اے منتھرا ہم تینوں تم سے ایک اہم بات کہنے آئے ہیں اور وہ بات ایسی ہے کہ جس میں دھسرت کی رانی کیکئی کی بہتری ہے۔ اور تم سے یہ بات ہم اس لیے کہنے آئے ہیں کہ رانی کیکئی کے میکے سے تمہارا تعلق رہا ہے اور یہ کہ رانی کیکئی کے پاس راج محل میں تمہارا آنا جانا ہے اور وہ تمہاری مدد بھی کرتی ہے لہٰذا ہم نے سوچا کہ وہ اہم بات تمہارے توسل سے رانی کیکئی تک پہنچا دی جائے تاکہ رانی کیکئی کی بہتری اور فلاح ہو۔ اس پر اس بوڑھی منتھرا نے تجسس کے انداز

میں ان تینوں کی طرف رکھتے ہوئے پوچھا۔

رانی کیکئی کی بہتری سے متعلق تم تینوں نے کیا سوچا ہے۔ اور اس کے جواب میں عارب نے بوڑھا منتھرا سے وہ ساری باتیں کہہ دی تھیں جو عزازیل نے اس سے کہی تھیں۔ عارب کی گفتگو سننے کے بعد بوڑھی منتھرا فوراً عزازیل کی ہدایات کے مطابق عمل کرنے پر آمادہ ہو گئی۔ اپنی لاٹھی اس نے سنبھالی اور اپنی جگہ پر وہ کھڑی ہوتی ہوئی بولی۔ میں ابھی اور اسی وقت راج محل کی طرف جاتی ہوں اور رانی کیکئی سے اس سلسلے میں بات کرتی ہوں جب منتھرا باہر جانے لگی تو عارب اس کے سامنے آیا اور اسے چند سنہری سکے دینے کے بعد اس نے کہا۔ اے منتھرا جس کام کے لیے تم جا رہی ہو۔ اگر اس کام میں تم نے کامیابی حاصل کر لی تو ایسے ہی سنہری سکے میں تمہیں اور بھی دوں گا۔ منتھرا وہ سنہری سکے لے کر خوش ہو گئی۔ پھر وہ راج محل کی طرف جانے کے لیے اپنی لاٹھی زمین پر مارتی ہوئی وہاں سے نکل گئی جب کہ عارب، یوسا اور نبیطہ وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف جا رہے تھے۔

بوڑھی منتھرا جس وقت راج محل کی طرف جا رہی تھی تو اس نے دیکھا شہر کے اندر جشن کا سا سماں تھا اور کیا مرد کیا عورتیں رنگ برنگ کے کپڑے پہنے رام کے راجہ بنائے جانے پر خوشی کا اظہار کر رہے تھے راج محل سے باہر چند شوخ اور چنچل لڑکیاں بوڑھی منتھرا کے پاس آئیں اور ان میں سے ایک نے اس کی راہ روکتے ہوئے کہا۔ اے بوڑھی منتھرا اب آج کے بعد اس محل میں تیری کوئی عزت اور تیرا کوئی وقار نہ رہے گا اس لیے کہ راجہ دھسرت نے اپنے بیٹے رام کے راجہ ہونے کا اعلان کر دیا ہے اور اب تیری رانی کیکئی پرانی اور تو ایک قدیم داسی ہو کر رہ گئی ہے جب کہ محل کے اندر رام کی ماں کوشلیا ہی کا حکم اور راج چلا کرے گا اتنی طنزیہ آمیز بات کہنے کے بعد وہ لڑکی تو اپنی تو اپنی ساتھی لڑکیوں کے ساتھ آگے بڑھ گئی اور یہ گفتگو سننے کے بعد بوڑھی منتھرا کا چہرہ غصے میں سرخ ہو گیا تھا۔ بس اسی غضب کی حالت میں وہ اپنی لاٹھی بار بار زمین پر مارتی ہوئی راج محل کی طرف چل دی تھی۔

جب منتھرا راج محل کے اس حصے میں داخل ہوئی جہاں رانی کیکئی کی رہائش تھی تو اس نے دیکھا اس وقت رانی کیکئی وہاں اکیلی تھی۔ رانی نے بھی جب منتھرا کو غصے کی حالت میں بڑبڑاتے ہوئے اور بار بار اپنی لاٹھی فرش پر مارتے اپنی طرف آتے دیکھا تو اس نے مسکراتے ہوئے

اس نے منتھرا کو مخاطب کر کے پوچھا۔ اے منتھرا! کیا بات ہے کہ تم آپ ہی آپ غصے میں سانپ کی طرح پھنکار رہی ہو۔ اور بار بار اپنی لاٹھی زمین پر مار رہی ہو۔ کیا کوئی تمہاری ناراضگی کا باعث بنا ہے۔ اس پر منتھرا نے رانی کیکئی کے قریب آتے ہوئے کہا اے رانی! تو واقعی ٹھیک کہتی ہے میں واقعی اپنی قسمت کے ساتھ پھنکار رہی ہوں میں سمجھتی ہوں۔ اے رانی کہ میری اور تمہاری قسمت دونوں ہی ہم سے خفا اور ناراض ہیں۔ اس پر رانی کیکئی چونکی اپنی جگہ سے وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور تجسس و پریشانی ملے جلے جذبات میں اس نے منتھرا کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔" پر وہ کیسے؟

اس پر منتھرا اور زیادہ اس سے قریب ہوتی ہوئی بولی۔ سنو رانی! میں تمہیں ساری بات تفصیل سے بتاتی ہوں۔ اس وقت اجودھیا شہر میں خوشیوں کا سماں ہے۔ لوگ گلی کوچوں میں خوشیاں مناتے ہوئے پیلے کی طرح گھوم پھر رہے ہیں۔ اس لیے کہ راجہ نے اپنے گرو وشسٹھ اور منتریوں کے ساتھ مل کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ راجہ خود تخت سے دستبردار ہو جائے اور رام کو اجودھیا کا راجہ بنا دے۔ اس پر کیکئی نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔" اے منتھرا! یہ تو تو نے خوشی کی ایک خبر سنائی ہے۔ اس کے ساتھ کیکئی نے اپنے گلے میں لٹکا ہوا قیمتی ہار منتھرا کو دیتے ہوئے کہا۔ ایک اچھی خبر سنانے پر یہ تمہارا انعام ہے منتھرا۔ اب تم جاؤ کہ میں رام اور اپنی بہن کوشلیا کی طرف جاتی ہوں اور انہیں رام کے یوں راجہ بنائے جانے پر مبارک دیتی ہوں ہوں۔

کیکئی ابھی چند ہی قدم آگے بڑھی تھی کہ فوراً منتھرا کی طرف پلٹ پڑی۔ کیونکہ وہ قیمتی ہار جو اس نے منتھرا کو دیا تھا وہ قیمتی ہار منتھرا نے فرش پر دے مارا تھا اس پر کیکئی نے اپنی خفگی اور ناراضگی کے اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔ اے منتھرا! یہ تم نے کیا کیا۔ میں نے اس خوشی کے موقع پر یہ ہار تو تمہیں انعام میں دیا تھا۔ اور تم اسے فرش پر پھینک کر اپنے غصے کا اظہار کر رہی ہو! اس پر منتھرا نے نہایت عیاری اور چالاکی سے کام لیتے ہوئے اور بے حد غمگین صورت بناتے ہوئے۔ اے رانی! خفگی اور ناراضگی کا اظہار تو آپ مجھ سے کر رہی ہیں مجھ سے خفا ہونے کے بجائے آپ کو تو ان لوگوں سے ناراض ہونا چاہیے جو آپ کا حق مار رہے ہیں۔ اس پر کیکئی آگے بڑھی اور منتھرا کے قریب آکر اس نے پوچھا کس کے ساتھ مجھے خفا ہونا چاہیے اور کون میرا حق مار رہے ہیں؟

اس پر منتھرا نے دو ایک بار اپنی لاٹھی خفگی کے اظہار میں زمین پر ماری۔ پھر اس نے کہا۔ اے رانی! راجہ دسرت کی تینوں رانیوں میں سے اس محل میں سب سے زیادہ تمہارا وقار ہے اور سب رانیوں میں راجہ دسرت تمہیں زیادہ پسند کرتے ہیں اور راجہ نے آج تک کوئی بھی کام تیری مرضی اور تیرے مشورے کے بغیر نہیں کیا پھر یہ رام کو راجہ بنائے جانے کا اتنا بڑا کام تمہاری خواہش اور تمہارے مشورے کے بغیر کیسے ہو گیا۔ رام کو راجہ بنائے جانے کا نام طے بھی ہو گیا اور کسی نے تمہاری صلاح لینا تو بہت دور کی بات کسی نے تمہارے کان تک میں یہ بات نہ ڈالی کہ رام کو راجہ بنایا جا رہا ہے۔

بوڑھی منتھرا چند ساعتوں ہی کیلئے رکی اس نے دیکھا کہ رانی کیکئی پر اس کی باتوں کا اثر ہوا تھا۔ لہذا اس نے فیصلہ کر لیا کہ لوہا اس وقت گرم ہے لہذا وہ اسے اپنی مرضی کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرے گی۔ لہذا اس نے اپنی گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے کہا" اے کیکئی! تم جانتی ہو۔ جب راجہ دسرت تمہیں بیاہ کر لایا تھا تو اس نے تمہارے ساتھ عہد کیا تھا کہ وہ تمہارے ہی بیٹے کو اپنے تخت کا وارث بنائے گا اور آج تو دیکھتی ہے کہ راجہ اپنے اس وچن سے پھر رہا ہے۔ ظلم یہاں تک بڑھا ہے کہ تمہارا بیٹا بھرت تو ان دنوں اپنے ماموں کے ہاں گیا ہوا ہے۔ اور اس کی غیر موجودگی میں ہی رام کو اجودھیا کا راجہ بنا دیا گیا ہے اس پر مزید ستم یہ کہ رانی کوشلیا نے تم سے ذکر تک نہیں کیا کہ اس کے بیٹے رام کو راجہ بنایا جا رہا ہے۔ جب کہ تم اسے اپنی بہن کہتے کہتے تھکتی تک نہیں ہو۔ اور اس کے علاوہ اے کیکئی! یہ بھی تو تمہیں ہو کہ تمہاری مبارک باد دینے اور تمہارے چرن چھونے کے لیے رام تمہارے پاس ہی چلا آتا بس اے کیکئی تمہارا بیٹا اجودھیا سے باہر ہے۔ اور تمہاری صلاح بھی نہیں لی گئی۔ تو کیا اس طرح رام کو راجہ بنا کر تمہارے ساتھ ظلم اور انیائے نہیں کیا گیا۔

منتھرا کی اس گفتگو پر رانی کیکئی تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر سوچتی رہی۔ پھر اس نے کوئی فیصلہ کرتے ہوئے منتھرا سے پوچھا۔ اے منتھرا! تمہاری باتوں نے مجھے ضرور متاثر کیا ہے۔ پھر بتاؤ اس موقع پر مجھے کیا کرنا چاہیے۔ منتھرا نے جو رانی کیکئی کی یہ حالت دیکھی تو وہ بڑی خوش ہوئی۔ لیں وہ رانی کیکئی کے اور زیادہ قریب ہوتی ہوئی بولی۔ اے کیکئی! میں تیرے میکے کی داسی ہوں۔ جو کہوں گی تمہاری بہتری کو کہوں گی۔ تم ایسا کرو

کہ اپنے بیٹے بھرت کی طرف قاصد بھجوا دو اور اسے کہو کہ کہیں چھپ جائے اس پر رانی کیکئی بے چین ہو کر بولی۔ کیوں چھپ جائے۔ آخر کس بنا پر وہ ایسا کرے؟ منتھرا نے پھر کہا کیکئی! اگر تمہارا بیٹا بھرت یہاں آ گیا تو خطرہ ہے کہ یا تو رام اس کا کام تمام کر دے گا یا اسے بنواس دے دیگا کیونکہ اس طرح رام، بھرت سے چھٹکارا حاصل کر کے راج کر سکتا ہے۔ ورنہ راجہ دھسرت کے دیئے ہوئے وچن کے مطابق تو اس وقت رام کے بجائے بھرت ہی کو راجہ بنانا چاہیئے۔

کیکئی بے چین ہو کر بولی: میں اپنے بیٹے کی یہ حالت ہرگز نہ ہونے دوں گی۔ اس پر بوڑھی منتھرا نے جھٹ کہا: میں راج بھرت کو اور رام کو بنواس دلا دوں تو پھر مانوں گی نہ میں نے تمہارے میکے کی داسی ہونے کا حق ادا کر دیا ہے۔ کیکئی نے پرشوق نگاہوں سے منتھرا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا: کہو منتھرا تم کیا کہنا چاہتی ہو اور کیسے رام کے بجائے میرا بیٹا بھرت دیس کا راجہ بن سکتا ہے اور کس طرح کوشلیا کے بیٹے رام کو بنواس دلایا جا سکتا ہے۔ منتھرا نے کہا کیکئی یہ تم نے جو زیورات اور قیمتی لباس پہن رکھا ہے۔ انہیں اتار کر اس فرش پر پھینک دو اور معمولی کپڑے پہن کر کمرے کے فرش پر سوگ اور افسوس مناتے کے انداز میں لیٹ جاؤ۔ تم جانتی ہو ساری رانیوں میں سے تم ہی سب سے خوبصورت اور پرکشش ہو اور راجہ دھسرت نہ صرف یہ کہ تمہیں زیادہ اہمیت دیتا ہے بلکہ اپنا زیادہ وقت بھی تمہارے پاس ہی گزارتا ہے۔

پس اے کیکئی! جب راجہ تمہیں فرش پر بیٹے دکھ افسوس اور تکلیف کی حالت میں دیکھیگا۔ تو وہ ضرور تم سے اس کی وجہ پوچھیگا۔ لہذا اس موقع پر جو کچھ تم اس سے کہو گی وہ ضرور اسے مان لے گا۔ لہذا اس گفتگو کے دوران تم دھسرت کو اس پر آمادہ کرنا کہ وہ بھرت کو راجہ بنا دے اور رام کو بنواس دے کر جنگل کی طرف رخصت کر دے، اور اس کی بیوی ستیا بھی اس کے ساتھ چلی جائے۔ بس یہی ایک طریقہ ہے جس سے تم نہ صرف اپنے بیٹے کی زندگی بچا سکتی ہو بلکہ اسے دیس کا راجہ بنانے میں بھی کامیاب ہو سکتی ہو سن رکھو اے کیکئی! اگر تم نے ایسا نہ کیا اور رام دیس کا راجہ بن گیا تو پھر رام کی ماں کوشلیا تم سے گن گن کر بدلے لے گی۔ اس بات کے کہ راجہ دھسرت نے آج تک تمہیں اس پر فوقیت دے کر رکھی۔ اور اس کا بیٹا رام بھی تمہیں اور تمہارے بیٹے کو معاف نہ کرے گا اور پھر وہ کام کرے گا جس میں تمہاری اور تمہارے بیٹے کی ذلت اور سبکی ہو۔

منتھرا کی اس گفتگو پر کیکئی خوش ہو گئی۔ ایک نقدی کی تھیلی اس نے انعام کے طور پر منتھرا کو دی اور کہا اے منتھرا! اب تم جاؤ میں تمہاری اس تجویز پر عمل کروں گی اور مجھے امید ہے کہ وہ وقت اب قریب آ چکا ہے کہ میرا بیٹا بھرت ہی دیس کا راجہ ہوگا۔ میں آج ہی کسے بیٹے بھرت کی طرف ہی پیغام بھجواتی ہوں۔ کیکئی کی اس گفتگو پر بوڑھی منتھرا خوش ہو گئی تھی اور پھر وہ لاٹھی ٹیکتی ہوئی راج محل سے باہر نکل گئی تھی۔ منتھرا کے جانے کے بعد کیکئی نے فوراً اس کی تجویز پر عمل کیا۔ اس نے اپنے سارے زیورات اور ریشمی کپڑے فرش پر پھینک دیئے اور معمولی سا ایک لباس پہن کر وہ اپنے کمرے کے فرش پر انتہائی اداس اور سوگواری کی ہی حالت میں لیٹ گئی تھی۔

کچھ زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ راجہ دھسرت رانی کیکئی کے اس کمرے میں داخل ہوا تھوڑی دیر تک وہ بڑی حیرت اور تعجب اور پریشانی کے عالم میں اپنی رانی کیکئی اور کمرے کے اندر بکھرے ہوئے اس کے کپڑوں اور زیورات کو دیکھتا رہا۔ پھر وہ کسی قدر سنبھلا اور خوشگوار لہجے میں اس نے فرش پر لیٹی رانی کیکئی کو مخاطب کر کے کہا۔ اے دیوی! سارا نگر تو رام کے راجہ بنائے جانے پر خوشیوں سے مہک رہا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اس راج محل کی عزیز ترین رانی فرش پر پڑی ہوئی ہے میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ اس کا کیا کارن ہے کیکئی نے جب کوئی جواب نہ دیا تو راجہ دھسرت آگے بڑھا اور دوبارہ اسے مخاطب کر کے کہا: کیا بات ہے دیوی! پتی کے ہوتے ہوئے کسی پتنی کا یوں زیورات اور کپڑے اتار کر فرش پر پڑے رہنا شگون نہیں ہے۔

اس پر کیکئی اٹھ کھڑی ہوئی۔ راجہ دھسرت نے پھر کہا۔ اے دیوی سنگار کر لو کہ رام کو راجہ بنائے جانے کی رسم ادا کرنی ہے۔ کیکئی نے طنزیہ انداز میں پوچھا کیا کسی نے تمہیں بلایا؟ اس پر دھسرت نے کہا! تمہارے ہی گھر میں تمہیں کون بلائے گا۔ کیکئی بولی ہوں۔ ان چکنی چپڑی باتوں سے مجھے دھوکہ دے رہے ہیں نا آپ؟ ٹھیک تو ہے سب سے پہلے تمہیں یہ خبر سنانے کا میں ضرور ارادہ ہی ہوں۔ میری اس خطا کو شما کر دو دیوی! بحث چھوڑ دو۔ جو تمہاری کوئی مانگ ہو تو کہو کیکئی بولی کوئی نئی مانگ تو نہیں مانگ وہی پرانی ہی ہے۔ جو پرانے وعدے آپ نے کئے تھے وہ پورے کر دیجئے۔ دھسرت

نے کہا: کہو کون سے وعدے!" کیکئی نے بات پختہ کرنے کی خاطر پوچھا۔ اس وچن سے پھر بن گے تو نہیں۔

راجہ دھسرت نے بڑے عزم کے ساتھ کہا "میں تو اس قاعدے کا حامی ہوں کہ جان جائے پر آن نہ جائے۔ اے دیوی مانگ کیا مانگتی ہو۔ جو بھی تم مانگو گی۔ ہم تمہاری وہ مانگ پوری کریں گے اس پر کیکئی نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ اگر آپ میری مانگ پورا کرنے کا ایسا ہی بھرپور عزم رکھتے ہیں تو میں آپ سے یہ مانگ کرتی ہوں کہ رام کے بجائے میرے بیٹے بھرت کو اجودھیا کا راجہ بنانے کا اعلان کر دیجئے کیکئی کی اس مانگ پر راجہ دھسرت جب تھوڑی دیر کے لیے خاموش رہا۔ تو کیکئی نے کہا "ابھی تو یہ میری پہلی مانگ ہے اور آپ نے اس پر ہی خاموشی سادھ لی ہے۔ راجہ دھسرت نے کیکئی کی طرف غور سے دیکھا پھر پوچھا کیا بھرت اس فیصلے کو قبول کر لے گا کہ اس کے بھائی رام کی جگہ اسے اجودھیا کا راجہ بنا دیا جائے۔ اے کیکئی وہ کبھی بھی اس فیصلے کو تسلیم نہ کرے گا۔ اس لیے کہ میں جانتا ہوں وہ رام سے کس قدر محبت رکھتا ہے۔ رام کے ہوتے ہوئے بھرت کبھی بھی راجہ بننا پسند نہ کرے گا۔

راجہ دھسرت کی اس گفتگو پر رانی کیکئی نے کہا "اور رام کو چودہ برس کا بنواس دیجئے یہ میری دوسری مانگ ہے۔ اس پر دھسرت زور سے چلایا۔ کیکئی! کیکئی کیا تم میرے رام کو بنواس دو گی۔ تو نے یہی کہا تا۔ میں نے یہی سنا تا۔ جس رام سے اس راج محل میں روشنی اور رونق ہے کیا اس رام کو تم بنواس دو گی۔ رام جو میرے جیون کی جوت اور میری آنکھوں کا چندر ہے تو کیا تم اسے بنواس دو گی۔ اتنا پیار ہوتا تھا تمہیں رام سے کیکئی کہ کوشلیا کے ہاتھ سے تم نے آج تک اسے ایک لقمہ تک نہ کھانے دیا وہ بنواس کیسے کھائے گا۔ جس رام کو تم نے کبھی سوتے کے لیے اپنے گود سے نہ اتارا تھا کیا اسے ننگی دھرتی پر سونے دو گی۔ تمہارا کومل دل آج پتھر کیسے بن گیا ہے۔ میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں کہ تم رام چندر کو مجھ سے دور نہ کرو دیوی!

کیکئی نے غصے میں کہا "رام کو بنواس دینا ہی اب اس تنازعے کا واحد حل ہے۔ راجہ دھسرت نے روتی ہوئی آواز میں کہا: اے دیوی! رام کے بنا میں زندہ نہ رہ سکوں گا" اس پر کیکئی نے غضب کی حالت میں کہا۔ مہاراج! یہ وچن توڑنے سے زندہ رام بھی نہ رہے گا۔ اگر آپ کو رام کی زندگی عزیز ہے تو رام کو یہ بنواس لینا ہی پڑے گا۔ اس پر راجہ دھسرت نے روتی ہوئی آواز میں کہا۔ اے راکشس ناری! میں اپنے بیٹے رام کو چودہ برس کا یہ بنواس نہیں سنا سکتا۔ تم خود

ہی یہ بے انصافانہ فیصلہ سنا دو اور نکال دو اسے گھر سے۔ کیکئی جب رام چلا گیا تو زندہ میں بھی نہ رہوں گا اور اے کیکئی جب میں مر جاؤں تو تم اور تمہارا بیٹا دونوں میرے شریر کو ہاتھ تک نہ لگانا۔

یہ ساری گفتگو شاید رام اور لچھمن باہر کھڑے سن رہے تھے۔ لہٰذا وہ دونوں اندر داخل ہوئے اور رام نے کیکئی کو مخاطب کر کے کہا۔ کیا ہوا ماتا اس موقع پر راجہ دھسرت باہر نکل گیا تھا کیکئی نے کہا۔ ہوا کچھ نہیں ہونے کی تیاری کی جا رہی ہے۔ تمہارے پتا نے مجھے کہا ہے کہ جو ہونے والا ہے تمہیں بتا دوں" رام نے بڑی عاجزی میں کہا۔ "کیا حکم ہے ماتا!" کیکئی نے بد دل لہجے میں کہا پہلا فیصلہ تو یہ ہوا ہے کہ بھرت کے راجہ ہونے کا اعلان کر دیا جائے۔ دوسرے تم چودہ برسوں کے لیے بن کی طرف چلے جاؤ۔ مہاراج کی یہی آگیا ہے۔ رام نے سر کو جھکاتے ہوئے کہا جب تک جیون ہے اس آگیا کا پالن ہو گا ماتا! بھرت کے راجہ بنائے جانے کے اقرار کے ساتھ میں آج ہی اپنی پتنی سیتا کو لے کر بنواس کے لیے نکل جاؤں گا۔ رام کے خاموش ہونے پر لچھمن نے انتہائی غصیلی آواز اور کھولتے ہوئے لہجے میں کہا۔ "میں ہرگز ایسا نہ ہونے دوں گا" انیائے ہے:

لچھمن ذرا رکا پھر وہ اور زیادہ غضب اور غصے کی حالت میں کہتا چلا گیا۔ رام کے علاوہ کوئی راجہ نہ بنے گا اور نہ میرا بھائی رام بنواس کاٹے گا۔ اور جو ایسا کرائے گا خود اس کا فیصلہ کر دیا جائے گا رام نے لچھمن کو سمجھانے کے انداز میں کہا: کس کے خلاف اس قدر غصہ کر رہے ہو لچھمن نے اسی لہجے میں کہا ان کے خلاف جو انیائے کر رہے ہیں۔ ان کے خلاف جو آپ کی جگہ بھرت کو راجہ بنا کر آپ کو بنواس دلائیں رام نے چبھتی ہوئی آواز میں پوچھا۔ کون ہے جس کا تم فیصلہ کرو گے۔ کیا پتا شری کا فیصلہ کر دو گے یا پتا کی آگیا سنانے والی ماتا دیوی کا کام تمام کر دو گے۔ یا پھر اپنے نردوش بھائی بھرت کا خون کر دو گے چاہے کچھ بھی ہو میں اس آگیا کا پالن ضرور کروں گا۔

اے لچھمن مجھے وچن دو کہ بھرت کو راجہ بنائے جاتے اور میرے بنواس میں تم مزاحم نہ ہو گے۔ اس پر لچھمن نے روتی ہوئی آواز میں کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اس پر رام نے کہا اے لچھمن میں آج سیتا کو لے کر بن سدھار جاؤں گا تم میرے بعد بھرت کو راجہ بنانے کے علاوہ گرو اور ماتا پتا کی سیوا کرنا اس پر لچھمن نے روتی ہوئی آواز میں کہا۔ میرے گرو اور میرے ماتا پتا تو آپ ہی ہیں۔ میں بھی آپ کے ساتھ بن کی طرف سدھاروں گا۔ اگر آپ مجھے ساتھ نہ لیں گے تو یہاں رہ کر میں کس کی سیوا کروں گا۔ اگر آپ چلے گئے اور مجھے اپنے

ساتھ سیوا کے لیے نہ لے گئے تو پھر آپ کے بعد آپ دیکھیں گے کہ آپ کے بعد لچھمن اجودھیا میں بھی نہ رہے گا اور اپنی جان کا خاتمہ کر لے گا۔ پس رام نے لچھمن کو اپنے ساتھ جانے اجازت دے دی۔

پس رام اس روز اپنی بیوی اور لچھمن کے ساتھ بن کی طرف سدھار گیا تھا۔ رام اپنی ماں کو اور لچھمن اپنی ماں اور بیوی دونوں کو روتا چھوڑ کر رخصت ہوا تھا۔ پس تین افراد پر مشتمل یہ قافلہ جنوبی جنگلوں کی طرف روانہ ہو گیا۔ اور رام کی اس غیر حاضری میں رام کا باپ اور اجودھیا کا راجہ دسرت بھی مر گیا تھا۔ بھرت جب اپنے ماموں کے ہاں سے واپس ہوا اور اسے خبر ہوئی کہ اس کا باپ مر گیا اور اس کی ماں کیکئی نے رام اور سیتا کو بنواس دلا دیا ہے۔ اور لچھمن بھی ان کے ساتھ کوچ کر گیا تو بھرت اپنی ماں پر سخت برہم ہوا اور اس نے سوگند کھائی کہ وہ رام کو واپس لا کر ضرور اجودھیا کا راجہ بنائے گا اور زندگی بھر رام کی سیوا کرے گا۔

اس مقصد کے لیے بھرت اپنے سارے اہل خانہ کو ساتھ لے کر جنوبی جنگلوں میں اس جگہ گیا جہاں جنگل کے اندر رام، سیتا اور لچھمن ایک کٹیا بنا کر رہنے لگے تھے۔ بھرت کے علاوہ راج محل کے ہر فرد نے رام کی منت کی کہ وہ واپس اجودھیا جائے۔ اور راجہ کی حیثیت سے دیس پر راج کرے۔ رام کو یہ بھی بتا دیا گیا کہ اس کا باپ مر گیا ہے ہر کوشش اور ہر جتن کے باوجود رام نہ مانا اور اس نے واپس جانے سے انکار کر دیا اور اس نے اس کٹیا کے اندر رہ کر ہی اپنا بنواس کا عزم ظاہر کیا تھا۔ لہٰذا بھرت اور راج کے دیگر سب لوگ اجودھیا لوٹ گئے اور وہاں بھرت کو اجودھیا کا راجہ بنا دیا گیا ہے۔

○

○

یوناف ابھی تک بیت ایل میں قاضی خاتون دبورہ کے ہاں ہی ٹھہرا ہوا تھا کہ ابلیکا نے ایک روز اس وقت اس کی گردن پر لمس دیا جب کہ یوناف شہر کے نواح میں گھوم رہا تھا۔ لمس دینے کے ساتھ ہی ابلیکا نے گنگناتی ہوئی آواز میں کہا۔ اے یوناف! میرے حبیب! بیت ایل سے کوچ کرنے کی تیاری کرو۔ اب ہماری منزل مغربی افریقہ کے وسطی حصے میں جھیل میرو کے آس پاس کی بستیاں ہیں جہاں ان فوق الفطرت چیتوں نے تباہی پھیلا رکھی ہے اور یہ دونوں چیتے مقامی لوگوں میں بدروحوں کے نام سے مشہور ہو گئے ہیں۔

اے یوناف گوریانی اور عمالیق بنی اسرائیل کے خلاف اپنی عسکری قوت میں اضافہ کرتے جا رہے ہیں پر بنی اسرائیل کو فوری طور پر کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ہندوستان میں بھی رام کی ماں کیکئی نے اسے بنواس دلا دیا اور وہ اپنی بیوی اور بھائی لچھمن کے ساتھ بن کے اندر ایک کٹیا کے اندر پرسکون زندگی کے دن گزار رہا تھا۔ فی الوقت اسے بھی عزازیل کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ لہٰذا جنوبی افریقہ کے وسطی حصے میں جھیل میرو کے اطراف میں ان دونوں چیتوں کا خاتمہ کر کے وہاں کے لوگوں کو ان کے شر سے نجات دلائیں۔ اس پر یوناف نے مسکراتی آواز میں کہا: اے ابلیکا! میں تمہارے ساتھ ہوں۔ لہٰذا آؤ جھیل میرو کا رخ کریں۔ اس کے ساتھ ہی یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر وہاں سے کوچ کر گیا تھا۔

شام سے تھوڑی دیر قبل یوناف جھیل میرو کے کنارے کلوا نام کی بستی سے باہر نمودار ہوا۔ اس نے دیکھا چند نوجوان لکڑہارے اپنی پیٹھ پر لکڑیاں لادے بستی کی طرف جا رہے تھے۔ یوناف نے آگے بڑھ کر ایک پیچھے رہ جانے والے لکڑہارے کو مخاطب کر کے کہا: اے جوان! میں ان علاقوں میں اجنبی ہوں۔ میں دو خونخوار چیتوں کے بارے سن کر ادھر آیا اور ان کا خاتمہ کرنا چاہتا ہوں۔ اس مقصد کے لیے مجھے چند یوم تک یہاں ٹھہرنا ہو گا۔ اور کیا یہاں کوئی

سرائے ہے جس میں قیام کر کے میں ان چتیوں کے خلاف حرکت میں آسکوں۔

اس لکڑہارے نے اپنی کمر سیدھی کی اور یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے۔ اس نے خوف زدہ سی آواز میں کہا: اے اجنبی! تو شاید ان چیتوں کی حقیقت سے آگاہ نہیں ہے۔ وہ دراصل بدروحیں ہیں اور درندوں کی صورت میں ظاہر ہو کر اپنی خوراک تلاش کرتے ہیں۔ اگر تمہیں اس حقیقت کا علم ہوتا تو کبھی ادھر کا رخ نہ کرتا۔ یوناف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ سنو میرا نام یوناف ہے۔ میں سب کچھ جانتا ہوں۔ میرا کام ہی بدروحوں پر گرفت کرنا ہے۔ اس لکڑہارے نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ اگر ایسا ہے تو سنو میرا نام روخا ہے۔ یہاں ایک سرائے ہے جو شہر کے مشرق میں جھیل میرو کے کنارے ہے۔ لیکن اے اجنبی! آج کی رات تم میرے ہاں میرے بھائی کی حیثیت سے قیام کرو۔ شام ہو گئی ہے۔ کھانا میرے ساتھ ہی کھانا اور کل بھلے تم سرائے کی طرف چلے جانا۔ میں ایسے لوگوں کو بہت پسند کرتا ہوں جو بدروحوں سے ٹکرانے کا فن جانتے ہوں۔ لہٰذا آج کی رات تم میرے ہاں رہو۔ میرے جھونپڑا نما گھر میں صرف میری بیوی اور ایک چھوٹا سا بیٹا ہے۔

یوناف نے اس لکڑہارے کی چاہتوں کا احترام کرتے ہوئے کہا! میں ضرور آج کی رات تمہارے ہاں رہوں گا اور کل صبح سرائے میں منتقل ہو جاؤں گا۔ روخا نام کا وہ لکڑہارا خوش ہو گیا پہلے وہ دونوں بستی کے بازار میں گئے۔ وہاں لکڑہارے نے لکڑیاں بیچ دیں۔ پھر وہ یوناف کو لے کر اپنے جھونپڑا نما مکان میں آیا۔ جو نرسل سے بنا ہوا تھا اور دو کمروں پر مشتمل تھا۔ لکڑہارے کی بیوی کھانے تیار کر کے لکڑہارے کا انتظار ہی کر رہی تھی کہ لکڑہارا یوناف کو لیکر گھر میں داخل ہوا اور اپنی بیوی کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ میرے ساتھ ایک مہمان بھی ہے۔ جو رات یہیں رہے گا۔ اس کے کھانے کا بھی انتظام کر دو۔ لکڑہارے کی بیوی نے خوش طبعی میں کہا، کھانا لگا ہوا ہے۔ تم مہمان کے ساتھ بیٹھ کر کھاؤ۔ اتنی دیر تک میں اور کھانا تیار کر لیتی ہوں اس کے ساتھ ہی لکڑہارے کی بیوی کمرے سے نکل کر کھانا تیار کرنے لگی تھی۔

اور کمرے کے اندر جو کھانا اس نے پہلے سے لگا رکھا تھا اس پر بیٹھتے ہوئے روخا نے کہا۔ آؤ میرے بھائی کھانا کھائیں۔ یوناف روخا کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے لگا۔ باہر اب سورج غروب ہو گیا تھا اور فضاؤں کے اندر گہری تاریکی چھا گئی تھی۔ تاہم کمرے کے اندر

چربی سے جلتے دیئے کی وجہ سے کافی روشنی تھی۔ یوناف نے ابھی دو تین لقمے ہی لیے تھے کہ اچانک طوفان کی طرح ایک بہت بڑا اور دراز قامت چیتا جس کی آنکھیں تیر برسا رہی تھیں چھپر نما مکان کی طرف دیوار پھاڑ کر نمودار ہوا اور یوناف پر اس نے چھلانگ لگا دی تھی۔

○

جس وقت اس خوفناک اور سیاہ رنگ کے غیر معمولی طور پر بڑی جسامت والے چیتے نے شوریدہ مزاجی اور اعصاب شکن انداز میں۔ لکڑ ہارے روقا کے چھپر نما مکان دیوار کو توڑ کر آندھی خوفناک قوت اور بپھرے ہوئے وتندوسارے کی طرح یوناف کے اوپر چھلانگ لگائی تھی اس وقت لکڑ ہارا روقا بری طرح شور و پکار کرنے لگا تھا۔ اس کی بیوی بھی بھاگتی ہوئی وہاں آئی اور وہ بھی اس خوفناک چیتے کو دیکھ کر زور زور سے مدد کے لیے پکارنے لگی تھی گو اس چیتے نے اچانک دیوار پھاڑ کر یوناف پر چھلانگ لگائی اور یوناف کے پاس سنبھلنے کا کوئی وقت نہ تھا پھر یوناف نے اپنے آپ کو اس فوق الفطرت چیتے کا شکار نہ ہونے دیا۔

جب چیتے نے اچانک اس پر چھلانگ لگائی تھی تو یوناف ایک طرح چیتے کی قوت اور زور کے باعث زمین پر وقتی طور پر بچھ سا گیا تھا۔ اور چیتا مکمل طور پر اس پر حاوی اور سوار ہو گیا تھا اور اس لیے ہو گیا تھا کہ چیتے نے اچانک حملہ کیا تھا اور یوناف کی حالت بے دھیانی میں ایسی ہو گئی تھی۔ لیکن جب چیتے نے یوناف پر سوار ہو کر اپنا منہ یوناف کی گردن کی طرف لاتے ہوئے اسے چیر پھاڑ دینا چاہا تو یوناف اس وقت تک مکمل طور پر سنبھل چکا تھا۔ اس نے بائیں ہاتھ سے چیتے کا جبڑا پکڑ لیا اور اسے اپنی گردن کے نزدیک نہ آنے دیا۔ اس کے بعد اپنے دائیں ہاتھ کو یوناف نے چیتے کی چھاتی اور پیٹ کے درمیانی حصے میں جمایا۔ پھر اس نے زور سے اپنے رب کو یاد کرتے ہوئے نعرہ مارا "اللہ اکبر" اور اس کے ساتھ ہی یوناف چیتے کو بری طرح اچھال کر جس راستے سے وہ مکان میں داخل ہوا تھا۔ اس راستے سے اس نے اسے باہر پھینک دیا تھا۔ روقا کے مکان سے باہر۔ چیتے کے بری طرح گرنے کی آواز سنائی دی تھی۔

چیتے کو بری طرح باہر پھینکنے کے بعد یوناف خود بھی آندھی کے مہیب جھکڑوں کی طرح اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور مکان کی دیوار میں بن جانے والے جس راستے سے اس نے چیتے کو باہر پھینکا تھا اس راستے سے جب وہ خود بھی باہر آیا تو اس نے دیکھا وہاں چیتا موجود نہ تھا اور نہ جانے کہاں غائب ہو گیا تھا۔ روقا اور اس کی بیوی کی چیخ و پکار سن کر آس پاس کے مکانوں کے بہت سے لوگ وہاں جمع ہو گئے تھے۔ ان سب نے اپنے ہاتھوں میں مشعلیں اٹھا رکھی تھیں اور سب ہی خوفزدہ دکھائی دے رہے تھے جو مشعلیں لوگ اٹھائے ہوئے تھے۔ ان مشعلوں کی روشنی میں یوناف نے دیکھا وہاں چیتے کے گرنے کے نشانات تھے اور قریب چند ایک اس کے پنجوں کے نشان بھی تھے۔ اس کے بعد مشعلوں کی روشنی میں یوناف نے وہاں چاروں طرف جائزہ لیا۔ پر اسے کہیں بھی چیتے کے پنجوں کے نشانات دکھائی نہ دیئے جن کی بنا پر یوناف یہ اندازہ لگا سکتا کہ چیتا وہاں سے بھاگ کر کسی سمت گیا ہے۔

تاہم وہاں انسانی قدموں کے بہت سے نشانات تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ فوق الفطرت چیتا اپنی ہیئت بدل کر وہاں سے بھاگ گیا ہو۔ چند ثانیوں تک یوناف وہاں کھڑا ہو کر کچھ سوچتا رہا۔ اس دوران ایک طرف سے ڈھلتی ہوئی عمر کا ایک قد آور شخص آیا جس کے ساتھ کچھ نیزوں اور برچھیوں سے مسلح جوان بھی تھے۔ لکڑ ہارا روقا اس موقع پر یوناف کے قریب آیا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا اے یوناف! مسلح جوانوں کے ساتھ آنے والا یہ شخص مجستا ہے اور یہ ہماری اس بستی کا سردار ہے۔ اپنی بات کہنے کے بعد روقا پھر پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ بستی کا سردار مجستا قریب آیا اور وہاں کھڑے لوگوں کو اس نے بڑی شفقت اور نرمی میں مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ کیا ہوا تم لوگوں کو تم لوگ یہاں کیوں جمع ہو۔ کس بنا پر شور شرابہ کر رہے ہیں۔ پھر اس نے یوناف کی طرف اشارہ کر کے پوچھا تمہارے اندر یہ اجنبی کون کھڑا ہے اور اس غریب لکڑ ہارے روقا کے گھر کی دیوار میں سوراخ کیسے ہو گیا کیا کسی نے چوری اور نقب زنی کا کام کیا ہے۔

کلوانام کی اس بستی کے سردار مجستا کے اس استفسار پر لکڑ ہارا روقا آگے بڑھا اور اس نے یوناف کے ساتھ ملاقات، اسے اپنے گھر لانے چیتے کے حملہ آور ہونے اور یوناف کے اسے اٹھا کر باہر پھینک دینے کے واقعات تفصیل کے ساتھ سنا ڈالے تھے۔ یہ حالات سن کر مجستا بڑا متاثر ہوا۔ آگے بڑھ کر وہ یوناف کے قریب آیا۔ اور اپنی سردار ہونے

کی حیثیت کو یکسر فراموش کرتے ہوئے اس نے یوناف کے سامنے اپنے دونوں ہاتھ جوڑتے ہوئے منت کرنے کے انداز میں کہا۔ اے روحوں کی تسخیر کرنے والے عظیم انسان! اب تم یہاں اپنے آپ کو اجنبی اور نووارد خیال نہ کرنا۔ اس بستی کو تم اپنا ہی جانو اور اگر تم چیتے کی شکل اختیار کر جانے والی ان بدروحوں سے یہاں کے لوگوں کو نجات دے دو تو ان سرزمینوں پر تمہارا بہت بڑا احسان ہوگا۔

یہاں کے لوگوں کا خیال ہے کہ یہ دو چیتے ہیں، لیکن اکثر کا خیال ہے کہ یہ کوئی ایک مافوق الفطرت چیتا جو اپنی ہیئت بدل بدل کر نمودار ہوتا ہے۔ پہلے یہ بہت زیادہ آدم خوری کرتا تھا، لیکن جب سے ہم نے اس کا ایک بندوبست کیا ہے، تب سے اس کی آدم خوری میں کچھ کمی آئی ہے۔ یوناف نے بے چینی سے مجستا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اے مجستا! تم لوگوں نے اس چیتے کے لیے کیا بندوبست کیا ہے اس پر مجستا بولا۔ اے مہربان انسان! ہماری بستی اور آس پاس کی دیگر بستیوں کے کئی لوگوں نے دیکھا کہ یہ چیتا انسانوں کا شکار کرنے کے بعد ہماری بستی کے جنوب میں جھیل میروے کے کنارے کی پہاڑیوں کی ایک غار کے اندر سے جا یا کرتا تھا، اور وہیں بیٹھ کر وہ آرام سے اپنے شکار کو اپنا لقمہ بناتا تھا۔ اس پر کئی بار اس غار میں داخل ہو کر اس چیتے کا خاتمہ کرنا چاہا۔ پرائے شفیق نووارد! جو کوئی بھی اس چیتے کی تلاش میں اس غار کے اندر داخل ہوا کبھی واپس نہ آیا اور وہ چیتے کی درندگی کا شکار ہو گیا۔

اے یوناف! اس چیتے کا خاتمہ کرنے کے لیے بڑے بڑے بہادر، نشانہ باز، زور آور شکاری اور سورما جوان اس غار میں داخل ہوئے پھر کسی کو بھی اس غار سے باہر نکلنا نصیب نہ ہوا۔ بس آس پاس کی بستیوں کے لوگوں نے مل کر ایک فیصلہ کیا۔ یہ چیتا چونکہ کوئی عام چیتا نہیں ہے بلکہ کوئی شیطانی قوت اور بدروح ہے۔ لہٰذا نہ کوئی اس کا شکار کر سکتا ہے اور نہ ہی اس پر کوئی قابو پا سکتا ہے۔ اس لیے اس چیتے کو اگر اس کی خوراک مہیا کر دی جائے تو اس کی آدم خوری میں کسی حد تک کمی آ سکتی ہے۔ لہٰذا یہ کام کیا گیا کہ ہفتے میں تین مرتبہ ایک بھیڑ یا بکری اس غار کے منہ کے قریب باندھ دی جائے گی۔ بس جب رات ہوتی تو چیتا اس بندھی ہوئی بکری یا بھیڑ کو کھا جاتا۔ اور اس گوشت پر کم از کم دو دن گزارہ کر لیتا۔ جب سے ہم لوگوں نے یہ سلسلہ شروع کیا ہے، تب اس چیتے کی آدم خوری اور خونخواری کسی حد تک کم ہو گئی۔ لیکن اب مجھے امید ہے کہ یہ خونخواری پھر پہلی جیسی صورت اختیار کرے گی۔

اس پر یوناف نے بے تابی کے عالم میں مجستا سے پوچھا۔ اے مجستا وہ کیوں؟

اس پر مجستا بولا۔ اے یوناف! شروع شروع میں لوگ خوشی خوشی اپنا نمبر آنے پر اپنا جانور مہیا کر دیتے تھے۔ اس لیے کہ اس چیتے کی آدم خوری میں کمی آ گئی تھی اور انہیں ایک طرح سے سکون و امن نصیب ہوا تھا۔ لیکن اب لوگ اس چیتے کے لیے جانور مہیا کرتے کرتے تنگ آ گئے ہیں اور حالت اب یہ ہے کہ لوگ اپنا جانور مہیا کرتے وقت بحث و تکرار اور لڑائی جھگڑے پر اتر آئے ہیں اس لیے مجھے خدشہ ہے کہ لوگوں نے اگر اس چیتے کے لیے جانور مہیا کرنا بند کر دیئے تو یہ چیتا پھر پہلے کی طرح آدم خوری پر اتر آئے گا۔

اس اندیشے اور متوقع خطرے کے پیش نظر لوگوں نے اس غار کے منہ کے اوپر پتھر کا ایک بہت بڑا چیتے کا مجسمہ تراش کر رکھ دیا ہے۔ اس چیتے پر سیاہ رنگ کر دیا گیا۔ اور اب چیتے کے اس مجسمے کے سامنے لوگ نذر نیاز پیش کرتے ہیں۔ اس کے آگے سجدہ اور اس کی پرستش کرتے ہیں کہ شاید اسی طریقے سے وہ بدروح چیتا ان سے راضی ہو، اور ان کی آدم خوری سے باز رہے۔ یہ ہیں اس چیتے سے متعلق پورے حالات جو میں نے آپ سے کہہ دیئے ہیں۔

اپنی بات ختم کرنے کے بعد مجستا یوناف کا جواب سننے کے لیے اس کی طرف غور و انہماک سے دیکھنے لگا تھا۔ یوناف نے کچھ سوچا۔ پھر اس نے مجستا کو مخاطب کر کے کہا! اے مجستا! کیا تم میں سے کوئی اس غار تک میری راہنمائی کر سکتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہاں سے بھاگنے کے بعد وہ چیتا اسی غار کی طرف گیا ہوگا۔ لہٰذا میں اس غار میں داخل ہو کر اس کا خاتمہ کر دوں گا۔ اور اس طرح تم لوگوں کو اس چیتے کی آدم خوری سے نجات مل جائے گی۔ یوناف کے اس انکشاف پر روخا تیزی سے یوناف کے قریب آیا۔ یوناف نے دیکھا اس لمحہ روخا کی حالت ایسی تھی جیسے حیات پر مرگ غالب اور آسودگی پر یاسیت چھا گئی ہو۔ اس کے چہرے پر گم سم لمحات کے اندر درد کی تحریروں کا رقص تھا اور اس کی آنکھوں کے اندر کرب مسلسل اور مایوسی کے بھنور تھے۔ پھر روخا کے لرزتے ہونٹ حرکت میں آئے اور اس نے یوناف سے بد اندیشیوں میں ڈوبی ہوئی آواز میں پوچھا!

اس ویران اندھیری رات کے اندر اے میرے معزز مہمان! آپ اس ہولناک اور موت کی غار میں داخل ہوں گے۔ پھر روخا نے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں۔ اور چلا

اٹھا نہیں نہیں میں آپ کو ہرگز ایسا مشورہ نہ دوں گا۔ اس کام سے باز رہیں اس شیطانی درندے کی غار میں داخل نہ ہوں اور اگر آپ نے ایسا کیا تو کبھی بھی آپ وہاں سے لوٹ نہ سکیں گے۔ یوناف نے روخا کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور اسے تسلی دینے کے انداز میں کہا! اے روخا! تم فکرمند نہ ہو میں تمہاری طرح کوئی عام سا آدمی نہیں ہوں۔ تم دیکھو گے میں اس غار سے اپنے رب کے چاہنے پر ضرور واپس آؤں گا۔ اور تم دیکھو گے ان سرزمینوں کے اندر ان شیطانی درندوں پر غالب آنے والا بھی میں ہی ہوں گا۔

اے روخا! تم نے دیکھا ان شیطانی درندوں کو بھی میرے آنے کی خبر ہو گئی۔ اسی لیے تمہارے گھر میں داخل ہوتے ہی انہوں نے مجھ پر حملہ کر دیا۔ اس طرح وہ میرا خاتمہ کر کے ان سرزمینوں کے اندر اپنے آپ کو محفوظ کرنا چاہتے ہیں۔ پھر ایسا ممکن نہیں ہے میں تو ان شیطانی قوتوں کے لیے موت ثابت ہوں گا۔ اے روخا مجھے افسوس ہے کہ اس چیتے نے تمہارے گھر کی ایک دیوار خراب کر دی ہے۔ پھر اپنے لباس کے اندر سے یوناف نے چند سنہری سکے نکالے اور اپنی مٹھی کے اندر دبا کر ان سکوں کو اس نے رازداری کے ساتھ روخا کی مٹھی میں منتقل کرتے ہوئے کہا۔ یہ سنہری سکے رکھو۔ ان سے اپنے گھر کی مرمت کرنے کے علاوہ اپنی حالت بھی سنوار لینا۔ یوناف کی باتوں سے روخا اب کسی قدر پرسکون ہو گیا تھا۔ یوناف نے دیکھا چاند اب دور مشرق سے طلوع ہو رہا تھا اور چاندنی آہستہ آہستہ اب بلندیوں سے اتر کر دھرتی کے سینے پر پھیلنا شروع ہو گئی تھی۔ یوناف نے پھر بستی کے سردار مجتا کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ اے مجتا! تم نے بتایا نہیں کہ کیا جبل میرو کے کنارے چیتے کی غار تک تم میں سے کوئی میری راہنمائی کرے گا۔

یوناف کے اس استفسار پر مجتا یوناف کے قریب آیا اور رازدارانہ لہجے میں اس نے کہا۔ اے روحوں کی تسخیر کرنے والے جبل میرو کے کنارے اس چیتے کی غار تک تمہاری راہنمائی کریں گے لیکن یہ لوگ غار کے اندر داخل نہ ہوں گے۔ بلکہ باہر ہی کھڑے رہ کر تمہارا انتظار کریں گے۔ یہ مسلح جوان جو اس وقت تعداد میں بارہ ہیں یہ بہترین جنگجو اور عمدہ قسم کے شکاری ہیں اور غار سے باہر خطرے کی صورت میں یہ تمہاری مدد بھی کر سکتے ہیں اور پھر اتنے سے اور ایسے مسلح جوانوں پر وہ چیتا حملہ آور بھی نہیں ہوتا۔ میں ابھی ان جوانوں کو سمجھا دیتا ہوں یہ تمہارے ساتھ روانہ ہو جائیں مجتا جس وقت اپنے مسلح محافظوں کی طرف

متوجہ ہوا۔ اس وقت یوناف لکڑہارے روخا کے پاس آیا اور بڑی ہمدردی میں اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے روخا تم اپنے گھر میں جاؤ۔ اور اپنے اہل خانہ کو تسلی دو۔ غار سے ہو کر اب میں تمہارے گھر نہ آؤں گا بلکہ یہاں قیام کرنے کے لیے بستی کی جنوبی سرائے کا رخ کروں گا۔ میرا اب تمہارے ہاں ٹھہرنا تمہارے اور تمہارے اہل خانہ کے لیے خطرناک ہے۔ اس لیے کہ شیطانی قوتیں جان گئی ہیں کہ میں ان پر گرفت کرنے والا ہوں۔ لہٰذا انہوں نے میری آمد کے ساتھ ہی مجھے اپنا نشانہ بنانے کی کوشش کی پر وہ ناکام رہیں اب میں اس بستی میں کسی کے ہاں بھی نہ ٹھہروں گا۔ کیونکہ میری وجہ سے میرے میزبان مصیبت اور اذیت میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔ یوناف کے اس طرح سمجھانے پر روخا مطمئن ہو کر اپنے گھر میں چلا گیا۔ اتنی دیر تک مجتا نے اپنے محافظوں کو بھی ساری بات سمجھا دی تھی۔ لہٰذا یوناف ان بارہ مسلح جوانوں کے ساتھ جبل میرو کے کنارے چیتے کی غار کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

کلوانام کی اس بستی کے جنوب میں جھیل میرو کے کنارے کوہستانوں کا وہ ایک طویل سلسلہ تھا جہاں سردار مجستا کے مسلح جوان یوناف کو لے کر آئے تھے۔ اور چاندنی رات میں وہ ایک جگہ رک گئے پھر ان میں سے ایک یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے مہربان اجنبی! وہ سامنے دیکھو اس خوفناک چیتے کا غار دکھائی دے رہا ہے۔ اب تم اس غار میں جاؤ اور ہم سب یہیں کھڑے ہو کر تمہارا انتظار کرتے ہیں اس پر یوناف نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا "اب تم سب واپس جانا چاہو تو جا سکتے ہو۔ میں اب تمہاری ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ اس پر ان محافظوں سے پھر ایک نے کہا۔ ہم اس طرح واپس نہ جائیں گے۔ بلکہ ہم تمہارا یہاں رک کر انتظار کرتے ہیں۔ اس طرح واپس جانے پر اگر سردار مجستا نے ہم سے تمہارے متعلق پوچھا تو ہم اسے کیا بتائیں گے لہٰذا تم غار میں داخل ہو جاؤ۔ اگر تم اس غار سے باہر آ گئے تو یہاں کے لوگ تسلیم کر لیں گے کہ تم غیر معمولی قوتوں کے مالک ہو۔ اور اگر تم اس غار سے باہر نہ آ سکے۔ تو پھر ہم سردار مجستا سے جا کر کم از کم یہ تو کہہ دیں گے تا کہ غار کے اندر چیتے کی خونخواری کا شکار ہو گئے ہو۔

یوناف نے اس محافظ کو کوئی جواب نہ دیا اور وہ آگے بڑھ گیا۔ جب وہ اس فوق الفطرت چیتے کے غار کے پاس گیا تو اس نے دیکھا کہ غار کے سامنے ہڈیوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ شاید یہ ان جانوروں کی ہڈیاں تھیں جو خوراک کے طور پر اس چیتے کو پیش کئے جاتے تھے۔ اس کے علاوہ یوناف نے یہ بھی دیکھا کہ اس غار کے عین منہ کے اوپر ایک بہت بڑی چٹان کو تراش کر چیتے کی شکل دی گئی تھی اور پھر چٹان سے تراشے ہوئے اس چیتے پر سیاہ رنگ کر دیا گیا تھا اور چاندنی رات میں غار کے منہ پر وہ مجسمہ انتہائی خوفناک اور دہشت خیز منظر پیش کر رہا ہے۔

اس موقع پر یوناف نے ہلکی اور مدھم آواز میں پکارا۔ ابلیکا! ابلیکا! کہاں ہو تم؟ اس پر ابلیکا نے فوراً یوناف کی گردن پر لمس دیا اور بولی۔ میں یہیں ہوں میرے حبیب تمہیں چھوڑ کر میں کہاں جا سکتی ہوں۔ یوناف نے کہا۔ میں اس غار میں داخل ہونے لگا ہوں اور ایسا کرنے سے پہلے میں تمہیں اس کی اطلاع کرنا چاہتا تھا۔ ابلیکا نے نرم اور چاہتوں بھری آواز میں کہا: اے یوناف اس غار میں داخل ہوتے اپنی ہیبت ایسی تبدیل کر لو کہ کوئی آنکھ تمہیں دیکھ نہ سکے۔ اور اپنی تلوار پر بھی عمل کر لو تا کہ غار کے اندھیروں کے اندر یہ روشن رہے اور تم غار کے اندرونی حصوں کا جائزہ لے سکو۔ یوناف نے مسکراتی ہوئی آواز میں کہا۔ اے ابلیکا! تم نے یقیناً میرے دل کی بات کی ہے میں خود بھی ایسا ہی کرنے کا ارادہ کر چکا تھا۔ اس کے ساتھ یوناف اس غار کے منہ کی طرف بڑھا تھا۔ اس وقت چاند کافی بلند ہو چکا تھا۔ چاندنی ہر سو پھیل کر ہر شے کو روشنی میں نہلا گئی تھی جب کہ جھیل میرو کا پانی طوفانی انداز میں ساحلی چٹانوں سے ٹکرا کر شور کر رہا تھا۔

یوناف نے ایک بار گم سم اداس چاندنی کی طرف دیکھا۔ پھر وہ غار میں داخل ہوا اس نے دیکھا غار کے اندر سوچوں کے زہر کی سی خاموشی اور ویران اندھیری رات کی سی اداسی اور ویرانی تھی۔ پھر اچانک یوناف کی گردن اینٹھ گئی اور تیوریاں چڑھ گئیں جیسے اسے نطرت کے جلال کا سہارا مل گیا ہو۔ پھر اس نے چنگاڑتے طوفانوں جیسی اپنی آواز میں چلاتے ہوئے کہا۔ اے بدی کے گماشتو! میں تمہاری الم پسندی کے سامنے احساس ندامت کے ساتھ گردن جھکا کر تم سے رحم کی بھیک نہ مانگوں گا۔ میں تمہارے سامنے ایک ہولناک قوت ثابت ہو کر سلگتی ریت کے صحرا کی طرح تم پر وارد ہوں گا۔

یوناف کی یہ آواز آندھیوں اور طوفانوں کی سی بازگشت کے ساتھ غار کے اندر گونج گئی تھی۔ پھر یوناف نے اپنی تلوار پر عمل کیا اور اس کی تلوار مشعل کی طرح روشن ہو گئی تھی اور غار کا اندرونی حصہ تلوار کی اس روشنی سے دور دور تک روشن ہو گیا تھا پھر یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا۔ اور ظاہری آنکھ سے وہ اوجھل ہو کر غار کے اندر آگے بڑھنے لگا تھا۔ اس نے دیکھا اس غار کے اندر جگہ جگہ انسانی پنجر اور

ہڈیاں بکھرے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ اس غار کے اندر سے درندوں کی بو بھی اٹھ رہی تھی وہ ایک کافی بڑی اور طویل غار تھی جو کوہستانی سلسلے کے اندر کافی دور تک آگے چلی گئی تھی۔ یوناف تیزی سے آگے بڑھتا ہوا۔ اس غار کے آخری حصے تک گیا۔ لیکن اس غار کے اندر اسے کچھ بھی دکھائی نہ دیا۔ کوئی درندہ اس وقت اس غار میں نہ تھا۔ پوری طرح غار کا جائزہ لینے کے بعد یوناف پلٹا۔ دوبارہ وہ غار کے منہ کے قریب آیا۔ پہلے اس نے اپنی ہیئت بدلی اور ظاہری آنکھ سے دیکھے جانے والی صورت میں آیا، پھر اس نے اپنی تلوار پر بھی عمل ختم کر دیا اور تلوار کو نیام میں ڈالنے کے بعد وہ غار سے باہر نکلا اسے دیکھتے ہی ایک محافظ نے چلا کر اپنے ساتھیوں سے کہا۔

میرے رفیقو ادھر دیکھو! وہ یوناف نام کا شخص زندہ اور سلامت غار سے باہر آگیا ہے۔ ان سرزمینوں کے اندر یہ پہلا شخص ہے جو چیتوں کی اس غار سے یوں سلامتی کے ساتھ نکل آیا ورنہ جو بھی اس غار میں داخل ہوا لوٹ کر نہ آیا۔ اس پر ایک دوسرے محافظ نے حیرت زدہ سی آواز میں کہا میرے ساتھیو! لکھ رکھو! کہ یہ جوان کوئی عام آدمی نہیں ہے اور میرا دل کہتا ہے کہ یہی وہ فوق البشریت انسان ہے جو ان غیر فطری قسم کے چیتوں سے ہمیں نجات دلا سکتا ہے۔ اس کا سلامتی کے ساتھ اس غار سے نکل آنا اس امر کی دلالت کرتا ہے کہ یہ جوان بے شمار قوتوں کا مالک اور یہ واقعی بد روحوں کو تسخیر کر لینے کی ہمت و قوت رکھتا ہے اور اے میرے ساتھیو! ———————

وہ محافظ کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔ کیونکہ ان کے دیکھتے ہی دیکھتے غار سے نکل کر یوناف ان کی طرف نہ آیا تھا بلکہ اس نے اس پہاڑی سلسلے پر چڑھنا شروع کر دیا تھا۔ پھر یوناف اس جگہ آیا جہاں غار کے عین منہ کے اوپر ایک چٹان کو تراش کا چیتے کا مجسمہ بنایا گیا تھا اور جس کی وہاں کے مقامی لوگ پرستش کرنے لگے تھے۔ پھر ان محافظوں کے دیکھتے ہی دیکھتے یوناف اپنے دونوں ہاتھ چیتے کی اس سنگی مجسمے کے پیٹ پر جمائے اور اس وزنی مجسمے کو اٹھا کر اس نے غار کے منہ کے ایک طرف دے پھینکا تھا۔ وہ مجسمہ وہاں پتھروں پر گرا اور چور چور ہو گیا تھا۔ اس بار ایک اور محافظ نے چلا کر کہا، حیرت ہے اس یوناف نے کس آسانی سے اس مجسمے کو اٹھا کر زمین پر پٹخ دیا ہے ورنہ یہ مجسمہ اس قدر بھاری تھا کہ اسے ہم جیسے بیس

جوان بھی اٹھانے کی کوشش کرتے تو ہرگز نہ اٹھا سکتے تھے یوناف نام کا یہ جوان واقعی فوق البشر قوتوں کا مالک ہے اور مجھے امید ہے کہ یہ ہمیں چیتوں کی خونخواری سے ضرور نجات دلا دے گا۔ وہ محافظ خاموش ہو گیا۔ کیونکہ غار کے منہ سے اتر کر یوناف اب ان کی طرف آ رہا تھا۔

یوناف جب ان محافظوں کے قریب آیا تو ان میں ایک نے بڑی عقیدت مندی کے ساتھ یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے مہربان اجنبی! آپ واقعی فوق البشریت انسان ہیں۔ آپ نے یہاں ہماری موجودگی میں دو کام ایسے کئے ہیں جن کی بنا پر ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ایک نہ ایک دن آپ ضرور ان چیتوں پر غالب آجائیں گے۔ پہلا یہ کام کہ آج تک کوئی بھی اس غار میں داخل ہونے کے بعد سلامت نہ نکلا جب کہ آپ ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے اس غار میں داخل ہوئے اور سلامتی کے ساتھ اس سے نکلے بھی۔ دوسرا خرق عادت کام آپ نے یہ کیا کہ غار کے منہ پر بنا ہوا اس چیتے کا سنگی مجسمہ آپ نے یوں اٹھا کر پھینک دیا۔ جیسے وہ کوئی وزن ہی نہ رکھتا ہو حالانکہ ہم جیسے بیس جوان مل کر بھی اسے اٹھانا چاہیں تو نہ اٹھا سکیں۔ آپ کی ان خصوصیات کی بنا پر ہم آج آپ کو آپ کے نام کی بجائے اپنا آقا، کہہ کر پکاریں گے پس اے آقا! آپ ہمارے ساتھ بستی کے سردار مجستا کے پاس چلئے، ہم آپ کی موجودگی میں آپ کے یہ دونوں کام اسے سارے لوگوں کی موجودگی میں بتائیں گے۔ تاکہ لوگوں کو تسلی ہو اور انہیں یقین آجائے کہ یہ چیتے اب اس سرزمین سے ختم ہونے کا وقت آگیا ہے۔

جب وہ محافظ خاموش ہوا۔ تب یوناف نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے میرے عزیز! تم واپس چلے جاؤ اور مجھے تنہا چھوڑ دو۔ اس طرح آتے ہوئے بستی کے جنوب میں جھیل بیرو کے کنارے میں سرائے دیکھ چکا ہوں۔ میں اب اسی سرائے میں قیام کروں گا۔ اور چیتوں کے خاتمے سے متعلق سوچوں گا۔ بستی میں جس کے ہاں بھی میں قیام کروں گا۔ میرا یہ قیام خود اس اہل خانہ کے لیے بھی مصیبت اور عذاب بن کر رہ جائے گا۔ کیونکہ جس گھر میں بھی میں ٹھہروں گا وہ چیتے انہیں اپنا دشمن سمجھ کر ان پر حملہ آور ہو جائیں گے لہذا میں اپنے قیام کو دوسروں کے لیے ہلاکت و پریشانی کا باعث نہیں بنانا چاہتا۔ اب تم جاؤ اور مجھے تنہا چھوڑ دو۔

اس پر ایک اور محافظ نے اندیشوں میں [illegible] آواز میں کہا۔ اگر ہم چلے گئے اور ہمارے جانے کے بعد وہ چیتے آپ پر حملہ آور ہو کر آپ کو کہیں نقصان ہی نہ پہنچا دیں۔ یوناف اسے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا۔ میں تو خود چاہتا ہوں کہ وہ مجھ پر حملہ آور ہوں اور پھر میں دیکھوں وہ کیا چیز ہیں، ایسا کر کے وہ میرے کام کو کافی حد تک آسان بنا دیں گے۔ لہٰذا تم سب جاؤ۔ مجھے ان چیتوں کی طرف سے کسی بھی قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہے میں تمہارا ممنون ہوں کہ تم نے بستی سے یہاں تک میرا ساتھ دیا۔

وہ سب محافظ یوناف کے کہنے پر وہاں سے چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد یوناف تھوڑی دیر تک وہاں خاموش کھڑا رہا۔ پھر وہاں سے ہٹ کر وہ جھیل میرو کے کنارے آ کھڑا ہوا تھا۔ فضا اس وقت خاموش تھی چاندنی اور تاریکی ایک دوسرے سے دست و گریبان تھیں۔ چاندنی رات میں جھیل کے بطن سے اٹھنے والی موجیں کنارے کی طرف آتے ہوئے دم توڑ رہی تھیں۔ تھوڑی دیر تک وہاں کھڑے رہ کر چاندنی رات میں اس منظر سے لطف اندوز ہونے کے ساتھ ساتھ نہ جانے یوناف کیا سوچتا رہا۔ یہاں تک کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور پوچھا۔ کیا سوچ رہے ہو میرے حبیب! اس پر یوناف چونکا اور پوچھا اے ابلیکا تو نے اس چیتے کو دیکھا جو اس لکڑہارے روخا کے گھر میں مجھ پر حملہ آور ہو گیا تھا۔ استفسار پر ابلیکا نے شرمندہ شرمندہ سی آواز میں کہا۔ اے میرے حبیب! وہ سب کچھ ایسی تیزی اور سرعت میں ہوا کہ میں اس معاملے کو سمجھ ہی نہ سکی۔ یوناف نے دوبارہ ابلیکا کو مخاطب کر کے کہا اے ابلیکا! اس چیتے کے مجھ پر لکڑہارے کے گھر میں حملہ آور ہوتے سے مجھ پر ایک اور بہت بڑا انکشاف بھی ہوا ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ آنے والے دنوں میں یہی اندیشہ اگر حقیقت بن کر ہمارے سامنے نمودار ہوا تو نہ صرف یہ کہ ہماری مصروفیات میں اضافہ ہو جائے گا بلکہ ہمارے لیے کئی دشواریاں بھی اٹھ کھڑی ہوں گی۔

اس پر ابلیکا نے چونک کر پوچھا! اے میرے حبیب! تمہارا اشارہ کس اندیشے اور حقیقت کی طرف ہے یوناف نے جواب دیتے ہوئے سنجیدہ سی آواز میں کہا۔ اے ابلیکا! تم نے دیکھا جب لکڑہارے روخا کے گھر میں اس چیتے نے مجھ پر حملہ کیا تھا اور میں نے اسے اٹھا کر جو سوراخ بنا کر وہ اندر آیا تھا اسی سے اسے باہر

پھینک دیا تھا اور اس کے ساتھ ہی میں اٹھ کر جب باہر آیا تھا تو وہاں کچھ بھی نہ تھا۔ اب سوال یہ اٹھتا ہے کہ آخر وہ چیتا کدھر گیا۔ اگر اس فوق الفطرت مخلوق نے اپنے آپ کو چیتے سے انسان میں تبدیل کر لیا تھا تو کم از کم روخا کے اس مکان سے باہر ہمیں کوئی انسان ہی دکھائی دیتا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا جب میں روخا کے مکان سے نکلا تو وہاں پر چیتا تھا اور نہ ہی کوئی انسان وہاں تھا۔

اے ابلیکا! اس انکشاف سے یہ اندیشہ سامنے آتا ہے کہ یہ مافوق الفطرت مخلوق خباثت و شیاطین کی طرح اور بھی بہت سی سحری قوتوں کی مالک ہے جن کی بنا پر روخا کے مکان سے باہر روپوش ہو کر اپنے آپ کو وہ چیتا فوراً محفوظ کر گیا تھا۔ اور اے ابلیکا اگر ان دونوں چیتوں کی عمر اور زندگی بھی شیاطین جیسی طویل و دراز ہوئی تو پھر یہ دونوں نر مادہ چیتے تو ایک مدت دراز تک ہمارے لیے سر دردی اور تکلیف و اذیت کا باعث بنے رہیں گے۔ اس پر ابلیکا نے پر عزم آواز میں کہا اے میرے حبیب تم فکر مند نہ ہو پہلے ان دونوں چیتوں کو مل جانے دو۔ اور اگر یہ شیاطین کی طرح صدیوں پر محیط عمر پانے والے ہوئے تو پھر اس کے حل تلاش کرنے سے متعلق بھی دونوں مل کر بعد میں سوچیں گے اب اس وقت تم یہاں جھیل میرو کے کنارے کیوں کھڑے ہو گئے ہو۔ سرائے کی طرف چل کر آرام کرو۔ اور کل ان چیتوں کو تلاش کرنے کا کوئی راستہ نکالتے ہیں۔ ابلیکا کے کہنے پر یوناف جھیل میرو کے کنارے سرائے کی طرف چل دیا تھا۔ راستے میں ابلیکا نے پھر یوناف کی گردن پر لمس دیا اور کہا۔

اے یوناف! ان دونوں نر مادہ اور مافوق الفطرت چیتوں کو تلاش کرنے کا ایک طریقہ کار میری سمجھ میں آتا ہے اس پر یوناف نے بڑی بے چینی اور بے تابی میں کہا، تو پھر رکی ہوئی کیوں ہو جلدی کہو۔ ابلیکا بولی اے یوناف عزازیل نے عارب اور دیگر ساتھیوں کے ساتھ جو ان چیتوں سے متعلق گفتگو کی تھی تو اس گفتگو سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ دونوں چیتا نما انسان جو نر مادہ ہیں۔ دونوں بہن بھائی ہیں اور جڑواں پیدا ہوئے تھے۔ پس کل ہم کلوانام کی اس بستی کے لوگوں سے ایسے لوگوں سے متعلق پوچھیں گے جو جڑواں پیدا ہوئے ہیں۔ اگر یہ ایک سے زائد جوڑے ہوئے تو ہم ان کے پیچھے لگ جائیں اور ان جوڑوں کے اندر

سے ان خونخوار بہن بھائی کو ڈھونڈ نکالیں گے اور دیگر جڑواں پیدا ہونے والوں کا ایک ہی جوڑا ہوا تو پھر اسی پر یقین کر لینے کے بعد اپنا ہاتھ چلائیں گے۔ ابلیکا کے خاموش ہونے پر یوناف بولا" اے ابلیکا! تمہارا یہ طریقہ کار درست ہے۔ لیکن اس طریقہ کار میں ایک قباحت بھی ہے اور اس میں کئی جانیں ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔

ابلیکا نے اس پر استفہامیہ انداز میں پوچھا۔ اس میں کیا قباحت ہے اور کن لوگوں کی جانیں ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔ یوناف نے فکر گیر آواز میں کہا۔ اے ابلیکا! اس بستی میں سے جس نے بھی ہمیں یہ بتایا کہ یہاں فلاں فلاں جڑواں پیدا ہوئے تھے تو شیطانی چیتے ضرور اس پر حملہ آور ہو کر اس کا اور اس کے خاندان کا کام تمام کر دیں گے۔ اور میں نہیں چاہتا کہ کسی خاندان کا کام تمام کرانے کے بعد ہم ان چیتوں کو سراغ لگانے کی طرف مائل ہوں اور اس کے لیے میں کوئی ایسا طریقہ کار استعمال کروں گا۔ جس کے استعمال سے یہاں کا کوئی آدمی ملوث نہ ہو۔ یوناف کی اس بات کو تسلیم کرتے ابلیکا نے بھی اس بار تفکرات میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا۔ تمہارے اندیشے درست ہیں یوناف بہرحال کسی نہ کسی بھی طریقے سے ہم ان چیتوں کو تلاش کرنے میں ضرور کامیاب ہو جائیں گے۔ اب تم سرائے میں چل کر آرام کرو اس پر یوناف نے ابلیکا کو کوئی جواب نہ دیا اور جھیل میرو کے کنارے سے وہ تیزی سے آگے بڑھنے لگا تھا۔

جس وقت یوناف سرائے میں داخل ہوا۔ اس نے دیکھا کہ بستی کے سردار مجستا کے وہ سب محافظ جو اس کے ساتھ چیتے کی غار تک گئے تھے وہ سب وہاں سرائے کے اندر جمع تھے۔ یوناف سرائے میں داخل ہوا ہی تھا کہ ڈھلتی ہوئی عمر کا ایک شخص تیزی سے یوناف کے قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے کہا میرا نام مرتیشس ہے اور میں اس سرائے کا مالک ہوں۔ سردار مجستا کے ان محافظوں نے مجھے آپ کے متعلق پہلے ہی بتا دیا ہے۔ آپ جیسے لوگ انتہائی قابل احترام ہوتے ہیں جو بدروحوں اور شیطانی قوتوں کو تسخیر کرنے کی مہارت رکھتے ہوں میں اپنی سرائے میں آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ یہ محافظ مجھے بتا رہے تھے کہ آپ چیتوں کی غار میں داخل ہو کر زندہ سلامت باہر نکل آئے تھے۔ اس کے علاوہ غار کے منہ پر بنے ہوئے چیتے کے بھاری اور وزنی مجسمے کو اٹھا کر آپ نے زمین پر پھینک کر چور چور کر دیا ہے اے مہربان نووارد مجستا کے محافظ آپ کو آقا کہہ کر پکار رہے تھے۔ آج سے آپ کو آقا اور مالک کہہ کر ہی مخاطب

کروں گا۔

سرائے کے مالک کی گفتگو سننے کے بعد یوناف کے لبوں پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر اس نے انتہائی نرمی میں کہا۔ اے مرتیشس! میں تمہارا ممنون ہوں اور تم میرے ساتھ ایسا عمدہ سلوک روا رکھ رہے ہو۔ اے مرتیشس! میں ان سرزمینوں کی طرف آیا ہی اس غرض سے ہوں کہ یہاں کے لوگوں کو ان خونخوار چیتوں کی تباہی سے نجات دلاؤں گا۔ اور مجھے امید ہے کہ میں ضرور ان چیتوں کو عیاں کرنے اور ان پر قابو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ اس پر مرتیشس نے بڑی انکساری اور عقیدت مندی میں کہا۔ اے آقا! میں نے آپ کے لیے اپنی سرائے کا سب سے اچھا کمرہ صاف ستھرا کرا کر اس میں آپ کے لیے اچھا سا بستر لگا دیا ہے۔ آپ میرے ساتھ آئیں میں آپ کو آپ کا کمرہ دکھاتا ہوں۔ یوناف نے دیکھا سرائے کی عمارت بڑے بڑے پتھروں سے بنی ہوئی تھی۔ مرتیشس یوناف کو ایک صاف ستھرے کمرے میں لے کر گیا۔ اور اسے وہ کمرے دکھاتے ہوئے مرتیشس نے پوچھا۔ کیسا لگا آپ کو یہ کمرہ؟

یوناف نے کمرے کا جائزہ لیا۔ وہ کمرہ کافی بڑا تھا اور سرائے کے اس حصے میں تھا جو جھیل کے کنارے کی جانب تھا کمرے کے ایک کونے میں مسہری پر صاف ستھرا بستر لگا ہوا تھا۔ کمرے کے پشت کی جانب ایک کھڑکی بھی تھی جو جھیل کی طرف کھلتی تھی۔ اس کھڑکی کے دونوں لکڑی کے پٹ کھلے ہوئے تھے تاہم کھڑکی میں لوہے کا ایک مضبوط جنگلا بھی لگا ہوا تھا اس لحاظ سے کھڑکی کی طرف والا حصہ مضبوط اور محفوظ تھا۔ یوناف نے سرائے کے مالک مرتیشس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا میں سمجھتا ہوں کہ یہ سرائے کے کمروں سے اچھا کمرہ ہے اور اے مرتیشس اس کے لیے میں تمہارا ممنون ہوں کہ تم نے میری اس قدر دیکھ بھال کی اور میرے لیے ایسے کمرے کا انتظام کیا۔ یوناف کی اس گفتگو پر مرتیشس خوش ہو گیا اور کہا۔ اے آقا! آپ تو اس کے زیادہ حق دار ہیں۔ میں نے تو آپ کے لیے کچھ بھی نہیں کیا۔ اب آپ اپنے کمرے میں بیٹھیں اور میں آپ کے لیے کھانے کا بندوبست کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی مرتیشس مسکراتا ہوا وہاں

سے نکل گیا تھا۔ یوناف پشت کی طرف کھلنے والی کھڑکی میں کھڑا ہو کر جھیل کا نظارہ کرنے لگا تھا۔ مجستا کے محافظوں نے جب دیکھا کہ یوناف کو سرائے میں رہتے کے بیے کمرہ مل گیا ہے۔ تو وہ سب بھی سرائے سے نکل کر بستی کی طرف چلے گئے تھے۔

بنی اسرائیل اس وقت تک راہ راست پر رہے جب تک ان کے اندر ان کی قاضی عورت دبورہ اور اس کا سپہ سالار برق رہے۔ ان دونوں کے بعد بنی اسرائیل پھر پہلے کی طرح بدی برائی اور گناہ میں ملوث ہو گئے۔ لوگ بت پرستی میں ملوث ہو گئے۔ اور بستی بستی قریہ قریہ میں کنعانیوں کے دیوتا بعل اور دیوی عستارات کے معبد تعمیر ہونا شروع ہو گئے ان حالات میں جب کہ بنی اسرائیل پوری طرح گمراہی اور بے راہ روی میں ملوث ہو گئے ہمسایہ اقوام میں سے عمالیقیوں اور مدیانیوں نے بنی اسرائیل کے اندر بدی و گمراہی کے باعث پیدا ہونے والے نفاق، انتشار اور نا اتفاقی سے فائدہ اٹھایا۔ یہ مدیانی اور عمالیقی ٹڈی دل کی صورت میں بنی اسرائیل کے علاقوں میں داخل ہوتے ان کا قتل عام کرتے بھیڑ، بکریاں، گائے بیل اور گھوڑے گدھے اپنے ساتھ ہانک کر لے جاتے اور بنی اسرائیل کے ہاں سے کھانے پینے کی اشیاء بھی سمیٹے چلے جاتے تھے۔

بنی اسرائیل کی اس لوٹ مار اور تباہی و بربادی میں مدیانیوں اور عمالیقیوں[1] کے بادشاہ بھی شامل تھے۔ مدیانیوں کے بادشاہ زبح نے اپنے لشکر کے سالار عوریب کو یہ احکامات دے رکھے تھے کہ جو لوگ بنی اسرائیل پر حملہ آور ہوتے کو نکلتے ہیں اور ان کی لوٹ مار کرتے ہیں ان کی اپنی لشکریوں سے مدد کیا کرے دوسری طرف عمالیقیوں کے بادشاہ ضلمنع نے بھی اپنے سالار زئیب کو اسی طرح کے احکامات جاری کر رکھے تھے۔ پس یہ دونوں قومیں مل کر بنی اسرائیل کو تباہ و برباد کرنے پر تل گئی تھیں

---

[1] مدیانی اور عمالیقی بادشاہوں اور سپہ سالاروں کے یہ نام توریت سے حاصل کئے گئے ہیں۔

ان حالات میں بنی اسرائیل نے خلوص نیت کے ساتھ اور خوب گڑگڑا کر اپنے رب سے مصر
اور عمالیقیوں کے خلاف فریاد کی۔ خداوند کو شاید بنی اسرائیل کی یہ عاجزی و انکساری پسند
آئی اور اس نے ایک شخص جدعونؑ بن یواس کی وساطت سے بنی اسرائیل کی مدد و نصرت کی
جدعون نام کا یہ جوان فلسطین کے شہر عفرہ میں   مے کے ایک کولہو میں گیہوں
پھٹکنے کا کام کرتا تھا۔ ایک روز یہ جدعون اپنے کام میں مصروف تھا کہ خداوند کا فرشتہ
جبرائیل انسانی صورت میں اس کے سامنے آیا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے
زبردست سورما! خداوند تیرے ساتھ ہے سو تو اٹھ اور مصریانیوں اور عمالیقیوں کے مقابلے
میں بنی اسرائیل کی مدد کر۔ جدعون شاید جان گیا تھا کہ وہ خداوند کا فرشتہ ہے۔ لہٰذا جدعون
نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے مالک! اگر خداوند ہمارے ساتھ ہے تو پھر ہم پر
یہ حادثات کیوں گزر رہے ہیں اور وہ عجیب کام اب کیوں ظہور میں نہیں آتے جن کا
ذکر ہمارے آباؤ اجداد کرتے ہیں کہ کس طرح معجزانہ انداز میں خداوند نے بنی اسرائیل کو سلامتی
اور امن کے ساتھ فرعون سے نجات دی اور انہیں مصر کی سرزمین سے نکال کر فلسطین میں
آباد کیا۔

ذرا خاموش رہنے کے بعد جدعون خداوند کے اس فرشتہ کو مخاطب کر کے پھر بولا
اور اے مالک! اب خداوند نے ہمیں کیوں چھوڑ دیا ہے۔ اور کیوں ہمیں مصریانیوں کے
رحم و کرم پر ڈال دیا ہے۔ تب فرشتے نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ بس تو اٹھ اور
مصریانیوں و عمالیقیوں سے بنی اسرائیل کو بچا۔ اس پر جدعون بولا۔ میں کیسے بنی اسرائیل کو مدیانیوں
اور عمالیقیوں کے ظلم و ستم سے نجات دوں؟ فرشتے نے کہا! جب خداوند تیرے ساتھ
ہے۔ تو پھر تجھے کس بات کا خوف و خدشہ ہے اور تو خداوند کے حکم اور اس کی نصرت سے
مصریانیوں اور عمالیقیوں کو ایسے مارے گا۔ جیسے کوئی ایک آدمی کو مارتا ہے۔ سو تو اٹھ
اور بنی اسرائیل کی راہنمائی کا سامان کر۔
اس پر جدعون نے کچھ سوچا اور پھر اس فرشتے سے کہا۔ "اگر خداوند کا مجھ پر ایسا کرم

---

[1] بنی اسرائیل جدعون کو خدا کا نبی مانتے ہیں۔ اس کے لیے ملاحظہ ہو توریت۔ حصہ قضاۃ
باب۔ ۶ آیت۔ ۸۔

ہو ہی گیا ہے۔ تو پھر میں اس کی کوئی نشانی دیکھنا چاہتا ہوں۔ اے مالک میں اپنے گھر کی
طرف جاتا ہوں۔ اور تم سے التماس کرتا ہوں کہ میرے واپس آنے تک تو یہیں رہنا۔ اور
یہاں سے نہ جانا یہاں تک کہ میں اپنا ہدیہ نکال کر تیرے سامنے نہ لا رکھوں۔ اس پر اس
فرشتے نے کہا۔ جب تک پھر نہ آجائے میں یہیں کھڑا ہوں اس پر جدعون اپنے گھر کی
طرف بھاگا۔ اس نے بکری کے ایک بچے کو ذبح کیا اور کچھ فطیری روٹیاں اس نے تیار کیں
سو جدعون نے بکری کے بچے کے گوشت کو پکایا۔ اور گوشت روٹیاں ایک ٹوکری میں
رکھ کر اور شوربا ہانڈی میں ڈال کر وہ دونوں چیزیں لے کر لوٹا۔ اس نے دیکھا فرشتہ
وہیں بلوط کے درخت تلے کھڑا تھا جہاں وہ اُسے چھوڑ کر گیا تھا۔
جب جدعون فرشتے کے پاس گیا۔ تو فرشتے نے اپنے سامنے ایک چٹان کی طرف
اشارہ کرتے ہوئے کہا اے جدعون گوشت اور روٹیوں کو لے جا کر اس چٹان پر رکھ
دو۔ اور جو تیرے پاس ہانڈی میں شوربا ہے اسے بھی   اس چٹان پر لے جا کر انڈیل
دے۔ جدعون نے ایسا ہی کیا تب وہ فرشتہ اس چٹان کی طرف بڑھا اور اس فرشتے کے
ہاتھ میں ایک عصا تھا۔ چٹان کے اوپر جا کر اس فرشتے نے اپنے عصا کی نوک سے
ان روٹیوں اور گوشت کو چھوا۔ اس کو چھونا تھا کہ اس چٹان سے ایک آگ نمودار
ہوئی اور اس آگ نے روٹیوں اور گوشت کو بھسم کر کے رکھ دیا تھا۔ اور اس کے ساتھ
ہی چٹان پر کھڑا خداوند کا فرشتہ بھی غائب ہو گیا تھا۔ تب جدعون کو یقین ہو گیا
کہ وہ خداوند کا فرشتہ ہے اور جو کام کرنے کے لیے اسے کہا گیا ہے۔ اس میں خداوند
کی رضامندی اور نصرت شامل ہے۔ پس جس جگہ فرشتے نے اپنے عصا سے فطیری
روٹیوں اور گوشت چھوا تھا۔ اس جگہ جدعون نے خداوند کے لیے ایک مذبح بنایا
اور اس مذبح کا نام اس نے یہوواہ سلوم[1] رکھ دیا۔
فرشتے کے ذریعے سے خداوند کا یہ پیغام ملنے کے بعد جدعون نے سب سے
پہلا کام یہ کیا کہ اس بستی میں جو بعل دیوتا کا معبد اور مذبح بنا ہوا تھا۔ وہ دونوں
چیزیں اس نے اپنے ساتھ کچھ جوانوں کو ملا کر گرا دیں۔ دوسرے روز جب

---

[1] یہ مذبح جو جدعون نے بنایا تھا۔ صدیوں بعد تک قائم رہا۔

لوگوں نے دیکھا کہ بعل دیوتا کا معبد اور مذبح گرا دیا گیا تھا تو وہ بڑے غضب ناک اور سیخ پا ہوئے اور اس کے لیے انہوں نے پرسش اور تحقیقات کرنی شروع کر دی۔ یہاں تک کہ انہیں پتہ چل گیا کہ یہ کام ان کی بستی کے ایک شخص یوآس کے بیٹے جدعون نے کیا ہے۔ اس بستی کے اکثر لوگ یوآس کے گھر سے باہر جمع ہو گئے۔ یوآس نے جب یہ معاملہ دیکھا تو اپنے گھر سے باہر آیا اور وہاں کھڑے لوگوں کو مخاطب کر کے اس نے ان کے وہاں جمع ہونے کی وجہ پوچھی۔

اس پر مجمع میں سے ایک شخص نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے یوآس! تیرے بیٹے نے بعل کا معبد اور مذبح گرا دیا ہے۔ پس تو اپنے بیٹے کو باہر نکال تاکہ اس جرم میں اسے قتل کیا جائے۔ یوآس نے جب یہ خبر سنی تو اس نے بڑی ہوش مندی سے کام لیا اور سارے مجمع کو اس نے مخاطب کر کے کہا۔ کیا میرے بیٹے کو قتل کر کے اور بعل کی خاطر تم آپ لوگوں سے جھگڑا کر کے تم لوگ بعل کو بچا لو گے۔ اے لوگو! سنو میرے بیٹے پر ہرگز ہرگز ہاتھ نہ اٹھانا۔ بعل اگر خدا ہے تو آپ ہی اپنی خاطر جھگڑے اور اپنا معبد اور مذبح ڈھانے والے سے انتقام لے۔ لہٰذا تم منتشر ہو کر اپنے اپنے گھروں کو چلے جاؤ۔

یوآس چونکہ اپنی بستی میں صاحب عزت اور بزرگ انسان سمجھا جاتا تھا۔ لہٰذا لوگوں نے اس کے مشورے اور اس کی باتوں کو قبول کر لیا اور اپنے گھروں کی طرف چلے گئے تھے۔ یہ معاملہ ٹل جانے کے بعد جدعون کو کھل کر کام کرنے کا موقع مل گیا اس نے بنی اسرائیل کے قبائل منسی، آشر، زبولون اور نفتالی کی طرف قاصد بھجوائے انہیں مدیانیوں اور عمالیقیوں کے خطرات سے آگاہ کیا اور ان کے مسلح جوانوں سے اس نے التماس کی کہ مصریانیوں اور عمالیقیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے وہ اس کے پاس ابیعزر کی بستی کے پاس آکر جمع ہوں اور بستی ابیعزر کے لوگوں نے بھی جدعون کا ساتھ دینے کا اعلان کر دیا۔ جدعون کی اس پکار کا بنی اسرائیل نے خاطر خواہ جواب دیا۔ جوق در جوق لوگ اس کے پاس آکر جمع ہونے لگے۔ اس طرح جدعون کے پاس ایک جرار لشکر تیار ہو گیا تھا۔

دوسری طرف مدیانیوں اور عمالیقیوں کو بھی جدعون کی سرگرمی میں بنی اسرائیل کے ان

---

[1] توریت میں ان حالات کو ایسی ہی تفصیل کے ساتھ لکھا گیا ہے۔

جنگی اور عسکری تیاریوں کی خبر ہو گئی تھی۔ لہٰذا انہوں نے بھی اپنے دونوں سپہ سالار عوریب اور زئیب کی کمانداری میں ایک جرار متحدہ لشکر تیار کیا۔ اور اپنے اپنے لشکروں کا حوصلہ اور ہمت بڑھانے کی خاطر مصریانیوں اور عمالیقیوں کے بادشاہ زبح اور ضلمنع بھی اس لشکر میں شامل ہو گئے تھے۔ پس اپنی ساری عسکری تیاریاں مکمل کرنے کے بعد جدعون کے لشکر کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے یہ متحدہ لشکر آگے بڑھا اور یزرعیل کی وادی میں انہوں نے پڑاؤ کیا۔ اور جدعون اور اس کے لشکر کا انتظار کرنے لگے تھے۔ شاید مصریانیوں اور عمالیقیوں نے یزرعیل کی اس وادی ہی کو میدان جنگ بنانے کا عزم کر لیا تھا۔

اپنے لشکر کے ساتھ وادی یزرعیل میں مقیم مصریانیوں اور عمالیقیوں کی طرف جانے سے پہلے اس نے یہ جانچا کہ اس جنگ میں واقعی اسے خداوندی تائید ہے یا نہیں اور یہ دیکھنے کے لیے کہ خداوند کی رضا اس کے ساتھ ہے اس نے ایک عجیب و غریب طریقہ اختیار کیا۔ جس وسیع میدان کے اندر وہ اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ وہاں اس نے بھیڑوں کی اون حاصل کی۔ اور شام کے وقت اس نے وہ اون ایک کھلی جگہ رکھ دی اور اپنے رب سے دعا اور التماس کی "اے خداوند! بھیڑوں کی اون میں نے کھلے میدان میں رکھ دی ہے۔ اے خداوند مصریانیوں اور عمالیقیوں کے خلاف اس جنگ میں اگر تیری رضا میرے ساتھ ہے اور تو میرے ہاتھ کے وسیلہ سے بنی اسرائیل کو مصریانیوں اور عمالیقیوں کے ظلم و ستم اور غلامی و خونخواری سے نجات دینا چاہتا ہے تو جو اون میں نے کھلے میدان میں رکھ دی ہے۔ سو اوس رات کے وقت اگر صرف اون پر ہی پڑے۔ اور آس پاس کی زمین اور اشیاء خشک اور سوکھی رہیں۔ تو میں جان لوں گا کہ خداوند میرے ساتھ ہے۔ اور میرے ہاتھ کے وسیلہ سے وہ بنی اسرائیل کی نجات اور فلاح چاہتا ہے۔

پس ایسا ہی ہوا جیسی جدعون نے خواہش ظاہر کی تھی۔ کیونکہ دوسرے روز صبح ہی صبح جب وہ میدان میں رکھی ہوئی اون کی طرف گیا تو اس نے دیکھا۔ اوس صرف اون پر ہی پڑی تھی اور ارد گرد کی اشیاء بالکل خشک تھیں۔ اور اس اون کو جب جدعون نے دبایا تو ایک پیالہ اوس کے اس پانی سے بھر گیا تھا۔ تب جدعون نے پھر اپنے رب سے التماس کی "اے خداوند! اے میرے رب! اگر تیرا غضب اور تیرا غصہ مجھ پر نہ ہو بھڑکے تو میں فقط ایک بار اور اس آزمائش سے متعلق عرض کرتا ہوں! اور میں چاہتا ہوں کہ ایک بار اور اس اون کے

ذریعے آزمائش کروں اور وہ اس طرح. کہ آج شام کو میں پھر خشک اون اس میدان میں رکھ دوں گا اور میں چاہوں گا کہ اس بار اون خشک رہے اور ارد گرد کی ہر شے پر اوس پڑے۔ اگر ایسا ہو گیا۔ تو میرا یقین پختہ اور میرے حوصلے بلند ہو جائیں گے۔ پس دوسرے روز بھی شام کے وقت جدعون نے بھیڑوں کی اون میدان میں رکھ دی تھی۔ دوسرے روز صبح ہی صبح جب جدعون اور میدان میں گیا تو اس نے دیکھا کہ اون خشک تھی جب کہ آس پاس کی ہر شے پر اوس پڑی تھی۔ تب جدعون کو یقین ہو گیا کہ خداوند اس کے ساتھ ہے اور اس کے وسیلے سے وہ بنی اسرائیل کی فلاح اور سربلندی چاہتا ہے۔

اس کے بعد جدعون نے اپنے لشکر کے ساتھ مصریانیوں اور عمالیقیوں کی طرف پیش قدمی شروع کی اور آگے بڑھتے ہوئے وہ حرور کے چشموں کے پاس خیمہ زن ہوا۔ جب کہ مصریانیوں کا پڑاؤ ابھی ان کے شمال میں کوہستان مورہ کے متصل وادی یزرعیل کے اندر تھا۔ یہاں جدعون نے ایک رویا اور خواب دیکھا جس میں اسے اشارہ کیا گیا تھا کہ اپنے لشکر میں اعلان کر دے کہ جو اس جنگ میں حصہ نہیں لینا چاہتا تو واپس چلا جائے اس لیے کہ یہ فتح صرف خداوند کی نصرت کے باعث ہو گی۔ اور کل کو لوگ اپنے اوپر فخر کرتے ہوئے یہ نہ کہنے لگ جائیں کہ ان کے ہاتھوں نے بنی اسرائیل کو غلامی اور ستم سے نجات دی۔ پس اس خوف کو جدعون نے اپنے خداوند کی طرف سے ایک اشارہ اور حکم جان کر کہ دوسرے روز اپنے لشکر میں منادی کرا دی کہ جو کوئی اس رونما ہونے والی جنگ سے ترساں و ہراساں ہو تو وہ واپس اپنے گھر کو جا سکتا ہے۔ پس کوہستان جلعاد کی اس وادی سے جس میں اس وقت جدعون اپنے لشکر کے ساتھ مقیم تھا۔ بہت سے اسرائیلی لشکر سے نکل کر اپنے اپنے گھروں کی طرف چلے گئے تھے۔ اور لشکر سے نکل کر جانے والوں کی تعداد بائیس[1] ہزار کے قریب تھی۔

جدعون اپنے لشکر کے ساتھ پھر آگے بڑھا۔ اور ایک بار پھر اسے رویا اور خواب میں یہ اشارہ ملا کہ جس طرف تمہارا لشکر آگے بڑھ رہا۔ وہاں راستے میں ایک چشمہ ہے۔ پس اس چشمے میں خداوند پھر تمہارے لشکر کو ایک فتنے اور آزمائش میں ڈالے گا اور جو کوئی اس آزمائش میں پورا اترے گا وہی مصریانیوں اور عمالیقیوں کے خلاف جنگ میں حصہ لے گا۔ اور

---

[1] توریت، حصہ قضاۃ باب ۷، آیت ۳ میں یہی تعداد لکھی ہے۔

ساتھ ہی خواب میں جدعون کو یہ بھی بتا دیا گیا کہ تمہارے لشکر کا جو بھی عسکری اس چشمے سے چپڑ چپڑ کر زبان سے کتے کی طرح پانی پیئے گا۔ اسے لشکر سے نکال دیا جائے گا اور جو گھٹنے ٹیک کر پانی پیئے اسے ہی مصریانیوں اور عمالیقیوں کے خلاف جنگ کرنے والے لشکر میں شامل رکھا جائے پس جدعون جب عمالیقیوں اور مصریانیوں کا سامنا کرنے کے لیے کوہستان مورہ کی طرف بڑھا تو راستے میں ایک چشمہ پڑا۔ پس اس چشمے سے جس اسرائیلی نے بھی کتے کی طرح چپڑ چپڑ کر کے پانی پیا اسے لشکر سے نکال دیا گیا۔ اب لشکر میں صرف وہی لوگ باقی رہ گئے تھے جنہوں نے خداوند کے حکم کے مطابق اس چشمے سے گھٹنے ٹیک کر پانی پیا تھا۔

جب بنی اسرائیل کے لشکر کی خداوند کے احکامات کے مطابق تطہیر[1] ہو گئی اور مصریانیوں اور عمالیقیوں کا متحدہ لشکر چشمے کے قریب ہی کوہستان مورہ کے متصل خیمہ زن تھا۔ کہ اگلی رات جدعون کو خواب میں پھر اشارہ ملا کہ "تو اٹھ اور نیچے اتر کر دشمن کی لشکر گاہ کی طرف جا اور کہ میں نے دشمن کے لشکر کو تیرے ہاتھ میں کر دیا ہے پس یہ اشارہ پا کر رات کے وقت جدعون اپنے خادم فوراہ کو ساتھ لے کر نیچے وادی میں دشمن کی لشکر گاہ کی طرف اترا۔ اس نے دیکھا وادی کے اندر مصریانیوں اور عمالیقیوں کا لشکر ٹڈیوں کی طرح پھیلا ہوا تھا۔ اور ان کے اونٹ اس قدر زیادہ تھے کہ لشکر کے ایک سمت دور دور تک اونٹ ہی اونٹ بیٹھے ہوئے تھے۔ جب جدعون۔ دشمن کی اس لشکر گاہ میں داخل ہوا تو وہ لشکر کے اندر ایک ایسی جگہ پہنچا جہاں دشمن کا ایک لشکری اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

اے میرے ساتھیو! میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ جو کی ایک روٹی مصریانی اور عمالیقی لشکر گاہ میں گری اور لڑھکتی ہوئی پڑاؤ کے پاس پہنچی اور اس سے ایسا ٹکرائی کہ پڑاؤ گر گیا۔" جب یہ خواب سنانے والا خاموش ہوا تو اس کے ایک ساتھی نے کہا کہ یہ روٹی جو تم نے خواب میں دیکھی ہے اس کے سوا کچھ نہیں کہ یہ مصریانیوں اور عمالیقیوں کے دشمن جدعون کی تلوار ہے۔ پس یاد رکھو کہ خداوند نے مصریانیوں اور عمالیقیوں کو مکمل طور پر اسرائیلیوں کے ہاتھ میں کر دیا ہے۔ جب جدعون نے یہ خواب اور اس خواب کی تعبیر

---

[1] جدعون کے لشکر کی خداوند کے احکامات کے مطابق یہ تطہیر توریت سے حاصل کی گئی ہے۔

بھی وہاں سنی تو وہ خداوند کے حضور سجدے میں گر گیا۔ پھر وہ اپنے لشکر میں لوٹ کر آیا اور بلند آواز میں اس نے اپنے لشکریوں کو مخاطب کر کے کہا۔

اے میرے عزیزو! اٹھ کھڑے ہو۔ کیونکہ خداوند نے مصریانیوں اور عمالیقی لشکر کو تمہارے ہاتھ میں کر دیا ہے اس کے بعد جدعون نے اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا۔ اور ہر حصے میں نرسنگھے اور خالی گھڑے مہیا کر دیئے۔ اور ہر گھڑے کے اندر ایک ایک مشعل ڈال دی گئی تھی۔ پھر جدعون نے ان تینوں حصوں کو مخاطب کر کے کہا۔ کہ دشمن کے پاس پہنچ کر میری طرف دیکھتے رہنا اور جب میں نرسنگا پھونکوں تو تم بھی نرسنگا پھونکنا۔ غرض وہی کام کرنا جو میں کروں اور ہر کام میں میرا اتباع کرنے کے ساتھ ساتھ یہ نعرہ بھی لگاتے جانا کہ یہوواہ کی اور جدعون کی تلوار۔

اتنی دیر تک مصریانی لشکر کا وہ سپاہی جس نے اپنا خواب بیان کیا تھا۔ اور جو اپنے لشکر کے لیے پہرہ دے رہا تھا اس کا پہرہ ختم ہو گیا۔ اور اس نے اپنا خواب دوسرے لشکریوں سے جا کر بیان کیا۔ اس طرح اس کے اس خواب کی تشہیر پورے لشکر میں ہو گئی۔ اور ان کے لشکر میں ایک طرح کا ان جانا خوف سا پھیل گیا تھا ادھر جدعون نے اپنے لشکر کے ساتھ پیش قدمی کی اور دشمن کی لشکر گاہ کے کنارے اپنے لشکر کے تینوں حصوں کو اسے تھوڑے تھوڑے فاصلے پر کھڑا کر دیا تھا۔

پس جدعون نے اپنے کام کی ابتدا کی اس نے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ پہلے نرسنگے پھونکے۔ پھر سو گھڑے توڑے اور گھڑوں کے اندر جلتی ہوئی مشعلیں اپنے ہاتھوں میں پکڑ لیں اور نعرے بلند کرنے لگا "یہوواہ اور جدعون کی تلوار"۔ اسی طرح جدعون کے لشکر کے دوسرے حصوں نے بھی جدعون کی پیروی کی نرسنگے بجائے گھڑے توڑے اور مشعلیں انہوں نے اپنے ہاتھوں میں پکڑ لیں۔ یہ اچانک رونما ہونے والا انقلاب مصریانیوں اور عمالیقیوں کے لیے غیر معمولی تھا۔ اس لیے کہ اس ایک سپاہی کا خواب تو پہلے ہی پورے لشکر پھیل چکا تھا۔ اب جو ہر طرف یہوواہ اور جدعون کی تلوار کے نعرے بلند ہوتے لگے تو مصریانیوں اور عمالیقی لشکریوں کے اندر ایک کھلبلی اور افراتفری سی مچ گئی تھی۔ اور ہر کوئی بدحواس ہو کر جدھر منہ اٹھا بھاگنے لگا جب کہ جدعون نے اپنے لشکر کو حملہ آور ہونے کا حکم دے دیا ہے۔ اس طرح بنی اسرائیل کے لشکر نے بھاگتے

مصریانیوں اور عمالیقیوں کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔ وہ اسرائیلی جو لشکر میں شامل نہ ہوئے تھے وہ بھی اب دیکھتے ہوئے میدان میں کود پڑے کہ مصریانیوں اور عمالیقیوں کو جدعون کے مقابلے میں شکست ہوئی ہے۔

اس ہولناک جنگ میں ایک لاکھ بیس[1] ہزار دشمن کے لشکری مارے گئے۔ جدعون کے سپاہیوں نے اس جنگ میں مصریانیوں اور عمالیقیوں کے سالار عوریب اور زئیب دونوں کو زندہ گرفتار کر لیا اور دونوں ہی کو قتل کر دیا گیا تھا۔ یہ صورت حال دیکھ کر مصریانیوں اور عمالیقیوں کے بادشاہ زبح اور ضلمنع دونوں بھاگ کھڑے ہوئے اور ان کے ساتھ ان کی حفاظت کے لیے ان کے لشکر کا ایک حصہ بھی تھا۔ دونوں بادشاہوں کا تعاقب کرتے ہوئے اپنے لشکر کے ساتھ جدعون جب اسرائیلیوں کی ایک بستی سکات میں آیا تو اس نے وہاں کے اسرائیلیوں سے کہا۔ کہ میرے لشکر تھک گئے ہیں تم ان کے لیے کھانے کا بندوبست کر دو لیکن انہوں نے ایسا کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ ان کے اس انکار پر جدعون نے غصے میں کہا جب زبح اور ضلمنع پر قابو پاؤں گا تو میں تمہارے جسموں نچواؤں گا۔ پھر جدعون سکات سے نکل کر فنوایل نام کی بستی میں آیا اور ان سے بھی التماس کی کہ وہ اس کے لشکریوں کے کھانے کا بندوبست کریں لیکن انہوں نے بھی ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔

اس پر جدعون نے فنوایل کے لوگوں کو دھمکی دی کہ زبح اور ضلمنع پر قابو پانے کے بعد وہ ان کے شہر کی فصیل کے برج کو گرا کر رکھ دوں گا۔ اس طرح جدعون کے دونوں بادشاہوں کا تعاقب جاری رکھا اور دونوں کو پکڑ کر اس نے قتل کر دیا تھا۔ یہ کام کرنے کے بعد جدعون لوٹا اپنے وعدے کے مطابق اس نے فنوایل شہر کی فصیل کا برج گرا دیا۔ پھر وہ سکات میں آیا۔ وہاں ستتر سرداروں اور بزرگوں کو اس نے ایک جگہ جمع کیا پھر اس نے ببول اور گلاب کے کانٹوں سے سکاتیوں کی خوب تاریب اور مرمت کی۔ اس کے بعد بنی اسرائیل نے جدعون[2] کو اپنا بادشاہ بنا لیا اور وہ ان پر حکومت کرنے لگا تھا۔

---

[1] توریت میں اس جنگ کے اندر مارے جانے والے مصریانیوں اور عمالیقیوں کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار لکھی ہے۔

[2] اس جدعون کی بہت سی بیویاں تھیں جن سے اس کے ستر بیٹے تھے۔

جھیل میروک کے کنارے کی سرائے میں اپنے قیام کے دوسرے روز یوناف شام سے کچھ دیر قبل اپنے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا کہ سرائے کا ایک ملازم تیزی سے اس کمرے میں داخل ہوا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے اس ملازم نے کہا۔ اے آقا! سردار مجستا آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ یوناف اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور پوچھا، سردار مجستا اس وقت کہاں ہے۔ سرائے کے ملازم نے کہا۔ وہ اس وقت آپ کے کمرے سے باہر کھڑا ہے، اور اس کے ساتھ اس کی بیٹی قرطیبہ بھی ہے۔ اس نے مجھے آپ کی طرف اس لیے بھیجا ہے کہ آپ اسے ملنے کی اجازت دیں۔ یوناف نے کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ مجھ سے ملنے کے لیے اسے میری اجازت حاصل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ وہ جب چاہے میرے کمرے میں آ کر مجھ سے مل سکتا ہے یوناف جب اپنے کمرے کے دروازے پر آیا تو ٹھٹھک کر رہ گیا۔ گو مجستا اس کے کمرے سے باہر کھڑا تھا۔ اور اس میں ٹھٹھکنے کی کوئی وجہ نہ تھی۔

لیکن مجستا کے ساتھ جو اس کے ساتھ اس کی بیٹی قرطیبہ تھی وہ اس کے ٹھٹھکنے کی وجہ تھی۔ وہ لڑکی ما فوق الفطرت حد تک خوبصورت اور پرکشش تھی۔ اس کی بڑی بڑی اور سبز گہری اور پرکشش آنکھوں کے اندر ایک تابکاری و ہیبت، ایک طلسم و زمزمہ ایک فسوں ساز برق آگ کے شعلوں کی ایک شدت، شدید قسم کی سحر کی کشش تھی اس کے علاوہ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اس کی آنکھوں میں انگاروں کے طیش اور لوٹے خلوص کا امتزاج ہو۔ اس کی آنکھیں بپھرے ہوئے دو تند دھاروں کی مانند تھیں جس کی وجہ سے یوناف زیادہ دیر تک اس لڑکی کی نگاہوں سے نگاہیں نہ ملا سکا تھا اور اس نے اس کے سراپا کا جائزہ لینا شروع کیا۔

اس کے سحر سوز ساز میں ڈوبا مربوط جسم ایک آئینۂ آبگینہ تھا۔ اس کا تناسب بے نظیر رنگ و جوانی جیسے ساگر بیتی اور جام مستی۔ اس کے چہرے کی سرخی کی آبشاروں میں عنبر و خوشبو، بے انت پیار میں بیدار حسرتوں کا رقص تھا۔ اس کے ہونٹوں کی بولتی خاموشی میں آتشیں حروف کے پیغامات تھے۔ یوناف نے یہ بھی محسوس کیا کہ اس لڑکی کی نور کا منبع آنکھیں جن میں ایک گرسنگی ایک پیاس تھی اس طرح یوناف کا جائزہ لے رہی تھیں جس طرح یوناف اس کا جائزہ لے رہا تھا۔ سردار مجستا نے جب دیکھا کہ یوناف

اس کی بیٹی قرطیبہ کو بغور اور محویت سے دیکھ رہا ہے تو اس نے بڑی عاجزی اور انکساری میں پوچھا اے روحوں کو تسخیر کرنے والے آقا! میرے ساتھ یہ میری بیٹی ہے۔ اس کا نام قرطیبہ ہے۔ کیا آپ کو اس پر اعتراض نہیں کہ یہ میرے ساتھ کیوں آئی ہے۔ دراصل میری بیٹی قرطیبہ کو ایسے لوگوں سے ملنے کا بے حد شوق ہے۔ جو روحوں کو تسخیر کرنے والے ہوں اسی بنا پر اس نے آپ سے ملنے کی خواہش کی اور میں اسے اپنے ساتھ لے آیا اس پر یوناف چونکا اور سنبھلا۔ پھر اس نے کہا میں بھلا قرطیبہ کے آنے پر کیوں اعتراض کروں گا ہاں مجھے آپ کے اس رویے پر ضرور اعتراض ہے کہ آپ اجنبیوں کی طرح میرے کمرے کے دروازے پر کھڑے ہو گئے ہیں۔ آپ دونوں باپ بیٹی کو یہاں کھڑے ہو کر اجازت طلب کرنے کے بجائے سیدھا میرے کمرے میں چلا آنا چاہیے تھا۔

مجستا نے معذرت طلب انداز میں کہا۔ اے آقا! آئندہ ایسا ہی ہو گا۔ ہم بغیر اجازت ہی کے آپ کے کمرے میں آ جایا کریں گے۔ اس کے ساتھ یوناف نے دروازے سے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔ یوناف کے کہنے پر مجستا اور اس کی بیٹی اندر داخل ہوئے اور کمرے میں یوناف کے سامنے ایک نشست پر بیٹھ گئے پھر مجستا نے خود ہی گفتگو کی ابتدا کرتے ہوئے کہا، میری بیوی مر چکی ہے اور ہم گھر کے صرف تین ہی افراد ہیں۔ ایک میری بیٹی قرطیبہ اور ایک ہی میرا بیٹا ہے۔ جس کا نام روفاش یہ یوناش دیوانگی اور جنون کی حد تک شکار کا شوقین اور شکار کے سلسلے میں کئی کئی ہفتے اور کئی کئی ماہ گھر سے باہر ہی رہتا ہے۔ اب بھی وہ پچھلے کئی روز سے شکار پر گیا ہوا ہے۔

مجستا ذرا رکا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔ اگر میرا بیٹا روفاش اس وقت گھر پر ہوتا تو ضرور ہم دونوں باپ بیٹی کے ہمراہ آپ کی خدمت میں حاضری دیتا۔ اے آقا! ایک تو میری بیٹی قرطیبہ آپ سے ملنے کی بڑی خواہش مند تھی دوسرے میں اس لیے بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ سے پوچھوں۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ آپ اس سرائے کے بجائے میرے گھر میں قیام کریں۔ اگر آپ ایسا کریں تو یہ میرے لیے بڑی سعادت اور فخر و عزت افزائی کی بات ہو گی۔ مجستا کے خاموش ہونے پر یوناف بولا۔ اے مجستا! میں آپ کی اس ہمدردانہ اور شفیقانہ پیشکش پر آپ کا ممنون و احسان مند ہوں لیکن میرا اس سرائے میں قیام کرنا ہی بہتر اور سود مند ہے۔ کیونکہ میں یہاں رہ کر ان خونخوار

اور خوفناک و مافوق الفطرت چیتوں کے خلاف حرکت میں آسکتا ہوں اور ان پر قابو پاسکتا ہوں۔

مجستا کے دوبارہ کچھ کہنے سے قبل اس کی بیٹی قرطیسہ نے پہلی بار یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ اے روحوں کو تسخیر کرنے والے مافوق البشریت انسان! کیا آپ کو یقین ہے کہ آپ ان چیتوں پر قابو پالیں گے جس کا ان سرزمینوں کے اندر بری طرح خوف و ہراس پھیلا ہوا ہے۔ یوناف نے محسوس کیا کہ قرطیسہ کی آواز یوں اس کی سماعت میں سمائی گئی سدا ویران خوابوں، سنسان جنگلوں اور اجاڑ ویرانوں کی روگ سے نجات دینے والی کوئی سناتی رہی ہو۔ اس پر یوناف نے عزم و استقلال سے بھرپور اپنی آواز میں کہا! اے مجستا کی بیٹی! حالات کیسے بھی بُرے اور بدترین کیوں نہ ہو جائیں میں ضرور ان فوق البشریت چیتوں پر قابو پاؤں گا اور ہر صورت میں یہاں کے لوگوں کو ان کی خونخواری سے نجات دلا کر رہوں گا۔ میں نے یہ کام کرنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ اور جس کام کے لیے میں ایسا ارادہ کر لیتا ہوں تو پھر میں اپنی ساری قوتوں اور توانائیوں کے ساتھ اس کے پیچھے بڑھ جاتا ہوں۔ سوائے مجستا کی بیٹی۔ یہ کام بھی مجھے ہر صورت میں کرنا ہے۔ اور میں اسے کر کے رہوں گا۔

جواب میں قرطیسہ پھر کچھ کہنے ہی والی تھی کہ ایک نوجوان بدحواس اور بھاگتا ہوا سرائے کے اس کمرے میں داخل ہوا اور مجستا کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ تھوڑی دیر قبل اس مافوق البشریت چیتے کے جھیل کے کنارے ایک نوجوان کو چیر کھایا ہے۔ وہ نوجوان کوئی اجنبی سوداگر تھا اور پچھلے چند روز سے اس سرائے میں ٹھہرا ہوا تھا۔ اس کی لاش جھیل کے کنارے پڑی ہوئی ہے۔ یہ خبر سن کر مجستا اپنی جگہ سے بدک کر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ دوسری طرف قرطیسہ بھی اپنی جگہ پر کھڑی ہو گئی تھی۔ ایسا لگتا تھا۔ اس کے جذبات و جوانی میں ایک ہلچل برپا ہو گئی ہو۔ اس کی طلسم دل نشین جیسی آنکھوں کے اندر ایک طغیانی اور تلاطم خیز اتر آئی تھی۔ اس سے اس کی حالت ڈوبتے چاند، ٹوٹتی لہروں ریت کے گرداب اور ڈراؤنی سرگوشیوں جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ یوناف خود بھی آندھیوں کے جھکڑ جیسی غضب ناک حالت میں اٹھ کھڑا ہوا اور یہ اطلاع کرنے والے جوان کو مخاطب کر کے اس نے پوچھا۔

یہ اطلاع تمہیں کس نے دی کہ جھیل کے کنارے اس سرائے میں قیام کرنے والے سوداگر جوان کی لاش پڑی ہوئی ہے۔ اس پر اس جوان نے کہا۔ وہ سوداگر جوان اکیلا وہ جھیل کے کنارے نہانے نہ گیا تھا بلکہ اس کے ساتھ سرائے میں قیام کرنے والے کچھ اور جوان بھی تھے۔ وہ سب اکٹھے جھیل پر نہانے گئے تھے۔ پس ان میں سے ایک کو چیتے نے اپنا شکار بنا لیا۔ اور دوسرے وہاں سے بھاگ کر سرائے میں آ گئے اور انہوں نے ہی واپس آ کر یہ اطلاع کی ہے جو میں نے آپ لوگوں کو پہنچا دی ہے۔ اس پر یوناف بولا۔ مجھے ان جوانوں تک کے پاس لے چلو جو جھیل کنارے نہانے گئے تھے اور جنہوں نے وہاں سے واپس آ کر یہ خبر دی ہے۔ اس پر اس جوان نے ایک عزم کے ساتھ کہا۔ آئیے میرے ساتھ میں آپ کو ان کے پاس لے چلتا ہوں۔ آپ لوگ ان سے پوری تفتیش اور تحقیق کر سکتے ہیں۔ اس پر یوناف نے مجستا اور قرطیسہ خاموشی سے اس جوان کے ساتھ ہو لئے تھے۔ وہ جوان انہیں لے کر سرائے کے مالک کے ذاتی کمرے کے پاس آیا اور وہاں کھڑے چند جوانوں کی طرف اشارہ کر کے اس نے کہا۔ یہ ہیں وہ جوان جنہوں نے واپس آ کر یہ خبر دی ہے۔

یوناف نے دیکھا وہاں سرائے کے مالک مرلیشس کے پاس چند نوجوان کھڑے تھے۔ جن کے چہروں پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں اور وہ بے حد خوفزدہ دکھائی دے رہے تھے۔ یوناف ان کے قریب آیا اور انتہائی نرمی میں اس نے انہیں مخاطب کر کے پوچھا۔ اے میرے عزیزو! جھیل میرو کے کنارے تمہارے ساتھ کیا پیش آیا! کیا تم لوگ مجھے تفصیل کے ساتھ یہ نہ بتاؤ گے کہ کیسے اور کس طرح تمہارا ایک ساتھی وہاں چیتے کا شکار ہو گیا! یوناف کے اس استفسار پر ان جوانوں میں سے ایک یوناف کے قریب آیا اور خوفزدہ اور کپکپاتی ہوئی آواز میں اس نے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔

ہم سب اور مارا جانے والا جوان ایک دوسرے کے ساتھی، جاننے والے اور ایک ہی جگہ کے رہنے والے ہیں۔ ہم اکثر سوداگری اور مال کے تبادلے کی غرض سے ان بستیوں کی طرف آتے ہیں اور اسی سرائے میں ٹھہرتے ہیں۔ تھوڑی دیر قبل ہم سب نہانے کی غرض سے جھیل میرو کے کنارے گئے۔ ابھی ہم وہاں جا کر کھڑے ہوئے ہی

تھے۔ کہ زسل کے قریبی جنگل سے ایک مہیب اور ہولناک سیاہ رنگ کا چیتا نمودار ہوا ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے اس نے ہمارے ایک ساتھی پر حملہ کیا اور اسے چیر پھاڑ کر رکھ دیا۔ ہم چیتے کے اس اچانک حملے سے ایسے خوفزدہ ہوئے کہ ہم اپنے ساتھی کو اس کے حال پر چھوڑ کر واپس سرائے میں بھاگ آئے ہیں۔ میں یہاں یہ بھی بتا دوں کہ وہ چیتا کوئی عام چیتا نہ تھا۔ ہم بھی انہی جنگلوں کے رہنے والے ہیں لیکن ہم نے کبھی ایسا چیتا نہیں دیکھا وہ اپنی لمبائی اور قد میں ایک غیر معمولی چیتا ہے وہ بہت لمبا ہے اور قد میں گدھے کے قریب قریب ہے۔ حملہ آور ہوتے وقت ایسا لگ رہا تھا جیسے اس کی آنکھیں انتقام کی آگ برسا رہی ہوں۔ آہ اس نے لمحوں کے اندر ہمارے اس ساتھی کو دبوچا اور اُسے چیر پھاڑ کر رکھ دیا تھا۔

اس جوان کے خاموش ہونے پر یوناف نے ان جوانوں کو مخاطب کر کے کہا۔ کیا تم لوگوں میں سے کوئی وہاں تک میری راہنمائی کرے گا جہاں پر چیتا تمہارے اس ساتھی پر حملہ آور ہوا تھا۔ اس پر ان سب نے اپنے! کانوں کو ہاتھ لگائے پھر ان میں سے ایک نے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔ ہماری تو یہ جواب ہم ادھر کا رخ بھی کریں۔ اس چیتے کے تو خیال سے ہی ہماری روح کانپنے اور جان نکلنے لگتی ہے۔“ یوناف نے ان کی ڈھارس بندھاتے ہوئے کہا تم میرے ساتھ چل کر دیکھو۔ اگر وہ چیتا میری موجودگی میں حملہ آور ہوا تو بس تم لوگوں کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ تمہارا ساتھی جو اس نے شکار کیا ہے یہ اس چیتے کی زندگی کا آخری شکار ہو گا۔ یوناف کی اس ڈھارس اور تسلی پر ان جوانوں نے آپس میں صلاح مشورہ کیا پھر وہ یوناف کے ساتھ جانے پر آمادہ ہو گئے اور ان کے ایک ساتھی نے کہا۔ اگر آپ ہمیں ایسی ہی یقین دہانی دلاتے ہیں تو ہم ضرور وہاں تک آپ کی راہنمائی کریں گے۔ یوناف اس بار ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا۔ تو پھر آؤ میرے ساتھ۔ اس پر وہ سب جوان یوناف کے ساتھ ہو لئے۔ سرائے کا مالک مرلیشس، سردار مجستا اور اس کی حسین بیٹی قرطبیہ بھی یوناف اور ان جوانوں کے ساتھ ہو لیے تھے۔

وہ جوان جب یوناف کو جھیل میرد کے کنارے جائے حادثہ پر لے کر گئے تو یوناف نے دیکھا وہاں پانی ملے جلے خون اور بالوں کی سیاہی کے علاوہ کچھ نہ تھا یوناف اس جگہ حیرت اور تعجب میں دیکھ رہا تھا کہ سردار مجستا نے اسے مخاطب

کر کے کہا۔ اے روحوں کو تسخیر کرنے والے آقا! میں جانتا ہوں کہ آپ حیران و پریشان ہو رہے ہوں گے کہ چیتے کا شکار ہونے والے جوان کی لاش یا پنجر کدھر گیا اور پانی ملا جلا اور بالوں کی سیاہی والا خون کیسا ہے۔ تو میں گزارش کروں گا۔ کہ اس مافوق البشریت چیتے میں نہ جانے کیا خاصیت ہے۔ کہ جس کسی کو بھی یہ اپنا نشانہ بناتا ہے۔ اس کا گوشت نکالنے کے بعد جب چیتا چلا گیا ہے تو اس کے جانے کے بعد اس چیتے کا شکار ہونے والے کی بچی کھچی لاش اور ہڈیاں تک پگھل کر ایسی صورت اختیار کر لیتی ہیں۔ جو یہاں آپ دیکھ رہے ہیں۔ اور ایسی صورت حال میں بہت سے ان مواقع پر دیکھ چکا ہوں۔ جہاں اس چیتے نے لوگوں کو اپنا شکار بنایا تھا۔

مجستا کی اس گفتگو کا یوناف نے کوئی جواب نہ دیا۔ نہ ہی اس نے اس کا کوئی خاص اثر قبول کیا۔ تھوڑی دیر تک وہ اس جگہ کو بغور دیکھتا رہا۔ پھر اس کی نگاہیں وہاں چیتے کے پنجوں پر جم کر رہ گئی تھیں۔ وہاں یوناف نے چیتے کے دو طرح کے پنجے دیکھے۔ ایک طرح کے پنجے وہ تھے جو چیتے کی زسل کے جنگل سے نکل کر جھیل کے کنارے کی طرف گیا تھا بس یوناف چیتے کی انہی پنجوں کے تعاقب میں زسل کے جنگل کی طرف بڑھنے لگا تھا اس پر ایک نوجوان نے چلا کر کہا اے محترم اجنبی! زسل کے اس جھنڈ میں داخل ہونے کی کوشش نہ کرنا میرا خیال یہ ہے کہ وہ چیتا ہمارے اس ساتھی کا شکار کرنے کے بعد ابھی تک یہیں کہیں بیٹھا ہو گا۔ اور مجھے خدشہ ہے کہ تمہارے زسل کے اس جنگل میں داخل ہوتے ہی وہ تم پر جھپٹ پڑے گا۔ اس پر یوناف نے ان جوانوں کو مخاطب کر کے کہا۔ اب تم سب جاؤ میں اب تمہاری ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ میں تم سب کا ممنون ہوں کہ تم نے یہاں تک میری راہنمائی کی۔ یوناف کے کہنے پر وہ جوان وہاں سے چلے گئے تھے۔

تاہم سردار مجستا، اس کی بیٹی قرطبیہ اور سرائے کا مالک مرلیشس وہیں کھڑے رہے تھے۔ چیتے کے پنجوں کا تعاقب کرتے ہوئے یوناف اس جگہ تک آیا۔ جہاں سے آگے زسل کا جنگل شروع ہوتا ہے اس سے آگے وہ چیتے کے پنجے نہ دیکھ سکا کیونکہ زسل کے جنگل میں پنجوں کے نشانات نہ بنے تھے۔ لہٰذا یوناف پھر وہاں سے لوٹ آیا۔ اور مجستا سے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ مجستا نے اسے مخاطب کرتے ہیں پہل کر دی

اور کہا اے عظیم یوناف! اب جب کہ شام ہونے والی ہے تو کیا ہمیں جھیل کے اس کنارے اور ترسل کے اس جنگل کے پاس سے ہٹ نہ جانا چاہیئے۔ اس پر یوناف نے تاسفانہ سے انداز میں کہا۔ اب جب کہ وہ چیتا اپنا کام کر چکا ہے تو یہاں اب کھڑے رہنے سے کیا حاصل! آئیں اب چلتے ہیں۔ چاروں سرائے کی طرف چل دیئے راستے میں سرائے کے مالک مرشیس نے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔

اے مہربان نو وارد! اس چیتے کی وجہ سے یہاں کے لوگوں کے کام کاج ہی نہیں بلکہ میری اپنی سرائے کا کام بھی متاثر ہو رہا ہے، پہلے میری سرائے میں لوگوں کو قیام کرنے کے لیے جگہ نہ ملا کرتی تھی اور ایک ایک کمرے میں کئی کئی لوگ قیام کرتے تھے لوگ بے دھڑک اور بلا جھجک مال کے لین دین کے لیے ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں آیا جایا کرتے تھے۔ لیکن اب وہ بات نہیں رہی۔ اب تو حالت یہ ہو گئی ہے کہ بستیوں کی فصلوں میں کام کرنے والے اور جنگل سے لکڑیاں کاٹنے والے لکڑہارے بھی گروہوں کی صورت میں جاتے ہیں کوئی بھی اکیلا نہیں نکلتا کہ وہ کہیں اس خونخوار چیتے ہی کا شکار نہ ہو جائے۔ یوناف نے یہ گفتگو سننے کے بعد مرشیس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ اور اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے مرشیس! تم دیکھو گے عنقریب یہ حالات پھر پہلے کی طرح معمول پر آ جائیں گے اور لوگ سلامتی ویسے خوشی کے ساتھ اپنے اپنے کام میں لگ جائیں گے۔ مجھے اُمید ہے کہ اس چیتے پر قابو پانے یا اسے ٹھکانے لگانے کے لیے میں ضرور کچھ نہ کچھ کرتے ہیں عنقریب کامیاب ہو جاؤں گا۔

اب چونکہ یوناف، قرطیسہ، مجستا اور مرشیس چلتے چلتے سرائے کے پاس آ گئے تھے لہٰذا یوناف نے گفتگو کا رخ بدلا اور مجستا کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ اے سردار مجستا! تم اب اپنی بیٹی کے ساتھ گھر چلے جاؤ جب کہ میں......... مجستا نے فوراً یوناف کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ اے یوناف! میں جس کام سے آپ کے پاس آیا تھا۔ اس موضوع پر تو ابھی میں نے گفتگو ہی نہ کی تھی کہ اس حادثے کی خبر پا کر ہم آپ کے کمرے سے اٹھ بھاگے۔ کاش اس حادثے کے موقع پر میرا بیٹا روفاش بھی یہاں ہوتا۔ وہ اس چیتے کا شکار کرنے کے لیے بڑا بے چین ہے میرا بیٹا روفاش!

یہ کئی کئی دن تک جو گھر سے غائب رہتا تھا تو اس کا زیادہ تر مقصد اس خونخوار چیتے ہی کو تلاش کرنا ہے۔ وہ ایک عمدہ شکاری ہے۔ بہترین تیر انداز ہے۔ اور ان سرزمینوں کے اندر کوئی بھی طاقت و قوت میں اس جیسا نہیں ہے۔ جب وہ گھر لوٹ کر آیا میں ضرور اسے آپ کے پاس لے کر آؤں گا۔

مجستا کہتے کہتے رکا۔ پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔ اے یوناف! آپ کے پاس سرائے میں آنے کے دو بڑے مقاصد تھے۔ ایک یہ کہ میری بیٹی قرطیسہ آپ سے ملنے کی خواہش مند تھی۔ دوسرا یہ کہ آج آپ رات کا کھانا ہمارے ساتھ کھائیں۔ لہٰذا میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ ابھی سرائے میں جانے کے بجائے ہمارے ساتھ ہمارے گھر چلئے۔ اس پر یوناف بولا۔ اے مجستا میں ایک شرط پر تمہارے ساتھ جانے کو تیار ہوں اور وہ شرط یہ ہے کہ میں تمہارے ہاں رات کا کھانا ضرور کھاؤں گا۔ پھر میں رات گزارنے کے لیے وہاں قیام نہ کروں گا۔ مجستا فوراً بول پڑا اے یوناف! مجھے آپ کی یہ شرط قبول ہے۔ میرے گھر کی کنیزیں تو ابھی تک کھانا تیار کر چکی ہوں گی لہٰذا آپ پھر ابھی ہمارے ساتھ چلئے۔ اس پر یوناف نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا۔ چلئے اسی وقت چلئے۔ مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی مجستا اور قرطیسہ یوناف کو لے کر بستی کی طرف چل دیئے تھے۔

مجستا اور اس کی بیٹی قرطیسہ کے ساتھ یوناف ان کی حویلی میں داخل ہوا اس نے دیکھا وہ ایک وسیع حویلی تھی۔ جس کی تعمیر میں زیادہ تر کوہستانی پتھر استعمال کیا گیا تھا۔ اندر داخل ہوتے ہی قرطیسہ نے تحکمانہ انداز میں حویلی کے خدام کو کھانا لانے کے لیے کہا۔ اس پر حویلی کے خدام تیزی سے حرکت میں آ گئے تھے۔ یوناف کو لے کر مجستا اور قرطیسہ ایک بڑے کمرے میں داخل ہوئے۔ آناً فاناً حویلی کے خدام نے اس کمرے میں کھانا لگا دیا اور پھر وہ تینوں وہاں بیٹھ کر کھانا کھانے لگے تھے۔

کھانا کھانے کے بعد یوناف فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور بولا۔ اے سردار مجستا میں اب جاؤں گا۔ آپ سے کئے ہوئے وعدے اور آپ کی خواہش کے مطابق میں آپ کے ہاں سے کھانا کھا چکا ہوں اس پر مجستا سے پہلے ہی قرطیسہ نے اپنی دلفریب اور برق ان گر گرنے والی مسکراہٹ میں کہا۔ ہم آپ کو روکیں گے تو نہیں اس لیے کہ آپ نے تاکید کی تھی کہ آپ ہمارے ہاں رات نہ رہیں گے۔ لیکن کیا آپ تھوڑی دیر ہمارے پاس بیٹھیں گے بھی نہیں۔ اس پر یوناف نے کہا۔ بیٹھنے کے لیے میں پھر کسی روز آ جاؤں گا اب مجھے چلنا چاہیئے۔ اس بار مجستا نے یوناف کو مخاطب کر کے پوچھا۔

اے یوناف! سورج غروب ہو جانے کے باعث باہر اب اندھیرا ہو گیا۔ اس مافوق الفطرت چیتے کے باعث رات کے اس وقت کوئی بھی اپنے گھر سے نہیں نکلتا۔ اگر آپ مناسب خیال کریں تو میں آپ کے ساتھ اپنے چند مسلح جوان کر دوں وہ آپ کو سرائے تک چھوڑ آئیں گے۔ یوناف نے لاپروائی سے کہا۔ اے سردار مجستا! میں اپنے ساتھ مسلح جوانوں کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ چیتا میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ بلکہ وہ وقت اب دن بدن قریب آتا جا رہا ہے جس میں

ان مافوق الفطرت چیتوں پر مکمل قابو پا کر ان سرزمینوں کو امن و سلامتی مہیا کروں گا اس پر مجستا نے یوناف کے شانے پر پیار سے ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ آیئے پھر چلیں۔ قرطیسہ بھی ان دونوں کے ساتھ ہو لی تھی۔ دونوں باپ بیٹی یوناف کو اپنی حویلی کے بیرونی دروازے پر چھوڑنے آئے۔ وہاں کھڑے ہو کر وہ اسے دیکھتے رہے اور جب تاریکی کی پھیلی چادر میں یوناف ان کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تو وہ دونوں باپ بیٹی بھی حویلی کے اندرونی حصے کی طرف چلے گئے تھے۔

چاند مشرقی افق سے کافی بلند ہو کر چمک رہا تھا اس لیے فضاؤں کی ہر چیز تیز چاندنی سے بغلگیر تھی۔ ایسے میں یوناف جب کلوانام کی اس بستی اور سرائے کے درمیانی حصے میں آیا تو وہ فوراً چونک کر مستعد ہو گیا۔ اس کی حسیات نے اسے ایسا کرنے پر مجبور کر دیا تھا جب وہ سنبھلا تو اس نے دیکھا دائیں طرف سے چاندنی رات کے اندر ایک غیر معمولی جسامت اور قد کاٹھ کا سیاہ چیتا غراتا ہوا تیزی سے نمودار ہوا اور یوناف پر اس نے چھلانگ لگا دی تھی۔ جس وقت چیتے نے یوناف پر چھلانگ لگائی تو یوناف نے فضا کے اندر ہی چیتے کو اپنے دونوں ہاتھوں میں سنبھالا۔ اور پھر خوب قوت کے ساتھ اس نے اس چیتے کو ایک طرف پٹخ دیا تھا۔

لیکن اس چیتے نے بھی بڑی عیاری اور چالاکی کا مظاہرہ کیا تھا۔ فضا کے اندر اس نے دو ایک قلابازیاں کھائیں پھر وہ بڑے آرام سے پنجوں کے بل زمین گرا تھا۔ اور اسے کوئی چوٹ وغیرہ نہ لگی تھی۔ دوبارہ وہ چیتا جب یوناف پر حملہ آور ہونے لگا تو دفعتہً قریبی جنگل سے برق کے ایک کوندے کی طرح۔ ایک اور چیتا نمودار ہوا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے یوناف نے فوراً اپنی تلوار بے نیام کر کے اس پر عمل کیا۔ رات کے وقت اس کی تلوار کسی بڑی مشعل کی طرح جل اٹھی تھی اور پھر یوناف ان دونوں چیتوں کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو گیا تھا۔ لیکن یوناف اس وقت دنگ رہ گیا جب جنگل سے نمودار ہونے والے دوسرے چیتے پر یوناف کی طرف آنے کے بجائے پہلے چیتے پر بری طرح دھاڑتے غراتے حملہ کر دیا تھا۔ رات کی تاریکی میں سیاہ رنگ کے وہ دونوں چیتے بری طرح ایک دوسرے سے لڑنے لگے تھے۔ کافی دیر تک وہ دونوں اپنی پچھلی ٹانگوں پر کھڑے ہو کر لڑتے رہے۔ اس موقع پر یوناف اپنی تلوار بلند کئے آہستہ آہستہ ان کی طرف بڑھنے لگا تھا لیکن

یوناف کی اس وقت انتہا نہ رہی جب اس نے آگے بڑھ کر پہلے چیتے پر اپنی تلوار برسانا چاہی تو دونوں چیتے مافوق الفطرت انداز میں غائب ہو گئے تھے۔ اور وہاں کچھ بھی نہ رہا تھا۔

یوناف وہیں کھڑا رہا۔ اپنی سحر زدہ تلوار اس نے فضا میں بلند کر رکھی تھی اور وہ خوب چمکتے ہوئے روشنی دے رہی تھی۔ پھر یوناف نے سرگوشی کے انداز میں پکارا ابلیکا! ابلیکا! تم کہاں ہو۔ ابلیکا نے فوراً یوناف کی گردن پر اپنا حریری لمس دیا اور بولی میں یہیں ہوں میرے حبیب تمہارا اور ان دونوں مافوق الفطرت چیتوں کا تماشہ بھی دیکھ چکی ہوں۔" یوناف پھر پوچھا۔" ان دونوں چیتوں سے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ اس پر ابلیکا بولی۔ اے یوناف! میرے حبیب! یہ وہی نر اور مادہ چیتے ہیں جو ابلیسی عمل سے وجود میں آئے ہیں۔ ان کی عمر بڑی طویل بھی ہو سکتی ہے اور یہ وہی برس ہا برس تک اپنی اسی جوانی اور توانائی حالت میں رہ کر شیطانوں کی طرح زمین کے اندر دنگا فساد اور خونخوار دہراس پھیلا سکتے ہیں پہلا چیتا جو تم پر حملہ آور ہوا تھا وہ نر تھا۔ اور بعد میں مادہ نمودار ہو کر نر پر حملہ آور ہو گئی تھی۔ یہ دونوں بہن بھائی ہیں اور اے میرے حبیب! ان دونوں کا آپس میں لڑ پڑنا۔ ایک بات کی نشاندہی کرتا ہے جو ہمارے حق میں انتہائی سودمند ثابت ہو سکتی ہے۔ اس پر یوناف نے پوچھا۔

اے ابلیکا! جو کچھ تم کہنا چاہتی ہو کھل کر کہو۔ ابلیکا بولی۔ اے یوناف ان دونوں چیتوں کے اس طرح اچانک نمودار ہو کر حملہ آور ہونے سے دو باتیں سامنے آتی ہیں ایک یہ کہ یہ دونوں بہن بھائی یہیں اس کلوا نام کی بستی میں ہی رہتے ہیں اور اب ہمیں تیزی کے ساتھ انہیں تلاش کرنا ہو گا کہ یہ کون ہیں اور بستی میں کون سے گھر میں یہ دونوں رہتے ہیں۔ اور دوسری بات یہ سامنے آتی ہے میرے حبیب! کہ یہ مادہ چیتا ایک لڑکی کی حیثیت سے تمہیں پسند کرنے لگی ہے۔ اس کا یوں اچانک نمودار ہو کر چیتے پر حملہ آور ہونا اس علامت پر اظہار ہے کہ اس نے چیتے کے مقابلے میں تمہاری مدد کی ہے۔ لہٰذا یہ لڑکی اس بستی میں جہاں کہیں بھی رہتی ہے تم سے محبت اور تمہیں پسند کرنے لگی ہے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ اپنے بھائی پر حملہ آور ہونے کے بجائے تم پر حملہ آور ہوتی اور اپنے بھائی کے ساتھ مل کر تمہارا خاتمہ کرنے کی کوشش کرتی۔ لہٰذا یہ انکشاف ہمارے لیے خوش کن ہے کہ یہ لڑکی تمہیں پسند کرنے لگی

ہے۔ اور اس پسند اور چاہت کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے۔ کہ ممکن ہے۔ لڑکی اس آدم خوری میں شامل نہ ہو۔ وہ امن پسند ہو اور اپنے بھائی کی اس آدم خوری اور خون ریزی کو ناپسند کرتی ہو۔

ابلیکا کے خاموش ہونے پر یوناف بولا" اے ابلیکا! میری حبیبہ! اس مادہ کے رویے سے چند اور انکشاف بھی سامنے آتے ہیں ابلیکا نے چونک جانے والی آواز میں پوچھا۔ وہ کیا۔ اس پر یوناف جواب دیتے ہوئے بولا۔ اوّل یہ کہ دونوں بہن بھائی اکٹھے نہیں رہتے۔ مختلف مکانوں اور مختلف جگہوں میں رہتے ہیں کیونکہ اگر ان دونوں کے مزاج اور دونوں کی طبیعتوں میں اس قدر فرق ہے تو پھر یہ دونوں اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ اس بستی کے اندر دونوں کہیں علیحدہ علیحدہ رہ رہے ہیں۔ دوئم یہ کہ اب جب کہ لڑکی نے اپنے بھائی کے خلاف میری مدد کی ہے تو عزازیل اور اس کے ساتھی اس لڑکی کے خلاف ہو جائیں گے اور کسی بھی طرح اسے راستے سے ہٹانے یا اس کا خاتمہ کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس لیے میرا کام یہ بھی ہو گا کہ ہم تیزی کے ساتھ اس لڑکی کو تلاش کریں اور اس کے علاوہ عزازیل اور اس کے ساتھیوں سے اس کی حفاظت بھی کریں۔

ابلیکا بولی۔ تم درست کہتے ہو یوناف! سب سے پہلے تو اب ہمیں۔ اس لڑکی ہی کو تلاش کرنا ہو گا تاکہ اسے عزازیل اور اس کے ساتھیوں سے بچایا جا سکے اور دوئم یہ کہ اگر وہ تمہیں پسند کرتی ہے تو ہم اسے اپنے ساتھ بھی ملا سکتے ہیں اور چونکہ ان کی عمر بڑی طویل ہو گی لہٰذا وہ ہمارے ساتھ مل کر شیطان اور بدی کے خلاف ہماری کوشش اور جدوجہد ہماری حصہ دار اور ہماری مددگار بھی بن سکتی ہے کیونکہ شیطانوں کی طرح یہ لڑکی بھی بہت سی مافوق البشریت قوتوں کی مالک ہو گی۔ یوناف نے ابلیکا کے خیالات کی تائید کی تم درست کہتی ہو ابلیکا میں اس لڑکی کو ضرور اپنا ساتھی اور اپنا مددگار بنا کر اپنے ساتھ رکھوں گا۔ اور اگر اس نے پسند کیا اور تمہیں کوئی اعتراض نہ ہوا تو میں اس سے شادی کر لوں گا اس طرح وہ میری بیوی کی حیثیت سے میرے لیے زیادہ پرخلوص ہو جائیگی۔ آنے والے دور میں وہ عزازیل کی ترغیب میں نہ آئیگی اور میری اچھی مددگار اور معاون ثابت ہو گی، یوناف کے اس فیصلے پر ابلیکا کی مسکراتی اور خوشیاں برساتی ہوئی آواز سنائی دی۔

اے یوناف! مجھے اس شادی پر کیوں اعتراض ہو سکتا ہے۔ اگر وہ لڑکی ہمیں مل جاتی ہے اور تمہارے ساتھ شادی کرنے پر وہ آمادہ ہو جاتی ہے تو یقیناً گناہ اور بدی کے خلاف نیکی اور خیر کے فروغ کے لیے وہ ہماری بہترین ساتھی ثابت ہو سکتی ہے۔ بہرحال بستی کے اور سرائے کے اس درمیانی حصے میں چیتے نے تم پر حملہ آور ہو کر ہم پر نئے راز بھی کیوں کھول دیئے ہیں۔ اب تم سرائے میں جا کر آرام کرو۔ اس کے ساتھ ہی یوناف نے اپنی تلوار پر اپنا سری عمل ختم کر دیا۔ پھر وہ بڑی تیزی سے سرائے کی طرف جا رہا تھا۔

عزازیل اجودھیا شہر میں متھرا کے گھر میں اس کمرے کے اندر نمودار ہوا جس میں عارب یوسا اور نبیطہ رہائش پذیر تھے۔ وہاں نمودار ہوتے ہی عزازیل نے ان تینوں کو مخاطب کر کے کہا اے میرے گماشتو! اے میرے عزیزو! تم اپنی یہاں کی رہائش اب ترک کر دو اور میرے ساتھ یہاں سے کوچ کرنے کی تیاری کرو۔ میں تمہارے لیے ایک اچھی اور ایک بری خبر لے کر آیا ہوں۔ اچھی خبر یہ ہے۔ کہ رام اور سیتا اور رام کا بھائی لچھمن ان دنوں جنوبی جنگل بن باس کاٹ رہے ہیں اور جنگل کے اندر انہوں نے ایک کٹیا بنا رکھی ہے جس کے اندر وہ رہائش پذیر ہیں۔ لیکن اب میں ان تینوں کو ایک بڑے کرب اور عذاب میں ڈال کر رکھ دوں گا اور وہ اس طرح ہندوستان کے جنوب میں ایک بہت بڑا جزیرہ ہے جسے لنکا راج کہتے۔ اس لنکا کے راجہ کا نام راون ہے۔

سنو میرے ساتھیو کہ اسی راجہ راون کی ایک بہن کہ جس کا نام شورپٹکا ہے۔ آج صبح ہی صبح اپنے محافظوں اور اپنی سہیلیوں کے ساتھ کشتیوں اور جہازوں کے ذریعے ہندوستان کی سیر کے لیے اس کے جنوبی ساحل پر اتری۔ پس میں اس شورپٹکا کے خلاف حرکت میں آیا۔ اور اس کے دل میں رام کے لیے چاہت پیدا کی اور اسے رام کی طرف مائل کیا۔ کیونکہ یہ راج کماری شورپٹکا رام کی کھٹیا کے قریب ہی سمندر کنارے لنگر انداز ہوئی تھی۔ پس اے میرے عزیزو، یہ حسین و خوبصورت لڑکی جس کا نام شورپٹکا ہے میری دلائی ہوئی ترغیب پر رام کی طرف گئی اور اسے اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ ایسا کرنے میں ناکام رہی کیونکہ وہ رام کو اپنی طرف مائل نہ کر سکی تھی۔ اس پر مزید اس کی بدبختی اور نامرادی یہ ہوئی کہ رام کی بیوی سیتا نے اسے رام کو اپنی طرف مائل کرتے دیکھ لیا۔ لہٰذا سیتا اس کے پیچھے پڑ گئی اور اسے مار مار کر وہاں سے بھاگ جانے پر مجبور کر دیا۔

اے میرے عزیز! اب یہ حسین شور پٹکا واپس اپنے دیس لنکا روانہ ہو گئی ہے جہاں جا کر یہ اپنے بھائی اور لنکا کے راجہ راون سے سیتا کی شکایت کرے گی کہ اس نے اس پر ہاتھ اٹھایا ہے اور اسے مار مار کر ہندوستان کی سرزمین سے بھگا دیا ہے۔ سوائے میرے عزیزو! ہم بھی ابھی اور اسی وقت لنکا کی طرف کوچ کریں گے۔ وہاں میں لنکا کے راجہ راون سے ملوں گا اور اسے بہلا پھسلا کر اور ترغیب و اکساہٹ دیکر اس سے ایسے ایسے کام کراؤں گا کہ میں اس رام، اس کی بیوی سیتا اور رام کے بھائی لچھمن کو ایک نئی کٹھنائی اور مصیبت میں ڈال کر رکھ دوں گا۔

عزازیل کے خاموش ہونے پر عارب نے پوچھا۔ اے میرے آقا! یہ تو ایک اچھی خبر ہے جو آپ نے سنائی ہے۔ اس سے ہمیں گناہ اور بدی پھیلانے کا موقع میسر ہوگا۔ اور وہ بری خبر کیا ہے جس کا آپ نے پہلے ذکر کیا ہے۔ اس بار عزازیل نے دیگر سی آواز میں کہا۔ اور اے میرے عزیزو! بری خبر یہ ہے کہ مغربی افریقہ کے وسطی حصے میں جھیل ہیرو کے کنارے کی بستیوں میں جو مافوق الفطرت زیادہ چیتے میں نے کھڑے کئے تھے، یوناف اب ان کے پیچھے پڑ گیا ہے اور اگر ہم ان چیتوں کی مدد کرنے پہنچے تو یوناف ضرور انہیں کسی فتنے میں مبتلا کر کے رکھ دے گا۔ لہٰذا میرا ارادہ یہ ہے کہ رام سیتا اور اس لچھمن کا قصہ نمٹانے کے بعد ہم افریقہ میں یوناف کا رخ کریں گے۔ آؤ اب یہاں سے کوچ کریں کہ میرے ساتھی پہلے ہی لنکا کی راج کماری شور پٹکا کے ساتھ لنکا کی طرف روانہ ہو چکے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی عزازیل، عارب، بیوسا اور نبیطہ اپنی پراسری قوتوں کو حرکت میں لائے اور وہاں سے غائب ہو گئے تھے۔

عزازیل، عارب، بیوسا اور نبیطہ سادھوؤں اور پجارنوں کے بھیس میں لنکا میں نمودار ہوئے اور لنکا کے راجہ راون سے ملنے کی اجازت چاہی۔ راجہ نے ان چاروں کو فوراً اندر بلا لیا۔ جب وہ چاروں اس کے سامنے گئے تب راجہ نے انہیں مخاطب کر کے کہا۔ تم لوگ کون ہو اور کس سلسلے میں مجھ سے ملنا چاہتے ہو۔ اس پر عزازیل بولا۔ اے راجہ! میں تو ایک گمنام بلکہ بے نام سادھو ہوں اور یہ جو میرے ساتھ ہے میرا داس ہے اور یہ دونوں ناریاں میری داسیاں ہیں۔ راجہ راون بیوسا اور نبیطہ کے بے پناہ حسن سے متاثر ہوتے ہوئے بولا اے اجنبی و گمنام سادھو! تیرے ساتھ یہ جو دو ناریاں اور آپ کی داسیاں ہیں۔ ان جیسا حسن اور ان جیسی کشش میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ اے سادھو! کیا تم ان دونوں ناریوں کو میرے حوالے نہیں کرتے کہ یہ دونوں میرے اس محل اور میرے شبستان کی زینت بن کر خوشگوار و پرسکون زندگی بسر کریں۔

اس پر عزازیل نے خفگی کا اظہار کرتے ہوئے اپنا ہاتھ فضا میں بلند کیا۔ اور اس کے ردعمل میں جس سنہری تخت پر راجہ بیٹھا ہوا تھا اس تخت کے چاروں طرف آگ کے بلند شعلے بھڑک اٹھے تھے یہ سماں دیکھ کر راون کے سارے پجاری خوفزدہ اور بدحواس ہو گئے تھے۔ جب کہ راون نے چلاتے ہوئے کہا۔ اے مالک مجھے شما کیجئے۔ میں تو آپ کا ادنیٰ داس ہوں مجھ سے بھول ہوئی غلطی ہوئی مجھے شما کیجئے۔ اس پر عزازیل نے پھر اپنا ہاتھ فضا میں بلند کیا۔ اور آگ غائب ہو گئی ساتھ ہی عزازیل کی بھاری تحکمانہ آواز راجہ راون کے محل میں گونج گئی تھی۔ اے مورکھ انسان آئندہ ان ناریوں سے متعلق ایسے برے خیالات اور ایسی بدکلامی کی گفتگو نہ کرنا ورنہ میں تیرا یہ وجود بھسم کر کے رکھ دوں گا۔ اس پر راون اپنے تخت پر آگے کی طرف جھک گیا اور پوچھا۔ مہاراج! آپ یہ کہیں کہ آپ کا اس طرف کیسے آنا ہوا۔ عزازیل نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔ اے راون میں تیری بہتری اور بھلائی کو تیرے پاس آیا ہوں۔ راون نے پرشوق نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اے مہاراج آپ کے آنے میں میری کون سی بہتری اور بھلائی ہے۔

عزازیل پھر بولا۔ اور راون سے پوچھا" تیری بہن جس کا نام شور پٹکا ہے کہاں ہے راون بولا وہ گزشتہ کئی دن سے ہندوستان کے ساحل کی طرف گئی ہوئی ہے۔

عزازیل اس بار بلند آواز میں بولا۔ اے راون! ہندوستان کے اس ساحل پر رام چندر نام کا ایک شخص اپنے بھائی اور بیوی کے ساتھ رہتا ہے۔ رام نام کا یہ شخص بن باس کاٹ رہا ہے۔ اس کے ساتھ اس کا بھائی لچھمن اور بیوی سیتا دیوی بھی ہے۔ اسی سیتا دیوی نے تیری بہن شور پٹکا کو خوب مارا ہے اور اب شور پٹکا مار کھانے کے بعد آپ کی طرف آ رہی ہے تاکہ اس سیتا کے خلاف آپ سے شکایت کرے اور آپ اپنی بہن کی حمایت میں اس سیتا کے

خلاف انتقامی کارروائی کریں۔ اور اے راون تمہاری بہن شور ٹپکا کا انتقام لینے میں میں اور میرے ساتھی بھی تمہاری مدد کر سکتے ہیں اور اے راجہ اگر تو جاننا چاہتا ہے کہ یہ انتقام کیسے اور کس طرح لیا جا سکتا ہے تو پھر تم اپنے اس دربار کو برخاست کردو۔ تاکہ ہم تمہارے ساتھ علیحدگی اور تنہائی میں گفتگو کر سکیں۔ راجہ راون نے اسی وقت دربار برخاست کرنے کا اعلان کر دیا تھا۔

راجہ راون کے سارے درباری جب وہاں سے اُٹھ کر چلے گئے اور عزازیل نے راجہ سے کچھ کہنا چاہا ہی تھا کہ راجہ راون کی بہن شور ٹپکا وہاں داخل ہوئی۔ جب وہ راجہ کے قریب آئی اور کچھ کہنے کا ارادہ کیا تو راجہ راون نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے شور ٹپکا! میری بہن یہاں میرے قریب آ کر بیٹھو۔ میں جانتا ہوں کہ ہندوستان کے ساحل پر سیتا نامی ایک ناری نے نہ صرف یہ کہ تیری تذلیل کی ہے بلکہ تجھ پر ہاتھ بھی اٹھایا ہے۔ پس تو مطمئن رہ میں تیری اس اہانت کا انتقام ضرور لوں گا۔ راجہ راون کی بہن شور ٹپکا نے حیرت اور پریشانی کے ملے جلے انداز میں پوچھا۔ آپ کو کیسے خبر ہوئی کہ ہندوستان کے ساحل پر سیتا نام کی کسی لڑکی نے میرے ساتھ ایسا ذلت آمیز سلوک کیا ہے۔ راجہ راون نے اپنے سامنے کھڑے عزازیل کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ میرے سامنے جو یہ سادھو کھڑے ہیں یہ مہاشکتیوں کے مالک ہیں۔ تمہارے آنے سے قبل ہی انہوں نے مجھے اطلاع کر دی تھی کہ ہندوستان کے ساحل پر تم پر کیا بیتی۔ اس کے ساتھ ہی راجہ راون نے عزازیل اور اس کے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے انتہائی انکساری میں کہا۔ مہاراج! آپ اور آپ کے یہ داس کھڑے کیوں ہیں۔ آپ بیٹھ جائیے۔

عزازیل اور اس کے ساتھی وہاں خالی نشستوں پر بیٹھ گئے۔ اس دوران شور ٹپکا نے اپنے بھائی راون کو مخاطب کر کے کہا۔ ان سادھوں نے جو آپ کو اطلاع دی ہے وہ درست ہے۔ ہندوستان کے ساحل پر سیتا نام کی اس ناری نے نہ صرف میری اہانت اور تذلیل کی بلکہ اس نے مجھ پر ہاتھ بھی اٹھایا اور مارا پیٹا بھی سیتا نام کی یہ ناری وہاں بن کے اندر ایک کٹیا میں اپنے پتی رام اور پتی کے بھائی لچھمن کے ساتھ رہتی ہے۔ اب میری تسکین اس

وقت ہی ہو سکتی ہے جب آپ ان سے انتقام لیں راجہ راون نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ میں ان سے ضرور انتقام لوں گا۔ کوئی راجہ راون کی بہن کی تذلیل کرے اس پر ہاتھ اٹھائے اور میں خاموش رہوں۔ ہرگز نہیں۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ میں ان سادھوں سے مشورہ کر کے ضرور حرکت میں آؤں گا۔ اس پر سیتا کو اٹھا کر یہاں لاؤنگا اور اسے اپنی پتنی بنا کر چھوڑوں گا۔ اور اگر اس نے مجھ سے بیاہ کرنے سے انکار کیا۔ تو میں اسے یہاں قید کر دوں گا۔ یہاں تک کہ وہ تنگ آ کر خود ہی میری پتنی بننے پر رضامند ہو جائے گی، اور اگر اس پر بھی وہ رضامند نہ ہو گی تو پھر سارے جیون کی کٹھنائیاں برداشت کرنے کے لیے یہاں اسیری کی زندگی بسر کرتی رہیگی۔

راجہ راون تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہوا۔ پھر اس نے عزازیل کو مخاطب کر کے پوچھا اے مہاراج! اب آپ ہی بتائیے کہ سیتا سے اپنی بہن کا انتقام لینے کے لیے مجھے کیا کارروائی کرنی چاہیئے۔ اس پر عزازیل بولا۔ اے راجہ! جو میں مشورہ تمہیں دینے والا ہوں۔ اس پر عمل کرو گے تو نہ صرف اپنا انتقام لینے میں کامیاب رہو گے بلکہ تم اس طرح سیتا کو اپنی پتنی تک بنا سکو گے اور اگر ہمارے مشورے پر عمل نہ کرو گے تو اس میں تمہارے لیے دو بڑی قباحتیں کھڑی ہوں گی۔ اوّل یہ کہ سیتا کا پتی رام اور اس کے بھائی لچھمن بھی کچھ سری قوتیں رکھتے ہیں اور یہ سری علوم انہوں نے اپنے گرو اور استاد دھشت سے حاصل کئے ہیں اور دوسری بات یہ کہ ان کی مدد کے لیے یوناف نام کا ایک جوان بھی آجاتا ہے۔ یہ جوان انتہائی طاقتور ہے۔ بے شمار سری قوتوں کا مالک ہے اور نیکی و خیر کا نمائندہ ہے اس پر قابو پانا ہمارے بس کی بھی بات نہیں ہے۔

راجہ راون نے پوچھا۔ اے مہاراج! کیا ایسی گفتگو کر کے آپ میری حوصلہ شکنی کرنا چاہتے کہ میں اپنی بہن کا انتقام نہ لوں۔ عزازیل بولا۔ نہیں ایسی بات نہیں بلکہ میں چاہتا ہوں کہ تم یہ انتقام ضرور لو مگر کسی طریقے سے۔ اور اگر تم نے اندھا دھند اپنے آدمی بھیج کر سیتا سے انتقام لینے کی کوشش کی تو نقصان اٹھاؤ گے۔ راون نے غور سے عزازیل کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ یہ انتقام لینے کے لیے اے مہاراج ہمیں پھر کونسا طریقہ استعمال میں لانا چاہیے۔ عزازیل

نے بغیر کسی توقف کے کہا اے راجہ۔ طریقہ کار یہ ہے کہ تم اپنے کچھ آدمیوں کے ساتھ آج ہی ہندوستان کی سرزمین کی طرف کوچ کرو اور وہاں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ راون نے فوراً عزازیل کی بات کاٹتے ہوئے پوچھا۔

میں وہاں جا کر کیا کروں گا ؛ عزازیل نے جھڑک دینے کے انداز میں کہا۔ پہلے میری پوری بات سنو اس کے بعد دخل اندازی کرتے ہوئے گفتگو کرو۔ راون نے ہار ماننے کے انداز میں۔ ہاں آپ اپنی بات پوری کریں۔ عزازیل پھر بولا۔ اے راجہ یہ جو تم میرے ساتھ میرا ایک داس اور دو داسیاں دیکھ رہے ہو۔ ان کے علاوہ بھی میرے اور بہت سے داس ہیں جو بے پناہ سری قوتوں کے مالک ہیں۔ اب سنو میں تمہارے توسط سے سیتا کو یہاں لانے کا کیا طریقہ کار استعمال کروں گا۔ ایسا ہے کہ میں اپنے ایک داس کو مقرر کروں گا جو ایک بے حد خوبصورت ہرن کی شکل دھار کر رام اور سیتا کی کھٹیا کے پاس جائے گا۔ اس موقع پر میں سیتا کے دل میں اس ہرن کے لیے چاہت و ضرورت بھر دوں گا جس کے تحت وہ رام سے مطالبہ کریں کہ یہ ہرن مجھے بے حد پسند ہے۔ لہٰذا میرے لیے یہ ہرن پکڑ دے۔ اس طرح میں اس موقع پر رام کے دل میں بھی یہ خواہش پیدا کر دوں گا کہ وہ سیتا کی اس مانگ اور خواہش کی ضرور تکمیل کرے۔

پس اسی خواہش کی تکمیل کے لیے رام جب اس ہرن کو پکڑنے کی کوشش کرے گا تو وہ ہرن وہاں سے بھاگ کھڑا ہو گا۔ اور رام اس کے تعاقب میں لگ جائے گا۔ جب رام اس ہرن کا تعاقب کرتے ہوئے اسے پکڑنے کے لیے اس کے نزدیک پہنچ جائے گا تو یہ ہرن تیزی سے بھاگ کھڑا ہو گا۔ اور اگر رام تھکاوٹ کے باعث پیچھے رہ جائے گا تو ہرن اپنی رفتار سست کر دے گا تاکہ رام یہ تعاقب جاری رکھنے اور حوصلہ ہار کر تعاقب ترک نہ کر دے۔ اس طرح یہ ہرن رام کو اس کھٹیا سے بہت دور پہنچا دے گا۔ اس دوران میں ایک کام اور کروں گا اور وہ کام یہ ہو گا کہ میں سیتا کے دل میں طرح طرح کے وسوسے پیدا کر دوں گا اور اسے رام کی سلامتی سے متعلق فکرمند کر دوں گا اور اس کے دل میں یونا ف کی بات ڈالوں گا کہ وہ رام کے بھائی لچھمن کو رام کے تعاقب میں روانہ کرے تاکہ وہ رام کو خیریت کے ساتھ

واپس گھر لے کر آئے۔ پس سیتا کے کہنے پر جب لچھمن رام کے پیچھے جائے گا تو سیتا اکیلی رہ جائے گی۔ لہٰذا راجہ اس موقع پر تم حرکت میں آنا اور سیتا کو اس کھٹیا سے اٹھا کر یہاں لے آنا۔ اس کے بعد تم چاہے سیتا کو اپنی پتنی بنا کر رکھو چاہے اسے ایک اسیر کی حیثیت سے رکھو ہمیں کوئی اعتراض نہ ہو گا۔

عزازیل کی یہ گفتگو سننے کے بعد راجہ راون نے خوش ہوتے ہوئے کہا اے مہاراج سیتا سے انتقام لینے اور اسے یہاں لانے کا یہ ایک بہترین اور آسان طریقہ ہے۔ لیکن اے مہاراج ابھی تک آپ نے یہ تو بتایا ہی نہیں کہ سیتا کا قد کاٹھ اور شکل و صورت کی کیسی ہے۔ اس پر راون کی بہن شورپنکھا نے عزازیل سے پہلے ہی بولتے ہوئے کہا میں بتاتی ہوں کہ سیتا کیسی ہے۔ سیتا ایک دیوی جیسی پرکشش اور ایک اپسرا جیسی حسین و جمیل ہے۔ اس پر راون نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ پس اب میں مطمئن ہوں۔ پری مہاراج۔ آپ کب تک سیتا کی طرف کوچ کریں گے ؛ عزازیل نے کہا۔ آج ہی ہیں تم اپنی تیاری کر لو۔ اس پر راون نے اپنی اس تیاری پر تھوڑی دیر ہی صرف کی۔ پھر وہ اپنے محافظوں کے علاوہ عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ہندوستان کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

Uploaded By Muhammad Nadeem

ایک روز صبح ہی صبح رام، سیتا اور لچھمن صبح کا کھانا کھانے کے بعد جب اپنی کھٹیا سے باہر نکلے تو سیتا نے دیکھا کہ ان کی کھٹیا کے سامنے ایک خوبصورت ہرن کھڑا تھا۔ یہ دراصل عزازیل کا ایک ساتھی تھا جو عزازیل کی تجویز اور اس لائحہ عمل کے مطابق وہاں اپنا روپ بدل کر آیا تھا۔ اسی لمحہ عزازیل نے سیتا کے ذہن میں وسوسات پیدا کئے۔ اے رام! وہ دیکھو ہماری کھٹیا کے قریب کتنا خوبصورت اور معصوم ہرن کھڑا ہے۔ میری خواہش ہے کہ تم اسے میرے لیے پکڑو۔ میں اسے اپنے پاس رکھوں گی اور اس کی پرورش کروں گی۔ رام اور لچھمن دونوں ساتھیوں نے اس ہرن کی طرف دیکھا اس پر لچھمن نے کہا۔ یہ ہرن تو واقعی بڑا خوب صورت ہے۔ پھر اس نے سیتا کی طرف دیکھا اور کہا۔ اے سیتا! تو میرے بڑے بھائی کی پتنی ہے اس لحاظ سے تو میری ماں کا درجہ رکھتی ہے۔ پس دیکھ میں تیرے لیئے یہ ہرن پکڑ کر لاتا ہوں۔

اسی لمحہ عزازیل نے رام کے ذہن میں بھی وسوسات پیدا کئے اور اس نے اپنے بھائی لچھمن کو مخاطب کر کے کہا۔ اے لچھمن میرے بھائی! تم دونوں یہیں رہو۔ میں خود سیتا کے لیے اس ہرن کو پکڑ کر لاتا ہوں۔ اس پر رام نے اپنے تیر اور کمان سنبھالی اور اس ہرن کی طرف بڑھا۔ رام کو اپنی طرف آتے دیکھ کر وہ ہرن بد کنے سے انداز اپنی چھوٹی سی دم ہلاتا ہوا ایک طرف بڑھا۔ رام بھی اس کے پیچھے بھاگا۔ جب رام اس ہرن کے قریب جاتا تو ہرن اور تیزی سے بھاگنے لگتا اور جب رام پیچھے رہ جاتا تو ہرن بھی اپنی رفتار سست کر دیتا اس طرح وہ ہرن رام کو اس فریب میں ڈال کر اس کی کھٹیا سے بہت دور لے گیا تھا۔ یہاں تک کہ رام اس ہرن کے پیچھے بھاگ بھاگ کر نڈھال ہونے لگا۔ رام کا ارادہ تھا کہ وہ

ہرن کو زخمی کئے بغیر پکڑ کر سیتا کے پاس لے جائے گا۔ لیکن جب اس نے دیکھا کہ ہرن قابو میں ہی نہیں آ رہا اور وہ بھاگ بھاگ کر نڈھال بھی ہوتا جا رہا ہے تب اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ ہرن پر تیر چلا کر اسے زخمی کر دے گا۔ اور ہرن زخمی ہونے کے بعد بھاگنے سے قاصر رہے گا لہٰذا وہ اسے پکڑ کر سیتا کے پاس لے جائیگا۔

اس نظریے کے تحت رام ایک بار پھر بھاگ کر ہرن کے قریب گیا۔ پھر اس نے اپنی کمان سنبھالی اور تیر چڑھا کر جو چلایا تو وہ تیر ہرن کی ٹانگ میں لگا۔ لیکن اس کے بعد رام نے جو منظر دیکھا وہ اس کے لیے حیران کن تھا۔ اس لیے کہ وہاں اب کچھ نہ رہا تھا۔ نہ وہاں ہرن تھا نہ کچھ اور اس پر رام بے حد فکر مند اور پریشان ہوا۔ بھاگ کر اس جگہ گیا جہاں ہرن کو تیر لگا تھا اور وہ لڑکھڑا کر گرا تھا۔ پر وہاں ہرن کے پاؤں کے نشانات کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ اس طرح رام کو بے حد مایوسی ہوئی تھی کہ وہ اپنی پتنی سیتا کے لیے اس کا پسندیدہ ہرن حاصل نہ کر سکا اس طرح رام مایوس ہو کر اپنی کھٹیا کی طرف چل دیا تھا۔

دوسری طرف عزازیل نے پھر سیتا کے ذہن میں رام سے متعلق وسوسے ڈالے پس انہی وسوسات کے تحت اس نے رام کے بھائی لچھمن کو مخاطب کر کے کہا۔ اے لچھمن میرے بھائی! تم دیکھتے ہو کہ رام کو اس ہرن کے تعاقب میں گئے کافی دیر ہو گئی ہے۔ لہٰذا میں اب رام کی طرف فکر مند اور پریشان ہو گئی کہ وہ اس ہرن کے باعث کسی تکلیف اور عذاب میں مبتلا نہ ہو گیا ہو۔ لہٰذا اے میرے بھائی! تم ابھی اور اسی وقت رام کی طرف جاؤ اور اسے اپنے ساتھ واپس لے کر آؤ۔ اگر وہ اب تک ہرن حاصل نہیں کر سکا تو اسے کہنا کہ سیتا کو کسی ہرن کی ضرورت نہیں لہٰذا تم فی الفور واپس آ جاؤ۔ اس پر لچھمن نے کہا۔ اے میری بہن میں رام کے تعاقب میں تمہارے کہنے کے مطابق جاتا تو ہوں لیکن تم جانتی ہو کہ رام نے یہاں مجھے تمہاری حفاظت پر چھوڑا تھا اگر میری غیر موجودگی میں تمہیں کچھ ہو گیا تو پھر میں رام کے سامنے کس منہ سے جاؤں گا اور اسے کیا جواب دوں گا۔

اس پر سیتا نے کہا۔ لچھمن! تم میری فکر نہ کرو۔ اس بن میں مجھے کچھ نہیں ہوتا پس تم رام کے تعاقب میں جاؤ اور اسے فوراً واپس لے کر آؤ۔ لچھمن نے کہا۔ میں

تمہارے کہنے پر رام کو لانے جاتا ہوں۔ پھر اپنی کھٹیا کے سامنے میں اپنے گرو وشٹ کے بتائے ہوئے منتر کے مطابق ایک حصار کھینچ جاتا ہوں۔ جب تک تو اس حصار کے اندر رہیگی تجھے کوئی دکھ کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ اس لیے میرے بعد تو اس حصار سے باہر قدم نہ رکھنا۔ اس طرح میں تمہاری طرف سے مطمئن رہوں گا اور رام کو لیکر بلا کوٹ آؤں گا۔ سیتا لچھمن کی ان ہدایات پر عمل کرنے کے لیے تیار ہو گئی۔ پھر لچھمن سیتا کی حفاظت کے لیے وہاں اپنی کھٹیا سے باہر ایک حصار کھینچ دیا اس کے بعد وہ رام کی تلاش میں نکل گیا تھا۔

لچھمن کے جانے کے بعد سیتا جب اپنی کھٹیا میں اکیلی رہ گئی تو وہاں بن میں کھٹیا کے قریب عزازیل اور راجہ راون نمودار ہوئے۔ پھر عزازیل نے راون کو مخاطب کر کے کہا اے راجہ! سیتا کو اس کھٹیا سے اٹھا کر لنکا کی طرف لے جانے کا اب بہترین موقع اس لیے کہ رام اور لچھمن دونوں یہاں نہیں ہیں۔ سیتا اکیلی ہے اور اس کے اکیلے پن سے اب تو فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

راجہ راون نے بڑی بے چینی اور بے تابی کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔ اے مہاراج اس موقع پر مجھے آپ کی راہنمائی کی ضرورت ہے۔ بتایئے میں کونسا طریقہ استعمال کروں کہ سیتا کو یہاں سے اٹھا کر بحفاظت اپنے دیس لنکا پہنچ جاؤں عزازیل نے ایک ناصح کے سے انداز میں کہا۔ اے راون! مجھے غور سے سنو میں ابھی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر تیرا فقیر کا بھیس بدلتا ہوں۔ پس تو فقیر کے اس بھیس میں سیتا کی کھٹیا کے پاس جانا۔ اور دیکھ کھٹیا سے باہر ایک حصار کھینچا ہوا ہے۔ اور رام کی تلاش میں جاتے جاتے یہ حصار لچھمن کھینچ گیا ہے۔ تو ہرگز اس حصار کے پار نہ جانا۔ اگر تو ایسا کرے گا تو تیرا خاتمہ ہو کر رہ جائے گا۔ پس تو حصار سے قریب کھڑے ہو کر بھیک کی صدا لگانا۔ اس موقع پر میں سیتا کے ذہن پر سوار ہوں گا اور وہ تجھے بھیک دینے کھٹیا سے باہر آئیگی۔ وہ ضرور تجھ سے کہے گی کہ آگے آ کر بھیک لے لو۔ لیکن تم کہنا کہ میں ایک بار آگے بڑھنے کی کوشش کر چکا ہوں پر آگے نہ جانے کیسا طلسم ہے کہ میں اس کھٹیا کے قریب نہیں جا سکا اور دور ہی سے بھیک کی صدا لگا دی ہے۔

اے راجہ اس موقع پر میں پھر تیرے کام آؤں گا۔ میں اوٹ میں رہ کر ہی اپنی

سری قوتوں کے ذریعے سیتا کے ذہن میں ایسی ہلچل ایسا انقلاب برپا کروں گا کہ وہ ضرور تجھے بھیک دے۔ پس اے راجہ چونکہ سیتا اس حصار سے باہر آئے تو اسے دبوچ لینا۔ اس موقع پر میں تیرا فقیرانہ بھیس بھی ختم کر دوں گا۔ پھر تو سیتا کو اپنے ان ساتھیوں کے پاس لے جانا جو اس کھٹیا کے عقب میں ذرا فاصلے پر بیٹھے ہوئے ہیں اور پھر تو اپنے ساتھیوں کی مدد سے سیتا کو لنکا لے جانا۔ ایسا کرنے کے بعد تو چاہے تو آدم پل کی طرف سے اپنے دیس چلا جائے اور اگر تیری مرضی ہو تو کشتیوں کے ذریعے چلا جائے تیرے لیے رام اور لچھمن کی طرف سے کوئی خوف اور خطرہ باقی نہ رہے گا۔ اور اے راجہ ابنکی کا نمائندہ یوناف جس کا میں اس سے قبل تم سے ذکر کر چکا ہوں۔ میں نے اس کا بھی بندوبست کر دیا ہے۔ وہ اس وقت افریقہ کے وسطی حصوں میں میرے پھیلائے ہوئے جال کی الجھنوں میں پھنسا ہوا ہے۔ لہٰذا یہ کام تم بغیر کسی پریشانی اور خطرے کے کر سکتے ہو۔ اس کے ساتھ ہی عزازیل نے اپنی سری قوتوں کے ذریعے راجہ راون کا بھیس بدل دیا۔ پھر اسے کہا۔

اے راجہ۔ اب تو سیتا کی کھٹیا کی طرف جا اور وہاں بھیک کی صدا لگا۔ اس لیے کہ میں نے قوتوں کو حرکت میں لا کر تیرا بھیس بدل دیا ہے۔ عزازیل کے اس انکشاف پر جب راجہ نے چونک کر اپنا سراپا دیکھا تو وہ دنگ رہ گیا۔ کیونکہ وہ واقعی اس وقت فقیرانہ لباس میں تھا۔ تب راجہ راون عزازیل کی ہدایت کے مطابق آگے بڑھا اور سیتا کی کھٹیا کے قریب جا کر اس نے بھیک کی صدا لگائی تھوڑی ہی دیر بعد حسین سیتا اپنی کھٹیا سے نکلی۔ چند لمحوں تک وہ بڑے غور اور انہماک سے راجہ راون کو دیکھتی رہی جو اس وقت فقیرانہ بھیس میں تھا۔ پھر جب اسے یقین ہو گیا کہ واقعی کوئی بھکاری ہے تو اس نے اپنی رس برساتی آواز میں کہا! آگے آ کر بھیک لے لو۔ اس پر راون نے بوکھلائی اور پریشانی کی سی آواز میں کہا۔ اے شریمتی! میں کیسے آگے آ کر بھیک لے لوں کہ پہلے دو ایک بار میں نے آگے بڑھنے کی کوشش کی۔ پھر دونوں بار ہی میں رک گیا کیونکہ آگے بڑھتے ہوئے۔ مجھے ایسا محسوس ہوا تھا جیسے اس کھٹیا کے اطراف میں موت کا حصار کھینچ دیا گیا ہو اور کھٹیا میں داخل ہونا ناممکن ہو۔

اس موقع پر سیتا بری طرح چونکی شاید عزازیل نے اس کے ذہن پر تسلط کیا تھا۔ پھر اس نے راون کو مخاطب کر کے کہا۔ ذرا رکو میں خود وہاں آتی ہوں۔ پس جونہی سیتا نے لچھمن کا کھینچا ہوا حصار پار کر کے اسے بھیک دینا چاہی اسی لمحہ راون نے بڑی مضبوطی سے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف اور کھینچ لیا پھر وہ سیتا کو لے کر حصار سے پیچھے ہٹ گیا تھا۔ اس موقع پر سیتا بچاری بڑی تلملائی، کسمائی۔ راجہ راون سے اس نے اپنا آپ چھڑانے کی انتہائی کوشش کی۔ لیکن راجہ راون کی گرفت اس پر ایسی مضبوط تھی کہ وہ اپنے دفاع اور فرار میں کچھ بھی نہ کر سکی تھی۔

اسی لمحہ عزازیل اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور راجہ راون کا اس نے بھیس بدل کر رکھ دوں تھا۔ اب راجہ راون اپنے اصل شاہانہ لباس میں سیتا کے سامنے تھا۔ سیتا نے جب دیکھا کہ اسے اپنی گرفت میں لینے والا۔ بھکاری کے بجائے اب ایک راجہ کے بھیس میں ہے تو راجہ راون کی چھاتی پیٹتے ہوئے ہوئے بری طرح وہ چلا اٹھی۔ اے راکشش! مجھے چھوڑ دو۔ اے ابر ودھی تو کون ہے۔ کیوں تو دھوکہ دہی سے مجھے میری کٹیا اور حصار سے باہر لایا۔ اور اب مجھے کہاں لے جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اے سیتا میرا نام راون ہے اور میں لنکا دیس کا راجہ ہوں۔ ذرا اپنے ذہن میں یہ بات دوڑا کہ چند دن پہلے میری بہن شورپنکھا کو تو نے مارا تھا۔ سو اے سیتا! یہ اس مار کا انتقام ہے کہ میں تجھے یہاں سے اٹھا کر اپنے دیس لے جاؤں گا اور وہاں تجھ سے بیاہ کروں گا تاکہ تو ایک پتنی کی حیثیت سے ساری عمر میری خدمت اور سیوا کرتی رہے۔

سیتا نے غراتی ہوئی آواز میں کہا۔ اے راون تو بکواس کرتا ہے۔ میں پہلے ہی کسی کی بیتی ہوں تیرے ساتھ بیاہ پر اپنی موت کو ترجیح دوں گی تو اس وقت تک مجھے رسوا نہیں کر سکتا جب تک میرے سر پر میں میری آتما ہے۔ ہاں جب اس آتما اور سر پر کا سنگ ٹوٹ گیا۔ پھر جو تیرے من میں آئے وہ تو کرگاتے رہنا۔ راون نے سیتا کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ سیتا کو لے کر اس جگہ آیا جہاں اس کے آدمی گھات میں بیٹھے ہوئے تھے پھر وہ سیتا کو لے کر لنکا کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

جدعون کی موت کے بعد بنی اسرائیل پھر بعل دیوتا اور عشتار دیوی کی پوجا پاٹ میں لگ گئے اور ان کے لیے انہوں نے معبد بنانے شروع کر دیئے تھے۔ جدعون کے ستر بیٹوں میں ایک جس کا نام ابی ملک تھا اور جو جدعون کی اس بیوی کے بطن سے تھا جو سکم شہر کی رہنے والی تھی۔ یہ ابی ملک بڑا جابر اور خونخوار انسان تھا اور اپنے باپ جدعون کی موت کے بعد ستر بھائیوں میں سے یہ بنی اسرائیل کا بادشاہ بننے اور حکمران بننے کی خواہش رکھتا تھا۔ پس اپنی اس خواہش کی تکمیل کے لیے اپنے باپ جدعون کی موت کے بعد یہ ابی ملک نے سکم شہر میں اپنے ماموؤں کو مخاطب کر کے کہا۔

میرے ننہال کے سب لوگوں سے کہو اور ان سے پوچھو کہ میرے باپ کے سب بیٹے جو تعداد میں ستر ہیں وہ سب مل کر تم پر حکومت کریں یا یہ کہ میں اکیلا تم پر حکومت کروں! اگر سب مل کر حکومت کریں گے تو تباہی و فساد کا موجب بنیں گے۔ جب میں تمہاری ہی ہڈی اور تمہارا ہی گوشت ہوں۔ پس دوسروں کے مقابلے میں میری مدد کرو۔ تاکہ میں تمہارے توسط سے بنی اسرائیل کا حکمران بنوں۔ اس گفتگو کے بعد ابی ملک کے ماموں حرکت میں آئے اور انہوں نے سکم کے لوگوں کو ابی ملک کی پیروی پر آمادہ کر لیا۔ اس کے علاوہ اہل سکم نے ابی ملک کے لیے کافی نقدی بھی جمع کی اور اس نقدی کے بل بوتے پر ابی ملک نے اوباش اور آوارہ لوگوں کی ایک بہت بڑی جماعت اپنے گرد جمع کر لی۔ ایسے لوگوں کی جمعیت کو لے کر ابی ملک عفرہ شہر میں اپنے باپ جدعون کے گھر گیا اور وہاں اس نے اپنے سارے بھائیوں کو قتل کر دیا۔ لیکن اس کا ایک بھائی جو سب سے چھوٹا تھا اور جس کا نام یوتام تھا وہ ابی ملک کے ہاتھ نہ لگا اور اپنی جان بچا کر وہ بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

ابی ملک جب یہ کام انجام دے چکا تو بنی اسرائیل نے اسے اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا۔

ابی ملک سے بچ نکلنے والے بھائی یوتام کو جب خبر ہوئی کہ بنی اسرائیل نے اس کے قاتل بھائی ابی ملک کو اپنا بادشاہ بنا لیا ہے تو ایک روز وہ کوہستان گرزیم پر چڑھا اور پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہو کر اور سکم شہر کے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔ اے سکم کے لوگو! مجھے غور سے سنو! میں تمہارے مرحوم بادشاہ جدعون کا سب سے چھوٹا یوتام ہوں۔ میں اس قاتل ابی ملک کا بھائی ہوں جسے تم نے اپنا بادشاہ بنا لیا۔ اے لوگو میری طرف توجہ کرو۔ میری بات غور سے سنو! میں تمہیں لبنان کی ایک حکایت سناتا ہوں جو عنقریب تم پر پوری اترے گی۔

اے سکم کے لوگو سنو! لبنان کی سرزمین کے اندر قدیم زمانے میں درختوں نے آپس میں صلاح مشورہ کیا کہ انسانوں کی طرح ہم بھی اپنے میں سے کسی کو بادشاہ بنائیں۔ اس پر متفق ہونے کے بعد سارے درخت زیتون کے پاس آئے اور اس سے گزارش کی۔ کہ تو ہمارا بادشاہ بن اور ہم پر سلطنت کر۔ اس التماس پر زیتون کے درخت نے جواب دیا۔ میں اپنی چکناہٹ کو چھوڑ کر جس کے وسیلہ سے لوگ اپنے خدا کی تعظیم کرتے ہیں کیوں حکمرانی قبول کر لوں۔ زیتون کا یہ جواب سن کر درخت انجیر کے پاس گئے اور اس سے کہا۔ اے انجیر! تم آؤ اور ہم پر بادشاہت کرو۔ اس پر انجیر بولا۔ میں اپنی مٹھاس اور اپنے اچھے اچھے پھلوں کو چھوڑ کر ہرگز بادشاہت قبول نہیں کرتا۔ تم یہ سوال کسی اور سے کرو۔ اس پر درخت انگور کی بیل کے پاس گئے اور اسے کہنے لگے۔ اے انگور کی بیل تو ہی ہم پر حکمرانی کر۔

انگور کی بیل بولی۔ اے میرے عزیزو! میرا رس انسانوں کو خوش کرتا ہے۔ سو میں اپنے رس کو چھوڑ کر کیوں تمہاری بادشاہت کو قبول کر لوں۔ اے سکم کے لوگو! پھل دار درختوں سے مایوس ہونے کے بعد درخت اونٹ کٹارے کے پاس گئے اور اس سے التماس کی۔ اے اونٹ کٹارے! تو ہی ہم پر حکمرانی کر۔ یہ سن کر اونٹ کٹارہ بڑا خوش ہوا اور پھر بولا۔ اگر تم سچ مچ مجھے اپنا بادشاہ بنانا چاہتے ہو۔ تو پھر آؤ اور میرے سایہ میں پناہ لو اور اگر نہیں تو پھر سنو اونٹ کٹارے سے آگ نکل کر لبنان کے دیوداروں کو کھا کر تباہ برباد کر دی گی۔"

سوائے سکم کے لوگو! کیا تم سمجھتے ہو کہ ابی ملک کو اپنا بادشاہ بنا کر تم نے راستی اور ہدایت صداقت برتی ہے۔ اور یہ کہ ایسا کر کے کیا تم لوگوں نے میرے باپ جدعون اور اس کے گھرانے سے اچھا سلوک کیا ہے۔ سنو لوگو! میرا باپ جدعون تمہاری خاطر لڑا۔ اپنی جان کو جوکھوں میں ڈال کر تمہیں مدیانیوں اور عمالیقیوں کے مظالم سے نجات دلائی۔ اے لوگو! کیا تم سمجھتے ہو کہ تم نے میرے باپ کے گھرانے سے اس کے احسانات کے مطابق سلوک کیا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ تم لوگوں نے آج میرے باپ کے گھرانے سے بغاوت کی ہے۔ اور اس کے بیٹوں کو قتل کر کے تم نے سکم کی رہنے والی میرے باپ کی ایک لونڈی کے بیٹے ابی ملک کو اپنا بادشاہ بنا لیا تھا۔

تم نے ابی ملک کو اس لیے بادشاہ بنا لیا کہ اس کی ماں سکم کی رہنے والی تھی۔ اس وجہ سے ابی ملک کے ساتھ تمہارا ایک رشتہ اور تعلق ہے۔ سنو لوگو! اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ آج کے دن تم نے میرے باپ جدعون کے گھرانے کے ساتھ صداقت اور راستی برتی ہے تو پھر تم ابی ملک کو اپنا بادشاہ بنا کر خوش رہو اور وہ تم لوگوں سے خوش رہے اور اگر ایسا کرتے ہوئے تم لوگ صداقت و راست بازی سے ہٹے ہو تو پھر اونٹ کٹارے کی طرح ابی ملک کی وجہ سے ایسی آگ ضرور ہو جو درختوں کی طرح تم لوگوں کو کھا جائے۔ یہ بات کہنے اور ایسی بددعا دینے کے بعد یوتام کوہستان گرزیم کی چوٹی سے اتر گیا۔ اور بھاگتا ہوا ایک سمت نکل گیا اور اپنے بھائی ابی ملک کے خوف سے گمنام زندگی بسر کرنے لگا۔

یوتام کے یہ بات کہنے کے کچھ ہی دن بعد جیل بن عبد نام کا ایک شخص اپنے بھائیوں کے علاوہ ایک بہت بڑی جمعیت کے ساتھ سکم شہر میں وارد ہوا۔ اس نے لوگوں کے کھیتوں کو خوب برباد کیا تاکستانوں کے پھل توڑے۔ انگوروں کا رس نکالا اور خوشی منانے لگے۔ اور ابی ملک کو برا بھلا کہنے کے علاوہ اس پر لعنتیں بھی بھیجنے لگے۔ اور یہ لوگ سرعام کہنے لگے کہ ابی ملک کون ہے جو ہم اس کی اطاعت کریں۔ اس کے علاوہ اس جیل بن عبد نے بڑی تیزی سے سکم کے لوگوں کو اپنا ہم خیال اور ابی ملک کے مخالف بنانا شروع کر دیا تھا۔ ابی ملک کی طرف سے ایک شخص زبول سکم شہر کا حاکم تھا۔ اس زبول نے جب دیکھا کہ یہ سکم شہر کی اکثریت جیل بن عبد کے ساتھ ہو گئی ہے اور شہر کے اندر اس کی حیثیت صرف ایک بت کی سی ہو کر رہ گئی ہے تو اس نے ایک قاصد کے ذریعے سب حالات ابی ملک کو بتائے کہ کس طرح جیل بن جعد نام کا ایک شخص سکم شہر میں داخل ہوا اور شہریوں کو اپنے ساتھ ملا کر شہر پر چھا گیا۔

ابی ملک کو جب زبوئی کے قاصد سے سکم شہر کے حالات کا علم ہوا تو وہ سکم کے شہریوں پر بڑا برہم اور پیچ و تاب کھاتا ہوا کہ کیوں انہوں نے میری اطاعت سے منہ موڑ کر ایک اجنبی اور نو وارد شخص جیل بن عبد کا ساتھ دینا شروع کر دیا۔ اس غصہ اور برافروختگی کے تحت ابی ملک بذات خود ایک لشکر لے کر سکم شہر کی طرف روانہ ہوا۔ دوسری طرف جیل بن عبد ان حالات سے بے خبر تھا۔ اسے یہ بھی علم نہ تھا کہ شہر کے حاکم زبول نے ایک قاصد ابی ملک کو بھجوا کر اس کی شکایت کر دی ہے اور یہ کہ ابی ملک اپنے لشکر کے ساتھ تیزی سے سکم شہر کی طرف بڑھ رہا ہے۔ ایک روز جب جیل بن عبد شہر کے حاکم زبولی کے ساتھ صبح ہی صبح سکم شہر

کے دروازے پر کھڑا تھا تو اس وقت ابی ملک کا لشکر شہر کے سامنے نمودار ہونا شروع ہوا اس پر جبل بن عبد نے زجول کو مخاطب کر کے پوچھا۔

اے زبول! یہ کون لوگ ہیں جو کوہستان کی چوٹیوں سے اتر کر سکم شہر کی طرف بڑھ رہے ہیں اس پر زبول نے چال چلی۔ وہ اس وقت تک جبل کو ابی ملک کے حملے سے آگاہ نہ کرنا چاہتا تھا۔ جب تک ابی ملک کا پورا لشکر نمودار ہو کر شہر کا گھیراؤ نہ کرے۔ اس بنا پر اس نے جبل بن عبد کو مخاطب کر کے کہا۔ اے ابن عبد! تو نے آج میری موجودگی میں حد سے زیادہ شراب پی لی ہے۔ اسی بنا پر تجھے کوہستانوں کے سائے بھی ایسے لگے ہیں جیسے انسان حرکت میں ہوں اس پر جبل بن عبد نے اپنے سر کو جھٹکا اپنے آپ کو سنبھالا اور کہا۔ اے زبول! تو جھوٹ بکتا ہے دیکھ میدان کے بیچ و بیچ سے لوگ اس طرف بڑھ رہے ہیں اس کے علاوہ دائیں بائیں سے بھی تو دیکھ کس طرح مسلح لوگ سکم کی طرف آ رہے ہیں۔ زبول جان گیا کہ جبل کو حقیقت حال کی خبر ہو گئی ہے۔ لہٰذا اس نے جبل بن عبد پر طنز کرتے ہوئے کہا۔

اے جبل بن عبد اب تیرا وہ منہ کدھر گیا جس سے تو کہا کرتا تھا کہ ابی ملک کون ہے کہ ہم اس کی اطاعت کریں۔ دیکھ جس ابی ملک کی تو حقارت کیا کرتا تھا وہی ابی ملک اپنے لشکر کے ساتھ تیری سرکوبی اور گوشمالی کے لیے آن پہنچا ہے۔ اب تیری موت تیرے سر پر کھیل رہی ہے اور تو ابی ملک کی خونخواری اور اس کے انتقام سے بچ نہ سکے گا۔ جبل نے زبول کے منہ سے جب یہ گفتگو سنی تو اس نے فوراً اپنے دفاع کی بڑھائی شہر میں داخل ہو کر اس نے شہر کے دروازے بند کر دیئے اور ابی ملک کا مقابلہ کرنے کے لیے وہ سکم کے لشکر کو ترتیب دینے لگا۔ جب وہ اپنے زعم میں اپنے لشکر کی تیاریاں مکمل کر چکا۔ تو شہر سے باہر نکل کر اس نے ابی ملک کا مقابلہ کیا۔ لیکن ابی ملک کے لشکر کی تعداد بہت زیادہ تھی جس کی بنا پر جبل بن کاعبد کو شکست ہوئی ایک بار پھر جبل بن عبد سکم شہر میں محصور ہو گیا۔ جب کہ ابی ملک نے اپنے لشکر کے ساتھ شہر کا محاصرہ کر لیا تھا۔ کچھ دن تک جبل بن عبد سکم شہر کے اندر محصور رہ کر حالات کا جائزہ لیتا رہا۔ اس دوران ابی ملک نے شہر کا محاصرہ تنگ سے تنگ تر کر دیا تھا۔ اور اہل شہر کے لیے اس نے ہر طرح کی رسد و کمک بند کر کے

رکھ دی تھی۔

جبل بن عبد نے جب دیکھا کہ شہر کے معاملات اس کے ہاتھ سے نکلنا شروع ہو گئے ہیں تو وہ ایک رات اپنے بھائیوں اور قریبی ساتھیوں کے ساتھ نکل کر بھاگ گیا۔ دوسرے لوگوں نے بھی رات کے وقت جبل بن عبد کی دیکھا دیکھی رات کے وقت شہر سے بھاگنا شروع کر دیا تھا۔ زبول نے اس کی اطلاع ابی ملک کو دی۔ پس جبل بن عبد تو اپنے بھائیوں اور ساتھیوں کے ساتھ بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن جو دوسرے لوگ شہر سے نکلے ان میں سے اکثر کو ابی ملک نے تہ تیغ کر دیا۔ پھر بھی جبل بن عبد کی طرح کچھ لوگ سکم شہر سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے اور انہوں نے سکم شہر سے نکلنے کے بعد البریت کے مندر اور تیبفض نام کے قلعے میں جا کر پناہ لینا شروع کر دی تھی۔

آخر کار تنگ آکر شہریوں نے سکم شہر ابی ملک کے حوالے کر دیا۔ ابی ملک شہر میں اپنے لشکر کے ساتھ داخل ہوا اور شہر کے اندر جس قدر لوگ تھے ان سب کو اس نے قتل کرا دیا۔ سکم شہر کو تباہ و برباد اور ویران کرنے کے بعد ابی ملک البریت کے مندر کی طرف بڑھا۔ راستے میں جبل ضلمون سے ایک درخت کی شاخ کاٹ کر اس نے اپنے کندھے پر رکھ لی۔ اور اپنے سارے لشکریوں کو بھی اس نے ایسا ہی کرنے کا حکم دیا تھا۔ پس سارے لشکریوں نے ابی ملک کا اتباع کیا۔ اور درختوں سے ایک ایک شاخ کاٹ کر انہوں نے اپنے کندھے پر رکھ لی تھی۔

اسی طرح ابی ملک اپنے لشکر کے ساتھ آگے بڑھا۔ اور وہ تمام خشک شاخیں جو اس کے لشکری اٹھاتے ہوئے تھے۔ ان کی مدد سے اس نے البریت کے مندر کو آگ لگا دی تھی۔ اسی طرح اس مندر کے اندر جو مرد اور عورتیں پناہ لئے ہوئے تھے وہ سب جل کر راکھ ہو گئے۔ البریت کی تباہی کے بعد ابی ملک نے پھر پیش قدمی کی اور تیبفض کے قلعے کا اس نے محاصرہ کر لیا تھا۔ اس قلعے کے اندر ایک بہت بڑا اور مضبوط برج تھا۔ لہٰذا اگر مرد اور عورتیں بھاگ کر اس برج میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے تھے۔ تیبفض جو ایک قلعہ ہونے کے علاوہ ایک شہر ہی تھا۔ اس میں ابی ملک کے محاصرے کے باعث خوف و ہراس پھیل گیا تھا۔ جب کہ ابی ملک شہر پر آخری اور فیصلہ کن ضرب لگانے کے لیے شہر اور قلعے کی فصیل کے گرد گھوم کر کسی

ایسے کمزور حصے کو تلاش کرنے لگا۔ جہاں سے وہ حملہ آور ہو کر اپنی فتح کو یقینی بنا سکے اور شہر والوں پر قابو پا کر ان کا قتل عام کر سکے۔

ابی ملک جب اپنے محافظوں اور اپنے سلاح داروں کے ساتھ اس قلعہ کے سب سے مضبوط برج کے پیچھے سے گزر رہا تھا جس کے اندر سکم سے بھاگ کر آنے والے مرد عورتوں نے پناہ لے رکھی تھی۔ تو دیکھو ایسا ہوا کہ ایک عورت نے ہمت اور جرات سے کام لیتے ہوئے چکی کا ایک پاٹ اٹھا کر ابی ملک پر دے مارا۔ چکی کا یہ پاٹ ابی ملک کے سر پر لگا اور اس کی کھوپڑی کو توڑ کر رکھ گیا تھا۔ ابی ملک نے جب دیکھا کہ ایک عورت نے اس پر چکی کا پاٹ پھینکا ہے اور یہی پاٹ اس کی موت کا باعث بن رہا ہے۔ تو اس نے انتہائی کرب اور تکلیف دہ اور اس میں اپنے ایک سلاح دار کو مخاطب کر کے کہا۔ اے نوجوان! تو اپنی تلوار کھینچ اور میری گردن کاٹ دے تاکہ میرے یوں مرنے کے بعد لوگ میرے حق میں یہ نہ کہتے پھریں کہ ابی ملک کو تو ایک معمولی عورت نے چکی کا پاٹ گرا کر ہلاک کر دیا۔

پس ابی ملک کے اس سلاح دار نے ابی ملک پر اپنی تلوار گرائی اور اس کی گردن کاٹ کر ہلاک کر دیا۔ اس طرح ابی ملک کو اس کی شرارتوں کا صلہ ملا۔ اس نے اپنے بھائیوں کو قتل کیا تھا۔ اس کی سزا کو پہنچا اور اس کے بچ نکلنے والے بھائی یوتام نے کوہستان گرزیم پر کھڑے ہو کر سکم شہر کے لوگوں کو جو لبنان کے درختوں کی حکایت سنائی تھی وہ سکم شہر والوں پر بھی پوری ہو کر رہی۔ ابی ملک کی موت کے بعد اسرائیلیوں کے ایک قاضی تولع بن فوہ نے بنی اسرائیل کے معاملات کو سنبھالا لیکن لوگوں نے اس کی نیکی کی باتوں کی طرف کوئی دھیان نہ دیا اور بت پرستی کی طرف مائل ہوتے چلے گئے۔

تولع کے بعد ایک دوسرے قاضی یائیر اٹھا اس نے بھی بنی اسرائیل کو راہ راست پر لانے کی بہتیری کوشش کی۔ لیکن بنی اسرائیل خدائے واحد کو بھول کر بعل دیوتا اور عشتاری دیوی کی عبادت میں لگے رہے۔ اور اب تو بنی اسرائیل نے کنعانیوں کے بعل اور عشتار کے علاوہ آرامیوں، موآبیوں، بنو عمون، فلستیوں اور دیگر اقوام کے دیوتاؤں کی پرستش بھی شروع کر دی تھی۔

☆

دوپہر کے وقت یوناف سرائے کے کمرے میں بستر پر لیٹا چھت کو گھورتے ہوئے سوچوں میں غرق تھا کہ ایک دم وہ چونکا اور پکارنے لگا۔ ابلیکا! ابلیکا! تم کہاں۔ ابلیکا نے فوراً اس کی گردن پر لمس دیا اور پوچھا "کیا بات ہے۔ میرے حبیب! اس پر یوناف بولا۔ اے ابلیکا! میں نے اس خونخوار اور مافوق الفطرت چیتے کو تلاش کرنے کا ایک بہترین طریقہ سوچ لیا ہے۔ ابلیکا نے بیتاب سی آواز میں پوچھا۔ وہ کیا! یوناف بولا۔

اے ابلیکا! میں ابھی سردار مجتبا کے پاس جاتا ہوں اور اس سے کہتا ہوں کہ وہ لوہے اور لکڑی کا ایک مضبوط پنجرہ تیار کرائے جس کا ایک مضبوط دروازہ ہو۔ اور دروازے سے باہر ایک کنڈی بھی ہو اور اس پنجرے کو غار سے باہر رکھ کر چیتے کو پیش کی جانے والی بکری اس پنجرے کے اندر باندھی جائے۔ میں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر وہاں موجود رہوں گا اور کسی کو دکھائی نہ دوں گا۔ پس رات کے وقت جب وہ چیتا بکری کو کھانے پنجرے میں داخل ہوگا تو میں پنجرے کا دروازہ باہر سے بند کر کے کنڈی لگا دوں گا۔ پس چیتے کو اس پنجرے سے نکلنے کے لیے اور پنجرے کی کنڈی کھولنے کے لیے انسانی روپ میں آنا ہوگا۔

اور اے ابلیکا! جب وہ چیتا کنڈی کھول کر باہر نکلنے کے لیے انسانی روپ دھارے گا تو میں اسے پہچان لوں گا کہ وہ کون ہے۔ اس کے بعد میں اس پر قابو پانے کی کوشش شروع کر دوں گا۔ ابلیکا نے مسکراتی اور توصیف آمیز آواز میں کہا اے یوناف! یہ ایک بہترین اور کارآمد طریقہ ثابت ہوگا۔" اس کے ساتھ ہی یوناف جست لگا کر اپنے بستر سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہا۔ اے ابلیکا! میں اب سردار مجتبا کی طرف جاتا ہوں پھر یوناف اپنے کمرے سے باہر آیا اور سرائے سے نکل کر وہ بستی

کی طرف جا رہا تھا۔

یوناف ابھی سرائے سے تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ اسے اپنے سامنے بستی کی طرف سے تین افراد آتے دکھائی دیئے۔ ان میں سے ایک مجستا تھا، دوسری اس کی بیٹی قرطیسہ اور ان کے ساتھ کوئی اور جوان تھا۔ اچانک ایک طرف سے تین چار کتے نمودار ہوئے اور ان پر بری طرح بھونکنے لگے۔ یوناف نے دیکھا وہ کتے سردار مجستا کو نظر انداز کرتے ہوئے قرطیسہ اور اس کے ساتھی نوجوان پر ایسے انداز میں بھونک رہے تھے۔ جیسے وہ اس نوجوان اور قرطیسہ سے اپنی جان کا خطرہ محسوس کر رہے ہوں۔ سماں دیکھتے ہوئے یوناف نے فوراً پکارا ابلیکا! ابلیکا! تم کہاں ہو! ابلیکا نے فوراً یوناف کی گردن پر اپنا حریری لمس دیا اور پوچھا کیا بات ہے میرے حبیب! یوناف وہاں رک گیا اور رازداری میں اس نے کہا۔ اے ابلیکا! میں نے ان مافوق الفطرت نر مادہ چیتوں کو پا لیا۔ اور وہ دونوں ہمارے سامنے سردار مجستا کے ساتھ آ رہے ہیں۔ اے ابلیکا ان کتوں کا مجستا کو نظر انداز کر کے۔ قرطیسہ اور ان کے ساتھ آنے والے جوان پر بھونکنا اس بات کا ثبوت ہے کہ کتے ان پر نہیں بلکہ ان کے اندر جو چیتے کی فطرت اور خمیر ہے اس پر اپنے لیے خطرہ محسوس کرتے ہوئے بھونک رہے ہیں۔ اور دیکھو یہ کتے کیسے اب بھی لگاتار ان دونوں پر بھونک رہے ہیں اور مجستا کو وہ لگاتار سارے ہی نظر انداز کرتے جا رہے ہیں۔

ابلیکا گو میں ان دونوں کو اب جان چکا ہوں۔ پھر میں تجربے کے اندر بکری باندھنے والی تجویز پر بھی عمل ضرور کروں گا۔ تاکہ میرے ان اندازوں کی توثیق بھی ہو جائے۔ ابلیکا نے اس پر خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ اے یوناف! تمہارے سارے ہی انداز درست ہیں۔ اب یہ دونوں ہماری گرفت سے بچ نہ سکیں گے۔ لیکن ہمیں قرطیسہ سے متعلق بھی غور کرنا ہو گا۔ کیونکہ میں سمجھتی ہوں کہ وہ تم سے محبت کرتی ہے تبھی تو اس نے ایک بار تمہاری خاطر مادہ چیتے کی صورت میں نر چیتے پر حملہ کر دیا تھا۔ میں سمجھتی ہوں یہ دونوں بہن بھائی ہیں اور سردار مجستا کی اولاد نہیں ہیں۔ اب ہمیں یہ دیکھنا ہو گا کہ یہ دونوں آخر کیوں اور کیسے سردار مجستا کے ہاں رہ رہے ہیں۔ اے یوناف! میرے خیال میں یہ وہ نوجوان ہے

جس کا مجستا نے روفاش کے نام سے تم سے متعارف کیا تھا اور کہا تھا کہ اس کا بیٹا! جس کا نام روفاش ہے اور جو شکار کا بڑا شوقین ہے وہ بھی ان چیتوں پر قابو پانے کا بڑا خواہش مند ہے۔ اے یوناف اب ہم نے یہ جاننا ہے کہ یہ دونوں بہن بھائی سردار مجستا کا بیٹا اور بیٹی کیسے بن گئے ہیں۔ اور میرا یہ بھی خیال ہے کہ ان دونوں بہن بھائی میں اتفاق و تعاون بھی نہ ہو گا۔ کیونکہ ان دونوں کی فطرت میں بڑا فرق ہے۔ اے یوناف نر چیتا جو روفاش ہے وہ خونخواری، خونریزی اور آدم خوری کا شوقین اور رسیا ہے جب کہ مادہ چیتا جو قرطیسہ ہے۔ وہ محبت، چاہت اور سکون کی خواہش مند ہے۔ پس ان دونوں کے ساتھ ہمیں دو مختلف جذبوں کو سامنے رکھ کر سلوک کرنا ہو گا۔ یوناف نے ابلیکا کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا اس لیے کہ وہ تینوں چلتے ہوئے یوناف کے قریب آ گئے تھے۔ یوناف نے بولنے میں پہل کرتے ہوئے کہا۔ اے سردار مجستا میں تو آپ ہی کی طرف جا رہا تھا۔ اچھا ہوا آپ خود ہی ادھر آ گئے۔ مجھے آپ سے ایک ضروری کام ہے آیئے اب سرائے ہی میں چلتے ہیں۔ یوناف کے خاموش ہونے پر سردار مجستا نے اپنے ساتھ آنے والے نوجوان کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ اے یوناف اس سے ملو یہ میرا بیٹا روفاش ہے۔ یہ آج ہی شکار سے لوٹا ہے۔ اور جب میں نے اس سے تمہارا ذکر کیا تو یہ فوراً تم سے ملنے کا خواہش مند ہوا۔ لہذا میں اسے اپنے ساتھ لے آیا ہوں۔ اس مافوق الفطرت چیتے پر قابو پانے کے لیے یہ تمہاری بہت مدد کر سکتا ہے۔

یوناف نے ایک بار غور سے روفاش کی طرف دیکھا۔ پھر اس سے مصافحہ کرنے کے لیے اس نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا۔ اور پھر جونہی روفاش کا ہاتھ یوناف نے اپنے ہاتھ میں لیا تو یوں لگا جیسے اس نے کسی انتہائی خونخوار درندے کا پنجہ اپنے ہاتھ میں لے لیا ہو۔ ساتھ ہی ساتھ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے یوناف نے اس سے درندوں جیسی بو بھی محسوس کی۔ پھر روفاش کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے یوناف نے کہا۔ اے سردار مجستا! مجھے تمہارے اس بیٹے روفاش سے مل کر بے حد خوشی اور اطمینان ہوا ہے۔ جب سے آپ نے

میرا اس سے غائبانہ تعارف کرایا تھا میں اسی سے متعلق سوچتا رہا ہوں کہ سردار مجستا کا بیٹا کیسا شکاری ہوگا۔ اب روفاش سے مل کر میں سمجھتا ہوں کہ میرا ایک طرح سے بوجھ کم ہو گیا ہے۔" یوناف کی اس گفتگو پر مجستا، روفاش اور قرطبیہ تینوں مسکرا کر رہ گئے تھے۔

پھر وہ چاروں سرائے کی طرف جا رہے تھے۔

سرائے کے پاس جا کر ایک بار پھر سرائے کے کتے، روفاش اور قرطبیہ پر بری طرح بھونکے اس پر روفاش نے اپنے کندھے سے لٹکتی کمان اور پشت پر بندھا تیروں کا ترکش درست کرتے ہوئے کہا میں ان کتوں کو اکثر مارتا رہتا ہوں۔ اس لیے مجھے دیکھتے ہی یہ بھونکنے لگ جاتے ہیں۔ پھر روفاش نے بیزاری محسوس کرتے ہوئے مجستا سے کہا: "اے میرے باپ! میں اب اپنے شکار پر جاتا ہوں۔ یوناف کے پاس پھر کسی روز بیٹھوں گا اور ذرا کھل کر اس سے بات ہوگی۔ اس کے ساتھ ہی روفاش نے یوناف سے مصافحہ کیا اور وہاں سے چلا گیا۔ روفاش کے جانے کے بعد یوناف مجستا کے قریب آیا اور رازداری میں اسے مخاطب کر کے اس نے کہا اے سردار مجستا! آج ہی لوہے اور لکڑی کا ایک پنجرہ بنواؤ۔ اس پنجرے کا ایک دروازہ ہو اور دروازے کو باہر سے بند کرنے کے لیے ایک کنڈی بھی لگی ہو۔

اے سردار مجستا! اس پنجرے کو چیتے کی غار کے سامنے رکھواؤ۔ اور اس پنجرے کے اندر چیتے کے لیے ایک بکری بھی باندھ دو۔ پھر دیکھو میں کیسے چیتے کی نہ صرف نشاندہی کرتا ہوں بلکہ اس پر قابو بھی پاتا ہوں۔

اس پر مجستا نے کہا: "اے یوناف! میں سرائے کے مالک مریشس سے بات کرتا ہوں وہ اپنی سرائے میں کام کرنے والے صناعوں سے کام لے کر آج ہی اس پنجرے کا اہتمام کر دے گا اور شام تک پنجرے کو چیتے کی غار سے باہر رکھوا کر اس میں ایک بکری باندھ دی جائے گی۔" یوناف کے جواب دینے سے قبل ہی مجستا کی بیٹی قرطبیہ نے مجستا کو مخاطب کیا اور بولی۔ اے میرے باپ آپ مریشس سے پنجرے سے متعلق بات کریں۔ اتنی دیر تک میں یوناف کو اس کے کمرے میں لے جا کر ایک

اہم موضوع پر اس سے گفتگو کرتی ہوں مجستا جب سرائے کے مالک مریشش کے کمرے کی طرف گیا۔ تو حسین قرطبیہ نے بڑی جرات مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یوناف کا ہاتھ تھام لیا۔ پھر وہ یوناف کو اس کے کمرے کی طرف لے جا رہی تھی۔

جس وقت مجستا کی بیٹی قرطبیہ نے یوناف کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا تھا۔ اس وقت یوناف کو ایسا لگا تھا جیسے حسین قرطبیہ کے اس لمس سے اس پر کسی ساحرانہ عمل کی ابتدا ہو گئی ہو۔ یا وہ آسیب زدہ فضاؤں کے اندر اترنے لگا ہو۔ حسین قرطبیہ کے اس لمس میں طلب کی حدت! دفا کی آنچ۔ دھڑکتے دل کی دارفتگی اور کانپتے ہاتھوں کی لرزش تھی۔ اس لمس سے یوناف پر ایک ہیجانی کیفیت ہی طاری ہو گئی تھی اور وہ ایسا محسوس کر رہا تھا گویا وہ خوابوں کی دھند اور دلآویز تخیلات میں تحلیل ہو کر رہ گیا ہو۔ اسی بنا پر حسین قرطبیہ نے جب جرات مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یوناف کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ تو یوناف نے اس پر کوئی اعتراض نہ کیا اور وہ چپ چاپ اس کے ساتھ ہو لیا تھا۔

قرطبیہ، یوناف کو اس کے کمرے میں لائی۔ اور جب وہ دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھ گئے تب یوناف نے قرطبیہ کو مخاطب کر کے پوچھا۔ اے حسین قرطبیہ! تو علیحدگی میں مجھ سے کیا کہنا چاہتی ہے اور تیرا باپ مجستا اس پر کیا سوچے گا کہ تو کیوں مجھے علیحدگی میں لے گئی ہے اور مجھ سے کیا کہنا چاہتی ہے اس پر قرطبیہ نے بڑی بیباکی اور دلیری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ اے یوناف! میرا باپ یا دیکھنے والے دوسرے لوگ یہی کہہ سکتے ہیں کہ میں آپ سے محبت کرتی ہوں۔ یا آپ کو پسند کرتی ہوں۔ اسی بنا پر علیحدگی میں لے جا کر کچھ کہنا چاہتی ہوں۔ اور میں آپ سے یہ کہوں کہ میں ان باتوں سے ڈرتی نہیں ہوں میں نے تو اپنے باپ مجستا سے بھی کھل کر کہہ دیا ہے کہ میں آپ کو پسند کرتی ہوں ہو سکتا ہے میرے باپ آپ سے میری شادی کی بات کریں۔ لہٰذا میری آپ سے استدعا ہے کہ آپ انکار نہ کریں۔ میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ میں نہ

صرف آپ کی مخالف قوتوں سے آپ کی حفاظت کروں گی بلکہ آپ کے لیے ایسی وفا شعار بن کر رہوں گی جیسے جسم کے لیے اس کی روح۔

یوناف نے غور سے قرطبیہ کی طرف دیکھا اور کسی قدر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے اس نے پوچھا۔ اے قرطبیہ! کیا صرف یہی بات کہنے کے لیے تم مجھے یہاں علیحدگی میں لے کر آئی ہو؟ قرطبیہ بولی۔ نہیں ہرگز نہیں۔ یہ بات تو دوران گفتگو ضمناً نکل آئی تھی تو میں نے کہہ دی ہے ورنہ میں تو آپ سے یہ کہنے کے لیے آپ کو علیحدگی میں لائی ہوں کہ آپ میرے بھائی روفاش سے محتاط رہیں۔ وہ آپ کا دشمن ہے اور آپ کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ یوناف نے غور سے قرطبیہ کی طرف دیکھا اور پوچھا تمہارا بھائی روفاش کس بنا پر میرا دشمن ہے اور کیوں مجھے نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اس استفسار پر قرطبیہ نے مغموم آواز اور پرسوز لہجے میں کہا۔ وہ مجھے پسند کرتا ہے اور مجھ سے محبت کرتا ہے اور مجھ سے شادی کرنے کا خواہاں ہے۔ لیکن اب جب اسے یہ خبر ہوئی کہ میں آپ کو پسند کرتی ہوں اور آپ سے شادی کرنے کی آرزومند ہوں تو وہ آپ کا دشمن بن گیا ہے۔ وہ آپ کو نقصان پہنچا کر ہر صورت میں مجھ سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ جب کہ میں اسے سخت نفرت کرتی ہوں اسے ناپسند کرتی ہوں۔ اس لیے کہ میرا اس کا خمیر اور میری اس کی فطرت ہی آپس میں نہیں ملتے۔

اس انکشاف پر یوناف نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔ اے قرطبیہ! کیا تم روفاش کی سگی بہن نہیں ہو؟ قرطبیہ نے اقرار کیا ہاں میں اس کی سگی بہن ہوں۔" یوناف نے اس بار زور دے کر پوچھا۔ "پھر تمہاری شادی اس سے کیسے اور کیونکر ہو سکتی ہے؟" قرطبیہ نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔ "ان سرزمینوں کے اندر رواج اور قاعدہ ہے کہ سگے بہن بھائیوں کی بھی آپس میں شادی ہو جاتی ہے۔ اور یہاں کے لوگ ایسا کرتے ہیں اسی بنا پر روفاش بھی مجھ سے شادی کا خواہش مند ہے" اس بار یوناف نے اپنا فیصلہ دیتے ہوئے کہا تمہارا حسن اور تمہاری دلکشی ہی ایسی ہے کہ ہر کوئی تم سے شادی کا خواہش مند ہو گا یوناف کی اس گفتگو پر قرطبیہ نے چونک کر یوناف کی طرف دیکھا۔ پھر اس نے رس اور مٹھاس سے بھرپور اپنی آواز اور چاہت و محبت سے لبریز انداز میں پوچھا "کیا ایسی خواہش کرنے والوں میں آپ بھی شامل ہیں؟ یوناف نے اس بار کھل کر اقرار کیا؟

ہاں میں بھی تم سے شادی کرنے کی خواہش رکھتا ہوں، خوشی کی لاانتہائی اور جذبات کے دفور میں قرطبیہ نے آگے بڑھ کر یوناف کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لیے اور کہا اے یوناف آپ نے یہ اقرار کر کے میرے سارے ہی دسمے اور میرے سارے ہی تفکرات دور کر دیئے ہیں۔ اب میں صرف روفاش ہی نہیں بلکہ اس جیسی اور کئی قوتوں کا مقابلہ اور سامنا کر سکتی ہوں۔ اب مجھے اپنی اور آپ کی جان کا اگر کسی کی طرف سے خطرہ ہے تو وہ صرف عزازیل اور اس کے ساتھی ہیں۔ جو روفاش کے ساتھ مل کر مجھے اور آپ دونوں کو نقصان پہنچانے کی ہمت اور قدرت رکھتے ہیں۔ پھر دیکھیں جب تک میری جان میں جان ہے میں عزازیل اور اس کے ساتھیوں سے بھی اپنی اور آپ کی حفاظت کرنے کی کوشش ضرور کروں گی۔ لیکن اس میں مجھے بہت کم کامیابی کی امید دکھائی دیتی ہے۔ بہرحال حالات کچھ بھی ہوں۔ اپنی موت تک میں آپ کا ساتھ دوں گی۔

حسین قرطبیہ کی اس ساری گفتگو کے جواب میں یوناف کچھ کہنے ہی والا تھا کہ قرطبیہ پھر بول پڑی اور کہا۔ اے یوناف! یہ جو آپ نے میرے بابا کو لکڑی اور لوہے کا پنجرہ بنانے کے لیے کہا۔ اور اس پنجرے میں جو اس آدم خور چیتے کے لیے بکری باندھیں گے تو اس کا آپ کو کیا فائدہ ہوگا۔ وہ چیتا بڑے آرام سے اس پنجرے میں داخل ہوگا اور بکری کھا کر نکل جائے گا۔ پھر پنجرہ بنانے کا کیا فائدہ۔ اور اے یوناف! میں آپ کو یہ مشورہ بھی دوں گی کہ آپ اس چیتے کا خیال ترک کر دیں یہ ایک انتہائی طاقتور اور مافوق الفطرت چیتا ہے اور آپ کسی بھی صورت اس پر قابو نہ پا سکیں گے۔ بلکہ مجھے خطرہ ہے کہ وہ چیتا کہیں آپ کو نقصان ہی نہ پہنچا دے۔ میں آپ کو یہ بھی مشورہ دوں گی کہ جب میری اور آپ کی شادی ہو جائے تو ہم کہیں دور اور گمنام سرزمینوں کی طرف نکل جائیں۔ جہاں ہم دونوں خطرات سے دور پرسکون زندگی بسر کر سکیں گے۔

اپنی بات کہتے کہتے قرطبیہ رک گئی اچانک وہ بے حد مغموم اور اداس ہو گئی تھی پھر اس نے انتہائی مایوسی میں کہا۔ پھر ایسا کرنے کا کیا فائدہ۔ آپ کو لے کر میں جہاں کہیں بھی جاؤں گی یہ روفاش اور اس کے علاوہ عزازیل اور اس کے ساتھی مجھ سے انتقام لینے کے لیے وہاں پہنچ جائیں گے آہ میری زندگی کس کرب اور عذاب میں مبتلا کر دی گئی ہے۔ اے یوناف! میں آپ کے ساتھ شادی نہیں کر سکتی میں اپنے ساتھ آپ کو بھی عزازیل اور روفاش کے انتقام کا نشانہ نہیں بنانا چاہتی۔ اے یوناف! تم یہاں سے چلے جاؤ اور مجھے یہاں روفاش اور عزازیل کے عذاب میں مبتلا رہنے کے لیے تنہا چھوڑ دو۔ اس موقع پر قرطبیہ انتہائی اداس اور افسردہ ہو گئی تھی۔ اس کا چہرہ اتر گیا تھا۔ اور آنکھوں کے اندر ویرانیاں رقص کرنے لگی تھیں۔ یوناف چند ثانیوں تک قرطبیہ کی اس حالت کو غور سے دیکھتا رہا۔ پھر یوناف نے بھرپور چاہت کے انداز میں قرطبیہ کا ایک ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور ہمدردیوں میں ڈوبی ہوئی آواز میں اسے مخاطب کر کے کہا۔

اے قرطبیہ! تو آخر عزازیل اس کے ساتھیوں اور روفاش سے اس قدر خوف زدہ کیوں ہے۔ بخدا میں جب بھی اپنے رب کا نام لے کر عزازیل کے سامنے آؤں تو اسے ذلت و پستی کا نشانہ بنا کر رکھ دوں۔ اے قرطبیہ! میں جب بھی اپنے رب کا نام لے کر کھانسوں تو عزازیل کے پاس میرے سامنے سے بھاگنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہے عزازیل سے تو میری دشمنی قدیم اور پرانی ہے ۔ اور میں جب چاہوں اسے مار بھگاؤں اور رہے عزازیل کے ساتھی اور یہ تمہارا بھائی روفاش۔ تو اے قرطبیہ یہ سب تو میرے بائیں ہاتھ کی مار نہیں ہیں۔ میں جب ان کے اندر داخل ہوں تو یہ ایسا محسوس کریں جیسے بکریوں کے اندر بھیڑیا اور چوہوں کے اندر بلی گھس آئی ہو۔ اے قرطبیہ! میری معیت میں اور میرا ساتھ ہوتے ہوتے تمہیں ایسے لوگوں سے خوفزدہ ہونے کی کیا ضرورت ہے

تھوڑی دیر قبل تک جہاں حسین قرطبیہ کی حالت، نگاہوں میں بکھری صدیوں کی منتشر داستانوں جہنم کی مجبور تنہائیوں میں سلگتی آہوں اور دیمک لگی روح جیسی ہو رہی تھی۔ وہاں اب اس کی حالت کرنوں کے ہجوم، جمال کی لو، خیالات کی تنویر اور انفعال کدہ جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ پھر اس اپنی تبسم بکھیرتی آواز میں پوچھا۔ آپ عزازیل اور اس کے ساتھیوں کو کیسے جانتے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے اس چیتے کو پکڑنے کے لیے جو لکڑی اور لوہے کا پنجرہ بنانے کو کہا ہے۔ اس سے آپ کیسے کام لیں گے۔ پہلے آپ میرے ان دو سوالوں کا جواب دیں۔ پھر میں کچھ اور آپ سے پوچھوں گی۔ یوناف نے بھی ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں قرطبیہ کے اس استفسار کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

اے قرطبیہ! جہاں تک پنجرے کا تعلق ہے تو اسے اس چیتے کے غار کے سامنے

رکھ کر اس میں ایک بکری باندھ دی جائے گی اور جب چیتا اس بکری کو کھانے کے لیے اس پنجرے میں داخل ہو گا۔ تو میں اس پنجرے کا دروازہ بند کر کے باہر سے کنڈی لگا دوں گا۔ اب وہ چیتا مافوق الفطرت ہے تو پہلے وہ اپنی ہیبت کو چیتے سے انسان میں تبدیل کرے گا تاکہ وہ پنجرے کے دروازے کی کنڈی کھول سکے اور جب وہ ایسا کرے گا تو پھر میں دیکھ لوں گا کہ وہ کون ہے اور اس کے بعد اس سے نمٹنا میرے لیے آسان ہو جائے گا یوناف کے اس انکشاف پر قرطبیہ نے ایک زوردار قہقہہ لگایا اور کہا۔ اے یوناف آپ بھی کیسی بچوں جیسی باتیں کرتے ہیں۔ اگر آپ پنجرے کا دروازہ بند کرنے کے لیے وہاں کھڑے ہوں گے تو وہ چیتا پنجرے میں بکری کے لیے داخل ہونے کے بجائے آپ کو اپنا نشانہ بنائے گا اور آپ پر حملہ آور ہو گا۔ اس لیے کہ وہ چیتا جانور کی نسبت انسانی گوشت زیادہ پسند کرتا ہے۔ اب بتائیں کیا وہ پنجرہ آپ کے اس مقصد کے لیے سود مند ثابت ہو سکتا ہے۔ یوناف نے شوخ لہجے میں کہا۔ ہاں سود مند ہو سکتا ہے۔ قرطبیہ نے بھی محبتوں بھری، چہکتی ہوئی آواز میں کہا، وہ کیسے! ذرا بتائیں تو۔ تاکہ میں بھی اس کی افادیت جان سکوں۔ یوناف فوراً اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا اور غور سے اس نے قرطبیہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

بتاؤں؟ قرطبیہ نے زور دے کر کہا۔ ہاں بتائیں نا! اس کے ساتھ ہی یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور قرطبیہ کی نگاہوں سے وہ غائب ہو گیا تھا۔ یوناف کے اس طرح اچانک غائب ہو جانے پر قرطبیہ حیرت و پریشانی سے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔ اچانک یوناف پھر قرطبیہ کے سامنے نمودار ہوا اور اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے پوچھا! میں اپنی انہی قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے اس پنجرے کے پاس کھڑا رہوں گا کسی کو دکھائی بھی نہ دوں گا۔ اور جب وہ چیتا اس پنجرے میں داخل ہوا تو میں پنجرے کا دروازہ باہر سے بند کر دوں گا۔ اب بتاؤ وہ پنجرہ سود مند ثابت ہو سکتا ہے یا نہیں ہے۔ قرطبیہ نے اس بار گہری مسکراہٹ میں کہا۔ ہاں اب تو وہ پنجرہ ضرور کارگر ثابت ہو سکتا ہے۔ یوناف نے اس بار قرطبیہ پر ایک نیا انکشاف کرتے ہوئے کہا۔

ویسے اب میں اس پنجرے کی کوئی چنداں ضرورت بھی محسوس نہیں کرتا۔ اس لیے کہ میں اب ویسے ہی جان چکا ہوں کہ وہ مافوق الفطرت چیتا کون ہے۔ کہاں رہتا ہے اور اس پر کیسے قابو پایا جا سکتا ہے۔ یوناف کے اس انکشاف پر قرطبیہ بوکھلا ہی گئی اور پوچھا۔ آپ نے کیسے جان لیا کہ وہ مافوق الفطرت چیتا کون ہے اور کہاں رہتا ہے یوناف نے اس بار فیصلہ کن انداز میں کہا۔ وہ مافوق الفطرت چیتا جس نے ان بستیوں کے اندر تباہی و بربادی پھیلا رکھی ہے وہ تمہارا بھائی روفاش ہے۔ اس لیے کہ سرائے سے نکل کر جب میں بستی کی طرف جا رہا تھا اور تم لوگ مجھے راستے میں مل گئے تھے تو میں نے دیکھا کچھ کتے تم دونوں بہن بھائی پر اس انداز میں بھونک رہے تھے جیسے تم دونوں سے انہیں جان کا خطرہ ہو۔ جب کہ سردار مجتنا کو وہ نظر انداز کر رہے تھے۔ پھر سرائے کے پاس آکر بھی تم دونوں پر کتے بری طرح بھونکے تھے۔ اس طرح مجھے یقین ہو گیا تھا کہ مافوق الفطرت نر مادہ چیتے تم دونوں بہن بھائی ہی ہو۔ اور میرا یہ یقین اس وقت اور زیادہ پختہ ہو گیا جب تم نے میرے اس کمرے میں عزازیل کا ذکر کیا اور اس سے خدشہ اور خطرہ محسوس کیا۔ یوناف ذرا رک کر پھر کہہ رہا تھا۔ اب میں وہ پنجرہ اس لیے بنا رہا ہوں کہ اس پنجرے کے پاس میں اپنی سری قوتیں استعمال کر کے سردار مجتنا کو بھی کھڑا کروں گا۔ وہ بھی کسی کو دکھائی نہ دے گا۔ اس طرح وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا کہ روفاش جسے وہ اپنا بیٹا کہتا ہے وہی دراصل وہ مافوق الفطرت چیتا ہے جس نے ان علاقوں کے اندر تباہی و بربادی پھیلا رکھی ہے۔ یوناف کے اس انکشاف پر قرطبیہ بچاری کی گردن جھک گئی تھی اس کا چہرہ پیلا پڑ گیا تھا جیسے کہ اس کی آنکھوں میں دور دور تک ویرانیاں اور سنسانیاں برس رہی تھیں یوناف چند ثانیوں تک اپنے سامنے سر جھکائے بیٹھی قرطبیہ کو غور اور انہماک سے دیکھتا رہا پھر اس نے نرمی اور چاہتوں بھری آواز میں قرطبیہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے قرطبیہ تم فکر مند نہ ہو یہ جانتے کے باوجود کہ تم ایک مافوق الفطرت لڑکی ہو اور کسی بھی لمحہ انسان سے چیتے کا روپ دھار کر تم جس پر چاہو حملہ آور ہو سکتی ہو لیکن میں جانتا ہوں کہ تو نے آج تک خونخواری اور آدم خوری کا مظاہرہ نہیں کیا میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم مجھے پسند کرتی ہو اور اس کا ثبوت تم پہلے ہی اس وقت دے چکی ہو۔ جب میں ایک روز رات گئے سردار مجتنا کی حویلی میں سرائے کی طرف جا رہا تھا اور راستے میں اس چیتے نے مجھے پر حملہ کر دیا تھا تو اس سمے تم بھی وہاں نمودار ہوئی تھی۔

اور میری حمایت میں تم نے اس چیتے پر مجھے بچانے کے لیے حملہ کر دیا تھا اس طرح اے قرطیبہ تم نے پہلے ہی یہ بات ثابت کر رکھی ہے کہ تم اپنے بھائی روفاش کی نسبت مجھے پسند کرتی ہو لہٰذا میں تجھے کسی اذیت کسی عذاب یا کسی تکلیف اور دکھ میں نہ پڑنے دوں گا میں ہر اس قوت سے تیری حفاظت کروں گا جس نے تجھے نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔

یوناف کے ان الفاظ پر قرطیبہ نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اس موقعہ پر وہ کچھ کہنے والی تھی کہ یوناف نے پھر اُسے مخاطب کرتے ہوئے اسے کہا قرطیبہ یہ بات اپنے ذہن میں رکھو کہ میں صرف تمہارے بھائی روفاش سے ہی نہیں عزازیل اور اُس کے ساتھیوں سے بھی تمہاری حفاظت کروں گا میں جانتا ہوں کہ تمہاری فطرت میں نیکی اور خیر ہے اور یہ بھی سن رکھو کہ تم مجھ سے شادی کرو یا نہ کرو میں بُرائی کی قوتوں سے تمہارا دفاع ضرور کروں گا اس لیے کہ یہ میرا فرض بنتا ہے اور اپنے اسی فرض کو ادا کرنے کے لیے میں اب تک جیتا اور زندہ ہوں۔

یوناف کی ان باتوں کے جواب میں قرطیبہ نے چونک کر کہا آپ نے یہ کیوں کہا کہ میں آپ سے شادی کروں یا نہ کروں آپ کی یہ ما فوق الفطرت اور سری قوت دیکھنے کے بعد میں نے زندگی بھر آپ کا ساتھ دینے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے یوناف میں آپ کو اُس دن سے ہی پسند کرنے لگی تھی جس روز آپ اس بستی میں داخل ہوئے تھے اور آپ نے اُس لکڑہارے روحا کے ہاں قیام کیا تھا اور اس روز چیتے نے آپ پر حملہ کیا تھا تو آپ نے اُس چیتے کو اٹھا کر باہر پھینک دیا تھا اُس روز ہی مجھے شک ہو گیا تھا آپ کوئی عام انسان نہیں ہیں اور مجھے یہ بھی امید لگ گئی تھی کہ شاید آپ ہی وہ ہستی ہوں جس کے ساتھ رہ کر میں بھائی روفاش کے علاوہ عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے فتنے سے پناہ حاصل کر سکوں گی یہ جو میں تھوڑی دیر پہلے آپ سے یہ گزارش کی تھی کہ آپ میرے ساتھ شادی نہ کریں تو یہ میں نے اس بنا پر کی تھی کہ میں نہیں چاہتی تھی کہ میرے ساتھ آپ بھی عزازیل کے عذاب میں مبتلا ہوں لیکن اب یہ جاننے کے بعد کہ آپ سری قوتوں کے مالک ہیں اور اپنے ساتھ ہی ساتھ میری بھی حفاظت کر سکتے ہیں تو میں ٹوٹ کر زندگی بھر آپ کا ساتھ دوں گی۔

یوناف میں ضرور ایک ما فوق الفطرت لڑکی ہوں میں جب چاہوں کوئی صورت بدل

سکتی ہوں جب چاہوں انسان سے چیتے میں تبدیل ہو سکتی ہوں۔ اور خونخواری کا باعث بن سکتی ہوں لیکن میں نے آج تک ایسا نہیں کیا سردار مجتا کی حویلی میں میں نے ایک انتہائی پاکیزہ صاف ستھری اور خون خرابہ سے پاک زندگی بسر کی ہے اور میں آپ سے عہد کرتی ہوں کہ آپ کی ساتھی اور آپ کی رفیقہ حیات کی حیثیت سے اپنی باقی زندگی بھی اسی طرح بسر کروں گی ہاں آپ سے شادی کرنے کے بعد مجھے ایک دکھ اور غم ضرور ہو گا۔

اس پر یوناف نے چونک کر پوچھا! اے قرطیبہ میرے ساتھ شادی کرنے کے بعد تمہیں کیا دُکھ اور غم ہو گا اس پر قرطیبہ نے کہا۔ اے یوناف میرے خمیر میں انسانی فطرت کے بجائے جنات اور شیطان کی فطرت زیادہ ہے اس لیے میں نہیں جانتی کہ میں کتنے برس اور کتنی صدیاں زندہ رہوں گی بہر حال میں تم پر یہ انکشاف کروں کہ میری زندگی بہت طویل اور لمبی ہو گی اور میری حالت ایسی ہی رہے گی جیسی کہ میں اب ہوں یعنی میں ایک طویل اور ایک لمبا عرصہ تک جوان اور توانا رہوں گی آپ کے ساتھ شادی کرنے کے بعد مجھے سب سے بڑا دکھ اور غم یہ ہو گا کہ ایک انسان کی حیثیت سے آپ اتنا لمبا عرصہ میرا ساتھ نہ دیں گے اور انسانوں ہی کی طرح ایک محدود زندگی بسر کرنے کے بعد آپ مجھ سے جُدا ہو جائیں گے اور میرے لیے آپ کی یہ جدائی میری زندگی کا سب سے بڑا غم اور دُکھ ہو گا۔ اس پر یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا! اے قرطیبہ تمہارا اندازہ درست نہیں ہے میری زندگی عام انسانوں جیسی مختصر اور تھوڑی نہیں ہے۔

یوناف کے اس انکشاف پر قرطیبہ نے چونک کر پوچھا وہ کیسے یوناف نے پھر مسکراتے ہوئے کہا اے قرطیبہ میرے ناسوت پر لاہوت کا عمل ہے میں آدمؑ کے بیٹے شیث کی نسل سے ہوں اور میں آدم کے وقت سے اب تک زندہ ہوں یہ جو تمہارا عزازیل ہے اس سے میری دشمنی بھی اُسی وقت سے چلی آ رہی ہے اور میں اسے کئی بار ان گنت موقعوں پر مار اور بھگا بھی چکا ہوں! اے قرطیبہ تم میری مختصر اور تھوڑی سی زندگی پر غم اور فکر نہ کرو۔ میں سمجھتا ہوں شاید میری یہ زندگی تمہاری زندگی سے بھی زیادہ طویل اور لمبی ہو گی لہٰذا میں خوش ہوں کہ تمہارے ساتھ مل کر

یعنی ہم دونوں مل کر نیکی اور خیر پھیلانے کا کام کریں گے اور اے قرطلیسہ یہ جو میں نے تھوڑی دیر قبل اچانک تمہاری نگاہوں سے غائب ہو جانے کا مظاہرہ کیا ہے تو اس کے علاوہ بھی میرے پاس بہت سی سری اور لاہوتی قوتیں ہیں جنہیں میں استعمال کر کے آج تک عزازیل اور اُس کے ساتھیوں کے فتنے کو ختم کرتا رہا ہوں اور اکثر اُن پر غالب رہتا رہا ہوں اور اے قرطلیسہ اس کے علاوہ میرے قبضہ میں ایک روح بھی ہے جس کا نام ابلیکا ہے وہ انتہائی نیک انتہائی ہمدرد اور جاہت کا مظاہرہ کرنے والی ہے اور اس وقت بھی وہ یہیں میری اور تمہاری گفتگو کو سن رہی ہے اب آج کے بعد میرے ساتھ وہ مقدس روح جس کا نام میں نے تمہیں ابلیکا بتایا ہے وہ شیطانی قوتوں سے تمہاری بھی حفاظت کیا کرے گی۔

اے قرطلیسہ اب بولو تم کب تک میرے ساتھ شادی کرنے پر تیار ہو سکتی ہو یوناف کے اس سوال پر قرطلیسہ نے مسکراتی اور گنگناتی ہوئی آواز میں کہا۔ اے یوناف اب اس میں تیاری کی کون سی بات ہے میں ابھی اور اسی وقت آپ کے ساتھ شادی کرنے پر تیار اور رضامند ہوں آپ اس سلسلہ میں سردار مجستا سے بات کریں اس لیے کہ میں نے اُس کے ہاں ایک بیٹی ہی جیسی زندگی بسر کی ہے اور قسم مجھے اپنے خالق خداوند کی میں نے آج تک اُسے ایک حقیقی باپ ہی جان کر اُس سے محبت کی ہے ہمیشہ اس کا احترام کیا ہے اور کبھی کوئی ایسی بات ہرگز نہیں کی جس میں اس کی سُبکی یا بے عزتی کا خدشہ ہو! اے یوناف میری آپ سے ایک اور گزارش بھی ہے اور وہ یہ کہ آپ سردار مجستا پر فی الفور یہ انکشاف نہ کریں کہ ان آبادیوں اور بستیوں کے اندر جو چیتا خونخواری اور آدم خوری کا باعث بنا رہا ہے اور وہ روفاش ہے اور یہ کہ میں اُس کی بہن ہوں اس طرح وہ مجھ سے نفرت کرنے لگے گا۔ اور آپ کے ساتھ میری شادی میں کوئی دلچسپی نہ لے گا میں چاہتی ہوں کہ پہلے آپ سے میری شادی ہو جائے اس کے بعد آپ سردار مجستا پر یہ انکشاف کریں پھر اگر اس نے مجھ سے نفرت کا اظہار بھی کیا تو میں اُسے برداشت کر جاؤں گی اس لیے میں آپ کے ساتھ آپ کی بیوی کی حیثیت سے خوش اور مطمئن ہوں گی اور اگر سردار مجستا نے مجھے یہاں نہ رہنے دیا تو میں آپ کے ساتھ کہیں اور چلی جاؤں گی بہر حال میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ میری

شادی کے بعد آپ سردار مجستا پر یہ انکشاف کریں کہ روفاش ان علاقوں کی تباہی اور بربادی کا باعث ہے۔

قرطلیسہ جب خاموش ہوئی تب یوناف نے پھر اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے قرطلیسہ تم مغموم اور فکر مند نہ ہو میں تمہارے ساتھ اپنی شادی کے بعد ہی سردار مجستا پر یہ سارے انکشاف کروں گا لیکن اس سے پہلے تم ایک بات بتاؤ تاکہ میں تمہاری مکمل تفصیل جان سکوں اس پر حسین قرطلیسہ نے بڑی مٹھاس اور جاہت سے کہا آپ پوچھئے کیا پوچھنا چاہتے ہیں! یوناف بولا اے قرطلیسہ پہلے مجھے تم یہ بتاؤ کہ تم اور تمہارا بھائی روفاش کیسے سردار مجستا کا بیٹا اور بیٹی بن گئے اور کس طرح اُس نے تمہیں اپنی اولاد کی حیثیت سے قبول کر لیا اس سوال پر قرطلیسہ بے حد اداس اور مغموم ہو کر رہ گئی تھی تھوڑی دیر تک وہ سر جھکائے کچھ سوچتی رہی اس دوران یوناف نے اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے قرطلیسہ کیا تم میرے اس سوال کا برا مان گئی ہو! اگر ایسا ہے تو میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔

اس پر قرطلیسہ نے اپنا جھکا ہوا سر اوپر اٹھایا چند لمحوں تک وہ غور سے یوناف کی طرف دیکھتی رہی اُس لمحہ اُس کی آنکھوں کے اندر ان گنت خدشات بے شمار تفکرات اُمڈ دیتے تھے پھر قرطلیسہ نے بھاری اور اداس آواز میں کہا! اے یوناف یہ آپ نے ایسا سوال پوچھ لیا ہے جس کے جواب پر یہاں کی بستیوں کے اندر نفرت اور کدورت کا ایک طوفان کھڑا ہو سکتا ہے لیکن میں چونکہ آپ کو اپنی زندگی کا ساتھی چن چکی ہوں لہذا میں اپنی زندگی کا کوئی پہلو آپ سے راز میں نہ رکھوں گی میں اس انکشاف سے یوں پردہ اٹھاتی ہوں کہ سردار مجستا کا بھی ایک ہی بیٹا اور ایک ہی بیٹی تھی اُس کے بیٹے کا نام روحا فاش اور بیٹی کا نام قرطلیسہ تھا۔

اے یوناف میری اور میرے بھائی روحا فاش کی پیدائش انسانی اور شیطانی فطرتوں کے اختلاط سے رونما ہوئی ہے پس ہمارے اندر جہاں انسانی فطرت ہے وہاں ہمارے اندر شیطانی جبلت بھی ہے ہم دونوں بہن بھائی جب اور جس وقت بھی چاہیں اپنی شکل و صورت اور اپنی ہیبت بدل سکتے ہیں دونوں طرف کا باپ عزازیل نے کیا تھا میری اور میرے بھائی کی پیدائش اُس غار

میں ہوئی تھی جسے آج کل چیتے کی غار کہتے ہیں ہم دونوں جڑواں بہن بھائی ہیں چونکہ لوگ خوف وہراس کے باعث چیتے کی غار کی طرف نہیں جاتے تھے لہذا ہم دونوں نے اسی غار کے اندر جنم لیا اور پرورش پائی ایک روز اس کم بخت عزازیل نے ہمیں ایک ناپسندیدہ اور کریہہ کام کرنے کا حکم دیا اور وہ کام یہ تھا کہ ہم سردار مجستا کے بیٹے اور بیٹی کو ختم کر کے اُن دونوں کے روپ میں سردار مجستا کے بیٹے اور بیٹی کا کردار ادا کریں اور اس بستی کے اندر زندگی بسر کریں۔

پس اے یوناف اس عزازیل کے حکم پر میرے بھائی نے اس وقت جب کہ اُس کا اور میرا کوئی نام نہ تھا سردار مجستا کے بیٹے اور بیٹی کو قتل کر دیا پھر ہم دونوں بہن بھائی نے ایک بہت بڑا جرم کیا وہ یہ کہ میرے بھائی نے سردار مجستا کے بیٹے روفا خاش اور میں نے اُس کی بیٹی قرطبیہ کا روپ دھار لیا اور یوں ہم دونوں سردار مجستا کی حویلی کے اندر اس کی بیٹی اور بیٹے کی حیثیت سے زندگی بسر کرنے لگے اے یوناف اگر معاملہ یہاں تک ہی رہتا تب بھی کم از کم یہ میرے لیے قابلِ برداشت تھا کہ ہم دو شریف بہن بھائیوں کی طرح سردار مجستا کے ہاں زندگی بسر کرتے رہیں لیکن بُرا ہو اس عزازیل کا کہ اس نے ایسا نہ ہونے دیا آہستہ آہستہ اس عزازیل نے ہم دونوں بہن بھائی کو بدی اور گناہ کی ترغیب دی اور ان بستیوں کے اندر خونخواری اور آدم خوری کا حکم دیا! اے یوناف میرے بھائی کی فطرت نہ جانے کیسی ہے کہ فوراً وہ اس پر آمادہ ہو گیا اور عزازیل کے حکم پر اُس نے خونخواری کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو بدکاری اور بے حیائی میں بھی ملوث کر لیا عزازیل نے مجھے بھی ایسا ہی کرنے کا حکم دیا لیکن میری فطرت شاید میری ماں پر زیادہ گئی ہے لہذا میں ان کاموں پر مائل نہ ہوئی اور اپنے دامن کو سارے گناہوں اور ان ساری بدیوں سے بچا کر رکھا۔

اے یوناف پہلے میرا بھائی بھی بُرا انسان نہ تھا وہ بہت اچھا رحم دل نرم رو اور محبت کرنے والا بھائی تھا پھر جب سے اُس نے عزازیل کے بتائے ہوئے راستے پر کام کرنا شروع کیا تو ہر بُرا فعل اور ہر گناہ اُس کے ذہن میں جگہ پا گیا اب میرے اور میرے بھائی کے درمیان سخت کدورت اور نفرت ہے اس لیے کہ میرا بھائی مجھے بھی اپنے ساتھ گناہ اور بدی میں ملوث کرنا چاہتا ہے جب کہ میں نے آج تک اپنے کو اس سے

بچا کر رکھا اور آئندہ کے لیے بھی میں پُر امید ہوں اس لیے کہ آپ کے ساتھ شادی کے بعد میں پہلے ہی کی طرح اپنے بھائی اور عزازیل سے بچتے ہوئے آپ کی بیوی کی حیثیت سے ایک پُر امن اور پاکیزہ زندگی بسر کر سکوں گی تو یوناف یہ ہے وہ راز اور یہ ہے وہ جواب جس سے متعلق آپ نے سوال پوچھا ہے میں پھر آپ سے گذارش کروں گی کہ آپ کم از کم شادی سے پہلے ان باتوں کا ذکر سردار مجستا سے نہ کریں اس لیے جب اُس کو یہ خبر ہو گی اصل بیٹے اور بیٹی کو ہم نے قتل کر کے اُن کا روپ دھار لیا تھا تو وہ مجھ سے نفرت کرنے لگے گا جب کہ میں اُسے ایک باپ کی حیثیت سے اُسے قبول کر چکی ہوں اور ایک بیٹی کی طرح اُسے چاہتی ہوں اور پسند کرتی ہوں لہذا آپ سے شادی کرنے کے بعد اگر وہ مجھ سے نفرت کرتا ہے تو پھر مجھے کم از کم آپ کی صورت میں زندگی بسر کرنے کا ایک سہارا تو مل جائے گا! یوناف میں خود بھی ان گنت شیطانی اور ابلیس کی قوتوں کی مالک ہوں لیکن میں نے کبھی ان کو استعمال نہیں کیا اس لیے کہ میری فطرت اس طرف مائل نہیں ہے میں نے اپنی زندگی میں بہت کم ہی چیتے کا روپ دھارا ہے اور ایسا میں نے آخری بار اُس وقت کیا تھا جب سردار مجستا کے گھر سے سرائے کی طرف آتے ہوئے راستے میں روفا خاش آپ پر حملہ آور ہو گیا تھا پس آپ سے محبت کرنے کی بنا پر میں نے بھی چیتے کا روپ دھارا اور روفا خاش پر حملہ آور ہو گئی تھی میں ہر صورت میں اُس سے آپ کو محفوظ رکھنا چاہتی تھی لیکن اب یہ جان کر آپ خود بھی غیر معمولی قوتوں کے مالک ہیں تو مجھے آپ کی سلامتی اور آپ کی حفاظت کی طرف سے ایک طرح کی تسلی اور اطمینان ہو گیا ہے یہاں تک کہنے کے بعد قرطبیہ خاموش ہو گئی تھی۔

قرطبیہ کی اس گفتگو کے جواب میں یوناف کچھ کہنے ہی والا تھا کہ سردار مجستا کمرے میں داخل ہوا لہذا یوناف کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گیا ہاتھ کے اشارہ سے مجستا کو اپنے قریب بیٹھنے کا اشارہ کیا مجستا وہاں یوناف کے قریب بیٹھتے ہوئے بولا! اے یوناف آپ کی تجویز کے مطابق میں نے سرائے کے مالک مرتشتن کو سب کچھ سمجھا دیا ہے وہ آج شام تک لکڑی اور لوہے کا پنجرہ بنا کر اور آپ کی تجویز کے مطابق اس کا دروازہ اور زنجیر لگا کر اس پنجرے کو چیتے کی غار سے باہر رکھ کر اُس میں ایک بکری باندھ دے گا اس کے بعد اُس چیتے کو قابو کرنے کا کام آپ کے

ذمہ ہے اس کے بعد آپ نے کیا کرنا ہے وہ آپ ہی جانتے ہیں! یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا! اے سردار مجستا یہ بات تو میں آپ سے بعد میں کہوں گا کہ اس پنجرے اور اُس میں بندھی ہوئی بکری کا ہم کیا کریں گے لیکن پہلے میں تمہیں اُس فیصلے سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں جو میں اور تمہاری بیٹی قرطبیہ نے مل کر کیا ہے اور مجھے امید ہے کہ جو میں گزارش تم سے کرنے والا ہوں تم میری اُس التماس کو ٹھکراؤ گے نہیں اس پر مجستا نے بڑی انکساری اور عاجزی میں کہا! اے یوناف تم کیسی باتیں کرتے ہو تم مجھ سے التماس اور گزارش نہیں بلکہ تم مجھے حکم دے سکتے ہو اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں تمہارے ہر حکم کا اتباع کروں گا مجستا کی اس یقین دہانی کے جواب میں یوناف نے ایک مضبوط عزم کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا! اے سردار مجستا میں اور تمہاری بیٹی قرطبیہ نے آپس میں شادی کر لینے کا فیصلہ کیا ہے کیا تمہیں اس پر کوئی اختلاف ہے۔

یوناف کے اس انکشاف پر سردار مجستا کی آنکھوں میں بے پناہ خوشیاں اور اس کے چہرے پر طمانیت کے طوفان رقص کرنے لگے تھے اور اُس نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ اے یوناف! تم دونوں کے اس فیصلہ پر مجھے بے پناہ خوشی ہوئی ہے اس لیے جو فیصلہ تم نے قرطبیہ سے مل کر کیا ہے اُسی کے لیے تو میں تم سے گزارش کرنے والا تھا! اے یوناف میں خود تم سے کہنے والا تھا کہ تم میری بیٹی قرطبیہ سے شادی کر لو اس لیے کہ تمہاری آمد کے چند ہی دن بعد میری بیٹی قرطبیہ تمہیں پسند کرنے لگی تھی اور اُس نے کُھل کر مجھے بتا دیا تھا کہ وہ تم سے محبت کرتی ہے اور یہ کہ تم سے شادی کرنے پر آمادہ ہے میں خود کسی موقعہ کی تلاش میں تھا جب میں تم سے قرطبیہ کے ساتھ شادی کرنے کی گزارش کر سکتا بہر حال اب جب کہ تم دونوں نے مل کر خود ہی یہ فیصلہ کر لیا ہے تو مجھے تم دونوں کے اس باہمی فیصلہ پر بے حد خوشی ہوئی ہے۔

سردار مجستا چند ثانیوں تک خاموش رہا پھر دوبارہ اُس نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے یوناف جب تمہارے اور میری بیٹی قرطبیہ کے درمیان یہ فیصلہ ہو ہی چکا ہے تو تم دونوں ابھی اور اسی وقت میرے ساتھ میری حویلی میں جاتے ہی تم دونوں کی شادی کر دوں گا اسی طرح ایک عرصے بعد نہ صرف میری حویلی میں بلکہ ہماری بستی کے اندر تم دونوں کی شادی خوشی کا باعث بنے گی تم دونوں اٹھو اور میرے

ساتھ چلو سردار مجستا کے اس اعلان پر یوناف اور قرطبیہ نے کوئی اعتراض کھڑا نہ کیا بلکہ دونوں اٹھ کر مجستا کے ساتھ ہو لیے باہر آ کر مجستا نے سرائے کے مالک مریشتن کو بھی ساتھ لیا پھر وہ بستی میں داخل ہوئے اپنی حویلی میں آتے ہی سردار مجستا نے بستی کے سارے سر کردہ لوگوں کو جمع کیا اور اُن کی موجودگی میں اس نے یوناف اور قرطبیہ کی شادی کر دی تھی اور ان دونوں کی شادی پر کلو اتام کی اُسی بستی میں بے پناہ خوشیوں اور مسرتوں کا اظہار کیا جانے لگا تھا۔

سردار مجستا کی حویلی کے دیوان خانے میں شادی کے بعد یوناف بستی کے سرکردہ لوگوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا جب کہ حویلی کے دوسرے کمرے میں بستی کی لڑکیاں قرطبیہ کو اُس کی شادی پر خوشی کا اظہار کرنے کے لیے اُسے گھیرے ہوئے تھیں کہ یکایک اُس کمرے میں جس کے اندر قرطبیہ بستی کی لڑکیوں کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی نیلے رنگ کی دھند پھیلنا شروع ہو گئی پھر یہ دھند گہری ہوتی چلی گئی اس پر بستی کی لڑکیاں پریشان ہو کر اُس کمرے سے باہر نکلنے لگیں تھیں جب کہ قرطبیہ کے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے وہ بھی اُس نیلی دھند کو حیرت اور تعجب سے دیکھ رہی تھی تاہم دوسری لڑکیوں کی طرح اُس کے چہرے پر خطرے خوف خدشے اور ڈر کے تاثرات نہ تھے اچانک اس کمرے میں ابھرتے والی نیلی دھند کے اندر قدیم طلسم گر یافان نمودار ہوا وہ اپنا چہرہ اور اپنے جسم کے سارے ہی اعضاء و جوارح سیاہ رنگ کے لباس میں ڈھانپے ہوئے تھا یافان کو اُس نیلی دھند کے اندر نمودار ہوتے دیکھ کر وہ لڑکیاں جو کمرے سے بھاگ نکلیں تھیں وہ اپنی اپنی جگہ پر رک گئیں تھیں جب کہ نیلی دھند کمرے کے سارے حصوں سے چھٹ کر اب یافان کے پیچھے جمع ہو گئی تھی اسی وقت سردار مجستا کمرے میں نمودار ہوا اور کمرے کے وسط میں کھڑے سیاہ کپڑوں میں ملبوس یافان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اُس نے قرطبیہ اور دوسری لڑکیوں سے پوچھا یہ شخص جو کمرے کے اندر اپنا سارا جسم سیاہ لباس کے اندر ڈھانپے ہوئے ہے۔ یہ کون ہے کیا یہ وہی ما فوق الفطرت چیتا تو نہیں جو ہماری بستیوں پر حملہ آور ہوتا ہے اور نہیں وہ چیتے سے اس انسانی شکل و صورت میں یہاں تو نہیں آ نمودار ہوا اُس چیتے کا سن کر وہاں بیٹھیں لڑکیوں کے چہرے پیلے پڑ گئے تھے اور وہ خوف و ہراس کے باعث کمرے سے باہر بھاگنے لگیں تھیں یہاں تک کہ اس کمرے کے اندر صرف قرطبیہ سردار مجستا اور یافان

اوراس کی نیلی دھند کی شیطانی قوتیں رہ گئیں تھیں۔

اس موقعہ پر حسین قرطبیہ نے سردار مجستا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے! میرے باپ یہ وہ مافوق الفطرت جیتا نہیں ہے تاہم یہ جو اس وقت کمرے میں سیاہ لباس اور سیاہ نقاب ڈالے کھڑا ہے یہ بھی کوئی مافوق الفطرت ہی انسان ہے اور جو اس کے پیچھے نیلی دھند جمع ہے! اے میرے باپ تم نہیں دیکھ سکتے پر اُس نیلی دھند کے اندر میں بہت سی شیطانی قوتیں دیکھ رہی ہوں میں اُن کے چہرے اور اُن کے اعضاء وجوارح زدران کی شکل وصورت سب ہی صاف طور پر دیکھ سکتی ہوں اور اُن میں ہر ایک کی حرکات و سکنات کا جائزہ بھی لے سکتی ہوں پھر مجستا نے بوکھلائی ہوئی آواز میں پوچھا! اے قرطبیہ میری بیٹی جب میں اس دھند کے اندر کچھ نہیں دیکھ سکتا تو تم کیسے اُس دھند میں شیطانی قوتوں کو دیکھ رہی ہو اس پر قرطبیہ نے کہا! اے میرے باپ میری اور آپ کی پیدائش اور فطرت میں بہت بڑا فرق ہے اور اس فرق کے متعلق میں آپ کو بعد میں بتاؤں گی لیکن فی الوقت مجھے اس مافوق الفطرات انسان سے نپٹنے دیجئے جو اس وقت ایک جارح کی حیثیت سے میرے کمرے میں داخل ہوا ہے۔

قرطبیہ کے خاموش ہو جانے پر یوفان نے رونگٹے کھڑے کر دینے والی آواز میں کہا! اے حسین قرطبیہ تو مجھ سے کیا نپٹے گی میرا سامنا کرتے ہوئے تو بڑی بڑی قوتیں بھی بوکھلا جاتی ہیں اور یہ بات اپنے ذہن میں بٹھا کر رکھو کہ میں تمہیں لینے آیا ہوں میں تمہیں یہاں سے لے جا کر بحیرہ ہجین کے اندر سوتا نام کے ایک جزیرہ میں رکھوں گا وہ جزیرہ میری ذاتی ملکیت ہے میں اس جزیرے کا فرمانروا ہوں اور اس کے اندر رہتے والے سب لوگ میری رعایا ہیں! قرطبیہ میں تمہیں وہاں کوئی دکھ اور تکلیف نہ پہنچاؤں گا کیا میری سب سے بڑی خواہش اور تکلیف نہ پہنچاؤں گا بس دنیا بھر کی حسین ترین لڑکیوں کو اس جزیرے میں جمع کرنا میری سب سے بڑی خواہش اور آرزو ہے پھر میرے قبضے میں چند جو شیطانی قوتیں ہیں انہوں نے مجھے اطلاع کی تھی کہ اس وقت جو دنیا کی جو حسین ترین لڑکی ہے وہ افریقہ کے مغربی اور وسطی ساحل میں جھیل میرو کے کنارے کلوا نام کی بستی میں رہتی ہے۔ اے قرطبیہ میں یہاں صرف تمہیں لینے آیا ہوں اور میں یہ بتا دوں کہ کوئی بھی ہستی تمہیں مجھ سے بچا نہیں سکتی اور نہ ہی تمہاری طرف بڑھتے ہوئے میرے

قدم روک سکتی ہے اس لیے کہ میں ایک ایسا دراز دست انسان ہوں جس کا مقابلہ کرنا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

یافان جب خاموش ہوا تب سردار مجستا نے اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہا اے اجنبی پہلے تو یہ بتا کہ تو کون ہے اپنے چہرے سے یہ اپنا سیاہ نقاب تو ہٹاؤ تاکہ میں دیکھوں کہ تو کون ہے اور کیوں کر میری بیٹی کو تو ہم سے چھین کر لے جا سکتا ہے سردار مجستا کے ان الفاظ کے ساتھ ہی یافان نے اپنے ہاتھ حرکت میں لائے سردار مجستا نے جب یافان کے ہاتھ ننگے ہوتے پر جب دیکھا کہ اس کے ہاتھ گوشت پوست سے خالی صرف خشک ہڈیوں کا ڈھانچہ ہیں تو وہ خوف اور ڈر کے مارے اپنی جگہ پر کانپنے لگا تھا اسی لمحہ یافان نے ایک جھٹکے کے ساتھ اپنے چہرے سے اپنا سیاہ نقاب ہٹا دیا تھا پھر مجستا نے جو منظر دیکھا تھا وہ اُس کے لیے ناقابلِ برداشت تھا یافان کا چہرہ خشک اور سوکھی ہڈیوں پر مشتمل تھا اس کے دانت حرکت کر رہے تھے جب کہ اس کی آنکھوں کے سوراخوں کے اندر تیز اور دہکیلی آگ کے شعلے کی طرح بھڑک رہے تھے یہ منظر دیکھتے ہوئے سردار مجستا چیخ مارتے مارتے رہ گیا تھا تاہم بڑی مشکل سے اپنی چیخ کو روکتے ہوئے اس نے قرطبیہ کو مخاطب کر کے کہا! اے قرطبیہ میری بیٹی میں دیوان خانے کی طرف جاتا ہوں اور تیرے شوہر کو بلا کر لاتا ہوں مجھے امید ہے کہ اس شیطان سے وہ تیری حفاظت کر سکے گا اس کے ساتھ ہی سردار مجستا دیوان خانے کی طرف بھاگ کھڑا ہوا تھا اس موقعہ پر یافان نے بھاگتے ہوئے سردار مجستا کی طرف دیکھ کر طنزیہ انداز میں کہا جب تو باپ ہو کر اس لڑکی کی حفاظت نہیں کر سکا تو اس کا شوہر کیسے ..... اس کی حفاظت کر سکے گا۔

یافان کہتے کہتے چونک اٹھا تھا اس لیے کہ اچانک قرطبیہ کسی درندے کی طرح اپنے گھٹنوں اور ہاتھوں کے بل بیٹھ گئی تھی پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ سیاہ رنگ کے ایک ہولناک دراز قد لمبے اور ہیبتناک چیتے کی شکل اختیار کر گئی تھی اور ایسا روپ دھارتے کے ساتھ ہی قرطبیہ نے یافان کے اوپر چھلانگ لگا دی تھی لیکن یافان بھی انتہائی چالاک انسان تھا وہ فوراً اپنی قوتوں کو حرکت میں لا کر وہاں سے ہٹا اور کمرے کے ایک دوسرے کونے میں جا کھڑا ہوا قرطبیہ چیتے کی شکل وصورت میں زمین پر گری اور پھر وہ یافان کو گھورتے ہوئے ہولناک انداز میں اُس کی طرف دیکھنے لگی تھی اسی دوران قرطبیہ نے اُس کمرے کی کھڑکی میں سے دیکھا کہ سردار مجستا اور اس

ندیم

کے ساتھ یوناف دونوں ہی بھاگتے ہوئے اُس کمرے کی طرف آ رہے تھے لہذا قرطبیہ نے فوراً اپنی ہیئت بدل لی اور چیتے کے بجائے وہ اپنے انسانی روپ میں آ گئی اور یافان کو مخاطب کرتے ہوئے اُس نے اُس سے کہا! اے ابلیس کی اولاد! میں نہیں جانتی کہ تو کون ہے تو کہاں سے آیا ہے اور کن سرزمینوں سے تیرا تعلق ہے پھر یہ یاد رکھ تو مجھے یہاں سے اٹھا کر اپنے اُس سرنا نام کے جزیرہ میں نہیں لے جا سکتا جس کا تو نے مجھ سے ذکر کیا ہے۔

قرطبیہ کے خاموش ہوتے پر یافان نے ایک انتہائی خوف ناک قہقہہ لگایا پھر اُس نے اپنی نفرت اور آگ بکھیرتی ہوئی آواز میں کہا! اے لڑکی میں جانتا ہوں کہ تو انسانی روپ کے اندر بھی ایک فوق البشریت حیثیت رکھتی ہے لیکن اس سے کیا فرق پڑتا ہے تو ذرا یہ میرے آس پاس حرکت کرنے والی نیلی دھند کی طرف تو دیکھ اس کے اندر جو قوتیں تمہیں دکھائی دے رہی ہیں۔ وہی تمہیں یہاں سے اٹھا کر میرے جزیرے سرنا میں پہنچا دیں گا۔

قرطبیہ نے جب اُس یافان کی نیلی دھند کی طرف نگاہ کی تو اُس نے دیکھا اُس نیلی دھند کے اندر انتہائی کریہہ چہرہ اور بدروح شیطانی قوتیں انتقامی انداز میں قرطبیہ کی طرف دیکھ رہی تھیں ان شیطانی قوتوں کی وہاں موجودگی کی پرواہ کئے بغیر قرطبیہ نے پھر یافان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے بدکردار انسان یہ جو تو ان شیطانی چہروں کی دھمکی دیتا ہے تو سن رکھ میری اپنی پیدائش بھی انسانی فطرت پر نہیں بلکہ میرا تعلق بھی اسی جنس سے ہے جو تمہاری اس نیلی دھند کے اندر دکھائی دے رہی ہے لہذا تم مجھے ان سے خوف زدہ نہیں کر سکتے قرطبیہ کے اس جواب پر یافان نے پھر ایک مکروہ قہقہہ لگایا اور دھمکی آمیز لہجہ میں اس نے ! قرطبیہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے حسین اور مافوق البشریت لڑکی دیکھ میں اپنی نیلی دھند کی ان قوتوں کو تیری طرف بڑھاتا ہوں پھر میں دیکھتا ہوں تو ان کے مقابلے میں کیسے اپنا دفاع کرتی ہے اور میں تمہیں یہ بھی تنبیہ کرتا ہوں کہ میری یہ نیلی دھند کی قوتیں لمحوں کے اندر تمہیں اٹھا کر میرے جزیرہ سرنا میں پہنچا دیں گی۔

اے لڑکی اگر تو اپنا دفاع کر سکتی ہے تو کر دیکھ پر میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تو ہر صورت میں! یافان کہتے کہتے خاموش ہو گیا تھا اس لیے کہ اس کمرے کے دروازے پر سردار مجتبا کے ساتھ اب یوناف نمودار ہوا تھا کمرے کا جائزہ لیتے ہی یوناف کے لبوں پر نفرت آمیز مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر اُس نے یافان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے ابلیس کے گماشتے تو یہاں بھی

آن پہنچا تو ایک عرصہ ہوا میرے سامنے سے روپوش رہا اور اپنے جزیرے سرنا کے اندر تنہائی کی زندگی بسر کرتا رہا جس سے میں نے یہ اندازہ لگایا تھا کہ شاید تو بدی گمراہی چھوڑ کر نیکی اور خیر کی طرف مائل ہو کر زندگی بسر کر رہا ہے پھر تیرا یہاں آنا اور قرطبیہ کو اپنے ساتھ اپنے جزیرے سرنا میں لے جانے کی خواہش کا اظہار کرنا اس بات کا ثبوت اور کھلی صداقت ہے تیرے اندر اب بھی گمراہیاں اور بدیاں رقص کر رہی ہیں اور اے یافان تو مجھے برسوں سے نہیں صدیوں سے جانتا ہے اور ان صدیوں کے دوران ان گنت مواقع پر میں تیری پیٹھ اور تیری پیشانی شکست اور ہزیمت سے کئی بار داغ چکا ہوں!

اے یافان سن رکھ یہ قرطبیہ عام لڑکیوں میں سے کوئی لڑکی نہیں بلکہ میری بیوی ہے اور اے یافان تو مجھے اچھی طرح جانتا ہے اگر مجھ میں اتنی ہمت جرأت اور قوت ہے کہ تو مجھ سے میری بیوی چھین کر اپنے جزیرے سرنا میں لے جائے اگر تجھ میں ہمت ہے تو سامنے آ۔ یافان نے اس بار نرم اور ملائم آواز میں کہا اے یوناف مجھے خبر نہ تھی کہ قرطبیہ تمہاری بیوی ہے اگر یہ بات میں پہلے جانتا تو کبھی بھی میں ان سرزمینوں کا رخ نہ کرتا۔ اے یوناف میں یہ بھی تسلیم کرتا ہوں کہ میں ایسی قوت اور طاقت نہیں رکھتا کہ میں اس قرطبیہ کو تم سے چھین کر لے جا سکوں لہذا میں اپنے اس رویہ اور اس سلوک پر نادم اور شرمندہ ہوں اے یوناف میں جانتا ہوں میں تیرا مقابلہ نہیں کر سکتا اس لیے کہ تو ایک نہایت دراز دست اور طاقت ور انسان ہے ایک ایسا انسان جو موقع بہ موقع مجھے بھاگ جانے پر مجبور کرتا رہا ہے لہذا اے یوناف میں اپنے رویہ پر تم سے معافی کا درخواست گزار ہوں اور تم سے گزارش کروں گا کہ مجھے یہاں سے جانے کی اجازت دے دو۔

یافان کی اس گفتگو پر یوناف کے چہرے پر ہلکی اور خوش کن مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی اس دوران حسین قرطبیہ بڑے غور اور بڑے انہماک سے یوناف کی طرف دیکھتی جا رہی تھی اور جب یافان اپنی گفتگو ختم کر چکا تب قرطبیہ نے یوناف سے پہلے ہی بولتے ہوئے اور یافان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے ابلیس کے گماشتے میں نے پہلے تم سے نہ کہہ دیا تھا کہ میں کوئی عام سی لڑکی نہیں ہوں جسے تم اٹھا کر اپنے جزیرے سرنا میں لے جاؤ گے اس لیے کہ یوناف کی بیوی کی حیثیت سے میں جانتی تھی کہ میرا شوہر تمہیں ہرگز ایسا کرنے کی اجازت نہ دے گا اور اب تم دیکھتے ہو کہ جو کچھ میں نے کہا تھا وہ سچ ہی نکلا ہے قرطبیہ

کی ان باتوں پر یوناف کے چہرے پر مسکراہٹ اور گہری ہو گئی تھی اُس نے یافان کی طرف دیکھتے ہوئے فیصلہ کن انداز میں کہا! اے یافان میں نے پھر تمہیں معاف کیا! لہٰذا اب تم یہاں سے چلے جاؤ ورنہ میرے ہاتھوں تم اور تمہاری اس نیلی دھند کی شیطانی قوتیں سب ہی نقصان اٹھاؤ گے اس کے ساتھ ہی یافان نے اپنے ہڈیوں پر مشتمل ہاتھ سے اپنی نیلی دھند کی شیطانی قوتوں کی طرف کوئی مخصوص اشارہ کیا اور اس کے ساتھ ہی یافان اور اُس کی نیلی دھند کے گھلتے وہاں سے غائب ہو گئے تھے۔

یافان اور اُس کی نیلی دھند کے وہاں سے جانے کے ساتھ ہی سردار مجستا نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا! اے یوناف یہ شخص جو ہڈیوں کا ڈھانچہ ہونے کے باوجود گفتگو کرتا تھا اور جسے تم نے یافان کہہ کر پکارا ہے یہ کون ہے اس کی آنکھوں کے اندر میں نے آگ کے شعلے جوش مارتے ہوئے دیکھے ہیں اور میں اسے دیکھنے کے بعد بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھال سکا ہوں اور میری سمجھ میں ابھی تک یہ بات نہیں آتی کہ ہڈیوں کا ڈھانچہ ہونے کے باوجود یہ کیسے گفتگو کرتا اور حرکت میں آتا ہے اور اس کے علاوہ میرے لیے یہ بات بھی بڑی حیران کن ہے کہ تمہاری گفتگو سے میں نے یہ بھی اندازہ کیا ہے کہ تم اس یافان کو قدیم سے جانتے والے ہو سردار مجستا کے استفسار پر یوناف تھوڑی دیر کے لیے مسکرایا پھر کہا! اے سردار مجستا تم ٹھیک ہی کہتے ہو میں یافان کو ایک عرصے سے جانتا ہوں اور اے مجستا میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ میں عام انسانوں جیسا کوئی انسان نہیں بلکہ میں ان گنت مافوق الفطرت اور خرقِ عادت قوتیں رکھتا ہوں جن سے کام لے کر میں بڑے بڑے کام سر کر لیتا ہوں میں اس یافان کو کیسے اور کب سے جانتا ہوں اس کی تفصیل تو میں پھر کسی موقع پر تم سے کہوں گا! ہاں میں تمہیں یہ ضرور بتا دیتا ہوں کہ یہ یافان کوئی عام انسان نہیں ہے صدیوں پہلے مصر کی سرزمین کے اندر یہ ایک بہت بڑے طلسم گر کی حیثیت سے جانا پہچانا جاتا تھا اور اس نے ایک اپنا محل دریائے نیل کے وسط میں بنا رکھا تھا بس میں اُس وقت بھی مصر کے اندر موجود تھا اور اسے میں نے ہی شکست دے کر یہ روپ دیا تھا جس روپ میں تم نے اسے دیکھا ہے۔

اے سردار مجستا تمہارے لیے فی الوقت اسی قدر جان لینا ہی کافی ہے کہ میں خود بھی ایک مافوق الفطرت انسان ہوں اور یافان جیسے لوگوں کا سامنا کرنا میرے

لیے بڑا اور اہم کام نہیں ہے! اے سردار مجستا اس یافان سے متعلق میں مزید تفصیل تمہیں بعد میں بتاؤں گا لیکن اس وقت میں تم سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج رات جب چیتے کی غار کے سامنے پنجرہ رکھ کر اُس میں بکری باندھ دی جائے گی تو تم بھی میرے ساتھ چلو گے اور وہاں میرے ساتھ تم پنجرے کے پاس کھڑے ہو گے تاکہ میں تمہیں یہ دکھا سکوں کہ مافوق الفطرت چیتا جس نے ان علاقوں کے اندر تباہی اور بربادی پھیلا رکھی ہے وہ کون ہے۔

یوناف سے یہ الفاظ سننے کے بعد سردار مجستا کا رنگ خوف اور دہشت کے باعث پیلا پڑ گیا تھا! لہٰذا اس نے فوراً یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے یوناف یہ کیسی اور کس قسم کی گفتگو تم کر رہے ہو میں کیونکر اُس پنجرے کے پاس کھڑا ہو سکوں گا اور اگر میں نے ایسا کیا تو وہ خونخوار چیتا پنجرے کے اندر باندھی ہوئی بکری پر حملہ آور ہونے کے بجائے مجھے اپنا نشانہ بنائے گا اور اے یوناف میں ابھی چیتے کے ہاتھوں مرنا نہیں چاہتا! لہٰذا میں وہاں رات کے وقت پنجرے کے پاس کھڑا نہ ہوں گا اور میں تمہیں بھی یہ نصیحت کروں گا کہ تم بھی وہاں مت کھڑے ہونا ورنہ وہ چیتا پنجرے میں داخل ہونے کے بجائے تمہیں نقصان پہنچائے گا اس پر یوناف نے سردار مجستا کو تسلی اور ڈھارس دیتے ہوئے کہا۔

اے سردار مجستا میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ میں مافوق البشریت قسم کی سری قوتیں رکھتا ہوں بس میں اپنی ان ہی قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے تمہیں لے کر اس پنجرے کے پاس کھڑا ہوں گا اور میری اُن قوتوں کے باعث نہ میں اور نہ ہی تم اُس چیتے اور نہ ہی کسی اور انسان کو وہاں کھڑے دکھائی دیں گے! سردار مجستا نے اس بار کچھ ہمت باندھتے ہوئے کچھ کہا! یوناف اگر تم ایسا کرو پھر تو میں ضرور وہاں پنجرے کے پاس کھڑا ہوں گا پھر مجھے یہ کیسے یقین آئے گا کہ مجھے اور تم دونوں کو وہاں نہ کوئی انسان دیکھ سکے گا اور نہ ہی چیتا کیا وہاں کھڑے ہونے کے لیے تو مجھے اس کا کوئی عملی ثبوت نہ دو گے اس پر یوناف مسکرایا اور کہا اے سردار مجستا میں ضرور ابھی اور اسی وقت تمہیں اس کا عملی ثبوت دیتا ہوں دیکھو اے سردار مجستا میں یہ تمہارے سامنے کھڑی تمہاری بیٹی اور اپنی بیوی قرطبیہ کے پاس کھڑا ہوتا ہوں پھر میں وہاں اپنے عمل کی ابتدا کروں گا اور تم دیکھو گے کہ میں اور میرے ساتھ قرطبیہ بھی تمہیں دکھائی نہ دیں گے اس پر سردار مجستا نے خوشی

کا اظہار کرتے ہوئے کہا! اے یوناف اگر تم ایسا کر دکھاؤ تو میں ضرور آج رات کے وقت تمہارے ساتھ اس پنجرے کے پاس کھڑا رہوں گا اور دیکھوں گا کہ وہ شیطانی قوت کون سی ہے جس نے اس سرزمین کے اندر تباہی اور بربادی پھیلا رکھی ہے۔

ساتھ ہی سردار مجستا کے پاس سے ہٹ کر یوناف قرطیبہ کے پاس جا کھڑا ہوا اور اس نے اپنا کوئی عمل کرتے ہوئے جوں ہی قرطیبہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا تو سردار مجستا نے دیکھا وہ دونوں اچانک ہی اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے تھے یہ سماں دیکھتے ہوئے سردار مجستا کے چہرے پر گہری اور اطمینان بخش مسکراہٹ پھیل گئی تھی تھوڑی دیر بعد یوناف پھر قرطیبہ کے ساتھ اُسی جگہ پر نمودار ہوا جہاں وہ غائب ہوا تھا اور قرطیبہ کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے وہ بولا اے سردار مجستا میرا قرطیبہ کے ساتھ غائب ہونا تمہیں کیسا لگا اور کیا عملی ثبوت دیکھنے کے بعد اب تم میرے ساتھ رات کے وقت چیتے کی غار سے باہر رکھے پنجرے کی طرف چلو گے سردار مجستا نے جرأت مندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا اے یوناف اب تو میں ضرور تمہارے ساتھ وہاں چلوں گا اور پورا سماں اپنی آنکھوں سے دیکھوں گا۔

سردار مجستا کے خاموش ہونے پر حسین قرطیبہ نے غور سے یوناف کی طرف دیکھا اور پھر اپنی مٹھاس برساتی ہوئی آواز میں اُس نے کہا! اے یوناف میں بھی آج رات آپ کے ساتھ چیتے کی غار سے باہر رکھے پنجرے کے پاس جاؤں گی اس لیے کہ قرطیبہ اپنی بات مکمل نہ کر سکی اس لیے کہ سردار مجستا نے فوراً درمیان میں بولتے ہوئے کہا! اے یوناف قرطیبہ اگر وہاں جانے کی خواہش رکھتی ہے تو اسے بھی ضرور اپنے ساتھ لے کر چلو اس لیے کہ اب جب کہ تم ہمارے ساتھ ہو اور اپنی سری قوتوں کو استعمال کر کے تم ہم دونوں کو ہی انسانی اور حیوانی نظروں سے اوجھل کر دو گے تو پھر قرطیبہ کا وہاں جانا کسی خدشہ اور خطرے کا باعث نہیں ہو سکتا! اس پر یوناف نے فیصلہ کن انداز میں کہا! اے سردار مجستا مجھے خوشی ہو گی اگر قرطیبہ بھی میرے ساتھ چلے اس لیے کہ اب تو آئندہ زندگی میں ایسے ہر موقع پر اسے میرے ہی ساتھ رہنا ہو گا سردار مجستا میں تم سے یہ بھی کہہ دوں کہ یہ جو مافوق الفطرت چیتا ہے یہ کوئی عام درندہ نہیں ہے بلکہ یہ شیطانی نسل کا ایک ہولناک درندہ ہے جو آپ کو انسان چیتے اور اسی طرح کی دوسری شکلوں میں تبدیل کرنے کی قوت اور طاقت

رکھتا ہے اس لیے ایسے چیتے کو اپنے قابو میں کرنا اور اس پر تسلط جمانا کوئی عام اور آسان کام نہیں ہے۔

اس پر مجستا نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے یوناف میرے بیٹے کیا ایسا ممکن نہیں کہ تم مجھے ان شیاطین اور جنات کے متعلق کچھ تفصیل سے بتاؤ تا کہ میں جان سکوں کہ یہ کیا چیز ہوتے ہیں اور یہ اپنی طاقت اور قدرت میں کس قدر دراز دست ہیں سردار مجستا کے اس سوال پر یوناف نے اپنے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں غور سے قرطیبہ کی طرف دیکھا پھر سردار مجستا کو مخاطب کر کے اس نے کہا! اے سردار مجستا یہ شیاطین اور جنات کوئی مجرد روح نہیں بلکہ ایک خاص نوع کے مادی اجسام ہی ہیں مگر چونکہ وہ خالص آتشی آمیزا سے مرکب ہیں اس لیے وہ خاکی اجزاء سے بنے ہوئے انسانوں کو نظر نہیں آتے۔

اے سردار مجستا اس بنا پر یہ جنات شیاطین سریع الحرکت ہوتے ہیں آسانی سے اپنے آپ کو ایک شکل سے دوسری شکل میں تبدیل کر لیتے ہیں اور اُن مقامات پر غیر محسوس طریقہ سے نفوذ کر جاتے ہیں جہاں مٹی کی اجزاء سے بنی ہوئی چیزیں نفوذ نہیں کر سکتی! یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں سردار مجستا نے پوچھا اے یوناف اگر یہ جنات شیاطین آگ کے بنے ہوئے ہیں اس کا مطلب ہے کہ پھر آگ تو ان پر اثر نہ کرتی ہو گی اس پر یوناف نے جواب دیتے ہوئے کہا! اے مجستا ایسی بات نہیں سنو میں اس کی تفصیل بتاتا ہوں اصل یوں ہے کہ یہ جنات اس عام آگ سے جو لکڑی کوئلہ سے پیدا ہوتی ہے نہیں بنے بلکہ ایک خاص قسم کے شعلہ سے انہیں پیدا کیا گیا ہے اور یہ شعلہ دھواں سے پاک اور صاف ہے! اے مجستا جس طرح پہلا انسان مٹی سے بنایا گیا تھا پھر تخلیق کے مختلف مدارج سے گزرتے ہوئے اس کے بعد خاکی نے گوشت پوست کے زندہ بشر کی شکل اختیار کی اور آگے اس کی نسل اسی سے چلی اُسی طرح پہلا جن خالص آگ کے شعلے یا آگ کی لپیٹ سے پیدا کیا گیا اور بعد میں اُس کے ذریت سے جنوں کی نسل پیدا ہوئی اُس پہلے جن کی حیثیت جنوں کے معاملے میں وہی ہے جو آدم کی حیثیت انسانوں کے معاملہ میں ہے۔ زندہ بشر بن جانے کے بعد آدم اور ان کی نسل میں پیدا ہونے والے انسانوں کے جسم کو اس مٹی سے کوئی مناسبت باقی نہ رہی جس سے ان کو پیدا کیا گیا تھا اگرچہ اب بھی ہمارا جسم پورا کا پورا زمین ہی کے اجزا سے مرکب ہے لیکن ان اجزاء نے گوشت پوست اور خون کی شکل اختیار کر لی ہے اور جان پڑ جانے کے بعد وہ تودۂ خاک کی بانسبت ایک بالکل مختلف چیز بن کر رہ گیا ہے ایسا ہی معاملہ

جنوں اور شیاطین کا بھی ہے اُن کا وجود بھی اصلاً ایک آتشی وجود ہے لیکن جس طرح ہم تودۂ خاک نہیں ہیں اس طرح وہ بھی شعلۂ آتش نہیں ہیں جس طرح خاک کا ڈھیلا ہم پر مارا جائے تو وہ ہم پر اثر انداز ہوتا ہے اور تکلیف دیتا ہے ایسے ہی شیاطین اور جنات پر بھی آگ اثر کرتی ہے اور انہیں تکلیف اور اذیت اور دہن میں مبتلا کرتی ہے۔

یوناف کے خاموش ہوتے پر سردار مجستا نے مطمئن انداز میں کہا! اے یوناف میرے عزیز تو نے آدم اور جنات کی کیا عمدہ اور بہترین تشریح کی ہے اب میری سمجھ میں یہ معاملہ آیا ہے کہ انسان اور جنات میں بنیادی طور پر کیا فرق ہے اے یوناف کیا تمہارے بتائے ہوئے اس قاعدے اور کلیے کے مطابق میں یہ سمجھ لوں کہ وہ چیتا جس کے متعلق تمہارا خیال ہے کہ اس کی پیدائش جنات اور شیاطین کی طرز پر ہے تو کیا وہ بھی جنات کی طرح سریع الحرکت ہے آسانی سے ایک شکل میں دوسری شکل تک جا سکتا ہے اور یہ کہ جس چیز کے اندر انسان نفوذ نہیں کر سکتا اُس کے اندر نفوذ کر سکتا ہے سردار مجستا کے استفسار پر یوناف بولا اے سردار مجستا تمہارے اندازے درست ہیں وہ چیتا ایسی ہی طاقت اور قوتوں کا مالک ہے وہ جب چاہے اپنے آپ کو ایک نئی شکل وصورت میں ڈھال سکتا ہے وہ جہاں چاہے نفوذ کر سکتا ہے اور ایسی تیزی میں حرکت میں آسکتا ہے کہ وہ لمحوں کے اندر ایک جگہ سے دوسری جگہ میں نمودار ہو سکتا ہے سردار مجستا نے کسی قدر فکرمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

اے یوناف اگر ایسا ہے تو پھر وہ چیتا انتہائی ہیبتناک اور ہولناک ہے اور اُس پر قابو پانا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہوگا! اے یوناف کیا ایسا ممکن نہ ہوگا کہ جب تم اپنے سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے انسانی نگاہوں سے اوجھل ہوتے کا عمل کرو تو وہ چیتا جو اپنی تخلیق کے لحاظ سے شیطانی ہے وہ تمہیں دیکھ سکے! یوناف نے مطمئن انداز میں سردار مجستا کی طرف دیکھا اور کہا نہیں مجستا ایسا ممکن نہیں ہے جب میں اپنی سری قوت کو عمل میں لاؤں گا اور چیتا جو مافوق الفطرت ہے مجھے دیکھ نہ سکے گا اس پر سردار مجستا نے غور سے یوناف کی طرف دیکھا اور کہا اے یوناف تم پہلے انسان ہو جیسے میں نے اپنی زندگی میں ایسی طاقت ایسی قدرت اور ایسی سری توانائیوں کا مالک دیکھا ہے جب سردار مجستا خاموش ہوا تب یوناف بولا! اے سردار مجستا میں اور قرطیبہ اب سرائے کی طرف جاتے ہیں شام کے وقت تم بھی وہاں آجانا اور اس کے بعد ہم مافوق الفطرت کے طور پر اُس بنجرے کی طرف کوچ کریں گے اس پر سردار مجستا نے آگے

بڑھ کر یوناف کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا نہیں یوناف ایسا مناسب نہیں ہے تم اور قرطیبہ دونوں میاں بیوی شام تک یہیں رہو یہیں پر شام کا کھانا کھائیں گے اور اس کے بعد چیتے کے غار کی طرف کوچ کریں گے۔

سردار مجستا کی اس تجویز سے یوناف اور قرطیبہ نے اتفاق کیا پس وہ تینوں اُس کمرے میں بیٹھ کر دوسرے موضوعات پر گفتگو کرتے لگے تھے جب شام ہو گئی اور تینوں نے اُس کمرے میں بیٹھ کر کھانا کھا لیا تب یوناف اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑا ہوا اور مجستا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے مجستا آؤ اب چیتے کے غار کی طرف کوچ کریں جواب میں مجستا نے کچھ بھی نہ کہا اور وہ اپنی جگہ پر اُٹھ کھڑا ہوا تاہم اُس کے چہرے کی رنگت آنے والے خطرے اور خدشات کے باعث ضرور تبدیل ہو گئی تھی اُس کے ساتھ ہی حسین قرطیبہ بھی اپنی جگہ پر کھڑی ہو گئی تاہم اُس کے چہرے پر کسی طرح کے نئے جذبات یا تاثرات کا اندازہ لگانا مشکل تھا اپنی جگہ پر کھڑے ہونے کے بعد یوناف نے اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے اپنا وہی عمل کیا پھر اس نے اپنے اپنے دائیں ہاتھ سے قرطیبہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس کے بائیں ہاتھ کی گرفت سردار مجستا کے بازو پر تھی اور جونہی اس نے ایسا کیا وہ تینوں وہاں سے غائب ہو گئے تھے۔

سیاہ اور تاریک رات درد کے اڑتے ذرات آہوں کے سفینوں اور نفرت کے زہر کی طرح بھاگتی جا رہی تھی وقت کے گم سم لمحات خاموش اور دم بخود تھے ماگھ کی کالی تاریک سرد رات کی طرح ہر طرف بے حسی اور ویرانیوں کا غلبہ تھا۔ جھیل میرو کے کنارے چیتے کے سنسان اور اُجاڑ غار کے سامنے لوہے اور لکڑی کا بنا ہوا ایک پنجرہ رکھا تھا اور اُس پنجرے کے اندر سیاہ رنگ کی ایک خوب بڑی اور تنومند بکری بندھی ہوئی تھی اتنے میں اس غار کے اندر سے بہت بڑی جسامت کا ایک چیتا نمودار ہوا جو کالے سیاہ رنگ کا تھا رات کے وقت اس چیتے کی آنکھیں جہنم سے بھی زیادہ آتش ناک دکھائی دے رہی تھیں اُس کی چڑھی تیوریاں اور اینٹھی ہوئی گردن اس بات کا پتہ دے رہی تھیں کہ وہ انتہائی جوشیلی اور غضب ناک حالت میں ہے خوفناک اور سیاہ رات کے اندر غار سے نکلنے کے بعد وہ چیتا لوہے اور لکڑی کے بنے ہوئے اُس پنجرے کی طرف بڑھا تھا جس کے اندر بکری باندھی ہوئی تھی چاروں طرف کالی گاڑھی چپ دلدل جیسی خاموشی طاری تھی تاہم چیتا زہریلی ہواؤں کی طرح ہلکی ہلکی غراہٹ کے ساتھ آوازیں نکالتا ہوا پنجرے کی طرف بڑھا تھا اور پھر نزدیک آکر وہ جبر و ستم کے طوفان اور بگولوں کے خروش کی تیزی کے ساتھ پنجرے میں داخل ہو کر بکری پر جھپٹ پڑا تھا۔

لمحوں اور ساعتوں کے اندر اُس مافوق الفطرت چیتے نے سب سے پہلے بکری کا حلقوم کاٹ کر اس کا خون پیا پھر اُس نے انتہائی سرعت کے ساتھ بکری کو چیر پھاڑ دیا اور اُس کا گوشت کھانے لگا تھا۔ اُسی لمحہ شاید یوناف بھی حرکت میں آیا تھا اس لیے کہ جس وقت چیتا پنجرے کے اندر بیٹھ کے انتہائی بے فکری اور اطمینان کے ساتھ بکری کا گوشت کھا رہا تھا اُسی لمحہ پنجرے کا دروازہ بڑی تیزی سے بند ہوا اور دروازے کو باہر سے کنڈی لگ گئی تھی اس پر پنجرے کے اندر بیٹھا ہوا چیتا چونکا اُس نے بکری کا گوشت کھانا بند کر دیا اور اپنی جگہ پر وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا اس لیے تیور بتا رہے تھے کہ وہ

اپنے لیے کوئی خطرہ اور خدشہ محسوس کر رہا تھا پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس چیتے نے اس انداز میں اپنی شکل و صورت بدلی جیسے اچانک انڈے سے مرغی کا کوئی بچہ نکل کر ایک نئی شکل و صورت اختیار کرتا ہے ایسے ہی اُس چیتے نے بھی فی الفور اپنی شکل و صورت بدل لی تھی اور اب وہ انسانی صورت میں اس پنجرے کے اندر کھڑا تھا اور وہ قرطبیہ کا بھائی روفاش تھا اُسی لمحہ اُس پنجرے کے دروازے کے قریب یوناف سردار مجستا اور قرطبیہ نمودار ہوئے یوناف نے انتہائی غضب ناک حالت میں پنجرے کے اندر بند روفاش کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے درندے! غلیظ شیطان! تم نے ان سرزمینوں کے اندر تباہی اور بربادی پھیلا رکھی ہے لیکن یاد رکھ اب تو زیادہ دیر تک مجھ سے بچ کر بھاگ نہ سکے گا اس لیے کہ جس طرح آج میں نے اس پنجرے کے اندر تیری حقیقت کو ظاہر کر دیا ہے ایسے ہی ایک روز میں اپنے رب کی نفرت سے گرفت کرنے میں بھی کامیاب ہو جاؤں گا پنجرے کے اندر بند روفاش نے یوناف کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا تاہم اُس کے چہرے پر شرمندگی اور ملامت کے تاثرات تھے پھر اچانک وہ اپنی سری قوت کو حرکت میں لایا اور پنجرے کے اندر سے غائب ہو گیا تھا اب پنجرے کے اندر بس بکری کی صرف لاش ہی پڑی تھی۔

جب روفاش اس پنجرے کے اندر سے غائب ہو گیا تب سردار مجستا تھوڑی دیر تک خوف و دہشت سے پنجرے کے اندرونی حصے کو دیکھتا رہا پھر اُس نے اپنی نگاہوں کا زاویہ بدلا تھوڑی دیر تک وہ بڑے غور سے قرطبیہ کی طرف دیکھتا رہا اس کے بعد اُس نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے یوناف میرے بیٹے جو کچھ پنجرے کے اندر نمودار ہوا کیا وہ ایک حقیقت تھی یا میں ہی خواب دیکھ رہا تھا یہ پنجرے کے اندر چیتے سے انسانی روپ میں ظاہر ہونے والا بیٹا روفاش ہی تھا یا میں یہ سمجھ لوں کہ یہ میری نگاہوں کا دھوکا تھا اس پر یوناف نے کہا سردار مجستا میں تو پہلے ہی جانتا تھا کہ مافوق الفطرت چیتے کے روپ میں ان سرزمینوں کے اندر خونخواری پھیلانے والا تمہارا بیٹا روفاش ہی ہے اس پر فوراً سردار مجستا نے پوچھا اے یوناف اگر تم جانتے تھے تو پھر تو نے مجھے کیوں نہ بتایا اس پر یوناف پھر بڑے نرم لہجہ میں بولا! اے سردار مجستا اگر اُس وقت میں تم پر یہ انکشاف کرتا تو تم ہرگز اس کو تسلیم نہ کرتے اس لیے تمہیں میں اپنے ساتھ یہاں تک لایا ہوں تاکہ روفاش کی اصل حقیقت تم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے میرے دعوے پر یقین کر سکو۔

یوناف تھوڑی دیر خاموش رہا پھر دوبارہ اُس نے کہا اے سردار مجستا یہ روفاش انسان نہیں

یہ شیطان کے زیادہ قریب ہے اس کے اندر ساری وہ قوتیں اور توانائیاں ہیں جو شیطان کے اندر ہوتی ہیں اے سردار مجستا میں جانتا ہوں کہ اپنے بیٹے روفاش کی اصلیت دیکھنے کے بعد تمہیں دکھ اور افسوس ہو رہا ہو گا لیکن حقیقت بہرحال حقیقت ہی ہے اور وہ یہ کہ چیتے کا روپ دھار کر خونخواری کرنے والا تمہارا بیٹا روفاش ہی ہے اس پر سردار مجستا نے خوف و دہشت سے قرطبیہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو اے یوناف اب قرطبیہ کی کیا حیثیت ہے کیا یہ بھی اپنے بھائی روفاش ہی طرح مافوق الفطرت ہے اس پر یوناف بولا! اے سردار مجستا قرطبیہ سے متعلق تفصیل میں تمہیں بعد میں کسی وقت کہوں گا اور اُس وقت میں تمہیں یہ بھی بتاؤں گا کہ روفاش اور قرطبیہ کی اصلیت کیا ہے سردار مجستا ایک دم یوناف کی بات کاٹتے ہوئے خوف زدہ سی آواز میں بولا۔

اے یوناف میرے بیٹے کیا ہمیں فوراً یہاں سے ہٹ نہ جانا چاہیے میرا دل کہتا ہے کہ اس پنجرے سے نکلنے کے بعد روفاش پھر چیتے کا روپ دھارے گا اور ہم پہ حملہ آور ہو جائے گا! اے یوناف ساری حسیات مجھے اسی خطرے کی آگاہی کر رہی ہیں لہذا میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ جس طرح اپنی سری قوتوں کو استعمال کر کے تم ہمیں یہاں لائے ہو ایسے ہی اپنی سری قوتوں کو استعمال کرو کہ ہم تینوں انسانی اور حیوانی نگاہوں سے اوجھل ہو جائیں اس پر یوناف نے سردار مجستا کو ڈھارس دیتے ہوئے کہا اے مجستا روفاش بے شک شیطانی قوتوں کا مالک ہے لیکن میری موجودگی میں اُس کی جرأت نہیں کہ تمہیں اور تمہاری بیٹی قرطبیہ کو وہ کوئی نقصان پہنچا سکے! یوناف جب خاموش ہوا تب قرطبیہ نے بھی سردار مجستا کی تائید کرتے ہوئے کہا بابا ٹھیک ہی کہتے ہیں روفاش اب کسی بھی وقت اپنا چیتے کا اصل روپ دھار کر ہم پر حملہ آور ہو کر ہمیں نقصان پہنچا سکتا ہے لہذا ہمیں فوراً یہاں سے چلے جانا چاہیئے۔

قرطبیہ نے ابھی اپنی بات ختم کی ہی تھی کہ اُن کے بائیں طرف ذرا فاصلہ پر دو گول اور تیز روشنائی دکھائی دیں اس پر قرطبیہ نے چونک کر کہا یوناف! میرے اور بابا کے خدشات درست ثابت ہوئے روفاش چیتے کا روپ دھار کر ہمارے سروں پر آن پہنچا ہے اور یہ تم جو دو روشنیاں دیکھ رہے ہو یہ اُسی کی آنکھیں ہیں اندھیرے میں چمکتی ہوئی روشن دکھائی دے رہی ہیں لہذا اب وہ ضرور ہم پر حملہ آور ہو کر رہے گا اس کے ساتھ ہی یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور فوراً اس نے سردار مجستا اور قرطبیہ کے بازو تھام لئے تھے اور اس کے ساتھ ہی وہ انسانی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے تھے ان تینوں کے ایسا کرنے پر وہ چیتا بھی مافوق الفطرت طور پر وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔

سردار مجستا اور قرطبیہ کے ساتھ یوناف مجستا کی حویلی کے دیوان خانے میں نمودار ہوا جب وہ تینوں دیوان خانے کی نشستوں پر بیٹھ گئے تب یوناف نے مجستا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے سردار مجستا اب تمہیں پہلے کی نسبت زیادہ محتاط رہنا ہو گا اس لیے کہ روفاش کی اصلیت اب ظاہر ہو گئی ہے لہذا وہ ضرور تم پر حملہ آور ہو کر تمہارا خاتمہ کرنے کی کوشش کرے گا تاکہ ان سرزمینوں کے اندر اس کا راز راز ہی رہ سکے اور اے مجستا جہاں تک میرا اور قرطبیہ کا تعلق ہے تو ہم دونوں کو نقصان پہنچانا اُس کے بس کی بات نہیں ہے۔

اس پر مجستا نے چونک کر پوچھا اے یوناف کیا میں تمہاری گفتگو سے یہ اندازہ لگا لوں کہ روفاش کی طرح قرطبیہ بھی مافوق الفطرت ہے اس پر یوناف نے کہا! اے مجستا میں تم سے وعدہ کر چکا ہوں کہ قرطبیہ کے متعلق میں تم کو بعد میں بتاؤں گا لیکن آج کے بعد میری ایک بات یاد رکھنا کہ تم جہاں کہیں بھی جاؤ اکیلے مت جانا بستی کے اندر یا باہر جس طرف بھی تم کسی کام سے نکلو مجھے اپنے ساتھ رکھنا اور اگر تم ایسا نہ کرو گے تو اس چیتے کے ہاتھوں نقصان اٹھاؤ گے اور اے مجستا اگر کبھی میں یہاں نہ ہوں تو تم قرطبیہ کو اپنے ساتھ رکھنا یہ قرطبیہ بھی روفاش سے تمہارا دفاع کر سکتی ہے اس پر سردار مجستا تھوڑی دیر گردن جھکائے کچھ سوچتا رہا پھر اُس نے کہا۔

اے یوناف میرے بیٹے میں جانتا ہوں کہ اب روفاش کی طرف سے سب سے زیادہ خطرات میرے لیے ہیں اور میں اب یہ بھی جان چکا ہوں صرف تم اور قرطبیہ ہی مجھے اس سے بچا سکتے ہو لیکن اس وقت میں یہ سوچ رہا ہوں کہ اگر رات کے وقت حویلی کے اندر ہی روفاش ہم پر حملہ آور ہو جائے اور اُس وقت ہم سوئے ہوئے ہوں تو پھر ہمارا کیا بنے گا اس پر یوناف نے اس کو تسلی دی اور اُسے کہا! اے سردار مجستا اس سے متعلق تم بالکل بے فکر رہو میرے پاس ایک ایسی قوت ہے جو روفاش پر نگاہ رکھے گی اور اگر وہ کبھی رات کے وقت ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرتا بھی ہے تو یہ قوت جو میرے قبضے میں ہے اور جس کی صورت ایک روح جیسی ہے وہ مجھے قبل از وقت ہی آگاہ کر دے گی اور میں اپنے ساتھ ساتھ تم دونوں کا دفاع بھی کر سکوں گا اس کے ساتھ ہی یوناف نے ہلکی ہلکی آواز میں پکارا! ابیکا! ابیکا تم کہاں ہو ابیکا تے فوراً اپنا ریشمی لمس دیا اور اپنی گنگناتی ہوئی آواز میں کہا! اے یوناف میرے حبیب میں یہیں ہوں اور چیتے کے پنجرے سے لے کر یہاں تک تمہاری ساری گفتگو سن چکی ہوں اے یوناف آئندہ میں روفاش پر نگاہ رکھوں گی اور جب کبھی اُس نے دھوکہ دہی سے کام لے کر رات

کے وقت تم پر یا تمہارے علاوہ قرطیسہ اور مجستا پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو میں قبل از وقت ہی تمہیں آگاہ کر دیا کروں گی اس پر یوناف نے ابلیکا کا شکریہ ادا کیا اور سردار مجستا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے مجستا اب میں سرائے کے بجائے میں تمہاری حویلی میں قیام کروں گا اس پر سردار مجستا نے یوناف کا شکریہ ادا کیا اور پھر وہ آرام کرنے کی خاطر اپنے اپنے بستروں کی طرف چلے گئے تھے۔



جنوبی ہندوستان میں جب لنکا کا راجہ راون سیتا کو اُس کی کٹیا سے اٹھا کر لے گیا تو اپنے دیس میں جا کر اُس نے سیتا سے شادی کرنے کی انتہائی کوشش اور جتن کئے لیکن سیتا نے ایسا کرنے سے قطعی انکار کر دیا اس بنا پر لنکا کے راجہ راون نے سیتا کو اپنے دیس میں ایک قیدی اور اسیر کی حیثیت سے زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیا تھا دوسری طرف جب لچھمن اپنے بھائی رام کو ڈھونڈ کر واپس لایا اور انہوں نے دیکھا کہ کٹیا کے اندر سیتا نہیں ہے تو وہ دونوں بے حد پریشان ہوئے اور اسی وقت وہ دونوں سیتا کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔

رام اور لچھمن نے جگہ جگہ سیتا کو تلاش کیا لیکن انہیں کوئی بھی کامیابی نہ ہوئی آخر جنوبی ہند کے ایک حاکم ہنومان سے اُن دونوں کو یہ خبر ملی کہ سیتا کو تو لنکا کا راجہ راون اٹھا کر لے گیا ہے اس لیے اُس ہنومان نے اس وقت راون کو دیکھ لیا تھا جب وہ اُسے اٹھا کر لنکا کی طرف جا رہا تھا اس کے علاوہ اس ہنومان نے جب رام، لچھمن اور سیتا کے سارے حالات کی خبر ہوئی اور اسے یہ بھی پتہ چلا کہ رام دراصل اجودھیا کی ریاست کا راج کمار ہے اور ان جنگلوں کے اندر بن باس کاٹ رہا ہے تو وہ رام کی مدد کرنے پر تیار ہو گیا تھا۔

رام نے ہنومان کی اس مدد کی پیش کش کا شکریہ ادا کیا اور اُسے لنکا کی طرف بھیجا تا کہ وہ راون سے سیتا کو واپس لا سکے ہنومان جب سیتا کو لانے کے لیے لنکا پہنچا تو لنکا کے راجہ نے سیتا کو واپس کرنے سے انکار کر دیا اس پر ہنومان وہاں سے ناکام لوٹ آیا آخیر کار رام نے ہنومان کے ساتھ مل کر ایک لشکر تیار کیا اس لشکر کے ذریعے رام ہنومان اور لچھمن لنکا پر حملہ آور ہوئے لنکا کے راجہ راون کو شکست دی اور سیتا کو اس کی قید سے چھڑا لیا اس طرح رام اور لچھمن اپنا بن باس ختم کر کے اور سیتا کو اپنے ساتھ لے کر اپنی ریاست اجودھیا کی طرف چلے گئے اور وہاں پر رام ریاست اجودھیا کے راجہ کی حیثیت سے زندگی بسر کرنے لگا تھا۔

ایلی ملک اور اس کے بعد مقرر ہونے والے دوسرے قاضیوں کے بعد بنی اسرائیل ایک بار پھر افراتفری اور انتشار کا شکار ہو گئے تھے اُن کی حالت سے عمونیوں نے فائدہ اٹھایا اور انہوں نے اپنے مختلف لشکروں سے بنی اسرائیل کی بستیوں اور شہروں پر حملہ آور ہو کر انہیں لوٹنا اور برباد کرنا شروع کر دیا تھا عمونیوں کے ہاتھوں اس تباہی اور بربادی کے باعث بنی اسرائیل کے سردار اور سرکردہ لوگ ایک جگہ جمع ہوئے اور سب نے مل کر یہ فیصلہ کیا کہ کسی کو اپنا حاکم اور قاضی مقرر کیا جائے اور یہی شخص بنی اسرائیل کے لشکر کا سردار بھی ہو اور عمونیوں کے ساتھ جنگ کر کے بنی اسرائیل کو اُن کے ظلم وستم سے نجات دلائے آخرکار اس کام کے لیے وہ کسی مناسب شخص کو تلاش کرنے لگے جو نہ صرف یہ کہ ایک عمدہ جنگجو ہو بلکہ بنی اسرائیل کے لشکر کے اندر نظم وضبط رکھنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو بنی اسرائیل کے ان سرداروں نے ایک شخص افتاح کے متعلق سُنا کہ وہ انتہائی بہادر جنگجو اور دلیر ہے اُس کے متعلق انہیں یہ بھی خبر ملی کہ اس افتاح کو اس کے بھائیوں نے ناراض ہو کر گھر سے نکال رکھا ہے اور یہ افتاح اس وقت طجوب نام کے قصبے میں رہتا ہے اور گُم نام زندگی بسر کر رہا ہے۔

یہ اطلاعات ملنے کے بعد بنی اسرائیل کے سردار اور رؤسا طجوب کے قصبے میں افتاح کے پاس آئے اور اُس سے گزارش کی کہ تو چل کر بنی اسرائیل کے لشکر کی سپہ سالاری کر اور بنی اسرائیل کو عمونیوں کی تباہی اور بربادی سے بچا اس پر افتاح نے جواب میں کہا اے میرے بزرگو تم جانتے ہو کہ میرے باپ جلعاد کے مرنے کے بعد میرے بھائیوں نے مجھے گھر سے نکال باہر کیا تھا اور میں یہاں طجوب نام کے اس چھوٹے سے شہر میں گم نامی کی زندگی بسر کر رہا ہوں میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے یہیں پڑا رہنے دو کسی اور کو بنی اسرائیل کے لشکر کا سپہ سالار بنا لو۔

پھر بنی اسرائیل کے ایک سردار نے افتاح کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے افتاح

اگر تیرے بھائیوں نے تجھے نکال باہر کیا ہے اور تجھے وہ عزت نہیں دی جس کے تم اپنی بہادری اور شجاعت کے باعث حق دار ہو تو ہم تم سے وعدہ کرتے ہیں کہ ہم تمہیں ایسی عزت اور تکریم دیں گے جس کے تم حق دار ہو پس تم ہمارے ساتھ چلو بنی اسرائیل کے سپہ سالار کی حیثیت سے عمونیوں سے جنگ کرو اور ہم تمہارے ساتھ وعدہ کرتے ہیں کہ اگر تم نے عمونیوں کو شکست دے کر بنی اسرائیل کو تباہی اور بربادی سے بچا لیا تو ہم تمہیں اپنا حکمران تسلیم کر لیں گے آخیر افتاح نے بنی اسرائیل کے سرداروں کی اس پیش کش کو قبول کر لیا اور وہ بنی اسرائیل کے لشکر کی کمان داری کرنے کے لیے ان کے ساتھ ہو لیا تھا۔

بنی اسرائیل کے سردار افتاح کو اپنے ساتھ مصفاہ شہر میں لائے وہاں سب سے پہلے افتاح نے بنی اسرائیل کے لشکر کا معائنہ کیا پھر اپنا ایک ایلچی اس نے عمونیوں کے بادشاہ کی طرف روانہ کیا اور افتاح کا یہ ایلچی عمونیوں کے بادشاہ سے اُس وقت ملا جب وہ اپنے دیوتا ملوس کے معبد سے باہر نکل رہا تھا لیں افتاح کے اُس ایلچی نے عمونیوں کے بادشاہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے بادشاہ میں اپنے ستے اسرائیلی سپہ سالار افتاح کی طرف سے بھیجا گیا ہوں اور اُس کا آپ کے نام یہ پیغام ہے کہ بنی اسرائیل پر حملے اور مظالم جو اب تک ہوتے رہے ہیں وہ ترک کر دیئے جائیں بنی اسرائیل اور عمونیوں کی آپس میں کوئی دشمنی نہیں ہے! لہٰذا لڑائی اور جنگ سے ہاتھ اٹھا لیا جائے۔

اس پر عمونیوں کے بادشاہ نے افتاح کے ایلچی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا یہ صلح اور امن اس وقت ہی قائم ہو سکتا ہے جب بنی اسرائیل ہمارے اُن علاقوں کو خالی کر دیں جن پر انہوں نے اس وقت قبضہ کر لیا تھا جب وہ مصر سے نکل کر ارض فلسطین میں داخل ہوئے تھے بادشاہ کے اس جواب میں افتاح کے ایلچی نے اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے بادشاہ بنی اسرائیل نے نہ ہی عمون کا اور نہ ہی موآب کا ملک چھینا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ بنی اسرائیل اپنے پیغمبر موسیٰؑ کی رہنمائی میں جب مصر سے نکلے اور دشت و بیابان میں ریت چھانتے ہوئے بحر قلزم کی طرف آئے تو انہوں نے قادس کے مقام پر پڑاؤ کیا اور وہاں سے انہوں نے ادوم کے بادشاہ کی طرف اپنا ایلچی بھیجا اس کو یہ پیغام دیا کہ ہم کو اپنے ملک سے گزر کر آگے نکل جانے کی اجازت دے دیں اور ایسا ہی پیغام انہوں نے موآبیوں اور آمودیوں کے بادشاہوں کی طرف بھی بھیجے تھے لیکن اے بادشاہ کسی نے بھی ہمارے اس پیغام کا مثبت جواب نہ دیا بلکہ ہر ایک نے ہمیں اپنی اپنی سرزمین سے گزرنے نہ دیا اس لیے اے بادشاہ بنی اسرائیل اپنے

خداوند کے حکم پر حرکت میں آئے اور ان سرزمینوں پر جہاں اس وقت وہ بستے ہیں قبضہ کر لیا لہٰذا وہ سرزمین جس میں اس وقت بنی اسرائیل رہ رہے ہیں وہ کیوں کر خالی کی جا سکتی ہے۔

وہ ایلچی ذرا رکا پھر اُس نے دوبارہ عمونیوں کے بادشاہ دوبارہ مخاطب کرتے ہوئے پوچھا! اے بادشاہ تمہارا دیوتا کموس تمہارے قبضہ میں اگر کسی سرزمین کو دے دے تو کیا تم اُسے کسی اور کو واپس کر دو گے اس پر بادشاہ نے فوراً کہا نہیں ہرگز نہیں ایلچی نے فوراً ہی بادشاہ کو فیصلہ کن جواب دیتے ہوئے کہا! اے بادشاہ ایسے ہی یہ سرزمین ہمارے خدا نے ہمارے قبضہ میں دی ہے لہٰذا ہم کیوں اسے کسی اور کو لوٹا دیں اس گفتگو کے بعد عمونیوں کے بادشاہ نے صلح اور امن کی ہر تجویز ٹھکرا دی لہٰذا! افتاح کا ایلچی ناکام ہو کر واپس لوٹ گیا تھا۔

جب اس ایلچی نے واپس جا کر افتاح کو اپنی اس سفارت کی ناکامی کی خبر دی تو افتاح نے جنگ کی تیاری شروع کر دی وہ ہر حال میں بنی اسرائیل کو عمونیوں کی خون ریزی اور تباہی اور بربادی سے بچانا چاہتا تھا اُس نے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ایک جرار لشکر تیار کیا اور جس روز اُس نے اس لشکر کے ساتھ عمونیوں کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوتا تھا اُس روز اس نے اپنے رب کے حضور انتہائی عاجزی اور انکساری سے یہ منت مانی کہ اگر خداوند نے اُسے عمونیوں کے مقابلے میں فتح مند کیا تو اس فتح کے بعد جب وہ واپس اپنے گھر آئے گا تو اس وقت جو کوئی بھی اُس کے گھر سے نکل کر اس کے استقبال کو آئے گا وہ اسے خداوند کی خوشنودی کے لیے سوختنی قربانی کر دے گا یہ منت ماننے کے بعد افتاح اپنے لشکر کے ساتھ مصفاہ شہر سے کوچ کر گیا تھا۔

اس طرح بنی اسرائیل اور عمونیوں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی جس میں بنی اسرائیل فتح مند رہے اور عمونیوں کو عبرت خیز شکست ہوئی اور افتاح نے یلغار اور پیش قدمی کرتے ہوئے عمونیوں کے بڑے بڑے شہروں پر قبضہ کر لیا تھا۔

اس فتح کے بعد افتاح جب مصفاہ شہر میں اپنے گھر کے پاس آیا تو اُس نے دیکھا کہ اُس کی بیٹی دف بجاتی ہوئی اور ناچتی ہوئی اس کے استقبال کے لیے گھر سے نکل آئی اور وہی بیٹی افتاح کی واحد اولاد تھی اس کے سوا کوئی اس کا بیٹا یا بیٹی نہ تھی افتاح نے جب دیکھا کہ اس کی اکلوتی بیٹی دف بجاتی ہوئی ناچتی ہوتی اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اس کے استقبال کو گھر سے نکلی ہے تو وہ انتہائی غمگین ہوا پھر اُس نے اپنے کپڑے پھاڑ کر کہا ہائے حیف میں تو تباہ ہو گیا پھر جب اس کی بیٹی

اس کے قریب آئی تو اس نے اپنی اس بیٹی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے میری بیٹی تو نے مجھے زیر اور پست کر کے رکھ دیا ہے اور جو لوگ مجھے دکھ دیتے ہیں۔ اُن میں اب تو بھی شامل ہو گئی ہے کیونکہ میں نے اس جنگ پر روانہ ہونے سے قبل اپنے خداوند کے حضور بڑی عاجزی اور انکساری کے ساتھ منت مانگی تھی کہ اگر خداوند نے مجھے عمونیوں کے مقابلے میں فتح مند رکھا تو واپسی پر بھی جو کوئی میرے گھر سے پہلے نکل کر میرے استقبال کو آئے گا میں اُس کی سوختنی قربانی کر دوں گا پس اے میری بیٹی اب مجھے تیری ہی سوختنی قربانی کرنا ہو گی کیونکہ میں نے خداوند کو زبان دی ہے اور اس سے میں پلٹ نہیں سکتا۔ آہ! تیری سوختنی قربانی کے بعد میں یعنی کہ تیرا باپ اکیلا رہ جائے گا اور تجھے یاد کر کے روتا رہوں گا اور آہیں بھرتا رہوں گا۔

افتاح کی اس گفتگو کے جواب میں اُس کی بیٹی نے اسے مخاطب کر کے کہا اے میرے باپ تو نے اگر خداوند کو زبان دی ہے تو جو کچھ تیرے منہ سے نکلا ہے وہی تو میرے ساتھ کر گزر اس لیے کہ خداوند نے تیرے دشمنوں یعنی بنی عمون سے تیرا انتقام لیا اور اُن کے مقابلے میں تجھے کامیاب اور کامران رکھا پس اس جنگ میں پھر روانہ ہونے سے پہلے! اے میرے باپ تو نے جو منت مانگی تھی تو باخوشی اس کی تکمیل کر پھر اے میرے باپ اس موقع پر آپ سے صرف یہ گزارش کروں گی کہ اس قربانی سے پہلے مجھے صرف دو مہینے کی مہلت دی جائے تاکہ میں اپنی ہمجولیوں کے ساتھ مصفاہ شہر کے ان پہاڑوں پر جا کر اپنے کنوارپن پر ماتم کرتی پھروں اس پر افتاح نے اپنی بیٹی کو ایسا کرنے کی اجازت دے دی اور وہ اپنی ہمجولیوں کو لے کر مصفاہ شہر کے کوہساروں پر لگاتار دو ماہ تک ماتم کرتی رہی جب یہ دو ماہ پورے ہو گئے تو واپس وہ اپنے باپ کے پاس آئی اور جس طرح افتاح نے منت مانگی تھی اُس کی منت کے مطابق اس کی بیٹی کی سوختنی قربانی کر دی گئی تھی اس کے بعد بنی اسرائیل نے افتاح کو اپنا حکمران بنا لیا تھا۔

افتاح کے بعد ابصان نام کا ایک شخص بنی اسرائیل کا قاضی اور حاکم مقرر ہوا اور اس کی مرگ کے بعد ایلون اسرائیل کا قاضی مقرر ہوا اور اس ایلون کے بعد عبدون بنی اسرائیل کا حاکم اور قاضی مقرر کیا گیا اس عبدون کے بعد بنی اسرائیل ایک بار پھر بت پرستی اور شرک میں مبتلا ہو گئے اور ان کی انہیں سزا یہ ملی کہ ان کی ہمسایہ قوم فلسطیوں نے ان پر حملے شروع کر دیئے اور آخر کار ان فلسطیوں نے بنی اسرائیل کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر لیا یوں بنی اسرائیل پر فلستی غالب رہے اور وہ ان پر حکومت کرتے ہوئے ایک طرح سے ان کے ساتھ غلاموں جیسا سلوک کرنے لگے تھے۔

عزازیل اپنے ساتھیوں کے علاوہ عارب بیوسہ نبیطہ قب اور خوقہ کے ساتھ ہندوستان کے جنوبی حصے میں جبل توزیر نمودار ہوا اور اس کوہستان کی چوٹی پر کھڑے ہو کر اس نے سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے میرے عزیزو ایسا لگتا ہے کہ ہندوستان کی سرزمین میں بھی یوناف کے مقابلے میں ہمیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ہے اور نیکی اور خیر کے مقابلے میں بدی اور باطل سرنگوں ہوئے ہیں! اے میرے عزیزو ان سرزمینوں کے اندر رام نیکی کی ایک علامت تھا میں نے کوشش کی کہ اسے اپنی طرف سے عذاب اور اذیت میں مبتلا کر کے بدی کی طرف مائل کروں لیکن شروع میں یوناف ہمارے آڑے آیا اور اس نے نہ صرف رام کی مدد کی بلکہ ہمارے مقابلے میں اس نے رام کو کامیاب اور کامران کیا۔

پھر اے میرے عزیزو اس کے بعد یوناف یہاں سے مصر کی سرزمینوں کی طرف چلا گیا اور اس کی غیر موجودگی سے فائدہ اٹھا کر میں نے رام کو بدراہ کرنے کی کوشش کی تم نے دیکھا! اجودھیا شہر کی بوڑھی عورت منتھرا کی مدد سے رام اور اس کی بیوی سیتا کو ہم نے اجودھیا شہر سے نکال کر بن باس کاٹنے پر مجبور کر دیا تھا یہاں کامیابی کے بعد رام اور سیتا کے خلاف دوسری کامیابی حاصل کرنے کی کوشش کی اور وہ اس طرح کہ میں نے سیتا متعلق لنکا کے راجہ راون کو ابھارا اور زر اسے برانگیختہ کیا میں کے نتیجے میں راون سیتا کو ہماری مدد سے اس کی کٹیا سے اٹھا کرلے گیا لیکن وہ راون ایسا بدبخت نکلا کہ وہ سیتا کے ساتھ شادی کرنے میں ناکام رہا اس دوران رام اور اس کا بھائی لچھمن جنوبی ہند کے حکمران ہنومان کی مدد حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے اور اسی ہنومان کے لشکر کی مدد سے انہوں نے سیتا کو راون سے چھوڑا لیا اور اب بھی رام اور سیتا اپنے آبائی شہر اجودھیا میں پرسکون زندگی بسر کر رہے ہیں۔

اے میرے عزیزو میں سمجھتا ہوں کہ ان سرزمینوں کے اندر ہم سب رام اور یوناف کے مقابلے میں ناکام رہے ہیں اور ایک بار پھر گناہوں اور بدیوں پر نیکی اور خیر کا غلبہ ہو گیا ہے پر تم جانتے ہو کہ میں شکست اور ہار ماننے والا نہیں ہوں میں تو ضرب پر ضرب لگانے کا عادی ہوں اور اس ضرب کے کیا نتائج نکلتے ہیں اس کی میں کم ہی پرواہ کرتا ہوں میرا کام ہر صورت اور ہر حالت میں لوگوں کو باطل گناہ اور بدی کے نتائج کے لیے برانگیختہ کرنا ہے آگے اس کے نتائج اور اثرات کیا ہوتے ہیں ان کو میں کم ہی وقعت دیتا ہوں اے میرے عزیزو ابھی تھوڑی دیر تک ہم یہاں سے اپنی ایک نئی منزل اور نئی مہم کی طرف کوچ کریں گے اس پر قیب نے عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا! اے آقا ہماری نئی منزل اور نئی مہم کس طرف ہوگی اس پر عزازیل ذرا مسکرایا پھر اُس نے قب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے قب میرے عزیز ہماری اگلی مہم مغربی اور وسطی افریقہ کا وہ حصہ ہے جہاں جھیل میرو کے کنارے ان گنت بستیاں آباد ہیں اور جہاں روفاش گناہ اور بدی پھیلانے میں سرگرم ہے۔

اے میرے عزیز و روفاش اور اُس کی بہن قرطبیہ کے متعلق میں تم سب کو پہلے ہی تفصیل سے بتا چکا ہوں کہ وہ دونوں بہن بھائی مافوق الفطرت ہیں اور انسانی خمیر رکھنے کے ساتھ ساتھ وہ اپنے اندر شیطانی جبلت اور خطرت بھی رکھتے ہیں اور ایسی ہی قدرتوں کے مالک ہیں جیسے میں اور میرے دوسرے ساتھی جنات سے ہیں ہم سب یہاں سے مغربی اور وسطی افریقہ میں جھیل میرو کے کنارے کی بستیوں کا رخ کریں گے اور وہاں پر روفاش کے ساتھ مل کر یوناف اور اُس کی قوتوں کے خلاف کام کریں گے۔

عزازیل تھوڑی دیر تک خاموش رہا اور اپنے اردگرد اور اپنے اطراف و اکناف کا جائزہ لیتا رہا پھر اس نے دکھ اور غم آمیز آواز میں سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! آہ یہ وہی جبیل میرو ہے جہاں پر پہلے انسان آدم نے اپنی زندگی کے آخری لمحات گزارے اور انہیں کوہستانوں کی غار کے اندر اس کی لاش کو رکھا گیا ہے اور یہیں جبرئیل کی راہنمائی میں اس کا جنازہ پڑھا گیا تھا!

اے عارب بیوسہ اور نبیطہ تمہیں یاد ہوگا کہ یہی اسی کوہستان پر میری تم تینوں سے پہلی ملاقات ہوئی تھی اور تمہارے ناسوت پر میں نے ایک نیا عمل کر کے تمہارے ناسوت کو صدیوں پر محیط زندگی میں تبدیل کر کے رکھ دیا تھا! اے عارب یہی وہ جگہ ہے جہاں پر یوناف نے آدم کی لاش کی حفاظت کرتے ہوئے تمہارے بھائی کو قتل کر دیا تھا آہ! یہ وقت کسی کے لیے رکتا نہیں ہے اور اس کائنات کے اندر رائج فطرت کے قوانین اپنے آپ کو کسی کی خواہش کے مطابق نہیں ڈھالتے یہاں تک لکھنے کے بعد عزازیل خاموش ہو گیا تھا اور وہ کچھ اداس اور ملول سا دکھائی دے رہا تھا۔

عزازیل جب خاموش ہوا تو قیب نے اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے آقا آپ نے تھوڑی دیر پہلے کہا تھا کہ یوناف اس وقت مغربی سرزمینوں کے اندر ہے کیا آپ ہمیں یہ نہ بتائیں گے کہ وہ اس وقت کہاں ہے اور کن کارگزریوں میں لگا ہوا ہے قیب کے اس سوال کے جواب میں عزازیل بولا اے میرے رفیقو! یوناف روفاش اور قرطیبہ دونوں بہن بھائیوں کے خلاف سرگرم عمل ہو چکا ہے اس نے ان بستیوں کے اندر یہ بات عیاں کر کے رکھ دی ہے کہ روفاش ہی وہ مافوق الفطرت ہستی ہے جو چیتے کے روپ میں ظاہر ہو کر جبیل بیرو کی بستیوں میں تباہی اور بربادی پھیلانے کا کام کرتا ہے اور! اے میرے عزیزو اس کے علاوہ یوناف نے روفاش اور اس کی بہن کے درمیان پھوٹ ڈال کر رکھ دی ہے میں نے تمہیں پہلے ہی بتا رکھا ہے کہ روفاش اور اُس کی بہن قرطیبہ کی فطرت میں بڑا فرق ہے جہاں روفاش کی فطرت تباہی اور بربادی اور خونخوری اور خون ریزی کی طرف مائل ہے وہاں قرطیبہ صداقت اور نیکی نیتی کا لبادہ اوڑھ کر امن اور سلامتی کی دل دادہ ہے۔

یوناف نے روفاش اور قرطیبہ کے درمیان نفرتوں کی دیواریں کھڑی کر دی ہیں اُس نے نہ صرف یہ کہ قرطیبہ کے ساتھ شادی کر لی ہے بلکہ ایک عجیب حکمتِ عملی استعمال کر کے اس نے یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ چیتا دراصل روفاش ہی ہے! لہٰذا اے میرے عزیزو ہم یہاں سے افریقہ کے مغربی اور وسطی حصوں کا رخ کریں گے اور وہاں پر روفاش کے ساتھ مل کر یوناف کا مقابلہ کریں گے اور اے قیب میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اس بار میں تمہیں اور روفاش کو ایک ساتھ یوناف پر آزماؤں گا اور مجھے امید ہے کہ نتائج ہمارے ہی حق میں ہوں گے۔

اے میرے ساتھیو ابھی تھوڑی دیر بعد ہم یہاں سے افریقہ کی طرف کوچ کریں گے لیکن یہ سفر ہم فلسطین کے راستے کریں گے تاکہ افریقہ کی جاتے ہوئے ہم یہ بھی اندازہ کرتے جائیں کہ بنی اسرائیل کو کس قدر ہم خداوند سے دور اور حق سے برانگیختہ کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں اور ان بنیادوں پر بنی اسرائیل کا مکمل طور پر جائزہ لینے کے بعد ہم افریقہ کا رخ کریں گے اور وہاں ہم یوناف کے مقابلے میں روفاش کی مدد کر کے اُسے یوناف پر کامیاب اور کامران بنائیں گے! اے میرے ساتھیو آؤ اب فلسطین کے راستے افریقہ کا رخ کریں اور اس کے ساتھ ہی عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔

عزازیل اپنے سارے ساتھیوں کے ساتھ جس وقت فلسطین کی بستی معرعہ کے پاس سے گزر رہا تھا تو بستی سے باہر ویرانوں کے اندر اُس نے دیکھا کہ ایک جوان کوہستانوں اور چٹانوں کے اندر ایک نہایت خونخوار اور توانا شیر کے ساتھ برسرپیکار تھا وہ بار بار حملہ آور ہوتے شیر کو اپنے دونوں ہاتھوں سے اٹھاتا اور اُسے چٹانوں پر پٹخ دیتا اور قریب ہی ایک بلند چٹان کی اوٹ میں ایک بوڑھا بیٹھا وہ سارا منظر دیکھ رہا تھا عزازیل بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک بڑی چٹان کے پیچھے نمودار ہوا اور چٹانوں سے گھری ہوئی وسیع جگہ وہ اس جوان اور خونخوار شیر کا مقابلہ بڑی دلچسپی اور انہماک سے دیکھنے لگا تھا عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے دیکھتے ہی دیکھتے اُس اجنبی جوان نے خونخوار شیر کو چٹانوں پر پٹخ پٹخ کر جان سے مار دیا تھا پھر وہ جوان وہاں سے فوراً نکل کر چلا گیا تھا۔

اس جوان کے چلے جانے کے بعد وہ بوڑھا جو چٹان کے پیچھے یہ مقابلہ بڑے غور سے دیکھ رہا تھا وہ بھی چٹان سے باہر نکل آیا اس دوران عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس بوڑھے کی طرف گیا اور اُسے مخاطب کرتے ہوئے اُس سے پوچھا اے بزرگ تم کون ہو اور تھوڑی دیر قبل جو یہ سامنے چٹانوں سے گھرے ہوئے میدان کے سامنے اندر ایک جوان شیر سے مقابلہ کرنے کے بعد اور شیر کا خاتمہ کر کے چلا گیا ہے وہ کون ہے اس پر اُس بوڑھے نے تھوڑی دیر کے لیے غور اور حیرت انگیز انداز میں عزازیل اور اُس کے ساتھیوں کی طرف دیکھا پھر عزازیل کے سوال کا جواب دینے کے بجائے اُس نے الٹا عزازیل سے سوال کیا پہلے تم مجھے بتاؤ کہ تم لوگ کون ہو اور کیسے یہاں آن نمودار ہوئے اس پر عزازیل مسکرایا اور بڑی نرمی سے اُس بوڑھے کو مخاطب کرتے ہوئے اُس نے کہا! اے میرے محترم! ہم تو اجنبی اور مسافر ہیں اس فلسطین کے ان سرزمینوں سے نکل کر ہم تو جنوب مغرب کا رخ کر رہے تھے کہ چٹانوں سے گھری ہوئی اس وادی پر ہماری نظر پڑ گئی جہاں وہ نوجوان اور شیر ایک دوسرے

کے ساتھ بر سر پیکار تھے سو ہم ان کا مقابلہ دیکھنے کے لیے یہاں رک گئے پھر وہ نوجوان ایسا جلد باز ثابت ہوا کہ شیر کا خاتمہ کرنے کے بعد وہ یہاں سے فوراً بھاگ گیا اور مجھے اُس سے پوچھنے کا موقعہ نہ ملا اگر وہ تھوڑی دیر یہاں رکتا تو میں ضرور اُس سے پوچھتا کہ وہ کون ہے اور کن سرزمینوں کے ساتھ اُس کا تعلق ہے اس لیے کہ وہ نوجوان جس نے یوں آسانی کے ساتھ شیر کو بچھاڑ دیا ہے کوئی معمولی جوان نہیں ہو سکتا لہٰذا اُس کے جانے کے بعد اے میرے بزرگ میں تم سے یہ پوچھ رہا ہوں کہ وہ نوجوان کون تھا اس لیے کہ تیرے علاوہ یہاں اب اور کوئی نہیں ہے جو یہ جانتا ہو کہ وہ یہاں سے چلے جانے والا نوجوان کون ہے۔

عزازیل کی اس بات کے جواب میں اُس بوڑھے نے پُرسکون اور مطمئن انداز میں کہا! اے اجنبیو! میرا تعلق بنی اسرائیل سے ہے یہ جوان جو ابھی تھوڑی دیر پہلے اس شیر سے مقابلہ کر رہا تھا اس کا نام سمسون ہے یہ کون ہے اور یہ کیوں ایسا طاقت ور ہے یہ ایک لمبی داستان ہے! اے اجنبیو! اگر تم یہ لمبی داستان سننا پسند کرو تو میں تمہیں سناؤں اس پر عزازیل نے اپنی دلچسپی کا اظہار کرتے ہوئے کہا! ہاں اے میرے بزرگ ہم ضرور اس داستان کو سننا پسند کریں گے سو ہماری تم سے التماس ہے کہ تم یہاں بیٹھ جاؤ اور سکون کے ساتھ ہمیں اس نوجوان کی داستان سناؤ عزازیل کے کہنے پر وہ بوڑھا ایک پتھر پر بیٹھ گیا عزازیل اور اُس کے سارے ساتھی بھی اُس بوڑھے کے سامنے جب پتھروں پر بیٹھ گئے تب اُس بوڑھے نے کہنا شروع کیا۔

اے میرے عزیزو بنی اسرائیل کے قبیلے اپنوں میں منوحہ نام کا ایک شخص ہے جو صرعہ نام کی بستی میں رہتا ہے اس منوحہ کی بیوی بانجھ تھی سو اُس کے کوئی بچہ نہ ہوا پھر ایک روز اے میرے عزیزو ایسا ہوا کہ خداوند کا فرشتہ اس عورت کو دکھائی دیا اور اس عورت کو مخاطب کر کے کہا دیکھ تو بانجھ ہے اور تیرے بچہ نہیں ہوتا پھر عنقریب تو حاملہ ہو گی اور تیرے ہاں بیٹا ہو گا سو خبردار اس دوران سے مے یا نشہ کی چیز مت پینا اور نہ کوئی ناپاک چیز کھانا دیکھ تو حاملہ ہو گی اور تیرا بیٹا ہو گا اور اپنے اُس ہونے والے بیٹے کے سر پر کبھی استرہ نہ پھرنے دینا اس لیے کہ وہ لڑکا پیٹ ہی سے خداوند کا نذیر ہو گا اور یہ کہ وہ بنی اسرائیل کو فلستیوں کے ہاتھ سے رہائی اور نجات دینا شروع کرے گا۔

اس عورت نے گھر جا کر یہ سارا واقعہ اپنے شوہر منوحہ سے بیان کیا بلکہ اُسے بتایا کہ یوں ایک شخص میرے پاس آیا جو شاید انسانی صورت میں خداوند کا فرشتہ ہو!

میں نے اس سے یہ نہیں پوچھا کہ تو کہاں سے آیا ہے اور نہ اس نے مجھے اپنا نام ہی بتایا پھر اس نے مجھ پر انکشاف ضرور کیا کہ تو بانجھ ہے تو حاملہ ہو گی اور تیرے ہاں بیٹا ہو گا سو تو اس دوران میں مے یا نشہ کی چیز نہ پینا اور نہ کوئی ناپاک چیز کھانا کیونکہ وہ لڑکا پیٹ ہی سے اپنے مرنے کے دن تک خداوند کا نذیر ہو گا اپنی بیوی سے یہ حالات سن کر منوحہ نام کا وہ شخص بڑا حیران اور پریشان ہوا اور وہ یہ سوچنے لگ گیا تھا کہ آخر ہمارے ساتھ کیا معاملہ ہونے والا ہے۔

اور اے اجنبیو ایک رات پھر ایسا ہوا کہ منوحہ اپنے رب کے حضور سربسجود ہوا عبادت کرتا رہا اور پھر اُس نے دعائیہ انداز میں اپنے خداوند سے التماس کی! اے خداوند میں تیری منت کرتا ہوں کہ وہ شخص جو میری بیوی سے ہم کلام ہوا تھا اور پھر ہمارے پاس آئے اور ہمیں یہ سکھائے کہ ہم اُس پیدا ہونے والے لڑکے کے معاملہ میں کیا کچھ کریں۔

پس خداوند نے اس منوحہ کی دعا کو قبول کیا اور خداوند کا فرشتہ انسانی صورت میں اس عورت کے پاس اُس وقت آیا جب وہ اکیلی کھیت میں کام کر رہی تھی اور اس کا شوہر اس کے ساتھ نہ تھا خداوند کے فرشتہ کو انسانی صورت میں دیکھتے ہی وہ عورت گھر کی طرف بھاگی اور اپنے شوہر کو مخاطب کرتے ہوئے اُس نے کہا تو نے جو دعا اپنے خداوند کے حضور مانگی تھی شاید وہ قبول ہوئی اس لیے کہ وہ شخص جسے میں خداوند کا فرشتہ سمجھتی ہوں جو پہلی بار میرے پاس آیا تھا اور مجھے میرے بیٹے کی بشارت دی تھی وہ پھر آیا ہے اور اس وقت ہمارے کھیت کے اندر کھڑا ہے پس تو میرے ساتھ اس کے پاس چل اور تفصیل کے ساتھ اُس سے گفتگو کر اپنی بیوی کے اس انکشاف پر منوحہ بے حد خوش ہوا اور وہ اپنی بیوی کے ساتھ اس کھیت کی طرف بھاگنے لگا تھا جہاں کچھ دیر پہلے اُس کی بیوی کام کر رہی تھی۔

منوحہ اس شخص کے پاس آیا اور اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے اجنبی کیا تو وہی ہے جو ایک بار پہلے بھی میری بیوی کے پاس آیا اور اُسے اس کے بیٹے کی بشارت دی تھی حالانکہ سب لوگ جانتے ہیں کہ میری بیوی بانجھ ہے اور اس کے ہاں اولاد نہیں ہو سکتی پھر تو کیسے اور کس بنا پر میری اس بانجھ بیوی کو اولاد کی بشارت دی ہے اس پر اس شخص نے منوحہ کو مخاطب کر کے کہا اے منوحہ میں وہی شخص ہوں جو ایک بار پہلے بھی

تمہاری بیوی کے سامنے آیا تھا اور اُسے اس کے ہونے والے بیٹے کی بشارت دی تھی اس پر اے منوحہ تو یہ نہ سوچ کہ تیری بیوی بانجھ ہے اور اس کے ہاں اولاد کیسے ہوگی اس لیے کہ خداوند جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے کیا تو نے سن نہیں رکھا کہ خداوند کے رسول ابراہیم کی بیوی سائرہ بھی تو بانجھ تھی پس خداوند نے اُسے بھی بیٹا عطا کیا! سو تو بھی یقین رکھ کہ تیری بانجھ بیوی کے ہاں بچہ ہوگا اور یہ میرے خداوند کا حکم ہے۔

اس شخص کی باتیں سن کر منوحہ بے حد خوش ہوا اور اُسے مخاطب کر کے اس نے پھر کہا اے اجنبی خدا کرے تیری باتیں درست ثابت ہوں اور میرے ہاں لڑکا ہو اور یہ تو بتا اُس لڑکے کے معاملہ میں ہمیں کیا کیا احتیاطی تدبیر کرنی چاہیے اس پر وہ شخص پھر بولا اور کہا ان سب چیزوں سے پرہیز کرنا جن کا ذکر میں اس عورت سے پہلے ہی کر چکا ہوں یہ عورت ایسی کوئی چیز نہ کھائے جو تاک سے پیدا ہوئی ہے اور کوئی مے اور کوئی نشہ کی چیز نہ پیئے نہ کوئی ناپاک چیز کھائے پس جو باتیں میں اسے پہلے بتا چکا ہوں اُن پر عمل کرے منوحہ کو ابھی تک یہ یقین نہیں تھا کہ وہ شخص انسانی روپ میں خداوند کا فرشتہ ہے اس بنا پر اس نے اُسے مخاطب کر کے کہا۔

اے مہربان اجنبی اگر تیری رضامندی ہو تو ہم تجھے تھوڑی دیر کے لیے روکیں اور اپنی بکری کا ایک بچہ بھون کر تیرے لیے تیار کریں کہ تو ہمارے ساتھ بیٹھ کر کھائے اس لیے تو ہمارا محسن ہے تو نے ہمیں ایک ایسی خوش خبری دی ہے جس کی ہم اُمید تک نہیں کر سکتے! لہٰذا میری یہ خواہش ہے کہ تو ہمارے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائے تب اس نے منوحہ کو جواب دیا! اے منوحہ تو اگر مجھے روک بھی لے تو بھی میں تیری اس دعوت تیرے اس کھانے میں شامل نہ ہو سکوں گا ہاں اگر تو ان باتوں کے جواب میں جو میں نے تم سے کہیں ہیں شکرانہ کے طور پر کچھ کرنا ہی چاہتا ہے تو پھر اپنے رب کے حضور بکری کے اس بچہ کی سوختنی قربانی کر دے تاکہ ایسا کرے تو اس اپنے رب کا شکر ادا کرے جو تیری بانجھ بیوی سے تجھے ایک نیک اور راست بچہ کی صورت میں اولاد عطا کرنے والا ہے۔

منوحہ نے ایک بار پھر اُس شخص کو مخاطب کر کے کہا! اے اجنبی اگر تو ہمارے ساتھ بیٹھ کر کھانا نہیں کھا سکتا تو پھر ایسا کر ہمیں اپنا نام تو بتا دے تاکہ جب تو چلا جائے گا اور تیرے بعد اگر تیری کہی ہوئی باتیں سچی ثابت ہو جائیں اور میری بانجھ بیوی کے ہاں بیٹا ہو جائے تو پھر اس واقعہ پر کم از کم

ہم تیرا نام لے کر تیرا شکریہ اور تیرا اکرام تو کر سکیں اس پر اُس شخص نے مسکراتے ہوئے کہا! اے منوحہ تو میرا نام کیوں پوچھتا ہے وہ تو عجیب ہے اور تجھے میرے اس نام سے کیا فائدہ ہوگا بس تو نے اگر کوئی نذر اتارنی ہے کوئی شکریہ ادا کرنا ہے یا اس سلسلہ میں کسی قسم کی قربانی ادا کرنی ہے تو وہ اپنے خداوند کے نام سے کر اس لیے وہ ساری کائنات کا رب ہے اور وہی ساری کائنات کے لوگوں کو وہ کچھ دینے والا ہے جس کی کوئی پہلے سے امید نہیں کر سکتا منوحہ نے پھر اس فرشتہ سے التماس کرتے ہوئے کہا اگر ایسا ہے تو میں نہ تیرا نام پوچھتا ہوں اور نہ تجھے اپنے ساتھ کھانے میں شریک کرتا ہوں! پر تو میری ایک بات مان کہ میں اپنے رب کے ہاں اس موقعہ پر سوختنی قربانی کرنا چاہتا ہوں سو میری خواہش ہے کہ اس سوختنی قربانی کی تیاری شروع کی اور اس کا اہتمام انہوں نے ایک بلند چٹان کے اوپر کیا تھا اور خداوند کا وہ فرشتہ ان کے ساتھ تھا اور اس موقعہ پر اُس فرشتہ نے ایک عجیب کام یہ کیا کہ جب آگ کے شعلے اس مذبح پر سے آسمان کی طرف اٹھ رہے تھے تو وہ فرشتہ اُن شعلوں کے اندر داخل ہوا اور ان شعلوں کے ہی ذریعہ سے آسمان کی طرف بلند ہو کے منوحہ اور اس کی بیوی کی نگاہوں سے غائب ہو گیا تھا یہ سماں دیکھتے ہوئے منوحہ اور اس کی بیوی دونوں ہی اوندھے منہ زمین پر گر گئے تھے اس وقت منوحہ کو یقین آیا کہ تھوڑی دیر قبل وہ جس شخص کے ساتھ باتیں کرتا رہا ہے وہ کوئی عام انسان نہیں بلکہ خداوند کا فرشتہ تھا اس انکشاف پر اُس کا دل خوف اور ڈر سے بھر گیا اور اُس نے اپنی بیوی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے میری رفیقہ تو دیکھتی ہے کہ میں اور تم نے دونوں نے خداوند کے فرشتے کو دیکھ لیا ہے اور میرے دل میں اب یہ خوف بھر گیا ہے کہ چونکہ ہم دونوں نے خداوند کے فرشتے کو دیکھا ہے جو ایک خرق عادت سا کام ہے اور میرے دل میں یہ وسوسات اٹھنے لگے ہیں کہ میں اور تم دونوں ہی ہلاک ہو جائیں گے منوحہ کی بیوی نے اپنے شوہر کو تسلی اور ڈھارس دیتے ہوئے کہا نہیں ایسا ہرگز نہ ہوگا ہمارا خداوند ہم سے راضی ہے اور وہ ہمیں اس عتاب میں مبتلا نہیں کرے گا خداوند کا عذاب اس پر نازل ہوتا ہے جس پر وہ خفا ہوتا ہے جب کہ تو جانتا کہ خداوند نے ہماری سوختنی قربانی کو قبول فرمایا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا ہم سے راضی ہے! لہٰذا ہمیں اس فرشتے کی پیش گوئی کے مطابق انتظار کرنا چاہیے تاوقتیکہ ہمارے ہاں وہ بیٹا ہو جس کی خوش خبری اس فرشتے نے دی ہے اس پر منوحہ کی کچھ ڈھارس ہوئی اور پھر وہ میاں بیوی اپنے کھیت میں کام کرنے کے

لیے چلے گئے تھے۔

وہ بوڑھا تھوڑی دیر کے لیے رکا پھر دوبارہ اُس نے عزازیل اور اس کے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے میرے عزیز اجنبیو سنو! کچھ ہی عرصہ بعد متوصہ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اور اب یہ لڑکا جوان ہو چکا ہے! اس جوان کا نام سمسون ہے اور میں نے اپنی زندگی میں اس جیسا پرقوت اور طاقت ور نوجوان نہیں دیکھا اس کے علاوہ یہ نوجوان انتہائی بااخلاق باکردار اور نیک ہے اور نیکی ہی کے فروغ کے لیے اپنی زندگی کو وقف کر رکھا ہے اپنی بات ختم کرنے کے بعد اس بوڑھے اسرائیلی نے اس بار عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے معزز اجنبی میں نے تمہارے کہنے پر سمسون کے حالات تمہیں تفصیل کے ساتھ سنا دیے ہیں میں یہاں سے گزر رہا تھا کہ اچانک اس کے ہاتھوں مرنے والا یہ توانا اور طاقت ور شیر اپنی کچھار سے نکلا اور سمسون پر اس نے حملہ کر دیا میں اس چٹان کے پیچھے چھپ کر یہ اندازہ لگانے کے لیے رک گیا کہ دیکھوں کہ اب یہ شیر سمسون کی کیا حالت کرتا ہے تو مجھے بھی اجازت دو کہ میں اپنے گھر کی طرف لوٹوں اس پر عزازیل نے کہا! اے بزرگ تیرا شکریہ کہ تو نے سمسون سے متعلق ہمیں تفصیل سے آگاہ کیا اب تم جا سکتے ہو اس کے ساتھ ہی وہ بوڑھا اسرائیلی وہاں سے اٹھا اور اپنی بستی کی طرف چلا گیا تھا۔

اس بوڑھے کے جانے کے بعد عزازیل نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے میرے عزیزو ہمارے لیے ایک اور مسئلہ اٹھ کھڑا ہوا ہے یہ سمسون جس نے ابھی تھوڑی دیر پہلے چٹانوں میں گھرے ہوئے سامنے والے میدان میں شیر کا خاتمہ کیا ہے یہ بھی یوناف کی طرح نیکی ہی کا ایک نمائندہ ہے پس ہمارا فرض بنتا ہے کہ نیکی کے اس نئے نمائندے کو اپنے کرب اور عذاب میں ڈال کر اسے نیکی کے فروغ سے روک دیں! پس میرا لائحہ عمل یہ ہو گا کہ یہاں سے اب مغربی افریقہ کے مشرقی حصہ کا رخ کریں گے اور وہاں جھیل میرو کے کنارے روفاش کو یوناف کے مقابلے میں مدد بہم پہنچانے کے بعد اور وہیں پر قرطیبہ کا خاتمہ کر کے ہم دوبارہ ان سر زمینوں کا رخ کریں گے اور یہاں آ کر سمسون کو اپنے کرب میں مبتلا کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ یہ نیکی کے فروغ کے لیے کام نہ کر سکے! لہٰذا آؤ میرے ساتھیو یہاں سے جھیل میرو کی طرف کوچ کریں اور اس کے ساتھ ہی عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ فلسطین کے کوہستانی سلسلہ میں روپوش ہو گیا تھا۔

جس رات روفاش کو لوہے اور لکڑی کے پنجرے میں بند کر کے یوناف نے اس کا راز فاش کیا تھا اس کے دوسرے روز سردار مجستا اور یوناف دیوان خانے میں دونوں بیٹھے ہوئے تھے جب کہ قرطیبہ حویلی کے اندرونی حصے میں کام کر رہی تھی کہ سردار مجستا نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا! اے یوناف میرے عزیز ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ میرا بیٹا ہو کر اس روفاش نے کیسے چیتے کی فطرت اختیار کر لی اگر وہ ایسا ہے تو پھر میری بیٹی قرطیبہ کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے میں سمجھتا ہوں اگر روفاش سے مجھے خطرہ ہے تو ایسا ہی خطرہ مجھے قرطیبہ سے بھی ہو سکتا ہے تو کیا مجھے روفاش کے ساتھ ساتھ قرطیبہ سے بھی محتاط نہ رہنا چاہیے اس پر یوناف نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا! اے سردار مجستا تمہارے اندازے اور تمہارے اندیشے درست نہیں ہیں۔ قرطیبہ تمہیں ایسا ہی عزیز رکھتی ہے جیسی ایک بیٹی اپنے باپ کو رکھتی ہے لہٰذا روفاش کی طرح تمہیں قرطیبہ سے کوئی خطرہ نہیں ہے! ہاں اس موقعہ پر میں یہ بات تم سے ضرور کہوں گا کہ روفاش اور قرطیبہ دونوں تمہاری اولاد نہیں ہیں۔

اس پر سردار مجستا نے چونکتے ہوئے پوچھا! اے یوناف یہ تم کیا کہہ رہے ہو یہ روفاش اور قرطیبہ کیسے میری اولاد نہیں ہیں یوناف نے تھوڑی دیر غور سے مجستا کی طرف دیکھا پھر اس نے کہا اے مجستا اگر تم یہ راز جاننا ہی چاہتے ہو تو پھر سنو میں تمہیں اس حقیقت سے آگاہ کرتا ہوں اصل معاملہ یہ ہے کہ یہ روفاش اور قرطیبہ دونوں ہی دراصل شیطانی جنس اور نسل سے ہیں۔ شیطان نے ان کی ماں کو ایک شیطانی فطرت رکھنے والے چیتے سے ملوث کیا تھا جس کے نتیجہ میں یہ دونوں پیدا ہوئے ان دونوں میں یہ خاصیت ہے کہ یہ شیاطین ہی کی طرح ہیں اور ان ہی کی طرح یہ اپنی مختلف شکلیں بدل لینے پر بھی قادر ہیں اور شیاطین ہی کی طرح یہ لمحوں کے اندر ایک جگہ سے دوسری جگہ جا کر نمودار ہو سکتے ہیں پس اے سردار مجستا روفاش اور قرطیبہ

دونوں ہی شیاطین کی فطرت رکھتے ہیں تو جوان ہو کر اس روفاش نے تمہارے اصل روفاش اور قرطیبہ کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور تمہارے بیٹے کی جگہ خود یہ روفاش بن گیا اور تمہاری بیٹی کی جگہ اس قرطیبہ نے لے لی اور ان دونوں نے ہی تمہارے بیٹے اور بیٹی کی شکلیں اختیار کر کے تمہارے پاس رہنا اور تمہاری آڑ میں ہی اس روفاش نے ان سرزمینوں کے اندر خونخواری اور بربادی پھیلائی جب کہ قرطیبہ اس کے ان کاموں میں شامل نہیں ہے یہ ایک انتہائی نیک اور محبت کرنے والی لڑکی ہے اور اس نے کہیں بھی کسی بھی جگہ خونخواری اور آدم خوری کا جرم نہیں کیا۔

یوناف تھوڑی دیر رکا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا! اے سردار محبتا اس خونخواری میں اگر یہ قرطیبہ بھی ملوث ہوتی تو میں ہرگز اس سے شادی نہ کرتا اور اے سردار محبتا میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تمہارے بیٹے اور تمہاری بیٹی کے قتل میں یہ قرطیبہ شامل نہیں ہے اور میں تمہیں اس بات کی بھی ضمانت دیتا ہوں کہ قرطیبہ سے تمہیں کسی بھی قسم کا کوئی خطرہ نہیں اس لیے کہ وہ تمہیں ایسا ہی عزیز رکھتی ہے جس طرح ایک بیٹی اپنے ایک حقیقی باپ کو عزیز جانتی ہے! لہٰذا ہمارا اب اصل دشمن روفاش ہے جس سے! اے محبتا نہ صرف تمہیں بلکہ بستی کے دیگر لوگوں کو بھی خطرہ ہے اس لیے کہ آدم خوری اس کی عادت جبلت اور خون خواری اس کی عادت اور ضرورت بن چکی ہے۔

سردار محبتا تھوڑی دیر تک گردن جھکائے کچھ سوچتا رہا پھر آہستہ آہستہ اس نے اپنی گردن سیدھی کی چند ثانیوں تک یوناف کی طرف دیکھا پھر اس نے مدھم سی آواز میں کہا! اے یوناف میں تمہارے کہنے پر اعتبار کرتا ہوں میں قرطیبہ کو بھی اپنی بیٹی جیسا ہی جانوں پر اب میری تم سے یہ گذارش ہے کہ کسی نہ کسی طرح روفاش پر قابو پانے کی کوششیں کرو ورنہ تم جانتے ہو کہ اب وہ ضرور میرا خاتمہ کرنے کی کوشش کرے گا۔ اس لیے کہ اسے پتہ چل گیا ہے کہ میں اس کے اصل روپ سے واقف ہو چکا ہوں اور وہ نہیں پسند کرے گا کہ ان بستیوں کے لوگوں کے سامنے اس کے اصل روپ کی تشہیر ہو۔ لہٰذا اے یوناف تم سے میری یہ گذارش ہے کہ اپنی سری قوتوں کو کام میں لاتے ہوئے ہر صورت میں اور جلد از جلد اس کا خاتمہ کرنے کی کوشش کرو ورنہ یہ ضرور میرا خون کر کے رہے گا۔

یوناف نے سردار محبتا کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اور اسے ڈھارس دیتے

ہوئے کہا! اے سردار محبتا تم فکر مند نہ ہو میں اور قرطیبہ جب تک تمہاری حویلی کے اندر ہیں روفاش تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور جب میں یہاں سے ادھر ادھر جایا کروں گا تو میں اپنی ایک سری قوت کو تمہاری حفاظت پر لگا جایا کروں گا اور اس طرح مجھے امید ہے کہ روفاش کا خاتمہ کرنے تک میں اس سے ضرور تمہاری حفاظت کرتا رہوں گا۔

اچانک کہتے کہتے یوناف رک گیا کہ اسی لمحہ ابلیکا نے اس کی گردن پر ریشمی لمس دیا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی ابلیکا کی آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی اے یوناف میرے حبیب اب تم سنبھل کر محتاط ہو جاؤ عزازیل اپنے ساتھیوں کے علاوہ خوفناک عارب ہوسا اور بنیظ کے ساتھ یہاں ان سرزمینوں میں داخل ہو گیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ وہ تمہارے مقابلے میں روفاش کی مدد کرے گا لہٰذا اے یوناف اب ہمارے مقابلے میں ایک طرح سے ہمارے سارے دشمن آن اکٹھے ہوئے ہیں! لہٰذا میں تمہیں مشورہ دوں گی کہ ان کے مقابلے میں محتاط اور مستعد رہنا ہو گا اور اے یوناف یہ بھی سن رکھو کہ عزازیل میرے خیال میں اپنا پہلا ہدف قرطیبہ کو بنانے کی کوشش کرے گا اس لیے کہ قرطیبہ اپنی شیطانی فطرت سے بغاوت کرنے کے بعد تمہارا ساتھ دے رہی ہے اور عزازیل کسی طور یہ پسند نہ کرے گا کہ کوئی ایسی لڑکی جس کا تعلق اس کی نسل سے ہو وہ تمہارا ساتھ دیتے ہوئے نیکی کی راہ پر گامزن ہو لہٰذا عزازیل اس کے ساتھیوں کے مقابلے میں تمہیں اپنے ساتھ قرطیبہ کا بھی دفاع کرنا ہو گا ورنہ یاد رکھو اگر عزازیل نے قرطیبہ پر قابو پا لیا تو وہ اسے بھی ان راہوں پر ڈال دے گا جن راستوں پر اس وقت روفاش چل رہا ہے۔

ابلیکا جب اپنی بات ختم کر چکی تب یوناف نے زور زور سے قرطیبہ کو پکارنا شروع کر دیا تھا اور اس پکار کے جواب میں قرطیبہ بھاگتی ہوئی اور اپنے ہاتھ ایک صاف ستھرے کپڑے سے پونچھتی ہوئی دیوان خانے میں داخل ہوئی اور یوناف کو اس نے مخاطب کر کے پوچھا کیا آپ نے مجھے آواز دی اس پر یوناف نے اپنے سامنے ایک نشست کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا! اے قرطیبہ یہاں بیٹھو اور میری بات غور سے سنو یوناف کے کہنے پر قرطیبہ اس کے سامنے بیٹھ گئی تب یوناف نے اسے مخاطب کر کے کہا

اے قرطیبہ میری بات غور سے سنو عزازیل اور اس کے سب ساتھی جن میں کچھ میرے ذاتی دشمن بھی ہیں یہاں پہنچ گئے ہیں۔ اس پر قرطیبہ نے یوناف کو اپنی بات مکمل کرنے سے پہلے روکتے

ہوئے اس نے خوفزدہ سی آواز سے پوچھا۔ آپ کو کیسے خبر ہوئی کہ عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہاں میں داخل ہو گیا ہے جواب میں یوناف تھوڑا سا مسکرایا اور کہا عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے آنے کی اطلاع مجھے ایلیکا نے کی ہے اور اس موقع پر قرطیبہ میں تم کو یہ بھی کہوں گا کہ عزازیل یا اس کے ساتھی ضرور تمہیں اپنا ہدف بنانے کی کوشش کریں گے اور ان کی سب سے بڑی خواہش یہ ہو گی کہ تمہیں بھی تمہارے بھائی روفاش جیسا بنا کر رکھ دیں! لہٰذا میں تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ اب ہر وقت میرے ساتھ رہنے کی کوشش کرنا تاکہ عزازیل یا اس کے ساتھی جب کبھی بھی تمہیں اپنا ہدف بنانے کی کوشش کریں تو میں ان سے تمہارا دفاع کر سکوں یاد رکھو تم نے میرے ساتھ مل کر جو نیکی کا راستہ اختیار کیا ہے یہ عزازیل کے لیے بالکل ناپسندیدہ ہے لہٰذا اس کی بنا پر وہ تم سے اس کا انتقام لینا چاہتا ہے۔

اے قرطیبہ تمہاری حفاظت کے لیے میں ایک اور بندوبست کر رہا ہوں یہ تم دیوان خانے کی دائیں دیوار دیکھ رہی ہو اسے میں ایک طلسمی دیوار میں تبدیل کرنے لگا ہوں اور ایلیکا ابھی تھوڑی دیر تک اس دیوار پر عزازیل اور اس کے سارے ساتھیوں کی شکلیں بنا دے گی اس کے علاوہ میں ایک چھری پر اپنا سحری عمل کر دوں گا پس وہ چھری تم جس تصویر پر رکھو گی اسی تصویر والا ایک ناقابلِ برداشت اذیت اور عذاب میں مبتلا ہو کر رہ جائے گا یہ احتیاط میں اس لیے کر رہا ہوں اگر میں کبھی گھر پہ نہ ہوں اور تم اکیلی ہو تو عزازیل یا اس کے ساتھیوں میں سے جو بھی تم پر حملہ آور ہو تم فوراً وہ چھری لے کر دیوار پر بنی ہوئی اس شخص کی تصویر کو اذیت دینا شروع کر دینا جو تم پر حملہ آور ہو جیسی اذیت تم دیوار پر بنی ہوئی تصویر کو دو گی ایسی ہی اذیت اس تصویر والے کو بھی پہنچے گی اس طرح جب تم کبھی گھر پر تنہا بھی ہو تو بھی اس طریقہ کار سے کام لے کر عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے سامنے اپنا دفاع کر سکتی ہو! اے قرطیبہ مجھے امید ہے تم میرا طریقہ کار سمجھ چکی ہو گی!

یوناف کے اس استفسار پر قرطیبہ نے خوشی اور اطمینان میں کہا میں آپ کا طریقہ کار سمجھ چکی ہوں اس پر یوناف نے پھر کہا! اگر ایسا ہے تو پھر جاؤ ایک چھری لے کر آؤ تاکہ میں تمہیں عملی طور پر یہ سارا طریقہ سمجھا دوں یوناف کے کہنے پر قرطیبہ اٹھ کر باہر نکل گئی جب کہ یوناف نے فوراً ایلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے ایلیکا آؤ اس دیوان خانے کی ایک دیوار کو طلسمی دیوار میں بدل دیں پھر اس دیوار پر تم عزازیل اور اس کے ساتھیوں کی تصویر بنا دینا تاکہ جب کبھی بھی ان کی طرف سے ہمیں خطرہ محسوس ہو

تو ہم دیوار پر بنی ان تصویروں پر اپنا عمل کر کے عزازیل اور اس کے ساتھیوں کو ایک تکلیف دہ عذاب میں مبتلا کر سکیں اس پر ایلیکا نے یوناف کی گردن سے علیحدہ ہوتے کہا اے یوناف تم اس دیوان خانے کی سامنے والی دیوار کو طلسمی دیوار میں تبدیل کرو اور پھر دیکھو میں اس دیوار پر ایک کوئلے سے عزازیل اور اس کے ساتھیوں کی تصویر بناتی ہوں پھر دیکھیں گے یہ سب کس طرح ہمارے عذاب سے بچ سکیں گے اور ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں گے ایلیکا کے علیحدہ ہونے کے ساتھ ہی کمرے میں قرطیبہ داخل ہوئی تھی اس کے ہاتھ میں چھری تھی اور ابھی وہ یوناف کے پاس آ کر کھڑی ہوئی تھی کہ کمرے میں ایک طوفان اور کہرام برپا ہو گیا اس لیے کہ عزازیل اپنے ساتھیوں کے علاوہ قبخوصہ عارب یوسہ اور بنیطہ کے ساتھ طوفانی انداز میں کمرے میں داخل ہوا تھا اور ان کے پیچھے پیچھے روفاش بھی اس کمرے میں داخل ہوا تھا لیکن روفاش نے کمرے میں داخل ہوتے ہی اپنی ہیئت کو بدل لیا اور وہ انسان سے چیتے کا روپ دھار گیا اسی لمحہ یوناف حرکت میں آیا اپنی تلوار سونت کر اس نے اس پر کوئی عمل کیا اور اپنے اور قرطیبہ کے گرد اس نے کوئی حفاظتی حصار بنا لیا تھا پر روفاش نے چیتے کا روپ دھارنے کے بعد یوناف اور قرطیبہ کا رخ کرنے کے بجائے سردار مجستا کا رخ کیا۔ اس نے ایک زبردست غضیلی دھاڑ لی اور زقند سردار مجستا پر لگائی اور لمحوں کے اندر اس نے مجستا کو چیر پھاڑ کر اس کا خاتمہ کر دیا تھا اور پھر ایک دم اس نے دوبارہ اپنی ہیئت بدل لی تھی چیتے سے وہ انسانی روپ میں آ کر عزازیل کے پاس آ کھڑا ہوا تھا۔

یوناف نے ایک بار بڑے دکھ اور غم سے سردار مجستا کی ادھڑی اور کٹی ہوئی لاش کی طرف دیکھا پھر اس نے انتہائی غصے اور غضب کے عالم میں روفاش کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے روفاش اس ظن و گمان میں نہ رہنا کہ سردار مجستا کی یہ حالت کرنے کے بعد تم بچ رہو گے اور آزادی کے ساتھ خونخواری اور آدم خوری کا کھیل کھیلتے رہو گے یاد رکھو میں جب تم پر وارد ہوں گا تو تمہاری ساری طنابیں کھینچ اور کاٹ کر رکھ دوں گا اے روفاش مت سوچو کہ تمہارا انجام کرنے والا کوئی نہیں ہے! قسم مجھے اپنے رب لازوال کی میں جب تم پر ہاتھ ڈالوں گا تو تمہاری شیطنت کے اندھیرے تمہارے قلزم سا بکھراؤ، تمہارے زلزلوں کی دھمک اور تمہاری جبلتوں کی ساری ہی کڑک سے تمہیں محروم کر کے رکھ دوں گا اس روز تم ایک بے بس کی حیثیت سے تم میرے سامنے کھڑے ہو گے اور میں تمہیں ایسی اذیت ایسے عذاب میں مبتلا کروں گا کہ تم اپنے لیے موت

کی دعا مانگو گے پھر موت تم سے دور بھاگے گی زندگی تمہارا تعاقب کرے گی جب کہ تم موت کا تعاقب کرو گے اور میں تمہیں دوسروں کے لیے ایک عبرت خیز شے بنا کر رکھ دوں گا۔

یوناف کی یہ گفتگو سننے کے بعد روفاش نے ایک نفرت انگیز اور طویل قہقہہ لگایا پھر عزازیل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے یوناف کو مخاطب کر کے اس سے پوچھا! اے یوناف جانتے ہو یہ کون ہیں اور کس کی موجودگی میں تم مجھے دھمکیاں دیتے ہوئے مخاطب کر رہے ہو! یوناف نے اسی طرح غصے اور غضب کا اظہار کرتے ہوئے کہا! اے روفاش میں جانتا ہوں یہ تیرا باپ عزازیل ہے اس سے پوچھو میں کئی بار اسے بھی سماوی نعمتوں اور خدائی برکتوں کے سہارے مجروح و حرماں نصیب، درماندہ و فروماندہ، بے شرف و بے توقیر اور بے وقعت و بے نصیب بنا چکا ہوں کئی بار یہ ملعون و بدنصیب میرے مقابلے پر آیا لیکن مجھ سے شکست کھا کر اور نقصان اٹھا کر لومڑی کی طرح دم دبا کر بھاگ کھڑا ہوا۔

اے روفاش تمہاری تو کوئی حیثیت ہی نہیں ہے میں اس سے پہلے اس سرزمین پر شداد کا جبر نمرود کی آگ اور فرعون کا ستم اور کبر و نخوت دیکھ چکا ہوں پر ان پر ہر ایک کو میرے رب نے ایسا تباہ و برباد کیا کہ انہیں دنیا والوں کے لیے ایک عبرت بنا کر رکھا۔ اے روفاش اگر اس عزازیل کو اپنا سہارا بنا کر مجھ سے ٹکرانے کی کوشش کرو گے تو پھر سن رکھو میں اپنے رب کا نام لے کر تمہیں اطمینان کے سایوں، سلامتی کے گوشوں آوارہ گرد خواہشوں اور تمہارے جذبہ کبریائی سے تمہیں نکال کر تمہیں خون اور اشکوں سے نہلاؤں گا اور تمہارے سینے کے درد و کرب کا ایک باب بنا کر رکھ دوں گا اے روفاش عنقریب میں تمہارے ساتھ آگ اور خون کا ایسا کھیل کھیلوں گا۔ تمہارے حواس کو پراگندہ کر دوں گا اور تمہارے سینے میں خوف و دہشت کی دہکتی ہوئی آگ بھر کر رکھ دوں گا۔

اے روفاش تم نے ابھی زندگی کا کوئی تجربہ حاصل نہیں کیا یہ تمہارا ابدی کا گماشتہ عزازیل جانتا ہے کہ اس کے مقابلے میں میں تقدیس کا پاسبان اور نیکی اور خیر کی اک آتش سیال ہوں اور میرا رب وہ رب ہے جو معجزات و عجائبات کا ظہور کرتا ہے جو چاہے تو ستارے کو آفتاب، بلبلے کو سمندر، جھونکے کو طوفان اور راکھ کو شعلہ بنا کر رکھ دے میں جب بھی رب کا کن فیکون کا نعرہ الاپتا ہوا تم پر وارد ہوں گا تو تمہارے سارے آسیب چھلاوے اور وہم و دہشت کو زیر و زبر کر کے رکھ دوں گا اور تمہاری لانہایت کی گہرائی میں اتر کر میں تمہیں مجبور و اسیر اسے زندان بنا دوں گا سوائے روفاش میرا تمہارے ساتھ عہد ہوا کہ ... ورنہ نہیں

بلکہ عنقریب میں تم سے سردار مجبتا کا بہت بڑا اور ہولناک انتقام لوں گا۔

یوناف جب خاموش ہوا تب عزازیل نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے نیکی کے نمائندے اور تقدس کے پاسبان اگر تم ایسی طاقت اور قوت رکھتے ہو تو یہ جو حصار اپنے اور قرطبیہ کے گرد بنایا ہے ذرا اس سے باہر تو نکلو پھر میں دیکھوں کہ تم کیسے زور آور اور پُر قوت ہو! یوناف نے فوراً عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے بدی اور گناہ کے گماشتے یہ بھی میری تمہارے خلاف بہت بڑی کامیابی اور فتح مندی نہیں ہے کہ تم اس حصار کو نہیں توڑ سکتے جو میں نے اپنے اور قرطبیہ کے اردگرد کھینچا ہے اور سُن! اے عزازیل یہ جو تم نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ روفاش کو یہاں لا کر اسے سردار مجبتا کو قتل کرنے کی شہ دی ہے تو سن رکھو ایک روز تم اپنی آنکھوں سے ہی اس روفاش کا انتہائی بڑا انجام دیکھو گے! اے عزازیل اس ظن اور گمان میں نہ رہنا کہ تم نے روفاش اور قرطبیہ کی صورت میں جو عجوبے اس دنیا میں لا کھڑے کیے ہیں! یاد رکھو میں ان عجوبوں پر بھی کامیاب رہوں گا اس لیے کہ تم جانتے ہو ان دو میں سے قرطبیہ کو میں نے اپنے ساتھ ملا لیا ہے اور اب وہ میری بیوی اور میری رفیقہ کی حیثیت سے میری ہر خواہش اور میرے ہر ارادہ پر میری ہاں میں ہاں ملائے گی! گویا میں نے تمہارے گروہ سے قرطبیہ کو توڑ کر اپنے ساتھ ملا لیا ہے اب میں روفاش کے مقابلے میں بھی ایسا ہی کروں گا اگر اس روفاش نے میرا کہا نہ مانا! تو پھر سن رکھو عنقریب تم سنو گے کہ روفاش کا کسی نے خاتمہ کر دیا ہے۔

اے عزازیل اگر تم اس ارادے سے اپنے ساتھیوں کو لے کر یہاں آئے ہو کہ تم مجھ پر قابو پانے کے بعد قرطبیہ کو اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنا ڈالو گے تو یہ تمہاری بھول ہے! تم جانتے ہو کہ میں اکیلا ہی تم سب کا مقابلہ کرتے اور تم سب کو بگولوں کی طرح اڑانے کا مظاہرہ کر سکتا ہوں! اس کے ساتھ ہی یوناف نے اپنی تلوار کو فضا میں بلند کیا پھر اس نے اپنے قریب پہلو میں کھڑی قرطبیہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے قرطبیہ میں ان بدی کے گماشتوں کے خلاف حرکت میں آنے لگا ہوں! سو جس طرف میں بڑھوں تم میرے ساتھ ساتھ حرکت کرتے رہنا اس کے ساتھ ہی یوناف نے اپنی تلوار کو اپنے چاروں طرف لہراتے ہوئے اپنے گرد کھینچے ہوئے حصار کو وسیع کرنا شروع کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ اسی طرح حصار کھینچتا ہوا وہ عزازیل اور اس کے ساتھیوں کی طرف پیچھے ہٹاتے ہوئے سب کو کمروں سے باہر لے گیا

تھا پھر اس نے اپنے دل میں مدھم سی آواز میں پکارا! اے ایلیکا تم کہاں ہو میری بات غور سے سنو میں عزازیل اور اس کے ساتھیوں کو کمرے سے باہر لے آیا ہوں! سو کمرے کی دائیں والی دیوار پر طلسم کر کے اسے میں نے طلسمی دیوار میں تبدیل کر دیا ہے لہٰذا اب تم اس دیوار پر عزازیل اور اس کے ساتھیوں کی شکلیں بناؤ اور پھر دیکھنا انہیں میں کیسی اذیت اور عذاب میں مبتلا کرتا ہوں اور سنو قرطیبہ کے ہاتھ میں پکڑی چھری پر بھی میں نے سحر کر دیا ہے۔

یوناف نے یوں ہی عزازیل اور اس کے ساتھیوں کو کمرے سے باہر روکے رکھا اتنی دیر تک ایلیکا نے طلسمی دیوار پر ان سب کی تصویریں بنا ڈالی تھیں پھر ایک بار یوناف نے مڑ کر کمرے کے اندرونی حصے کی طرف دیکھا جب اس نے محسوس کیا کہ طلسمی دیوار پر ایلیکا نے عزازیل اور اس کے ساتھیوں کی تصویریں بنا دی ہیں! تب یوناف نے قرطیبہ کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا! اے قرطیبہ جس طرح تم میرے ساتھ کمرے سے نکل کر باہر آئی ہو اسی طرح تم اس سامنے والی دیوار کے پاس چلی جاؤ وہاں تک میرا احصار کھینچا ہوا ہے اور کوئی بھی تم پر حملہ آور نہیں ہو سکتا اور جو تم نے اپنے ہاتھ میں چھری پکڑی ہوئی ہے اس چھری سے تم دیوار پر بنی ہوئی تصویروں کو باری باری اذیت دو ان کے پیٹ اور دوسرے جسمانی حصوں میں بری طرح اس چھری کو گاڑو اور پھر دیکھو اس کا کیا ردعمل ہوتا ہے تمہاری تھوڑی دیر ایسا کرنے سے یہ عزازیل اور اس کے ساتھی یہاں سے بھاگتے ہوئے بھی دکھائی نہ دیں گے یوناف کے کہنے پر حسین قرطیبہ کے لبوں پر مٹھاس بھری مسکراہٹ نمودار ہوئی ایک لمحہ کے لیے اس نے نہایت ممنونیت سے یوناف کی طرف دیکھا پھر اپنے ہاتھ میں چھری کو اٹھائے وہ واپس مڑی اور طلسمی دیوار کے پاس جا کھڑی ہوئی پھر اس نے بڑی تیزی سے چھری کے ساتھ طلسمی دیوار پر بنی ہوئی تصویروں کو اذیت دینی شروع کر دی تھی۔

جوں ہی قرطیبہ نے دیوار پر بنی ہوئی تصویروں کو اذیت دینا شروع کی تھی اسی وقت عزازیل اور اس کے ساتھیوں کی حالت بری ہونا شروع ہو گئی تھی یوناف کے دیکھتے دیکھتے وہ ایک تکلیف اور کرب میں مبتلا ہو گئے تھے اور ان کے جسموں پر خون نکلتی ہوئی خراشیں نمودار ہوا شروع ہو گئی تھیں عزازیل اور اس کے ساتھیوں کی یہ حالت دیکھتے ہوئے یوناف نے روقاش کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے روقاش تو نے دیکھا میں نے اپنے سری عمل کی ابتداء کر دی ہے اور اب اس سری عمل کا نتیجہ تمہارے سامنے ہے تم دیکھتے ہو کہ تمہارا

یہ باپ عزازیل بھی کیسے کرب اور عذاب میں مبتلا ہے اور اسی عذاب اور کرب میں تم بھی مبتلا ہو تم بھی دیکھتے ہو کہ عزازیل اور اس کے سارے ساتھیوں کے جسموں پر خون نکالتی خراشیں نمودار ہونے لگی ہیں۔ اور تم میں سے ہر کوئی اپنی ذات اور اپنی روح کے لیے بے انتہا تکلیف اور کرب محسوس کر رہا ہے روقاش یا کسی اور نے یوناف کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا بلکہ عزازیل اپنے ساتھیوں کے قریب ہوا اور رازداری کے ساتھ انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے میرے عزیزو تم دیکھتے ہو کہ یوناف نے ہم سب کو ایک ذلت آمیز کرب میں مبتلا کر دیا ہے اور یہ تکلیف ہماری اس وقت تک رہے گی جب تک ہم اپنی موجودہ شکل و صورت میں ہیں اور جب ہم نے اپنی اس ہیت کو بدل دیا تو ہم سے یہ تکلیف اور عذاب دور ہو جائے گا۔ لہٰذا اے میرے دوستو میں تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ اپنی اپنی ہیت کو بدل لو اور آؤ یہاں سے کوچ کر جائیں اس طرح ہمیں اس تکلیف سے نجات مل جائے گی جس میں یوناف نے ہمیں مبتلا کر دیا ہے اس کے ساتھ ہی عزازیل اور اس کے ساتھیوں نے اپنی اپنی ہیت بدل لی اور پھر وہاں سے روپوش ہو گئے تھے۔

عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے چلے جانے کے بعد یوناف پھر کمرے میں داخل ہوا اور قرطیبہ کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا! اے قرطیبہ اب تم ان تصویروں کو اذیت دینے کا سلسلہ بند کر دو اس لیے کہ جو عمل تم نے کیا ہے اس کا تو عزازیل اور اس کے ساتھیوں پر ایسا اثر ہوا ہے کہ وہ سب اپنی جان بچانے کے لیے بھاگ کھڑے ہوئے ہیں اس پر قرطیبہ یوناف کے قریب آئی اور اپنی شہد بھری آواز میں اس نے احسان مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا! میں آپ کی بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے عزازیل روقاش اور اس کے دیگر ساتھیوں سے میری جان بچائی! آج اگر آپ نہ ہوتے تو عزازیل یقیناً مجھے ایسی اذیت میں مبتلا کرتا جو میرے لیے ناقابل برداشت ہوتی! قرطیبہ کے خاموش ہونے پر یوناف نے کہا! اے قرطیبہ میں نے تمہارے لیے کچھ بھی نہیں کیا میرا رب بڑا مہرباں اور رحم کرنے والا ہے اپنے بندوں کو وہی پناہ عطا کرنے والا ہے اور وہی اپنے بندوں کو عزازیل کے شر سے نجات دینے والا ہے۔

اے قرطیبہ مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ میں سردار مجستا کے لیے کچھ نہ کر سکا یہ عزازیل اور اس کے ساتھی اچانک ہی اس کمرے میں آ نمودار ہوئے اور پھر لمحوں کے اندر اس روقاش نے چیتے کی شکل دھار کر سردار مجستا پر حملہ کیا اور اسے چیر پھاڑ کر رکھ دیا اے قرطیبہ اب

جب کہ سردار محبتا مر چکا ہے تو میں اس کی موت پر غم اور دکھ کے اظہار کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتا کاش میں اس محبتا کی حفاظت کر سکتا۔ کاش میں اس محبتا کو اس رذفاش کے ہاتھوں مرنے نہ دیتا بہر حال! اے قرطبیہ میرا تم سے وعدہ ہے ایک روز ایسا ضرور آئے گا کہ میں اس رذفاش سے اس کی اس ساری بدعمالیوں اور گناہوں کا حساب وصول کر دوں گا اے قرطبیہ میرے ساتھ آؤ تاکہ بستی والوں کو اطلاع کریں کہ سردار محبتا پر اچانک وہ مافوق الفطرت چیتا حملہ آور ہوا اور سردار محبتا کا خاتمہ کر دیا اور ان بستی والوں کے ساتھ مل کر ہم سردار محبتا کی تدفین کا بندوبست کریں قرطبیہ نے یوناف کی اس تجویز سے اتفاق کیا تھا پھر وہ دونوں میاں بیوی بستی والوں کو سردار محبتا کی موت سے آگاہ کرنے کے لیے حویلی سے باہر نکل گئے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد کلوا نام کی اس بستی میں یہ خبر پھیل گئی کہ دن کی روشنی میں وہ مافوق الفطرت چیتا اچانک سردار محبتا پر حملہ آور ہوا اور اس کا خاتمہ کر دیا سردار محبتا کی اس موت پر بستی میں غم اور غصہ کے علاوہ خوف و دہشت بھی پھیل گئی تھی اس کے ساتھ ہی بے شمار لوگ سردار محبتا کی حویلی میں جمع ہو کر سردار کی موت پر رونے اور واویلا کرنے لگے تھے اس طرح شام سے قبل ہی کلوا نام کی اس بستی سے باہر اور جھیل میرو کے کنارے بستی کے قبرستان میں سردار محبتا کو دفن کر دیا گیا تھا۔

فلسطین کے اندر بنی اسرائیل کی بداعمالیوں کی وجہ سے فلستی قوم چھا گئی تھی اس قوم نے بنی اسرائیل کے بڑے بڑے شہروں پر قبضہ کر لیا تھا اور بنی اسرائیل کو اپنے سامنے انہوں نے غلام بنا کر رکھ دیا تھا اس طرح اپنی گناہ آلود زندگی کے باعث بنی اسرائیل دکھ اور تکلیف اور غلامی کی زندگی بسر کرنے لگے تھے بنی اسرائیل کے اندر وہ پیدا ہونے والا عجیب و غریب انسان سمسون ایک روز اپنی بستی سرعہ سے نکلا اور فلستیوں کی بستی تمنت کا رخ کیا جب وہ فلستیوں کی بستی میں داخل ہوا تو وہاں اس کی نظر ایک بے حد حسین اور جمیل اور پرکشش فلستی لڑکی پر پڑی اسے دیکھتے ہی سمسون نے اپنے دل میں ارادہ کر لیا کہ وہ ضرور اس لڑکی کو اپنی رفیقہ بنا کر رہے گا یہ ارادہ کرنے کے بعد سمسون قریب ہی کھڑے ایک بوڑھے شخص کے پاس آیا اور وہاں سے گزرتی ہوئی حسین لڑکی کی طرف اشارہ کر کے اس نے اس بوڑھے سے پوچھا! اے میرے بزرگ کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ یہ لڑکی کون ہے کہاں رہتی ہے اس کے ماں باپ کے کیا نام ہیں اور اگر یہ اسی بستی تمنت کی رہنے والی ہے تو اس کا گھر کس طرف ہے سمسون کے ان سوالات پر اس بوڑھے کے لبوں پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی تھوڑی دیر وہ معنی خیز انداز میں سمسون کو دیکھتا رہا پھر اس نے نرم اور شفقت بھرے انداز میں کہا! اے اجنبی میں نہیں جانتا کہ تو کون ہے اور تو کیوں اس گزرنے والی لڑکی کے متعلق سوالات مجھ سے پوچھ رہا ہے تاہم تیری حالت اور کیفیت کو دیکھتے ہوئے تمہارے ان سوالات کا جواب تمہیں ضرور دوں گا! سنو اے اجنبی وہ لڑکی جس کی طرف تم نے اشارہ کیا ہے اس کا نام دومہ ہے وہ اسی بستی تمنت کی رہنے والی ہے اس کے باپ کا نام سلمیاہ اور اس کی ماں کا نام دانی ہے اور اس کا تعلق فلستی قوم سے ہے یہ دومہ نام کی لڑکی اس بستی کے مغربی حصے کی رہنے والی ہے ابھی وہ دور نہیں گئی سامنے جا رہی ہے تم اس کا تعاقب کرو اور اس طرح تم جان سکتے ہو کہ اس کا گھر کہاں ہے! اے اجنبی میں نے تمہاری

کیفیت سے اندازہ کر لیا ہے کہ تم اسے پسند کرنے لگے ہو اور ایسا کرنا کوئی گناہ یا جرم نہیں ہے لہٰذا اگر تم اس کا گھر دیکھنا ہی چاہتے ہو تو جاؤ اس کا تعاقب کرو۔ سمسون نے تو اس بوڑھے کا شکریہ ادا کیا پھر وہ بھاگ کر دومہ نام کی لڑکی کا تعاقب کرنے لگا تھا یہاں تک کہ اس نے دیکھ لیا کہ وہ لڑکی تمنت شہر کے مغربی حصے میں کس مکان میں داخل ہوئی ہے اس کے بعد وہ اپنی بستی کی طرف لوٹ گیا تھا۔

اپنی بستی صرعہ میں داخل ہونے کے بعد سمسون جب اپنے گھر آیا تو اس نے دیکھا کہ اس کی ماں اور اس کا باپ منوحہ دونوں اپنے مکان کے صحن میں ایک کھاٹ پر بیٹھے باہم گفتگو کر رہے تھے۔ سمسون ان کے پاس آ کر بیٹھ گیا پھر اس نے ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے میرے ماں باپ میں نے آج تک تم دونوں سے کچھ بھی نہیں مانگا پھر آج میرے ساتھ ایک ایسا حادثہ پیش آیا ہے کہ میں تم سے کچھ مانگنے لگا ہوں اور مجھے امید ہے تم انکار نہ کرو گے اس پر سمسون کی ماں نے بڑی شفقت سے اس کی طرف دیکھا پھر اس کی پشت پر اس نے ہاتھ پھیرا اور بڑے نرم لہجہ میں کہا اے میرے بیٹے مانگ تو کیا چیز مانگتا ہے اگر وہ ہمارے پاس ہوئی یا ہمارے بس میں ہوئی تو ہم ضرور اسے تیرے حوالے کر دیں گے سمسون کی ماں جب خاموش ہوئی تو اس کا باپ منوحہ بھی بولا اور اسے مخاطب کر کے کہا! ہاں میرے بیٹے تم کہو تم کیا چاہتے ہو ہم تمہاری بات ضرور مانیں گے اس لیے کہ تم ہمارے ایک ہی تو بیٹے ہو اور خداوند کا ہم پر بڑا احسان ہے کہ اس نے مجھے اولاد دی جب کہ تیری ماں تو بانجھ تھی اور تیرا پیدا ہونا بھی خداوند کی کرامات معجزات اور احسانات میں سے ایک ہے پس تم کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔

اس پر سمسون نے ایک بار باری باری اپنے ماں باپ کی طرف دیکھا پھر اس نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا! اے میرے ماں باپ آج میں فلستیوں کی بستی تمنت کی طرف نکل گیا تھا وہاں میں نے ایک لڑکی کو دیکھا اور میں نے اس کے گھر تک اس کا تعاقب بھی کیا اس لڑکی کا نام دومہ اور اس کے باپ کا نام سلمیاہ اور اس کی ماں کا نام دانی ہے! اے میرے ماں باپ میں اس لڑکی کو پسند کر چکا ہوں کیا ایسا ممکن نہیں کہ تم دونوں میرے ساتھ تمنت کی اس بستی میں چلو اور دومہ نام کی اس لڑکی کو اس کے ماں باپ سے میرے لیے مانگ لو بس یہی میری خواہش ہے کہ میں اس لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہوں اور میں اسے اپنے لیے پسند کر چکا ہوں مجھے امید ہے کہ آپ دونوں اس سے انکار نہ کریں گے۔

سمسون کی گفتگو سن کر اس کی ماں اور باپ دونوں کا رنگ پیلا پڑ گیا تھا پھر سمسون کے باپ منوحہ نے سمسون کو مخاطب کر کے کہا اے میرے بیٹے یہ تم کیسی گفتگو کر رہے ہو تم جانتے ہو کہ تمنت نام کی اس بستی کے سارے ہی لوگ فلستی ہیں اور فلستی اس وقت ایک طرح سے بنی اسرائیل پر حکمران ہیں اور انہوں نے ہم پر مکمل حاصل کر کے ہمیں غلام بنا رکھا ہے اگر ہم تمہارے لیے اس لڑکی کو حاصل کرتے ہیں تو اس میں دو خدشے اور خطرات ہوں گے پہلا یہ کہ ہمیں اسرائیلی جانتے ہوئے اس لڑکی کے ماں باپ نہ صرف رشتہ دینے سے انکار کر دیں بلکہ ہمارے خلاف کوئی عملی قدم اٹھاتے ہوئے ہمیں نقصان ہی نہ پہنچائیں اور دوسرا خطرہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل چونکہ فلستیوں کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں! لہٰذا اگر تمہاری شادی اس فلستی لڑکی سے ہو جاتی ہے تو بنی اسرائیل کے لوگ بھی تمہارے ساتھ عناد رکھنے لگیں گے اب ان تم دونوں پہلو پر خوب سوچ کر مجھے بتاؤ کہ تمہارا کیا آخری ارادہ ہے اس پر سمسون نے بلا توقف کہا! اے میرے باپ جہاں تک فلستیوں کا تعلق ہے اگر یہ رشتہ مانگنے پر انہوں نے ہمارے خلاف کوئی قدم اٹھانے کی کوشش کی تو میں آپ دونوں کی حفاظت کرونگا آپ جانتے ہیں میرے خداوند نے مجھے بے شمار قوتیں دے رکھی ہیں اور ان ہی قوتوں کے سہارے میں تم دونوں کی حفاظت کرنے پر خوب قادر ہوں اور اگر یہ رشتہ ہمیں مل جاتا ہے اور بنی اسرائیل کے لوگ اسے ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں تو اے میرے باپ میں ان کی اس ناپسندیدگی بغض عناد اور دشمنی کی کوئی پرواہ نہ کروں گا۔

سمسون کے ماں باپ اس کی اس گفتگو کے بعد اگلے روز اس کے ساتھ چلنے پر رضامند ہو گئے تھے دوسرے روز سمسون اپنے ماں باپ کے ساتھ تمنت کی طرف روانہ ہوا اور ان تینوں نے دومہ نام کی اس لڑکی کے گھر پر دستک دی تھوڑی دیر بعد ایک ڈھلتی ہوئی عمر کے شخص نے دروازہ کھولا اور سمسون کے باپ منوحہ کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے اس سے پوچھا تم تینوں کون ہو اس سے پہلے میں نے تمہیں کہیں نہیں دیکھ رکھا اور تم نے کس مقصد کے تحت میرے گھر پر دستک دی ہے اس بوڑھے کے جواب میں سمسون کے باپ منوحہ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا اگر میں غلطی پر نہیں تو تمہارا نام سلمیاہ ہے اور تم دومہ کے باپ ہو میں تمہاری بیٹی دومہ کے متعلق تمہارے ساتھ بات کرنے آیا ہوں کیا تم مجھے تھوڑی دیر کے لیے اپنے گھر میں بیٹھنے کو نہ کہو گے کہ جو میں کہنا چاہتا ہوں تم سے کہہ سکوں۔ اس پر سلمیاہ نے خوش طبعی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا ضرور تم تینوں میرے ساتھ آؤ میں اپنے دیوان خانے کا دروازہ

کھولتا ہوں تم وہاں بیٹھو اور پھر جو بات تم کہنا چاہتے ہو وہ بلا توقف کہہ دینا لیکن ایک بات ضرور یاد رکھنا کہ میری بیٹی پر کوئی بے جا الزام دھرنے کی کوشش نہ کرنا اگر تم نے ایسا کیا تو پھر یاد رکھو تم تینوں جیاں سے بچ کر نہ جا سکو گے اس پر متوحہ نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ ایسی کوئی بات نہیں تم ہمیں بٹھاؤ تو سہی میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میں کس موضوع پر گفتگو کرنے آیا ہوں اس پر سلیاہ نے اپنے دیوان خانے کا دروازہ کھولا اور تینوں کو وہاں بٹھایا جب وہ خود بھی ان کے سامنے بیٹھ گیا تب متوحہ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا اے سلیاہ تم نے مجھے گھر میں بٹھا کر میری عزت افزائی کی ہے اب تم مجھ پر دوسرا احسان یہ کرو کہ اپنی بیٹی دومہ اور اپنی بیوی دانی کو بھی یہاں بلا لو تاکہ جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں تم تینوں کی موجودگی میں کہوں متوحہ کے اس مطالبے پر سلیاہ اٹھ کر دیوان خانے سے چلا گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد سلیاہ لوٹ کر آیا اس کے ساتھ اس کی بیوی دانی اور بیٹی دومہ بھی تھی متوحہ نے دیکھا دومہ منزل کی بشارت، صداقت کی قندیلوں، حسرت کی تنویر دل اور سرخوشی کی کرنوں جیسی پرکشش تھی وہ دھنکوں کی پھوار بیلوں کی ٹھنڈی چھاؤں پھولوں کے نقشی سایوں اس میں بھیگی برسات اور شفق رنگوں جیسی پرسکون تھی متوحہ اسے غور سے دیکھتا رہ گیا تھا اس سے اس کے سامنے بیٹھی دومہ ریم خوابی کے شوخ کرنوں کے ہجوم اور بوندوں کی چھم چھم جیسی خوش آہنگ رہی تھی مجموعی طور پر دومہ سراپا حسن و شباب اور مکمل حدیث باغ و بہار تھی اس کے لبوں کی شیرینی میں طلسمی نقش و نگار عارض کی مٹھاس میں حسن کی آفرینی تھی تھوڑی دیر تک غور سے دومہ کو دیکھنے کے بعد متوحہ نے اس کے باپ سلیاہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے سلیاہ قسم خداوند کی میں نے تمہاری بیٹی دومہ کو ویسے ہی پایا جیسے میرے بیٹے سمسون نے اس کی تعریف کی تھی یہ سامنے میرا بیٹا سمسون بیٹھا ہوا ہے اور میں تم سے یہ التجا کرتے آیا ہوں کہ مجھے اپنے بیٹے سمسون کے لیے اپنی بیٹی دومہ دے دو کہ میں اسے اپنی بہو اور اپنی بیٹی بناؤں۔

سلیاہ تھوڑی دیر تک سمسون کو غور سے دیکھتا رہا پھر اس نے متوحہ کو مخاطب کر کے کہا! اے متوحہ میں دیکھتا ہوں تمہارا بیٹا خوب ہے اور میں یہ بھی دیکھ رہا ہوں اس کے دل میں ایک تڑپ، سانسوں میں ایک ہلچل اور اس کی نگاہوں میں بجلیاں اور جسم کے اندر تند طوفانوں کا ہجوم اور سیل آتش و آہن ہے اور اے متوحہ میں تیرے بیٹے کے بازوؤں کے کس بل میں سنگینی اور سختی بھی دیکھ رہا ہوں مجموعی طور پر میں اسے پسند بھی کرتا ہوں اور میں اسے اپنی دومہ

کا رشتہ دینے کے لیے تیار بھی ہوں جب کہ اس کے لیے ایک شرط ہے اگر وہ شرط اگر تمہارا بیٹا پوری کر دے تو میں اپنی بیٹی دومہ کو اس سے بیاہ دوں گا اس بار سمسون نے خود دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

اے بزرگ سلیاہ! میرے لیے وہ کیا شرط ہے جو میں پوری کر کے دومہ سے شادی کر سکتا ہوں اس پر سلیاہ بولا اور کہا یہ میری تمنت نام کی جو بستی ہے اس بستی کے تیس جوان پہلے ہی دومہ کا رشتہ مانگ چکے ہیں اور میں نے ان سے کہا تھا کہ تم میں سے جو اپنے آپ کو سب سے زیادہ طاقت اور قوت والا ثابت کر دے میں دومہ کو اس سے بیاہ دوں گا میں نے ان پر یہ شرط بھی عائد کر رکھی تھی کہ اگر اس دوران تمہارے علاوہ بھی مجھے کوئی ایسا جوان مل گیا جو تم سے زیادہ پر قوت جنگجو ہو تب میں دومہ کو اس سے بیاہ دوں گا! اے سمسون اب گزشتہ ہفتے ان تیس جوانوں کا آپس میں مقابلہ دومہ کے لیے ہوا تھا اور ان تیس میں سے ایک کامیاب ہوا ہے گویا وہ کامیاب ہونے والا ان تیس میں سے سب سے زیادہ طاقت ور اور جنگجو ہے سو اس وقت وہ دومہ کو حاصل کرنے کا حق ہے اگر تم اس جیتنے والے جوان کو جس کا نام امون ہے ہرا دو تو میں دومہ کو تم سے بیاہ دوں گا اب بتاؤ کہ کیا تم امون نام کے اس جوان کے ساتھ مقابلہ کرنے کو تیار ہو اس پر سمسون نے چھاتی تان کر کہا! اے سلیاہ میں دومہ کی خاطر ضرور اس سے مقابلہ کروں گا اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں لمحوں کے اندر اس جوان کو آپ کے سامنے پچھاڑ کر رکھ دوں گا۔

سمسون کی گفتگو سن کر سلیاہ خوش ہوا اور اس نے کہا اگر ایسا ہے تو پھر پورے سات دن کے بعد یہ مقابلہ ہو گا اور اس کے علاوہ میں تم سے یہ بھی کہوں کہ اب جب کہ تم تینوں میری بیٹی کا رشتہ مانگنے آئے ہو تو تم آج کی رات میرے ہی ہاں قیام کرو گے تاکہ میں تمہاری ضیافت اور مہمان نوازی کر سکوں اس لیے کہ میں دیکھتا ہوں کہ اس جوان میں ہر وہ صفت اور قوت ہے جس کے ذریعے پر میری بیٹی دومہ کو حاصل کر سکتا ہے سمسون اور اس کے ماں باپ نے سلیاہ کی اس پیش کش کو قبول کر لیا۔ اور اس کے ہاں وہ رات بسر کرنے پر وہ رضامند ہو گئے تھے پس سلیاہ کے اشارہ پر اس کی بیٹی دومہ اور بیوی دانی وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئیں اور دونوں ماں بیٹی سمسون اور اس کے ماں باپ

کی ضیافت اور میزبانی کا سامان کرنے لگی تھیں۔

○

سردار مجستا کی موت کے چند روز بعد جب یوناف قرطیہ سردار مجستا کی حویلی میں اکٹھے بیٹھے باتیں کر رہے تھے تو اچانک ابلیکا نے یوناف کی گردن پر اپنا ریشمی لمس دیا پھر اس نے اندیشوں میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا اے یوناف عزازیل نے اپنے ساتھیوں کو دو حصوں میں تقسیم کر لیا ہے اس نے روفاش قب اور خوفنہ کو تمہارے پاس چھوڑ دیا ہے تاکہ وہ تم سے ٹکرا کر اس سرزمین کے اندر تمہیں مصروف رکھیں جب کہ خود عزازیل اپنے ساتھیوں کے علاوہ عارب یوسا اور بینطہ کے ساتھ فلسطین کی طرف روانہ ہو گیا ہے وہاں صرعہ نام کی بستی کے اندر سمسون نام کا ایک جوان ہے جو نیکی اور خیر کو فروغ دینے والا ہے یہ سمسون انتہائی نیک سیرت با اخلاق انسان ہے اور نیکی ہی کے کام کرنے والا ہے پس یہ عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کے خلاف حرکت میں آئے گا اور اسے نیکی اور خیر کے کام کرنے سے روکنے کی کوشش کرے گا۔

اے یوناف مجھے خطرہ ہے یہ بداندیش عزازیل کہیں سمسون اور اس کے چاہنے والوں کو نقصان ہی نہ پہنچائے اب بولو تمہارا اس معاملہ میں کیا خیال ہے! یوناف تھوڑی دیر تک گردن جھکائے کچھ سوچتا رہا پھر اس نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔! اے ابلیکا اب جب کہ میں نے روفاش پر قابو پانے کا ایک طریقہ بھی سوچ لیا تھا تو تم نے مجھے ایک نئی خبر آن سنائی ہے سو! اے ابلیکا میں اس موقعہ پر یہ فیصلہ کروں گا کہ قب خوفنہ اور روفاش کو یہیں چھوڑ کر میں فلسطین کا رخ کروں گا اور عزازیل کے مقابلے میں میں نیکی پھیلانے والے اس سمسون نام جوان کی مدد کروں گا اور اس کے مقابلے میں عزازیل اور اس کے ساتھی کو ناکام کرنے کے بعد میں پھر اس سرزمینوں کا رخ کروں گا اور یہاں میں روفاش قب اور خوفنہ کا وہ حشر کروں گا کہ عزازیل ان کے انجام سے ہی کانپ کر رہ جائے گا۔

یوناف تھوڑی دیر کے لیے پھر رکا اس بار قرطیہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے قرطیہ عزازیل نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر مشرق کی ایک سرزمین کے اندر ہمارے لیے

ایک نئی مہم کی ابتدا کر دی ہے لہٰذا میں اسی مہم کی طرف روانہ ہوتے ہوئے چاہوں گا تم بھی میرے ساتھ روانہ ہو گی لہٰذا آؤ میرے ساتھ تاکہ اس سرزمین کی طرف کوچ کریں۔ قرطیہ کچھ کہے بغیر فوراً اپنی جگہ پر سے اٹھ کھڑی ہوئی پھر اس نے اپنا ہاتھ یوناف کے ہاتھ میں دے دیا اس کے ساتھ ہی یوناف نے سری قوتوں کو استعمال کیا اور افریقہ کی اس سرزمین سے وہ قرطیہ کے ساتھ فلسطین کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

○

سمسون[1] اور اس کے ماں باپ ایک رات حسین رومہ کے ماں باپ دانی اور سلیماہ کے ہاں مہمان رہے دوسرے روز سلیماہ سے اجازت لے کر سمسون اور اس کے ماں باپ اپنی بستی صرعہ کی طرف کوچ کر گئے تھے۔ راستے میں اس جگہ جہاں چند دن قبل اس نے شیر کو مارا تھا سمسون رک گیا اور اپنے باپ منوحہ کو مخاطب کر کے اس نے کہا "اے میرے باپ! آپ دونوں چلتے رہیں۔ میں بہت جلد آپ دونوں سے آملتا ہوں۔ اتنا کہنے کے بعد کہ اپنے باپ کی طرف سے کوئی جواب سنے بغیر ہی سمسون اس طرف بھاگ کھڑا ہوا جہاں اس نے چند یوم قبل شیر کو مار دیا تھا۔ قریب جا کر اس نے دیکھا۔ شیر کا ہڈیوں کا پنجر خوب خشک ہو چکا تھا اور اس پنجر کے اندر شہد کا ایک چھتا لگا ہوا تھا۔ وہاں کھڑے ہو کر سمسون کچھ دیر تک شیر کے اس پنجر اور اس میں لگی ہوئی شہد کو بغور دیکھتا رہا۔ پھر وہ حرکت میں آیا۔

اس نے شہد سے بھرا ہوا وہ چھتا اتار لیا۔ کچھ شہد اس میں سے خود کھایا اور باقی کا لیکر اپنے ماں باپ کی طرف بھاگا۔ جلد ہی اس نے اپنے ماں باپ کو جا لیا اور شہد کا چھتا انہیں پیش کیا تاکہ وہ شہد کھائیں سمسون کے باپ منوحہ نے وہ چھتا لے لیا۔ اس میں سے اس نے خود بھی شہد کھایا۔ اور اپنی بیوی کو بھی کھلایا۔ شہد کھانے کے بعد اس کے باپ منوحہ نے پوچھا! اے میرے بیٹے! شہد کا یہ چھتہ تو کہاں سے لے آیا۔ سمسون نے انہیں یہ نہ بتایا کہ یہ شہد اس نے شیر کے پنجر سے حاصل کی ہے۔ وہ بس شہد حاصل کرنے کے معاملے کو ٹال گیا۔ یوں وہ چاروں بستی کی طرف بڑھتے گئے اور بات آئی گئی ہو گئی تھی اور سمسون اپنے ماں باپ کو لے کر اپنی بستی صرعہ کی طرف چلا گیا تھا۔

ساتویں دن حسب وعدہ سمسون اپنے ماں باپ کے ساتھ پھر فلستیوں کی بستی تمنت کی طرف گیا۔ انہوں نے دیکھا سلیماہ نے بستی سے باہر دومہ سے شادی کرنے کے سلسلے میں سمسون کے مقابلے

---

[1] توریت میں اس کا نام سمسون ہی لکھا ہے۔

کا بہترین انتظام کر رکھا تھا۔ بستی سے باہر بہت سے لوگ جمع تھے۔ جن کی موجودگی میں سلیماہ نے آگے بڑھ کر سمسون کا استقبال کیا۔ "سمسون! مقابلے کا یہ میدان تو تیار ہو چکا ہے۔ اب تو میں اور اس مقابلے کا انتظام کرنے والے لوگ تیاری میں انتظار کر رہے تھے۔ اب جب کہ تو آ گیا ہے تو میرا خیال ہے کہ اس مقابلے کو شروع کر دینا چاہیے۔ لیکن شروع کرنے سے قبل میں تمہیں یہ بتا دوں کہ وہ سامنے تیس وہ نوجوان بیٹھے ہیں کہ جو میری بیٹی دومہ کے طلب گار ہوئے تھے۔ اور ان تیس کے بیچ میں جو خوب ہٹا کٹا، لمبے قد اور بڑی جسامت کا جو جوان بیٹھا ہوا ہے وہی اموں ہے جس نے اپنے ان تیس ساتھیوں کو اپنے سامنے زیر کر لیا ہے اور اب یہ جوان تمہارا منتظر ہے میدان میں اترو تاکہ مقابلے کی ابتدا کریں۔ اس پر اپنے ماں باپ سے علیحدہ ہو کر سمسون میدان میں اترا اور اس کے ساتھ ہی دوسرا مدمقابل اموں بھی اٹھ کر اکھاڑے میں داخل ہوا تھا اور اس کے ساتھ ہی مقابلے کی ابتدا کر دی گئی تھی۔

سمسون کے ساتھ مقابلہ کرنے والا جوان جس کا نام اموں تھا جب وہ میدان میں اترا تو یوناف نے دیکھا اس کے ہاتھ میں موٹی اور بھاری کڑیوں کی ایک زنجیر تھی۔ جسے وہ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر اور زمین پر گھسیٹتا ہوا لا رہا تھا۔ جب وہ سمسون کے قریب آیا تو اس نے کہا۔ اے تمنت کی لڑکی دومہ کے لیے میرے ساتھ مقابلہ کرنے کی نیت سے آنے والے سن! میرا نام اموں ہے اور میرا تعلق تمنت کی اس بستی میں سے ہے دومہ کو حاصل کرنے کے لیے اس سے قبل میں تمنت کے تیس سورماؤں کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر چکا ہوں۔ اور اب تمہیں ہرا کر میں اپنے ہاتھوں ہارنے والوں کی تعداد تیس سے اکتیس کر کے رکھ دوں گا۔ اے اجنبی! اب تو اپنا حسب و نسب کہہ کہ تو کون ہے۔ کس بستی سے تیرا تعلق ہے اور کیوں تو نے میرے ہاتھوں مرنے کی ٹھان لی ہے جب کہ بڑے بڑے سورما میری طاقت و قوت کا لوہا مانتے ہیں۔

اموں کے خاموش ہونے پر سمسون نے بڑی نرمی اور دھیمے پن میں کہا۔ اے اموں! میرا نام سمسون ہے کہ میں صرعہ نام کی بستی کا باشندہ ہوں۔ بس میں صرف دومہ کو حاصل کرنے کے لیے ہی تم سے برآزما ہونے لگا ہوں۔ پر ایک بات ضرور یاد رکھنا اور وہ یہ کہ مجھ سے ٹکرانے والا کبھی جیت کر نہیں گیا جس کی بنا پر میں تم پر یہ انکشاف کرتا ہوں کہ میں ضرور اس میدان میں تمہیں زیر کر کے دومہ کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ سمسون کی یہ گفتگو سننے کے بعد اموں تھوڑی دیر تک غور و انہماک سے دیکھتا رہا پھر وہ بھرپور نفرت اور بڑھتی ہوئی برہمی

کا اظہار کرتے ہوئے بولا۔

اے سمسون! میں جب تم پر موت کی نگاہ ڈال کر تباہ کن سیلاب اور زبان برق کی طرح حملہ آور ہوں گا تو تو اپنی ساری طاقت و جبروت کو بھول کر میرے سامنے بے ہنر و درماندہ اور دل گرفتہ ہو کر رہ جائے گا۔ میں موت کے گہرے پانی میں تجھے اتار دوں گا اور ریلے کی مانند تجھے پاش پاش کر کے رکھ دوں گا تو نے میرے مقابل آ کر میری برہمی میں اضافہ کیا ہے جب کہ میں تیرے دل میں دھڑکنوں اور تیرے بدن میں خوف و ہراس کا اضافہ کر دوں گا یہ امون جب اپنی بات کہہ کر خاموش ہوا۔ تب سمسون نے اسے مخاطب کر کے ویسی ہی نرمی اور خوش اخلاقی میں کہا۔

اے امون! میں تیری طرح تیرے ساتھ بد کلامی نہ کروں گا اس لیے کہ بد کلامی خداوند کو پسند نہیں ہے۔ پر میں یہ کہوں گا کہ تیری سوچوں کے شعلے اور تیرے لفظوں کے بھڑکتے نشتر مجھ پر اثر انداز نہیں ہو سکتے۔ میرے اندر جب تک اپنے رب کے لیے وفا کی آنچ اور اس کی رضا و خوشنودی کی طلب و لگن ہے اس وقت تک میں تیرے جیسے فطرت کے خلاف بغاوت کرنے والوں کے ہونٹ منجمد اور سر و روح کو درد انگیز کرتا رہوں گا۔ اے امون! اپنی ذات پر اتنا گھمنڈ اور تفاخر نہ کر۔ میں جس ذات سے گھمنڈ اور فخر کرتے ہوئے ڈرتا ہوں۔ جب میں اسی ذات کا نام لے کر تم پر حملہ آور ہوں گا تو قسم خداوند کی تو جنت و طاق، اقدام و پسپائی، محبت و نفرت، سزا و جزا، غم و خوشی اور بڑھائی و رائی سبھی کچھ بھول کر رہ جائے گا۔

اے امون! مجھے یقین ہے کہ اس مقابلے کے دوران جب میں اپنے خداوند کو یاد کروں گا تو اس کے نام کی برکت سے میں تیری حالت سوگ کے صحرا، خون میں تنہائی، داستان نزع کی حکایات اور درد کے آنگن جیسی بنا کر رکھ دوں گا۔ اے امون آگے بڑھ کر مجھ پر حملہ آور ہو پھر دیکھ میں کیسے تم پہ جاں کنی کے لمحات اور آہوں کی المناکی طاری کرتا ہوں۔ اے امون! تیری حالت میں ہوائے فنا کے شرر بار بگولوں اور تیری ہر سانس کو شعلے کی زبان جیسی بنا کر رکھ دوں گا۔ سمسون کی اس گفتگو کے جواب میں امون حرکت میں آیا۔ اپنی آہنی زنجیر پر گرفت مضبوط کرتے ہوئے اس نے اس زنجیر کو اٹھا کر لہرایا۔ پھر کالے سور کے سے خوفناک انداز میں اس نے سمسون کی طرف دیکھتے ہوئے غراتی اور تلخیاں برساتی آواز میں کہا۔

اے سمسون! سنبھل میں تجھ پر حملہ آور ہونے کی ابتداء کرنے لگا ہوں۔ اسی لمحہ سمسون سحر و جذب کی طرح مستعد ہو گیا تھا۔ پھر اس نے دبی دبی زبان اور دھیمے دھیمے لہجے میں اپنے رب کو پکارا

اے خداوند لازوال میں تیری صفتِ حمدیت کو پکارتا ہوں۔ تو کردگار کریم ہے اپنے جمال وحدت کے صدقے میں اس مقابلے میں میری مدد فرما کہ تو ہی کمزوروں کو توانا اور گرے ہوؤں کو مستعد توانا کر دینے والا ہے۔ سمسون کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔ کیونکہ امون نے آگے بڑھ کر اس پر حملہ کر دیا تھا اور وہ اس طرح کہ اپنی آہنی زنجیر لہرا کر اس نے سمسون کو دے ماری تھی سمسون ایک درخشاں کرن اور آندھی و طوفان کی طرح حرکت میں آیا اس نے امون کی اس آہنی زنجیر کو ہوا میں ہی پکڑ کر اپنی گرفت میں کر لیا۔ اب اس آہنی زنجیر کا ایک سرا امون کے ہاتھ میں اور دوسرا سرا سمسون کے ہاتھوں میں تھا۔ اور دونوں ایک دوسرے کو اپنی طرف کھینچنے کے لیے پورا زور لگانے لگے تھے

اچانک سمسون نے امون کو زور سے پکارا اور کہا اے امون! اپنا پورا زور لگا لینا دیکھ میرے حق میں قضائے خداوندی اور مشیت الہی اپنا فیصلہ صادر کرنے والی ہے۔ پھر نہ کہنا میں نے اچانک ہی تجھے دبوچ مارا تھا۔ اپنا پورا زور لگا لے کہ بعد میں تیری گندی زبان پر میرے خلاف کوئی کلمہ کوئی شکوہ نہ آئے۔ پھر ایسا ہوا کہ ایک بار سمسون نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے رب کو دل ہی دل میں پکارا پھر اس نے ایک جھٹکے کے ساتھ اس قوت و تنومندی کے ساتھ آہنی زنجیر کھینچا تھا کہ امون انتہائی بے بسی کے عالم میں اس کی چھاتی کے ساتھ لگا تھا۔ پھر اچانک سمسون نے آہنی زنجیر کو چھوڑ دیا۔ اپنے دونوں ہاتھ اس نے امون کی کمر پر جمائے اور اسے پکڑ اور اچھال کر فضا میں بلند کر دیا تھا اور پھر بڑی سرعت کے ساتھ سمسون نے اسے زمین پر پٹخ دیا تھا۔ اور یہ ساری کارروائی اس قدر جلد رونما ہو گئی کہ دیکھنے والے تو سمسون کی اس طاقت و قوت پر امون تعریف کر رہے تھے جب کہ امون زمین پر ہراساں و پریشان پڑا رہ گیا تھا۔ تب سمسون آگے بڑھا اور زمین پر چت پڑے ہوئے امون کی چھاتی پر اس نے اپنا پاؤں رکھا اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے اس نے طوفانی انداز میں اسے مخاطب کر کے پوچھا۔

اے امون! کیا میں نے تیری ساری شرارت و کجروی کو درست نہیں کر دیا۔ کہ کیا میں نے تیرے دل ملحد کے اندر اٹھنے والی خواہشوں و آرزاؤں کو منجمد کر کے نہیں رکھ دیا۔ امون نے اپنی شکست کو تسلیم کرتے ہوئے کہا۔ اے سمسون! تو واقعی مجھ سے کہیں زیادہ پر قوت اور طاقتور ہے میں نے تیری صلاحیتوں کا غلط اندازہ لگایا تھا تو واقعی سلیاہ کی حسین بیٹی دونہ کا حق دار ہے۔ اے سمسون! قسم مجھے دجون دیوتا کی میں نے زندگی میں پہلی بار تم جیسا طوفانی اور زور آور انسان دیکھا ہے۔ سمسون نے امون کی چھاتی پر رکھا ہوا اپنا پاؤں ہٹا لیا اور کہا۔

اے امون تو نے اپنی شکست تسلیم کر کے یقیناً اپنی بڑائی کا ثبوت دیا ہے

امون کے پاس سے ہٹ کر سموّن اس جگہ آیا جہاں حسین دومہ، اس کا باپ سلمیاہ اور ماں دانی بیٹھے ہوئے تھے۔ سموّن پروقار چال چلتا سلمیاہ کے سامنے آکر رکا اور خوش طبعی میں اسے مخاطب کر کے اس نے پوچھا۔ اے بزرگ سلمیاہ! کیا میں نے امون کو مات اور جیت کر کے اپنے آپ کو دومہ کا حق دار ثابت نہیں کر دیا؟ سلمیاہ مسکرایا اور کہا۔ اے سموّن! یقیناً تو نے یہ مقابلہ جیت لیا ہے۔ اب تو میرے ساتھ میری حویلی چل تاکہ میں تجھے اپنی بیٹی دومہ سے بیاہ دینے کا سامان کروں سموّن چپ چاپ سلمیاہ دانی اور دومہ کے ساتھ ہو لیا جب کہ دوسرے لوگ جو یہ مقابلہ دیکھنے کے لیے وہاں جمع ہو گئے تھے وہ بھی وہاں سے اٹھ کر اپنے اپنے گھروں کو ہو لئے تھے۔ اسی روز سلمیاہ نے سموّن سے اپنی بیٹی دومہ کو بیاہ دیا تھا۔

دومہ سے شادی کرنے کے بعد فلسطیوں کے رسم و رواج کے مطابق لڑکی کے اہل خانہ عزیز و اقارب کی لگاتار سات دن کی ضیافت کا سامان کیا۔ اور اس ضیافت میں امون سمیت وہ تیس جوان بھی شامل ہوئے جو کبھی دومہ کے خواہش مند تھے۔ دوما اور سموّن کی شادی کے بعد اور ضیافت کا اہتمام شروع ہوتے وقت ان تیس جوانوں میں سے ایک نے سموّن کو مخاطب کر کے کہا اے سموّن! اب جب کہ تو نے دوما کو اپنے لیے جیت کر اس سے شادی کر لی ہے تو اس موقع پر تو ہمیں اپنی شادی کی خوشی میں کیا دیتا ہے۔ اس سوال پر سموّن چند ساعتوں تک کچھ سوچتا رہا۔ پھر وہ بولا اے عزیزو! اگر میری شادی کے اس موقع پر تم مجھ سے کسی بات کے متمنی ہو تو سنو میں تم سب سے ایک پہیلی پوچھتا ہوں۔ اگر تم سب نے مل کر ضیافت کے ان سات دنوں کے اندر اندر میری پہیلی بوجھ کر اس کا جواب دے دیا تو میں تم سب کو تیس کتانی کرتے اور تیس جوڑے کپڑے دوں گا۔ اور اگر تم میری کہی ہوئی وہ پہیلی نہ بوجھ سکے تو پھر تم لوگ تیس کتانی کرتے اور تیس جوڑے میرے لیے مہیا کرو گے۔

ان تیس میں سے ایک نے کہا۔" اے سموّن! ہمیں تمہاری یہ شرط یقیناً منظور ہے۔ اب تم اپنی وہ پہیلی کہو تاکہ ہم اسے سنیں اور اس کا حل اور جواب نکالنے کی کوشش کریں۔ اور ہمیں امید ہے کہ ہم یہ پہیلی بوجھ لیں گے اور تمہیں ہمارے لیے کپڑوں کا انتظام کرنا ہی ہوگا۔ سموّن بولا مجھے لگتا ہے کہ تم اس پہیلی کو جان نہ سکو گے اور اٹھ تم لوگوں کو میرے لیے تیس جوڑے کپڑے مہیا کرنے ہونگے۔ بہر حال نتائج کچھ بھی ہوں میری پہیلی سنو

"کھانے والے میں سے تو کھانا نکلا

اور زبردست میں سے مٹھاس نکلی

وہ تیس کے تیس جوان اس پہیلی پر غور کرتے رہے۔ لیکن انہیں اس پہیلی کا کوئی حل سجھائی نہ دیا آخر وہ تیس جوان ایک جگہ جمع ہوئے اور انہوں نے امون کو مخاطب کر کے کہا۔ تو ہم میں سے زیادہ طاقتور ہے تو ہی بتا ہمیں اس معاملے کو کیسے حل کرنا چاہیے۔ آج ساتواں اور آخری دن ہے اور اگر ہم آج بھی اس پہیلی کو بوجھ نہ سکے تو ہمیں سموّن کے لیے تیس جوڑے کتان کے مہیا کرنے ہوں گے۔ اپنے ساتھیوں کی باتیں غور سے سننے کے بعد امون نے انہیں مخاطب کر کے کہا۔ اے میرے ساتھیوں! تم فکرمند نہ ہو۔ میں یہ ساتواں دن گزرنے سے قبل ہی سموّن کی اس پہیلی کا حل تلاش کروں گا۔ اس استفسار پر امون نے سب کو مخاطب کر کے کہا۔ اے دومہ کے سلسلے میں میرے ناکام اور نامراد ساتھیو! سنو! جو کچھ میں کہنے والا ہوں اسے غور سے سنو کیونکہ اسی میں میری اور تمہاری بھلائی ہے ورنہ بصورت دیگر مجھے اور تم سب کو مل کر سموّن کے لیے تیس کتانی کرتے اور تیس ہی جوڑے کپڑوں کے مہیا کرنے ہوں گے اور میرے خیال میں ایسا کرنا ہمارے لیے یقیناً مشکل اور تکلیف دہ ہوگا۔ لہٰذا جو تجویز میں نے کیا ہے وہ اس پہیلی کو جاننے کا عمدہ ترین حل ہے۔

اے میرے ساتھیو! تم سب جانتے ہو کہ سموّن ہر روز دن کے وقت اور دوپہر سے قبل اپنے ماں باپ سے ملنے اپنی بستی صرعہ کی طرف جاتا ہے اور دوپہر کے بعد لوٹ آتا ہے۔ پس جب وہ چلا جائے تو ہم تیس کے تیس ساتھی اس کی بیوی دوما سے ملیں گے اور اس سے کہیں گے کہ وہ ہمیں اس پہیلی کا درست جواب بتائے۔ اس پر ایک ساتھی نے اعتراض کھڑا کیا اور بولا۔ اگر سموّن نے اس پہیلی کا حل اپنی بیوی دوما کو بھی نہ بتایا ہو تب؟ امون نے مسکراتے ہوئے کہا تب ہم اپنا اگلا قدم اٹھائیں گے اور وہ یہ ہوگا۔ کہ ہم دوما کو دھمکی دیں گے کہ اگر آج شام سے قبل اس نے ہمیں سموّن سے پوچھ کر اس پہیلی کا صحیح جواب نہ بتایا تو اس کے ماں باپ کو ہی قتل کر دیں گے اور مجھے امید ہے کہ ہمارے ہاتھوں اپنے ماں باپ کو بچانے کے لیے دوما ضرور ہمیں اس پہیلی کا جواب سموّن سے پوچھ کر بتا دے گی۔ اور جب وہ ایسا کر دے گی تو پھر ہم تیسوں کے تیسوں سموّن کو کپڑے مہیا کرنے کے اخراجات سے بچ جائیں گے۔ اور اے میرے ساتھیو! میری ایک اور بات بھی تم سب غور سے سنو

اور وہ بات یہ ہے کہ ....

امون کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ اس کے ان ساتھیوں میں سے ایک نے ہاتھ سے بستی سے نکل کر جانے کی راستے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔ امون! امون! ادھر دیکھو۔ میرے خیال میں وہ سمسون ہی ہے اور اپنی بستی صرعہ کی طرف جا رہا ہے۔ لہٰذا ہمارے لیے یہ بہترین طریقہ ہے کہ ہم ابھی اس کی بیوی دوما سے ملیں اور اس سے اس پہیلی کا جواب طلب کریں۔ امون فوراً اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا "ہاں یقیناً سمسون ہی ہے۔ آؤ اس کی بیوی دوما سے ملیں اور اپنا گوہر مقصد حاصل کریں۔ پس وہ تیس کے تیس اٹھ کر سلیاہ کی حویلی میں آئے انہوں نے دیکھا۔ سمسون کی بیوی دوما گھر پر اکیلی ہی تھی اور اس کے ماں باپ وہاں نہ تھے۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے امون نے دوما کو مخاطب کر کے کہا اے دوما تو جانتی ہے کہ تیرے شوہر سمسون نے ہم سے ایک پہیلی پوچھ رکھی ہے اور اس پہیلی کا جواب ہمیں ضیافت کے ان سات دنوں کے اندر اندر دینا ہے۔ بصورت دیگر ہمیں سمسون کو تیس کتانی کرتے اور تیس ہی جوڑے اور کپڑے بھی مہیا کرنے ہوں گے۔ جب کہ ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ دوسری طرف ہم اس پہیلی کا جواب بھی نہیں ڈھونڈ پائے جب کہ ضیافت کا آج آخری دن ہے۔

امون کی اس گفتگو کے جواب میں دوما نے بڑی متانت اور سنجیدگی میں کہا۔ اول تو میں خود بھی اس پہیلی کا جواب نہیں جانتی اور نہ ہی سمسون نے مجھے اس کا جواب بتایا ہے۔ دوسری بات یہ کہ اگر تمہیں جواب کا پتہ چل گیا تو سمسون ہار جائے گا اور ایسے ہی کپڑے اسے تمہارے لیے مہیا کرنے ہوں گے اور وہ بھی ایسا نہ کر سکے گا پھر ایسی صورت حال میں اگر میں اس پہیلی کا جواب جانتی ہوتی تو بھی تم لوگوں سے نہ کہتی اس لیے کہ اس طرح تو سمسون کے ہارنے اور نقصان اٹھانے کا اندیشہ ہے اور ایسا میں ہرگز پسند نہیں کرتی۔ لہٰذا تم جاؤ اور خود ہی اس پہیلی کا جواب تلاش کرو۔

دوما سے یہ جواب سننے کے بعد امون نے اسے بڑی قذاقوں کے سے انداز میں دھمکی دیتے ہوئے کہا اے دوما! ہم اس بات کو تو تسلیم کرتے ہیں کہ تو یقیناً اس پہیلی کا جواب نہ جانتی ہو گی۔ لیکن تجھے سمسون سے پوچھ کر ہمیں پہیلی کا جواب بتانا ہو گا اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تمہیں ایک ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑے گا۔ تم دیکھتی ہو کہ ہم تیس ہیں اور کوئی بھی کام کر گزرنے کی ہمت و جرات رکھتے ہیں خواہ وہ کیسا ہی مشکل اور ناممکن ہی کیوں نہ ہو۔ امون

کی اس دھمکی پر دوما نے چونک کر پوچھا تو کیا تم لوگ سمسون کو نقصان پہنچاؤ گے" امون نے حقارت آمیز انداز میں کہا "ہوں۔ سمسون کو نقصان پہنچانے کا کیا فائدہ ہے۔ وہ تمہارا شوہر ہے اور اس کی موت کے بعد تمہیں کوئی دوسرا شوہر بھی مل سکتا ہے۔ اگر تم نے سمسون سے ہمیں اس پہیلی کا جواب پوچھ کر نہ بتایا تو اے دوما! سن رکھو ہم تیرے ماں باپ کو قتل کر دیں گے اور یہ ایسے رشتے ہیں جو دوبارہ نہیں مل سکتے اب بولو اب اس سلسلے میں ہمیں کیا جواب دیتی ہو۔ بلکہ ہم نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ اس گھر کو آگ لگا دیں گے۔ جس میں تم اور تمہارے ماں باپ سب جل کر مر جائیں گے تب پھر دوما بولی۔

سمسون ابھی ابھی اپنے ماں باپ سے ملنے اپنی بستی کی طرف گیا وہ لوٹتا ہے تو میں کسی نہ کسی طرح اس سے اس پہیلی کا جواب ضرور پوچھوں گی اور پھر تم لوگوں کو بتا دوں گی۔ امون نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ اے دوما! اب تم نے راستی کی بات کی نا۔ دیکھو ہم اب جاتے ہیں۔ تو سمسون سے پہیلی کا جواب پوچھ رکھنا شام سے کچھ پہلے میرے ان ساتھیوں میں سے ایک آگ کا اور انگارہ لینے کے بہانے تمہارے گھر میں آئے گا اور تو اسے اس پہیلی کا جواب بتا دینا۔ دوما نے اس کام کی حامی بھری اور اس کے بعد امون اور اس کے سارے ساتھی مطمئن ہو کر وہاں سے چلے گئے تھے۔

سمسون جب اپنے ماں باپ سے مل کر واپس دوما کے پاس آیا تو دوما اس کے سامنے پہلے خوب روئی۔ سمسون بار بار اس سے رونے کی وجہ پوچھتا۔ پھر منہ سے کچھ کہنے کے بجائے وہ روتی چلی گئی اور جب اس نے یہ اندازہ کر لیا کہ اس کے رونے کی وجہ سے سمسون کا دل اس کے لیے نرم ہو گیا ہے تب اس نے روتی بسورتی آواز میں سمسون کو مخاطب کر کے کہا۔ اے سمسون! میں نے جان لیا ہے کہ تجھے مجھ سے کوئی لگاؤ اور پیار نہیں ہے۔ تجھے مجھ سے نفرت ہے۔ اگر تجھے مجھ سے تھوڑی بہت محبت بھی ہوتی تو تو ہرگز میرے ساتھ وہ معاملہ نہ کرتا جو تو نے کیا ہے۔ اس پر سمسون کے نرم اور محبت بھرے آواز میں کہا۔ اے دوما! قسم اس خداوند کی جو یکتا و بے عیب ہے میں تجھے پسند کرتا ہوں اب بتا۔ میں نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے جو تو نے میرے متعلق یہ اندازہ لگا لیا ہے کہ میں تم سے محبت نہیں نفرت کرتا ہوں۔ دوما جان گئی کہ سمسون کا دل اس کے لیے محبت اور ہمدردی سے ہو گیا ہے۔ لہٰذا اس موقع سے اس نے فائدہ اٹھایا اور سمسون کو مخاطب کر کے

فوراً اس نے کہا ۔

[1] سمسون! یہ تو نے کیا کیا تو نے ان تیس جوانوں سے ایک پہیلی پوچھی اور اس کا جواب مجھے بھی نہ بتایا۔ جب کہ میں تمہاری بیوی اور تمہاری رازداں ہوں۔ تمہارے سارے معاملات اور تمہاری بہتری و بھلائی کی حفاظت و نگرانی کرنے والی ہوں۔ دروما کی اس گفتگو پر سمسون مسکرایا اور کہا۔ بس اتنی سی بات کو تم نے اس قدر اہمیت دے دی ہے اور رو رو کر تو نے اپنا برا حال کر لیا ہے۔ دیکھ میں تمہیں اس پہیلی کا جواب بتا دیتا ہوں۔ تو رو مت، پر اس پہیلی کا جو جواب میں تم سے کہوں۔ اس کا ذکر تو کسی اور سے آگے نہ کرنا اور اس پہیلی کا جواب میرے اور تمہارے علاوہ کوئی اور تیسرا جاننے والا نہ ہوگا۔ اے دروما! میری عزیز رفیقہ جو پہیلی میں نے پوچھی وہ یہ ہے ۔

کھانے والے میں سے تو کھانا نکلا
اور زبردست میں مٹھاس نکلی

اور اے دروما میری عزیزہ! اس پہیلی کا جواب یہ ہے ۔

شہد سے میٹھا اور کیا ہوتا ہے
اور شیر سے زور آور اور کون ہوتا ہے

سمسون سے پہیلی اور اس کا جواب سن کر دروما بے حد خوش ہوئی۔ اور سمسون کو اطمینان دلانے کی خاطر اس نے کہا۔ اے سمسون! اب جب کہ مجھے اپنی ساری زندگی ہی تمہارے ساتھ بسر کرنی ہے تو میں کیونکہ اس پہیلی کو جواب کسی اور سے کہہ کر تمہیں دھوکہ اور فریب دینے کی کوشش کروں گی۔ اس طرح سمسون، اپنی بیوی دروما کی طرف سے مطمئن ہوا اور اس کے پاس سے اٹھ گیا تھا۔ تھوڑی سی دیر بعد امون کا آدمی آگ کا انگارہ لینے کے بہانے دروما کے گھر میں آیا اور دروما نے چپکے سے اسے اس پہیلی کا جواب بتا دیا ۔

شام سے پہلے جس وقت کہ سمسون اپنے سسر سلیاہ کے دیوان خانے میں اکیلا بیٹھا تھا تو امون اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں آیا اور سمسون کو مخاطب کر کے اس نے کہا اے سمسون!

---

[1] گھر کو آگ لگا دینے کی اس دھمکی کا ذکر توریت میں بھی ہے ۔

[2] ماخوذ از توریت ۔

تو ہم تمہیں کے لیے کتان کے کرتوں اور تیس ہی جوڑوں کا بندوبست کر لے۔ اس لیے کہ میں نے تیری پہیلی کا جواب ڈھونڈ نکالا۔ سمسون نے غور سے امون کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ اے امون! تو نے کیا جواب ڈھونڈ نکالا ذرا بتاؤ تو۔ تاکہ میں جانوں یہ ٹھیک بھی ہے یا نہیں اور اگر یہ جواب درست ہوا تو میں حسب وعدہ ضرور تم سب کو کتانی لباس مہیا کر دوں گا۔ اس پر امون نے سمسون کو وہ جواب بتا دیا جو سمسون کی بیوی دروما نے اس کے ایک ساتھی کو بتایا تھا۔ یہ جواب سن کر سمسون چونکا۔ اپنی جگہ پر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور امون کو مخاطب کر کے اس نے پوچھا۔ اے امون! میری پہیلی کا یہ جواب تو نے کہاں سے حاصل کیا۔ اس لیے کہ اس پہیلی کا جواب تو میں اور میری بیوی دروما کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا تھا۔ پھر تو نے یہ جواب کہاں سے پا لیا۔ اگر تو نے یہ جواب میری بیوی سے حاصل کیا ہے تو پھر تو نے میری دشمنی مول لے لی ہے۔ اور اگر میری بیوی نے از خود کسی کو یہ راز بتا دیا ہے تو پھر اس نے مجھ سے دھوکہ کیا ہے ۔

امون نے مکاری اور فریب سے کام لیتے ہوئے کہا۔ اے سمسون! یہ جواب میں نے تمہاری بیوی سے حاصل کیا ہے اور نہ ہی تمہاری بیوی نے کسی پر تمہارا راز فاش کیا ہے۔ یہ جواب تو ہمارا خود کا سوچا ہوا ہے۔ سمسون گہری سوچوں سے نکلتے ہوئے کہا۔ اے امون! ایسا ممکن ہی نہیں ہے اس لیے کہ یہ کوئی عام اور چلتی پہیلی نہیں ہے جو تم لوگ اس کا جواب تلاش کرنے میں کامیاب ہو جاؤ۔ یہ ان کہی پہیلی تو میرے تجربے پر منحصر تھی۔ اس کا جواب اس طرح ممکن نہ تھا جس طرح تم مجھے بتا رہے ہو۔ سمسون اس گفتگو پر امون نے خفگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ اے سمسون! ایسی گفتگو کر کے تم معاملے کو بگڑنے اور تعلقات کو کشیدہ کرنے لگے ہو۔ میں سمجھتا ہوں اس طرح تو تم ہمیں تیس کتانی جوڑے مہیا کرنے سے بچنا چاہتے ہو۔ اگر تمہارے یہ ارادے ہیں تو پھر اے سمسون! تمہاری طرف سے یہ انتہائی بے جا اور ناانصافی کا معاملہ ہوگا۔

سمسون بولا۔ اے امون! یہ تمہارا ظن اور گمان ہے۔ میں تیس کتانی جوڑوں کے وعدے پر قائم ہوں کہ اس سے پھروں گا نہیں۔ تم نے میری پہیلی کا درست جواب دے دیا ہے۔ اب تم سب جاؤ اور چند ہی یوم تک اپنی شرط کے مطابق میں تم لوگوں کو تیس کتانی جوڑے مہیا کروں گا۔ سمسون کا یہ جواب پا کر امون مطمئن ہو گیا۔ پھر وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے چلا گیا تھا۔ امون اور اس کے ساتھیوں کے جانے کے بعد سمسون دیوان خانے سے

نکل کر اپنی بیوی کے پاس آیا۔ جو اس وقت اپنے ماں باپ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ سمسون کو غصے کی حالت میں دیکھ کر اس کی دومہ کانپ ہی گئی تھی اور اس کا رنگ ہلدی ہو کر رہ گیا تھا سمسون اس کے قریب آیا اور سنگین لہجے میں اس نے اسے مخاطب کر کے کہا۔

اے دومہ! تو نے کیوں میرے ساتھ دھوکہ کیا۔ تو نے کیوں اور کس بنا پر میری پہیلی کا جواب امون اور اس کے ساتھیوں سے کہہ دیا۔ وہ پہیلی کوئی عام پہیلی نہ تھی جو پہلے سے لوگوں کے اندر رائج ہوا ان کہی پہیلی کا جواب میں جانتا تھا یا تم۔ قسم مجھے اپنے خداوند کی یہ امون اور اس کے ساتھی اگر ساری عمر بھی اس پہیلی پر سوچتے رہتے تو اس کے جواب نہ پا سکتا۔ اس لیے کہ یہ پہیلی تو میرے تجربے اور میرے مشاہدے پر مبنی ہے۔ اے دومہ! اس پہیلی کا جواب تمہارے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا جس نے اس پہیلی کا جواب امون اور اس کے ساتھیوں سے کہا۔ اسے دومہ کیا تو مجھے اس بے اعتباری اور دھوکہ دہی کی وجہ بتاؤ گی۔

سمسون کی ان باتوں کا دومہ نے کوئی جواب نہ دیا۔ اور اس کی گردن لجالت اور شرمندگی میں جھک گئی تھی۔ جو اس کے مجرم ہونے کا مکمل اظہار تھا۔ اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے سمسون کا غصہ اور غضب پہلے کی نسبت اور زیادہ بھڑک اٹھا۔ پھر اس نے کھولتے ہوئے اور کاٹ کھانے والے انداز میں دومہ کو مخاطب کر کے کہا۔ اے دومہ تو ایک مکار و فریبی، دھوکہ باز کمینی اور گھٹیا اور رذیل عورت ہے۔ تو نے مجھے دھوکہ دیا ہے اور میں تجھے اس دھوکے کی سزا ضرور دوں گا۔ دومہ کے کچھ کہنے سے پہلے ہی اس کا باپ سلمیاہ بول پڑا اور سمسون کو مخاطب کر کے اس نے انتہائی غصے کی حالت میں کہا۔ اے سمسون! یہاں سے دفعہ ہو جاؤ۔ جو الفاظ تم نے میری بیٹی سے متعلق کہے ہیں وہ میرے لیے نہ صرف ناگوار اور ناقابل برداشت ہیں۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ تیرے جیسا گھٹیا اور کمینہ انسان میری بیٹی کے قابل ہی نہیں ہے۔ بس تو یہاں سے دور ہو اور آئندہ میرے اور میری بیٹی کے سامنے آنے کی کوشش نہ کرنا۔ سمسون نے سلمیاہ کی ان سخت اور ناگوار باتوں کا کوئی جواب نہ دیا۔ اور سلمیاہ کے گھر سے وہ چلا گیا تھا۔

یوناف اور قرطبہ تمنت نامی بستی کے مغربی حصے میں نمودار ہوئے اسی طرح ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور ابھی ابلیکا اس سے کچھ کہنے ہی والی تھی کہ یوناف نے پہلے ہی اسے مخاطب کر کے پوچھا۔ اے ابلیکا! اب جب کہ میں فلسطین کی اس بستی تمنت میں ہوں تو تم مجھے عزازیل اور اس کے ساتھیوں کی تفصیل کہو کہ وہ کس طرح نبیجی کے اس نمائندے سمسون کے خلاف حرکت میں آئے ہیں۔ ابلیکا بولی۔ اے یوناف! عزازیل اور اس کے ساتھی یہاں پہنچ تو چکے ہیں۔ لیکن ابھی تک وہ سمسون کے خلاف عملی طور پر حرکت میں نہیں آئے۔ لیکن اس دوران سمسون ایک اور مصیبت اور دکھ میں مبتلا ہو گیا ہے۔ یوناف نے چونک کر پوچھا۔ کیسا دکھ اور تکلیف۔ اس کے جواب میں ابلیکا نے یوناف کو سمسون کی دومہ کے ساتھ شادی، امون اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ پہیلی کی شرط اور پھر وہ پہیلی ہار کر سلمیاہ کے گھر سے بے عزت کر کے نکل جانے کی حالات تفصیل سے کہہ دیئے تھے۔ اس پہ یوناف کچھ دیر سوچتا رہا پھر وہ بولا۔

اے ابلیکا! میں سمجھتا ہوں کہ اس موقع پر جب کہ عزازیل اور اس کے ساتھیوں نے ابھی تک سمسون کے خلاف کوئی کارروائی ہی نہیں کی تو میں اور تم نے یہاں ارض فلسطین میں آکر غلطی کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اب جب عزازیل اور اس کے ساتھی دو حصوں میں بٹے ہوئے ہیں میں بڑی آسانی کے ساتھ رزناش کو ٹھکانے لگا سکتا ہے۔ عزازیل اپنے ساتھیوں کے علاوہ، عارب بوسہ اور رہیط کے ساتھ ارض فلسطین میں ہے۔ جب کہ رزناش کے پاس مغربی افریقہ میں اس وقت حب اور خوفنہ ہی ہیں۔ لہٰذا میں رزناش کا خاتمہ کرنے کے بعد ارض فلسطین میں آکر عزازیل اور اس کے ساتھیوں سے سمسون کا دفاع کر سکتا ہوں۔

اے ابلیکا! اب تم ایک کام کرنا۔ تم مغربی افریقہ میں قب رزناش اور خوفنہ پہ نگاہ رکھنا۔ اور جب وہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہوں تو پھر دیکھنا میں کیسے رزناش پر حملہ آور ہو کر اس کا خاتمہ اور انجام خراب کرتا ہوں۔ اور رزناش کا خاتمہ کرنے کے بعد میں دوبارہ سمسون کی مدد کے لیے ارض فلسطین میں آداخل ہوں گا۔ یوناف کے خاموش ہونے پر ابلیکا نے پوچھا۔ اے یوناف! تمہارا سارا لائحہ عمل درست ہے اور میں اس سے مکمل طور پر اتفاق بھی کرتی ہوں۔ لیکن اب اس وقت سمسون کا کیا کرنا چاہیے۔ جب کہ وہ سخت ضرورت مند ہے

یوناف نے پوچھا۔ اے ابلیکا! کیا ضرورت مند سے تمہارا مطلب یہ ہے کہ سمسون اپنی پہیلی والی شرط ہار گیا۔ اور فی الوقت اسے تیس کتانی جوڑوں کی سخت ضرورت ہے۔

ابلیکا نے اس بار گنگناتی ہوئی آواز میں کہا۔ ہاں میرا یہی مطلب ہے۔ اور سمسون کو یہ سامان فراہم کرنے کے لیے میرے پاس ایک عمدہ اور بہترین حل بھی ہے۔ یوناف نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ تمہارے پاس اس کا کیا حل ہے ابلیکا! بتاؤ تاکہ اسی کے مطابق سمسون کی مدد کی جا سکے ۔ ابلیکا پھر بولی۔

اے یوناف! یہاں سے قریب ہی اسقلون نام کا ایک بہت بڑا قصبہ ہے ۔ اس اسقلون کا شمالی حصہ کوہستانی ہے۔ اور ان کوہستانوں کی ایک غار کے اندر راہزنوں اور ڈکیتوں کا مسکن ہے اور لوگوں کو لوٹ لوٹ کر انہوں نے اس غار کے اندر بہت کچھ جمع کر رکھا ہے۔ وہ سب رہزن ہر وقت اس غار میں نہیں رہتے بلکہ ان کے کچھ ساتھی غار کی حفاظت کے لیے وہاں رہتے ہیں اور ان کی اکثریت تجارتی کاروانوں یا قافلوں کو لوٹنے کے لیے باہر ہی رہتی ہے۔ پس اے یوناف! میں اس غار کی طرف راہنمائی کر دوں گی۔ سمسون اس غار پر حملہ آور ہو اور تم اس کی مدد کرو تو سمسون اپنی شرط کے مطابق ان تیس جوانوں کو تیس کتانی جوڑے مہیا کر سکتا ہے۔ یوناف نے فوراً کہا۔ اے ابلیکا! میں اس کے لیے آمادہ ہوں۔ اب اس وقت تم مجھ سے یہ کہو کہ سمسون کہاں ہے ۔

ابلیکا بولی۔ اے یوناف! سمسون اس وقت اس بستی کے شمالی حصے میں اپنی شرط ہارنے اور اپنے سسر اور بیوی سے ناراض ہو کر اپنی بستی صرعہ کی طرف جا رہا ہے۔ اس پر یوناف نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ اے ابلیکا! میں اس سے وہیں ملتا ہوں۔ اور اس سے مل کر معاملہ طے کرتا ہوں۔ پھر یوناف نے اپنے قریب کھڑی حسین قرطیہ کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ اے قرطیہ! تم نے ابلیکا کے ساتھ میری گفتگو سنی! تمہارا اس سے متعلق کیا خیال ہے؟ قرطیہ نے اپنی کھنکتی آواز اور رنگ و حسن بکھیرتی آواز میں کہا۔ اے یوناف! سمسون سے متعلق میں آپ اور ابلیکا کے فیصلوں سے مکمل طور پر اتفاق کرتی ہوں۔ لیکن جہاں تک روفاش کو ختم کرنے کا سوال ہے اس سے متعلق میں آپ سے بعد میں گفتگو کروں گی اس لیے کہ روفاش کا خاتمہ کرنا آسان کام نہیں ہے۔ یہ ایک دشوار اور وقت طلب معاملہ ہے اور اس میں پڑنے والا خود بھی روفاش سے نقصان اٹھا سکتا ہے۔ قرطیہ کی ان باتوں کے جواب میں اُس نے اس سے پوچھا۔

اے قرطیہ! پہلے یہ کہو! تم روفاش کے خاتمے پر خفا اور دکھی تو نہ ہو گی۔ قرطیہ نے فوراً یوناف کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ ہرگز نہیں۔ میں تو خود چاہتی ہوں ۔ کہ روفاش کا خاتمہ ہو یہ میری دلی خواہش ہے اور روفاش کے خاتمے پر مجھے اپنے ایک بدترین دشمن سے نجات مل جائے گی قرطیہ کی ان باتوں پر یوناف خوش ہوا اور کہا۔ اے قرطیہ! پہلے مجھے سمسون کا معاملہ طے کر لینے دو اس کے بعد جب میں روفاش کی طرف رجوع کیا تو ضرور تم سے مشورہ کروں گا۔ اس لیے کہ اس کے خاتمے کے لیے تمہارا مشورہ یقیناً میرے لیے سود مند ثابت ہو گا۔ اب آؤ سمسون کی طرف چلیں اور اس کا مسئلہ حل کریں۔ اس کے ساتھ ہی یوناف نے قرطیہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ اپنی سری قوتوں کو اس نے استعمال کیا اور پھر وہ قرطیہ کے ساتھ وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔

سلمیاہ سے ناراض ہو کر اور اس کے گھر سے نکل کر سمسون اپنی بستی صرعہ کی طرف جا رہا تھا کہ اس کے پیچھے تھوڑے ہی فاصلے پر یوناف قرطبہ کے ساتھ نمودار ہوا اور پھر اس نے زور سے پکارا سمسون! سمسون! ٹھہر ذرا! میری بات سنو! اس کے پکارنے پر سمسون رک گیا۔ پھر وہ مڑ کر یوناف اور قرطیہ کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ یوناف اور قرطیہ دونوں اس کے قریب آئے اور قبل اس کے کہ یوناف گفتگو کا آغاز کرتا۔ سمسون نے خود ہی یوناف کو مخاطب کر کے پوچھا۔ اے اجنبی! میں نہیں جانتا تو کون ہے۔ اور کیوں تم نے آواز دے کر مجھے روکا ہے۔ تم دونوں ہی میرے لیے اجنبی ہو اور تم دونوں کے چہرے میرے لیے آشنا نہیں ہیں ۔

یوناف، سمسون کے قریب ہوا اور اسے مخاطب کر کے کہا اے سمسون! میرا نام یوناف ہے، میرے ساتھ یہ میری بیوی قرطیہ ہے۔ پس تم یہ سمجھو کہ ہم دونوں نیکی کے نمائندے ہیں اور اپنی بیوی کی وجہ سے تم نے جو شرط ہاری ہے اس سلسلے میں ہم دونوں تمہاری مدد کرنا چاہتے ہیں۔ سمسون کی غم اور دکھ کے باعث گردن جھک گئی۔ پھر اس نے ایک لمبی سانس لے کر اور آہ بھرتے ہوئے کہا۔ اگر وہ میری بچھیا کو ہل نہ جوتتے تو وہ کبھی بھی میری پہیلی نہ بوجھ سکتے تھے" یوناف نے غور سے سمسون کی طرف دیکھا اور کہا۔ اے سمسون تم کھل کر کہو۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ میرے سامنے پہیلیاں نہ ڈالو نہ بچھیا سے تمہارا کیا مطلب اور اسے ہل جوتنے کا اشارہ کس طرف ہے۔ سمسون نے اس بار بڑے نرم اور کسی قدر پرسکون لہجے میں کہا۔ بچھیا سے مراد میری بیوی ہے۔ میرے کہنے کا مطلب ہے۔

کہ اگر وہ تیس عیار جو میرے رقیب ہیں دھوکہ دہی سے کام لے کر میری بیوی کو اپنے ساتھ ملا کر پہیلی کا جواب اس سے حاصل نہ کر لیتے تو وہ کبھی بھی اس پہیلی کو بوجھ نہ سکتے تھے۔ جو پہیلی میں نے ڈالی تھی۔ اس کا جواب صرف مجھے اور میری بیوی کو معلوم تھا۔ پس میری بیوی نے پہیلی کا جواب انہیں بتا دیا۔ اس طرح اس نے نہ صرف ایک بیوی کی حیثیت سے میرے ساتھ دھوکہ کیا ہے بلکہ............

یوناف نے فوراً سمسون کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ بلکہ تمہیں مالی مشکلات سے بھی دوچار کر دیا ہے اس لیے کہ پہیلی بوجھ لینے کے بعد تم اپنے ان تیس رقیبوں کو کتانی جوڑے مہیا کرنے کے پابند ہو۔ اس انکشاف پر سمسون نے چونک کر یوناف کی طرف دیکھا پھر اس نے پوچھا۔ اے اپنے آپ کو نیکی کا نمائندہ کہنے والے تمہیں میرے حالات کی کیسے خبر ہوئی۔ یوناف نے آگے بڑھ کر سمسون کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ اے سمسون! نیکی کے ایک نمائندے کی حیثیت سے میں عموماً مافوق الفطرت انداز میں اور غیر متوقع طور پر بہت سے حالات جان جاتا ہوں۔ ایسے ہی میں تمہارے حالات بھی جان گیا ہوں۔ اور یہ حالات جاننے کے بعد اب میں تمہاری طرف آیا ہوں تاکہ تمہارے ان تیس رقیبوں کے لیے تیس کتانی جوڑے حاصل کرنے میں تمہاری مدد کروں۔ سو اے سمسون! تم میرے ساتھ اسقلون کی طرف چلو تاکہ وہاں سے تم میری راہنمائی میں اپنے لیے تیس کتانی جوڑے حاصل کر سکو۔ سمسون چند ثانیوں تک غور سے یوناف کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے کسی قدر تعجب خیز انداز میں پوچھا۔

اے یوناف! نیکی کے نمائندے کی حیثیت سے میں تمہارے ساتھ ہر جگہ جانے کو تیار ہوں پر تم پہلے مجھ سے یہ تو کہو کہ تم وہاں سے میرے لیے کیسے تیس کتانی جوڑے حاصل کرو گے۔ یوناف نے نرم لہجے میں کہا۔ اے سمسون دیکھو اسقلون نام کی بستی سے باہر ایک کوہستانی غار کے اندر کچھ قاطع الطریق اور رہزن رہتے ہیں میں اور تم دونوں ان پر حملہ آور ہوں گے اور انہیں ان کے غار سے بھگا کر وہاں سے تم اپنے لیے تیس کتانی لباس حاصل کر لینا۔ اور اس طرح تم اپنی ہاری ہوئی شرط پوری کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ سمسون نے تعجب سے یوناف کی طرف دیکھا اور پوچھا اے یوناف! ہم دونوں کیسے ان رہزنوں کے غار کو ان سے خالی کرا کر وہاں داخل ہو سکیں گے۔ اور اپنی مانگ اور شرط کے مطابق وہاں

سے تیس کتانی لباس حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ یوناف نے پھر سمسون کی ڈھارس بندھائی اور کہا۔ اے سمسون یہ سارا کام تم مجھ پر چھوڑ دو وہ غار میں خالی کرا دوں گا۔ پس تم اس غار میں داخل ہو کر اپنی شرط کا سامان حاصل کر لینا بس تم ایک بار میرے ساتھ چلنے کی حامی بھر دو۔ سمسون نے خوشی کے اظہار میں کہا۔ اے یوناف! میں تو ابھی اور اسی وقت تمہارے ساتھ اسقلون کے اس غار کی طرف جانے کو تیار ہوں۔

پس سمسون کو ساتھ لے کر یوناف فوراً اسقلون کی طرف بڑھنے لگا تھا۔ جب کہ یوناف کی ہدایات کے مطابق ابیکا اسے اس غار کی طرف راہنمائی کر رہی تھی غار کے منہ پر جا کر یوناف نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔ اے سمسون تم یہیں غار کے منہ پر ہی کھڑے رہو۔ میں اندر داخل ہوتا ہوں اور وہاں رہزنوں کے جس قدر ساتھی بھی ہیں میں انہیں غار سے بھاگنے پر مجبور کر دوں گا۔ اس طرح جب وہ غار کے منہ سے نکل کر باہر جانا شروع ہوں گے تو تم ان پر اپنی تلوار برسا کر اس کا خاتمہ شروع کر دینا اور جب ان کے سب ساتھیوں کا صفایا ہو جائے گا تو پھر تم غار میں داخل ہو کر اپنی پسندیدہ اشیاء وہاں سے حاصل کر لینا۔ سمسون نے کس قدر مضحکہ خیز سے انداز میں یوناف کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ اے میرے چارہ گر یہ طریقہ کار تو بہت اچھا ہے۔ اور بظاہر اس میں بہتری کے بڑے امکان بھی ہیں۔ پر میں تو اس فکر میں ہوں کہ کیونکر ایسا ممکن ہو گا کہ تم غار میں داخل ہو کر جس قدر بھی لوگ وہاں ہیں انہیں باہر بھاگنے پر مجبور کر دو۔ یوناف نے پھر سرگوشی کی۔ اے سمسون! تم اس امر کو بھول جاؤ کہ میں ان لوگوں کو غار سے باہر نکلنے پر کیسے مجبور کروں گا۔ یہ میرا کام ہے اور میں اپنا کام کرنا خوب جانتا ہوں۔ بس تم اپنے کام کے لیے مستعد رہو اور جو بھی غار سے نکلتا ہے اس کا کام تمام کرتے رہو۔ پھر دیکھنا کیسے ہم دونوں اپنے مقصد میں کامیاب ہوتے ہیں۔ سمسون اس بار یوناف کی پر اعتماد باتوں سے بیحد متاثر ہوا تھا۔ لہٰذا اس نے فوراً اپنی تلوار کھینچ لی اور مستعدی کے انداز میں اس نے یوناف کی طرف دیکھا اور دھیمی آواز میں کہا۔ میں غار سے باہر نکلنے والوں سے نمٹنے کے لیے تیار ہوں۔ جو بھی غار سے باہر نکلا میں اس کی گردن کاٹتا چلا جاؤں گا۔ اس طرح ان گناہگار رہزنوں کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔ اور لوگ ان کی رہزنی سے محفوظ ہو جائیں بلکہ میرا کام بھی ہو جائے گا۔ پر اے یوناف! غار میں داخل ہونے سے قبل اپنی بیوی کو کسی محفوظ جگہ کھڑا کرنے جاؤ

تاکہ اس کی حفاظت سے میں اور تم دونوں بے فکر رہیں۔

یوناف نے ایک بار غور سے اپنے پہلو میں کھڑی قرطبیہ کی طرف دیکھا۔ پھر اس کے لبوں پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی اور سمسون سے اس نے کہا۔ اے سمسون! یہ قرطبیہ کوئی عام لڑکی نہیں ہے۔ مجھے یا تمہیں اس کی حفاظت کے لیے فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں اس لیے کہ یہ اپنی حفاظت کرنا خوب جانتی ہے۔ یہ تو میرے ساتھ اس غار میں داخل ہو گی اور ان رہزنوں کو باہر نکالنے میں میری معاون مددگار ثابت ہو گی۔ اب تم مستعد ہو جاؤ کہ میں غار میں داخل ہوتا ہوں۔ سمسون فوراً اپنی تلوار لہرا کر غار کے منہ پر کھڑا ہو گیا یوناف نے غار میں داخل ہوتے ہوئے قرطبیہ کے کان میں سرگوشی کی۔ قرطبیہ! قرطبیہ! تم غار میں داخل ہونے کے بعد اپنی چیتے کی ہیئت بدل لینا پھر دیکھنا غار کے اندر جس قدر بھی رہزن ہوئے وہ کیسے باہر اپنی موت کی طرف بھاگتے ہیں۔ جواب میں قرطبیہ کے چہرے پر نئے عید کی بشارتوں جیسی خوشگوار مسکراہٹ پھیل گئی تھی اس کی خوابوں سے بھری گہری جھیل آنکھوں میں ایک چمک پیدا ہو گئی تھی پھر اس نے اپنے لہجے کی بھرپور کھنک میں کہا۔

اے میرے رفیق! جیسا آپ چاہیں گے میں ایسا ہی کروں گی۔ یوناف نے جواب میں کچھ بھی نہ کہا۔ اس لیے کہ وہ دونوں غار میں اب کافی آگے بڑھ گئے تھے۔ اندر بیٹھے رہزنوں نے ان دونوں دیکھ لیا تھا۔ لہٰذا ان میں سے ایک نے روح و جسم کی دیواریں ہلا دینے والی ہولناک آواز میں پوچھا۔ تم دونوں کون ہو اور کیوں ہمارے اس غار میں داخل ہوئے ہو۔ لگتا ہے۔ تم دونوں ان علاقوں میں اجنبی ہو ورنہ اپنے آپ کو موت کے حوالے کرنے کے لیے تم یوں ہمارے غار میں بے دھڑک داخل ہو جاتے۔ جب وہ رہزن خاموش ہوا تب غار کے اندر یوناف کی آواز اپنی پوری ہولناکیوں کے ساتھ گونجی اے رہزنو! ہم دونوں اس لیے غار میں داخل ہوئے ہیں۔ تاکہ یہاں کے لوگوں کو تمہاری بدسرشت، تمہاری لوٹ مار اور تمہارے خاک و خون کے کھیل سے نجات ملے۔ قبل اس کے کہ اس غار کے اندر میں نعرہ وحشت بلند کروں۔ قبل اس کے کہ میں سیج کا شعلہ بن کر تمہاری روحوں کو دوگی کروں۔ قبل اس کے کہ میں آہن گر کی طرح تمہیں انگاروں کی بھٹی کے موج و گرداب میں ڈالوں۔ قبل اس کے اس غار کے اندر میں تم سب کی لوٹ گھوٹ شروع کر دوں۔ تم سب اس غار کو خالی کر کے نکل بھاگو۔

یوناف کی اس گفتگو پر ان سب نے مضحکہ خیز قہقہے لگانے شروع کر دیئے تھے۔ پھر ان میں سے ایک اٹھا اپنی تلوار اس نے کھینچی اور اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ یہ دونوں شاید اپنے اپنے جسم کو سرد خانوں سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اے میرے ساتھیوں! دیکھو میں کیسے ان دونوں کے سر ان کے تن سے جدا کرتا ہوں اسی لمحہ یوناف نے قرطبیہ کی طرف دیکھتے ہوئے معنی خیز اشارہ کیا۔ اس پر قرطبیہ حرکات میں آئی اور چند ہی ساعتوں بعد یوناف کے پہلو میں جہاں ایلیکا کھڑی تھی وہاں ایک بہت بڑی جسامت کا خونخوار اور سیاہ رنگ کا چیتا نمودار ہو گیا تھا۔ ان رہزنوں نے جب اپنے سامنے اپنی آنکھوں سے قرطبیہ کو لڑکی سے چیتے میں تبدیل ہوتے دیکھا تو ان سب کی حالت راکھ کے کھیت، دھول کے کھلیان اور ریت کے اڑتے بگولوں جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ وہ ایسا محسوس کر رہے تھے جیسے کوئی ابلیس اپنی بدترین حالت میں ان کے سامنے ناچ اٹھا ہو۔

اور جو رہزن اپنی تلوار سونت کر یوناف اور قرطبیہ کی طرف بڑھا تھا۔ اس کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ کر زمین پر گر گئی تھی۔ پھر وہ دہشت زدہ سے ہو کر سب اٹھ کھڑے ہوئے اور غار کے منہ کی طرف بھاگتے ہوئے وہ غار سے باہر نکلنا شروع ہو گئے تھے۔ جب کہ وہ باہر کھڑے سمسون نے ان کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔ جب سارے ہی رہزن باہر نکل گئے۔ تب قرطبیہ اپنی اصل حالت میں آ گئی۔ اسے لے کر یوناف جب دوبارہ غار سے نکلا تو اس نے دیکھا غار کے منہ پر سمسون اپنی ننگی تلوار لیے کھڑا تھا۔ یوناف کو دیکھتے ہی سمسون نے اپنی تلوار ایک طرف پھینک دی۔ آگے بڑھ کر اس نے یوناف کو اپنے ساتھ لپٹا لیا اور بڑی ممنونیت میں کہا۔ اے یوناف! تم واقعی ایک حیرت انگیز اور مافوق البشریت انسان ہو۔ جب تم اپنی بیوی کے ساتھ اس غار میں داخل ہوئے تھے تو میں تم دونوں کی سلامتی سے متعلق بے حد فکر مند تھا اور میں نے ارادہ کر لیا تھا۔ کہ اگر غار کے اندر رہزنوں نے تم دونوں پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو میں ضرور تم دونوں کی مدد کے لیے غار میں داخل ہو جاؤں گا۔

اے یوناف! تمہارے اور ان کے درمیان جو گفتگو ہوئی وہ میں سن سکا تھا۔ پھر گفتگو کے دوران مجھے یہ بھی احساس ہوا تھا کہ ایک رہزن نے اپنی تلوار سونت کر

تمہاری طرف بڑھا بھی تھا۔ اس موقع پر میں نے غار کے اندر داخل ہو کر تمہاری مدد کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ پھر یہ جانے تم نے ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا کہ وہ خوف سے لرزتے کانپتے اور شور و واویلا کرتے ہوئے غار سے باہر بھاگنے لگے تھے۔ پھر میں نے غار میں داخل ہونے کا ارادہ ترک کر کے غار سے نکل بھاگنے والوں کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔ اور اے یوناف تم دیکھتے ہو کہ میں نے سب کا صفایا کر دیا ہے۔ سمسون سے علیحدہ ہونے کے بعد یوناف نے اس کا شانہ تھپتھپایا اور کہا۔ اے سمسون! میں نے تمہیں پہلے ہی بتا دیا تھا کہ نیکی کے ایک نمائندے کی حیثیت میں ایک مافوق الفطرت انسان ہوں۔

اے سمسون! تم مجھے اپنے اس رب کی جو کائنات کی ہر شے کا ظاہر و باطن جانتا ہے جو ظاہر و خفیہ ہر شے کا علم رکھنے والا ہے۔ یہ رہزن اگر اس سے زیادہ ہوتے تب بھی میں انہیں نکال باہر کرتا ہے۔ اے سمسون! اگر میں نہ بھی ہوتا تو ان رہزنوں کو تو میری یہ بیوی قرطیبہ ہی غار سے بھگا سکتی تھی۔ اور سنو سمسون! اب جب کہ رہزن ذلت کی موت مارے جا چکے ہیں تو اس غار میں داخل ہو اور جس چیز کی ضرورت تم محسوس کرتے ہو اٹھا لو۔ سمسون نے ایک بار احسانمندی اور ممنونیت سے یوناف کی طرف دیکھا۔ پھر اپنی خون آلود تلوار زمین پر رگڑ کر صاف کی اور اسے نیام میں کر کے وہ غار میں داخل ہو گیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد جب سمسون غار سے نکلا تو یوناف اور قرطیبہ نے دیکھا وہ ایک گٹھڑی اٹھائے ہوئے تھا۔ اس موقع پر یوناف نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

اے سمسون! اس گٹھڑی میں تم نے کیا کیا باندھا ہے۔ سمسون نے اس گٹھڑی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ اے میرے دوست اس گٹھڑی میں تیس کتانی جوڑے ہیں۔ اور کچھ نقدی جو ادھر ادھر بکھری پڑی تھی وہ بھی میں نے ایک تھیلی میں ڈال کر اس گٹھڑی کے اندر رکھ لی ہے۔ اس پر یوناف نے پوچھا۔ اے سمسون! کیا ان تیس کتانی جوڑوں کے علاوہ تو نے اپنے لیے وہاں سے کچھ بھی پسند نہ کیا۔ یہ تیس جوڑے تو تم ان تیس جوانوں کو دے دو گے۔ جن کے ساتھ تو نے شرط باندھ رکھی تھی۔ پھر تیرے پاس کیا بچے گا۔ سمسون! بڑی انکساری میں کہا۔ اے میرے محسن! میرے عظیم دوست میں لالچ کا قائل نہیں۔ یہ نقدی جو میں نے یہاں سے اٹھائی ہے اسے بھی میں لوگوں کی مدد کے علاوہ فلاحی کاموں پر خرچ کروں گا۔

اے یوناف! میرے بھائی! تم جانتے ہو گے کہ میں بنی اسرائیل کا قاضی بھی ہوں۔ لہذا مجھے لوگوں کی بہتری کے کام بھی کرنے پڑتے ہیں۔ میں قاضی نہ ہوتا تب بھی ایسے کام کرتا۔

اس غار سے میں نے کافی نقدی اٹھائی ہے۔ اور اسے میں یتیموں، مساکین، مسافروں اور دیگر ضرورت مندوں پر خرچ کروں گا۔ اس طرح لوگ میرے حق میں دعا کریں گے اور ان لوگوں کی دعائیں میرے حق میں میرے خداوند کی رضامندی اور خوشنودی کا باعث بنے گی۔ اے یوناف کیا ہمیں اب یہاں سے چلنا نہ چاہیے۔

یوناف نے سمسون کی تائید کی۔ تم ٹھیک کہتے ہو۔ سمسون آؤ اب یہاں سے چلیں۔ تینوں اس کوہستانی سلسلے سے نکل کر پہلے اسقلون آئے اور وہاں سے وہ تمنت نام کی بستی میں داخل ہوئے اور اپنی شرط کے مطابق سمسون نے وہ تیس کتانی جوڑے ان تیس جوانوں کو دے دیئے جن کے ساتھ اس نے شرط باندھی دی۔ اس کے بعد اس نے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔ اے میرے عزیز بھائی! میرے عظیم محسن! میری خواہش ہے کہ تم میرے ساتھ میرے گھر چلو تاکہ میں چند دن تم دونوں میاں بیوی کی ضیافت و خدمت کروں۔ سنو میرے مہربانو! ہم گھر کے تین ہی افراد ہیں۔ میرے ماں باپ اور میں پس تم دونوں میرے ساتھ چلو۔ میرے ماں باپ تم دونوں کو دیکھ کر بے حد خوش ہوں گے یوناف نے خوش دلی سے کہا۔ اے سمسون! میں تمہارے اس جذبے کی قدر کرتا ہوں لیکن فی الوقت میں تمہارے ساتھ نہ جا سکوں گا۔ اس لیے کہ مجھے ابھی ایک بہت بڑے کام سے نمٹنا ہے۔ ہاں میں کبھی تم سے ملنے تمہارے ہاں ضرور آؤں گا۔ اور شاید یہ وقت بہت جلد آئے۔ اے سمسون اب تم اپنے گھر جاؤ۔ سمسون نے یوناف سے مصافحہ کیا اور پوچھا۔

اگر مجھے کبھی آپ سے ملنا ہو تو میں کہاں آپ سے مل سکتا ہوں۔ یوناف مسکرایا اور کہا سمسون! میرے بھائی! میں ایک خانہ بدوش انسان ہوں۔ بہرحال تم فکرمند نہ ہو۔ میں عنقریب تم سے ملنے خود ہی آ جاؤں گا۔ بس اب تم جاؤ۔ سمسون نے یوناف سے مصافحہ کیا۔ اور وہاں سے چلا گیا تھا۔ سمسون ابھی وہاں سے گیا ہی تھا کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر خوشگوار لمس دیا۔ پھر اس کی نغمے بکھیرتی ہوئی آواز سنائی دی۔ یوناف! یوناف! اگر تم روفاش سے نمٹنا چاہتے ہو تو یہ ایک بہترین موقع ہے۔ یوناف نے بے چینی اور بیتابی سے پوچھا اے ابلیکا! روفاش سے متعلق مجھے ذرا تفصیل سے کہ وہ اس وقت کہاں ہے۔ ابلیکا پھر بولی اور کہا۔ اے یوناف روفاش اس وقت جھیل میروم کے کنارے کی تنکار کی تلاش میں ہے۔ جب کہ قب اور خرفہ دونوں اس وقت سرائے میں قیام کیے ہوئے ہیں۔ ابلیکا

سے اپنی گفتگو مکمل ہونے کے بعد یوناف بولا اور قرطبیہ سے اس نے کہا۔

قرطبیہ! قرطبیہ! میں یہاں سے جھیل میرو کی طرف کوچ کر رہا ہوں۔ اور مجھے امید ہے کہ میں آج ہی جھیل میرو کے کنارے سے روفاش کا خاتمہ کر کے اس کی داستانوں کو ہمیشہ کے لیے زنگ آلود کر دوں گا۔ قرطبیہ بولی۔ آپ ضرور یہاں سے جھیل میرو کے کنارے کی طرف کوچ کریں۔ لیکن اس طرف جانے سے قبل مجھ پر آپ یہ انکشاف کیجیے کہ آپ اس پر کیسے قابو پائیں گے۔ اور کس طرح موت کی بیڑیاں اسے پہنائیں گے۔ یوناف نے کہا سنو! قرطبیہ! میں تمہیں وہ تجویز بتاتا ہوں جس کی تحت میں روفاش پر قابو پا کر اور اسے ٹھکانے لگانے میں کامیاب رہوں گا۔ سنو قرطبیہ جس جگہ اس وقت روفاش ہے اس سے تھوڑے فاصلے پر جنگل کے اندر میں ایک حصار بناؤں گا اور اس حصار پر اپنی سری قوتوں کا عمل کروں گا اس کے بعد میں اور تم اپنی صورتیں بدل کر اس طرف کا رخ کریں گے جہاں اس وقت روفاش ہے جب کہ ابلیکا اس کی طرف جانے میں ہماری مدد کرے گی۔

اور اسے قرطبیہ! یہ بھی سنو! روفاش کی طرف جاتے وقت ہماری یہ شکل و صورت نہ ہو گی بلکہ ہم دونوں اپنی ہیئت بدل کر اس کی طرف جائیں گے تاکہ وہ ہمیں پہچان نہ پائے۔ ظاہر ہے کہ ہمیں دیکھ وہ چیتا ہمارا تعاقب کرے گا۔ اس موقع پر ہم دونوں اس حصار کی طرف بھاگیں جو جنگل کے اندر ہم نے پہلے سے کھینچ رکھا ہو گا۔ ہم دونوں اس حصار میں داخل ہو جائیں گے اور جب اس بڑے حصار کے اندر وہ چیتا بھی وہاں داخل ہو گا۔ اس کے وہاں داخل ہوتے ہی ہم وہاں سے نکل جائیں گے اور ساتھ ہی ساتھ میں اپنی سری قوتوں میں بھی حرکت میں لاؤں گا جن کی بنا پر روفاش اس حصار سے باہر نہ نکل سکے گا۔ اسی لمحہ میں حصار کی طرف بڑھوں گا اور تلوار مار کر چیتے کی گردن کاٹ دوں گا۔ پس گردن کٹ جانے کے بعد۔ روفاش کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہو جائے گا۔

یوناف جب خاموش ہوا تو قرطبیہ نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے یوناف! آپ یقیناً کسی غلط فہمی میں مبتلا ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ چیتے کی گردن کاٹ کر آپ اس کا فیصلہ کر دیں گے۔ لیکن ایسا ہی نہیں ہے اگر چیتے کی آپ نے گردن کاٹ دی تو اس طرح روفاش کا تو خاتمہ نہ ہو گا۔ روفاش تو ویسے کا ویسا ہی رہے گا۔ اور اس کے بعد تو وہ میرے اور آپ کے لیے انتہائی مہلک اور خوفناک صورت اختیار کرے گا۔ جس طرح زخمی سانپ

ہر شے کو ڈستا چلا جاتا ہے۔ ایسے ہی روفاش بھی جنونی صورت اختیار کر لے گا۔ اور اس کا سب سے پہلا ہدف میں اور آپ ہو کر رہیں گے۔ یوناف نے قرطبیہ کی اس گفتگو کو بڑے غور اور دھیان سے سنا۔ پھر اس نے کچھ سوچا اور کسی نتیجے پر پہنچتے ہوئے اس نے قرطبیہ سے پوچھا۔

اے قرطبیہ اگر میں اس چیتے کا خاتمہ کرتا ہوں۔ تو اس سے روفاش کو کیوں نقصان نہ پہنچے گا اور وہ کیونکر اس کے بعد زندہ رہ سکے گا۔ قرطبیہ بولی اور کہا۔ اے یوناف! جب آپ اس چیتے کی گردن کاٹتے ہیں یا اسے کسی اور طرح سے مارتے ہیں تو چیتے کا ذہن تو اس وقت تک متحرک رہے گا۔ جب تک اس کے جسم سے روح نکل نہیں جاتی۔ ظاہر آپ کے اس پر حملہ آور ہوتے ہی اس کے جسم سے روح علیحدہ تو نہ ہو جائے گا۔ اور جب اس کا ذہن متحرک ہو گا تو وہ فوراً چیتے سے انسانی یا کوئی اور روپ دھار کر نہ صرف بچ نکلے گا۔ بلکہ آپ کے مقابل آکھڑا ہو گا۔ آسان الفاظ میں اس کی مثال میں یوں دے سکتی ہوں کہ مثال کے طور پر آپ نے چیتے کی گردن کاٹ دی۔ اس کی گردن کٹتے ہی اس کے جسم سے روح تو نہ نکل جائے گی پس اس کی گردن کٹنے سے لے کر اس کے جسم سے روح نکلنے اور اس پر موت طاری ہونے تک کا وقفہ ہو گا اس کے دوران اس کا ذہن متحرک رہے گا۔

سو اپنی انہی بیدار ذہنی قوتوں کو عمل میں لا کر وہ کوئی دوسری صورت اختیار کر کے بچ نکلے گا۔ روفاش کا خاتمہ صرف اس وقت ہو سکتا ہے کہ جب وہ چیتے کے روپ میں ہم پر حملہ آور ہو تو پہلے ہی حملے اور پہلے جھٹکے میں اس کے ذہن کو مفلوج و بیکار بنا کر رکھ دیا جائے۔ صرف اسی صورت میں ہی روفاش پر موت طاری کی جا سکتی ہے کیونکہ اس کا ذہن جب معطل کر دیا جائے گا تو وہ ایک صورت سے نکل کر دوسری صورت میں جانے کا عمل نہ کر سکے گا۔ میں سمجھتی ہوں ایسا کوئی طریقہ نہیں جس سے کام لے کر پہلے ہی جھٹکے میں اس کی ذہنی قوتوں کو ہم معطل کر دیں۔ لہٰذا میں سمجھتی ہوں کہ روفاش کا خاتمہ اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ اسی لمحہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ اور بولی۔ اے یوناف! یہ قرطبیہ ٹھیک کہتی ہے۔ روفاش کا تم اس وقت تک خاتمہ نہیں کر سکتے جب تک تم اس کی ذہنی قوتوں کو معطل نہیں کر دیتے اور ایسا کرنے کا طریقہ کار تمہیں میں سمجھا دیتی ہوں۔ یوناف بولا۔

اے ابلیکا! تمہارا شکریہ کہ تم بروقت مشورہ دینے کے لیے وارد ہوئی۔ پر میں نے روفاش کو ختم کرنے کا طریقہ سوچ لیا ہے۔ ابلیکا نے اس بار مسکراتی ہوئی آواز میں پوچھا۔ وہ طریقہ کار بتاؤ کہ تو سہی تاکہ میں بھی تو سنوں۔ یوناف نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اے ابلیکا! قرطبیہ کی اس گفتگو نے روفاش کے خاتمے سے متعلق حل سوچنے میں میری مدد کر دی ہے۔ اے ابلیکا! اب جو طریقہ کار استعمال کر کے میں روفاش کا خاتمہ کر دوں گا اسے تم اور قرطبیہ اب غور سے سنو۔ اب میں اور قرطبیہ یہاں سے افریقہ کی طرف کوچ کریں گے۔ اے ابلیکا! تم ہماری وہاں تک راہنمائی کرنا۔ جہاں اس وقت روفاش چیتے کی صورت میں موجود ہے۔ میں اپنی سری قوتوں کو استعمال کر کے اور انسانی و حیوانی نگاہوں سے اپنے اور قرطبیہ کو اوجھل رکھ کر جہاں چیتے کی صورت میں روفاش ہو گا۔ وہاں کے گرد میں دو حصار کھینچوں گا۔

ایک حصار روفاش کو وہاں محصور رکھنے کا ہو گا تاکہ وہ وہاں سے نکل کر بھاگ نہ سکے دوسرا حصار اس کی ذہنی قوتوں کو معطل اور مسمار کرنے کے لیے ہو گا۔ اور اس حصار سے روفاش کے شعور و لاشعور دونوں ہی ختم ہو جائیں گے۔ ایسا کرنے کے بعد میں قرطبیہ کو تو انسانی و حیوانی نگاہ سے اوجھل ہی رکھوں گا۔ جب کہ میں اکیلا چیتے کے سامنے نمودار ہوں گا اور اس پر حملہ کر کے اس کا خاتمہ کر دوں گا اور اس کے جسم اور کھوپڑی کے پرخچے اڑا دوں گا۔ اور جب تک اس پر موت واقع نہیں ہو جاتی اس وقت تک میں اپنے اس حصار کو ختم نہ کروں گا جس نے روفاش کے ذہن کو معطل کر رکھا ہو گا۔ ذرا جب میں دیکھوں گا کہ اس کی روح اور جسم کا تعلق رابطہ منقطع ہو گیا ہے تو پھر میں اپنا وہ حصار ختم کر دوں گا۔ اب بولو اس طرح میں روفاش کو ختم کر سکوں گا یا نہیں۔ قرطبیہ نے کسی قدر مطمئن انداز میں کہا۔ یہ طریقہ کار استعمال کر کے آپ یقیناً روفاش کو ختم کر سکتے ہیں۔ قرطبیہ ذرا دم لے کر اپنی بات جاری رکھے ہوئے تھی۔

اے یوناف! روفاش کے ختم ہونے اور اس کے مر جانے اور ہمیشہ کے لیے ہمارے پیچھے سے اتر جانے کی ایک نشانی بھی ہے اور وہ یہ کہ جس وقت چیتے کی حالت میں اسے آپ ماریں تو جب اس چیتے کی لاش ہڈیوں سمیت کالے رنگ کا سیال مادہ بن کر بہہ جائے۔ تب آپ یقین کر سکتے ہیں کہ روفاش ختم ہو چکا ہے۔ یوناف نے مطمئن انداز

میں کہا۔ اے قرطبیہ! میں تمہاری اس راہنمائی کا ممنون ہوں۔ اس کے ساتھ ہی یوناف نے پکارا۔ ابلیکا! ابلیکا۔ کیا اب ہم یہاں سے کوچ کریں! ابلیکا نے فوراً اپنا حریری لمس یوناف کی گردن پر دیا اور بولی۔ ہاں یوناف! اب ضرور افریقہ کی طرف کوچ کرو۔ اس لیے کہ روفاش اس وقت جھیل میرو کے کنارے کلوا نام کی بستی اور سرائے کے درمیان گھات لگائے بیٹھا ہے تاکہ اگر کوئی مسافر یا بستی کا آدمی وہاں سے گزرے تو اسے اپنا شکار اور ہدف بنا سکے چلو کوچ کرو۔ میں تمہاری راہنمائی کرتی ہوں۔ ابلیکا سے گفتگو کا سلسلہ منقطع کر کے یوناف نے قرطبیہ کو مخاطب کر کے کہا۔ آؤ قرطبیہ! یہاں سے کوچ کریں۔ قرطبیہ نے جواب میں فوراً آگے بڑھ کر یوناف کا ہاتھ اپنے نرم و نازک ہاتھ میں لے لیا تھا۔ پھر یوناف اپنی قوتوں کو حرکت میں لایا۔ اور وہ دونوں وہاں سے روپوش ہو گئے تھے۔

○

سیاہ رنگ کا وہ خوفناک اور غیر معمولی جسامت کا چیتا بستی سے سرائے کی طرف جانے والے راستے کے کنارے نرسل کے ایک جھنڈ کی اوٹ میں بیٹھا تھا۔ کہ یوناف نے اپنے آپ اور قرطبیہ کو انسانی و حیوانی نگاہوں سے اوجھل ہی رکھتے ہوئے اس کے گرد حصار کھینچ دیا تھا۔ اور ان حصار کے کھینچے پر اس چیتے کی حالت ایسی ہو گئی تھی۔ گویا اس پر نشہ طاری ہو گیا ہو۔ یا وہ اپنے اطراف اور دنیا و مافیہا سے بالکل قطع تعلق ہو کر رہ گیا ہو۔ اس کے علاوہ اس نے بے سدھ اور نیم بے ہوشی کے سے انداز میں اپنا سرا اپنے سامنے پھیلے دونوں پنجوں پر ڈال دیا تھا۔ اچانک یوناف اس چیتے کے قریب اس حالت میں نمودار ہوا کہ اس کے ہاتھ میں اپنی ننگی تلوار تھی۔ اس کے چہرے پر امید و عزم کی تابانی اور طوفانوں سے لڑنے اور بجلیوں سے کھیلنے کے ارادے اور تلاطم کی سی سختی تھی۔ اس کی آنکھوں کے اندر ذہنوں کو پگھلا دینے والی آنچ اور اندھیروں کو ڈستی اجالے کی کرنیں تھی۔

یوناف جب اس چیتے کے پاس نمودار ہوا تو اس نے یوناف کو ایک بار اپنی سلگتی ہوئی آنکھوں سے دیکھا۔ اتنی دیر تک یوناف نے اپنی تلوار بلند کر کے اس پر گرا دی تھی فضاؤں کے اندر چیتے کی دلوں کو ہلا دینے والی ایک دھاڑ بلند ہوئی تھی۔ اس کے بعد وہاں خاموشی طاری ہو گئی تھی۔ اس لیے کہ یوناف کے وار کرنے پر اس چیتے کی گردن کٹ

کر علیحدہ ہو گئی تھی۔ پھر یوناف نے اپنا دوسرا اور تیسرا وار کیا اور چیتے کی کھوپڑی کو اس نے پاش پاش کر کے رکھ دیا تھا۔ اسی لمحہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور بے چین سی آواز میں اس نے کہا۔ اے یوناف! رات کی تاریکی اس چیتے کی دھاڑ ایک طرف بستی میں اور دوسری طرف سرائے میں سنی گئی تھی۔ چیتے کی ایسی دھاڑ بستی والوں نے پہلے کبھی نہ سنی تھی لہٰذا وہ اس پر خوف زدہ اور پریشان ہیں۔ اور اسے کوئی غیر معمولی واقع سمجھ رہے ہیں۔ دوسری طرف سرائے میں بیٹھے قب اور خوفنہ بھی فکر مند ہیں۔ انہوں نے یہ تاثر لیا ہے کہ شاید چیتے پر کوئی حملہ آور ہوا ہے اور وہ بھی ادھر کا رخ کر رہے ہیں اور تھوڑی دیر تک وہاں نمودار ہوں گے

ابلیکا نے ابھی اپنی گفتگو ختم کی ہی تھی کہ قب اور خوفنہ وہاں نمودار ہوئے۔ قب نے جب چیتے کو وہاں مرے ہوئے دیکھا تو یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا۔ اے میرے قدیم دشمن! جس وقت میں نے سرائے کے اندر چیتے کی دھاڑ سنی تھی۔ اسی وقت ہی مجھے شک ہو گیا تھا کہ ضرور تم ہی چیتے پر حملہ آور ہوئے ہوں گے۔ اور یہاں آکر میرے شکوک درست ہوئے کہ چیتے پر حملہ آور ہونے والے تم ہی ہو۔ لیکن تم پکا سمجھو کہ تمہارے یوں اس چیتے پر حملہ آور ہونے۔ اور اسے ٹکڑوں میں تبدیل کرنے کے بعد تم روفاش کو ختم کرنے میں کامیاب ہو گئے ہو۔ ہرگز نہیں۔ تم کبھی بھی ایسا نہیں کر سکتے اس موقع پر یوناف رگ رگ میں برق دوڑا دینے والے انداز میں بولا اے احمق اور بیوقوف قب! ابھی تمہاری ساری غلط فہمیاں دور ہو جاتی ہیں کہ میں نے روفاش کو ختم کر دیا ہے یا نہیں۔

اسی لمحہ چیتے کی لاش تحلیل ہو کر گاڑھے سیاہ رنگ کے محلول کی صورت میں زمین پر بہہ کر پھیل گئی تھی اور پھر آہستہ آہستہ وہ سیاہ محلول زمین میں جذب ہو گیا تھا۔ پھر رات کے اس سرد سناٹے میں یوناف کا ایک ہولناک اور بھیانک قہقہہ بلند ہوا۔ اور اس کے بعد اس نے قب اور خوفنہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اے ابلیس زادو! کیا اب بھی تم دونوں کو یقین نہیں ہے کہ میں روفاش کو ختم کرنے میں کامیاب ہو چکا ہوں۔ چیتے کی لاش کو یوں بہہ جانے پر قب اور خوفنہ کی حالت ریگستانی ویرانیوں اور عدم کی سرگوشیوں جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ پھر قب نے سلگتی دوپہر اور سالا دکی۔

گرجاہٹ جیسے انداز میں یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔ اے یوناف! تو نے واقعی روفاش کو ختم کر دیا۔ آہ تو نے ہمیں ایک عمدہ ساتھی اور بہترین معاون سے محروم کر دیا ہے۔ پر یاد رکھو روفاش کو یوں ختم کرنے کے بعد آج تم بھی میرے اور خوفنہ کے ہاتھوں سے بچ کر نہ جا سکو گے۔ آج ہم تمہیں ایسا روگ دیں گے جو تمہاری زیست کو مرگ اور تمہاری صداؤں کو گونجتے واہموں میں تبدیل کر کے رکھ دے۔

یوناف نے فوراً اپنا کوئی عمل کیا اور اسی لمحہ قرطبیہ قب اور خوفنہ کے پیچھے نمودار ہوئی پر ابھی ایسا ہوا ہی تھا کہ عزازیل اپنے ساتھیوں کے علاوہ عارب، بیوسہ اور بینطہ کے ساتھ نمودار ہوا آتے ہی اس نے ہولناک انداز میں قرطبیہ کی گردن پکڑ لی اور اس کے ساتھ ہی آگ کا ایک ہولناک الاؤ سا نمودار ہوا۔ اور عزازیل۔ قرطبیہ آسمان کی طرف بلند ہوئے آگ کے ان شعلوں میں روپوش ہو گئے تھے۔ اس اچانک تبدیلی پر یوناف حرکت میں آیا۔ اپنی تلوار پر اس نے اپنا سری عمل کیا اور پھر اپنے گرد اس نے ایک وسیع حصار کھینچ لیا تھا اور اس کے بعد قرطبیہ کی مدد کے لیے وہ عزازیل کے خلاف حرکت میں آنے لگا تھا کہ اچانک وہاں نمودار ہونے والی آگ ختم ہو گئی۔ اور اب قرطبیہ کے بجائے وہاں صرف عزازیل کھڑا مسکرا رہا تھا۔ پھر عزازیل نے اپنی طوفانی اور سیلابی آواز میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے نیکی کے گماشتے! تو نے دیکھا اگر تو نے روفاش کا خاتمہ کر دیا ہے۔ تو ہم نے قرطبیہ کا خاتمہ کر کے موقع پر ہی تم سے انتقام لے لیا ہے۔ قسم مجھے اس خداوند کی جس کے علاوہ میں کسی اور کا خوف اپنے دل میں نہیں رکھتا۔ اگر تو نے آج اس موقع پر اپنے گرد حصار نہ بنا لیا ہوتا تو میں تیری حالت، ریت کے انبار، گم گشتہ منزل، فنا بیز پر اجالوں اور کاندھوں پر رکھی ہوتی صلیبوں جیسی بنا کر رکھ دیتا اس کے ساتھ عزازیل نے اپنے ان سارے ساتھیوں کو اپنا کوئی مخصوص اشارہ کیا اور وہ سب یوں وہاں سے غائب ہو گئے تھے۔ جیسے رات کی سرد تاریکیوں کے اندر دھواں تحلیل ہو کر نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے چلے جانے کے بعد ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ اور پھر اس نے تلخیِ حیات اور رنج و غم میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا۔

یوناف یوناف! قرطبیہ کی موت کا دکھ اور غم ہے۔ کاش ہم دونوں اس کے لیے

کچھ کر سکتے۔ آہ یہ عزازیل بدبخت ایسے برے موقعہ پر نمودار ہوا اور قرطبیہ پر ایسی گرفت کر گئے اس پر موت طاری کی کہ ہم دونوں اس کی کوئی مدد ہی نہ کر سکے۔ آہ وہ ایک خوبصورت اچھی اور محبت کرنے والی لڑکی تھی۔ برا ہو اس عزازیل کا کہ اس نے آتے ہی قرطبیہ ہی کو آ دبوچا اور نہ جانے کیا مافوق الفطرت طریقہ اس کے خلاف استعمال کیا کہ اس کا کام تمام کر کے رکھ دیا۔ کاش میں اس کا دفاع کر سکتی۔ کاش ہم دونوں ہی اس کے لیے کچھ کر سکتے۔ آہ وہ بچاری اپنی شادی کے بعد چند ہی دن ہمارے ساتھ رہی موت اس پر غالب آ گئی۔ اس کی باتوں میں مٹھاس، اس کے رویے میں چاہتیں اور اس کی باتوں میں رس تھا۔ آہ قرطبیہ۔

ابلیکا کی گفتگو سن کر یوناف کی حالت گم سم راہوں، سوچوں سے لٹے قافلوں، ہجر کی بے رنگ دھول اور پارینہ در و دیواروں جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ پھر اس نے ڈوبتی آواز اور بکھرے بکھرے سے لہجے میں کہا۔ اے ابلیکا! یہ جہان خیر و شر سب عارضی اور فانی ہے۔ یہ رابطے یہ ضابطے، یہ ہمراہیاں یہ گمراہیاں۔ یہ ظلم کے گہرے اندھیرے، یہ چاند تاروں کا نور یہ بادلوں میں چھپ کر گاتے ملہار، یہ سرگوشیوں کے جال بنتی ہوائیں، یہ پرانے ساحلوں پر گونجتے اور یادوں کے لیے قافلے یہ شربانوں میں جل تھل خون اور یہ خوشیوں کے رنگیلے رنگوں کے میلے ایک روز سب فنا ہو جائیں گے اس روز اگر کسی کے کام کوئی چیز آ سکے گی تو وہ اس کی نیکیاں اور اس کے اچھے اعمال ہوں گے۔ جو حشر کے میدان میں ایک نور کی صورت میں اس کے اندھیروں اور تاریکیوں کو روشن کر کے رکھ دیں گے۔ آہ اس جہاں کا کھیل ایسے ہی چلتا رہے گا۔ کوئی ملتا رہے گا۔ کوئی بچھڑتا رہے گا۔ کسی کی قسمت میں منحوس ساعتیں لکھی جاتی رہیں گی اور کوئی خوش کن اور ثمر آور ہوتا رہے گا۔

اے ابلیکا! یہ جہاں اپنے ازل سے روز جزا تک ایسے ہی نشیب و فراز سے گزرتا رہے گا۔ قرطبیہ کی صورت میں مجھے زندگی کا ایک بہترین ساتھی ملا تھا۔ اے ابلیکا اس کی روح کی ضو میں دودھ کے جل تھل مشکیزے جیسا سکون، اس کے بدن کی لو میں اطمینان کے پیغام۔ اس کی آنکھوں میں ساحرانہ فضا اور اس کے شباب میں خوشبو کا ریلہ تھا۔ اب جب کہ وہ میرے پاس نہیں رہی تو میں اس کی یادوں کے صفحات الٹنے پر مجبور ہو گیا ہوں کاش جس وقت قب اور خونہ یہاں آئے تھے تو میں قرطبیہ کو نگاہوں سے اوجھل ہی رہنے دیتا۔ اسے ظاہر نہ کرتا۔ برا ہو اس عزازیل کا یہ شاید اسی کی تاک میں تھا جونہی قرطبیہ ظاہر اور نمودار ہوئی۔ اس نے اسے آدبوچا اور اس کا کام تمام کر کے رکھ دیا۔ اے ابلیکا ایک بات میری سمجھ میں نہیں آتی جب میں بیوفاش کو اس قدر مشکل اور تگ و دو کے بعد ختم کرنے میں کامیاب ہو سکا ہوں تو عزازیل نے قرطبیہ کو یوں لمحوں اور ساعتوں کے اندر کیسے ختم کر کے رکھ دیا۔ کیا وہ اس موقع پر اپنی ذہنی قوتوں کو حرکت میں لا کر کوئی دوسری صورت اختیار کر کے اپنا آپ بچا نہ سکتی تھی۔ یقیناً وہ ایسا کر سکتی تھی اور اسے کرنا چاہیے تھا۔

اے ابلیکا! قرطبیہ اگر اپنے لیے زندہ نہ رہنا چاہتی تھی تو اس نے میری خاطر ہی ایسا کیا ہوتا اور اپنا آپ بچا کر نکل گئی ہوتی کیونکہ دوسرے شیاطین کی طرح وہ بھی تو بے شمار قوتوں کی تو مالک ہے۔ اور ایسے موقع پر وہ عزازیل سے یقیناً اپنا بچاؤ کر سکتی تھی۔ اے ابلیکا! کاش جس طرح عارب کے ساتھ بیوسہ اور سینطہ کی صورت میں دو رفیقہ اور مددگار و معاون ہیں۔ ایسے ہی قرطبیہ بھی میرے ساتھ ایک طویل عرصہ تک رہ سکتی۔ اس کی اور میری ہمراہی اس کا اور میرا ساتھ ایسے ہی ثابت ہوتا جیسے جان سر فروشاں جیسے ندی اور ساحل جیسے چاند اور کرنیں۔ آہ اس کی گہری نیلی آنکھیں، اس کی سنبلیں زلفیں اس کا ساحرانہ کلام، اس کا لحن مغنی، اس کا طراوت گل چہرہ، اس کا کافرانہ تمکنت، اس کا پرتو سے تراشا شفاف بدن اس کے لبوں کی بھیگی کلیاں، اس کی عنبر آلود پیشانی اور اس کی تزئین حیا ایک عرصہ تک میری روح کا روگ اور میری جان کا وبال بنے رہیں گے میں مجسم انتظار سراپا اضطراب مرمر بدل دوپہروں اور گمبھیر خاموشیوں کے اندر دھکے کھاتا پھروں گا۔ اس کے جسم کی لذت بکھری کرچیوں اور بوسیدہ اوراق کی طرح میرا تعاقب کرتی رہے گی۔

یوناف جب خاموش ہوا تو ابلیکا نے پوچھا۔ اے یوناف! اب جب کہ عزازیل اپنا کام کر کے جا چکا ہے تو اب تمہارا کیا ارادہ ہے۔ یوناف جواب میں کچھ کہنے ہی والا تھا کہ اسے کچھ لوگوں کا شور دکھائی دیا اتنے میں بستی کی طرف سے بہت سے لوگ نمودار ہوئے ان کے ہاتھوں میں مشعلیں اور ہتھیار تھے۔ اس وقت سرائے کی طرف سے بھی کچھ لوگ آتے دکھائی دیے ان میں سرائے کا مالک مرشس بھی تھا۔ وہ لوگ بھی ہتھیار اور مشعلیں اٹھائے ہوئے تھے۔ ان کی طرف دیکھتے ہوئے یوناف نے اپنا حصار ختم کر

دیا۔ اور بستی کی طرف سے سرا اور سرائے کی جانب سے آنے والے لوگ وہاں جمع ہوئے تب یوناف نے بلند آواز میں انہیں مخاطب کر کے کہا۔ اے کوا کے رہنے والو! دیگر بستیوں تک بھی یہ خوشخبری پھیلا دو کہ اس چیتے کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ وہ دو نر مادہ تھے اور سردار مجستا کی بیٹی قرطیہ اور بیٹے رو فاش کے روپ میں کام کر رہے تھے۔ اب ان سے کوئی خطرہ نہیں رکھے۔

اے کوا کے رہنے والے۔ اب غار کے اوپر بنے ہوئے چیتے کے بت کو گرا کر توڑ دو۔ اب تم لوگ بلا خطرہ غار کے اندر بھی جا سکتے ہو۔ اب تم لوگوں کو اس چیتے کے لیے غار سے باہر جانور باندھنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ پھر یوناف نے اس جگہ کی طرف اشارہ کیا جہاں وہ چیتا سیاہ مائع کی طرح بہہ گیا تھا اور کہا۔ یہ مافوق الفطرت چیتا ایک کالے رنگ کی سیال کی صورت اختیار کر کے بہہ گیا ہے۔ اس پر لوگوں نے خوشی کا اظہار کیا۔ پھر بستی کے کچھ بوڑھے یوناف کے قریب آئے اور ان میں سے ایک نے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔

اے یوناف! اب جب کہ مجستا مر چکا ہے۔ اور ہماری بستی کا کوئی سردار نہیں لہٰذا ہم تمہیں اپنی بستی کا سردار بناتے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ تم بستی کے بہترین مفاد میں کام کرو گے۔ یوناف نے اپنی جان بچانے کی خاطر کہا۔ اے کوا کے رہنے والو۔ مجھے اکثر کئی کئی روز بدی اور برائی کے خلاف جہاد کرنے کے لیے باہر رہنا ہوتا ہے پھر میں کیونکر بستی کے سردار کی حیثیت سے کام کر سکوں گا۔

اس پر ایک بوڑھے نے آگے بڑھ کر یوناف کے ہاتھ پکڑ کر ہوا میں بلند کرتے ہوئے کہا اے یوناف! تم جتنا عرصہ چاہے بستی سے باہر رہ لیا کرو۔ پر آج کے بعد تم ہی ہماری بستی کے سردار ہو اور ہر کام تمہارے ہی مشورے سے کیا جایا کرے گا۔ اب تم اس سے انکار نہیں کر سکتے ہو۔ اس لیے کہ ہمیں بستی کا سردار بنانے کے لیے تم سے بہتر کوئی شخص نہیں مل سکتا۔ اب تم ہمارے سردار کی حیثیت سے سردار مجستا کی حویلی میں رہا کرو گے۔ اس کے ساتھ ہی اس بوڑھے کے اشارے پر کچھ لوگوں کے جوانوں نے آگے بڑھ کر یوناف کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا۔ پھر وہ بلند آوازوں میں یوناف کے حق میں نعرے بلند کرتے اور لوگوں کو چیتے کے ختم ہو جانے کی خوشخبری دیتے ہوئے بستی کی طرف جا رہے تھے۔

سمسون کی بیوی اپنے باپ سلمیاہ اور اپنی ماں دانی کے ساتھ گھر میں بیٹھی ہوئی تھی کہ عزازیل ایک انتہائی طاقتور اور سرورا ز جوان کی شکل و صورت میں۔ ان کے گھر میں داخل ہوا۔ وہ سلمیاہ کے قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے سلمیاہ! میرا نام عزازیل ہے۔ اور میں ان سرزمینوں میں اجنبی ہوں۔ میں نے سنا ہے کہ صرعہ نام کی بستی کے ایک اسرائیلی نے تمہاری اور تمہاری بیٹی کی سخت بے عزتی کی ہے اور توہین کی ہے۔ جب کہ تمہاری بیوی دومہ اس کی بیوی تھی۔

اے سلمیاہ! ایک فلستی کی حیثیت سے یہ واقعہ میرے لیے ناقابل برداشت ہے اسی لیے میں تیری مدد کے لیے آیا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ تو سمسون کو اس کے کیے کی سزا دے۔ اور وہ یوں کہ تو اب اپنی بیٹی دومہ کی شادی امون نام کے اس جوان سے کر دے جسے ہرا کر سمسون نے دومہ کو جیتا تھا۔ اس طرح سمسون سے بے عزتی کا بہترین بدلہ لیا جا سکتا ہے۔ اور اسے سلمیاہ ایسا کر کے تو سمسون کو ایک اذیت اور کرب میں ڈال سکتا ہے۔ اور اسے یہ احساس دلا سکتا ہے۔ کہ بے عزتی و توہین کا بدلہ اس طرح بھی لیا جا سکتا ہے۔

عزازیل کے خاموش ہونے پر سلمیاہ نے کہا۔ اے عزازیل! گو میرے لیے تم اجنبی ہے۔ لیکن تمہارا یہ انکشاف کہ تم فلستی ہو۔ تمہیں اپنا اور شناساؤں میں شمار کرتا ہے۔ اے عزازیل! سمسون کو دکھ اور کرب میں مبتلا کرنے کے لیے تمہاری تجویز تو بہترین ہے پر یہ قابل عمل نہیں

ہے۔ اس لیے کہ شاید تو نہیں جانتا سمسون کیسا طاقتور اور زورآور ہے۔ وہ ایسا بلا کا انسان ہے کہ درختوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکے اور بڑی بڑی عمارتوں کو دھکا دے کر گرا مارے۔ اگر میں نے دومہ کی شادی امون کے ساتھ کر دی تو وہ سمسون ہم تینوں میں سے کسی کو نہ چھوڑے گا اور ہم تینوں کا کام تمام کر کے رکھ دے گا۔ اس نے عزازیل نے اپنا کام نکالنے کے لیے سلمیاہ کو ڈھارس دی اور کہا۔

اے سلمیاہ! تو ابھی اور اسی وقت میری موجودگی میں اپنی بیٹی دومہ کی شادی امون سے کر دے۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ سمسون تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتا۔ اور اگر پھر بھی میری باتوں پر تیرا اعتبار نہ ہو تو دیکھ میں تجھے اس کا عمل ثبوت دیتا ہوں۔ پھر عزازیل صحن میں بندھی ہوئی گائے کے پاس گیا اور اس کی گردن پر ہاتھ ڈال کر اس نے صرف ایک ہاتھ سے گائے کو فضا میں کافی بلند کر دیا تھا دوبارہ گائے کو زمین پر رکھنے کے بعد عزازیل سلمیاہ کے پاس آیا اور کہا۔ اے سلمیاہ! تو نے میری طاقت اور قوت کا مظاہرہ بھی دیکھا۔ اب تیرا کیا اندازہ ہے کیا میں سمسون سے طاقت میں کم ہوں اس سلمیاہ نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا اے عزازیل! تم کسی بھی طور سمسون سے کم نہیں ہو۔ عزازیل نے فوراً بات بڑھاتے ہوئے کہا اگر تم دیکھتے ہو کہ میں سمسون سے کم نہیں تو پھر تم اپنی دومہ کی شادی امون سے کر دو۔ اے سلمیاہ! میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ سمسون تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہ سکے گا۔ اور اگر سمسون نے تمہارے خلاف حرکت میں آنے کی کوشش کی تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں سمسون کو مار مار کر تمہارے گھر سے بھاگ جانے پر مجبور کر دوں گا۔ سلمیاہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ اب مجھے تمہاری طرف سے اطمینان ہے اب میں ضرور دومہ کی شادی امون سے کر کے سمسون کو اذیتناک سبق دوں گا۔ اس پر عزازیل نے کہا۔ میں اب جاتا ہوں اور میں کچھ عرصہ تمنت میں رہوں گا۔ تاکہ سمسون کے خلاف تمہاری حفاظت و مدد کر سکوں۔ سلمیاہ بچارہ تو عزازیل سے پوچھنا ہی چاہتا تھا کہ وہ کہاں رہتا ہے۔ اور اس سے کہاں ملا جا سکتا ہے۔ پر عزازیل تیزی کے ساتھ وہاں سے نکل گیا تھا اسی روز شام کے وقت سلمیاہ نے سمسون کی بیوی اور اپنی بیٹی دومہ کی شادی عزازیل کے کہنے پر امون سے کر دی تھی۔

کچھ ہی دن بعد سمسون بکری کا ایک بچہ لے کر سلمیاہ کے ہاں گیا تاکہ اپنی ناراض بیوی کو راضی کرے۔ دروازے کے قریب ہی سلمیاہ اسے ملا۔ اور سلمیاہ نے سمسون کو مخاطب کر کے کہا۔ اے سمسون تو کدھر آیا ہے اور کیوں میرے گھر میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ سمسون نے حیرت سے سلمیاہ کی طرف دیکھا اور کہا۔ اے میرے بزرگ اس گھر میں میری بیوی دومہ رہتی ہے۔ جو تمہاری بیٹی ہے میں اسی سے ملنے کے لیے آیا ہوں۔ سلمیاہ نے غصے اور غضب کی حالت میں کہا۔ اب تو اس حویلی میں داخل نہیں ہو سکتا سمسون! اسلئے کہ دومہ کی شادی میں نے امون سے کر دی۔ سمسون نے اپنے ہاتھوں میں پکڑا ہوا بکری کا بچہ زمین پر پھینک دیا اور غضب آلود حالت میں اس نے پوچھا۔

اے سلمیاہ! تو نے کس بناء پر میری بیوی کی شادی امونؑ سے کر دی ہے۔ جب کہ تو جانتا ہے کہ وہ میرے نکاح میں ہے۔ اے سلمیاہ۔ تو فلستی قوم کا ایک فرد ہے اور ایسا کر کے نہ صرف تم نے فلستی قوم کو ذلیل و رسوا کر لیا کیا اپنی بھی کمینگی اور ذالت کا ثبوت فراہم کیا ہے۔ اے سلمیاہ! تو نے نہ صرف ایک بہت بڑا گناہ کیا ہے۔ بلکہ میرے ساتھ دھوکہ کیا ہے۔ کیا تمہاری اس پوری بستی میں تمہیں اس رسوائی خیز کام سے روکنے والا کوئی نہ تھا۔ جو تو بے دھڑک ہو کر ایسا کر گزرا ہے مجھے اب بھی تمہاری اس گفتگو پر یقین نہیں آ رہا۔ اور میرا دل اسے تسلیم نہیں کر رہا کہ تم نے ایسا کر دیا ہے۔

سلمیاہ نے اس بار اور زیادہ خفگی اور برہمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ اے سمسون میں نے تم سے حقیقت کہہ دی ہے کہ اب میری بیٹی دومہ تیری نہیں امون کی بیوی ہے۔ تجھے اب یہ حقیقت خواہ اچھی لگے خواہ بری۔ مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ اور یہ بات بھی کان کھول کر سن لے کہ تو نے اگر میری ذات کو کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو تو سخت پچھتائے گا۔ اس پر سمسون نے غضب ناک ہو کر کہا۔ اے سلمیاہ! میں نہ صرف تمہیں بلکہ تمہاری اس بستی والوں کو بہت بڑی سزا دوں گا۔ جنہوں نے نہ صرف تمہارے اس گناہ کو برداشت کیا بلکہ اس کی تائید و حمایت کی۔ اے سلمیاہ! میں اب جاتا ہوں۔ لیکن چند ہی دنوں تک جو کچھ ظاہر ہو گا۔ وہ نہ صرف تمہیں بلکہ پوری تمہاری اس

---

[1] یہ سب حالات و واقعات توریت سے حاصل کیے گئے ہیں۔

بستی کے لوگوں کو بھی حیرت و تشویش میں ڈال کر رکھ دے گا۔ سلمیاہ نے سمسون کی اس دھمکی کو کوئی اہمیت نہ دی۔ اور اپنی حویلی کا دروازہ بند کر کے وہ اندر چلا گیا تھا سمسون بھی سلمیاہ اور تمنت نام کی اس بستی کے خلاف ایک بہت بڑا فیصلہ کرتا ہوا وہاں سے ہٹ گیا۔ اور اپنی بستی صرع کی طرف جانے کے بجائے وہ جنگل کا رخ کرتے والے راستے پر آ کھڑا ہوا تھا۔ اور وہاں کھڑا ہو کر کچھ سوچنے لگا تھا۔

سمسون ابھی تک اپنی سوچوں ہی میں غرق تھا کہ یوناف اس کے پاس نمودار ہوا۔ اسے وہاں دیکھ کر سمسون چونک سا پڑا اور حیرت و خوشی کے جلے جذبات میں اس نے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔ اے میرے محسن میرے بھائی، میرے بھائی! تم اچانک کہاں سے آ نمودار ہوئے ہو۔ یہ تو میں تسلیم کرتا ہوں کہ تم ایک مافوق الفطرت انسان ہو۔ پر اس وقت اچانک تم کہاں سے نمودار ہوئے ہو۔ قسم خداوند کی اس وقت میں تمہارے متعلق ہی سوچ رہا تھا اور خواہش کر رہا تھا کہ کاش اس وقت تم یہاں ہوتے اور میں کوئی کام کرنے سے قبل تم سے مشورہ کرتا اور اس معاملے میں تم سے مدد و معاونت حاصل کرتا اے یوناف حالات نے مجھے ایک نئے عذاب میں مبتلا کر کے رکھ دیا ہے۔ یوناف نے آگے بڑھ کر سمسون کے شانے پر ہاتھ رکھا پھر بڑی نرمی اور اپنا [illegible] میں اسے مخاطب کر کے اس نے کہا۔

اے سمسون! تم فکر مند نہ ہو۔ میں جانتا ہوں کہ تمہارے سسر سلمیاہ نے تمہارے ساتھ دھوکا کیا ہے اور تمہاری غیر موجودگی میں اس نے تمہاری بیوی دومہ کی شادی تمہارے رقیب امون کے ساتھ کر دی ہے۔ اے سمسون! یہ سارے حالات میری ایک قوت نے مجھے بتائے ہیں۔ لہٰذا میں اس وقت افریقہ سے تمہاری مدد اور اعانت کے لیے آرہا ہوں۔ سمسون نے ایک بار فرط جذبات میں یوناف کو گلے لگا لیا پھر کہا۔ اے میرے محسن! تم ایک عظیم انسان ہو۔ جو تم یوں میری مدد کو پہنچتے ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ تمنت کی اس بستی کے سارے ہی فلستی میرے دشمن ہیں۔ اس لیے کہ پوری بستی کے لوگوں میں سے کسی ایک نے بھی سلمیاہ سے یہ باز پرس نہیں کی کہ جب دومہ کی شادی مجھ سے ہو چکی تھی اور وہ میری بیوی ہے۔ تو پھر اس نے کیوں ایک نکاح پر دوسرا نکاح پڑھا کر دومہ کو امون کے حوالے کر دیا۔ اے یوناف اس سلمیاہ کے ساتھ ساتھ میں

تمنت والوں سے بھی ان کی بے حسی اور بے حمیتی کا انتقام لینا چاہتا ہوں۔ اب تم میری راہنمائی کرو کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ یوناف چند لمحوں تک کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے کہا۔

اے سمسون! تم ان لوگوں سے کیسا اور کس طرح کا انتقام لینا چاہتے ہوں۔ اس کام کی خاطر اس قدر لوگوں کا خون بہانا کسی طرح بھی درست اور راست نہیں ہے اس پر سمسون نے فوراً چونک کر کہا۔ میرے ذہن میں ان لوگوں سے انتقام لینے کا ایک طریقہ کار ہے کہ کسی طرح اس بستی کے سارے کھیت کھلیانوں اور باغات کو آگ لگا دی جائے تاکہ ان لوگوں کو احساس ہو کہ بے حمیتی اور بے راہ روی کے کیا نتائج ہوتے ہیں۔ سمسون کے کہنے پر یوناف کچھ سوچتا رہا پھر سمسون سے اس نے کہا۔ آؤ پھر جنگل کا رخ کرتے ہیں۔ وہاں سے تمہارے لیے دو چیزوں کا بندوبست کروں گا ایک تو جنگل سے تمہارے لئے لومڑیاں پکڑوں گا اور دوسرے وہاں میں مشعلوں کا بندوبست کروں گا۔ ان لومڑیوں کی دمیں ایک دوسری سے باندھ دی جائیں گی۔ اور ان دموں کے ساتھ جلتی ہوئی مشعلیں بھی باندھی جائینگی۔ اور جب لومڑیاں بھاگیں گی تو یہ مشعلیں زمین پر گھسٹتی ہوئی ہر چیز کو آگ لگاتی چلی جائیں گی۔

سمسون نے آگے بڑھ کر یوناف کو گلے لگا لیا۔ اور کہا۔ اے یوناف! میرے عزیز! میرے بھائی! میرے محسن! تم واقعی ایک عظیم انسان ہو۔ خدا قسم خداوند کی فلستیوں کے لیے وہ وقت بھی کیسا اذیتناک اور پریشان کن ہوگا جب یہ لومڑیاں ان کے کھیت، کھلیانوں اور باغات کو آگ لگاتی ہوئی نکل جائیں گی۔ اے میرے محسن! میں اپنی آنکھوں کے سامنے ابھی سے وہ وقت دیکھ رہا ہوں جب فلستیوں کے اطراف میں آگ ہی آگ ہوگی اور وہ اپنے خاکستر ہو جانے والے کھیت کھلیانوں اور جھلس کر بیکار ہو جانے والے باغات پر ماتم کر رہے ہونگے۔ یہ ان لوگوں کی بدی کی کیا خوب سزا ہوگی جو انہوں نے میرے معاملہ میں کی

تھوڑی دیر غور کیا۔ پھر دوبارہ اس نے پوچھا۔

اے یوناف! میرے محسن! کب تک ہم ان لومڑیوں کے ذریعے سے ان فلستیوں کو زک پہنچا سکیں گے۔ جواب میں یوناف نے ایک گہری مسکراہٹ کے ساتھ سمسون کا شانہ تھپتھپایا اور کہا۔ اے سمسون! میں تو اس کام کے لیے آج ہی تیار ہوں۔ چلو تمہاری بستی

مرغ کی طرف جانے کے بجائے جنگل کا رخ کرتے ہیں اور وہاں جا کر اپنے کام کی ابتدا کر دیتے ہیں۔ یمسون نے بڑی ممنونیت میں کہا۔ اے یوناف! میرے محسن تھوڑی دیر قبل تک میں دل ہی دل میں اپنے خداوند سے فریاد کرتا رہا تھا کوئی ایسا ذریعہ نکل آئے کہ میں ان فلستیوں سے اپنا انتقام لے سکوں۔ سو تمہاری آمد کے بعد میں اب اس قابل ہوں کہ اس بدی کا انتقام لوں شاید خداوند کے ہاں میری التجا قبول ہوئی ہے۔ اس پر یوناف نے کہا۔ اے یمسون! آؤ اب جنگل کا رخ کریں تا کہ جلد ہم دونوں اپنے کام کی ابتدا کر سکیں۔ جواب میں یمسون نے کچھ بھی نہ کہا۔ بس وہ خاموشی سے گھر خوشی خوشی یوناف کے ساتھ ہو لیا تھا۔

پس جنگل میں جا کر یوناف اور یمسون نے تین سو لومڑیاں[1] پکڑیں۔ پھر انہوں نے مشعلیں تیار کیں۔ پھر لومڑیوں کی دم سے دم ملا کر انہیں باندھ دیا گیا۔ اور ہر دو دموں کے ساتھ ایک جلتی ہوئی مشعل بھی باندھ دی گئی۔ اور پھر ان مشعلوں کو آگ لگا کر لومڑیوں کو انہوں نے تمنت کی طرف ہانک دیا تھا۔ جدھر جدھر یہ لومڑیاں گئیں ادھر کھڑے کھیتوں، اور باغات کو آگ لگاتی چلی گئی تھیں یہاں تک کہ ہر چیز جل گئی اور چاروں طرف خاک ہی خاک نظر آنے لگی۔ اس پر تمنت کے کچھ سرکردہ لوگ جمع ہوئے اور انہوں نے لوگوں سے پوچھا کہ کس نے کھیت کھلیانوں اور باغات کو آگ لگا کر ہمیں یہ ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ اس پر ایک جوان نے انہیں بتایا کہ یہ کام سلمیاہ کے داماد یمسون کا ہے کیونکہ سلمیاہ نے اپنی بیٹی اور یمسون کی بیوی کی شادی امون سے کر دی ہے۔ اس پر غصے میں آ کر یمسون نے یہ کاروائی کی ہے۔ اس انکشاف پر فلستیوں کے ان رئیسوں نے چند مسلح جوانوں کو تیار کیا اور انہیں حکم دیا کہ سلمیاہ اس کی بیٹی اور بیوی کو قتل کر دیا جائے۔

یہ حکم ملتے ہی وہ جوان حرکت میں آئے اور انہوں نے سلمیاہ اور اس کی بیوی اور بیٹی تینوں کو قتل کر دیا۔ اتنی دیر تک یوناف اور یمسون بھی جنگل سے لوٹ آئے یہ مسلح جوان ان دونوں کو راستے میں ملے اور یمسون کو دیکھتے ہی ان میں سے ایک جوان نے یمسون کو مخاطب کر کے کہا۔ اے یمسون! تو نے سلمیاہ کے رویے سے غضب ناک ہو کر ہمارے باغات اور کھیت کھلیانوں کو آگ لگا دی ہے سو دیکھ ہم نے سلمیاہ کو اس کی اس بدی کی کیا

[1] ماخوذ از توریت

سزا دی ہے۔ ہم نے سلمیاہ، اس کی بیوی اور بیٹی تینوں ہی کو قتل کر کے دفن کر دیا ہے۔ یہ سن کر یمسون کا غضب بھڑک اٹھا اور انہیں مخاطب کر کے اس نے کہا۔ اگر تم لوگوں نے سلمیاہ اور اس کی بیوی و بیٹی کو قتل کر دیا ہے تو پھر تم لوگ بچ کر اپنے گھروں کو کیسے جا سکتے ہو۔ کیونکہ اگر ایسا کرنا ہوتا تو وہ میں بھی کر سکتا تھا۔ سو تم لوگوں نے بدی اور گناہ کیا کہ ناحق ان تینوں کو مار ڈالا۔ جب وہ میرے قصوروار تھے اور اس قصور میں تم لوگ بھی شامل تھے اس لیے کہ تم لوگ اس وقت خاموش رہے جب سلمیاہ کی بیٹی دومہ میری بیوی تھی اور میری غیر موجودگی میں سلمیاہ نے اس کی شادی امون کے ساتھ کر دی تھی۔ سوائے فلستی جوانو! میں تم پر انکشاف کرتا ہوں کہ تم میں سے کوئی بھی اپنی جان سلامت لے کر اپنے گھر لوٹ نہ سکے گا۔

ان فلستی مسلح جوانوں میں سے ایک نے یمسون کو مخاطب کر کے کہا۔ اے یمسون! تم اپنے آپ میں رہ کر بات کرو تم اسرائیلی ہو۔ جب کہ ہم فلستی ہیں اور تم جانو کہ اسرائیلی فلستیوں کے سامنے ایسے ہی ہیں جیسے آقا کے سامنے غلام۔ سو تم ہمارے سامنے زبان دراز نہ کرو۔ ورنہ جو حالت ہم نے سلمیاہ اور اس کے اہل خانہ کی ہے وہی ہم تمہاری کر کے رکھ دیں گے اس لیے کہ ہمارے باغات اور کھیت کھلیانوں کی تباہی و بربادی کے اصل ذمہ دار اور مجرم تو تم ہو سلمیاہ اور اس کے اہل خانہ کو تو ہم نے اس بنا پر ختم کر دیا ہے کہ سلمیاہ نے اپنی بیٹی دومہ کی شادی تم سے کرنے کی غلطی کی تھی سو ہم نے اس غلطی کی سزا اسے اور اس کے گھر والوں کو خوب دی اے یمسون اگر اس موقع پر ہمارے خلاف یا سلمیاہ کے حق میں کچھ مزید کہنے کی کوشش کی تو ہم تیری بھی گردن کاٹ کر رکھ دیں گے

اس فلستی جوان کی گفتگو پر یمسون کی حالت سنسان ویران قبرستان جیسی بھیانک موت کے سناٹوں اور سیاہ رات کے پھیلاؤ جیسی خوف کن ہو گئی تھی۔ اس کے اندر کی پوشیدہ قوتیں ابال کھانے لگی تھیں۔ ایسا لگتا تھا اس کے سینے میں آگ بھر گئی ہو اور اس کے ذہن میں کسی نے صلیبیں گاڑھ کر رکھ دی ہوں۔ پھر یمسون نے ایک بار یوناف کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ اے مہربان رفیق! اے غمگسار محسن! اگر میں ان فلستی جوانوں کے خلاف حرکت میں آؤں تو تمہیں میرے اس فعل کے خلاف کوئی اعتراض تو نہ ہو گا؟ یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اے یمسون! جوان فلستیوں کے ساتھ جو چاہے معاملہ کرو۔ مجھے کوئی اعتراض

نہیں ہے۔ یوناف کے اس جواب پر سمسون کے چہرے پر ساحرانہ سے جذبات نمودار ہوئے۔ پھر اس نے ان فلستیوں کو مخاطب کر کے کہا۔

اے میری بیوی کے قاتلو! تم مجھے اپنے اس خداوند کی جو رات سے دن کشید کرتا ہے دھوپ سے چھاؤں نمودار کرتا ہے۔ میں مار مار کر تم لوگوں کی حالت غبار شام اور تاریک شب جیسی کر کے رکھ دوں گا۔ پھر سمسون طوفانی انداز میں آگے بڑھا۔ ایک فلستی جوان کو اس نے اپنے دونوں ہاتھ میں کھلونے کی طرح اوپر اٹھایا اور اس کے ایک دوسرے ساتھی پر بری طرح دے مارا۔ جب وہ دونوں بے بسی کی حالت میں زمین پر گر گئے تب اس نے ان دونوں کی ڈھالیں اٹھا لیں اور اس کے بعد وہ ان کے دوسرے ساتھیوں پر پل پڑا تھا۔ ایک ڈھال پر وہ ان کی تلواروں کے وار روکتا رہا۔ اور ڈھال سے ان پر اس نے ضربیں لگا لگا کر ان کا خاتمہ کر دیا تھا۔ اس کے بعد سمسون نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اے میرے محسن! میرا خیال ہے کہ اب ہمیں یہاں سے بھاگ جانا چاہیے۔ قبل اس کے کہ تمنت کے فلستی اپنے ان مرنے والوں کے انتقام کے لیے اٹھ کھڑے ہوں ہمیں اپنا دفاع کر لینا چاہیے۔ یوناف نے سنجیدگی میں کہا۔ اے سمسون! تم ٹھیک کہتے ہو۔ آؤ اب یہاں سے بھاگ چلیں۔ اس کے ساتھ ہی یوناف اور سمسون بڑی تیزی سے تمنت کے مشرقی حصوں کی طرف بھاگ رہے تھے۔

ایک کوہستانی سلسلے کے پاس جا کر یوناف اچانک رک گیا اور سمسون کو مخاطب کر کے اس نے پوچھا۔ اے سمسون! اپنی بستی کی طرف جانے کے بجائے یہ تم کس طرف یوں ہی بھاگتے چلے جا رہے ہو؟ سمسون بھی رک گیا اور اپنے سامنے کی چٹانوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے کہا۔ اے میرے محسن یہ اتیام کی چٹانیں ہیں اور ان چٹانوں کے اندر بڑی بڑی دراڑیں۔ بس میں کچھ دنوں کے لیے ان ہی دراڑوں میں سے ایک کے اندر پناہ لوں گا۔ دن یہیں گزارا کروں گا ہاں رات کو اپنی بستی کی طرف جا کر کھا پی لیا کروں گا اور جب یہ معاملہ رفع دفع ہو جائے گا۔ تب میں اتیام کی دراڑوں سے نکل کر اپنی بستی کی طرف چلا جاؤں گا۔ یوناف کو شاید سمسون کی یہ تجویز پسند آئی تھی۔ لہٰذا اس نے کہا۔

اے سمسون! میں تمہاری اس ترکیب کو پسند کرتا ہوں۔ پر پہلے تم مجھے آگے بڑھ کر وہ دراڑیں تو دکھاؤ جن کا تم ذکر کر رہے تھے۔ اس سمسون کچھ کہے بغیر پھر آگے بڑھنے لگا تھا

جب کہ یوناف اس کے پیچھے پیچھے جا رہا تھا۔

یوناف کو لے کر سمسون جب ایتام کی چٹانوں کے اندر داخل ہوا تو یوناف نے دیکھا ان چٹانوں کے اندر ایسی بڑی بڑی دراڑیں تھیں جنہیں ایک توانا اور تیز رفتار گھوڑا ایک پھلانگ نہ سکتا تھا۔ سمسون نے ان دراڑوں میں سے ایک کو پسند کیا اور یوناف سے کہا اے میرے محسن! اپنے خداوند کا نام لے کر میں اس دراڑ کے اندر پناہ حاصل کرتا ہوں۔ پھر وہ دونوں دراڑ میں اتر گئے اور ایک محفوظ جگہ بیٹھتے ہوئے یوناف نے کہا۔

اے سمسون! تم چند دن تک اسی دراڑ کے اندر رہنا۔ میں اب یہاں سے جاؤں گا اور تمنت کی شرقی سرائے میں قیام کروں گا۔ اور سنو آج رات کے وقت میں تمہارے لیے یہاں ایک بستر بھی لے آؤں گا تاکہ تم آرام اور سکون سے یہاں رہ سکو۔ اور اس کے علاوہ میں تمہارے لیے یہاں کھانا بھی لے آیا کروں گا۔ تمہیں رات کے وقت کھانا کھانے کے لیے اس دراڑ سے باہر نکلنے کی ضرورت پیش نہ آئے گی۔ سمسون نے یوناف کے دونوں ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔ اے میرے بھائی! میرے عظیم محسن! میں نے اپنی زندگی میں تیرے جیسا ہمدرد اور غمگسار نہیں دیکھا۔

یوناف نے سمسون کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ اے سمسون! یہ میں تم پر کوئی احسان نہیں کر رہا جو تم ممنونیت کا اظہار کر رہے ہو۔ میری تمہاری فطرت ہے تم نیکی کے نمائندے ہو اور میں نیکی کا نقیب ہوں۔ سو تیرا ساتھ دینا اور تیری مدد کرنا میرے فرائض میں سے ہے۔ سمسون پھر بولا اور کہا۔ اے یوناف تمہیں یہاں میرے لیے بستر لانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں ان سنگلاخ چٹانوں کے اندر بغیر بستر کے زندگی بسر کرنے کا عادی ہوں۔ یوناف نے سمسون سے اتفاق کیا اور اس کے بعد وہ دونوں اس دراڑ کے اندر وقت گزارنے کے لیے مختلف موضوعات پر گفتگو کرنے لگے۔ کافی دیر تک وہ باہم باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ وہ دونوں چونک کر خاموش ہو گئے۔ کیونکہ ان چٹانوں کے اندر انہوں نے لوگوں کی آوازیں سنی تھیں پھر وہ آوازیں ان دونوں کو صاف صاف سنائی دیں۔ کیونکہ کئی لوگ بلند آوازوں میں سمسون کو پکار رہے تھے یہ آوازیں سنتے ہوئے سمسون نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

اے میرے بھائی! یہ جو پکارنے والے مجھے آوازیں دے رہے ہیں۔ یہ تو میرے اپنے آدمی ہیں۔ میری اپنی بستی کے لوگ ہیں۔ یہ کیوں مجھے آوازیں دیتے ہیں۔ کیا انہیں کس امر میں

میری ضرورت پڑ گئی ہے۔ اے میرے عزیز! آؤ اس دراڑ سے باہر نکل کر دیکھیں کہ میرے لوگ مجھے کیوں پکارتے ہیں۔ میں ان کا قاضی ہوں ہو سکتا ہے کسی امر میں یہ میری ضرورت محسوس کرتے ہوں۔ یوناف نے سمسون سے اتفاق کیا۔ پھر وہ دونوں دراڑ سے باہر نکلے ان دونوں نے دیکھا وہاں بہت سے اسرائیلی جوان جمع تھے۔ سمسون نے انہیں مخاطب کر کے پوچھا اے گروہ بنی اسرائیل تم لوگ مجھے کیوں آوازیں دیتے ہو کیا کس کام کے سلسلے میں تم لوگ میری ضرورت محسوس کرتے ہو؟

سمسون کے اس استفسار پر ایک اسرائیلی جوان آگے بڑھا اور سمسون کو مخاطب کر کے کہا اے سمسون! تم نے بنی اسرائیل کے قاضی ہو کر ہم پر ظلم کیا۔ تم نے تمنت میں کئی فلستی جوانوں کو مار ڈالا پس ان کا انتقام لینے کے لیے ایک ہزار مسلح فلستی ہماری بستی میں آ داخل ہوئے۔ وہ بستی کے لوگوں کو تہ تیغ کر کے بستی کو آگ لگا دینا چاہتے تھے۔ پر جب ہم نے انہیں یقین دلایا کہ ہم سمسون کو تمہارے حوالے کر دیں گے۔ تب انہوں نے اپنا ہاتھ روکا۔ اب ہم تمہیں لینے آئے ہیں تاکہ تمہیں باندھ کر فلستیوں کے حوالے کر دیں تاکہ بنی اسرائیل فلستیوں کے قتل و غارت سے بچ سکیں۔

اس انکشاف پر سمسون کی حالت بکھری کرچیوں اور بوسیدہ اوراق جیسی ہو کر رہ گئی تھی اس کے چہرے پر واہموں کے آشوب اور آنکھوں میں زندگی سے خالی بازگشت جیسی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔ پھر اس نے اپنے قریب بیٹھے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔ اے میرے بھائی! لگتا ہے خداوند کو وہ منظور نہیں جو میں نے سوچ رکھا ہے۔ میں کبھی بھی یہ پسند نہ کروں گا کہ میری وجہ سے بنی اسرائیل کے لوگ فلستیوں کے ظلم و جبر کا شکار ہوں لہٰذا میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں اپنے آپ کو اپنے ان اسرائیلی بھائیوں کے حوالے کروں گا۔ آگے یہ جو چاہیں سلوک میرے ساتھ کریں۔

یوناف نے بڑی شفقت کے ساتھ سمسون کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اے سمسون تم جو بھی فیصلہ کرو میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم اپنے آپ کو اپنے اسرائیلی بھائیوں کے حوالے کرنے کا عزم کر چکے ہو۔ تو آؤ پھر اس کوہستانی دراڑ سے باہر نکلیں۔ سمسون نے یوناف سے اتفاق کیا۔ اور دونوں دراڑ سے باہر نکل آئے پھر سمسون نے بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے کہا۔ اے میرے اسرائیلی بھائیو! قسم کھاؤ کہ تم لوگ خود مجھ پر حملہ آور

نہ ہو گے اور نہ ہی تم میرے خلاف جنگ کرو گے۔ اس پر بنی اسرائیل کے ان لوگوں میں جو سرکردہ تھے انہوں نے قسم کھائی اور سمسون کے ساتھ وعدہ کیا کہ وہ ہرگز اس پر حملہ آور ہو کر اسے نقصان نہ پہنچائیں گے بلکہ ہم تمہیں رسیوں میں کس کر باندھیں گے۔ اور فلستیوں کے حوالے کر دیں گے۔ بنی اسرائیل کی اس یقین دہانی پر سمسون خوش ہوا اور انہیں مخاطب کر کے اس نے بلند آواز میں کہا۔

اے گروہ بنی اسرائیل! اب میں تمہاری طرف سے اپنے لیے کوئی خوف اور خطرہ محسوس نہیں کرتا۔ تم لوگ مجھے باندھ کر فلستیوں کے حوالے کر سکتے ہو۔ میں کوئی اعتراض نہ کروں گا ہاں فلستیوں کے معاملے میں تم لوگ غیر جانبدار رہنا۔ پھر دیکھنا میں ان سے کس طرح نمٹتا ہوں۔ اس پر اسرائیلی آگے بڑھے اور سمسون کو انہوں نے مضبوط رسیوں میں کس کر باندھ دیا۔ پھر جب اسے لے کر چلے تو اس نے دیکھا ان چٹانوں کے اوپر دوسری طرف ایک ہزار فلستی جوان تیار کھڑے تھے۔ جو سمسون کو پکڑ کر اپنے ساتھ لیجانا چاہتے تھے۔ یہ سماں دیکھتے ہوئے سمسون نے ان اسرائیلیوں کو مخاطب کر کے کہا۔

اے گروہ بنی اسرائیل! تم مجھے اس حالت میں ان فلستیوں کے پاس لے جاؤ اور مجھے ان کے حوالے کر دو۔ اس کے بعد فلستیوں سے کئے ہوئے وعدے کے مطابق تمہارا کام ختم ہو جائے گا کیونکہ اپنے وعدے کے مطابق تم مجھے جکڑ کر ان کے حوالے کر دو گے۔ اس کے بعد میری مرضی ہے میں ان کے ساتھ جاؤں نہ جاؤں۔ تم لوگ اپنی بستی کی طرف چلے جانا۔ اس لیے کہ میں اپنے خداوند کا عذاب بن کر ان فلستیوں پر نازل ہوں گا اور ان سب کے حلیئے بگاڑ کر رکھ دوں گا۔ بنی اسرائیل کے سرکردہ لوگوں نے سمسون کی اس گفتگو سے اتفاق کیا پس وہ سمسون کو ان ایک ہزار فلستی جوانوں کے پاس لے گئے اور پھر انہیں مخاطب کر کے ایک بزرگ اسرائیلی نے کہا۔

اے فلستیوں کے فرزندو! ہم نے تم لوگوں سے وعدہ کیا تھا کہ ہم سمسون کو رسیوں میں جکڑ کر تمہارے حوالے کر دیں گے۔ اور تم دیکھتے ہو کہ ہم نے ایسا کر دکھایا۔ یہ رسیوں میں جکڑا سمسون تمہارے سامنے کھڑا ہے۔ ہم اپنا وعدہ ایفا کر چکے ہیں۔ سو ہم اب جاتے ہیں۔ اب تم جانو اور سمسون جانے۔ اتنا کہنے کے بعد وہ اسرائیلی وہاں سے چلے گئے۔ تب رسیوں میں جکڑے ہی جکڑے سمسون نے آسمان کی طرف دیکھا پھر اس نے انتہائی رقت اور عاجزی

میں اپنے رب کو پکارا۔

"اے خداوند! تو بے عیب و غفور و رحیم ہے"

یہ لوگ میرے راستے میں میرے لیے ان گنت صلیبیں کھڑی کرتے ہیں جدائی کی راتوں کا دکھ اور مجبوری بن کر مجھ پر نزول کرکے اس زمین کو سرخ کرنے کے درپے ہیں۔ یہ لوگ خونِ ناحق کے چھینٹوں سے اپنی قباؤں کو رنگین کرنا چاہتے ہیں۔ اے خداوند! سارے عالموں کے خدا! تیرا نام ہی میری پہچان ہے۔ تیری حمد میری قوم، تیری ثنا میرا وطن، تیری توصیف میری پکار اور تیرا ذکر ہی میری غذا ہے۔ اے خداوند تو مہربان ہے مجھے قوت عطا کر کہ میں ان پر قابو پا کر سلامتی کے ساتھ یہاں سے نکل جاؤں۔

اپنی دعا ختم کرنے کے بعد سمسون نے اپنی قوتوں کو مجتمع کیا۔ پھر اس نے زور لگایا اور ان رسیوں کو اس نے توڑ پھینکا جن کے اندر وہ جکڑا ہوا تھا۔ پھر اس نے اپنے سامنے پڑی ایک بڑی سی ہڈی کو اٹھالیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ کسی بہت بڑے اور توانا گدھے کے جبڑے کی تازی ہڈی تھی۔ سو اس نے اس ہڈی کو اٹھالیا اور فلستیوں کو مخاطب کرکے اس نے کہا۔ اے میرے اور میرے خداوند کے دشمنو! میں تمہارے سامنے سمسون کھڑا ہوں۔ اگر تم ہمت رکھتے ہو تو مجھے گرفتار کرکے اپنی بستی کی طرف چلو۔ پر سن رکھو ان چٹانوں کے اندر تمہاری شر آلود تدبیروں، تمہارے ظلم کی رات اور تمہارے خون کی غارت گری تمہارے لیے قیامت کی ساعت، کرب کے لمحات اور رنجوں کا نزول بنا کر رکھ دوں گا۔ میری طرف آئے کہ میں تمہاری زندگیوں کو بدترین انجام دوں۔

سمسون کی یہ گفتگو سن کر فلستی جوان اس طرف بڑھے تاکہ اس پر حملہ آور ہو کر اس کا خاتمہ کر دیں۔ اس موقع پر یوناف نے سمسون سے کہا۔ سمسون! میرے عزیز! تم اس گھاٹی نما چٹان پر کھڑے ہو جاؤ جب کہ میں اس چٹان سے پیچھے کھڑا ہوتا ہوں اور فلستیوں کی طرف ایک لائن اور قطار کی صورت میں تمہاری طرف بڑھنے دوں گا اور تم اس جبڑے کی ہڈی سے ان کا کام تمام کرتے جانا۔ ویسے بھی اس گھاٹی کی طرف جانے کا راستہ تنگ ہے اور بیک وقت کئی آدمی مل کر اس طرف نہیں جا سکتے۔ سمسون نے فوراً یوناف کی تجویز پر عمل کیا اور اس گھاٹی میں جا کھڑا ہوا جس کی نشاندہی یوناف نے کی تھی۔ جب کہ یوناف خود اس سے ذرا نیچے ہی کھڑا رہا۔ جب فلستی قریب آئے تو یوناف نے انہیں مجبور کر دیا کہ وہ ایک قطار کی

صورت میں سمسون کی طرف بڑھیں۔ اس طرح جو بھی سمسون کے قریب جاتا۔ سمسون ہڈی مار کر اس کا خاتمہ کر دیتا۔ اس طرح اس گھاٹی میں سمسون نے گدھے کے جبڑے کی ہڈی مار مار کر۔ ان ایک ہزار فلستی جوان کا خاتمہ کر دیا تھا۔

سمسون کی اس کارگزاری پر یوناف خوش ہوا۔ اور اسے مخاطب کرکے کہا۔ اے سمسون تو نے کیا خوب ان فلستیوں پر اپنی قوت کا مظاہرہ کیا ہے۔ یہ خداوند کا تم پر احسان و انعام ہے کہ تجھے اس نے نکوئی اور سعی تو پر ایسی قوت اور طاقت عطا کر رکھی ہے کہ تو چاہے تو کوہستانوں کا سینہ چیر پھاڑے اور چاہے تو چٹانیں اٹھا کر پٹخ دے ——

اچانک یوناف کہتے کہتے رک گیا کیونکہ اسی لمحہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور یوناف کو مخاطب کرکے اس نے کہا۔ یوناف! یوناف! یہاں سے اب جھیل میرو کی طرف کوچ کر دو۔ کیونکہ وہاں کلوا اور دوسری بستیوں کے لوگ تمہاری ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ اے یوناف گو تم اب کلوا کے سردار نہیں ہو پھر بھی وہاں کے لوگ تمہاری اس غیر حاضری پر نہ صرف پریشان اور خوف زدہ ہیں بلکہ وہ اس وقت تمہاری ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ ابلیکا کے اس انکشاف پر یوناف کچھ پریشان ہو گیا تھا لہٰذا اس نے پوچھا اے ابلیکا! کیا جھیل میرو کے کنارے کوئی غیر معمولی واقعہ رونما ہو گیا ہے؟ ابلیکا نے سنجیدہ سی آواز میں کہا۔ تمہارا اندازہ درست ہے یوناف! جھیل میرو کے کنارے ایسا ہی حادثہ رونما ہو گیا ہے۔ اور اب وہاں حالات خراب اور ابتر ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

یوناف نے پھر پوچھا۔ اے ابلیکا! کیا تم مجھے اس حادثے کی تفصیل نہ بتاؤ گی۔ ابلیکا نے اس بار پرسکون، ملائم اور کسی قدر گنگناتی ہوئی آواز میں کہا اے یوناف یہ حادثہ کچھ ایسا بھی اہم نہیں کہ تم اس کے لیے یوں پریشان ہو جاؤ، تاہم جو ہونا تھا وہ کلوا نام کی بستی میں ایک خانہ بدوش قبیلے کے باعث ہو چکا ہے۔ اور کلوا نام کی بستی کے لوگ تمہاری طرف سے مایوس ہو گئے ہیں اس لیے کہ انکے دل میں یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ تم اکثر اچانک غائب ہو جایا کرتے ہو۔ لہٰذا تمہیں اپنا سردار بنانے کا اب انہیں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ لہٰذا انہوں نے اپنے ایک اور جوان کو اپنا سردار بنا لیا ہے۔ اے یوناف میں تمہیں اس حادثے کی تفصیل نہ بتاؤں گی۔ جو جھیل میرو کے کنارے نمودار ہوا ہے۔ تم وہاں پہنچو گے تو تمہیں خود ہی اس حادثے کی اطلاع ہو جائے گی۔

یوناف نے کچھ سوچا پھر کہا۔ اے ابیکا! مجھے اس انکشاف کا قطعی کوئی ملول نہیں ہے کہ کلوا والوں نے میری جگہ کسی اور کو اپنا سردار بنا لیا ہے۔ میں تو کلوا والوں کی اس سرداری سے پہلے ہی نالاں تھا۔ وہ تو ان کے مجبور کرنے پر میں نے اس کی حامی بھری تھی۔ انہوں نے اگر میری کسی اور کو اپنا سردار بنا لیا ہے تو قسم مجھے اپنے خداوند کی اس میں میں اطمینان اور خوشی ہے کہ انہوں نے ایسا کر لیا ہے ہاں اگر کسی خانہ بدوش قبیلے ان لوگوں کو کوئی نقصان پہنچایا ہے تو میں ان خاطر اس خانہ بدوش قبیلے سے ضرور انتقام لوں گا۔ ہاں اگر تم اس حادثہ کی تفصیل مجھے بیان نہیں بتانا چاہتی ہو تو وہاں پہنچ کر میں خود ہی لوگ سے پوچھ لوں گا کہ ان پر کیا بیت گئی ہے۔ ابیکا نے اس قدر کہنے کے بعد یوناف چند ساعتوں تک خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے سمسون کو مخاطب کر کے کہا۔

اے سمسون اب جب کہ تم ان فلستی جوانوں کا خاتمہ کر چکے ہو۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہاں رہتے ہوئے اب تمہارے لیے خطرات بڑھ جائیں گے اور فلستی کسی نہ کسی طرح تمہیں ٹھکانے لگانے کی کوشش کریں گے اس بنا پر میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ تم یہاں سے کسی اور طرف نکل جاؤ۔ اسی طرح تم محفوظ رہ سکو گے اور اے سمسون! میرے ساتھ میری جو ایک خفیہ قوت ہے اس نے مجھے ابھی ابھی ایک بری خبر سنائی ہے۔ لہٰذا میں اب یہاں سے افریقہ کی طرف روانہ ہوں گا لیکن یہاں سے کوچ کر جانے سے قبل میں کم از کم تمہارے متعلق یہ اطمینان کر لینا چاہتا ہوں کہ تم کسی محفوظ جگہ پہنچ گئے ہو۔

سمسون نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اے یوناف! میرے بھائی! میں اس ہمدردی اور فکرمندی کا جس کا اظہار تم میری ذات سے متعلق کر رہے ہو تمہارا انتہا ممنون ہوں۔ میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں یہاں سے غزہ کی طرف نکل جاؤں گا اور وہاں ایک گمنام شخص کی حیثیت سے اپنی زندگی کے باقی دن گزار دوں گا گو ساری ارض فلسطین کے اندر لوگ مجھے میری جسمانی قوت اور طاقت کی وجہ سے جانتے اور پہچانتے ہیں پھر بھی مجھے امید ہے کہ میں غزہ میں گوشہ گیری اور تنہائی کی زندگی گزارنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ یوناف نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا! تمہارا فیصلہ درست ہے سمسون! تم غزہ کی طرف نکل جاؤ اور وہاں تم پرسکون زندگی گزار سکو گے۔ شاید زندگی میں میری اور تمہاری پھر کبھی ملاقات ہو جائے اور ہاں سمسون! میں یہاں سے غزہ تک تمہارا ساتھ دوں گا۔ تم وہاں قیام کر لینا جب

کہ میں وہاں سے افریقہ کی طرف نکل جاؤں گا۔ سمسون نے فکرمندی سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اے یوناف! افریقہ میں اپنا کام ختم کرنے کے بعد میری طرف ضرور آنا۔ میں تمہارا انتظار کروں گا نیکی کا ایک نمائندہ ہونے کی بنا پر مجھے تم سے ایسی محبت اور ہمدردی ہو گئی ہے جیسے جسم اور سایہ جیسے شہر اور اس کی رونق جیسے صدا اور اس کی بازگشت۔ کاش میں اور تم ہمیشہ ساتھ رہ سکتے۔ یوناف اسے دکھ سے کہا۔ اے سمسون! یہ زندگی تو ایک سرائے خانہ ہے کوئی خوابوں کی دلدل سے نکل کر آتا ہے اور کوئی اندھی اندھیری زمین کی کوکھ کی طرف لوٹ جاتا ہے۔ انسانی زندگی ایک تاریک اور بھٹکتی ہوئی رات جیسی ہے اور انسان کا خداوند پر ایمان اور اس کے نیک اعمال ان تاریکیوں کے اندر شعلۂ طور اور جلوۂ نور جیسا سماں پیدا کر دیتے ہیں۔ اے سمسون! آؤ اب یہاں سے غزہ کی طرف کوچ کریں۔ سمسون نے یوناف کو کوئی جواب نہ دیا۔ اس لیے کہ یوناف کی گفتگو نے اسے مغموم اور غمگین بنا کر رکھ دیا تھا۔ اس کے بعد وہ دونوں ایتام کے اس سلسلہ کوہ سے غزہ کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

شام کے قریب یوناف اور سمسون غزہ شہر میں داخل ہوئے۔ سمسون نے وہاں ایک سرائے میں قیام کر لیا جب کہ یوناف افریقہ کی طرف کوچ کر گیا تھا۔ اور ایسا ہوا کہ غزہ کے فلستیوں کو پتہ چل گیا کہ غزہ شہر میں سمسون داخل ہوا ہے۔ اور انہیں یہ خبریں بھی پہنچ چکی تھیں کہ کس طرح سمسون نے ایک ہزار فلستی جوانوں کا قتل عام کر دیا تھا سو فلستیوں کے بڑے بڑے شجاع اور دلیر و توانا جوان شہر پناہ کے دروازے پر بیٹھ گئے اور انہوں نے یہ کہ جب سمسون یہاں سے نکلے گا تو وہ اسے قتل کر دیں گے اور اس طرح وہ سمسون کے ہاتھوں مرنے والے اپنے فلستی جوانوں کا انتقام لے لیں گے۔ لیکن یہاں قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا اور وہ اس کے برعکس فیصلے صادر کر چکی تھی۔

سمسون کو بھی سرائے میں کام کرنے والے ایک شخص سے یہ اطلاع مل گئی تھی کہ شہر پناہ کے دروازے پر مسلح فلستی کھڑے کر دیئے گئے اور جونہی وہ شہر سے نکلے گا وہ اس پر حملہ آور ہو کر اس کا کام تمام کر دیں گے۔ تب سمسون نے بھی ان کے خلاف حرکت میں آنے کا فیصلہ کر لیا۔ اور ایسا ہوا کہ آدھی رات کے قریب سمسون سرائے سے اٹھ کر شہر پناہ

کے دروازے کی طرف آیا۔ پس اس نے وہاں اپنے خداوند کو یاد کیا پھر اس نے شہر پناہ کے دروازے پر ہاتھ ڈال کر جب زور لگایا تو شہر پناہ کے بھاری بھرکم دروازے کو پختہ اور سنگی دیوار سے اکھیڑ کر اس نے اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھا لیا تھا۔

فلستی جوانوں نے جو سمسون کی تاک میں بیٹھے ہوئے تھے جب سمسون کی طرف سے انہوں نے طاقت کا ایسا مظاہرہ دیکھا تو وہ سب وہاں سے بھاگ گئے تھے۔ شہر پناہ بھاری بھرکم دروازہ اٹھائے سمسون شہر کے سامنے کوہستان حبرون کی چوٹی پر چڑھ گیا۔ اور شہر کے لوگ جو بھاگنے والے فلستی جوانوں کی وجہ سے جاگ اٹھے تھے وہ اس سارے منظر کو خوب دہشت سے دیکھتے رہ گئے تھے۔ سمسون نے شہر پناہ کا دروازہ وہاں پھینک دیا۔ پھر وہ کوہستان حبرون کے دوسری سمت وادی سورق کی طرف اتر گیا تھا۔

جھیل میرد کے کنارے سرائے کے پاس یوناف اپنی سری قوتوں کو استعمال کر کے نمودار ہوا پھر وہ سرائے میں داخل ہوا۔ سرائے کا مالک مرشیس اسے دیکھتے ہی اس کی طرف لپکا اور اسے مخاطب کر کے پوچھا۔ اے عظیم یوناف! تم کہاں چلے گئے تھے۔

تمہاری غیر موجودگی میں یہاں ایک انقلاب رونما ہو گیا ہے۔ بستی والوں نے تمہاری جگہ ایک اور جوان کو اپنا سردار بنا لیا ہے۔ اور یہ اس بنا پر ہوا کہ چند دن ہوئے یہاں جھیل میرو کے کنارے کانگو کا ایک خانہ بدوش قبیلہ خیمہ زن ہوا وہ دراصل اپنے ملک کی ایک اہم اور انوکھی رسم میں شامل ہونے کو واپس اپنے علاقوں کی طرف جا رہے تھے کہ یہاں ان کے کچھ آدمیوں کا ہماری بستی کے لوگوں سے جھگڑا ہو گیا۔ اور اے یوناف جانتے ہو پھر کیا ہوا۔

ان خانہ بدوشوں کے اندر ایک ایسا طاقتور جوان تھا جس نے اکیلے ہی ہماری بستی کے دس جوانوں کو مار مار کر زخمی کر دیا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایک ایسا ہولناک اور پر قوت جوان تھا کہ اگر اس کے مقابلے میں بیس چھوڑ تیس جوان بھی ہوتے تو ان کی حالت وہ بری کر دیتا۔ اس لیے کہ وہ ہمارے جوانوں کو یوں اپنے ایک ایک ہاتھ سے پکڑ کر آسانی کے ساتھ کئی کئی گز دور پھینک رہا تھا جیسے کوئی کوئی خوب سیانا اور توانا بچہ کھلونا پسند نہ آنے پر غصے میں دور پھینک دیتا ہے۔ اس طاقتور جوان کا نام باتو اور اس قبیلے کے سردار کا نام مکادو تھا۔ اور یہ مکادو بھی بڑا اور خوفناک انسان تھا۔ ہاں اس قبیلے کے اندر ایک ان کا ساحر بھی تھا جس کا نام ماردا تھا یہ ماردا گو بوڑھا تھا۔ پر اس خانہ بدوش قبیلے کے لوگ بتاتے تھے کہ ماردا نام کا وہ بوڑھا ساحر بے پناہ سری قوتوں کا مالک ہے اور یہ کہ وہ سحر کے فن میں یکتا و بے مثل ہے۔

اور اے یوناف اس بوڑھے ساحر ماردا کی ایک بیٹی بھی تھی۔ اس کا نام باسو تھا آہ میں نے اپنی زندگی میں ایسی حسین اور پرکشش لڑکی نہیں دیکھی۔ اس کی آنکھیں ایسی بڑی بڑی نیلی اور چمکدار تھیں کہ زیادہ دیر تک اس سے نگاہ نہ ملائی جا سکتی تھی۔ آہ وہ لڑکی اجالے کی کرن گلاب کی پنکھڑی، روشنی کے ارتقاء جیسی پرکشش اور مترنم خواب موجہ نکہت اور سنہری کہکشاں جیسی خوبصورت تھی۔ میں نے ایک بار اسے جھیل میرو کے کنارے سحر کی پھوٹتی کرنوں میں کھڑے دیکھا تھا۔ اور جی چاہتا تھا اسے دیکھتا چلا جاؤں۔

پر اے یوناف! وہ لڑکی بڑی مغرور اور متکبر لگتی تھی۔ کسی کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھتی ہی نہیں اور پھر مزید یہ کہ اس قبیلے کے لوگ یہ بھی بتاتے تھے کہ اپنے باپ کی

طرح وہ لڑکی بھی ایک بہت بڑی ساحرہ ہے۔ اور اسے اور اس کے باپ کو خاص طور پر ان کی حکومت کے اراکین سلطنت نے طلب کیا ہے تا کہ وہ پرانے اور نئے بادشاہ کی رسومات میں شرکت کر سکیں۔ سرائے کے مالک مرشیس کی اس گفتگو پر یوناف نے اسے کسی قدر تعجب اور حیرت سے دیکھا۔ پھر پوچھا۔ اے مرشیس! یہ تم کیسی گفتگو کر رہے ہو۔ یہ نئے اور پرانے بادشاہ کی رسومات سے تمہارا کیا مطلب ہے۔ یوناف کے اس استفسار پر مرشیس کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے وہ بولا۔

سنو یوناف میں تمہیں ان کی حکومت اور ان کی رسومات سے تفصیل کے ساتھ آگاہ کرتا ہوں کانگو سے تعلق رکھنے والے ان لوگوں کی حکومت کو سلطنت بینورو[1] کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اور جو بھی اس سلطنت کا بادشاہ بنتا ہے اسے کبانگا[2] کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ اس بینورو نام کی سلطنت میں بہت سی عجیب و غریب رسومات پائی جاتی ہے جو کچھ یوں ہیں کہ جونہی بادشاہ کسی مہلک مرض میں مبتلا ہوتا ہے یا بڑھاپے کے سبب اس کے قویٰ مضمحل ہونا شروع ہو جاتے ہیں تو اسے خودکشی کر لینی پڑتی ہے۔ اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس کی بیوی سے یہ کام لیا جاتا ہے کہ اسے زہر[3] پلا کر ختم کر دے۔ اور اگر یہ دونوں طریقے نہ کئے جائیں تو بادشاہ کو ختم کرنے کا ایک تیسرا طریقہ استعمال کیا جاتا ہے۔

اور یہ تیسرا طریقہ کچھ اس طرح ہے کہ جب کبانگا (بادشاہ) کی موت کا وقت قریب آ لگتا ہے اور لوگ یہ اندازہ لگا لیتے ہیں کہ اب بادشاہ مر جائے گا تو سلطنت کا سب سے بڑا جادوگر بادشاہ کے گلے میں رسی کا پھندا ڈالتا ہے۔ اور پھر اس پھندے کو آہستہ آہستہ کستے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ بادشاہ کا کام تمام ہو جاتا ہے۔ بادشاہ

---

[1] جارج فریزر نے اپنی مشہور زمانہ کتاب THE GOLDEN BOUGH میں اس سلطنت کا یہی نام لکھا ہے

[2] قدیم کانگو میں کبانگا کا لفظ حکمران کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ ایسے ہی جیسے فرعون نمرود اور قیصر و کسریٰ استعمال کئے جاتے تھے (ماخوذ از شاخ زریں)

[3] یہ سب واقعات THE GOLDEN BOUG سے حاصل کئے گئے ہیں۔

کو طبعی موت نہیں مرنے دیا جاتا کیونکہ اگر ایسا ہو جائے تو اس کے بادشاہی خاندان کی حکومت ختم ہو جاتی ہے۔ اور اس کے لیے پھر کسی نئے خاندان کی تلاش کرنا پڑتی ہے جو حکومت کی ذمہ داریاں سنبھال سکے۔

اگر بادشاہ یعنی کباتگا کبھی کسی جنگ کے دوران زخمی ہو جائے تو اس کے ساتھی اسے مار ڈالتے ہیں تاکہ وہ کہیں اپنی طبعی موت نہ مر جائے۔ اس کے علاوہ ان میں ایک اور عجیب و غریب رسم بھی ہے اور وہ یہ کہ عورت جس کی زچگی ہونے والی ہو اسے سرکنڈوں[1] کی ایک کٹیا میں علیحدہ کر دیا جاتا ہے۔ جہاں اسے اپنی زچگی کے بعد بیس دن تک رہنا پڑتا ہے۔ اور وہ اس قدر نجس بھی جاتی ہے کہ کوئی بھی اسے چھو نہیں سکتا۔ اور اسے کھانا بھی لکڑیوں پر رکھ کر دیا جاتا ہے زچگی سے پہلے ہی عورت اپنے مرد کو آگاہ کر دیتی ہے اور وہ مرد اس کے لیے علیحدگی میں ایک کٹیا کا انتظام کر دیتا ہے۔ اور زچگی کے دوران اس عورت کی ماں یا کوئی اور عورت کے سوا اس کے پاس کوئی رہ بھی نہیں سکتا۔ زچگی کے بعد قبیلے کا کوئی طلسم گر اس پر اپنا سحر کرتا اس کی طہارت کا سامان کرتا ہے۔ اس کے بعد وہ دوبارہ اپنے قبیلے میں رہنے کے قابل ہو سکتی ہے

مرشیس جب خاموش ہوا تو یوناف نے کہا۔ اے مرشیس! یہ تو نے عجیب سے ہی واقعات سنا ڈالے ہیں۔ اس پر مرشیس بولا۔ اے یوناف! اس تاریک براعظم میں تو اس سے بھی ہولناک واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں وسطی افریقہ میں جہاں قبائل آزاد ہوتے ہیں اور ان کی کوئی مرکزی حکومت نہیں ہوتی تو ایسے قبیلے کے سردار کو چٹومے[2] کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ اس چٹومے کو بھی طبعی موت نہیں مرنے دیا جاتا۔ کیونکہ ان قبائل کا عقیدہ ہے کہ اگر ان کا چٹومے اپنی طبعی موت مر جائے تو یہ دنیا فنا و برباد ہو جائے اس لیے کہ ان کے عقیدے کے مطابق یہ دھرتی ان کے چٹومے ہی کے کمال و قوت

---

[1] عورتوں سے متعلق یہ واقعات سر جیمس تفصیل کے ساتھ شاخ زریں میں تحریر کیے ہیں یہ سب واقعات سے لیے گئے ہیں۔

[2] ماخوذ از شاخ زریں۔ سردار کے لیے چٹومے ہی کا لفظ شاخ زریں میں لکھا گیا ہے۔

کے سہارے قائم ہے اور اگر چٹومے اپنی طبعی موت مر جائے تو چشم زدن میں دھرتی تہس نہس ہو کر رہ جائے۔

چنانچہ ایسا ہوتا ہے کہ جب چٹومے بیمار ہوتا ہے اور اس کی موت یقینی نظر آنے لگتی ہے۔ تو وہ شخص جسے اس کا وارث بنایا جاتا ہوتا ہے تو وہ ایک بلم یا رسی لے کر چٹومے کے گھر یا خیمے میں داخل ہوتا ہے اور اسے زدوکوب کر کے یا گلا گھونٹ کر اسے ہلاک کر دیتا ہے۔ اے یوناف! دور کی کیا بات ہے خود ہماری ان سرزمینوں کے اندر بھی ایسی ہی رسومات ہوتی ہیں۔ گو آج کل ہمارے ہاں لوگ آزادانہ قبائلی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ لیکن کچھ عرصہ قبل یہاں بھی ایک مرکزی حکومت تھی جس میں بادشاہوں کو دیوتاؤں کا سا درجہ حاصل تھا اور دیوتاؤں کی طرح ہی ان کی پوجا کی جاتی تھی اور جب سلطنت کے ساحر اور جادوگر دیکھتے کہ بادشاہ کے جسم پر جھریاں یا سفید بال نمودار ہو گئے ہیں تو وہ ایک قاصد کے ذریعے بادشاہ کو مرنے کا حکم لکھ بھیجتے۔ لہٰذا بادشاہ اپنا کام آپ تمام کر لیا کرتا اور اس جگہ کسی اور کو بادشاہ بنا دیا جاتا تھا۔

یوناف اپنے سر کو ہلاتے ہوئے تعجب اور حیرت کا اظہار کر رہا تھا کہ مرشیس نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے یوناف یہ رسومات جو میں نے تمہیں سنائی ہیں وہ نئی اور انوکھی نہیں ہیں بلکہ ان کا رواج بہت سے ملکوں اور قبائل کے اندر رہا ہے تم مصر ہی کو لو یہ افریقہ کے اندر سب سے بڑی سلطنت تسلیم کی جاتی ہے۔ اور مصریوں کو سب سے زیادہ مہذب اور ترقی یافتہ سمجھا جاتا ہے مصر کے سب سے بڑے دیوتا کا نام رع ہے اور رع کی نسبت سے مصر کے ہر بادشاہ کو فرع کہہ کر پکارا جاتا تھا یعنی رع دیوتا کا اوتار آہستہ آہستہ یہی فرع بگڑ کر فرعون بن گیا۔ جب فرعون مر جاتا تھا تو مصریوں کو بہت دکھ اور صدمہ ہوا کرتا تھا۔ اس لیے کہ وہ فرعون کو اپنے دیوتاؤں کے دیوتا رع کا اوتار خیال کرتے تھے اور بادشاہ کا بوڑھے ہو کر مر جانا انہیں[1] گراں گزرتا تھا۔ لہٰذا برسہا برس کی محنت اور کاوش کے بعد مصریوں نے حنوط کاری کا فن ایجاد کر لیا۔

حنوط کاری کے فن ایجاد کر کے مصری یہ خیال کرنے لگے تھے کہ انہوں نے مردوں کی

---

[1] بحوالہ شاخ زریں

روحوں کو نئی زندگی عطا کر دی ہے اور یہ کہ دیوتاؤں کی اس ایجاد کی برکتوں سے متمتع کیا جائے گا اور زندہ آدمیوں کی طرح ان کی بھی بقائے دوام کی امید بندھ گئی تھی۔ حنوط کاری کے اس فن کی ایجاد کے بعد لوگ نہ صرف فرعون بلکہ اپنے دیوتاؤں کی ممیاں بھی محفوظ کر کے رکھنے لگے۔ اس بنا پر مصر کے دیوتا اوشاتی[1] کی ممی میڈلیس شہر میں محفوظ ہے۔ ایک دوسرے دیوتا انتوں کی ممی تھیبس شہر کے اندر محفوظ کر دی گئی ہے۔ ایک اور دیوتا کو توموکی ممی ہیلیو پولس شہر میں محفوظ ہے۔ میں ایک بار مصر گیا تو ان ساری ممیوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آیا تھا۔ شاید تم اعتبار نہ کرو پر یہ ایک حقیقت ہے اور اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا۔ میں تمہارے ان مصری انکشافات کا تو اعتبار کرتا ہوں اس لیے کہ مصر میں رہتے ہوئے یہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہوں۔

یوناف ذرا رکا پھر مرشیس کو مخاطب کر کے اس نے دوبارہ کہا۔ اے مرشیس! اس خانہ بدوش قبیلے نے کدھر کا رخ کیا تھا۔ مرشیس نے کہا۔ وہ دریائے کانگو کی طرف گئے تھے۔ اور وہیں پر جا کر وہ خیمہ زن ہوں گے۔ سنو یوناف کانگو کی بیتورو تام کی سلطنت کے کباگا (بادشاہ) کی موت کا وقت آ گیا ہے۔ اس لیے اس خانہ بدوش قبیلے کو وہاں طلب کیا گیا ہے تاکہ اس قبیلے کا بڑا ساحر ماروا پرانے بادشاہ کو مارنے اور نئے بادشاہ کو تخت نشین کرانے کا فرض انجام دے۔ اس لیے کہ ماروا نام کا یہ ساحر بیتورو کی سلطنت کا سب سے بڑا اور قابل عزت ساحر خیال کیا جاتا ہے۔ مرشیس کے خاموش ہونے پر یوناف نے پھر پوچھا۔

اے مرشیس! اب میرے ایک اور سوال کا جواب دو۔ اور وہ یہ کہ اس خانہ بدوش قبیلے کا جو طاقتور جوان تھا جس کا نام تم نے باتو بتایا ہے۔ اس نے کیوں تمہاری اس بستی کے لوگوں پر ہاتھ اٹھایا اور انہیں مارا پیٹا۔ مرشیس نے دکھ اور تکلیف دہ احساس میں کہا۔ اس باتو نام کے طاقتور جوان نے اپنی بستی کی کچھ بچیاں پکڑ کر انہیں کاٹ ڈالا اور اپنے قبیلے والوں کو کھلا دیا اور جب ہماری بستی کے لوگ اس کے پاس احتجاج کرنے گئے تو اس نے ان سب کو مارا پیٹا۔ اس انکشاف پر یوناف نے ہاتھ آگے بڑھا کر مرشیس سے مصافحہ

[1] ماخوذ از تاریخ تہذیب جلد اول صفحہ ۵۲۸۔

کیا اور اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے مرشیس! میں اب دریائے کانگو کی طرف کوچ کروں گا اور باتو نام کے اس جوان سے اس غلط رویے کی باز پرس کروں گا۔ اس لیے کہ یہ تکلیف دہ واقعہ اس وقت رونما ہوا جب میں یہاں کا سردار تھا۔ اس لیے باتو سے باز پرس میرا فرض بنتا ہے۔ اور ساتھ ہی مجھے یہ خوشی بھی ہے کہ کلوا والوں نے اپنے لیے ایک نئے سردار کا انتخاب کر لیا ہے۔ اس لیے کہ میں مستقل طور پر ایک جگہ رہائش نہیں رکھ سکتا کہ میرا کام ہی ایسا ہے۔

مرشیس سے مصافحہ کرنے کے بعد یوناف تیزی کے ساتھ سرائے سے باہر نکل گیا۔ جب کہ مرشیس اپنے کمرے کی طرف چلا گیا تھا۔ سرائے سے باہر نکل یوناف نے ہلکی ہلکی اور نرم آواز میں پکارا ابلیکا! ابلیکا! تم کہاں ہو؟ ابلیکا نے اسی لمحہ یوناف کی گردن پر اپنا حریری لمس دیا۔ پھر اس کی مسکراتی اور کھلکھلاتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اے یوناف میرے حبیب! میں یہیں ہوں میں نے کہاں جانا ہے۔ میرا خیال اور اندازہ ہے کہ جو بات تم مجھ سے پوچھنے والے ہو۔ اس کی اطلاع میں پہلے ہی حاصل کر چکی ہوں۔ میرے خیال میں تم یہ پوچھو گے کہ وہ خانہ بدوش قبیلہ اس وقت کہاں ہے۔ تو میں یہ پہلے ہی معلوم کر چکی ہوں کہ وہ خانہ بدوش قبیلہ اس وقت دریائے کانگو کے کنارے بوکو[1] شہر سے باہر خیمہ زن ہے۔ اور جس جگہ یہ خانہ بدوش قبیلہ پڑاؤ کیے ہوئے ہے وہیں پرانے بادشاہ کو مارنے اور نئے بادشاہ کو تخت نشین کرنے کی رسم ادا کی جائے گی۔ اب بولو یوناف! تم یہی پوچھنا چاہتے تھے نا؟

یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تمہارا اندازہ درست ہے ابلیکا! میں تم سے یہی پوچھنا چاہتا تھا۔ اور اے ابلیکا! اب جب کہ یہ معلومات تم نے فراہم کر دی ہیں تو میں دریائے کانگو کے کنارے بوکو شہر کی طرف کوچ کرتا ہوں۔ ابلیکا نے مسکراتی ہوئی آواز میں کہا۔ اے میرے حبیب! میں تم سے اتفاق کرتی ہوں تمہیں ضرور بوکو کی طرف کوچ کرنا چاہیے۔ اور پھر دیکھتے ہیں۔ بادشاہ کی رسم کیسے ادا کی جاتی ہے۔ اور وہ باتو نام کا جوان کیسا طاقتور ہے اور خانہ بدوش قبیلے کے سردار مکادو کی بیٹی یاسو کیسی خوبصورت اور پرکشش

[1] دریائے کانگو کے کنارے کوہستانوں کے اندر گھرا ہوا ایک قدیم شہر جو آج بھی موجود ہے۔

اس کے ساتھ ہی یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور وہاں سے وہ دریائے کانگو کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

یوناف دریائے کانگو کے کنارے باکو شہر سے باہر خیموں کے ایک وسیع جنگل کے اندر نمودار ہوا۔ یہ اسی خانہ بدوش قبیلے کے خیمے تھے جسے افریقہ میں سانگا کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ خیموں کے اندر یوناف ایک جوان کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے میرے عزیز! اگر میں غلطی پر نہیں ہوں۔ تو یہ ایک خانہ بدوش قبیلہ ہے۔ اور اس قبیلے کے سردار کا نام مکادو ہے۔ اس جوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اے اجنبی! تمہارا اندازہ درست ہے۔ یہ سانگا نام کا خانہ بدوش قبیلہ ہے اور ہمارے سردار کا نام مکادو ہی ہے۔ تم اپنے متعلق کہو۔ تم کون ہو اور کیوں ایسی گفتگو کر رہے ہو۔ یوناف دوبارہ نرم لہجے میں بولا اے عزیز! تم مجھ سے میرے احوال نہ پوچھو بس تم مجھے اپنے سردار مکادو کے خیمے کی طرف لے چلو۔ میں اسی سے ملنا چاہتا ہوں۔ اس پر اس جوان نے خوش طبعی میں کہا۔ تم میرے ساتھ آؤ میں تمہیں مکادو کے خیمے کی طرف لے چلتا ہوں۔ یوناف چپ چاپ اس خیمے کی طرف ہو لیا تھا۔

یوناف اس جوان کے ساتھ جانوروں کی کھالوں سے بنے ہوئے ان خیموں کے اندر آگے بڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ ایک بہت بڑے خیمے کے قریب رک گیا۔ اس خیمے کے سامنے ایسی کھالوں کا ایک شامیانہ سا بنا ہوا تھا جن پر کپڑے کا سا کام کیا ہوا تھا اور اس شامیانے کے نیچے گھاس سے بنی ہوئی ایک چٹائی پر پچیس سے تیس سال کی عمر کے درمیان کا ایک جوان بیٹھا ہوا تھا۔ اور اس جوان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس جوان نے کہا۔ وہ سامنے شامیانے تلے اور گھاس کی چٹائی پر اس قبیلے کا سردار مکادو بیٹھا ہوا ہے۔ پہلے اس مکادو کا باپ ہمارا سردار تھا۔ اور اب یہ مکادو اس قبیلے کا سردار ہے۔ یوناف نے اس جوان کی طرف شفقت سے دیکھا اپنی نقدی کی تھیلی سے سونے کا ایک سکہ نکال کر اسے دیا اور کہا۔ اے عزیز! تیرا شکریہ جو تو نے یہاں تک میری راہنمائی کی۔ اب تم جا سکتے ہو۔ میں اب اس مکادو سے بات کرتا ہوں وہ جوان واپس چلا گیا جبکہ خود سردار مکادو کے شامیانے کی طرف بڑھا تھا۔

مکادو کے قریب جا کر یوناف رکا۔ پھر اسے مخاطب کر کے کہا۔ اگر میں غلطی پر نہیں تو

تم اس سانگا نام کے خانہ بدوش قبیلے کے سردار مکادو ہو۔ مکادو نے ایک بار غور اور متجسس نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھا پھر کہا۔ اے اجنبی! میں نہیں جانتا تو کون ہے۔ اور کیوں میرے قبیلے میں داخل ہوا۔ بہرحال تم جو بھی ہو اس کی مجھے پرواہ نہیں ہے۔ پر تم میرے پاس آ کر بیٹھ جاؤ۔ پھر مجھ سے کہو کہ تم کس غرض سے میرے پاس آئے ہو۔ یوناف آگے بڑھ کر مکادو کے سامنے چٹائی پر بیٹھ گیا۔ پھر وہ بولا۔ اے مکادو! میرا نام یوناف ہے۔ میں جھیل مبرو کے کنارے کی بستی کلوا کی طرف سے آیا ہوں اور تمہارے قبیلے کے بانتو نام کے جوان سے ملنا چاہتا ہوں کہ وہ میرا مقروض ہے اور میں اس سے قرض کا مطالبہ کرنے آیا ہوں۔ اے مکادو! کیا تم بانتو نام کے اپنے قبیلے کے اس جوان کو یہاں نہ بلاؤ گے تاکہ تمہاری موجودگی میں ہی میں اس سے انتقام لے سکوں۔ مکادو نے چونک کر یوناف سے پوچھا۔ تم بانتو سے کیسا انتقام لینا چاہتے ہو۔

فیصلہ کن انداز میں مکادو کو مخاطب کر کے یوناف نے کہا۔ اے مکادو! پہلے بانتو کو یہاں بلاؤ پھر میں بتاؤں گا کہ میں اس سے کیسا انتقام لینا چاہتا ہوں۔ مکادو نے اس بار خشمگین نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اگر میں بانتو کو یہاں نہ بلاؤں تب؟ یوناف نے کھولتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اے مکادو! اگر تم ایسا ناروا سلوک کرو گے تو پھر میں کسی کو بتائے بغیر چپ چاپ بانتو کی گردن کاٹ کر یہاں سے چلا جاؤں گا۔ اس پر مکادو نے تلخ لہجے میں کہا۔ اے اجنبی! تم بھول رہے ہو۔ بانتو ایک ایسا جوان ہے جس سے چٹانیں ٹکرا کر بھی پاش پاش ہو جاتی ہیں۔ تم ہرگز اس سے اپنا انتقام نہ لے سکو گے۔

مکادو تھوڑی دیر کے لیے رکا۔ پھر اس نے غور و تعجب سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اے اجنبی تمہاری باتوں اور تمہارے اس دعوے کو بھی پس پشت نہیں ڈالا جا سکتا۔ اس لیے کہ اگر تم اپنے آدمیوں کا انتقام لینے اس قدر مسافت طے کر سکتے ہو تو تم بھی کوئی عام انسان نہیں۔ اور پھر تمہارا قد کاٹھ تمہارے اعضاء و جوارح اور تمہاری جسمانی ساخت بھی بتاتی ہے کہ تم کوئی غیر معمولی انسان ہو۔ مکادو کہتے کہتے رک گیا اور پھر اپنے سامنے اشارہ کرتے ہوئے اس نے کہا۔

اے اجنبی! لو بانتو کو بلانے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی۔ وہ خود ہی ادھر آ رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہمارے قبیلے کا ساحر ہاردا اور اس کی بیٹی باسو بھی ہیں۔ جب وہ تینوں نزدیک آئے تو یوناف نے اندازہ لگایا کہ ساحر ہاردا کی بیٹی باسو ایسی ہی حسین اور پرکشش تھی جیسی سرائے کے مالک مرشیس نے اس کی تعریف کی تھی۔ ان کے نزدیک آنے پر سردار مکادو نے بانتو کو مخاطب کر کے کہا۔ اے بانتو! یہ جوان جو اس وقت میرے پاس بیٹھا ہوا ہے۔ اس کا نام یوناف ہے۔ یہ جھیل مبرو کی سرزمین سے

آیا ہے یہ تم سے انتقام لینے کا ارادہ رکھتا ہے کیونکہ تو نے جبیل میروکے کنارے کچھ لوگوں کو مارا تھا۔ یہ جوان انہی کا انتقام لینے ایسی طویل مسافت طے کر کے یہاں آیا ہے۔ اب تم ہی کہو اس سلسلے میں تم کیا کہتے ہو۔

باتو نے پہلے ایک زوردار قہقہہ لگایا۔ پھر بولا۔ اے سردار سکاود! ایسے کئی نوجوان ماضی میں مجھ سے ٹکرانے کا عزم لے کر آئے پر تو جانتا ہے کہ میں نے سب کو ٹوٹے ہوئے برتن کی طرح پاش پاش اور بوسیدہ کپڑے کی طرح بھیر بھیر کر کے رکھ دیا تھا۔ اب اس جوان کو بھی اگر زندگی عزیز نہیں ہے تو ضرور مجھ سے ٹکرا دیکھے۔ پر میرے مقابل آنے سے قبل اسے اس کے بھگن انجام سے ضرور آگاہ کر دو۔ یوناف نے اپنی جگہ پہ بیٹھے ہی بیٹھے کہا۔ اے باتو! میں ان عام جوانوں میں سے نہیں ہوں جن کے ساتھ ماضی میں تم ٹکراتے ہو گے۔ میں جو ارادہ کرتا ہوں اسے کر دکھاتا ہوں۔ اور اے باتو! مجھے تم ان جوانوں جیسا بھی نہ سمجھ لینا جنہیں تم ماضی میں اپنے سامنے زیر کرتے رہے ہو مجھ سے ٹکرانا یقیناً تمہاری حماقت ہو گی اور میری ضرب تمہارے لیے یقیناً تعجب خیز ثابت ہو گی۔

یوناف کی اس گفتگو سے باتو کی حالت غصے اور غضب میں تخریب کی ظلمتوں اور منحوس ساعتوں جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ پھر شاید اس نے کوئی فیصلہ کیا، اور اپنے پاؤں کی ایک سخت اور زوردار ٹھوکر اس نے یوناف کی پسلیوں پر دے ماری۔ یہ ضرب خاصی زوردار اور تکلیف دہ تھی۔ اس کے بعد باتو آگے بڑھ کر یوناف پر حملہ آور ہو گیا۔ اس نے یوناف کو دبوچ کر اپنے نیچے رکھ لیا اور اس پر مکوں اور اپنی کہنیوں کی ضربوں کی اس نے بارش کر دی تھی۔ باتو کی اس کارگزاری پر سردار سکاود ساحر باردا اور اس کی بیٹی باسو تینوں ہی خوش اور مطمئن دکھائی دے رہے تھے۔ پر اچانک ہی ایک تبدیلی اور انقلاب رونما ہونا شروع ہو گیا کیونکہ یوناف نے اپنا پاؤں باتو کے پیٹ میں جماتے ہوئے دور پھینک دیا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ اپنے کپڑے جھاڑتا ہوا خود بھی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ باتو بھی زمین پر گرنے کے بعد فوراً اٹھ کھڑا ہوا تھا اور دوبارہ یوناف کی طرف بڑھا تھا۔

باتو جب دوبارہ یوناف کے قریب آیا اور یوناف پر اس نے ضرب لگانا چاہی۔ تو یوناف نے اس کا اٹھا ہوا ہاتھ فضا میں ہی پکڑ لیا۔ اور پھر اس کی گردن کے دائیں بائیں پہلوؤں پر اس نے دو ایسی ضربیں لگائیں کہ باتو انتہائی تکلیف اور شدت کی اذیت کا اظہار کرتے ہوئے زمین پر گر گیا۔ اس لمحہ یوناف کی حالت ویرانوں کے ستم، حادثوں اور سانحوں کے طوفان اور غموں کی گہری دھوپ جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ زمین پر پڑے ہوئے باتو کو مخاطب کر کے یوناف نے پوچھا۔ اے باتو!

میری یہ ضرب کیسی رہی؟ باتو نے یوناف کے اس استفسار کا کوئی جواب نہ دیا۔ ہمت کر کے ایک بار پھر اٹھا اور یوناف کی طرف بڑھا۔ پر جب وہ یوناف کے قریب گیا۔ تو یوناف طوفانی انداز میں اس کی طرف بڑھا اور برق کے کوندے کی سی پھرتی میں اس نے باتو کو اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھا کر فضا میں بلند کر دیا تھا۔

یوناف کے اس طرح باتو کو اٹھا لینے پر سردار سکاود، ساحر باردا اور اس کی بیٹی باسو حیران و پریشان ہو کر رہ گئے تھے۔ یوناف نے جب باتو کو زمین پر پٹخ دیا تب ساحر باردا یوناف کے قریب آیا اور کسی قدر خفگی اور ناراضگی میں اس نے یوناف کو مخاطب کر کے پوچھا اے اجنبی جوان! کیا تو جانتا ہے کہ میں کون ہوں۔ یوناف نے اپنے ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا۔ ہاں میں جانتا ہوں کہ تم اس خانہ بدوش قبیلے کے ساحر ہو۔ باردا نے اس بار غضبناک ہو کر کہا۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ میں اس خانہ بدوش قبیلے کا ساحر ہوں تم نے یہ بدتمیزی کی کہ انتہائی بے دردی سے تم نے باتو کو اٹھا کر زمین پر پٹخ دیا۔ جب کہ باتو میری بیٹی باسو کا منگیتر ہے اور آج ان دونوں کی شادی ہو رہی ہے اور تم نہیں جانتے ہو گے اور ایک ساحر کی حیثیت سے میں تمہاری اس بدتمیزی کا تم سے ایک ہولناک اور عبرت خیز انتقام بھی لے سکتا ہوں۔

ساحر کی اس گفتگو پر یوناف سیاہ رات کے پھیلاؤ کی طرح آگے بڑھا اپنا دایاں ہاتھ اس نے ساحر باردا کی گردن پر رکھا اور پھر اسے اٹھا کر ہوا میں معلق کرتے ہوئے اس نے کہا۔ اے باردا! میں تیرے جیسے حقیر و بدترین ساحر بہت دیکھے ہیں اگر تو بوڑھا نہ ہوتا تو میں تجھے اس طرح اٹھا کر پٹخ دیتا جس طرح میں نے باتو کو پٹخ دیا ہے۔ اس دوران حسین باسو تیزی سے آگے بڑھی اور لگاتار تین طمانچے بڑی تیزی کے ساتھ اس یوناف کے منہ پر مارتے ہوئے کہا۔ تجھے کیسے جرأت ہوئی کہ تو یوں حقیرانہ انداز میں میرے باپ کو اٹھا لے۔ تجھے اس گستاخی کی سزا ضرور مل کر رہے گی اور سزا بھی ایسی کڑی جس کی۔ اذیت کو تو ساری عمر بھلا نہ سکے۔ اچانک یوناف نے اپنے الٹے ہاتھ کا ایک زوردار طمانچہ باسو کے منہ پر دے مارا جس کے جواب میں باسو ہوا میں قلابازیاں کھاتی ہوئی باتو کے پاس جا گری تھی اس لمحہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر تیز لمس دیا پھر کہا۔

اے یوناف! سنبھلو! یہ ساحر تم پر اپنے سحر کی ابتدا کر چکا ہے جو تمہارے لیے نقصان دہ بھی ثابت ہو سکتا ہے۔ لہٰذا اس کا سحر حرکت میں آنے سے قبل ہی تم اپنا دفاع مکمل کر لو۔ یوناف نے فوراً ساحر باردا کو زمین پر پھینک دیا۔ پھر اس نے اپنی تلوار نکال کر اپنے گرد حصار بنا لیا تھا۔ اور

اس حصار کے اندر وہ خاموش اور پرسکون کھڑا ہو کر ساحر ماردا کی طرف سے کسی ردعمل کا انتظار کرنے لگا تھا۔ اچانک ساحر ماردا نے مٹی کی مٹھی بھری پھر وہ مٹی اس نے یوناف کی طرف دے ماری تھی۔ جب اس سحر کی ہوئی مٹی کا کوئی اثر یوناف پر نہ ہوا تو ساحر ماردا حیرانی اور پریشانی سے کبھی یوناف اور کبھی اپنے قبیلے کے سردار مکادو کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ سردار مکادو بھی ماردا کے اس طرح دیکھنے کا مطلب جان گیا تھا۔ اس بنا پر وہ بھی یوناف کی طرف حیرت اور پریشانی سے دیکھنے لگا۔ اس موقع پر یوناف نے کھل کر ایک قہقہہ لگایا پھر اس ساحر کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔

بانتو اور باسو بھی اٹھ کر وہاں آکھڑے ہوئے تھے۔ اور وہ بھی اس سمے کو پریشانی کے عالم میں دیکھنے لگے تھے اس موقع پر یوناف نے ساحر کو مخاطب کر کے کہا۔ اے ساحر ماردا! کسی ظن و گمان میں نہ رہنا اگر تم یہ سوچ رہے ہو کہ تم مجھ پر اپنا کوئی طلسم کر کے مجھے نقصان پہنچا سکتے ہو اگر ایسا ممکن ہوتا تو اب تک تیرے جیسے کئی ساحر مجھے فنا و برباد کر چکے ہوتے۔

اپنی اس ناکامی پر ساحر ماردا سٹپٹا کر رہ گیا تھا۔ ایک بار اس نے پھر مٹھی میں مٹی بھر کر یوناف کی طرف پھینکی لیکن جب اس کا کوئی ردعمل نہ ہوا تب یوناف نے اس ساحر کو مخاطب کر کے کہا۔ اے ماردا سن رکھو تمہارا کوئی عمل، تمہارا کوئی بھی سحر مجھ پر اثر انداز ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا تم ان بکھیڑوں میں نہ پڑو۔ ورنہ یاد رکھو میرے ہاتھوں تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔ یوناف ذرا رکا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

اے ماردا! تمہارے حق میں بہتر ہو گا کہ تم مجھے میرے حال پر چھوڑ دو اور بانتو اور اپنی بیٹی کو لیکر یہاں سے چلے جاؤ۔ اور سنو اگر تم نے میرے ساتھ اپنے اس معاملے کو طول دیا۔ تو تم تینوں میں سے کوئی بھی زندہ نہ رہے گا میں تو صرف بانتو سے انتقام لینے ادھر آیا تھا۔ اور ہو سکتا تھا کہ میں بانتو کا خاتمہ کر دیتا۔ لیکن جب تم نے یہ انکشاف کیا کہ آج تمہاری حسین بیٹی باسو کی شادی بانتو کے ساتھ ہو رہی ہے تو میں نے اپنے ارادے میں تبدیلی کر لی۔ پس میں نے بانتو کو معاف کیا۔ اب تم تینوں یہاں سے چلے جاؤ اور تم تینوں کا یہاں رکنا میرے غصے کو اور بھڑکائے گا جو تمہارے لیے نقصان دہ ہو گا۔ یوناف کی یہ باتیں شاید حسین باسو کی سمجھ میں آگئی تھیں۔ لہٰذا اس نے آگے بڑھ کر اپنے باپ کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنے ساتھ لے گئی۔ جب کہ بانتو بھی ان دونوں کے ساتھ وہاں سے چلا گیا تھا۔

ماردا، بانتو اور باسو کے چلے جانے کے بعد سردار مکادو یوناف کے قریب آیا اور اسے گلے لگاتے ہوئے اس نے کہا۔ اے یوناف! تو واقعی ایک حیرت انگیز انسان نکلا۔

مکادو کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ اس کے خیمے سے ایک حسین عورت نکلی تھی اور مکادو اس کی طرف دیکھنے لگا۔ جب وہ عورت نزدیک آئی تو مکادو نے اس کی طرف اشارہ کر کے یوناف سے کہا۔ یہ میری بیوی پانکی ہے۔ پانکی نے قریب آ کر کہا۔ میں تم دونوں کی گفتگو اور اس مہربان جوان کے ہاتھوں ماردا، باسو اور بانتو کی حالت بھی دیکھ چکی ہوں۔ پانکی کے خاموش ہونے پر مکادو نے اپنا سلسلہ کلام شروع کرتے ہوئے کہا یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔

ہم گھر کے صرف دو ہی افراد ہیں ایک میں اور ایک میری بیوی پانکی۔ اے یوناف ابھی اپنی بات کہتے کہتے رک گیا تھا۔ اس لیے کہ خیمے سے میری بیوی نکل آئی تھی۔ اب جب کہ یہ سب کچھ دیکھ اور سن ہی چکی ہے تو سنو! میں تم سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تمہارے یہاں آنے سے مجھے کچھ حوصلہ اور اطمینان ہوا کیونکہ اس سے قبل میں ساحر ماردا اور بانتو کی طرف سے اپنے لیے بہت بڑا خطرہ محسوس کرتا تھا۔ بانتو ایک طاقتور اور انتہائی زوردار انسان ہے۔ لیکن میں اپنے لیے بڑا خطرہ محسوس نہ کرتا تھا۔ اس لیے کہ اپنے حامیوں کی مدد سے اس پر میں قابو پا سکتا تھا۔ لیکن اب حالات ایک دوسرا رخ اختیار کر گئے ہیں کیونکہ چند دن ہوئے قبیلے کے ساحر نے اپنی بیٹی باسو کو بانتو سے منسوب کر دیا اور آج ان دونوں کی شادی ہونے والی ہے۔

باسو اور بانتو کی شادی سے حالات میرے خلاف کروٹ لے رہے ہیں کیونکہ اس شادی کے بعد قبیلے کا ساحر جائز و ناجائز طور پر اپنی بیٹی کے شوہر بانتو کی طرف داری کرے گا۔ اور میری جگہ بانتو کو قبیلے کا سردار بنانے کی کوشش کرے گا دوسری طرف بانتو بھی قبیلے کا سردار بننے کا خواہشمند رہا ہے۔ ماضی میں دو ایک بار وہ اس کا اظہار بھی کر چکا ہے لیکن میرے ساتھ میرے حامیوں کی تعداد دیکھتے ہوئے وہ خاموش رہا تھا۔ اب جب کہ وہ ساحر ماردا کا داماد بن جائے گا۔ تو اس کے حوصلوں اور اس کے عزم کو اور تقویت ملے گی اس لیے کہ ساحر ماردا کا قبیلے کے اندر بڑا اثر و رسوخ ہے اور بانتو کی حمایت میں وہ قبیلے کے اندر کوئی بڑا انقلاب بھی برپا کر سکتا ہے۔ لیکن اے یوناف! تمہارے یہاں آنے سے اور ماردا، باسو اور بانتو کو اپنے سامنے زیر کرتے دیکھ کر مجھے تمہاری ذات سے کچھ حوصلہ اور اطمینان محسوس ہونے لگا اور میں یہ خیال کرنے لگا ہوں کہ شاید تمہاری یہاں موجودگی کے باعث قبیلے کا ساحر ماردا اپنے اس ہونے والے داماد بانتو کے ساتھ مل کر میرے خلاف کوئی قدم اٹھانے میں کامیاب نہ ہو سکے گا۔

یوناف بڑی ہمدردی کے ساتھ سردار مکادو کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ اے مکادو

تم بے فکر اور مطمئن رہو۔ میں تمہارے خلاف ساحر ماردا اور رباتو کی کسی بھی کوشش کو کامیاب نہ ہونے دوں گا۔ اے مکادو! تمہارے قبیلے کے اندر میرے لیے ایک کشش اور ہمدردی کی وجہ سے اس لیے کہ تمہارا یہ قبیلہ ایک خانہ بدوش قبیلہ ہے۔ اور تمہارے ساتھ رہ کر اور افریقہ کے مختلف علاقوں کی سیر و تفریح کر کے میں یہاں کے لوگوں کی قدیم و جدید رسومات اور ان کے قوانین و آئین اور عادتیں جان سکوں گا۔ سردار مکادو نے فرطِ مسرت میں آگے بڑھ کر یوناف کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور اطمینان و خوشی کے اظہار میں کہا۔ اے عظیم! دوست! تو نے ایسا ارادہ ظاہر کر کے میرا دل خوش کر دیا ہے قسم مجھے لوبیر دیوتا کی! تم میرے لیے بے فکری، دلجمعی بخشنی، ڈھارس اور طمانیت کا باعث بن گئے ہو۔ تمہاری موجودگی میں اب باتو اپنی بے پناہ قوتوں کے باوجود مجھے ہاتھ نہ ڈال سکے گا۔

مکادو جب خاموش ہوا تو اس کی بیوی پانچی آگے آئی اور یوناف کے کندھے پر اس نے ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے کہا۔ اے عزیز! میرے ماں باپ مر چکے ہیں۔ کوئی بہن بھائی نہ تھا۔ لہٰذا آج سے تم ہی میرے بھائی ہو۔ یوناف نے فوراً پانچی کے سر پر ہاتھ رکھا اور کہا۔ اے پانچی! فکرمند نہ ہو۔ تو آج سے میری بہن ہے اور میں اس قبیلے میں اٹھنے والی ہر سازش سے تم دونوں کی حفاظت کروں گا۔ خواہ یہ سازش کھڑی کرنے والا قبیلے کا ساحر ماردا ہی کیوں نہ ہو۔ مکادو نے یوناف کو اپنے ساتھ لپٹا لیا اور کہا۔ تم نے میرا دل خوش کر دیا ہے۔ یوناف! اب جب کہ تم نے میری بیوی کو اپنی بہن بنا لیا ہے تو اب تم ہمارے عزیز اور محسن ہو لہٰذا تم ہمارے ساتھ ہمارے خیمے میں رہو گے! تم دیکھتے ہو کہ چمڑے کا بنا ہوا ہمارا یہ خیمہ کافی بڑا ہے اور اسے تقسیم کر کے کئی کمروں میں تبدیل کیا ہوا ہے۔ پھر مکادو یوناف کو پکڑ کر اپنے خیمے میں لے گیا۔ جب وہ تینوں ایک کمرے میں بیٹھ گئے۔ تب یوناف نے پوچھا۔

اے مکادو! جھیل میرو کے کنارے میرے ایک جاننے والے نے بتایا تھا کہ تمہارا یہ خانہ بدوش قبیلہ اپنے بادشاہ کی رسم میں حصہ لینے کے لیے اس طرف آیا ہے۔ کیا یہ درست ہے کہ تمہارے قبیلے کا ساحر ماردا اس رسم کو انجام دے گا اور یہ کہ پہلے بادشاہ کو قتل کر کے ایک نیا بادشاہ مقرر کیا جائے گا۔ یوناف کی اس گفتگو پر مکادو مسکرایا پھر کہا۔ یوناف! میرے عزیز! تمہارے جس جاننے والے نے تمہیں یہ تفصیل بتائی ہے اسے سننے میں کچھ غلط فہمی ہوئی ہو گی۔ اس لیے کہ اس رسم کی ادائیگی ہمارے قبیلے کا سردار ماردا نہیں کرے گا۔ بلکہ اس رسم کی ادائیگی کا فرض لوبیر دیوتا کے مندر کا بڑا پجاری ادا کرے گا۔ اور ان سرزمینوں کا جو سب سے بڑا ساحر ہوتا ہے اسے ہی لوبیر دیوتا کا بڑا پجاری مقرر کیا جاتا ہے۔ اور یہی بڑا پجاری پرانے بادشاہ کے خاتمے اور نئے بادشاہ کی تخت نشینی کے فرائض ادا کرے گا۔

اور اے یوناف یہ رسم لوبیر دیوتا کے مندر میں ہی ادا کی جاتی ہے۔ اور یہ مندر دریائے کانگو کے وسط میں ایک جزیرے کی صورت میں ہے۔ یہ جزیرہ دریائے کانگو کے اندر ایک کافی بڑا جزیرہ ہے اور اس کے اندر مندر کی عمارت بھی بڑی قدیم اور عظیم ہے جو پتھروں سے بنائی گئی ہے اور یہ عمارت بڑی وسیع ہے۔ اس مندر کے پجاری مرد اور عورتیں سب مندر سے منسلک عمارتوں کے اندر رہتے ہیں۔ پرانے بادشاہ کے قتل سے قبل نئے بادشاہ کی خواہش اس سے پوچھی جاتی ہے اور جب نیا بادشاہ اپنی خواہش کا اظہار کر دیتا ہے۔ تب پرانے بادشاہ کو اس کے اہل خانہ سمیت قتل کر دیا جاتا ہے اور نئے بادشاہ کی تاج پوشی اور تخت نشینی کا جشن منایا جاتا ہے۔ اور یہ جشن تین دن تک جاری رہتا ہے۔

پرانے بادشاہ کے قتل اور نئے بادشاہ کی اس تاجپوشی کی رسم میں ان سب خانہ بدوش قبیلوں کو بھی مدعو کیا جاتا ہے جن کا تعلق اس سرزمین سے ہو۔ لہٰذا ہمیں بھی اسی رسم میں حصہ لینے کے لیے یہاں بلایا گیا ہے اور اس رسم کی ادائیگی کے ایک ہفتہ بعد ہم پھر یہاں سے کوچ کر جائیں گے۔ یہ رسم کل لوبیر دیوتا کے مندر میں سورج غروب ہونے سے پہلے ادا کر دی جائے گی۔ اور اے یوناف! اس رسم میں تم بھی میرے ساتھ لوبیر دیوتا کے مندر میں چلو گے اے یوناف! باقی باتیں بعد میں ہوں گی۔ آؤ اب ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ۔ اس کے ساتھ ہی مکادو اور پانچی یوناف کو اپنے خیمے کے دوسرے کمرے کی طرف لے گئے تھے۔

وہ رات یوناف نے سردار مکادو کے خیمے میں بسر کی تھی۔ اسی روز باتو اور ریاسو کی شادی ہو گئی تھی۔ دوسرے روز پرانے بادشاہ کے خاتمے اور نئے بادشاہ کی تاجپوشی کی رسم تھی۔ اور اس رسم میں حصہ لینے کے لیے لوگ جوق در جوق لوبیر دیوتا کے مندر کی طرف جانا شروع ہو گئے تھے۔ یوناف بھی سردار مکادو اور اس کی بیوی پانچی کے ساتھ اس رسم میں حصہ لینے کے لیے مندر کی طرف روانہ ہوا۔ جب وہ دریائے کانگو کے کنارے پہنچے تو انہوں نے دیکھا۔ وہاں ان گنت چھوٹی بڑی کشتیاں کھڑی تھیں۔ اور ان کشتیوں میں بیٹھ بیٹھ کر لوگ لوبیر دیوتا کے مندر کی طرف جا رہے تھے جس کی عمارت دریائے کانگو کے وسط میں ایک قدیم

جزیرے کے اندر تھی۔ اور لوگوں کی طرح یوناف بھی مکادو اور پانگی کے ساتھ۔ اس جزیرے میں داخل ہوا جس کے اندر یوبر دیوتا کی قدیم عمارت تھی۔ دیوتا کا مندر اور اس کے اطراف کی ساری عمارتیں جن کے اندر پجاری اور پجارنیں رہتے تھے۔ سب بڑے بڑے سیاہ رنگ کے پتھروں سے بنی ہوئی تھیں۔

مکادو اور پانگی کی راہنمائی میں یوناف ایک ایسے وسیع میدان میں آیا جس کے اندر پہلے سے بے شمار لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ اور یہ میدان مندر کی عمارت کے پہلو میں تھا۔ اس میدان کے سامنے سیاہ رنگ کے پتھروں کی ایک کافی بلند، خوب چوڑی اور کافی لمبی دیوار تھی۔ اس دیوار کے ساتھ پتھروں ہی کی ایک بڑی شہ نشین بنی ہوئی تھی۔ اور اس شہ نشین کو مختلف رنگ کے پردوں سے سجایا گیا تھا۔ اور اس شہ نشین کے دائیں طرف سے گیلی مٹی کا تازہ بنا ہوا ایک مجسمہ کھڑا تھا۔ اور اس مجسمے کے دائیں طرف اور بہت سے مٹی کے مجسمے تھے اور ان مجسموں کے سر انسانی کھوپڑیوں کے تھے۔ یوناف نے یہ بھی دیکھا کہ وہ مجسمہ جو شہ نشین کے قریب تھا۔ جو تازہ بنا تھا اور اس کی مٹی ابھی گیلی تھی وہ مجسمہ صرف گردن تک کا تھا اور اس مجسمے کا سر نہ بنایا گیا تھا کچھ دیر تک یوناف حیرت و تعجب سے اس سارے ماحول کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے اپنے پہلو میں بیٹھے مکادو کو مخاطب کر کے پوچھا۔

مکادو! مکادو! کیا تم مجھے ان مجسموں کی تفصیل بتاؤ گے جن کے سر انسانی کھوپڑیوں کے ہیں۔ مکادو نے مسکراتے ہوئے کہا کیوں نہیں۔ ضرور بتاؤں گا سنو یوناف۔ یہ سامنے دیوار کے ساتھ جو شہ نشین بنی ہوئی ہے۔ پرانے بادشاہ کو مارنے اور نئے کو تخت نشین کرنے کی رسم اسی پر ادا کی جاتی ہے پرانا بادشاہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ اس شہ نشین پر آ کر بیٹھ جاتا ہے جب کہ نیا بادشاہ اکیلا ہی کرتا ہے۔ کیونکہ اس کے لیے ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ کنوارہ ہو اور بادشاہ بننے کے بعد شادی کرے کاروائی شروع کرنے سے قبل نئے بادشاہ سے اس کی خواہش پوچھی جاتی ہے اور جب وہ اپنی خواہش بتا چکتا ہے۔ تب پرانے بادشاہ اور اس کے اہل خانہ کو اس مندر کا بڑا پجاری قتل کر دیتا ہے اور بادشاہ کو قتل کرنے سے قبل مٹی کا ایک مجسمہ تیار کیا جاتا ہے اور بادشاہ کا کٹا ہوا سر اس بے سر کے گیلی مٹی کے مجسمے میں سر کی جگہ رکھ دیا جاتا ہے۔

یہ دیوار کے ساتھ جو مجسمے تم دیکھ رہے ہو جن کے سر انسانی کھوپڑیوں کے ہیں یہ سب کھوپڑیاں قدیم بادشاہوں کے کٹے ہوئے سر ہیں جو محفوظ کر لیے جاتے ہیں۔ یوناف نے بحیرت مکادو کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ایسا کیوں کیا جاتا ہے۔ مکادو پھر بولا۔ ان سرزمینوں کے اندر انسانی سر کی بڑی حرمت ہے۔ اس بنا پر ایک خاص تقدس کو اس عقیدے سے منسوب کیا جاتا ہے۔ یہاں کے لوگوں کا عقیدہ ہے۔ کہ انسانی جسم کے اندر تین روحیں ہوتی ہیں۔ اور سب سے پہلی اور اچھی روح جو الوسٹری کہلاتی ہے۔ وہ انسانی سر میں ہوتی ہے۔ اسی روح کے تقدس کے طور پر بادشاہ کے سر کو ان مٹی کے مجسموں پر محفوظ کر لیا جاتا ہے تاکہ سر کی روح خفا نہ ہو اور اپنی مرضی سے جب چاہے مرنے والے کے سر سے نکل کر چلی جائے۔

مکادو کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔ کیونکہ کچھ لوگ شہ نشین پر آ کر بیٹھ گئے تھے۔ یوناف نے دیکھا اس شہ نشین پر آ کر بیٹھنے والوں میں ایک بوڑھا انسان تھا۔ جو مغموم اور پریشان تھا۔ دوسرا ایک نوجوان تھا جس کے سر پر سنہری تاج تھا اور جو زرق برق لباس پہنے ہوئے تھا۔ جس سے سرخوشی اور زندگی کے خواہشات نمایاں تھیں۔ تیسرا ایک ایسا شخص تھا جو اپنے لباس اور حلیے سے کوئی پجاری اور ساحر لگتا تھا اور چوتھی ایک نوخیز لڑکی تھی جس کا قیمتی لباس دور سے چمک رہا تھا۔ وہ لڑکی پگھلی چھلکتی صبح جیسی نوخیز، ادھ کھلے پھول کے جوبن جیسی خوبصورت، نورس آواز اور ردھم جھنکار جیسی پرکشش، نقرئی آوازوں اور مترنم خواب جیسی سندر تاروں کے گیت جیسی تسکین اور لچکتی توس قزح جیسی خوش اندام تھی۔ یوناف نے اندازہ لگایا وہ شہ نشین پر بیٹھی ہوئی لڑکی مکادو کے خانہ بدوش قبیلے کے ساحر مارود کی بیٹی باسو سے بھی کئی گنا زیادہ خوبرو اور پری چہرہ تھی۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ لڑکی برف کی سل جیسی منجمد اور زمہریر فضاؤں جیسی سرد سی بیٹھی تھی۔ اس کے چہرے پر رات کی خاموشیوں جیسی سوچوں کا زہر تھا۔ گویا وہ کسی قہر کی تیر کا شکار ہو رہی ہو۔ اس کی آنکھوں میں کدورت ہی کدورت تھی جیسے وہ کسی کی عقل کج روی کی بھینٹ چڑھائی جانے والی ہو۔ اس کے علاوہ یوناف نے یہ بھی دیکھا کہ اس

---

1. ان انکشافات کا اظہار جارج فریزر نے اپنی کتاب گولڈن بوہ میں تفصیل کے ساتھ کیا ہے۔ ایسی رسومات افریقہ کے اندر رائج ہیں۔

یہ نشین کے اردگرد مسلح لوگ بھی آ کھڑے ہوئے تھے جن کے ہاتھوں میں برہنہ تلواریں تھیں۔ پھر یوناف اپنے اردگرد بیٹھے لوگوں کا خیال کرتے ہوئے مکادو کو مخاطب کرتے ہوئے سرگوشی اور رازداری میں پوچھا۔ مکادو! مکادو! یہ شہ نشین پر آ کر بیٹھ جانے والے لوگ کون ہیں اور اس رسم کی کارروائی جب شروع کی جائے گی۔ مکادو نے بھی رازداری میں کہا۔

سنو یوناف! شہ نشین پر آ کر بیٹھنے والوں میں سے جو بوڑھا انسان ہے اور اپنی جگہ پر ملول و مغموم بیٹھا ہوا ہے یہ یہاں کا پرانا بادشاہ ہے جسے قتل کیا جانا ہے۔ اور وہ جو اس کے ساتھ پتھر کی کسی مورتی کی طرح بے حس و حرکت اور حسین ترین لڑکی بیٹھی ہوئی ہے وہ اس قتل کیے جانے والے بادشاہ کی بیٹی ہے جس کا نام ساہمی ہے۔ اور یہ جو نوجوان تاج پہنے ہوئے بیٹھا ہے یہ نیا بادشاہ ہے اور اس کا نام زدن ہے اور جو شخص اس نئے بادشاہ کے پاس بیٹھا ہے وہ لوبر دیوتا کے مندر کا بڑا پجاری بریون ہے ——— مکادو کہتے کہتے اچانک خاموش ہو گیا کیونکہ لوبر دیوتا مندر کا بڑا پجاری بریون اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اس موقع پر مکادو نے فوراً یوناف کے کان میں سرگوشی کی یوناف یوناف! اب خاموشی سے دیکھتے جاؤ۔ کیونکہ اس قدیم رسم کی ابتداء ہو رہی ہے۔ تم دیکھتے ہو کہ بڑا پجاری اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا ہے۔

یوناف بڑی توجہ اور انہماک سے اس طرف دیکھنے لگا تھا۔ بڑے پجاری بریون نے اٹھ کر نئے اور نوجوان بادشاہ سے اس کی خواہش پوچھی۔ جس کے جواب میں اس نئے بادشاہ زدن نے پرانے بادشاہ کی حسین و جمیل بیٹی ساہمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اسی کی موت معاف کر دی جائے کہ میں اس سے شادی کروں گا۔ اس پر بڑے پجاری نے باہر کھڑے محافظوں کو اشارہ کیا۔ وہ پرانے بادشاہ کو پکڑ کر شہ نشین سے پیچھے لے گئے۔ اس موقع پر حسین ساہمی نے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا تھا۔ شاید وہ اس دلخراش منظر کو دیکھنا نہ چاہتی تھی۔ ان محافظوں نے فوراً پرانے بادشاہ کی گردن کاٹ کر اس کا سر گیلی مٹی کے بنے ہوئے بے سر کے بت پر رکھ دیا اور بادشاہ کے دھڑ کو ایک گڑھے میں ڈال کر زمین میں دفن کر دیا۔ جب یہ ساری کارروائی ہو چکی تب کہیں جا کر حسین ساہمی نے اپنے چہرے سے اپنے ہاتھ ہٹائے تھے۔ بڑا پجاری اس بار ساہمی کے قریب آیا۔ اس بار اس کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ تھی اور اس نے ساہمی کو مخاطب کرتے ہوئے بلند آواز میں پوچھا۔

اے ساہمی! کیا تو نئے بادشاہ زدن کی بیوی بننے پر رضامند ہے۔ اس استفسار پر ساہمی کی حالت ساعتوں پر چیختی شام کی پاگل ہواؤں اور وقت کی آنکھوں میں بکھر پھیل جانے والی کاجل جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ اس نے باری باری بڑے پجاری اور نئے بادشاہ زدن کی طرف ایسے انداز میں دیکھا گویا وہ ان دونوں کے لیے اجل کی ہم نفس اور قیامت بردوش بن جانے کا عزم کر چکی ہو۔ پھر اس کے ساتھ ہی اس نے بلند آواز میں کہا۔ نہیں ہرگز نہیں۔ میں اس زدن کے ساتھ کبھی اور کسی بھی وقت شادی پر آمادہ نہیں ہو سکتی۔ اے بڑے پجاری میں تم سے، اس زدن سے اس دیوتا لوبر سے یہاں تک کہ یہاں کی ساری رسومات سے بھی نفرت کا اظہار کرتی ہوں۔ میں ایسے شخص کے ساتھ شادی کرنے سے انکار کرتی ہوں جس کے سر پر میرے باپ کے خون میں ڈبو کر تاج رکھا گیا ہو۔ ایسے شخص سے شادی کی پیش کش میری ذات کی توہین ہے۔

ساہمی کے اس فیصلے پر بڑے پجاری بریون نے جب سوالیہ آواز میں نئے اور نوجوان بادشاہ زدن کی طرف دیکھا تو زدن نے چند ساعتوں کے توقف اور فکر و غور کے بعد کہا اس ساہمی کو لوبر دیوتا کی عمارت میں اسیر کر دیا جائے اور اگر آج شام تک اپنے الفاظ واپس لے کر میرے ساتھ شادی پر آمادہ نہیں ہوتی تو اس کی گردن کاٹ دی جائے۔ بڑے پجاری بریون نے اس موقع پر وہاں کھڑے مسلح محافظوں کو سرگوشی کے انداز میں کچھ کہا جس کے جواب میں وہ محافظ حسین ساہمی کو پکڑ کر وہاں سے لے گئے تھے۔ اس کے بعد بڑے پجاری بریون نے اس رسم کے خاتمے کا اعلان کر دیا۔ جس کے جواب میں لوگ وہاں سے اٹھ کر اپنے گھروں کو چل دیئے تھے اس موقع پر یوناف نے مکادو کے کان میں سرگوشی کی۔

مکادو! مکادو! اس ساہمی نام کی حسین و جمیل لڑکی نے کیا عمدہ اور خوب جواب بڑے پجاری اور نئے بادشاہ کو دیا ہے۔ اس نے واقعی میرے خیالات کی ترجمانی کر کے رکھ دی ہے۔ مکادو نے فوراً یوناف کو تنبیہ کرتے ہوئے کہا۔ آہستہ بولو۔ ایسی گفتگو اگر کسی نے سن لی تو ہم دونوں کا ہی خاتمہ کر کے رکھ دیا جائے گا۔ جواب میں یوناف تھوڑی دیر کے لیے مسکراتا رہا۔ پھر اس نے کسی قدر سنجیدگی میں کہا۔ مکادو مکادو! تم پانی کو لے کر اپنے خیموں کی طرف جاؤ۔ مکادو۔ میں ذرا اس جزیرے اور اس کے اندر لوبر دیوتا کے مندر کی ان قدیم عمارتوں کا جائزہ لوں گا۔ مکادو نے اس بار کانپتی اور خوف زدہ سی آواز میں تنبیہ کی۔ ایسی حماقت ہرگز نہ کرنا یوناف! تم ان سرزمینوں میں اجنبی ہو اگر تم پر کسی نے شک کر لیا کہ تمہارا تعلق یہاں کے

لوگوں کے دشمنوں سے ہے تو تم ناحق دھر لیے جاؤ گے لوگ تمہیں نئے بادشاہ کے سامنے پیش کر دیں
گے۔ تو وہ تمہیں اسیری کی ایسی سزا دے دیگا جس میں رہائی کا کوئی تصور تک بھی نہیں کیا
جاسکتا۔

یوناف نے بڑی نرمی اور سرگوشی میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ مکادو! مکادو! تم جانتے
ہو کہ میں ایک مافوق الفطرت اور دور دراز دست انسان ہوں یہ تمہارا بوڑھا پجاری اور تمہارا
یہ نیا بادشاہ زردن دونوں ہی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ سنو مکادو! میں نیکی کا ایک نمائندہ ہوں
اور اس جزیرے کے اندر میں نیکی ہی کے ایک کام کی ابتداء کرنے والا ہوں۔ سنو میں اس حسین و
جمیل شہزادی سامی کی رہائی کا سامان کروں گا۔ میں جانتا ہوں کہ یہ لڑکی جان دے دے گی
پر نہ تو یہ اپنے کہے ہوئے الفاظ واپس لیگی نہ ہی یہ زردن سے شادی پر آمادہ ہو گی۔ لہٰذا میں
اسے اس کے ناکردہ گناہوں کی سزا نہ ہونے دوں گا۔ میں آج شام تک اس سامی کو مرنے
نہ دوں گا۔ میں اس کی جان بچاؤں گا۔ اسے اس کی اسیری سے نجات دوں گا۔ اور اسے قید
سے نکال کر میں تمہارے خیمے میں لے کر آؤں گا۔ لہٰذا تم پانچی کو لے کر اپنے خیموں کی طرف
چلو اور پھر تھوڑی دیر تک دیکھنا۔ ان سرزمینوں کے اندر میں اپنا کیا کمال دکھاتا ہوں۔

یوناف جب اپنی بات مکمل کر چکا تو مکادو نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔ یوناف یوناف
ایسا کام کرنا تو دور کی بات اس سے متعلق سوچنا بھی ترک کر دو۔ میں تمہیں یہی مشورہ دوں
گا۔ اول تو شہزادی سامی کو مندر کی اسیری سے نکالنا ہی مشکل ترین بلکہ ناممکن ہے۔ اور
اگر تم ایسا کرنے میں کسی طور کامیاب ہو بھی گئے۔ تب بھی سن رکھو کہ تم اور سامی دونوں بچ
نہ سکو گے۔ اس لیے کہ مندر کے پجاری اور محافظ ہر بو سونگھ لینے والے درندوں کی طرح تم
دونوں کا تعاقب کریں گے۔ اور تم دونوں کیسی ہی محفوظ جگہ کیوں نہ چلے جاؤ۔ وہ تم دونوں
کو ڈھونڈ کر ٹھکانے لگا دیں گے۔ لہٰذا میں تمہیں یہی مشورہ دوں گا کہ اس کام سے باز رہو کہ
اس میں تمہاری فلاح اور سلامتی ہے تم ایک ایسے کام کا ارادہ کر رہے ہے۔ جو ان سرزمینوں کے
اندر آج تک کسی نے نہیں کیا۔ اس لیے کہ ایسا کرنا یہاں کی قدیم رسم و رواج سے بغاوت
اور لوبیر دیوتا کے خلاف بغاوت تصور کیا جاتا ہے۔ یوناف! یوناف تم میرے ساتھ میرے
خیمے میں چلو اور سامی کو اسیری سے نکالنے کے ارادے کو بھول جاؤ۔

اپنی بات مکادو نے ختم کر کے غور سے یوناف کی طرف دیکھا۔ شاید وہ یوناف

کے چہرے پر اس گفتگو کا رد عمل دیکھنا چاہتا تھا۔ پر یوناف کے چہرے پر دور دور تک
سکون ہی سکون اور بے فکری ہی بے فکری تھی۔ پھر یوناف نے سیال اور کوندتی تلملاہٹ
جیسے انداز میں کہا۔ اے مکادو! میں جو ارادہ کر لیتا ہوں اسے کر گزرتا ہوں۔ تم میرے
متعلق فکر مند نہ ہو۔ لوبیر دیوتا کے پجاریوں نے سامی کے سلسلے میں اگر مجھ سے ٹکرانے
کی کوشش کی تو میں ان کی حالت تم میں سگتے الفاظ اگلوں میں تپاتے باب اور احساسِ شکست کی
تر جیسی کر کے رکھ دوں گا۔ بس اب تم پانچی کو لے کر اپنے خیموں کی طرف چلے جاؤ۔ اور مجھے
اس کام کی ابتداء کرنے دو۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میرے اس کام سے نہ تم پر کوئی حرف آئے
گا اور نہ میری ذات کو کوئی نقصان پہنچے گا۔ اب تم اس موضوع پر مزید گفتگو نہ کرنا۔
مکادو جواب میں خاموش رہا۔ اور اپنی بیوی کو لے کر آگے بڑھ گیا۔

مکادو کے چلے جانے کے بعد یوناف تھوڑی دیر تک وہاں خاموش کھڑا رہا۔ پھر اس نے رازدارانہ انداز میں پکارا ایبلکا! ایبلکا! تم کہاں ہو۔ کہ جواب میں ایبلکا نے یوناف کی گردن پر اپنا حریری لمس دیا پھر اس کی ایک نگن ایک تڑپ سے بھرپور اور نغمگی کے اڑتے رنگوں میں ڈوبی راگوں کی آہٹ جیسی آواز سنائی دی۔ یوناف! میرے حبیب! کہو کیا بات ہے یوناف نے بھی جواب میں الفاظ کے آئینوں میں اترتی ہوئی آواز میں کہا۔ ایبلکا! ایبلکا! کیا تم تھوڑی دیر پہلے ادا کی جانے والی رسم کو دیکھتی رہی ہو۔ ایبلکا نے پھر رنگوں کی صدا اور خوشبوؤں کی آواز میں کہا۔ میں اس قدیم، فرسودہ اور ظالمانہ وغیر فطری رسم کی ساری کاروائی دیکھ چکی ہوں۔ کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ میرا اندازہ ہے کہ تم میرے ساتھ حسین و جمیل شہزادی سامی سے متعلق گفتگو کرنا چاہو گے۔ اس لیے کہ میں تمہارے اور مکادو کے درمیان ہونے والی گفتگو بھی سن چکی ہوں۔ اور مجھے امید ہے کہ میرا اندازہ غلط نہ ہوگا۔

یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تمہارا اندازہ درست ہے ایبلکا! میں چاہتا ہوں تم ذرا سامی کی خبر لو کہ لوبیر دیوتا کے اس مندر کی عمارت میں کہاں اور کس جگہ اسیر کر دی گئی ہے تاکہ میں اسے وہاں سے نکال کر اس کی جان بچا سکوں۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ معصوم لڑکی جاہلانہ رسومات اور ظالمانہ نظام کی بھینٹ چڑھ جائے۔ ایبلکا نے مسرت کے رنگ اور احساسات کی خوشیاں بکھرتی آواز میں کہا۔ تم درست کہتے ہو! یوناف! سامی کی مدد کرنا میرا فرض بنتا ہے۔ اور اس معاملے میں مکمل طور پر میں تم سے اتفاق کرتی ہوں۔ پر اے یوناف! تم نے تو ارادہ کیا تھا کہ تم مکادو کے خانہ بدوش قبیلے میں رہ کر افریقہ کے قدیم رسومات کا مطالعہ کرو گے۔ اب سامی کو یہاں سے نکال کر تم کدھر کا رخ کرو گے۔

یوناف نے مسکراتی ہوئی آواز میں کہا۔ میں نے سامی کو نکال کر کہاں جانا ہے۔ اسے

اس مندر کی اسیری سے نکال کر میں اسے مکادو کے خیمے میں ہی رکھوں گا۔ اور مکادو کو اس بات پر آمادہ کرنے کی کوشش کروں گا کہ وہ دو ایک روز تک یہاں سے کوچ کر جائے تاکہ سامی کو لے ہم یہاں سے دور نکل جائیں۔ اس پر ایبلکا نے اندیشوں اور وسوسات میں ڈوبی ہوئی آواز میں پوچھا۔ اگر سامی نے یہ سرزمین چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ تب! یوناف نے پھر اعتماد لہجے میں کہا۔ اے ایبلکا! ہم اپنی کوشش کر دیکھتے ہیں۔ اگر وہ ہمارے ساتھ جانے پر آمادہ ہو گئی تو اس میں اس کی بہتری ہے۔ اور اگر اس نے ہمارے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ تو ہمارا کیا جائے گا۔ اس کا اپنا ہی نقصان ہے۔ ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ کر یہاں سے کوچ کر جائیں گے۔ اس پر ایبلکا فیصلہ کن انداز میں بولی۔ اچھا یوناف۔ تم یہیں رک کر میرا انتظار کرو۔ میں مندر کی عمارت میں جا کر سامی کا پتہ لگاتی ہوں اور پھر واپس آ کر تمہیں خبر کرتی ہوں۔ ایبلکا یوناف کی گردن سے علیحدہ ہو کر چلی گئی جب کہ یوناف وہیں رک کر اس کا انتظار کرنے لگا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد ایبلکا نے پھر یوناف کی گردن پر لمس دیا اور بولی یوناف! سامی اس وقت لوبیر دیوتا کے مندر دائیں جانب کے ایک سنگلاخ کمرے کے اندر بند ہے۔ اس پر کڑا پہرہ ہے اور بار بار اس سے پوچھا جاتا ہے کہ وہ نئے بادشاہ سے شادی پر تیار ہے یا نہیں پر وہ برابر انکار کیے جا رہی ہے تم اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاؤ میں اس کمرے تک تمہاری راہنمائی کرتی ہوں۔ جس کے اندر اس وقت حسین سامی بند ہے۔ ایبلکا کے کہنے پر یوناف فوراً اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتا ہوا وہاں غائب ہوا مندر کی عمارت کی طرف گیا تھا۔

اچانک یوناف مندر کے اس کمرے میں نمودار ہوا جس کے اندر سامی بند تھی۔ سامی نے جو یوناف کو یوں اپنے کمرے میں نمودار ہوتے دیکھا تو حیرت و تعجب میں اس کی حالت ایسی ہو گئی تھی گویا اس کی رگوں کے اندر لہو اچھلنے لگا ہو۔ تھوڑی دیر تک وہ بڑی حیرت سے یوناف کی طرف دیکھتی رہی۔ پھر اس نے عقیدت بھری آواز میں پوچھا۔ اے اجنبی! آپ کون ہیں۔ میں دیکھتی ہوں کہ جس کمرے کے اندر میں اس وقت بند ہوں اس کے سارے دروازے بند ہیں پھر آپ کیسے اس کمرے میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ یوناف سامی کے قریب آیا اور بڑی نرم آواز اور اپنائیت کے پیرائے میں اس نے کہا۔ سامی! سامی! تم خوف زدہ نہ ہو۔ میں تمہارا ہمدرد اور غریب آشنا ہوں اور تمہیں اس اسیری سے نکال کر ظلم و تعدی سے دور لے جانا چاہتا ہوں۔

جہاں تم پرامن ماحول میں آزادی اور بے فکری کے ساتھ اپنی مرضی کے مطابق زندگی بسر کر سکو۔

سنو ساجی! تم میری اس حالت پر خوف زدہ نہ ہو۔ میرا نام یوناف ہے۔ میں ایک مافوق الفطرت انسان ہوں اور پردہ کام کر گزرنے کی صلاحیت رکھتا ہوں جسے بظاہر انسانی تظر مشکل اور ناممکن تصور کرتی ہے۔ یوناف کے اس انکشاف پر حسین ساجی کی حالت خوشی اور مسرت میں کیف و مستی، بلندی کی رفعت اور سحر کے سیل جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ پھر یوناف کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے اس نے اپنی سپنوں کے گیتوں جیسی آواز میں کہا۔ حیرت ہے۔ آپ تو میرا نام تک بھی جانتے ہیں۔ یوناف پھر بولا۔ اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔ میں تو جہالت و ظلم پر مبنی وہ رسومات بھی دیکھ چکا ہوں جس میں پرانے بادشاہ کو قتل کر کے نیا بادشاہ مقرر کر دیا ہے اور نئے بادشاہ سے شادی نہ کرنے کے جرم میں تمہیں اس مندر کی عمارت میں اسیر بنا دیا گیا۔

ساجی! ساجی! سنو! میں تمہیں مرنے نہ دوں گا۔ میں تمہارے پھول جسم، مہتاب چہرے اور گوہر شب تاب جیسی جوانی کو ان لوگوں کے ہاتھوں تباہ و برباد نہ ہونے دوں گا۔ میں تمہیں یہاں سے نکال باہر لے جاؤں گا۔ سنو ساجی! کیا تم میرے ساتھ جانے پر آمادہ ہو۔ یوناف کے اس سوال پر حسین ساجی کے چہرے پر خوشگوار اور تمناؤں کی چاندنی جیسی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ اس کی نگاہوں میں صدیوں کی ان کہی داستانیں بکھر گئی تھیں۔ پھر وہ یوناف سے کچھ کہنے والی تھی کہ باہر سے کمرے کا دروازہ کھولنے کی آواز سنائی دی۔ ساجی فوراً چونک سی پڑی اور یوناف سے کہا۔ اے اجنبی! آپ یہاں سے چلے جائیں۔ اس کمرے کا دروازہ کھولا جا رہا ہے۔ اگر ان لوگوں نے آپ کو اس کمرے میں دیکھ لیا تو میرے ساتھ وہ آپ کا کام بھی تمام کر دیں گے۔ اور میں ایسا نہیں چاہتی۔

یوناف نے ساجی کو ڈھارس دیتے ہوئے کہا۔ ساجی! تم فکرمند نہ ہو۔ میں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لانے لگا ہوں۔ اگر تم میرا ساتھ دینے پر آمادہ ہو تو آگے بڑھ کر میرا ہاتھ تھام لو۔ پھر دیکھو کیا رونما ہوتا ہے۔ ساجی فوراً آگے بڑھ کر یوناف کے قریب کھڑی ہوئی اور اس کا ہاتھ تھام لیا۔ اتنے میں اس کمرے کا دروازہ کھلا اور دو پجاری اس کمرے میں داخل ہوئے۔ دونوں نے حیرت اور پریشانی میں اس کمرے میں ادھر ادھر دیکھا۔ پھر ایک نے دوسرے کو مخاطب کر کے کہا۔ تحیر اور حیرانی کی بات ہے کہ کمرہ خالی پڑا ہے اور ساجی غائب ہے۔ آخر وہ کہاں چلی گئی۔ کیا وہ کسی اپسرا کی طرح غائب ہو گئی۔ یا کوئی اسے یہاں سے نکال لے بھاگا ہے۔ اس گفتگو کے جواب میں دوسرے پجاری نے کہا۔ آخر ساجی کہاں گئی کیا وہ آسمان کی طرف صعود کر گئی یا زمین میں اسے

نگل گئی۔ آؤ بڑے پجاری کو اس کی اطلاع کریں۔ اور اس کے ساتھ ہی دونوں پجاری مزید کچھ کہے بغیر وہاں سے نکل گئے تھے۔

ان دونوں پجاریوں کے جانے کے بعد ساجی نے مشفق رنگ سحر کے سے انداز میں یوناف کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ یہ کیا معاملہ ہوا کہ یہ دونوں پجاری اس کمرے میں مجھے آپ کے ساتھ دیکھ نہیں سکے حالانکہ اس کمرے میں آپ کے ساتھ میں ان کے سامنے کھڑی رہی۔ یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا۔ میں نے تمہیں کہا نہ تھا کہ میں ایک مافوق الفطرت انسان ہوں اور یہ میرا ہی کمال ہے۔ اور وہ دونوں پجاری تمہیں دیکھ نہیں سکے۔ اور دیکھتی جاؤ۔ اب میں تمہیں اپنا دوسرا کمال دکھاتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی یوناف پھر اپنی قوتوں کو حرکت میں لایا۔ ساجی نے اپنے آبگینہ بدن میں ایک جھٹکا سا محسوس کیا اور اس کے ساتھ اس نے دیکھا کہ وہ چمڑے کے ایک بہت بڑے خیمے کے اندر کھڑی تھی۔ اس پر ساجی نے چونک کر پوچھا۔

یہ کیا چکر ہے۔ اور یہ مندر کی عمارت سے نکل کر میں کسی خیمے میں آ گئی ہوں۔ یوناف بولا ساجی! ساجی! یہ سانگا نام کے ایک خانہ بدوش قبیلے کے سردار کا خیمہ ہے۔ اس سردار کا نام مکادو اور اس کی بیوی کا نام پانچی ہے۔ یہ خانہ بدوش قبیلے نئے بادشاہ کی تاجپوشی کی رسم میں شرکت کے لیے یہاں آیا ہے اور اب یہاں سے کوچ کر جائے گا۔ اب تم اسی خیمے میں رہو گی۔ پھر یوناف نے زور زور سے پکارا۔ مکادو! مکادو! پانچی! پانچی! تم دونوں کہاں ہو۔ بھاگ کر ادھر آؤ اور دیکھو کون تمہارے خیمے میں آیا ہے۔

چند ہی ساعتوں بعد مکادو اور پانچی بھاگتے ہوئے جب اس کمرے میں داخل ہوئے اور ان دونوں نے یوناف کے ساتھ وہاں اپنے خیمے کے کمرے میں ساجی کو بھی دیکھا تو وہ دونوں چونک سے پڑے پھر مکادو نے گہرے تحیر میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اے عظیم یوناف! یہ تم ساجی کو مندر کی اسیری سے نکال کر یہاں لانے میں کیسے اور کس طرح کامیاب ہو گئے ہو۔ اور اگر ساجی کو تلاش کرتے ہوئے بادشاہ کے کارندے یا مندر کے پجاری ادھر آ نکلے تو پھر ہم سب کا کیا بنے گا۔ سن رکھو اگر ایسا ہو گیا تو ساجی کے ساتھ ساتھ ہم سب کو بھی مصلوب کر کے رکھ دیا جائے گا۔

یوناف نے مکادو کو ڈھارس اور تسلی دی۔ مکادو! مکادو! تم بے فکر رہو اگر بادشاہ کے کارندے یا مندر کے پجاری ادھر آ بھی گئے تو وہ ساجی کو تلاش کرنے میں کامیاب نہ ہو سکیں

خوشیاں اور راحتیں بکھر گئی تھیں۔ اس پرسکون ماحول میں ان چاروں نے مل کر کھانا کھایا۔ پھر اس سے تھوڑی ہی دیر بعد سانگا نام کا وہ خانہ بدوش قبیلہ دریائے کانگو کے کنارے سے کوچ کر گیا تھا۔

گے۔ اس لیے جب ساجی ہی انہیں نہ ملے گی تو تم پر کوئی مصیبت آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اگر میری ان باتوں پر تمہیں یقین نہ ہو تو ساجی سے پوچھ لو کہ کیا مندر کے پجاری یا بادشاہ کے کارکن اسے تلاش کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

یوناف کے اس انکشاف پر مکادو نے غور سے ساجی کی طرف دیکھا اور ابھی وہ ساجی سے کچھ پوچھنا ہی چاہتا تھا کہ ساجی خود ہی بول پڑی اور کہا۔ یوناف ٹھیک کہتا ہے۔ اگر بادشاہ کے کارکن یا مندر کے پجاری مجھے تلاش کرتے ہوئے تمہارے خیمے میں بھی آن گھسیں تب بھی وہ مجھے نہ پا سکیں گے۔ اس لیے کہ مندر کی اس عمارت سے نکالتے وقت تو یوناف نے مجھے انسانی آنکھ سے ہی اوجھل کر دیا تھا اور خود بھی انہیں دکھائی نہ دیا تھا۔ لہٰذا اس کے ہوتے ہوئے کیونکر مجھے تلاش کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ ساجی کی اس گفتگو پر مکادو اور سپانچی مطمئن ہو گئے تھے۔ پھر یوناف نے مکادو کو مخاطب کر کے کہا۔

اے مکادو! اب تو میری ایک بات مان۔ اپنے قبیلے کے ساتھ آج ہی یہاں سے کوچ کر جا۔ اسی میں تیری اور ہماری بہتری ہے۔ مکادو مسکرایا اور اپنے سر کو اثبات میں ہلاتے ہوئے کہنے لگا۔ تم ساجی اور سپانچی کے ساتھ خیمے میں ہی رہو۔ میں قبیلے کے سرکردہ لوگوں سے بات کر کے لوٹتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی مکادو بڑی تیزی کے ساتھ خیمے سے نکل گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد مکادو لوٹ کر آیا۔ وہ ہشاش بشاش تھا۔ پھر وہ اس جگہ آیا جہاں یوناف، ساجی اور سپانچی بیٹھے ہوئے تھے۔ انہیں مخاطب کر کے مکادو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

یوناف! یوناف! سارے ہی کام سیدھے ہو گئے ہیں۔ اول یہ کہ ہمارا قبیلہ ابھی تھوڑی دیر تک یہاں سے کوچ کرے گا۔ دوئم یہ کہ سامی سے متعلق لوبیر دیوتا کے پجاریوں نے ایک عجیب اور انوکھی بات اڑا دی ہے۔ ساجی کے غائب ہونے پر یہ خبر جب پجاریوں نے جا کر بڑے پجاری سے کہی۔ تو اس نے یہ فیصلہ دے دیا ہے کہ لوبیر دیوتا کو ساجی کا قتل منظور نہیں ہے۔ لہٰذا دیوتا نے ساجی کو غائب کر دیا ہے جب کہ مندر کا وہ کمرہ ایسے کا ویسا ہی مقفل رہا جس میں ساجی کو بند کیا گیا تھا۔ بڑے پجاری کے اس فیصلے کو منادی کے ذریعے جگہ جگہ اعلان کر دیا گیا ہے۔ کچھ منادی ہمارے قبیلے میں بھی آئے تھے۔ لہٰذا اب ساجی کو تلاش نہ کیا جائے گا۔

مکادو کے اس انکشاف پر ساجی کے چہرے پر دور دور تک اطمینان میں ڈوبا

○

یمن میں حاشث لایش کے بعد اس کا بیٹا ابرہہ بن الحارث تخت نشین ہوا تھا۔ یہ بادشاہ انتہا کا بہادر اور جنگجو تھا۔ یہ بڑا منتظم اور جہاندیدہ تھا۔ اس نے سب سے پہلے اپنے لشکر کو منظم کیا توسیع سلطنت کی خاطر اپنے اطراف میں لشکر کشی کی۔ اس نے مغرب کی طرف یلغار کی اور ایسے منظم طریقے سے حملہ آور ہوا کہ دور تک وسیع زمینوں اور علاقوں کو فتح کرتا چلا گیا تھا۔ یہاں تک کہ اپنے لشکر کے ساتھ یہ ظلمات میں جا داخل ہوا۔

لیکن ظلمات میں داخل ہونے کے بعد اسے خوف پیدا ہوا کہ مبادا اس کا لشکر تاریکی میں گم ہو جائے اور اس کی یہ عظیم مہم اور بہترین کارکردگی گمنام ہو کر ہی نہ رہ جائے۔ للہٰذا اپنے لشکر کو انتشار اور گمشدگی سے بچانے کے لیے اور اپنے مرکز کے ساتھ اپنی رسد و کمک کا سلسلہ استوار رکھنے کی خاطر اس نے ایک بہترین طریقہ کار استعمال کیا۔ اس نے جس طرف یہ جاتا تھا میلوں کے نشانات لگا دیئے۔ اور ان نشانات پر اس نے روشنی کا بھی انتظام کیا۔ تاکہ لشکر جب اپنی مہم سے واپس جانا چاہے تو واپسی میں اسے کوئی دقت اور دشواری نہ ہو۔ یوں اس نے وسیع علاقوں کو فتح کیا۔ ابرہہ الحارث کے بعد اس کا بیٹا فریقیس بن ابرہہ تخت نشین ہوا تھا۔

○

بنی اسرائیل کا طاقتور ترین انسان سمسون غزہ شہر سے نکل کر وادی سورق میں میں آ پہنچ گیا تھا یہاں اس نے ایک ایسی لڑکی کو دیکھا۔ جو اس علاقے میں سب سے زیادہ خوبصورت اور دلکش تھی اور اس لڑکی کا نام دلیلہ تھا۔ پس سمسون نے اس لڑکی کو اپنے لیے پسند کر لیا اور ارادہ کر لیا کہ وہ اس لڑکی سے شادی کر کے وادی سورق میں اپنا گھر بسائے گا اور وہیں آباد ہو کر رہ جائے گا۔ اس مقصد کے لیے۔ اس نے دلیلہ کے رشتہ داروں سے بات کی انہیں جب خبر ہوئی

کہ سمسون جیسا شہ زور اور طاقتور انسان دلیلہ کا رشتہ مانگتا ہے تو وہ خوش ہوئے اور انہوں نے اپنی اسی خوشی کے اظہار کے طور پر دلیلہ کی شادی سمسون سے کر دی تھی۔ دوسری طرف جب فلسطیوں کے سرداروں کو خبر ہوئی کہ سمسون نے ان کی دلیلہ نام کی ایک لڑکی سے شادی کر لی ہے۔ تو انہوں نے سمسون کو اپنے سامنے زیر و مغلوب کرنے اور اس سے انتقام لینے کا ایک منصوبہ تیار کیا۔

اس منصوبے کی تکمیل کے لیے وہ تاک میں رہے اور ایک روز جب دلیلہ اس گھر میں اکیلی جو سمسون نے اس کے لیے بنایا تھا اور خود سمسون شکار کے لیے باہر گیا ہوا تھا۔ پس فلسطیوں کے یہ سردار سمسون کی بیوی دلیلہ کے پاس آئے۔ پہلے وہ اس سے ہمدردی، شفقت اور نرمی کی چکنی چپڑی باتیں کرتے رہے۔ پھر ایک سردار نے دلیلہ کو مخاطب کر کے کہا اے دلیلہ! تو فلسطی قوم کی بیٹی ہے۔ اور تجھ پر اس کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے جس میں فلسطی قوم کی بہتری ہو۔ ہم دیکھتے ہیں کہ تو نے بنی اسرائیل کے سمسون سے شادی کر لی ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ سمسون اس وقت دنیا کا طاقتور ترین انسان ہے۔ گو ماضی میں اس سمسون نے فلسطیوں کو بہت نقصان پہنچایا ہے اور ہم نے اس سے انتقام لینے کی بھی ٹھان لی تھی۔ لیکن اب چونکہ سمسون نے تم سے شادی کر لی ہے۔ للہٰذا ہم نے اس انتقام کو فراموش کر دیا ہے۔ لیکن ہم یہ ضرور چاہیں گے کہ سمسون کی نسبت سے تم ہمارے لیے ایک کام کر دو۔

دلیلہ نے جب یہ جانا کہ فلسطی سردار اب سمسون سے انتقام نہیں لینا چاہتے تو وہ بیحد خوش ہوئی اور مسرت و طمانیت کا اظہار کرتے ہوئے اس نے ان فلسطی سرداروں سے پوچھا میں سمسون کی نسبت سے تمہارے لیے کیا کام سرانجام دے سکتی ہوں۔ اس بار ایک دوسرے فلسطی سردار نے کہا۔ اے دلیلہ! تو جانتی ہے کہ گزرے ہوئے دنوں میں سمسون اپنی طاقت اور شہ زوری کی نا پر فلسطیوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچاتا رہا ہے۔ اب جب کہ ہم سمسون سے انتقام کو تمہاری خاطر بھول چکے ہیں تو اب ہم صرف یہ جاننا چاہتے ہیں کہ سمسون کی اس غیر معمولی طاقت اور شہ زوری کا کیا راز ہے۔ اگر اے دلیلہ! یہ کام تم ہمارے لیے کر دو تو ہم میں سے ہر سردار تجھے چاندی کے گیارہ سو سکے دے گا اور اس طرح تم فلسطیوں کی امیر ترین عورتوں میں شمار کی جانے لگو گی۔ اس پر دلیلہ نے کچھ سوچا پھر اس نے مطمئن انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اے فلسطی سردارو! میں تمہاری خاطر یہ کام ضرور سرانجام دوں گی۔

اس پر فلسطی سردار خوش ہوئے اور ایک نے کہا۔ اے دلیلہ! ہمارے کچھ آدمی تیرے گھر کے

اطراف میں رہیں گے۔ سمسون جب شکار سے لوٹے تو تو اس سے اس کی شہزوری کا بھید معلوم کرنے
کی کوشش کرنا، اور جب تو اس بھید کو جان جائے تو ہمارے آدمیوں کے ذریعے ہمیں اس کی اطلاع کر
دینا پھر ہم آئیں گے اور دیکھیں گے کہ سمسون کی شہ زوروں کا کیا ہے۔ دلیلہ کے ساتھ اپنا یہ معاملہ
حسن وخوبی اور کامیابی سے طے کرنے کے بعد فلسطی سردار یہاں سے چلے گئے تھے۔
سمسون جب شکار سے لوٹا تو دلیلہ نے اس سے پوچھا۔ اے سمسون! اب جب کہ میں تمہاری
بیوی ہوں تو کیا تم مجھے یہ نہ بتاؤ گے کہ تمہاری اس غیر معمولی طاقت وقوت کا کیا راز ہے۔ اس
استفسار پر سمسون نے دلیلہ کو ٹالنے کے لیے کہا۔ اگر کوئی مجھے سات ہری ہری بیدوں سے باندھ
دے جو سکھائی نہ گئی ہوں۔ میں کمزور ہو کر عام آدمیوں جیسا ہو جاؤں گا۔
پس دلیلہ نے اس انکشاف کی اطلاع فلسطی سرداروں کو کر دی۔ سو وہ سردار سات ہری
ہری بید کی چھڑیاں جو ابھی سکھائی نہ گئی تھیں دلیلہ کے پاس لے آئے اور اس سے کہا۔ کہ تو ان چھڑیوں
سے سمسون کو باندھ دے اور جب تو ایسا کر چکے تو ہمیں آواز دے تاکہ تمہارے گھر میں گھات
لگا کر بیٹھے ہمارے آدمی دیکھ سکیں کہ کیا واقعی اس طریقہ کار سے سمسون اپنی طاقت وقوت میں عام
آدمیوں جیسا ہو گیا ہے۔ دلیلہ نے ان سرداروں کا کہا مانا اور ان کو اس نے بید کی ان چھڑیوں سے باندھ دیا اور
ایسا کرنے کی خبر اس نے فلسطی سرداروں کو بھی کر دی۔ اس کے بعد وہ ان کے پاس آئی اور اسے مخاطب کر کے
اس نے کہا۔ اے سمسون فلسطی تجھ پر چڑھ آئے ہیں تاکہ تم پر حملہ آور ہو کر تجھ سے انتقام لیں۔ اس پر سمسون فوراً اٹھ کھڑا
ہوا بید کی وہ ساتوں چھڑیاں جن میں وہ بندھا ہوا تھا وہ اس نے کچھ اس آسانی اور سرعت میں توڑ دیں جیسے سن
کا سوت آگ پاتے ہی ٹوٹ جاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی سمسون تیزی سے مستعد ہو کر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔
فلسطیوں نے جب یہ دیکھا تو وہ جان گئے کہ سمسون ویسے کا ویسا ہی ہے اور اسے بید کی
ان چھڑیوں سے باندھ دینے کے باعث اس کی طاقت وقوت ختم نہیں ہو گئی۔ للہذا وہ دلیلہ سے گلہ
شکوہ کرنے کے بعد واپس چلے گئے۔ تب دلیلہ نے شکایت آمیز لہجے میں سمسون کو مخاطب کر کے
کہا۔ اے سمسون! تو نے میرے ساتھ دھوکہ کیا اور مجھ پر اعتبار نہ کیا حالانکہ میں تیری بیوی ہوں پر تو
نے مجھے اپنی اس غیر معمولی قوت کا بھید نہ بتایا۔ کاش تو ایسا نہ کرتا۔ اس پر سمسون نے پھر دلیلہ کا
دل رکھنے کی خاطر کہا۔ اے دلیلہ! اگر مجھے نئی رسیوں سے جو اس سے قبل کام میں نہ لائی گئی ہوں
باندھ دیا جائے تو میں طاقت میں عام آدمیوں کی طرح ہو جاؤں گا۔ تب دلیلہ نے رسیاں لے کر
سمسون کو ان میں باندھ دیا اور فلسطیوں کو اس کی خبر کر دی ساتھ ہی اس نے سمسون سے کہا۔

اے سمسون! فلسطی تجھ پر چڑھ آئے پس اپنا آپ سنبھال۔ دلیلہ کی اس تنبیہ پر سمسون فوراً اٹھ کھڑا ہوا
اور سات مضبوط رسیوں کو اس نے دھاگے کی طرح توڑ پھینکا تھا۔
یہ صورت حال دیکھ کر فلسطی واپس چلے گئے۔ اس پر دلیلہ نے پھر سمسون سے شکایت کی کہ
اس نے مجھ پر اپنی طاقت کا بھید نہیں کھولا۔ اس پر سمسون بولا۔ اگر میرے سر کی ساتوں لٹوں کو ایک
کھونٹے کے ساتھ باندھ دیا جائے تو میں عام آدمیوں جیسا ہو جاؤں گا۔ پس دلیلہ نے ایسا کیا سمسون
کی ساتوں لٹوں کو اس نے ایک کھونٹے سے باندھا اور سمسون سے کہا۔ اے سمسون! فلسطی
تم پر چڑھ آئے ہیں تب سمسون اٹھ کھڑا ہوا اور بلی کو جس کے ساتھ اس کی لٹیں بندھی ہوئی تھیں
وہ بلی اس نے اکھاڑ پھینکی تھی۔ اس پر دلیلہ نے شکوہ کرنے کے انداز میں کہا۔ اے سمسون تو کیونکر کہہ
سکتا ہے کہ تجھے مجھ سے محبت ہے۔ میں نے تین بار تجھ سے تیری طاقت کا راز جاننا چاہا پر تو نے
تینوں بار مجھے دھوکہ ہی دیا۔ میں سمجھتی ہوں تو مجھے پسند نہیں کرتا اور ایک بیوی کی حیثیت سے
تیرا میرے ساتھ دل نہیں لگا۔ دلیلہ کی ان باتوں سے سمسون تنگ پڑ گیا۔ جب اس نے دیکھا کہ
دلیلہ نے اس ناک میں دم کر دیا ہے تو اس نے اسے حقیقت بتاتے ہوئے کہا۔
اے دلیلہ! ابھی تک میرے سر پر استرا نہیں پھرا ہے۔ اور یہ کہ میں اپنی ماں کے پیٹ ہی
سے نذیر پیدا ہوا تھا۔ اور اگر میرا سر مونڈھا جائے تو میرا زور اس وقت تک مجھ سے جاتا
رہے گا جب تک دوبارہ میرے بال بڑے نہیں ہو جاتے۔ اس انکشاف پر دلیلہ خوش ہو
گئی اور سوتے میں اس نے سمسون کے بال کاٹ دیئے اور فلسطیوں کو اس کی اطلاع بھی کر
دی۔ بال کٹ جانے سے سمسون کا زور جاتا رہا تھا پس فلسطی اس پر حملہ آور ہوئے۔ انہوں
نے سمسون کی آنکھیں نکال کر اسے اندھا کر دیا۔ اسے وہ غزہ میں لے گئے۔ وہاں اسے پیتل کی
بیڑیاں پہنا کر قید خانے میں اسے چکی پیسنے پر لگا دیا تھا۔
اور قید خانے کے اندر چکی پیستے پیستے سمسون کے بال پھر بڑھ گئے تھے اور اس میں پھر
پہلے جیسی طاقت وقوت آ گئی تھی۔ ایک روز قید خانے کے اس کمرے میں کہ جس میں سمسون کو
رکھا گیا تھا دلیلہ داخل ہوئی۔ وہ سمسون کے پاس آئی اور دکھی آواز میں کہا۔ اے سمسون
ان فلسطی سرداروں نے میرے اور تمہارے ساتھ دھوکہ کیا ہے۔ وہ سردار میرے پاس آئے
ان سب نے مجھے گیارہ گیارہ سو چاندی کے سکے دینے کا وعدہ کیا اور مجھ سے یہ مطالبہ کیا کہ
میں ان کے لیے یہ جانوں کہ تمہاری بے پناہ طاقت وقوت کا بھید کیا ہے۔ انہوں نے میرے

ساتھ وعدہ کیا کہ گو سمسون نے فلسطیوں کو ناقابل تلافی نقصانات پہنچائے ہیں۔ پر ہم سمسون کو معاف کر چکے ہیں اور اس سے کسی قسم کا انتقام نہ لیں گے ان کی اس یقین دہانی پر میں نے تمہاری طاقت کا بھید جان کر انہیں بتا دیا۔ آہ! انہوں نے اپنے وعدے کی خلاف ورزی کی اور تم پر ظلم کیا۔ کاش میں ان بے رحم اور ناقابل اعتبار سرداروں کی باتوں میں نہ آئی ہوتی۔ اے سمسون! میں تم سے اپنے رویے کی معافی مانگتی ہوں۔

سمسون نے دکھ اور اذیت وہ احساس میں کہا۔ اے دلیلہ! اب تمہارے یوں معافی مانگنے سے کیا حاصل میرے ساتھ جو کچھ ہونا تھا۔ وہ تو ہو چکا۔ مجھے بینائی سے محروم کر دیا گیا۔ اب میں کسی کام کا نہیں۔ پر اے دلیلہ! تم نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا۔ کاش تو نے فلسطی سرداروں کے ساتھ مل کر دھوکہ نہ دیا ہوتا۔ کاش تو دلیلہ ہی رہتی میری دشمن نہ بن جاتی۔ اگر تو فلسطیوں کا ساتھ نہ دیتی تو یہ ہرگز مجھ پر قابو پا کر میری حالت ایسی نہ کر سکتے۔ جیسی تم دیکھ رہی ہو۔ بہر حال جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہو چکا۔ اس پر دلیلہ نے دلگیر سے لہجے اور بسورتی بکھرتی آواز میں کہا۔ سمسون! سمسون! مجھے غور سے سنو۔ میں فلسطیوں سے اجازت لے کر تم سے ملنے آئی ہوں۔ تم سے معافی مانگنے کے علاوہ تم سے ایک اہم بات بھی کہنے آئی ہوں۔" سمسون نے متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔ اب میرے لیے کوئی بھی بات اہم اور قابل توجہ نہیں رہی، تم جانتی ہو کہ اب میں ایک اندھا اور معذور و لاچار انسان ہوں۔ بہر حال کہو تم کیا کہنا چاہتی ہو۔ گو اب کسی بات میں میری بہتری نہیں پر تیری باتیں میں غور سے سنونگا۔

جب سمسون خاموش ہوا تب دلیلہ۔ بولی اور کہا "اے سمسون! تمہاری یہ اسیری اور آنکھوں سے محروم کیا جانا یہ سب فلسطی لوگ اپنے دیوتا دجون کا کمال سمجھتے ہیں۔ تمہاری گرفتاری کے بعد وہ اپنے دیوتا دجون کے لیے بڑی بڑی قربانیاں گزارتے ہیں تاکہ اپنے اس دیوتا کو خوش کریں کیونکہ وہ خیال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے دیوتا دجون نے ہمارے دشمن سمسون کو ہمارے ہاتھ میں دے دیا۔ اور اے سمسون! اپنے دیوتا کو خوش کرنے کے لیے وہ آج تمہیں اس قید خانے سے نکال لیں گے۔ اور ایک ایسی عمارت میں لے کر جائیں گے جو ستونوں پر کھڑی ہے اور اس عمارت کے بیچو بیچ ایک کھلا صحن ہے۔ جہاں تمہیں کھڑا کیا جائے گا۔ تاکہ لوگ تم پر آوازیں کسیں تم سے ٹھٹھہ و مزاح کر کے اپنے دیوتا کی خوشی و خوشنودی کا باعث بنیں اور اس عمارت کی چھت پر تین ہزار مرد و زن جمع ہو چکے ہیں۔ اور جو نیچے ہیں ان کا کوئی شمار

ہی نہیں ہے۔

دلیلہ کی یہ باتیں سننے کے بعد سمسون کچھ دیر تک سر جھکائے سوچتا رہا۔ پھر اس نے دلیلہ سے کہا۔ دلیلہ اب تم جاؤ۔ اور مجھے تنہا چھوڑ دو۔ دلیلہ اٹھ کر وہاں سے چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد کچھ فلسطی قید خانے کے اس کمرے میں داخل ہوئے اور سمسون کو وہاں سے نکال کر اس عمارت میں لے گئے۔ جہاں سمسون کو دیکھنے کے لیے ہزاروں لوگ جمع تھے۔ اس عمارت میں لے جا کر ایک لڑکے کو سمسون کے ساتھ لگا دیا گیا۔ تاکہ وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اس عمارت کے صحن میں ادھر ادھر گھماتا رہے تاکہ لوگ اسے دیکھیں اور اس پر پھبتیاں کسیں۔ پس اس عمارت کے صحن میں سمسون کو گھمایا گیا اس کے پیچھے کچھ اوباش لوگ لگا دیئے گئے تھے۔ تاکہ اسے تنگ کریں۔ اور سمسون کے جسم پر نوکدار چیزیں چبھو چبھو کر اسے زخمی کر دیا گیا تھا۔ اور فلسطی یہ سب کچھ اپنے دیوتا دجون کو خوش کرنے کے لیے کر رہے تھے۔ جب اس اذیت میں کچھ وقفہ ہوا تو سمسون نے اس لڑکے کو جو اس کا ہاتھ تھامے تھا مخاطب کر کے کہا۔

اے عزیز! کیا ایسا ممکن نہیں کہ تو مجھے اس عمارت کے دو ایسے ستونوں کے پاس لے چل تاکہ ان سے ٹیک لگا کر تھوڑی دیر کے لیے میں ستالوں اس لیے کہ میں بہت تھک گیا ہوں اس لڑکے نے خوشی خوشی کہا کیوں نہیں۔ میں تمہیں ضرور ستانے اور آرام کرنے کا موقع فراہم کروں گا۔ پس وہ لڑکا سمسون کو پکڑ کر اس عمارت کے دو ستونوں کے پاس لے گیا سمسون دونوں ستونوں پر ہاتھ رکھ کر ستانے کے انداز میں جھک گیا جب کہ وہ لڑکا ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ پھر سمسون نے اپنے دونوں ہاتھ ان دونوں ستونوں پر جمائے اور انتہائی عاجزی و انکساری میں اس نے اپنے رب کو یاد کیا۔

اے خداوند رحیم و کریم !
تیری بخشش و عطا بے مثال ہے
میں تیری روشنی کا متلاشی ہوں !

اے خداوند ذوالجلال
مجھے اصل کی ہم نفسی اور بگولوں کا خروش عطا کر !
آندھیوں کے بگولوں میں تو ہواؤں کی سنسناہٹ میں تو
مسرت بھری ندیوں میں تو پرندوں کی چہچہاہٹ میں تو !

روحوں کی توانائی میں تو پرندوں کی پھڑپھڑاہٹ میں تو
بہاروں کے عزم و حوصلے میں تو پتوں کی لہلہاہٹ میں تو
سمندروں کے تلاطم میں تو نفس نفس کی تھرتھراہٹ میں تو
اے خداوند لم یزل اے خالق اکبر
تو بے سمتی کو سمت بے لباسی کو لباس عطا کرنے والا ہے
میری ابلتی آنکھوں کو سکون، میرے بے نفس کو طمانیت عطا کر
ان فلسطیوں نے میرے اندر کو سنسان و اجاڑ
میرے ہر موئے تن کو اداس اور نظروں کو غبار آلود کر دیا ہے
اے خداوندا اے روز جزا کے مالک
تیرے کن سے گردوں کا سینہ چاک ہو
تیرے کن سے الفاظ کے نچوڑ میں رقص شرر ہو
مہر و محبت کا آئینہ تو قلب و نظر کا معلم تو
اطاعت و عبودیت تیرے لیے تسلیم و رضا تیرے لیے
مجھے میری کھوئی ہوئی طاقت و قوت عطا کر!
کہ تو ہی میری خواہشوں میری امیدوں کی آخری چٹان ہے

یہاں تک کہنے کے بعد سمسون خاموش ہو گیا۔ اس کی حالت سے ایسا لگتا تھا جیسے اس کی رگوں میں بجلیاں، خون میں تڑپ، سوچوں میں زہر اور دل میں کدورت بھر گئی ہو۔ پھر اس نے مر مرنے سے جوش میں فلسطیوں کو مخاطب کر کے کہا۔ اے زبون زادو! میں نے اپنے خداوند اپنے چارہ گر کو پکارا ہے۔ اب دیکھو میں تمہاری کیا حالت کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی سمسون نے ان دونوں ستونوں پر اپنا پورا زور صرف کرتے ہوئے انہیں گرا دیا۔ اور ان ستونوں کے گر جانے کی وجہ سے وہ ساری عمارت ہی گر گئی اور جس قدر لوگ وہاں موجود تھے وہ اس عمارت کے ملبے تلے دب کر ختم ہو گئے۔ جبکہ دلیلہ اور خود سمسون[1] بھی اس عمارت تلے دب کر ختم ہو گیا تھا۔

[1] توریت کے مطابق سمسون کے رشتہ دار سمسون کی لاش کو لے گئے اور صرعہ و استال نام کی بستیوں کے درمیانی قبرستان میں دفن کر دیا گیا تھا۔

یوناف کئی ماہ تک سانگا نام کے اس خانہ بدوش قبیلے میں رہ کر افریقہ کے مختلف حصوں کا مطالعاتی جائزہ لیتا رہا۔ ایک روز جب یہ خانہ بدوش قبیلہ مشرقی افریقہ زربانا می قوم کے علاقوں میں خیمہ زن تھا۔ اور یوناف خیموں سے باہر ایک درخت تلے بیٹھا تھا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور اپنی گنگناتی ہوئی آواز میں اس نے کہا۔ یوناف! یوناف میں تمہارے لیے ایک نئی اطلاع اور اچھی خبر رکھتی ہوں۔ اگر تم پسند کرو تو میں سناؤں۔ یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ابلیکا! ابلیکا! تم بھی کمال کرتی ہو تم میری ایک عمدہ ترین ساتھی ہو۔ میری جان کا ایک جزو لاینفک اور میری ذات کا ایک حصہ ہو۔ پھر کچھ کہنے کے لیے تمہیں مجھ سے پوچھنے یا اجازت لینے کی کیا ضرورت کہو تم کیا کہنا چاہتی ہو! ابلیکا کی آواز پھر سنائی دی۔

یوناف! یوناف! یہاں تک مجھے علم ہے یہ پہلی بار ہوا ہے کہ یمن کا کوئی بادشاہ افریقہ پر حملہ آور ہوا ہو۔ یہاں کے وسیع علاقوں کو فتح کر کے بے شمار لوگوں کو اپنا غلام بنا لیا ہو۔ سنو یوناف یمن کا بادشاہ فریقش بن ابرہہ افریقہ پر حملہ آور ہوا ہے۔ مشرقی افریقہ کے وسیع علاقوں پر اس نے قبضہ کر لیا ہے اور اس کا لشکر یہاں سے صرف پانچ میل شمال میں خیمہ زن ہے۔ یوناف نے کچھ سوچا پھر پوچھا۔ اے ابلیکا یہ فریقش بن ابرہہ نام کا یمن کا بادشاہ۔ جس کا تم نے ذکر کیا ہے عمر کے کس حصے میں ہو گا۔ ابلیکا نے جھٹ جواب دیا۔ وہ ابھی جوان ہے اور خوب توانا و طاقتور ہے یوناف نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ابلیکا! ابلیکا! تم نے یہ اطلاع سنا کر میری ایک بہت بڑی مشکل حل کر کے رکھ دی ہے۔ ابلیکا نے سنجیدہ آواز میں پوچھا تم کس مشکل کا ذکر کر رہے ہو۔ یوناف! یوناف نے گردن جھکا کر کچھ سوچا پھر کہا۔ اے ابلیکا میں ساجی سے متعلق فکر مند تھا۔ لیکن تم نے یمن کے بادشاہ فریقش بن ابرہہ سے متعلق اطلاعات فراہم کر کے میری مشکل آسان کر دی ہے۔ ابلیکا نے جستجو بھری آواز میں پوچھا ساجی سے متعلق تمہیں کیسی فکر لاحق ہے، یوناف سنجیدہ سی آواز میں بولا۔ ابلیکا! ابلیکا! تو دیکھتی ہے کہ سانگا نام کے اس خانہ بدوش قبیلے میں ساجی ایک اسیر کی سی زندگی بسر کر رہی ہے۔ وہ ہر وقت مکادو کے خیمے میں محصور رہتی ہے اور اپنی مرضی سے کہیں باہر بھی نکل نہیں سکتی۔ اگر باہر اسے کبھی لے جانا ہو تو مجھے اپنی ساری قوتوں کو استعمال کرنا پڑتا ہے۔ اور ہر وقت یہ خطرہ لاحق رہتا ہے کہ اس خانہ بدوش قبیلے کے کسی فرد نے اگر ساجی کو دیکھ لیا تو قبیلے کے اندر ایک طوفان اور بغاوت و سرکشی اٹھ کھڑے ہوں گے اور لوگ نہ صرف

یہ کہ ساجی کو پکڑ کر دوبارہ لوبیر دیوتا کے مندر میں پہنچائیں گے بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ لوگ بکاردی کا خاتمہ کر دیں۔ کیونکہ اس نے ساجی کو پناہ دے کر رکھا۔

اے ابلیکا! میں چاہتا ہوں کہ ساجی کا کسی کے ساتھ نکاح کر دو اور وہ پرسکون اور خوش و خرم اور خطرات و خرشات سے پاک زندگی بسر کر سکے۔ میں بھی فریقش بن ابرہہ کے پاس جاؤں گا اسے ساجی کے حالات سناؤں گا اور اس سے التماس کروں گا کہ وہ ساجی سے شادی کر لے اگر وہ اس پر آمادہ ہو گیا تو پھر ساجی اس کے ساتھ یمن میں پرسکون زندگی بسر کر سکے گی۔ اور ایسا کر کے میں سمجھوں گا کہ میں نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے ابلیکا پیچ میں بولی اور کہا۔ تم اتنے بکھیڑوں اور چکروں میں کیوں پڑتے ہو یوناف۔ ساجی کی کسی اور کے ساتھ شادی کرنے کے بجائے تم خود ہی ساجی کے ساتھ شادی کیوں نہیں کر لیتے۔ تم دیکھتے ہو کہ گزشتہ کئی ماہ سے تم اس سانگا نام کے خانہ بدوش قبیلے کے ساتھ افریقہ میں سرگرداں ہو۔

اب جب کہ مطالعاتی جائزے کے طور پر افریقہ کے اکثر علاقوں میں تم گھوم پھر چکے ہو۔ تو میں تمہیں یہ مشورہ دوں گی کہ تم خود ساجی سے شادی کر کے مصر روانہ ہو جاؤ اور وہاں دریائے نیل کے کنارے اپنے شوطار محل میں ساجی کے ساتھ پرسکون زندگی بسر کرو۔ اور سنو یوناف میں نے خود جو ساجی کا جائزہ لیا ہے اس کے مطابق ساجی نہ صرف یہ کہ ایک محسن کی حیثیت سے تمہارا احترام کرتی ہے۔ بلکہ وہ تمہیں پسند بھی کرتی ہے۔ لہٰذا میں تو یہی چاہوں گی کہ تم خود اس سے شادی کر کے شوطار محل کی طرف روانہ ہو جاؤ اور وہاں ساجی کے ساتھ پرسکون رہو۔ اس دوران اگر ہمیں عزازیل یا بدی کی کسی اور قوت کے خلاف نکلنا پڑا تو ساجی کو ہم اپنے ساتھ لے جائیں گے۔ یا کسی محفوظ جگہ اسے چھوڑ جائیں گے۔

یوناف نے دکھیا سی آواز میں کہا۔ اے ابلیکا! تیرا مشورہ اچھا ہے۔ پر دیکھ ماضی میں کتنی ہی شادیاں میں نے کیں۔ لیکن سب ہی کبھی عزازیل کی بدی کا شکار ہو کر اور کبھی کسی دوسرے معصیت کی قوتوں کے حادثے کا شکار ہو کر مجھ سے بچھڑ گئیں۔ اور ان سب کو مجھ سے بچھڑنا مجھ پر ایک گراں تھا کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ تم نے دیکھا آخر میں قرطبہ کے ساتھ میں نے شادی کی وہ اپنی خوبصورتی اور اپنے سلوک میں بے مثل تھی اور اس کے پیدائش میں چونکہ دو جنسیں مشتمل تھیں اور وہ بڑی قوتوں کی مالک بھی تھی۔ لہٰذا میں اسے حاصل کر کے بڑا خوش ہوا تھا۔ کیونکہ اپنی انہی قوتوں کی بنا پر وہ ایک طویل عرصہ میرے ساتھ رہ سکتی تھی اور وہ عزازیل اور اس کے ساتھیوں سے اپنا دفاع بھی کر سکتی تھی۔

آہ! برا ہو اس عزازیل کا ہوا اچانک اس پر حملہ آور ہوا اور اسے نابود کر کے رکھ دیا۔ اے ابلیکا! اب شادی کرنے سے میرا دل اچاٹ سا ہو گیا ہے اس لیے کہ جس لڑکی سے بھی شادی کرتا ہوں جب وہ بچھڑتی ہے تو دل دکھتا ہے اس بنا پر ساجی کے ساتھ شادی کرنے سے میں کترا رہا ہوں ورنہ میں جانتا ہوں۔ وہ خوبصورت و حسین اور دل کش و دلفریب ہے بہر حال میں یمن کے فریقش بن ابرہہ کی طرف جاتا ہوں اور ساجی سے متعلق اس سے بات کرتا ہوں۔ پھر دیکھو ساجی سے متعلق کیا معاملے ہوتا ہے۔ ابلیکا نے یوناف کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا۔ جب کہ یوناف چپ چاپ سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور وہاں سے وہ ہوا میں تحلیل ہو جانے والے دھوئیں کی طرح روپوش ہو گیا تھا پھر وہ یمن کے بادشاہ فریقش بن ابرہہ کے لشکر میں نمودار ہوا۔ اس نے دیکھا دور دور تک فریقش کے لشکریوں کے خیمے نصب تھے۔ اس لشکر گاہ میں پہلے شخص کی یوناف پر نگاہ پڑی اسے مخاطب کر کے یوناف بولا۔

اے میرے بھائی! ان سرزمینوں کے اندر میں ایک اجنبی ہوں اور میں تمہارے بادشاہ فریقش بن ابرہہ سے ملنا چاہتا ہوں اس مقصد کے لیے ان خیموں کے اندر مجھے کس طرف کا رخ کرنا چاہیے۔ اس شخص نے لشکرگاہ کے خیموں کے درمیان ایک بہت بڑے، بلند اور گنبد نما سرخ رنگ کے چرمی خیمے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور بلند سرخ رنگ جو خیمہ تم دیکھ رہے ہو وہی ہمارے بادشاہ فریقش بن ابرہہ کا خیمہ ہے۔ یوناف نے اس شخص کا شکریہ ادا کیا اس خیمے کی طرف ہو لیا۔

تھوڑی ہی دیر بعد یوناف اس خیمے کے پاس آیا اور وہاں کھڑے محافظوں سے اس نے اپنا تعارف کراتے ہوئے بادشاہ سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ اس پر ان میں سے ایک محافظ اندر چلا گیا۔ چند ہی ساعتوں بعد وہ لوٹ کر آیا اور یوناف کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ اندر چلے جاؤ۔ بادشاہ نے تمہیں طلب کیا ہے۔ یوناف اس کے کہنے پر جب خیمے میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ وہ خیمہ اندر سے ریشمی اور حریری پردوں سے خوب تزئین کیا گیا تھا۔ خیمے کے جس کمرے میں یوناف داخل ہوا تھا۔ اس کے سامنے والی دیوار کے ساتھ لکڑی کی ایک شہ نشین تھی جس پر گدے اور گاؤ تکیے رکھے ہوئے تھے۔ اس شہ نشین پر یمن کا بادشاہ فریقش بن ابرہہ بیٹھا تھا۔ اور اس کے بائیں طرف چار حسین و خوبصورت عورتیں بھی بیٹھی ہوئی تھی یوناف کو دیکھتے ہی اس

نے کہا۔

میں یمن کا بادشاہ فریقش بن ابرہہ۔ اور میرے ساتھ یہ چاروں عورتیں میری بیویاں ہیں۔ مجھے یہ سن کر خوشی ہوئی کہ تم ہماری زبان سمجھ اور بول لیتے ہو۔ کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ تم کون ہو کہاں سے آئے اور تمہارا تعلق کس سرزمین سے ہے۔ فریقش بن ابرہہ کے اس انکشاف پر کہ وہ چاروں عورتیں اس کی بیویاں ہیں یوناف کی حالت مقدر کی نحوست موت کی راکھ، رات کے سرد تابوت اور زوال و انحطاط میں پھنسی درد کی لکیروں جیسی ہو کر رہ گئی تھی پھر اس نے اپنے آپ کو سنبھالا۔ اور فریقش بن ابرہہ کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔

اے بادشاہ! میرا تعلق مصر کی سرزمین سے ہے۔ پر میں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ مصر سے باہر سیاحت میں ہی گزارا۔ یہ گذشتہ کئی ماہ سے میں افریقہ کے سانگاتام کے ایک خانہ بدوش قبیلے کے ساتھ وہ افریقہ کے اندر جگہ جگہ اور نگر نگر گھوم پھر کر یہاں کی قدیم و جدید رسومات کا جائزہ لے رہا ہوں۔ اس لحاظ سے ان علاقوں کے اندر میرا ورود ایک مطالعاتی سفر ہے یوناف کی گفتگو سن کر فریقش بن ابرہہ خوش ہوا اور یوناف کو ایک خالی نشست کی طرف اشارہ کر کے بیٹھنے کو کہا۔ یوناف جب وہاں بیٹھ گیا۔ تب ابن ابرہہ نے پوچھا۔ ان سرزمینوں کے اندر تم نے کیسی اور کونسی رسومات کا جائزہ لیا۔ یوناف بولا۔

اے بادشاہ! ان سرزمینوں کے اندر میں یہاں کے لوگوں کی سحر، بارش، ضبط آفتاب ضبط ہوا، خدا کا انسانی روپ، مظاہر، ارواح اور شجر پرستی اور ایسی ہی نوع کی دیگر رسومات کا مطالعہ کیا۔ ابن ابرہہ نے دلچسپی ظاہر کرتے ہوئے ایک بے تابی کے سے عالم میں کہا۔ اس جائزے کے دوران جو کچھ تم نے دیکھا۔ اس کا ذکر مجھ سے بھی کرو تا کہ میرے علم میں اضافہ ہو یوناف نے ایک بار غور سے ابن ابرہہ کی طرف دیکھا پھر کہا۔ اے بادشاہ! افریقہ کے اندر گھومتے ہوئے میں نے بہت سی رسومات دیکھیں ان میں سے پہلے میں بارش سے متعلق رسومات کا ذکر کرتا ہوں۔

مشرقی افریقہ کی ڈیمگو سے قوم کے جادوگروں کو جب مینہ برسانا ہوتا ہے۔ تو جادوگر

[1] بارش برسانے کی یہ رسومات صرف افریقہ میں ہی نہیں دیگر ممالک میں بھی ہیں اور تھیں مثلاً آسٹریلیا کے ابنولا قبیلے کا خیال ہے کہ لال کرچڑیا کا بارش سے بڑا تعلق ہے چنانچہ ان کے ہاں وہ برساتی چڑیا کہلاتی ہے۔ ہندوستان کے علاقہ پونا میں بارش نہ ہو تو لڑکے اپنے ساتھی کو ننگا کر کے پتوں سے ڈھانپ دیتے ہیں اسے بارش کا بادشاہ کہتے ہیں اور اسے بستی کے ہر گھر لے کر گھومتے ہیں جہاں لوگ بارش کی خاطر اس پہ پانی ڈالتے ہیں۔ پنجاب اور دیگر علاقوں میں بارش کیلئے لوگوں پر پانی ڈالنا گوبر اور پانی بھرے مٹکے لوگوں کے ہاں پھینکنا اور بارش کے لیے کوے کے انڈے توڑنا

ایک بھیڑ اور ایک بچھڑے کو دھوپ میں لے جاتا ہے۔ پھر ان جانوروں کا پیٹ چاک کرتا ہے اور اوجھڑی نکال کر ادھر ادھر پھینک دیتا ہے۔ اس کے بعد وہ ایک برتن میں پانی اور ایک قسم کا سفوف ڈالتا ہے اور اپنے عمل کی ابتدا کرتا ہے۔ اگر جادوگر اپنے عمل کامیاب رہے تو پانی ابلنے لگتا ہے اور ساتھ ہی بارش شروع ہو جاتی ہے۔ اور جب بارش کو روکنا ہو تو جادوگر سیاہ لباس پہن لیتا ہے۔ اور اپنے جھونپڑے کے اندر تونبے میں سنگ بلور تپانے لگتا تھا۔ اس طریقے سے وہ بارش کو روکتا ہے۔

جنوب مشرقی افریقہ کی زولو قوم دیوتاؤں کے جذبہ رحم کو ابھار کر بارش کا اہتمام کرتی ہے وہ کسی معصوم اور بے ضرر چڑیا کو پکڑ کر مار دیتے ہیں۔ اور پھر اسے زمین میں دفن کر دیتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ ان کے ایسا کرنے سے آسمان دیوتا کو ان پر رحم آئے گا۔ اور وہ ان کے لیے بارش برسائے گا۔ ان ہی لوگوں کے ہاں میں نے ایسا ہوتے بھی دیکھا ہے کہ جب بارش کی ضرورت محسوس ہو تو عورتیں اپنے بچوں کو گردنوں تک زمین میں دفن کر دیتی ہیں۔ اور خود کچھ فاصلے پر جا کر کھڑی ہو جاتی ہیں۔ پھر تھوڑی دیر بعد بچوں کو نکال لیتی ہیں اور یہ امید کرتی ہے کہ ان کے ایسا کرنے سے آسمان کا دل بھر آئے گا اور بارش ہو گی۔

شمالی افریقہ کی گوانچ قوم کے لوگ جب بارش نہ ہو تو بارش[1] کے لیے ایک انوکھا طریقہ کار

[1] افریقہ کے علاقہ دیگر ممالک میں بارش کے لیے اور بہت سی رسومات بھی ہیں۔ مثلاً یونان میں تھیسلی اور مقدونیہ کے لوگ بارش کے لیے بچوں کا ایک جلوس نکال کر کنوؤں اور چشموں کی طرف بھیجتے ہیں۔ اس جلوس میں پھولوں سے بھری ایک لڑکی بھی ہوتی ہے۔ جیسے تھوڑی سے تھوڑے وقفوں سے پانی میں بھگوئے جاتے ہیں۔ اور بارش کے لیے التجا کرتے چلے جاتے ہیں۔ جنوبی اور مغربی روس میں بارش کے لیے رسم غسل ادا کی جاتی ہے۔ کوہ قاف کے علاقے میں بارش کے لیے ایک عجیب رسم ہے۔ بارش کے لیے حسین اور کنواری لڑکیاں ہل میں جت جاتی ہیں اور ہل کو کھینچتی ہوتی کسی دریا میں کمر کمر پانی تک لے جاتی ہیں اور بارش کی امید کی جاتی ہے۔

مینڈک کو پانی کے ساتھ چونکہ ایک نسبت ہے اس لیے اسے بھی بارش کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ ریڈ انڈین کے ہاں جب بارش نہیں ہوتی تو وہ مینڈک کو کسی برتن تلے بند کر دیتے ہیں اور بارش کی امید رکھتے ہیں۔ ہندوستان کے صوبہ متوسط کے لوگ بارش کے لیے مینڈک کو تازہ پتوں والی ایک ٹہنی

استعمال کرتے ہیں کہ بچوں والی بھیڑوں کو ایک مقدس میدان میں جمع کر کے۔ ان کے بچوں کو ان سے جدا کر لیتے ہیں اور یہ امید رکھتے ہیں کہ بچوں کے جدا ہونے سے آسمان کا جذبہ رحم جوش میں آئے گا اور بارش ہوگی اور جب یہ لوگ بارش کو روکنا چاہیں تو کتے کے بائیں کان پر گرم گرم تیل

سے باندھتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ بارش ہوگی۔ سماٹرا میں بارش کے لیے حسین عورتیں نیم برہنہ حالت میں دریا میں اترتی ہیں اور وہاں ایک دوسری پر چھینٹے دیتی ہیں اس عمل کو بارش کی امید سمجھا جاتا ہے انڈونیشیا میں بارش کے لیے سفید سور کی قربانی دی جاتی ہے۔ بحرالکاہل کے جزیروں میں بارش کے لیے پتھروں کو پانی میں بھگویا جاتا ہے اور خیال کیا جاتا ہے کہ بارش ہوگی۔

چین میں بھی خدا سے بغاوت معمولی بات ہے۔ چنانچہ چین میں بارش کے لیے کاغذ اور لکڑی کا ایک اژدھا تیار کیا جاتا ہے۔ اور اسے منبع بارش کا دیوتا تسلیم کرنے کے بعد اس کا جلوس نکالا جاتا ہے تاکہ بارش ہو۔ لیکن اس کارروائی کے بعد اگر بارش نہ ہو۔ تو پھر اس دیوتا پر بارش نہ ہونے کی وجہ سے لعنت بھیجتے ہیں اور دیوتا کی دھجیاں اڑا کر رکھ دیتے ہیں۔ بعض اوقات اس دیوتا کو معزول کر دیا جاتا ہے اور اس کی جگہ کوئی دوسرا انتظام کیا جاتا ہے۔ اپریل ۱۸۸۹ کو بھی ایسا ہی ہوا اہل چین نے جو بارش کا دیوتا بنایا اس کا نام لنگ وانگ رکھا اور جب اس لنگ وانگ کی وجہ سے بارش نہ ہوئی تو انہوں نے دیوتا کو سزا کے طور پر کچھ دنوں کے لیے حوالات میں بند کر دیا۔

بارش کے لیے اٹلی میں بھی اسی طرح کی رسومات تھیں ایک بار اٹلی کے لوگوں نے بارش کے لیے سینٹ فرانسس آف پالو (اٹلی کے ایک فرانسیسی ولی جو پندرھویں صدی میں گزرے ہیں) کی شبیہ موسم بہار میں نکالی۔ اس کے سامنے مشائے ربانی والی دعائیں، رات کی ہفت گانہ عبادتیں، سماع، چراغاں اور آتش بازی کی آخر جب اس بزرگ کی وجہ سے بارش نہ ہوئی تو کسانوں کا صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا۔ بیشتر سینٹ خارج البلد کر دیئے گئے۔ پالرموں کے باغ میں سینٹ جوزف کی تصویر اور مجسموں کا ڈھیر لگا دیا گیا اور لوگوں نے قسم کھائی کہ جب تک بارش نہ ہوگی وہ اس سینٹ کو وہیں دھوپ میں ڈالے رکھیں گے۔ کچھ دوسرے سینٹ کے منہ دیواروں کی طرف کر دیئے گئے جن سے گھوڑوں کو پانی پلایا جاتا تھا۔ سینٹ انجلو کی اس سے بھی زیادہ بے حرمتی کی گئی ان کے مجسمے کو ننگا کیا گیا۔ پہلے اسے گالیاں دی گئیں پھر زنجیروں میں جکڑا گیا۔ اور دریا میں غرق کرنے اور مصلوب کرنے کی دھمکیاں دی گئیں اور لوگوں کا ہجوم انہیں مکے دکھا دکھا کر نعرہ بلند کرتا تھا "بارش یا پھانسی" لیکن اس کے باوجود بارش نہ ہوئی۔

ڈال دیتے ہیں اور درد کے باعث کتا چیختا ہے تو وہ امید کرتے ہیں کہ کتے کی چیخیں سن کر آسمان بارش روک دے گا۔

اے بادشاہ! یہ تو بارش سے متعلق کچھ رسومات تھیں۔ ان کے علاوہ بھی بہت سی رسومات ہیں۔ پر اب میں آپ کو ضبط آفتاب سے متعلق کچھ رسومات بتاتا ہوں۔ افریقہ کے ساحر سمجھتے ہیں کہ جس طرح وہ مینہ برسا سکتا ہے ایسے ہی دھوپ بھی پیدا کر سکتا ہے۔ نیز وہ غروب آفتاب میں تاخیر و تعجیل کا کام بھی کر سکتا ہے۔ افریقہ میں قبیلے کا سردار یا بادشاہ اپنے دیوتاؤں کے مندر کا طواف کرتا ہے اور یہ امید رکھتا ہے کہ اس کے ایسا کرنے سے سورج کسوف سے بچا رہے گا۔

کسوف کے موقع پر جب دھوپ ختم ہو جاتی ہے تو افریقہ کے لوگ اپنے ساحروں کے پاس جاتے ہیں اور اس سے التجا کرتے ہیں کہ وہ دھوپ کو واپس لائے پس وہ ساحر لوہے کی

دیگر ممالک میں بھی آفتاب اور دھوپ سے متعلق عام رسمیں پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ سورج گرہن کے موقع پر روس کے لوگ اپنے اپنے گھروں میں آگ باہر نکال لیا کرتے اور ساتھ ہی ساتھ سورج سے التجا بھی کرتے کہ وہ پھر اپنی آب و تاب سے چمکنے لگے۔ قدیم مصر میں سورج کی دھوپ کو قائم دائم رکھنے کے لیے۔ میلاد عصائے شمسی نام تہوار منایا جاتا تھا جس میں بادشاہ آفتاب کے ایک نمائندے کی حیثیت سے مندر کا طواف کرتا تاکہ سال بھر میں سورج گرہن کا شکار نہ ہو۔ ہندوؤں کے ہاں عقیدہ ہے کہ برہمن صبح کے وقت جو ارپن کرتا ہے طلوع آفتاب اسی کا رہین منت ہے قدیم میکسیکو کے لوگ سورج کو سرچشمہ حیات خیال کرتے تھے۔ اس لیے اس کی دھوپ کو قائم رکھنے کے لیے اس کے سامنے خون میں لتھڑے ہوئے انسانی اور حیوانی دل کا نذرانہ پیش کیا کرتے تھے۔

اس کے علاوہ بابل، اسپارٹا، ایران، بلخ، بخارا میں بھی خیال کیا جاتا تھا کہ سورج کی رتھ کمزور ہو جاتی ہے لہٰذا اس کی دھوپ کو قائم رکھنے کے لیے اسے نئی رتھ کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اس مقصد کے لیے ایک نئی رتھ تیار کی جاتی اور اس میں گھوڑے جوت کر اس رتھ کو گھوڑوں سمیت دریا یا سمندر میں جھونک دیا جاتا۔ اسپارٹا میں یہ رسم ٹیگی ٹس کی دلکش پہاڑی پر ادا کیا کرتے تھے۔

پیرو کے علاقے میں کوہستان انیڈیز پر دو مینار تھے ایک مینار سے دوسرے مینار تک جال پھیلا دیا جاتا تھا۔ اور یہ خیال کیا جاتا تھا کہ سورج کو اس جال میں اسیر کر لیا گیا ہے۔ لہٰذا وہ ان کے لیے دھوپ اور روشنی دیتا رہے گا۔

گذشتہ آئندہ پیوستہ۔

انیوں والے تیروں کو آگ میں رکھتا ہے اور جب وہ انیاں تپ کر سرخ ہو جاتی ہیں تو ان تیروں کو ہوا میں چلا دیا جاتا ہے اور یہ امید کی جاتی ہے کہ گرہن کے سورج کی دھوپ پھر لوٹ آئے گی۔

افریقہ کے اندر ہواؤں اور آندھیوں کو گرفت میں کرنے کی بھی عجیب عجیب سی رسومات ہیں۔ جنوبی افریقہ کے وحشیوں کی ایک نسل کو جب ہوا یا آندھی بندھ کرنا مقصود ہو تو۔ تو وہ ایک موٹی اور وزنی کھال کسی بلی سے باندھ کر لٹکا دیتے ہیں اور جب وہ کھال ہوا میں پھر پروں کی طرح لہراتی ہے تو لوگ خیال کرتے ہیں کہ اب آندھی یا ہوا رک جائے گی بگولوں کو روحوں کے گزرنے سے تعبیر کیا جاتا ہے اور انہیں ڈرا کر بھگانے کے لیے اس پر لکڑیاں پھینکی جاتی ہیں

یوناف ذرا رکا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔ اے بادشاہ مشرقی افریقہ کے بدویوں کے ہاں بھی میں نے ایک عجیب رسم دیکھی اور وہ یہ کہ جب کوئی بگولہ ان کے ہاں سے گزرتا ہے تو دس بارہ وحشی خنجر بکف اس بگولے کے تعاقب میں لپکتے ہیں اور اس بگولے کے بیچ و بیچ خنجر گھونپتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اس بگولے کی روح کو انہوں نے مار بھگایا ہے۔ اور اے بادشاہ ——

یوگن کے قدیم باشندے چاند سورج کی رفتار تیز کرنے کے لیے اس کی طرف پتھر اور نیزے پھینکتے تھے اور خیال کرتے تھے کہ اس طرح اس کی رفتار تیز ہو گی اور ان کے وہ عزیز جو تمباکو کے کھیتوں میں کام کرنے گئے ہیں جلد لوٹ آئیں گے ملایا کے لوگ خیال کرتے تھے کہ غروب آفتاب کے وقت جو شفق ہوتی ہے اس سے کمزور آدمی بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے لہٰذا اس اثر کو دور کرنے کے لیے وہ آگ پر کلیاں بجھاؤ کرتے اور دھول اڑاتے تھے۔

ہوا اور بگولوں کو کنٹرول اور ضبط کرنے کے لیے افریقہ کے علاوہ دنیا کے دوسرے خطوں میں کچھ اس طرح ہیں گرین لینڈ میں عورت سے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جب وہ زچگی کے ایام میں ہو تو زچگی کے بعد کچھ عرصہ تک اس میں کچھ ایسی قوت رہتی ہے کہ اس کے اثر سے آندھی اتر سکتی ہے۔ اس عورت کو بس یہ کرنا ہوتا ہے کہ وہ گھر سے باہر نکل کر منہ میں ہوا بھرے۔ پھر گھر میں لوٹ آئے اور ہوا کو پھونک دے اس طریقہ کار سے خیال کیا جاتا تھا کہ آندھیاں رک جاتی ہیں۔

مسیحیت کے دور میں جب قسطنطنیہ پر قسطنطین سریر آرائے سلطنت تھا۔ تو وہاں سوپاتر نام کے ایک شخص کو ہواؤں کو جادو کے اثر سے بند کرنے کے الزام میں مار دیا گیا تھا یہ کچھ یوں ہوا کہ مصر اور شام سے کچھ جہاز اناج لے کر آ رہے تھے اچانک باد مخالف کے چل پڑنے سے قسطنطنیہ سے دور کے اندر کہیں رک گئے۔ بر وقت اناج نہ پہنچنے کی وجہ سے قسطنطنیہ کے لوگ بھوکے مرنے لگے۔ لہٰذا انہیں جس

یوناف کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ یمن کے بادشاہ افریقش بن ابرہہ نے درمیان میں بولتے ہوئے کہا۔ اے یوناف! تم تو ایک نہایت کار آمد اور قیمتی انسان ہو۔ میں آج شام تک

جادوگر پر شک ہوا کہ اس نے ہوا روکی ہے اسے قتل کر دیا

قدیم دور میں فنستانی طلسم گر رکی ہوئی ہواؤں کو دوبارہ جاری کرنے کے لیے بڑے ماہر اور کار آزمودہ خیال کیے جاتے تھے ایک طرح سے یہ طلسم گر ہوا بیچا کرتے تھے جو تین گرہوں میں باندھی جاتی تھی۔ پہلی گرہ کے کھولنے سے معتدل ہوا نکلتی۔ دوسری گرہ کے کھولنے سے تند اور تیسری گرہ کے کھولنے سے جھکڑ چلنے لگتے تھے یہی فن انگلستان کے قریب ٹاپو میں بھی مشہور تھا جہاں سے شیستانی ملاح گرہ دار رومالوں کی صورت میں جادوگرنیوں سے ہوا خریدا کرتے تھے۔ اور جادوگرنیوں کا دعویٰ تھا کہ طوفانوں پر ان کی حکومت ہے

گران چیکو (امریکہ) کے لنگوآمی باشندے بگولوں کو روحوں کے گزرنے سے تعبیر کیا کرتے تھے اور انہیں بھگانے کے لیے بگولوں کے اندر لکڑیاں پھینکا کرتے تھے۔ جنوبی امریکہ میں اگر تیز ہواؤں کے باعث کسی کی جھونپڑی گرنے لگتی ہے۔ تو لوگ اس تیز ہوا کو وہاں سے بھگانے کے لیے اس کے اندر جلتی اور بھڑکتی ہوئی لکڑیاں پھینکتے ہیں۔

ریڈ انڈینوں کو جب تیز اور طوفانی ہواؤں کے چلنے کا خطرہ ہوا کرتا تھا تو مرد ہتھیار باندھ کر باہر نکلتے جب کہ عورتیں اور بچے ہواؤں کو دھمکیاں دینے کی خاطر گلا پھاڑ پھاڑ کر چیخنے چلانے لگتے تھے۔ سماٹرا کے لوگ طوفان کے دوران میں تلواروں اور برچھیوں سے مسلح ہو کر طوفانوں پر حملہ آور ہوا کرتے تھے۔ اور عورتیں قینچے سنبھال کر شپاشپ چلانے لگتی تھیں۔ یورپ میں باد و باراں کے شدید طوفانوں کے دوران طوفانی شیاطین کو بھگانے کے لیے یورپ کے کاہن اپنی تلواریں نکال لیا کرتے تھے۔

آسٹریلیا کے ایک بیابانی علاقے میں سرخ ریت کے بگولوں کو بدروحوں کے گزرنے پر محمول کیا جاتا تھا اور اپنے بومرینگ (آسٹریلیا والوں کا ایک چوبی ہتھیار جو پھینک کر چلایا جاتا تھا) لیکر ان بگولوں پر حملہ آور ہوتے تھے تاکہ ان بگولوں کی قوتوں کو مار بھگائیں۔ سائبیریا کے علاقے میں قدیم یاکوتی قوم کو اگر ٹھنڈی ہوا کی ضرورت محسوس ہوتی تو وہ ایک پتھر لیکر اسے چڑیا یا کسی دوسرے جانور کے خون میں ڈبوتے۔ پھر اس پتھر کو گھوڑے کی پشت میں اچھی طرح لپیٹ کر ایک لکڑی سے باندھا جاتا اور اس کے بعد ان کے ساحر اپنے منتر پڑھتے ہوئے اس پتھر کو گرم کرتے تھے اور یہ امید رکھتے تھے کہ ان کے ایسا کرنے سے ٹھنڈی ہوا چل پڑے گی

یہاں سے یمن کی طرف کوچ کروں گا۔ ان علاقوں کے اندر میں نے جس قدر یلغار اور پیش قدمی کر لی۔ اب میں واپسی کا سفر باندھ رہا ہوں اس لیے کہ میرے لشکریوں کو اپنے گھروں سے نکلے ایک عرصہ ہو چکا ہے۔ اور اپنے گھروں کی یاد اس کے لیے ایک تکلیف اور کرب بن گئی ہے۔ لہٰذا میں واپسی کا فیصلہ کر چکا ہوں۔ اور یہاں سے کوچ کرتے وقت میں یہ بھی چاہوں گا کہ تم بھی میرے ایک عزیز اور میرے ایک مصاحب کی حیثیت سے میرے ساتھ چلو۔ ان علاقوں کی دیگر رسومات میں تم سے یمن چل کر سنوں گا تم اپنے چہرے اور اپنی جسمانی ساخت سے بھی مجھے ایک غیر معمولی انسان لگتے ہو۔ لہٰذا تم میرے ساتھ یمن چلو۔ اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ یمن میں تمہاری حیثیت میرے بیٹوں جیسی یعنی یمن کے شہزادوں جیسی ہو گی۔

فریقش بن ابرہہ کی اس پیش کش پر یوناف نے تھوڑی دیر کے لیے سوچا۔ پھر کہا۔ اے بادشاہ جس خانہ بدوش قبیلے سے نکل کر میں آپ کی طرف آیا ہوں۔ اس میں میرا ایک ساتھی بھی ہے۔ لہٰذا میں واپس جا کر اپنے اس ساتھی کو لے کر یہاں آتا ہوں اور اس کے بعد میں آپ کے ساتھ یمن روانہ ہو سکوں گا فریقش بن ابرہہ نے مسکراتے ہوئے کہا میں بخوشی تمہیں اس کی اجازت دیتا ہوں لیکن تم جلد لوٹ آنا۔ اب تم جاؤ اور زیادہ دیر لگائے بغیر واپس آ جانا۔ یوناف اٹھ کھڑا ہوا اور فریقش کے خیمے سے نکل گیا تھا۔

○

عارب، یوسا اور بنیطہ فلسطین کی سرزمین کے اس حصے میں داخل ہوئے جہاں یعقوبؑ کے بیٹے بنیامین کی اولاد رہتی تھی۔ وہ تینوں ایک ٹیلے کے پاس نمودار ہوئے۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص اس ٹیلے کے اوپر انتہائی توجہ اور انہماک کے ساتھ غور و فکر کے انداز میں سر جھکائے بیٹھے ہیں جب کہ اس شخص کے سامنے بیٹھے ہوئے کچھ معززین ان سے التماس کر رہے ہیں۔ ان کے علاوہ ان گنت لوگ اس ٹیلے کے اوپر اور اطراف میں جمع تھے۔ اس موقع پر یوسا نے عارب کو مخاطب کر کے کہا۔ اے میرے بھائی! یہ کیا معاملہ ہے اور یہ اس قدر لوگ اس ٹیلے کے اوپر اور اطراف میں کیوں جمع ہیں عارب نے ٹیلے کے قریب ہی ایک بڑے سے پتھر پر بیٹھے ایک سفید ریش بوڑھے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اے میری بہنو! وہ دیکھا وہ بوڑھا پتھر پر کچھ الگ تھلگ سا بیٹھا ہے آؤ اس کے پاس جاتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ کیا معاملہ ہے۔

تینوں آگے بڑھ کر اس بوڑھے کے پاس آئے۔ پھر تینوں اس کے پاس بیٹھ گئے۔ اس کے بعد عارب نے اس بوڑھے کو مخاطب کر کے کہا۔ اے میرے بزرگ! یہ اس ٹیلے کے اوپر کون شخص بیٹھا جس سے لوگ گزارش کر رہے ہیں اور یہ لوگ یہاں کیوں جمع ہیں۔ اس بوڑھے نے غور سے عارب کی طرف دیکھا اور بولا اجنبی لگتے ہو۔ کہو پہلے میں ٹیلے پر بیٹھے شخص سے متعلق تم سے کہوں یا ان کے پاس لوگوں کے جمع ہونے کی وجہ بیان کروں؟ عارب نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ میں واقعی یہاں اجنبی ہوں۔ پہلے تم مجھے اس شخص سے متعلق تفصیل بتاؤ جس کے گرد اس قدر لوگ جمع ہیں۔ اس کے بعد میں لوگوں کے یہاں جمع ہونے کی وجہ جاننا پسند کروں گا۔ اس بوڑھے اسرائیلی نے گلا صاف کیا پھر وہ کہہ رہا تھا۔

سنو میرے عزیز! افرائیم کے کوہستانی سلسلے کی بستی صوفیم میں القانہ نام کا ایک شخص رہا کرتا تھا۔ اس کی دو بیویاں تھیں۔ ایک کا نام حنہ اور دوسری کا نام فننہ تھا۔ فننہ کے اولاد ہوئی پر حنہ

بے اولاد ہی رہی۔ اور یہ شخص ہر سال سیلا کے معبد میں خداوند کے حضور سجدہ کرنے اور قربانی گزارنے جایا کرتا تھا۔ اور اس معبد کا نگران عیلی نام کا ایک شخص تھا جو اپنے دو بیٹوں۔ حفنی اور فینحا کے ساتھ اس معبد میں ہی رہا کرتا تھا اور جس روز القانہ ذبیحہ گزارتا تو جو کچھ اس ذبیحہ میں سے وہ اپنی بیوی فننہ اور اس کے سب بیٹوں کو دیا کرتا تھا ان سے دوگنا اکیلی حنہ کو دیتا تھا اس لیے کہ وہ حنہ کو بیحد پسند کرتا تھا۔

اور فننہ ہر وقت حنہ کو چھیڑتی اور اس کے مذاق اڑاتی رہتی تھی کہ وہ بانجھ اور بنجر ہے۔ اور فننہ کی اس طعنہ زنی کے جواب میں حنہ اگر روتی رہتی تھی جب کہ اس کا شوہر القانہ اکثر اسے تسلی اور دلاسہ دے کر چپ کرایا کرتا تھا۔ اور دیکھ اجنبی ایسا ہوا کہ ایک روز یہ حنہ سیلا کے معبد میں گئی وہاں اس نے بڑی عاجزی اور انکساری کے ساتھ اپنے رب کو یاد کیا۔ پھر خوب روتے اور گڑگڑاتے ہوئے اس نے اپنے رب سے دعا مانگی۔

”اے خداوند اگر تو مجھے اولادِ نرینہ عطا فرما دے تو میں زندگی بھر کے لیے اسے خداوند کی نذر کر دوں گی اور وہ اس معبد میں رہ کر لوگوں کی خدمت کے علاوہ خداوند کی عبادت کرے گا۔

اور دیکھو عزیز! ایسا ہوا کہ خداوند کے حضور اس حنہ کی دعا قبول ہوئی۔ خداوند نے حنہ کو ایک فرزند عطا کیا۔ اور اس بیٹے کا نام اس نے سموئیل رکھا۔ یہ حنہ اپنے اس بیٹے کی خوب پرورش و پرداخت کرتی رہی اور جب بچہ بڑا ہوا اور حنہ نے اس کا دودھ چھڑا دیا تو وہ اپنے بیٹے سموئیل کو سیلا کے معبد میں لائی وہاں اس نے ایک بچھڑے کی قربانی دی۔ پھر اپنے فرزند کو وہ معبد کے نگران اعلیٰ عیلی کے پاس لائی اور اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے میرے بزرگ! میرے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی۔ سو اس معبد میں خداوند کے حضور رو کر اور گڑگڑا کر دعا کرنے کے باعث خداوند نے مجھے یہ فرزند عطا کیا۔ اور میں نے خداوند سے عہد کیا تھا کہ میں اپنے بچے کو اس کی نذر کر کے معبد کی خدمت کے لیے وقف کر دوں گی۔ سو میں اپنے بیٹے کو لیکر آئی ہوں کہ یہ اس معبد کے لیے وقت ہو پھر حنہ وہاں سجدے میں گر گئی اور بلند آواز میں اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے کہنے لگی۔

اے خداوند میرا دل تیری یاد میں مگن ہے۔ میرا اضطراب میرے دشمنوں پر نکل گیا ہے۔ میرا سر اے خداوند تیرے باعث بلند ہوا ہے۔ میں تیری نجات کی متمنی ہوں کہ تیرے مانند کوئی

قدوس نہیں ہے۔ کوئی تیرے علاوہ قابل پرستش نہیں۔ خداوند بڑا عظیم و علیم اور اعمال کا تولنے والا ہے۔ اس کے سامنے غرور کی باتیں نہ کرو اور منہ سے بڑا بول نہ لو لو۔ خداوند کے سامنے بڑے بڑوں کی کمانیں ٹوٹ جاتی ہیں اور لڑکھڑاتے ہوؤں کی قوت کمربستہ ہو جاتی ہے۔ خداوند مارتا ہے جلاتا ہے۔ وہی قبر میں اتارنے اور اس سے نکالنے والا ہے۔ وہی مسکین بھی کرتا ہے اور دولت مند بھی۔ وہی پست بھی کرتا ہے اور سرفراز بھی جو خداوند سے جھگڑتے ہیں یقیناً ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جاتے ہیں۔

یہ دعا ختم کرنے کے بعد حنہ وہاں سے چلی گئی اور اپنے بیٹے سموئیل کو سیلا کے اس ہیکل کے لیے وقف کر گئی۔ اور ایسا ہوا کہ اسی ہیکل میں پرورش پا کر سموئیل جوان ہو گیا۔ اور دیکھ اجنبی! ایک روز ایسا ہوا کہ ہیکل کا بڑا نگران عیلی ہیکل کے اندر لیٹا ہوا تھا کہ اس پر نیند غالب ہونے لگی۔ اب سموئیل اس وقت ہیکل کے اندر رکھے خداوند کے صندوق یعنی تابوت سکینہ کے پاس لیٹا ہوا تھا۔ تو اسی وقت خداوند کا فرشتہ وہاں نازل ہوا پر وہ سموئیل کو دکھائی نہ دیا۔ پس اس فرشتے نے سموئیل کو پکارا۔ سموئیل سمجھا شاید بزرگ عیلی نے اسے آواز دی ہے لہٰذا وہ بھاگ کر عیلی کے پاس آیا اور کہا۔ اے آقا! تو نے مجھے پکارا سو میں حاضر ہوں۔ عیلی نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ اے سموئیل میں نے تو تجھے آواز نہیں دی،، سموئیل دوبارہ تابوت سکینہ کے پاس جا کر لیٹ گیا۔ دوبارہ خداوند کے فرشتے نے سموئیل کو پکارا سموئیل! سموئیل! دوبارہ سموئیل اٹھ کر عیلی کی طرف بھاگا اور کہا۔ اے آقا تو نے مجھے پکارا سو میں حاضر ہوں عیلی نے پھر تعجب و پریشانی میں کہا۔ اے بیٹے! میں نے تجھے نہیں پکارا۔ اس پر سموئیل پھر جا کر لیٹ گیا تیسری بار جب پھر خداوند کے فرشتے نے سموئیل کو پکارا تو سموئیل پھر بھاگ کر عیلی کے پاس آیا اور کہا۔ اے آقا۔ تو نے مجھے پکارا سو میں حاضر ہوں۔ ہیکل کا نگران جس کا نام عیلی تھا بڑا نیک اور جہاندیدہ انسان تھا وہ جان گیا کہ سموئیل کو نبوت عطا ہو رہی ہے اور پکارنے والا پکارتا ہے۔ اس پر عارب بیچ میں بول پڑا اور اس بوڑھے اسرائیلی کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ کیا اس ٹیلے کے اوپر بیٹھا شخص سموئیل ہے اور یہ خداوند کا نبی ہے۔ اس بوڑھے اسرائیلی نے مسکراتے ہوئے کہا ہاں یہی سموئیل ہے اور یہ خداوند کا نبی ہے۔ عارب بولا اچھا اے میرے بزرگ! تم اپنا سلسلہ کلام جاری رکھو!

اس بوڑھے اسرائیلی نے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے پھر کہنا شروع کیا۔ اے اجنبی جب تیسری بار سموئیل بھاگ کر عیلی کے پاس آیا تو بزرگ عیلی معاملے کی اصل نوعیت کو جان گیا لہٰذا اس نے سموئیل کو مخاطب کر کے کہا۔ اے سموئیل! اگر اب پھر تجھے کوئی پکارے اور آواز دے تو

تو کہنا۔ اے خداوند کے فرستادہ کہو میں تیرے خداوند کا بندہ سنتا ہوں۔ عیلی سے یہ ہدایات حاصل کرنے کے بعد سموئیل پھر تابوت سکینہ کے پاس جا کر لیٹ گیا۔ اور ایک بار جب پھر اسے پکارا گیا۔ تو سموئیل بولا۔ کہو کیا کہتا ہے میں خداوند کا بندہ سنتا ہوں۔ پھر سموئیل کو فرشتے کی آواز سنائی دی اور وہ کہہ رہا تھا۔

اے سموئیل! خداوند بنی اسرائیل کے اندر ایسا کام کرنے والے ہیں جس سے ہر سننے والے کے کان بھنا جائیں گے۔ دیکھ بنی اسرائیل پر ان کے گناہوں کے باعث ایک مرگ آنے والی ہے۔ اور عیلی کے دونوں بیٹے جو بدکار اور گنہگار ہیں اس مرگ کا شکار ہوں گے۔ اے سموئیل! خداوند نے تجھے اپنا فرستادہ کیا سو تو اٹھ لوگوں کو نیکی کی طرف بلا اور گناہ، بدی سے انہیں ڈرا۔ اس کے بعد خداوند کا وہ فرشتہ وہاں سے جاتا رہا اور سموئیل وہاں تابوت سکینہ کے پاس صبح تک سوتا رہا۔ اور دوسرے روز جب عیلی نے سموئیل کو آواز دی تو وہ اٹھ کر اس کی طرف گیا اور کہا۔ اے آقا! اگر آپ نے مجھے پکارا ہے تو میں حاضر ہوں۔ اس پر عیلی نے کہا۔ اے میرے بیٹے سموئیل! وہ کیا باتیں ہیں جو کل پکارنے والے نے تم سے کہیں۔ سموئیل پہلے تو کچھ ڈرا پھر ساری باتیں اس نے عیلی سے کہہ دیں۔ یہ باتیں سن کر عیلی کچھ پریشان ہو گیا۔ پھر اس نے غمزدہ آواز میں کہا۔

اے سموئیل! خداوند کے اس فرشتے نے سچ کہا۔ میرے دونوں بیٹے حفنی اور فینحاس دونوں گناہ گار اور بدکار ہیں۔ وہ ہیکل پر چڑھائی جانے والی نذر و نیاز کی اشیاء خورد برد کر جاتے ہیں یہ دونوں ہیکل میں آنے والی عورتوں کے ساتھ ہم آغوشی کرتے ہیں اور ان کے ساتھ بدکاری میں ملوث ہوتے ہیں آہ میرے یہ دونوں بیٹے نہ جانے بنی اسرائیل کے دوسرے لوگوں کے ساتھ کس مصیبت میں مبتلا ہو کر ہلاک ہوتے ہیں۔ عیلی خاموش ہو گیا اور سموئیل اس کے پاس سے چلا گیا۔

اور اس واقعہ کے بعد سموئیل نے بنی اسرائیل کے اندر تبلیغ کا کام شروع کیا۔ اور دان سے لیکر بیر سبع تک سموئیل نیکی اور خیر کا پیغام پہنچایا اور لوگوں سے تلقین کی کہ وہ سب کو چھوڑ کر صرف ایک خدا کی بندگی اور عبادت کریں۔ لیکن بنی اسرائیل نے سموئیل کی نصیحتوں پر عمل نہ کیا اور وہ برابر بعل دیوتا اور عستارات دیوی کی پوجا پاٹ اور پرستش میں مگن و مصروف رہے پھر کئی برس بیت گئے اور ایسا ہوا کہ فلستی قوم کے لشکر نے بنی اسرائیل پر حملہ کر دیا۔ بنی اسرائیل فلستیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے نکلے۔ بنی اسرائیل کے لشکر نے ابن عزر کے مقام پر ڈیرے ڈالے جب کہ فلستی ان کے سامنے افیق کے مقام پر خیمہ زن ہوئے پھر بنی اسرائیل اور فلستیوں کے درمیان جنگ ہوئی اور اس جنگ میں بنی اسرائیل کو ذلت آمیز شکست ہوئی اور چار ہزار بنی اسرائیل جنگجو اسی جنگ میں مارے گئے تھے۔

اس کے بعد بنی اسرائیل نے فیصلہ کیا کہ سیلا کے ہیکل سے تابوت سکینہ نکال کر لشکر کے اندر لایا جائے اور دوبارہ فلستیوں سے جنگ کی ابتدا کی جائے تاکہ اس تابوت سکینہ کی برکت سے خداوند بنی اسرائیل کو فلستیوں پر غلبہ اور فتح عطا فرمائے۔ پس سیلا کے ہیکل سے تابوت سکینہ منگوایا گیا اور اسے لشکر میں رکھ کر پھر فلستیوں سے جنگ کی ابتدا کی گئی۔ لیکن اس دوسری جنگ میں بھی بنی اسرائیل کو شکست ہوئی۔ اور اس جنگ میں نہ صرف یہ کہ تیس ہزار اسرائیلی جنگجو مارے گئے بلکہ فلستیوں نے تابوت سکینہ بھی بنی اسرائیل سے چھین لیا اور اسے اپنے ساتھ لے گئے۔ اس جنگ میں کاہن عیلی کے دونوں بیٹے حفنی اور فینحاس بھی مارے گئے۔ اس شکست کی خبر جب ہیکل میں کاہن عیلی کو ہوئی تو وہ پچھاڑ کھا کر گرا۔ اس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ مر گیا۔

اب بنی اسرائیل کے سرکردہ لوگ سموئیل کے پاس جمع ہوئے ہیں۔ اور اس سے یہ گزارش کر رہے ہیں کہ اب جب کہ وہ بوڑھا ہو گیا ہے تو وہ کسی کو اسرائیل کا بادشاہ مقرر کر دے۔ اب دیکھو سموئیل لوگوں کے اس سوال کا کیا جواب دیتے ہیں۔ وہ بوڑھا اسرائیلی ذرا خاموش ہوا۔ پھر کہا اے اجنبی! یہ ہے وہ تفصیل جو تو جاننا چاہتا تھا۔ اور جو میں نے تجھ سے کہہ دیا۔

عارب نے یوسا اور بینط کو اشارہ کیا۔ وہ تینوں پھر ایک طرف ہٹ کر کھڑے ہو گئے اور عارب نے یوسا اور بینط کو مخاطب کر کے کہا۔ اے میری بہنو! ہم لوگ اب یہیں بنی اسرائیل کے اندر ہی رہتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ سموئیل نبوت کا کام کیسے سنبھالتے اور یہ کہ کیسے بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر کرتے ہیں۔ اور اگر ہو سکا تو یہاں رہ کر ہم بدی کی ترغیب اور گناہوں کے فروغ کے لیے کام بھی کریں گے۔ اب ہم یہیں کہیں نزدیکی سرائے میں ٹھہر کر یہاں کے حالات کا جائزہ لیں گے۔ عارب کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔ کیونکہ اس ٹیلے کی چوٹی سے ایک منادی نے بلند آواز میں لوگوں کو مخاطب کر کے کہا۔ اے لوگو بزرگ سموئیل کے ہاں تمہاری درخواست منظور ہوئی سنو بزرگ سموئیل نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ خداوند کو تمہارے لیے بادشاہ مقرر کیا جانا منظور ہے سو عنقریب تمہارے لیے ایک بادشاہ مقرر کیا جائے گا۔ جس کا تعلق۔ یعقوبؑ کے بیٹے بنیامین

کی نسل سے ہوگا۔ یہ کام اب چند دن تک ہو جائے گا سو تم اٹھو اپنے اپنے گھروں کو چلے جاؤ۔ لوگ فوراً اٹھ کر اپنے گھروں کو چلے گئے تھے جب کہ عارب یوسا اور بنیطہ کو عارب کو شاید کوئی بات یاد آگئی۔

بھاگ کر وہ اس بوڑھے کے پاس آیا جو تھوڑی دیر قبل اسے بنی اسرائیل کے حالات سنا رہا تھا اور وہ بوڑھا بھی اپنے گھر جانے کے لیے ایک طرف چل پڑا تھا۔ عارب اس کے پاس آیا اور پوچھا۔ اے میرے بزرگ! تم نے ایک بات کی تفصیل تو مجھ سے کہی ہی نہیں۔ بوڑھے نے کسی قدر چونک کر پوچھا۔ کون سی بات کی تفصیل؟ اتنی دیر تک یوسا اور بنیطہ بھی عارب سے آملی تھیں۔ عارب پھر بولا اور اس بوڑھے سے کہا۔ آپ نے مجھے تابوت سکینہ یعنی خداوند کے صندوق سے متعلق تو کچھ بتایا ہی نہیں جب وہ تابوت سکینہ فلستی چھین کر لے گئے تو پھر اس کا کیا بنا؟ اس بوڑھے نے غور سے عارب کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ پہلے تم یہ کہو کہ تمہارا قیام کہاں ہے۔ میں اپنی ان دو بہنوں کے ساتھ کسی بھی سرائے میں قیام کر سکتا ہوں۔ عارب نے جلدی جلدی جواب دیا تھا۔

اس بوڑھے نے کسی قدر مطمئن انداز میں کہا۔ اچھا میرے ساتھ آؤ۔ راستے میں ایک سرائے ہے تم وہاں قیام کر لینا۔ جب کہ میں اپنے گھر کی طرف چلا جاؤں گا۔ اور یہ سرائے ہمارے شہر سے صرف آدھ فرلانگ کے فاصلے پر ہے میں اس سرائے تک تمہیں تابوت سکینہ سے متعلق تفصیل سے بتا دوں گا۔ پھر تم تینوں اس سرائے میں قیام کر لینا۔ اس بار یوسا نے اس بوڑھے اسرائیلی کو مخاطب کر کے کہا۔ اے میرے بزرگ! آپ نے ابھی تک یہ تو بتایا ہی نہیں کہ اس صندوق کے اندر کیا ہے جس کی بنا پر بنی اسرائیل اس صندوق کو مقدس جانتے ہیں۔ اس سے برکت حاصل کرتے ہیں۔ اور جنگوں میں اپنے ساتھ رکھتے ہیں تاکہ اس تابوت سکینہ کی وجہ سے جنگ میں انہیں غلبہ اور فتحمندی حاصل ہو۔ بوڑھے اسرائیلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس تابوت کے اندر توریت کا وہ اصل نسخہ ہے جو خداوند کی طرف سے موسیٰؑ کو عطا ہوا تھا۔ اسی بناء پر لوگ اس تابوت سے برکت حاصل کرتے ہیں اور اسے مقدس جانتے ہیں۔

سنو میرے عزیزو! اب میں تم تینوں کو اس تابوت سکینہ کی تفصیل بتاتا ہوں۔ جب بنی اسرائیل کو فلستیوں کے ہاتھوں شکست ہوئی اور فلستی تابوت سکینہ بھی چھین کر لے گئے۔ تو وہ اس تابوت کو اپنے مرکزی شہر اشدود میں لے گئے اور وہاں اس تابوت کو انہوں نے اپنے سب سے بڑے دیوتا دجون کے معبد میں رکھا۔ اگلے روز صبح سویرے جب لوگ دجون کے معبد میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ ان کا بڑا دیوتا دجون تابوت سکینہ کے سامنے زمین پر اوندھے منہ گرا پڑا تھا لوگوں نے اس کا کوئی اثر نہ لیا اور دجون کو انہوں نے پھر اس کی جگہ پر کھڑا کر دیا تھا۔

لیکن دوسرے روز اشدود شہر کے لوگ جب اپنے دجون دیوتا کے معبد میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ نہ صرف یہ کہ دجون دیوتا اوندھے منہ تابوت سکینہ کے سامنے گرا پڑا تھا۔ بلکہ دجون دیوتا کا سر اور ہتھیلیاں اور بازو دہلیز پر کٹے پڑے تھے اور دجون دیوتا کا صرف دھڑ ہی دھڑا باقی رہ گیا تھا۔ اس کے بعد اس تابوت سکینہ کی وجہ سے فلستیوں پر ایک اور مصیبت کی بھی ابتداء ہو گئی اور وہ یہ کہ اشدود شہر اور اس کے گرد فلاح کی بستیوں میں گلٹیوں کی بیماری پھیل گئی اور لوگ اس سے مرنے لگے۔ اس پر اشدود کے سارے سردار ایک جگہ جمع ہوئے اور یہ فیصلہ ہوا کہ چونکہ یہ ساری مصیبتیں چونکہ تابوت سکینہ کی وجہ سے نازل ہوئی للہذا بنی اسرائیل کے اس تابوت کو کسی اور جگہ منتقل کر دینا چاہیے۔ للہذا باہم صلاح مشورہ کرنے کے بعد تابوت کو فلستیوں کے دوسرے شہر جات میں پہنچا دیا گیا تھا۔

لیکن تابوت سکینہ کے جات شہر میں پہنچنے کے بعد وہاں بھی گلٹیوں کی وبا پھیل گئی اور لوگ موت کا لقمہ بننے لگے۔ پس تابوت سے متعلق دوبارہ صلاح و مشورہ کیا گیا۔ اور فلستیوں نے اب اس صندوق کو اپنے ایک اور شہر عقرون میں پہنچا دیا۔ لیکن اس شہر میں بھی جب اس تابوت سکینہ کی وجہ سے وبا پھوٹ پڑی۔ تو فلستی بڑے فکرمند ہوئے۔ للہذا فلستیوں نے اپنے بڑے بڑے نجومیوں اور کاہنوں کو جمع کیا۔ اور یہ معاملہ ان کے سامنے پیش کیا۔ آخر ان کاہنوں اور نجومیوں نے باہم مشاورت کرنے کے بعد یہ فیصلہ دیا کہ تابوت سکینہ کو واپس بنی اسرائیل کی سرزمین کی طرف بھیج دیا جائے۔ اور چونکہ تابوت سکینہ کو یہاں لا کر جرم کیا گیا ہے۔ للہذا اس جرم کی قربانی ادا کی جائے تب ہی فلستی تابوت سکینہ کے باعث پھیلنے والی وبا سے نجات پا سکتے ہیں۔

فلستی سرداروں نے جب کاہنوں اور نجومیوں سے پوچھا تو انہوں نے مشورہ دیا کہ اس جرم کی قربانی یہ ہو سکتی ہے کہ تابوت سکینہ جب واپس کیا جائے تو اس تابوت کے ساتھ سونے کی پانچ گلٹیاں اور سونے کی پانچ چوہوں کی مورتیں بنا کر رکھ دی جائیں اور ان کاہنوں اور نجومیوں نے

یہ بھی کہا۔ کہ اس تابوت سکینہ کو ایک نئی بنائی ہوئی بیل گاڑی میں رکھا جائے۔ اور اس گاڑی کے آگے دودھ دینے والی گائیں جوتی جائیں جن کے اس سے پہلے جوا نہ لگا ہو اور پھر اس گاڑی کو اسرائیلی علاقے کی طرف ہانک دیا جائے سو فلستیوں نے ایسا ہی کیا۔ ایک نئی بیل گاڑی بنا کر تابوت سکینہ کو اس میں رکھا۔ گلٹیوں اور چوہوں کی سونے کی مورتیوں کو بھی اس گاڑی میں رکھا کیونکہ فلستی خیال کرتے تھے کہ گلٹیوں کی بیماری چوہوں سے پھیلتی ہے لہٰذا ان سے نجات کا یہی طریقہ انہوں نے اپنایا۔ اس طرح تابوت سکینہ بیل گاڑی میں لاد کر اور اس کے آگے گائیں جوت کر اسے ہماری سرزمین کی طرف ہانک دیا۔ وہ گائیں تابوت سکینہ کو اسرائیل سرزمین میں لے آئیں اور اب تابوت سکینہ پھر ہمارے پاس ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ بوڑھا اسرائیلی رک گیا۔ پھر اس نے دوبارہ عارب کو مخاطب کر کے کہا۔ اے اجنبی! یہ ہے تابوت سکینہ کی تفصیل جسے جاننے کے لیے تم نے اپنی خواہش کا اظہار کیا تھا۔ دیکھو وہ اب وہ سامنے سرائے دکھائی دے رہی ہے تم اس میں جا کر قیام کر سکتے ہو جب کہ میں اب اپنے گھر کی طرف جاؤں گا۔ اتنا کہنے کے بعد اسرائیلی آگے بڑھ گیا۔ جب کہ عارب اور بیوسا اور بینطہ سرائے کا رخ کر رہے تھے۔

○

سموئیل نبی نے چونکہ بنی اسرائیل کو حکم خداوندی کے مطابق خبر دی تھی کہ ان کی مانگ کے مطابق عنقریب ان کے لیے ایک بادشاہ مقرر کیا جائے گا اور یہ بھی انکشاف کیا کہ یہ بادشاہ یعقوبؑ کے بیٹے بنیامین کی نسل سے ہو گا۔ سو اسی دن ایسا ہوا کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص کہ نام جس کا قیس بن ابی ایل تھا اور جس کا تعلق بنیامین کی اولاد سے تھا۔ اس کے گدھے گم ہو گئے۔ اور اس قیس بن ابی ایل کا ایک بیٹا تھا جس کا نام ساؤل تھا اور بنی اسرائیل کے اندر ساؤل جیسا کوئی طاقتور اور خوبصورت جوان نہ تھا اور قد آور ایسا تھا کہ عام لوگ اس کے کندھے تک ہی آتے تھے۔

سو اس قیس بن ابی ایل نے اپنے بیٹے ساؤل سے کہا کہ وہ اپنے گدھوں کو تلاش کرے۔ لہٰذا اس ساؤل نے اپنے گھریلو ملازم کو ساتھ لیا اور اپنے گدھوں کی تلاش میں نکلا۔ سو وہ اپنے گدھوں کی تلاش میں بہت گھوما کوہستان افرائیم کی طرف گیا سلیسہ کی سرزمین سے ہو کر گزرا۔ غرض اپنی بستی کے اطراف میں اور دور و نزدیک اس نے بہت تلاش کیا پر گدھے اسے نہ ملے۔ جب وہ گدھوں کی تلاش کرتے ہوئے شہر کے پاس پہنچے تو ساؤل نے اپنے ملازم کو مخاطب کر کے کہا۔ آؤ اب گھر لوٹ چلیں۔ ایسا نہ ہو کہ میرا باپ گدھوں سے متعلق فکرمند ہونا چھوڑ کر ہمارے متعلق فکرمند ہونا شروع کر دے۔ اس پر اس ملازم نے ساؤل کو مخاطب کر کے کہا اس شہر میں خداوند کے ایک نبی رہتے ہیں ان کا نام سموئیل ہے۔ آؤ ان کے پاس چلیں۔ میں سمجھتا ہوں وہ ضرور بتا دیں گے کہ ہمارے گدھے کہاں ہیں۔ ساؤل اپنے ملازم کی اس تجویز پر تھوڑی دیر تک غور کرتا رہا۔ پھر کوئی فیصلہ کرتے ہوئے اس نے اپنے ملازم سے کہا۔

خداوند کے اس نبی کی خدمت میں حاضر ہوتے وقت اسے کوئی نذرانہ پیش کیا جانا چاہیے اور ہمارے پاس اس وقت کچھ بھی نہیں ہے۔ اور حالت یہ ہے کہ ہمارے توشہ دان بھی خالی

ہو چکے ہیں اور کوئی اور شے ہمارے پاس نہیں جو اس بزرگ ہستی کو ہم پیش کریں۔ اس ملازم نے پر اطمینان انداز میں ساؤل سے کہا۔ دیکھو تو پریشان اور فکرمند نہ ہو۔ میرے پاس پاؤ مثقال چاندی ہے بس یہی چاندی ہم اس بزرگ کی خدمت میں پیش کر دیں گے۔ اپنے اس ملازم کی وہ باتیں ساؤل کو بیحد پسند آئیں۔ لہٰذا وہ دونوں موصوف شہر کی طرف روانہ ہوئے۔ وہ دونوں لوگوں سے سموئیل سے متعلق پوچھتے ہوئے موصوف شہر میں داخل ہوئے۔ اور ایسا ہوا کہ جب وہ موصوف شہر میں داخل ہوئے ہی تھے کہ سامنے سے سموئیل ان کی طرف آئے۔ سموئیل ان دونوں سے قریب ہوئے اور ساؤل کو انہوں نے مخاطب کر کے کہا۔

یقیناً تو ہی ساؤل ہے۔ اے ساؤل! تیری آمد سے قبل ہی میرے خداوند نے مجھے تمہارے متعلق آگاہ کر دیا ہے۔ اور مجھے میرے رب کی طرف سے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہیں مسح کروں۔ میرے رب نے مجھ پر یہ انکشاف بھی کیا تھا کہ وہ بنیامین کی سرزمینوں سے تمہیں میری طرف بھیجے گا اور یہ کہ تو ہی اسرائیلی قوم کا بادشاہ ہوگا۔ اور تو ہی اسرائیلیوں کو فلستیوں کی مار سے بچائے گا۔ اور جس وقت تم شہر میں داخل ہوئے ہو۔ اسی وقت میرے رب نے میری راہنمائی کی کہ وہ شخص شہر میں داخل ہو رہا ہے۔ جو بنی اسرائیل کا بادشاہ ہوگا لہٰذا میں تیری طرف لپکا ہوں۔ ساؤل بولا۔ اور کہا۔ میں تو اس لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوں کہ آپ کی مدد سے جانوں کہ میرے گمشدہ گدھے کہاں چلے گئے ہیں۔ سموئیل نے خوش طبعی اور نرمی میں کہا۔ تمہارے گدھوں سے متعلق بھی میرے رب نے مجھے آگاہ کر دیا ہے۔ اور تمہارے گدھوں کی صورت حال یہ ہے کہ اب تو ان سے متعلق فکرمند نہ ہوں اس لیے کہ تیرے گدھے تیرے باپ کے پاس واپس پہنچ چکے ہیں۔

میرے رب نے چونکہ مجھے تمہارے متعلق پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا کہ تم آنے والے ہو۔ لہٰذا میں نے تمہاری ضیافت کا سامان کر رکھا ہے اب تم میرے ساتھ آؤ۔ ساؤل کو سموئیل کی باتیں عجیب اور پریشان کن سی لگ رہی تھیں تاہم وہ اپنے حضور کے ساتھ ان کے ہمراہ ہو لیا۔ سموئیل نے ساؤل کی ضیافت کی اس کے بعد ساؤل سے کہا۔ دیکھ تیرا باپ قیس بن ابی ابل گدھے مل جانے کی وجہ سے اب گدھوں کی نسبت تمہارے متعلق زیادہ فکرمند ہے۔ سو تو اب اپنے گھر جا۔ دیکھ میں سات دن تک تیری بستی مصفاہ کی طرف آؤں گا۔ اور ان سات دنوں میں بنی اسرائیل کے سرکردہ لوگوں کے سلسلے میں منادی کراؤں گا کہ وہ مصفاہ میں جمع ہوں تا کہ ان کی موجودگی میں تمہاری بادشاہت کا اعلان کیا جائے گا اس پر ساؤل نے سنجیدگی سے سموئیل کو مخاطب کر کے پوچھا۔ اے خداوند

کے فرستادہ کیا یہ درست ہے کہ میں بنی اسرائیل کا بادشاہ بنایا جاؤں گا۔

سموئیل نے کہا۔ ہاں ایسا ہوگا۔ اس لیے کہ یہ خداوند کا حکم ہے اور خداوند کے حکم کو اگر کوئی ٹالنا بھی چاہے تو ٹال نہیں سکتا۔ اور اس حکم کے سچا ہونے کی تمہارے لیے یہ دلیل ہے کہ جب تم یہاں سے جاؤ گے تو بنیامین کی بستیوں کے قریب راخیل کی قبر کے نزدیک دو اشخاص تجھے ملیں گے جو تجھے خبر کریں گے کہ تیرے گدھے مل گئے ہیں۔ اور جب تو تبور کے مقام پر بلوط کے درختوں کے پاس تجھے تین اشخاص ملیں گے۔ ان میں سے ایک کے پاس بکری کے تین بچے۔ دوسرے کے پاس روٹیاں اور تیسرا مشروب کا مشکیزہ اٹھائے ہوئے ہوگا۔ یہ لوگ بیت ایل کی طرف جا رہے ہونگے وہ لوگ تجھے سلام کریں گے اور کھانے کو تجھے روٹی دیں گے سو تو ان سے کھانے کو روٹی لے لینا اس کے بعد تو ایک ٹیلے کے پاس پہنچے گا تو وہاں تجھے ایک ایسا گروہ ملے گا جس کے آگے آگے لوگ دف مزامیر اور بربط بجا رہے ہوں گے، سو تو اب جا۔ اور جو باتیں میں نے تجھ سے کہی ہیں۔ یہی باتیں تمہیں پیش آئیں اور یہ باتیں تمہارے لیے نشانی ہیں کہ تمہیں بنی اسرائیل کا بادشاہ بنایا جانے والا ہے اور یہ باتیں جو میں نے تم سے کہی ہیں یہ میری طرف سے نہیں بلکہ میرے اس رب کی طرف سے ہیں جو ظاہر و باطن اور دلوں کے بھید تک سب کو جانتا ہے۔ پھر ساؤل سموئیل کے کہنے پر وہاں سے کوچ کر گیا تھا۔

اور اپنے گھر تک پہنچتے پہنچتے سموئیل کو وہی واقعات پیش آئے جن کی خبر سموئیل نے پہلے سے کر دی تھی تب سموئیل کو یقین ہو گیا کہ وہ واقعی اسرائیل کا بادشاہ بنایا جا رہا ہے اس طرح سات دن گزر گئے اور ساتویں دن ساؤل کی بستی مصفاہ کے پاس دور و نزدیک کے اسرائیلی سردار پہنچ گئے اور پھر سموئیل بھی وہاں تشریف فرما ہوئے اور سب کی موجودگی میں انہوں نے ساؤل کو اسرائیل کا بادشاہ بنائے جانے کا اعلان کر دیا تھا۔

مشرقی افریقہ میں مین کے بادشاہ فریقش کے خیمے سے نکل کر یوناف ابھی چند ہی قدم دور گیا ہوگا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور پھر نفس کو مطمئن اور سماعت کو شادماں کر دینے والی ابلیکا کی آواز سنائی دی یوناف! یوناف فریقش کے پاس تم جس کام کے لیے آئے تھے اس سے متعلق تو تم نے اس سے گفتگو کی ہی نہیں کی الٹا تم اس کے ساتھ وعدہ کر کے آئے ہو کہ تم اس کے ساتھ ان علاقوں سے مین کی طرف کوچ کر جانے کو تیار ہو۔ اور میں سمجھتی ہوں حسین ساہمی سے متعلق اب تم کوئی اور ہی فیصلہ کرو گے۔ سنو یوناف! ساہمی کو زیادہ عرصہ تک اس خانہ بدوش قبیلے میں رکھنا بھی اچھا نہیں ہے اس لیے کہ اس کا بھید کسی بھی وقت ظاہر ہو سکتا ہے اور جب ایسا ہو گیا تو یہ وحشی خانہ بدوش اسے قتل کر دیں گے۔

ابلیکا جب خاموش ہوئی تب یوناف بولا اور کہا۔ اے ابلیکا اس میں کوئی شک نہیں کہ میں فریقش کے پاس اس غرض کے تحت ہی گیا تھا کہ میں فریقش سے کہوں وہ ساہمی سے شادی کرے اس طرح ساہمی فریقش کے ساتھ مین جا کر پرامن زندگی بسر کر سکتی تھی۔ لیکن فریقش کے خیمے میں جب میں نے پہلے سے اس کی چار بیویوں کو اس کے پہلو میں بیٹھے دیکھا تو میں نے اپنا ارادہ بدل لیا میں نے یہ پسند نہ کیا کہ ساہمی بچاری پانچویں بیوی کی حیثیت سے فریقش کے ساتھ ہو...۔ اے ابلیکا اب میں ساہمی سے گفتگو کروں گا کہ وہ اپنے مستقبل کے بارے میں کیا فیصلہ کرتی ہے۔ اور اگر اپنے طور پر اس نے کوئی فیصلہ نہ کیا تو پھر اسے اپنے ساتھ رکھ کر فریقش کے ہمراہ مین کی طرف روانہ ہو جاؤں گا اور اگر ساہمی نے اپنے لیے کوئی اور فیصلہ کیا تو اس پر عمل کیا جائے گا۔ اے ابلیکا! آؤ اب سانگا قبیلے کی طرف چلیں کیونکہ مجھے لوٹ کر پھر یہاں آنا ہے اور فریقش اپنے لشکر کے ساتھ چونکہ آج یہاں سے کوچ کر رہا ہے۔ لہٰذا میں بھی اس کے ساتھ مین روانہ ہو جاؤں گا۔

اس کے ساتھ ہی یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا۔ اور دوسرے ہی لمحے وہ

سانگا نام کے اس خانہ بدوش قبیلے کے سردار مکادو کے خیمے سے باہر نمودار ہوا۔ اس نے دیکھا۔ مکادو اور اس کی بیوی دونوں پریشان حال اور افسردہ سے خیمے کے دروازے پر کھڑے تھے۔ ان کے چہروں سے ایسا لگتا تھا جیسے کسی ہولناک حادثے نے ان سے ان کی حرمتیں، فضا بطے، آدرش فلسفے اور زندگی کے لائحہ عمل سب کچھ ہی چھین لیا ہو۔

یوناف ان دونوں کے قریب آیا۔ پھر اس نے ملائمت اور نرمی میں پوچھا۔ مکادو! مکادو! تم دونوں میاں بیوی یوں خاموش اور اداس کیوں ہو۔ اس پر مکادو نے تذلیل دبے جامگی اور سراسیمہ وحشت زدہ سی حالت میں کہا۔ اے یوناف! میرے عزیز! تمہاری موجودگی میں ساہمی کے ساتھ ایک حادثہ پیش آگیا ہے بس میں اور میری بیوی پانچی اس بنا پر افسردہ ہیں یوناف نے چونک کر پوچھا۔ کیا حادثہ پیش آیا اور ساہمی اس وقت کہاں ہے۔ مکادو بولا۔

اے یوناف تمہارے جانے کے بعد میں اور میری بیوی اپنے کمرے میں بیٹھے تھے جب کہ ساہمی خیمے کے ساتھ والے کمرے میں تھی کہ اچانک ساہمی کی ہولناک اور دلوں کو اچاٹ کر دینے والی چیخ ہمیں سنائی دی۔ میں اور پانچی بھاگ کر جب ساہمی کے کمرے میں داخل ہوئے تو ساہمی کی حالت عجیب تھی۔ وہ یوں تڑپ رہی تھی جیسے اسے کوئی پکڑ رہا ہو اور یہاں سے اٹھا لے جانا چاہتا تھا اور ساہمی اس کے سامنے اپنے آپ کو بچانے اور اپنا دفاع کرنے میں مصروف ہو۔ پھر ایسا لگا جیسے ساہمی بے بس ہو گئی ہو۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ ہماری نظروں سے یوں اوجھل ہو گئی جیسے دھواں ہوا میں تحلیل ہو کر اور رنگ فضاؤں میں بکھر کر ختم ہو جاتے ہیں یہ ہے وہ حادثہ جس کی وجہ سے میں اور پانچی اداس اور چپ ہیں۔

مکادو کے اس انکشاف پر یوناف کی حالت بے آواز لفظوں کے کرب اور تصورات کے گرداب جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ پھر مکادو نے محسوس کیا جیسے یوناف کی آنکھوں میں یادوں کے شعلے مجنونانہ جستجو اور صدیوں کی ویرانیاں رقص کرنے لگی ہوں۔ اس کے چہرے پر پھیلتے بے کراں جذبے یہ بتا رہے تھے اور کوئی بہت بڑا کام کرنے کا عزم کر چکا ہو۔

○

خیمے میں مکادو اور اس کی بیوی پانکی کے سامنے یوناف اسی طرح تصورات کے گرداب اور پراسرار لمحوں کی گہری کپھاؤں میں پھنسا خاموش کھڑا ہوا تھا۔ اس لمحے اس کی گردن جھکی ہوئی تھی اور اس کے چہرے کے تاثرات میں بے کراں اشکوں اور زلیست کے علاٸم کا ایک طوفان تھا۔ پھر یوناف نے اپنی گردن آہستہ آہستہ سیدھی کی اور خانہ بدوش قبیلے کے سردار مکادو کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ اے مکادو! سامی کی اس اچانک روپوشی نے مجھے پریشان حال اور بے کل روحوں کے گہرے گھاؤ جیسا کر دیا ہے میں اب جاتا ہوں اور اس کی تلاش و جستجو کا کام شروع کرتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ وہ شیطانی قوتوں کا شکار ہو گئی ہے۔ مکادو نے بھی فکرمندی میں کہا اسے تلاش کرو یوناف! ایسا نہ ہو وہ پجاری لو بر دیوتا کے مندر کے پجاریوں کے ہتھے چڑھ جائے اور اگر ایسا ہو گیا تو وہ اس کے نازک و حسین جسم کو لخت لخت کر کے رکھ دیں گے۔ یوناف نے مکادو کی اس بات کا کوئی جواب نہ دیا پھر وہ پلٹ کر اس کے خیمے سے نکل گیا تھا۔

اس خانہ بدوش قبیلے کے خیموں سے باہر نکل کر یوناف ایک جگہ رکا۔ پھر اس نے پکارا۔ ابلیکا ابلیکا! تم کہاں ہو۔ جواب میں ابلیکا نے یوناف کی گردن پر خوش گوار لمس دیا۔ پھر اس کی وصل و حسرت کے امتیاز جیسی حسین و پرکشش آواز سنائی دی۔ یوناف! یوناف! میں یہیں ہوں۔ میں سامی سے متعلق تمہاری اور مکادو کی گفتگو بھی سن چکی ہوں، کہو اب تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ یوناف پھر بولا۔ اے ابلیکا! میں اب یمن کے بادشاہ فریقش کی طرف جاتا ہوں۔ اور اس کے ساتھ میں آج یمن کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔ تم سامی کی تلاش کا کام شروع کرو۔ اور جب بھی تم اس کا سراغ لگاؤ۔ مجھے اس کی اطلاع کرو۔ ابلیکا فوراً یوناف کی گردن سے علیحدہ ہو گئی تھی جب کہ یوناف بھی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور وہاں سے نزدیک ہی یمن کے بادشاہ فریقش کے سامنے پیش ہوا۔ فریقش دوبارہ یوناف کو اپنے سامنے دیکھ کر خوش ہوا اور پوچھا۔

یوناف! یوناف! میں دوبارہ تمہیں اپنے خیمے میں دیکھ کر خوش ہوا اس لیے کہ تھوڑی دیر تک میں یہاں سے کوچ کرنے والا ہوں۔ کیا تمہارا وہ ساتھی بھی تمہارے ساتھ ہے جسے تم لینے گئے تھے۔ اس پر یوناف نے افسردہ سے لہجے میں کہا۔ اے بادشاہ! وہ میرے ساتھ نہیں آیا بہر حال میں اکیلا ہی آپ کے ساتھ یمن کی طرف کوچ کروں گا۔ یوناف کے اس فیصلے پر فریقش کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی اور کہا یمن میں تمہاری بڑی قدر دانی کروں گا۔ اور وہاں تمہاری حیثیت میرے بیٹے کی سی ہو گی اور وہاں میں تم سے افریقہ کے حالات اور یہاں کی رسومات سے متعلق مزید معلومات حاصل کروں گا۔ اس کے بعد فریقش نے اپنے لشکر کو وہاں سے کوچ کا حکم دیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اپنے لشکر کے ساتھ مشرقی افریقہ سے یمن کی طرف کوچ کر رہا تھا۔

○

عارب، بیوسا اور بنطرامہ شہر کی سرائے میں قیام کیے ہوئے تھے۔ کہ وہاں ان کے کمرے میں عزازیل نمودار ہوا۔ عزازیل کو دیکھتے ہی عارب نے پوچھا۔ اے آقا! آپ اکیلے ہی آئے ہیں؟ عزازیل عارب کے پاس بیٹھ گیا اور کہا۔ ہاں میں اکیلا ہی آیا ہوں اور اپنے ساتھیوں کو میں مختلف مہموں میں مصروف کر رکھا ہے۔ اے میرے عزیزو! میں تم تینوں کو دو باتوں کی خبر دینے آیا ہوں۔ جو تمہارے علم میں ہونی چاہئیں۔ پہلی بات یہ کہ میں نے تمہارے قدیم دشمن یوناف کے پیچھے اپنے ایک ساتھی اذیٹ کو لگایا ہے۔ یہ جنات میں سے ایک ہولناک جن ہے اور مجھے امید ہے کہ یہ یوناف کو ضرور اپنے سامنے زیر کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اے میرے رفیقو! تم اور اس کی ساتھی لڑکی خوفا دونوں ہی یوناف کے مقابلے میں ناکام رہے ہیں۔ ازب نام کے اس جن کا تعلق حجاز کی سرزمین سے ہے اور یہ حرم کعبہ کے قریب عقبہ نام کی گھاٹی میں مقیم ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ یوناف کے خلاف عنقریب وہ ہمیں حوصلہ فراخ دے گا اور

نوٹ: حضور جس وقت مدینۃ النبی کے لوگوں سے جنہوں نے اسلام قبول کیا عقبہ کے مقام پر بیعت لے رہے تھے تو شیطان کا یہی ازب نام کا ساتھی چلایا تھا اور حضور کے خلاف لوگوں کو بھڑکایا اس پر حضور نے فرمایا اے ازب بن ازیب واللہ! میں تیری سرکوبی کے لیے بھی فرصت نکال لوں گا۔

اس کے نیچے کے کاموں میں ضرور رکاوٹ ثابت ہوگا۔ عزازیل کے خاموش ہونے پر عاسب پھر بولا اور پوچھا۔ اے آقا! یہ تو ایک خبر ہے اور دوسری کونسی خبر آپ ہمیں سنانا چاہتے ہیں اس پر عزازیل نے ناصحانہ انداز میں کہا۔

میرے رفیقو! دوسری خبر یقیناً بہت بڑی خبر ہے اور میں نے بڑی محنت اور جانفشانی کے ساتھ اس کام کی تکمیل کی ہے۔ ساتھیو! تم جانتے ہو کہ نوحؑ اور اس کے قبل کے زمانے میں وُدؔ[1]، سواعؔ[2]، یغوثؔ[3]، یعوقؔ[4] اور نسرؔ[5] پانچ بتوں کی پوجا اور پرستش کی جاتی تھی۔ طوفان نوحؑ کے دوران یہ بت سیلاب میں نہ جانے کہاں کھو گئے۔ میں ایک عرصہ ان کی تلاش و جستجو میں رہا آخر میں انہیں تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ کیونکہ میں نے اپنے اور کئی ساتھیوں کو بھی ان کی تلاش میں لگایا ہوا ہے آخر میں نے یہ معلوم کر لیا کہ یہ پانچوں کے پانچوں بت حجاز کی سرزمین میں جدہ کے ساحل پر ریت میں دبے ہوئے تھے۔ ان بتوں کو تلاش کرنے کے بعد۔ اب میرے سامنے یہ مسئلہ تھا کہ ان کو ریت سے نکال کر کس طرح دوبارہ انہیں خداوند کا شریک قرار دے کر ان کی پوجا اور پرستش کا کام دوبارہ شروع کرا دیا جائے اور یہ کہ اس کام کی ابتداء کس سرزمین سے کی جائے۔ آخر حجاز ہی کے ایک شخص نے میری یہ مشکل بھی آسان کر دی۔ اس شخص کا نام عمرو[6] بن لحی تھا یہ ایک کاہن تھا اور اسکی کنیت ابو ثمامہ تھی۔ ایک جن اس ابو ثمامہ کا موکل تھا۔ پس میں نے

---

[1] وُدّ مردانہ قوت اور عشق و محبت کا دیوتا تھا۔ اکثر لوگ اپنے بچوں کے نام اسی کے نام پر رکھتے تھے۔

[2] سواع۔ محبوبیت اور حسن و جمال کی دیوی تھی۔ اس کا بت ایک حسین عورت کا سا تھا۔

[3] یغوث۔ جسمانی قوت کا دیوتا تھا۔ اس کی شکل شیر کی سی تھی۔

[4] یعوق رفتار کا دیوتا تھا۔ اس کی شکل گھوڑے کی سی تھی۔

[5] نسر بصارت کا دیوتا تھا اور اس کی شکل باز اور گدھ جیسی تھی (ماخوذ از تفسیر علامہ ابن کثیر بسلسلہ سورۂ نوح)

[6] دوسرے بتوں کو عرب میں لانے والا بھی یہی عمرو بن لحی ہے یہ خانہ کعبہ کا متولی بھی تھا ایک بار بیمار ہو گیا تو اسے کہا گیا جو تو شام کی سرزمین میں بلقاد کے مقام پر چشمہ ہے اگر وہ اس میں جا کر نہائے تو ٹھیک ہو جائے۔ جب یہ وہاں گیا تو اس نے دیکھا کہ لوگ وہاں بتوں کی پوجا کرتے ہیں اس نے پوچھا یہ کیا ہیں۔ وہاں کے لوگوں نے اس سے کہا ان بتوں سے ہم بارش پاتے ہیں اور اپنے دشمنوں پر غالب رہتے ہیں عمرو بن لحی نے ان سے کچھ بت مانگے انہوں نے وہ دیئے اور عمرو نے لا کر خانہ کعبہ میں نصب کر دیئے تھے (ماخوذ از تلبیس ابلیس۔ علامہ ابن جوزی)

اپنے اسی جن ساتھی کو اس کام کے لیے استعمال کیا۔ اور میری ترغیب پر اس موکل جن نے ابو ثمامہ کو مخاطب کر کے کہا۔ اے ابو ثمامہ! اٹھ تہامہ سے کوچ کر اور اپنے آپ کو سعد و سلامت پہنچا پھر جدہ کے کنارے جا۔ وہاں تجھے ریت کے نیچے دفن مورتیاں ملیں گی۔ انہیں نکال کر تہامہ لے آنا اور اپنی سرزمین کے سرداروں سے خوف نہ کھا اور اس کے بعد اہل عرب کو تو ان بتوں کی عبادت اور پوجا پرستش کی دعوت دے۔"

پس یہ عمرو بن لحی یعنی ابو ثمامہ اپنے اس موکل کی ہدایات کے مطابق حرکت میں آیا۔ اپنے کچھ آدمیوں کو اس نے ساتھ لیا اور جدہ سے ان بتوں کو نکال کر تہامہ لے گیا۔ پھر جب حج کا موسم آیا تو ابو ثمامہ نے اہل عرب کو ان بتوں کی پرستش کی دعوت دی۔ ابو ثمامہ کی اس دعوت کو اہل عرب کے سرداروں نے بخوشی قبول کیا۔ لہٰذا ابتداء وُدّ سے کی گئی اور عرب کا ایک سردار عوف بن عذرہ وُدّ کو اپنے ساتھ دومۃ الجندل لے گیا وہاں اس نے وُدّ کے لیے ایک معبد تعمیر کیا اور اس معبد کے اندر اس نے وُدّ کے بت کو رکھا اسی نسبت سے اس عوف بن عذرہ نے اپنے بیٹے کا نام عبد وُد رکھا اور عوف بن عذرہ نے اپنے دوسرے بیٹے عامر بن عوف کو اور بت کا دربان اور مجاور مقرر کر دیا۔

دوسرا بت سواع بنی ہذیل کا ایک شخص حارث بن تمیم اپنے ساتھ لے گیا۔ اسے وہ اپنے ساتھ وادی نخلہ میں لے گیا وہاں رباط کے مقام پر اسے نصب کیا اور اس کا معبد تعمیر کیا۔ تیسرے بت یغوث کو قبیلہ مذحج کے ایک شخص انعم بن عمرو المرا کے سپرد کر دیا گیا۔ وہ اسے یمن لے گیا اور وہاں ایک ٹیلے پر اسے نصب کیا اور اس کا معبد بنوایا۔ چوتھے بت یعوق کو بنو ہمدان کے ایک شخص مالک بن مرثد کے حوالے کیا گیا۔ اس نے خیوان کے مقام پر اسے جا نصب کیا۔ پانچواں بت قبیلہ حمیر کے ایک شخص معدیکرب کو دیا گیا۔ یہ بت ارض سبا یعنی ارض یمن میں بلخع کے مقام پر نصب کیا گیا۔ یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل تھوڑی دیر کے لیے خاموش رہا پھر دوبارہ بولا اور کہا۔

---

[1] غزوہ تبوک کے موقع پر حضورؐ نے خالدؓ بن ولید کو اس بت وُدّ کو توڑنے کے لیے روانہ کیا۔ وہاں کے لوگ جب مانع ہوئے تو خالد بن ولید نے ان سے قتال کر کے اس بت کو توڑ دیا تھا۔

[2] ماخوذ تلبیس ابلیس۔ صفحہ ۶۸

سوائے میرے رفیقو! میں ایک عرصے سے اس کام کے در پے تھا۔ لیکن ان عمرو بن لحی نے میرے سارے ہی کاموں میں آسانی پیدا کر دی۔ اور اب وہ بت جو سیلاب نوح کے دوران گمشدہ ہو گئے تھے۔ پھر کار آمد ہو گئے ہیں اور ان کے ذریعے میں ان گنت لوگوں کو شرک میں مبتلا کرنے میں کامیاب رہا ہوں۔ اور اس کائنات کے اندر ایسے کام کرنے کے بعد ہی میں اپنی ذات کے لیے سرفرازی اور سرخروئی محسوس کرتا ہوں۔ اور یہ عمرو بن لحی بھی بڑا کام کا انسان تھا۔ گو وہ اس دنیا سے کوچ کر چکا ہے لیکن یہ بیج اس کی مدد سے میں نے بویا ہے اس بیج کا پودا اب خوب سرسبز و شاداب ہے۔ عزازیل جب خاموش ہوا تب عارب نے اسے مخاطب کر کے پوچھا۔ اے آقا محترم! کیا اذب نام کا آپ کا وہ ساتھی واقعی یوناف کو اپنے سامنے زیر کرنے اور اسے اذیت دینے میں کامیاب ہو جائے گا۔ عزازیل ایک بھرپور عزم میں بولا۔

ہاں وہ ضرور یوناف کے خلاف کامیابی حاصل کرنے میں فتح مند رہے گا عارب نے پھر پوچھا۔ اے آقا ہمیں خبر ہی نہ ہوئی کہ بنی اسرائیل میں سموئیل نام کے نبی مبعوث ہو چکے ہیں ورنہ ہم ان کے خلاف حرکت میں ہی آتے۔ اے آقا آپ کو بھی اس معاملے کی خبر نہ ہوئی۔ جب کہ ہمارا خیال تو یہ ہے کہ آپ غیب کا علم جانتے ہیں۔ عارب کے اس استفسار پر عزازیل چند ساعتوں تک خاموش رہا پھر بولا۔ اے رفیقان! سن غیب کا علم خداوند کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ ہاں جب وہ کسی کو رسول بنا کر مبعوث کرتا ہے تو غائب کے علم میں سے اسے اس قدر عطا کر دیا جاتا ہے جس قدر اس کی رسالت اس علم کی متقاضی ہو۔ رہے جن و شیاطین تو یہ صرف عالم بالا کی طرف پرواز کر کے وہاں چھپ چھپ کر ملاء اعلیٰ کی خبروں میں سے بھنک لینے کی کوشش کرتے ہیں اور یہی خبریں وہ کاہنوں تک پہنچاتے ہیں۔ اور یہ کاہن اپنے پاس سے مرچ مصالحہ لگا ان خبروں کو لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں یہ بات ان کاہنوں نے ہی مشہور کر رکھی ہے کہ جناب غیب کا علم جانتے ہیں مگر وہ درست نہیں ہے۔

---

[1] حضورؐ نے فرمایا جب مجھے جہنم کا نظارہ کرایا گیا تو میں نے اس جہنم میں دیکھا کہ ایک پستقد سرخ رنگ کا کرنجا انسان ہے اور آگ کے اندر اپنی آنتیں گھسیٹتا پھرتا ہے۔ میں نے پوچھا نہ کوئی شخص ہے تو مجھے بتایا گیا کہ یہی عمرو بن لحی ہے جس نے عرب کو بت پرستی کی طرف بلایا۔ اور اس سرزمین میں بحیرہ، وصیلہ، سائبہ، حامی کی رسومات نکالیں۔

عارب پھر بولا۔ اے آقا! جنات کا تو خیال ہے کہ وہ غیب کا علم جانتے ہیں۔ اگر وہ نہیں جانتے تو پھر ان میں اور انسان میں کیا فرق رہ گیا۔ عزازیل پھر عالمانہ انداز میں بولا جنات غیب کا علم نہیں جانتے تاہم جنات اور انسان میں فرق ضرور ہے اور وہ فرق یہ ہے کہ جنات کی پیدائش آگ سے ہے اور انسان کی مٹی سے۔ جنات کو انسانوں سے پہلے پیدا کیا گیا جنات انسانوں کو دیکھتے ہیں اور ان کی باتیں سنتے ہیں پر انسان ایسا نہیں کر سکتے۔ جنات عالم بالا کی طرف پرواز کر سکتے ہیں اور ملاء اعلیٰ کی باتیں سننے کی کوشش کر سکتے ہیں زمین پر خلافت خداوند نے انسان کو دی ہے جنات کو نہیں۔ انسان کی طرح جنات بھی با اختیار مخلوق ہیں اور انسانوں ہی کی طرح انہیں بھی اطاعت و معصیت اور کفر و ایمان کا اختیار دیا گیا ہے۔

جنات کے اندر مشرک بھی ہیں اور موحد بھی کافر بھی ہیں اور صاحب ایمان بھی نیک بھی ہیں اور بد بھی اور انسانوں ہی کی طرح اپنے اعمال کی بنا پر یہ جنت اور دوزخ کے حقدار ہوں گے۔ اس کے علاوہ جنات کے اندر نبوت و رسالت کا سلسلہ جاری نہیں بلکہ جنات کو انسانوں کے اندر مبعوث کئے جانے والے رسولوں پر ہی ایمان لانا ہوتا ہے کیونکہ انسان خلیفۃ الارض ہے۔ بہر حال جنات ایک مستقل خارجی وجود رکھتے ہیں وہ انسان سے الگ ایک دوسری نوع کی مخلوق ہیں۔ جنات کی پراسرار صفات ہی کی وجہ سے جاہل لوگ جنات کی ہستی اور ان کی طاقتوں سے متعلق مبالغہ آمیز تصورات قائم کر رہے ہیں۔

عزازیل کے خاموش ہونے پر عارب پھر بولا اور پوچھا۔ اے آقا جنات و شیاطین آگ سے بنے ہیں تو ان میں سے جو دوزخ میں ڈالے جائیں گے ان پر آگ کیونکر اثر کر سکے گی کیونکہ جنات تو آگ ہی کی مخلوق ہیں۔ عزازیل نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ تمہارے خیالات غلط ہیں عارب اور اس کا جواب یہ ہے کہ انسان کو مٹی سے پیدا کیا گیا۔ پھر اگر انسان کو مٹی کا ڈھیلا اٹھا مارا جائے تو اسے چوٹ لگتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان کا پورا جسم اگرچہ زمین کے مادوں سے بنا ہے۔ مگر جب ان مادوں سے گوشت پوست کا زندہ انسان وجود میں آتا ہے تو وہ اپنے بنیادی مادوں سے بالکل مختلف شے بن جاتا ہے اور ان ہی مادوں سے بنی ہوئی دوسری اشیاء اس کے لیے اذیت کا باعث بن سکتی ہے۔

ٹھیک اسی طرح جنات اگرچہ آتشی مخلوق ہیں۔ لیکن آگ سے جب ایک زندہ اور صاحب احساس مخلوق وجود میں آتی ہے تو وہی آگ اس کے لیے تکلیف اور اذیت کا موجب

بنتی ہے جس سے وہ پیدا کیا گیا تھا“ عارب پھر بولا اور پوچھا۔ اے آقا! آپ کی اس گفتگو سے ایک اور سوال میرے ذہن میں ابھرا ہے اور وہ یہ کہ انسان کیسے خلیفۃ الارض اور جنات سے افضل مخلوق ہو سکتا ہے جب کہ جنات کو خداوند نے وہ غیر معمولی قوتیں بخش رکھی ہیں جو انسان کو میسر نہیں ہے اس پر عزازیل مسکرایا اور کہا۔ طاقت و قوت ہی تو افضل مخلوق ہونے کا سبب نہیں ہے۔ اس طرح تو بعض طاقتیں حیوانات کو بھی انسانوں سے زیادہ عطا ہوتی ہیں پھر کیا حیوانات اشرف المخلوقات ہو سکتے ہیں۔ تو اے میرے رفیقو! اس کائنات کے اندر انسان ہی افضل مخلوق اور زمین کا خلیفہ ہے عزازیل ذرا رکا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

تو میرے رفیقو! جس کام کے پیچھے میں ایک عرصہ سے پڑا ہوا تھا آخر عمرو بن لحی کی مدد سے اس کام کی تکمیل ہوئی اور اب ودّ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کی عبادت گاہیں لوگوں سے بھری رہتی ہیں اور شرک کا کام اپنے عروج پر ہے۔ اور یہی ہماری حیات کا مقصد بھی ہے۔ اس کے علاوہ یہ عمرو بن لحی اور لحاظ سے بھی یہ میرے لیے سودمند اور معاون و مددگار ثابت ہوا کہ عرب کی سرزمین میں اس نے ہی بحیرہ[1]، سائبہ، وصیلہ[2] اور حام[3] کی صورت میں شرک کی ابتداء کی اور اب اس میں بھی عرب اپنے پورے عروج و ترقی پر ہیں۔ اور میرے رفیقو! یہ ہیں وہ خبریں جو میں تم تک پہنچانا چاہتا تھا۔ سو میں اب جاتا ہوں کہ دیکھوں یوناف اور اذب کے درمیان معاملہ کس حد تک پہنچا ہے۔ اور عارب نے پوچھا۔ اے آقا! میرے لیے کیا حکم ہے عزازیل نے فیصلہ کن انداز میں جواب دیا۔

---

[1] بحیرہ، سائبہ کی مادہ اولاد کو کہتے تھے۔ وہ اونٹنی جو مسلسل دس مادائیں جنتی ایسی اونٹنی بے مہار چھوڑ دی جاتی۔ اس پر سواری نہ کی جاتی۔ اس کے بال نہ کترے جاتے۔ بجز مہمان کے کوئی اس کا دودھ نہ پیتا ایسی مادہ سائبہ کہلاتی تھی۔ اگر کھلی چھوڑ دینے کے بعد بھی یہ سائبہ کوئی مادہ جنتی تو اس مادہ کا کان پھاڑ کر ماں کی طرح کھلی چھوڑ دیا جاتا اور یہ بحیرہ کہلاتی تھی۔

[2] جو بکری پانچ دفعہ میں مسلسل دس مادائیں جنتی اسے وصیلہ بنا دیا جاتا۔ اور اس کے بعد اگر وہ کچھ بچے دیتی تو وہ صرف ان کے مردوں کا حق ہوتا۔ عورتوں کو کچھ نہ ملتا۔ تاہم اگر وہ مر جاتی تو اس کے کھانے میں مرد عورت بھی شریک ہو جاتے۔

[3] جس اونٹ کے نطفے سے متواتر دس مادائیں پیدا ہوتیں۔ اسے حام کہتے تھے۔ اس کی پشت محفوظ ہو جاتی۔ اس پر نہ سواری کی جاتی۔ نہ اس کے بال کاٹے جاتے اور اسے ریوڑوں کے اندر کھلا چھوڑ دیا جاتا۔

تم تینوں فی الحال بنی اسرائیل کی اس سرزمین کے اندر ہی قیام کرو اور یہاں کے لوگوں کے درمیان بدی، معصیت، گناہ اور ناراستی کے پھیلاؤ اور تشہیر کا کام کرو۔ لیکن میری ایک بات یاد رکھنا تم لوگ کسی نبی یا رسول کے منہ لگنے کی کوشش نہ کرنا۔ کہ خداوند اپنے رسولوں کے منہ میں جو کلام ڈالتا ہے وہ جنات و شیاطین کی دسترس سے ماورا ہوتا ہے اور خداوند خود اپنے رسولوں کی حفاظت و کفالت کا سامان کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی عزازیل وہاں سے روپوش ہو گیا تھا۔

یوناف یمن کے بادشاہ فریقش کے ہمراہ اس کے مرکزی شہر مارب پہنچا۔ اور اپنے محل کے ایک حصے میں ہی فریقش نے اس کے قیام کا انتظام کیا تھا۔ یمن پہنچنے کے دوسرے ہی روز یوناف مارب کے اس محل کے اندر مہیا کیے جانے والے اپنے کمرے کے اندر بیٹھا تھا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا۔ اس لمس پر یوناف چونکا اور ابلیکا کو مخاطب کر کے تیزی سے پوچھا۔ ابلیکا! ابلیکا! کیا تم سامی کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئی ہو۔ جواب میں ابلیکا کی ایسی آواز سنائی دی جس میں نوحہ گری کی گونج، بے تاب روحوں کی پکار، شرربیزی اور تیش ریزی کا تاثر تھا۔ یوناف نے چونک کر دوبارہ پوچھا۔ ابلیکا! ابلیکا! خیریت تو ہے۔ اس بار پھر ابلیکا کی روتی ہوئی سی آواز دی۔ نہیں خیریت نہیں میرے حبیب! سامی مر گئی ہے۔ یا یوں سمجھو کہ سامی کو مار دیا گیا۔ اور یہ کام عزازیل کے ایک گماشتے اذب نے کیا ہے۔

یہ اذب ایک انتہائی طاقتور شیطان ہے۔ قب سے بھی زیادہ ہولناک اور پر قوت ہے۔ اسے عزازیل نے ہی تمہارے تعاقب میں لگایا ہے اسی اذب نے سامی کو مکادو کے خیمے سے اٹھایا اور اسے بحیرہ عرب کے ایک جزیرے سقوطرہ میں لے گیا۔ وہیں اس نے سامی کو ہلاک کر کے زمین میں دبا دیا۔ اور اب تک وہ اذب اسی سقوطرہ نام کے جزیرے ہی میں موجود ہے سامی کی موت کا سن کر یوناف بیچارے کی حالت سنسان و ویران قبرستان، خوابوں کے ویران نگر اور آہوں کے سفینوں جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ تھوڑی دیر تک غم و اندوہ میں اس کی گردن جھک گئی پھر اس نے اپنی پوری آتش فشانی اور غضب میں ابلیکا کو مخاطب کر کے کہا۔ ابلیکا ابلیکا اس نام کے جزیرے میں اذب تک میری راہنمائی کرو۔ اس کے ساتھ ہی یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور مارب کے اس محل سے وہ غائب ہو گیا تھا۔

جزیرہ سقوطرہ میں یوناف سمندر کے کنارے ایک چٹان پر نمودار ہوا۔ اسی لمحہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور کہا یوناف! یوناف! وہ جو تمہارے عین سامنے سیاہ رنگ کی

بڑی چٹان ہے ازب اس کے قریب ہی قیام کئے ہوئے ہے۔ اچانک ابلیکا خاموش ہو گئی کیونکہ سامنے سیاہ رنگ کی چٹان کے قریب کوہ پیکر ازب نمودار ہوا اور آہستہ آہستہ وہ یوناف کی طرف بڑھا۔ ابلیکا نے پھر تیزی سے کہا۔ یوناف! یوناف یہ جو تمہاری طرف بڑھا یہی ساہی کا قاتل ازب ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ اب یہ تم سے ٹکرانے کی کوشش کرے گا۔ اور سنو یوناف اگر تم محسوس کرتے کہ ازب تم پر بھاری ہے اور تمہیں مغلوب کرے گا تو اپنی سری قوتوں کو استعمال کر کے اپنا دفاع کر لینا۔ ابلیکا کے اس مشورے کے جواب میں یوناف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر وہ اس طرح سمندر کے کنارے چٹان پر کھڑا ہو کر ازب کے قریب آنے کا انتظار کرنے لگا تھا۔

یوناف کسی ستون کی طرح اس چٹان پر خاموش کھڑا تھا۔ سمندری لہریں شب خون مارنے والے کسی آسیب کی طرح کنارے کی چٹانوں سے ٹکرا کر فنا و بقا اور زندگی و موت کا کھیل کھیل رہی تھیں فضاؤں میں فطرت کے تجسس کے اندر ایک موت کے سناٹے اور شب جیسے سکوت رقص کر رہے تھے۔ ازب جب قریب آیا تو یوناف چٹان سے اتر گیا۔ ازب نے قریب آ کر غور سے یوناف کی طرف دیکھا اور کہا۔ اے یوناف میرا اندازہ درست نکلا مجھے امید تھی کہ اپنی سری قوتوں کو استعمال کر کے تم ضرور تعاقب میں آؤ گے اور اب اس تعاقب کو میں تیرے پاؤں کی زنجیروں، درد کے رشتوں اور وحشتوں کے گرداب میں بدل دوں گا۔ اے یوناف! قب احمق تھا جو تم پر قابو نہ پا سکا اور اپنے سامنے تجھے زیر نہ کر سکا میں تو تجھے مار مار کر تیری جسمانی حالت ٹوٹے ہوئے شیشے کی کرچیوں جیسی کر کے رکھ دوں گا۔ یوناف نے پرسکون آواز میں کہا اے عزازیل کے گماشتے! آگے بڑھ کر مجھ پر حملہ آور ہو۔ پھر دیکھ کس طرح میں رقص کرتے شعلوں کی طرح تیرا سامنا کرتا ہوں۔

ازب نے آگے بڑھ کر یوناف کی چھاتی پر ضرب لگائی اور یہ ضرب یوناف کے لیے خلاف توقع کچھ ایسی زوردار اور پرقوت تھی کہ یوناف بل کھاتا ہوا، بے بسی کی حالت میں ایک چٹان کے ساتھ جا ٹکرایا تھا۔ لیکن فوراً ہی یوناف سنبھل گیا۔ اور آگے بڑھ کر اس نے ویسی ہی ایک ضرب ازب کی چھاتی پر لگائی پر ازب اپنی جگہ سے ہلا تک نہ تھا۔ وہ اس ضرب کو برداشت کر گیا اور چٹان کی طرح اپنی جگہ پر کھڑا رہا تھا۔ پھر وہ دونوں ایک دوسرے پر ازلی ابدی دشمنوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔ کافی دیر تک وہ جم کر ایک دوسرے پر ضربیں لگاتے

رہے اس کے بعد ازب غالب اور یوناف مغلوب ہوتا دکھائی دینے لگا۔ یوناف کی یہ حالت دیکھتے ہوئے ازب نے اپنے حملوں میں اور زیادہ تیزی پیدا کر لی اور یوناف کو مار مار کر اس نے بے سدھ سا کر دیا تھا۔ یوناف نے جب دیکھا کہ وہ کسی طرح ازب پر غالب نہیں رہا تو اپنے آپ کو اس سے بچانے کے لیے وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور وہاں سے وہ غائب ہو گیا تھا۔

ازب سے جان چھڑانے کے بعد یوناف مآرب کے شاہی محل میں اس کمرے میں نمودار ہوا۔ جس میں اس کا قیام تھا۔ اسی لمحہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور دکھ بھری آواز میں اس نے کہا۔ اے میرے حبیب! یہ ازب تو انتہائی طاقتور اور خوفناک ثابت ہوا۔ میں اس کے خلاف حرکت میں آنے لگی تھی پر تم اپنی سری قوتوں کو استعمال کر کے ادھر آ گئے۔ یوناف نے گہری سوچوں سے نکلتے ہوئے کہا۔ میں خود بھی سری قوتوں کا استعمال نہ چاہتا تھا۔ ورنہ ایسا کرنے میں شروع میں ہی اسے مار بھگاتا۔ میرے رب کو منظور ہوا تو ایک روز میں ضرور اسے اپنے سامنے ذلیل و رسوا کروں گا۔ یوناف کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔ کیونکہ محل کے پہریداروں میں سے ایک اندر آیا اور کہا آپ کہاں چلے گئے تھے۔ میں ایک بار پہلے بھی آپ کو بلانے آیا تھا پر آپ کمرے میں نہ تھے۔ بادشاہ نے بیت نسر میں آپ کو بلایا ہے۔ یوناف نے جواب میں کچھ بھی نہ کہا اور خاموشی سے وہ اس پہریدار کے ساتھ ہو لیا تھا۔

O

اس پہریدار کے ساتھ یوناف یمن کے دیوتا نسر کے معبد بیت نسر میں داخل ہوا۔ اس نے دیکھا اس بیت نسر کے صدر دروازے پر لکڑی سے تراشا ہوا ایک بہت بڑا باز رکھا تھا۔ جو اپنے پر پھڑ پھڑا رہا تھا۔ پہریدار کے ساتھ یوناف ایک ایسے بڑے اور وسیع و عریض کمرے میں داخل ہوا۔ جس کے سامنے نسر دیوتا کا باز کی شکل کا ایک بہت بڑا بت رکھا تھا۔ اور یہ بت ایک بہت بڑی چٹان کو تراش کر بنایا گیا تھا۔ اس بت کے عین سامنے مخالف سمت یمن کا بادشاہ فریقش ایک بلند شہ نشین پر بیٹھا تھا۔ شہ نشین پر اس کے ساتھ اس کے اپنے کچھ عزیز بھی بیٹھے ہوئے تھے اور اس کے شہ نشین کے سامنے لمبی لمبی قطاروں میں ایک طرف بیت نسر کے پجاری اور دوسری طرف فریقش کے اراکین سلطنت بیٹھے ہوئے تھے۔ یوناف کو دیکھتے ہی فریقش نے اپنے پہلو میں خالی نشست کی طرف اشارہ کر کے یوناف کو بیٹھنے کے لیے کہا۔ جب یوناف اس نشست پر بیٹھ گیا تو فریقش نے کہا۔

یوناف! میری افریقہ کی کامیاب مہم کی خوشی میں اس بیت نسر کے اندر رقص و سرور کی ایک محفل کا اہتمام کیا گیا ہے۔ ابھی تھوڑی دیر تک اسی بیت نسر کی سب سے حسین اور نوخیز پجارن اپنے رقص کا مظاہرہ کرے گی۔ اس رقص کے شروع ہونے تک کیا تم مجھے افریقہ کی کچھ رسومات سے متعلق نہ بتاؤ گے اس سے نہ صرف میرے علم اور میری معلومات میں اضافہ ہو گا۔ بلکہ رقص شروع ہونے تک وقت بھی اچھا گزر جائے گا۔ پھر فریقش نے اچانک اپنی دوسری طرف بیٹھے اپنے بیٹے مندر بن ابرہہ کی طرف اشارہ کر کے کہا اور ہاں یہ بھی تم سے افریقہ کی یہ رسومات سننے پر اصرار کر رہا تھا۔ اس لیے کہ میں نے اس سے وہ ساری رسومات کہہ دی ہیں۔ جو افریقہ میں تم نے مجھ سے کہی تھی۔ یوناف ذرا سا مسکرایا۔ کچھ سوچا۔ پھر اس نے کہا۔ اے بادشاہ افریقہ کے اندر جو خبر مجھے سب سے زیادہ تعجب خیز اور بری لگی وہ یہ تھی کہ وہاں کے قبائل اور

اقوام کے اندر خدا اور دیوتا بننے کی خواہشات اور رسومات بھی پائی جاتی ہیں۔

اے بادشاہ مشرقی افریقہ کی موزمبا نام کی قوم کسی بت کو نہیں پوجتی اور نہ ہی یہ لوگ خدا کو مانتے ہیں۔ اس کے بجائے ان کے ہاں ان کے بادشاہ کی بڑی عزت افزائی اور احترام کیا جاتا ہے اور اسے دیوتا اور خدا تصور کیا جاتا ہے ان لوگوں کا خیال ہے کہ ان کے بادشاہ کا دنیا میں کوئی ہمسر نہیں اور خود بادشاہ اپنے متعلق کہتا ہے کہ وہی رب الارض ہے۔ اور جب کبھی اس بادشاہ کی مرضی کے خلاف بارش یا گرمی ہوتی ہے تو وہ آسمان کو اس کی سرکشی کی سزا دینے کے لیے اس کی طرف تیر چلاتا ہے۔

وسطی افریقہ ماگنڈا قوم جھیل تانسترا کے کنارے ایک دیوتا پر ایمان رکھتے ہیں۔ ان میں یقین ہے کہ بعض وقت یہ دیوتا جب کسی مرد یا عورت کے جسم میں حلول کر جاتا ہے تو وہ مرد اور عورت دیوتائی اور خدائی صفات کی حامل ہو جاتی ہے۔ مشرقی افریقہ کی ماشونا قوم کے اندر انسان کو خدا

---

[1] افریقہ کے علاوہ دنیا کے دیگر ممالک میں بھی اکثر مواقع پر انسان کا خدا کا روپ دھارا۔ کلاسیکی عہد میں صقلیہ کے فلسفی امپیڈو کلیز کے ۴۴۴ قبل مسیح کے لگ بھگ خدائی کا دعویٰ کیا۔ قدیم مصر میں تابس کے ایک شخص نے خدا ہونے کا دعویٰ کیا۔ برما میں باذون ساچین نام کا ایک عجیب خونی بادشاہ تھا۔ جس کے چہرے سے اس کے مزاج کی درندگی کا پتہ چلتا تھا۔ اس نے مہاتما بدھ کے قوانین کے منسوخ ہونے اور اپنے دیوتا ہونے کا اعلان کیا۔ قدیم سیام کے لوگ اپنے بادشاہ کی دیوتا جیسی تعظیم کیا کرتے تھے۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ بادشاہ کے چہرے پر نگاہ ڈالے۔ اور جب بادشاہ کی سواری نکلا کرتی تھی تو لوگ اس کے آگے سر بسجود ہو جایا کرتے تھے۔

• ہندوستان نے جس قدر خدا پیدا کئے۔ ایسا مشکل ہی سے کسی خطہ زمین میں ہوا ہو۔ اسی ملک میں برہمن سے لیکر گھوسی تک سماج کا کوئی بھی طبقہ ایسا نہیں جس میں خدائی کا دعویٰ نہ کیا گیا ہو جنوبی ہند میں کوہستان نیل گری کے ٹوڈا نامی۔ گڈریوں سے لے کر راجاؤں تک خدائی کے دعویدار ہوتے ہندوؤں کی کتاب مانو شاستر کہتی ہے کہ راجہ بالک بھی ہو تو اس کو خیال سے حقیر نہیں جاننا چاہیے کہ محض ایک فانی ہستی ہے۔ اس لیے کہ وہ انسان کے روپ میں ایک دیوتا ہوتا ہے۔ بنارس کے ہندو سبکرانند نے دیوتا ہونے کا دعویٰ کیا۔ مرہٹوں کا یقین ہے ہر نسل ان کے لیے گنیش دیوتا کی صورت میں کوئی نہ کوئی انسان نمودار ہوتا ہے۔ عیسائیت میں بھی خدا

گزشتہ صفحہ آئندہ

تسلیم کرنے کی ایک عجیب رسم ہے یہ لوگ کسی شخص کو خود ہی اپنا دیوتا بنا لیتے ہیں۔ اور جب وہ ایسا کر چکتے ہیں۔ تو ہر کوئی یہ خیال کرتا ہے اس شخص میں خدائی صفات آ گئی ہیں۔ لہٰذا ہر کوئی اس سے ڈرتا اور خوف کھاتا ہے —————— یوناف کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ کئی حسین پجارنیں اس وسیع کمرے میں داخل ہوئیں اور ان کے آتے ہی رقص و سرود کی محفل شروع ہو گئی تھی۔

کافی دیر تک دھنک رنگوں کی یہ محفل جاری رہی۔ اور جب ختم ہوئی تو فریقش نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے یوناف سے کہا۔ افریقہ کی دیگر رسومات میں پھر کبھی تم سے سنونگا۔ اس کے ساتھ ہی وہ اپنے عزیز و اقارب کے ساتھ وہاں سے اٹھ کر چلا گیا تھا۔ یوناف بھی اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔ جب کہ دوسرے لوگ بھی اٹھ کر اپنے اپنے گھروں کو جا رہے تھے۔

بدھ مت کے ماننے والے تاتاریوں کا عقیدہ تھا۔ کہ خدا کی روح کسی انسان دیوتا سے

ہونے کے خوب دعوے ہوتے دوسری صدی عیسوی میں ایک شخص مٹےنس فریجیانی نے دعویٰ کیا کہ وہ تثلیث مجسم ہے یعنی اس کے جسم میں خدا حضرت عیسیٰ اور روح القدس متحدہ طور پر متشکل ہوئے ہیں۔ اٹھارویں صدی عیسوی میں ہسپانیہ کے ایک باشندے ایلی باندس نے اعلان کیا کہ حضرت عیسیٰ خداؤں میں خدا ہیں

تیرھویں صدی عیسوی میں عیسائیوں میں قلندروں کا ایک فرقہ پیدا ہوا جو "اخوان باطنی آزادی" کہلاتا تھا۔ اس کا عقیدہ تھا کہ طویل اور مسلسل مراقبے سے کسی بھی شخص کو وصال ایسی ہو سکتا ہے اور اس طرح اس کی ذات اس ہستی سے ہمکنار ہو سکتی ہے جو تمام اشیاء کا سرچشمہ اور مبداء وجود ہے اور یہ کہ جو خدا کے مقام ارفع تک پہنچ جائے اور اس کے جوہر لطیف میں جذب ہو جائے وہ ہر اعتبار سے عیسیٰؑ کی طرح خدا کا جزو اور بیٹا بن جاتا ہے۔

۱۸۲۳ء میں امریکہ کے ایک شخص نے کنٹکی کی سرحد پر دعویٰ کیا کہ وہ خدا کا بیٹا اور انسانوں کا نجات دھندہ ہے۔ بنیادی طور پر یہ شخص ایک بہروپیا تھا اور اس بات —————— اور گناہگاروں کو اپنے بھولے ہوئے فرض کا احساس دلانے آیا ہے۔ اس نے کہا کہ لوگوں نے اگر ایک مدت تک اپنی اصلاح نہ کی تو وہ صرف ایک اشارہ کرے گا اور ان کا تختہ الٹ جائیگا۔ آخر ایک جرمن نے کہ ہم انگریزی نہیں جانتے لہٰذا تم جرمنی میں بھی اپنی تبلیغ کرو۔ اس نے کہا میں جرمن نہیں جانتا پر اس جرمن نے کہا تب تو خدا نہیں پاگل ہے

بھی کر دوسرے انسان کے قالب میں بھی چلی جاتی ہے۔ ان کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ بدھ کی سینکڑوں جیتی جاگتی صورتیں ہیں جو مہالاماؤں کی حیثیت سے بڑے بڑے مندروں میں پیشوائی کے فرائض انجام دے رہی ہیں۔ جب کوئی مہالاما مر جاتا ہے تو اس کے چیلوں کو اس کی موت کا قطعی کوئی غم نہیں ہوتا کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ لاما کسی بچے کی صورت میں پھر جنم لے گا۔ انہیں اصل فکر یہ رہتی ہے کہ وہ کس مقام پر پیدا ہو گا۔

جنوبی امریکہ کی قدیم سلطنت پیرو کا شہنشاہ اور اس کے خاندان کا ہر فرد سورج کا بیٹا مانا جاتا تھا اور انہیں انکا کے نام سے پکارا جاتا تھا اور دیوتاؤں کی طرح ان کا ادب و لحاظ کیا جاتا تھا۔ بابل کے بادشاہ سارگن اول سے لے کر جو تین ہزار قبل مسیح گزرا تھا جتنے بھی بادشاہ گزرے خدائی کا دعویٰ کرتے تھے۔ انہوں نے اپنی پرستش کے لیے مندر تعمیر کرا رکھے تھے۔ وہ مختلف عبادت گاہوں میں اپنے مجسمے رکھوا کر لوگوں کو حکم دیتے تھے کہ وہ ان پر بھینٹ چڑھائیں۔ سال کا آٹھواں مہینہ خاص طور پر ان بادشاہ کی عبادت کے لیے وقت تھا۔ اور ہر چاند کی پہلی اور پندرھویں تاریخ کو انہیں قربانیاں دی جاتی تھیں۔

قدیم دور میں بحرہ خضر کے کنارے پارتھیوں کی حکومت تھی یہ لوگ سیتھین نسل سے تھے۔ اس قوم کے بادشاہ اپنے آپ کو برادران مہر و ماہ کہلواتے تھے۔ اور دیوتاؤں کی طرح ان کی پرستش کی جاتی تھی۔ قدیم شاہان مصر کو ان کی زندگی میں ہی دیوتا بنا لیا جاتا تھا۔ انہیں قربانیاں دی جاتی تھیں۔ اور خاص مندروں میں خاص پروہت ان کی پوجا پاٹ کی رسم ادا کیا کرتے تھے۔

میکسیکو اور جنوبی امریکہ میں قدیم دور میں موسکا یا موزکا نام کی ایک قوم تھی ان کے دارالحکومت بوگوٹا اور ٹنجا تھے۔ ان لوگوں میں مشہور تھا کہ ان کے حکمران طویل ریاضت کے سبب ایک تقدس ہو جاتا ہے جس کے باعث سے آب و باراں ان کا حکم مانتے ہیں اور جب یہ بادشاہ تخت نشین ہوا کرتے تھے تو یہ اپنی تخت نشینی پر آفتاب کو روشن رکھنے۔ بادلوں سے مینہ برسانے اور زمین سے وافر فصل حاصل کرنے کا حلف اٹھایا کرتے تھے۔ میکسیکو کے آخری بادشاہ مونتزوما کی ایک دیوتا کی طرح پرستش کی جاتی تھی۔

جنوبی فرانس کا ایک فرقہ جو بارھویں اور تیرھویں صدی عیسوی میں گزرا اور جس کا نام البی جنسیس۔ اس نے پاپائے روم انوسینٹ سوم اور درباریوں کی اخلاقی خرابیوں کے خلاف احتجاج کیا پاپائے روم نے ان پر مانویت پھیلانے کا الزام لگایا۔ چودھویں صدی عیسوی میں

احتساب کی ایک مذہبی عدالت نے جنوبی فرانس میں تولوز کے مقام پر اس فرقے کے عقائد کی تحقیقات کی اور اس فرقے کو مرتد قرار دیکر اس کا استیصال کر دیا گیا تھا۔ اس فرقے کے ارکان ایک دوسرے کی پرستش کیا کرتے تھے۔

یونان ۳۰۷ قبل مسیح ڈیمیٹرس نام کا ایک بادشاہ تھا۔ اہل یونان نے اسے اور اس کے باپ انٹی گونس کو خدائی اعزازات بخشے تھے۔ یہ دونوں خداوندان نجات دہندہ کے نام سے یاد کئے جاتے تھے۔ ان کے لیے قربان گاہیں نصب کی گئیں اور ایک پجاری ان کی پوجا پاٹ پر مقرر کیا گیا اور ایتھنز شہر کے لوگ ان دونوں کے لیے بھجن گاتے رقص کرتے تیز پھولوں کے ہار، بخورات اور شراب لیے ہوئے شہر کے گلی کوچوں میں گھوم کر ان کی تعریف کیا کرتے تھے۔

اسرائیلیوں کی ابتری اور انتشار کی باتیں جب ان کی ہمسایہ قوم کو پہنچیں تو وہ بڑے خوش ہوئے اور انہوں نے اپنے بادشاہ کہ جس کا نام ناحس تھا اسے ترغیب دی کہ بنی اسرائیل پر حملہ کر کے فوائد حاصل کرنے کا یہ بہترین موقع ہے۔ کیونکہ اسرائیلی اپنے انتشار کے باعث مقابلہ نہ کر سکیں گے اور عمونی ان کی سرزمینوں کے اندر دور تک گھس کر لوٹ مار کرنے کے لیے آزاد ہوں گے عمونیوں کا بادشاہ ناحس اس کے لیے تیار ہو گیا۔ کیونکہ اسے ابھی تک یہ خبر نہ ملی تھی کہ اسرائیل نے ساؤل کو اپنا بادشاہ بنا لیا ہے۔ تاہم ساؤل بھی ابھی تک برائے نام بادشاہ ہی تھا۔ اس لیے کہ اس نے ابھی تک بنی اسرائیل کا کوئی لشکر ترتیب نہ دیا تھا جس کی مدد سے وہ بیرونی حملہ آوروں کی روک تھام کر سکے بہر حال عمونیوں کا بادشاہ ناحس اپنے جرار لشکر کے ساتھ حملہ آور ہوا اور اسرائیلیوں کے سرحدی شہر یبیس اور اس کے گرد و نواح کی ان گنت بستیوں کا اس نے گھیراؤ کر لیا تھا۔ ناحس اور اس کے لشکریوں کا ارادہ تھا کہ وہ اسرائیل کے اس سرحدی شہر اور اس کے اطراف کی بستیوں کو لوٹ لیں گے۔

لیکن ابھی تک ان لوگوں نے اپنے اس ارادے کو عملی جامہ نہ پہنایا تھا کہ یبیس شہر کے کچھ سرکردہ لوگ عمونیوں کے بادشاہ ناحس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس سے التجا کی کہ بنی اسرائیل کا قتل عام کر کے ان کی لوٹ گھسوٹ نہ کی جائے۔ اور اس کے صلے میں ہم ہمیشہ تیری خدمت کرتے رہیں گے۔ ناحس نے جب دیکھا کہ بنی اسرائیل ذلت کے ساتھ اس کے سامنے جھکنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ تو اس نے کہا۔ میں ایک شرط پر یہ معاہدہ کرنے کے لیے تیار ہوں اور شرط یہ ہے کہ ان علاقوں کے سارے اسرائیلیوں کی داہنی آنکھ نکال دی جائے گی تا کہ عمونیوں کی طرف سے بنی اسرائیل

کے لیے یہ ذلت کا نشان ٹھہرے۔" ناحس کے اس جواب پر یبیس کے بزرگوں نے ناحس سے استدعا کی کہ وہ انہیں سات دن کی مہلت دے۔ اور ان سات دنوں میں بھی اگر اسرائیل میں سے ہم کوئی حمایتی حاصل کر کے تیرا مقابلہ کرنے میں ناکام رہے۔ تو پھر ہم لوگ اپنے آپ کو تیرے حوالے کر دیں گے اور تو اس موقع پر جو چاہے ہمارے ساتھ سلوک کرے۔

عمونیوں کے بادشاہ ناحس نے اسرائیلیوں کی اس پیشکش کو قبول کر لیا۔ پس یبیس شہر کے سرکردہ لوگوں نے ایک وفد اپنے بادشاہ ساؤل کی طرف روانہ کیا اور اس وفد کے ارکان نے اس وقت ساؤل کے سامنے رو رو کر عمونیوں کے بادشاہ کے خلاف فریاد کی جس وقت ساؤل کھیتوں کی طرف سے لوٹ رہا تھا تب ساؤل جوش میں آیا اس کا غصہ اور غضب بھڑکا اس نے دو بیلوں کو ذبح کرایا اور اس کی چھوٹی چھوٹی بوٹیاں کر کے مختلف قاصدوں کے ہاتھ وہ بوٹیاں اس نے بنی اسرائیل کے مختلف قبائل کی طرف روانہ کیں اور ساتھ میں یہ کہلا بھی بھیجا کہ جو کوئی بھی عمونیوں کے خلاف اس وقت ساؤل کا ساتھ دینے کو اٹھ کھڑا نہ ہو تو اس کے بیلوں کو کاٹ کر ایسی ہی بوٹیوں میں تبدیل کر دیا جائیگا۔ پس اس دھمکی اور تنبیہ کا بنی اسرائیل پر خاطر خواہ اثر ہوا۔ اور ساؤل کے لشکر میں جمع ہونے کے لیے وہ مسلح ہو کر جوق در جوق اپنے گھروں سے نکل کھڑے ہوتے اور چھ دن گزرتے تک ساؤل کے پاس تین لاکھ سے زیادہ کا لشکر جمع ہو گیا تھا۔

جب ایسا ہو چکا تو ساؤل نے ان قاصدوں کو بلایا جو یبیس شہر سے عمونیوں کے خلاف شکایت لے کر آئے تھے اور جنہیں ساؤل نے اپنے پاس روک لیا تھا۔ جب یبیس شہر کے یہ قاصد ساؤل کے سامنے آتے تو ساؤل نے انہیں مخاطب کر کے کہا تم لوگ ابھی اسی وقت یبیس شہر کی طرف روانہ ہو جاؤ اور جس بنی اسرائیل کے ناحس اور اس کے لشکریوں سے نجات پا جاؤ گے ساؤل کا یہ پیغام لے کر وہ قاصد برق رفتاری سے اپنے شہر یبیس کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

یبیس پہنچ کر جب ان قاصدوں نے ساؤل کا پیغام سنایا تو لوگ بڑے خوش ہوئے۔ اور پھر شہر کے سرکردہ لوگ عمونیوں کے بادشاہ کے پاس حاضر ہوئے اور اس سے کہا ہم لوگ کل تمہارے پاس نکل آئیں گے اور اس کے بعد تم جو چاہے ہمارے ساتھ سلوک کرو۔ ان کے اس جواب پر ناحس خوش ہوا اس لیے کہ اگلے روز لوٹ مار کرنے کا موقع مل جانا تھا۔

اس دوران ساؤل نے اپنے پاس جمع ہونے والے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا اور رات کے پچھلے پہر اس نے عمونیوں کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ اس نے عمونیوں کا خوب قتل عام کیا اور

جو اس جنگ سے بچ رہے وہ اپنی جانیں بچا کر اپنے علاقوں کی طرف بھاگ گئے۔ اور یوں عمونیوں کے مقابلے میں ساؤل کو شاندار کامیابی حاصل ہوئی تھی۔ یہ خبر جب اللہ کے نبی سموئیل کو پہنچی۔ تو انہوں نے ساؤل اور بنی اسرائیل کے لوگوں کو پیغام بھجوایا کہ وہ جلجال شہر میں جمع ہوں۔ ساتھ ہی سموئیل خود بھی جلجال کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ وہاں انہوں نے ایک بہت بڑے مجمع کے سامنے خداوند کے حکم کے مطابق ساؤل کو بادشاہ بنائے جانے کا باقاعدہ اعلان کیا وہاں خداوند کے حضور سلامتی کے ذبیحے کئے گئے اور اسرائیل کے سب لوگوں نے خوشیاں منائیں۔ ان سب کاموں سے فارغ ہونے کے بعد سموئیل اٹھے اور ایک بلند جگہ کھڑے ہو کر انہوں نے بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے فرمایا۔

اے بنی اسرائیل! دیکھو! جو کچھ تم نے کہا۔ وہ میں نے کیا۔ اور اب تمہارے لیے ایک بادشاہ بھی مقرر کر دیا گیا ہے۔ اب یہ بادشاہ ہی تمہارے آگے آگے رہے گا اور تمہاری راہنمائی کیا کرے گا دیکھو میں اب بوڑھا ہو چکا ہوں۔ اور کسی وقت بھی کوچ کر سکتا ہوں۔ اور وہ میرے بیٹے! تمہارے ساتھ ہیں اور وہ تمہارے ساتھ رہ کر بنی اسرائیل کی خدمت کریں گے۔

میں اپنے بچپن سے لے کر آج تک تم لوگوں کے اندر رہا ہوں یہ تم سب لوگ میرے اور اپنے رب کو گواہ بنا کر بتاؤ کہ کیا آج تک میں نے تم لوگوں میں سے کسی کا حق مارا! کسی پر ظلم کیا! کسی نے ناجائز طور پر کچھ حاصل کیا۔ اگر میں نے ایسا کیا ہے اور کسی کا حق مارا ہے تو بتاؤ۔ میں اسے اس کا حق واپس کر دوں گا اور یہ بھی گواہی دو کہ کیا میں اپنے خداوند کے احکامات تم تک پہنچا دیئے''

جب بنی اسرائیل کچھ نہ بولے اور خاموش رہے تب سموئیل نے پھر انہیں مخاطب کر کے کہا۔ اے بنی اسرائیل اگر ایسا ہے تو گواہ رہنا کہ میری طرف تمہارا کچھ نہ نکلا۔ اور اے بنی اسرائیل سنو جب بنی اسرائیل مصر میں اذیت کا شکار تھے تو خداوند نے موسٰیؑ و ہارونؑ کو بھیجا۔ جنہوں نے بنی اسرائیل کو مصر سے نکال اور یہاں اس سرزمین میں لا بسایا۔

پر اس کے بعد تم نے اپنے خداوند کو فراموش کر دیا اس کی ذات اس کی صفات اس کے حقوق و اختیارات میں بددیانتی کی۔ وحدانیت کو ترک

کر کے تم لوگ شرک میں مبتلا ہوتے اور دیوتا بعل اور دیوی عشتارات کی تم لوگوں نے پرستش شروع کر دی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہمسایہ اقوام میں سے فلستیوں موآبیوں، اور عمونیوں کے ہاتھوں تم لوگوں کو ذلت آمیز شکستیں ہوئیں۔ جن کی بنا پر تم لوگوں نے بتوں کی پرستش سے توبہ کر کے اپنے رب سے مدد مانگی۔ اور وہ رب ایسا مہربان اور معاف کر دینے والا ہے کہ اس نے یربعل، بدان اور افتاح جیسے کے ذریعے تمہاری مدد کی اور ہمسایہ اقوام میں تمہاری عزت کو بحال کیا۔ اور اب ناحس کے ہاتھوں تمہیں ساؤل کے ذریعے سے نجات دی۔

اے بنی اسرائیل! اس سے قبل خداوند خود تمہارا بادشاہ تھا۔ اب تمہاری درخواست کے مطابق ساؤل کو تمہارا بادشاہ مقرر کر دیا گیا ہے۔ اگر تم لوگوں نے خداوند کے احکامات کا اتباع کیا تو تمہاری بہتری ہے اور اگر تم لوگوں نے نافرمانی کی تو خداوند کا عذاب تمہارے خلاف رہے گا پس تم خداوند ہی کی عبادت کرنا اور خداوند کے علاوہ عبادت کے لیے ہر شے باطل ہے ایسا کرو گے تو فلاح پا جاؤ گے۔ اور اگر تم لوگوں نے پھر پہلے کی طرح بے راہ روی اختیار کی تو تم اور تمہارا بادشاہ دونوں نابود کر دیئے جائیں گے۔

بنی اسرائیل سے اس طرح خطاب کرنے کے بعد سموئیل رامہ شہر کی طرف چلے گئے جب کہ ساؤل ایک بادشاہ کی حیثیت سے بنی اسرائیل پر حکومت کرنے لگا تھا۔ رامہ شہر کے مقام کے دوران سموئیل پر خداوند کی طرف سے وحی اور اس وحی میں سموئیل کو حکم دیا گیا کہ وہ بیت لحم کی طرف جائیں اور وہاں کے ایک شخص یسی میں ملیں اور اسے خداوند کے لیے مسح کریں کیونکہ وہی نوجوان سموئیل کے بعد اللہ کا پیغمبر اور ساؤل کے بعد بنی اسرائیل کا بادشاہ ہو گا۔ اور وحی کے ذریعے خداوند نے سموئیل کو اس نوجوان کی کچھ نشانیاں بھی بتا دی تھیں پس اپنے رب کے حکم کے مطابق سموئیل رامہ سے بیت لحم کی طرف روانہ ہوئے اور خداوند کے حضور قربانی کے لیے اپنے ساتھ ایک بچھیا بھی لیتے گئے تھے۔

بیت لحم پہنچ کر سموئیل نے یسی کے ہاں قیام کیا۔ بچھیا کی قربانی کی اور اس قربانی میں بیت لحم کے اس یسی کو بھی شامل کیا گیا تھا۔ جب قربانی ہو چکی تو سموئیل نے یسی کو مخاطب کر کے کہا۔

دیکھ لیسی! میں اپنے خداوند کے حکم سے اس طرف آیا ہوں اور تیرے پاس آنے کا مقصد یہ ہے کہ میں تیرے بیٹوں میں سے ایک کو مسح کروں اور تیرا یہی بیٹا جسے مسح کیا جائے گا آنے والے دور میں اللہ کا پیغمبر اور بنی اسرائیل کا بادشاہ ہوگا۔ لہٰذا تو اپنے بیٹوں کو باری باری میرے سامنے لا تاکہ میں انہیں دیکھوں اور یہ فیصلہ کروں کہ ان میں سے کون ہے جس کی نشانیاں مجھے دکھائی گئی ہیں اور جسے مسح کیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہی نبی اور بادشاہ ہوگا۔ لیسی، سموئیل کی اس گفتگو پر بے حد خوش ہوا اور زور زور سے پکارنے لگا۔

الیاب! الیاب! بھاگ کر آؤ تم کہاں۔ جلدی کرو میرے بیٹے۔ ادھر میرے پاس آئیے لیسی کی اس پکار پر ایک جوان سموئیل اور لیسی کے سامنے آکھڑا ہوا۔ اس نوجوان کی طرف اشارہ کرکے لیسی نے کہا۔ اے آقا یہ میرا بیٹا الیاب ہے۔ سموئیل نے اس جوان کو واپس جانے کا اشارہ کیا۔ جب وہ وہاں سے چلا گیا۔ تب سموئیل نے لیسی کو مخاطب کرکے کہا۔ تو اپنے اس بیٹے کے چہرے اور اس کے قد کی بلندی کو نہ دیکھ۔ یہ خداوند کے ہاں وہ پسندیدہ نہیں جس کی تلاش کے لیے میں تمہاری طرف آیا ہوں۔ اس لیے کہ خداوند بڑا عالی، مہربان اور دلوں کے اندر چھپے ہوئے بھید بھی جاننے والا ہے۔ انسان کو ظاہری شکل و صورت ہی کو دیکھ کر متاثر ہوتا ہے۔ پر خداوند کا فیصلہ بندوں جیسا نہیں ہے۔ اس لیے کہ وہ باطن اور دل کی طرف دیکھتا ہے۔ لہٰذا یہ وہ نہیں جس کی مجھے تلاش ہے سو تو اب اپنے کسی اور بیٹے کو یہاں میرے سامنے بلا۔ لیسی پھر زور سے چلایا۔

ابینداب! تم کہاں ہو بیٹے! یہاں میرے پاس آؤ۔ تھوڑی ہی دیر بعد مکان کے اندرونی حصے سے نکل کر ایک جوان سموئیل اور لیسی کے سامنے آکھڑا ہوا۔ لیسی پھر بولا اور کہا۔ اے آقا۔ میرا بیٹا ابینداب ہے سموئیل نے اسے بھی واپس بھیج دیا اور سموئیل سے کہا مجھے اس کی بھی تلاش نہیں ہے۔ اور نہ ہی خداوند نے اسے چنا ہے لہٰذا تم کسی اور کو بلا۔ اس بار لیسی نے اپنے بیٹے سمہ کو بلایا۔ پر سموئیل نے اپنا فیصلہ دیتے ہوئے کہا۔ خداوند نے اسے بھی نہیں چنا۔ اس طرح لیسی نے باری باری اپنے سات بیٹوں کو وہاں بلایا اور سموئیل نے ساتوں کو یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ ان میں سے کوئی نہیں چنا گیا۔ پھر جب لیسی اپنی جگہ پر خاموش اور اداس سا بیٹھا رہ گیا تب سموئیل نے اسے مخاطب کرکے پوچھا۔ اے لیسی! کیا تیرے سب بیٹے یہی ہیں پر دل مانتا نہیں کہ ایسا ہو اس لیے کہ خداوند کا وعدہ تو پورا ہو کر رہتا ہے۔

سموئیل کے اس استفسار پر بوڑھا لیسی چونک سا پڑا۔ اس کے چہرے پر جو اداسیاں اور افسردگیاں پھیلی تھیں وہ بھی جاتی رہی تھیں۔ پھر اس کے چہرے پر عجیب طرح کی رونق اور چمک نمودار ہوئی اور اے آقا! میرا ایک اور بیٹا بھی ہے وہ سب سے چھوٹا ہے اور وہ اپنی بھیڑ بکریاں چراتا ہے اور اس کا نام داؤد ہے اور یہ بیٹا مجھے بیٹا عزیز اور پیارا ہے۔ سموئیل نے جھٹ کہا پھر تو اپنے اس بیٹے کو بلا۔ میرا خیال ہے یہ تمہارا بیٹا داؤد وہی ہے۔ جو خداوند کا پیغمبر اور بنی اسرائیل کا بادشاہ ہوگا۔ سموئیل کی گفتگو سن کر لیسی خوش ہوا فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کر اس نے اپنے بیٹوں میں سے ایک کو روانہ کیا کہ وہ جا کر ریوڑ کی نگہبانی کرے اور اپنے چھوٹے بھائی داؤد کو گھر بھیجے۔ پس لیسی کا وہ بیٹا اپنے بھائی داؤد کو بلانے نکل گیا تھا۔

سموئیل اور لیسی اسی طرح بیٹھے تھے کہ ان کے سامنے ایک ایسا نوجوان آیا جو انتہائی خوبصورت اور حسین تھا۔ اس کا رنگ سرخ قد بستہ آنکھیں نیلگوں۔ جسم پہ بال کم اور چہرے اور بشرے سے طہارت قلب اور نفاست طبع جھلکتی تھی۔ لیسی نے اس نوجوان کی طرف اشارہ کرکے اور سموئیل کو مخاطب کرکے کہا۔ اے آقا یہ میرا چھوٹا بیٹا داؤد ہے سموئیل نے لیسی کو اس بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس لیے کہ وہ ابھی تک داؤد کو دیکھنے میں تھے۔ پھر سموئیل نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ اے لیسی! تیرے بیٹوں میں سے یہی تیرا بیٹا داؤد وہی ہے جسے خداوند نے چنا تب سموئیل نے تیل لیا اور داؤد کو انہوں نے اس کے باپ اور بھائیوں کی موجودگی میں مسح کیا۔ اس کے بعد سموئیل وہاں سے اٹھ کر اپنے شہر رامہ کی طرف چلے گئے تھے۔

اس دوران ایسا ہوا کہ بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل کو کوئی بیماری اور روگ لگ گیا اور وہ ہر وقت ایک تکلیف اور روگ میں رہنے لگا۔ اس نے بڑا علاج کرایا پر کوئی افاقہ اس میں نہ ہوا ساؤل چونکہ ہر وقت پریشان ملول اور فکر مند رہنے لگا تھا۔ لہٰذا اس کے خدام بھی اپنے آقا کی اس پریشانی میں برابر کے شریک ہو گئے اور وہ بڑی تگ و دو کے ساتھ ارض فلسطین میں پھیل کر کسی ایسے معالج و طبیب کو تلاش کرنے لگے جو ساؤل کو اس بیماری اور روگ سے نجات دے سکے۔ ایک روز ساؤل پریشان و مغموم سا بیٹھا تھا کہ اس کا ایک خادم اس کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہا۔

اے آقا اس نے آپ کی اس بیماری اور روگ کا علاج تلاش کر لیا ہے مجھے امید ہے کہ یہ کامیاب رہے گا اور اس کے ذریعے سے آپ کو نجات مل سکے گی۔ اس پر ساؤل نے بے دلی کی سی حالت میں اس خادم کو مخاطب کر کے کہا۔ میرا مرض ایک روحانی مرض ہے۔ اس کا علاج کسی طبیب کے پاس نہیں۔ اور اب تو مجھے یہ بھی لگنے لگا ہے کہ میرا مرض اب دائمی ہی ہو کر رہ جائے گا۔ خادم پر خوشگوار لہجے میں بولا۔ میں نے کسی نئے طبیب کو تلاش نہیں کیا بلکہ میں نے آپ کے لیے ایک روحانی علاج ہی ڈھونڈھ نکالا ہے ساؤل کی آنکھوں میں اس انکشاف پر چمک پیدا ہوئی اور چونک کر اس نے پوچھا۔ تو نے میرے لیے کہاں اور کیسا روحانی علاج تلاش کیا ہے۔

وہ خادم پھر کہہ رہا تھا۔ اے مالک! بیت لحم کے کوہستانی سلسلے میں ایک چرواہا ہے کہ میں نے بربط بجاتے اور ایک عجیب سا کلام پڑھتے اور گاتے سنا ہے اس کے بربط میں ستاروں سا طلسم، سوچوں کی لہر اور درخشاں کرنوں کے معصوم رنگ ہیں۔ اس کی آواز میں تابکاری شعاعوں کی تاثیر ہے جیسے وقت کی کوکھ سے اچانک وجدان کے طیور، سلوک کے رویے، شعر کی برکھا اور قلب کی تیرگی کو نگل جانے والی روشنی نکل کھڑی ہو۔ آہ جو کلام اس کی آواز میں میں نے سنا۔

اس کلام میں ایک پیغمبرانہ متانت تھی جیسے وہ کلام اسرار ہستی کا عرفان، روحوں کی توانائی، قلب و نظر کی معلمی عطا کر کے ذرہ خاک کو خورشید بنا کر رگوں میں بجلیاں اور دل میں تڑپ پیدا کرنے لگا ہو۔ آہ اس نور سے کلام میں ایسا تاثر تھا جیسے شریانوں کی آخری موجد ہو پر بھی سلگتا سکوت و سکون طاری ہونے لگا ہو وہ خادم جب خاموش ہوا تو ساؤل نے بے چین ہو کر پوچھا۔

تو نے کم از کم اس سے یہ تو جانا ہوتا کہ وہ کون ہے۔ کہاں رہتا ہے۔ اس کا نام کیا ہے اور کس خاندان سے اس کا تعلق ہے۔ خادم پھر بولا اور کہا۔ میں اس سے متعلق پوری تفصیل لے کر آیا ہوں وہ ایک گڈریا ہے جو کوہستانی سلسلے میں اپنا ریوڑ چراتا ہے۔ اس کا نام داؤد اور اس کے باپ کا نام یسی ہے اور وہ بیت لحم کا رہنے والا ہے۔ اس سے ملنے کے علاوہ میں وہاں دوسرے چرواہوں سے بھی ملا ہوں۔ اور اس سے متعلق میں پوری تفصیل حاصل کر کے آیا ہوں۔ اور اس کا خاندانی حسب و نسب بھی جان کر آیا ہوں۔ اس پر ساؤل نے بے چین سی آواز میں کہا۔ اچھا۔ اس سے متعلق مجھے تفصیل سے بتاؤ۔ اس خادم نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری۔ اپنا گلا صاف کیا پھر وہ داؤد کے حسب و نسب سے متعلق بتاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

اے بادشاہ بیت لحم کا رہنے والا ایک شخص تھا جس کا نام الیملک تھا۔ اس کی بیوی کا نام نومی تھا اور ان کے دو بیٹے جن کے نام محلون اور کلیون تھے۔ اپنے مالی حالات سے مجبور ہو کر یہ چاروں افراد بیت لحم سے موآبیوں کی سرزمین میں رہنے لگے۔ اور گزر بسر کرنے لگے۔ یہاں الیملک کی موت ہو گئی اور اسی سرزمین میں اسے دفن کر دیا گیا۔ اور اس کی بیوی نعومی نے اپنے دونوں بیٹوں کی شادی موآبی قوم ہی کی لڑکیوں سے کر دیں۔ اور دیکھ بادشاہ ایسا ہوا کہ اس عورت کے دونوں بیٹے بھی شومئی قسمت سے مر گئے۔ اور موآب کی سرزمین میں اپنے شوہر اور بیٹوں کی موت کے بعد نعومی نام کی وہ عورت اپنے دونوں بیٹوں کی بیویوں کے ساتھ اکیلی رہ گئی تھی۔ اور اس کے بیٹوں کی بیویوں کے نام عرفہ اور روت تھے۔ اس دوران نعومی نے سنا کہ بیت لحم کے حالات اب درست ہو گئے ہیں۔ لہٰذا اس نے موآب سے بیت لحم کی طرف جانے کا فیصلہ کر لیا۔ اور جب کوچ کرنے کے لیے وہ اپنی تیاری مکمل کر چکی۔ تب اس نے اپنی بہوؤں کو مخاطب کر کے کہا۔

اے میری بیٹیو! تم دونوں دیکھتی ہو کہ میں واپس بیت لحم جانے کا عزم کر چکی ہوں اور چونکہ میرے دونوں بیٹے مر چکے ہیں سو تم دونوں اپنے اپنے میکے چلی جاؤ اور وہاں جا کر

دوسری شادی کر لو اور اپنے شوہروں کے ساتھ خوشحال و پرسکون زندگی بسر کرو۔ اور اگر میرے اور بھی بیٹے ہوتے تو میں تم دونوں کو ضرور ان سے بیاہ کر اپنے ساتھ رکھتی کہ تم دونوں نے میرے ساتھ عمدہ سلوک اور قابل رشک برتاؤ کیا ہے اور تم دیکھتی ہو کہ میرے ساتھ میرا کوئی کمانے والا نہیں۔ سو میں تم دونوں کی خوراک کا کہاں سے بندوبست کروں گی۔ اور تم دونوں یہ بھی دیکھتی ہو کہ میرے ساتھ کوئی میرے گھرانے کا مرد بھی نہیں۔ جو تم دونوں کی دیکھ بھال اور حفاظت کا کام کر سکے۔ سو میں تم دونوں سے کہتی ہوں کہ اپنے اپنے میکے چلی جاؤ اور اپنی پسند کے مطابق زندگی بسر کرو۔ نعومی کی اس گفتگو پر اس کی دونوں بہوئیں اس سے لپٹ لپٹ کر رونے لگیں۔ پھر عرفہ نام کی بہو تو اپنے میکے چلی گئی پر روت اس سے لپٹ کر برابر روتی رہی۔ آخر نعومی نے اسے مخاطب کر کے کہا۔

روت! اے روت! میری بیٹی! دیکھ تیری جیٹھانی تو اپنے میکے چلی گئی۔ سو تو بھی جا۔ میرے ساتھ رہ کر تجھے کیا ملے گا۔ اس پر روت نے اپنے آپ کو سنبھالا اور کہا اے میری ماں تو میری منت نہ کر اور نہ مجھے اس امر پر آمادہ کر کہ میں تمہیں چھوڑ اور اپنے میکے چلی جاؤں۔ تو مجھے بیاہ کر لائی تھی سو اب جب کہ تیرا شوہر تیرے بیٹے مارے گئے ہیں تو میں کیونکر تمہیں چھوڑ دوں۔ میں لوٹ کر نہ جاؤں گی۔ جہاں تو جائے گی وہیں میں بھی جاؤں گی اور جہاں تو رہے گی میں بھی رہوں گی۔ تو میری ماں ہے میں تجھے کیوں چھوڑ کر چلی جاؤں۔ دیکھ تیرا میرا رازق اور محافظ خدا ہے۔ اسی نے ہمیں پیدا کیا ہے۔ وہی اس قابل ہے کہ اس کی بندگی و عبادت کی جائے پس وہی ہمارے رزق اور ہماری حفاظت کا سامان کرے گا۔ روت کی گفتگو سن کر نعومی خوش ہوئی اور اسے ساتھ لے کر وہ بیت لحم کی طرف کوچ کر گئی تھی۔

اور اے بادشاہ پھر ایسا ہوا کہ جب نعومی اور روت بیت لحم پہنچیں تو ان دنوں فصل کی کٹائی کا موسم تھا سو روت نے نعومی کو مخاطب کر کے کہا۔ اے میری ماں! تو دیکھتی ہے کہ فصل کی کٹائی کا موسم آ گیا ہے اور تو یہ بھی جانتی ہے کہ جب لوگ اپنی فصل کاٹتے ہیں تو اس کے وقت گندم کی بالیاں گرتی رہتی ہیں سو یہ بالیاں غریب لوگ چن کر اپنی گزر بسر کر لیتے ہیں سو اے میری ماں تو بھی مجھے اجازت دے کہ میں بھی لوگوں کے ان کھیتوں کی طرف جاؤں جن کی کٹائی شروع ہو چکی ہیں اور وہاں سے بالیاں چن کر لاؤں جن سے ہم دونوں ماں بیٹی احسن اور باعزت طریقے سے گزر بسر کر لیا کریں گے۔ نعومی کو اس پر بڑا صدمہ ہوا کہ روت

لوگوں کے کھیتوں میں جا کر بالیاں چنے پر اس کے علاوہ کوئی چارہ کار بھی نہ تھا لہٰذا روت کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔

روت! اے روت! اے میری بیٹی! میرے شوہر کا ایک رشتہ دار بڑا مالدار اور کھیتوں والا ہے تو اس کے کھیتوں کی طرف جا اور بالیاں چن لا اور دیکھ اس شخص کا نام بوعز ہے۔ سو روت بوعز کے کھیتوں کی طرف گئی۔ اس نے دیکھا اس کے کھیت کی کٹائی ہو رہی تھی وہ آگے بڑھی اور بوعز والے کھیت سے بالیاں چننے لگی تھی۔

اس کھیت کے مالک بوعز نے پہلے روت کو نہ دیکھا تھا۔ سو جب اس کی نظر اس پر پڑی تو اس نے اپنے کھیت میں کام کرنے والے ایک جوان سے پوچھا۔ یہ لڑکی کون ہے؟ اس کھیت میں کام کرنے والوں میں سے ایک نے کہا۔ یہ تیری رشتہ دار نعومی کے ساتھ مواب سے اس کے ساتھ آئی ہے۔ نعومی نے اپنے بیٹے کی شادی اس سے کی تھی پر بدقسمتی سے اس کے دونوں بیٹے اور شوہر مر گیا اور اب یہ روت اسے اپنی ماں سمجھ کر اس کے ساتھ ہی رہتی ہے یہ سن کر بوعز روت کے پاس گیا اور اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے میری عزیزہ! تو کسی اور کھیت میں بالیاں چننے نہ جانا بس تو میرے ہی کھیتوں میں رہنا۔ اور میرے خادم تمہیں بتا دیا کریں گے کہ کون سا کھیت کب کاٹا جانا ہے۔ اور اے عزیزہ جب تو بھوکی پیاسی ہو تو دیکھ وہ ایک طرف کھانے کے برتن پڑے ہیں۔ تو بلا جھجک وہاں سے کھا پی لیا کرنا تب روت نے بوعز کو مخاطب کر کے کہا۔

کیا باعث کہ تو مجھ پر کرم کی نظر کر کے میری خبر لیتا ہے۔ حالانکہ میں اس سرزمین ایک پردیسن ہوں بوعز بولا۔ جو کچھ تو نے اپنے خاوند کے بعد اپنی ساس کے ساتھ کیا ہے۔ اس کی مجھے خبر ہو گئی ہے۔ تو نے کیسے اپنی ساس کی خدمت کرنے کے لیے اپنے ماں باپ اور اپنے زاد و بوم کو چھوڑا۔ اور ساس کی دیکھ بھال کی خاطر ان لوگوں میں آ گئی جن کو تو پہلے سے نہ جانتی تھی۔ پھر بوعز وہاں سے ہٹ گیا اور اپنے خادموں سے جا کہا اس روت کو پولیوں کے بیچ میں سے بھی بالیاں چننے دینا۔ اسے ملامت نہ کرنا بلکہ پولیوں کے اندر سے کچھ بالیں نکال کر ادھر ادھر پھینک دیا کرنا تاکہ وہ بالیں چن لے اور اپنی گزر بسر خوب کرے۔

اور پھر اے بادشاہ! ایسا ہوا کہ جس وقت کھانے کا وقت آیا تو بوعز نے روت کو کھانے پر بلایا۔ اور وہ بیچاری بھوکی پیاسی تھی سو اس نے بوعز کے ساتھ کام کرنے والی۔

عورتوں کے ساتھ کھایا پیا پھر جو بالیاں اس نے چنی تھیں شام سے کچھ پہلے انہیں پھینکا اور اناج جو نکل تھا وہ لیکر اپنی ساس کے پاس گئی اور اپنے لباس سے نکال کر اسے کھانا بھی دیا۔ نعومی نے پوچھا۔ یہ اناج تو سمجھ آتی ہے کہ تو نے بالیاں چن کر حاصل کیا۔ پر یہ کھانا تجھے کہاں سے مل گیا روت نے پہلے بوعز کی مہربانی کے سارے حالات کہہ سنائے پھر بتایا کہ اس نے اپنی عورتوں کے ساتھ مجھے بھی کھانا دیا۔ اور جو کھانا مجھے دیا گیا۔ اس میں سے آدھا تو میں نے کھالیا اور آدھا اے میری ماں میں تیرے لیے باندھ کر لے آئی۔ روت کی اس حرکت پر نعومی خوش ہوئی اور کہا روت! روت! میری بیٹی بوعز کے علاوہ بیت لحم میں ایک اور شخص بھی میرا قرابت دار ہے ان دونوں میں سے کوئی ایک تیرے ساتھ شادی کرنے پر رضامند ہو جائے تو اسے روت میں جانوں گی کہ تجھ سے میرے ہی خاندان کی نسل چلی ہے۔ روت! روت! میں چاہتی ہوں کہ تیری بھلائی کی طالب بنوں۔ کاش میری یہ بات کوئی ان دونوں کے کانوں میں ڈال دے

اور جب تک کھیت کٹتے رہے۔ روت بالیاں چن کر اپنی اور اپنی ساس کی گزر کرتی رہی اور جب یہ سلسلہ ختم ہو گیا تو پریشان ہوئی کیونکہ گھر کا سلسلہ چلانے کے لیے بھی کچھ نہ کچھ تو آنا چاہیے تھا سو روت ہمت کر کے بوعز کے پاس گئی جو اس وقت بالیوں سے نکالے جانے والے غلے کے ڈھیر کے پاس کھڑا تھا۔ سو روت نے جو باتیں اس کی ساس نے کہی تھیں اس سے کہہ دیں۔ اس پر بوعز نے کہا۔ اے عزیزہ! دوسرا رشتہ دار جس کا نعومی نے ذکر کیا ہے۔ وہ میری نسبت نعومی کے شوہر یلیک کا زیادہ قریبی رشتہ دار ہے میں اس سے بات کرتا ہوں۔ اگر اس نے تمہیں اپنا لیا تو بہتر ورنہ میں خود تمہیں اپنا لوں گا اے روت میں جانتا ہوں تو خوب صورت اور پاک دامن عورت ہے سو تو فکر مند نہ ہو خدا اپنے بندوں کے ساتھ بہتری ہی کرتا ہے۔ سو روت جب وہاں سے جانے لگی تو بوعز نے اسے روکا اور کہا۔ اے روت! تو میرے پاس سے خالی ہاتھ نہ جا تو دیکھ اپنا دامن پھیلا اور جب روت نے اپنا دامن پھیلایا تو مہربان، شریف اور نیک نفس بوعز نے اس کے دامن میں اناج کے چھ پیمانے ناپ کر اس میں ڈال دیئے۔

اور پھر ایسا ہوا کہ اس بوعز نے دوسرے قرابت دار سے بات کی سو اور جب اس نے روت کو اپنانے سے اپنی معذوری ظاہر کی۔ تب نعومی سے بات کر کے بوعز نے خود روت کو اپنا لیا۔ اس شادی کے بعد روت کے ہاں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام عوبید رکھا گیا۔ اس

لڑکے کی پیدائش پر بڑی خوشیاں منائی گئی اور نعومی نے اس کے لیے دایہ بنی سو یہ عوبید جب جوان ہوا اور شادی ہوئی تو اس کے ہاں جو لڑکا پیدا ہوا اس کا نام یسی رکھا گیا۔ اور یہی یسی اس داؤدؑ کا باپ ہے جس کا میں نے ذکر کیا ہے جو بیت لحم کے کوہستانوں پر بکریاں چراتا ہے اور بربط بجاتا ہے۔ اپنے اس محافظ کی یہ ساری گفتگو سن کر بنی اسرائیل کا بادشاہ ساؤل خوش ہوا۔ پھر اس نے اپنے اس خادم کو حکم دیا کہ وہ داؤدؑ کو لا کر اس کے پاس لائے۔ لہٰذا وہ خادم وہاں سے نکل گیا تھا۔

○

مارب کے شاہی محل میں اپنے کمرے میں کھڑے ہو کر یوناف نے تیزی سے پکارا۔ ابیکا! ابیکا! کہاں ہو تم۔ ابیکا نے فوراً اس کی گردن پر لمس دیا اور انگور کے ٹپکوں جیسے شیریں انداز میں اس نے پوچھا۔ کیا بات ہے میرے حبیب۔ یوناف جواب دیتے ہوئے بولا۔ میں یہاں سے شمال کی طرف کوچ کرنے لگا ہوں ابیکا! کیوں اور کس لیے! ابیکا نے فکرمندی میں پوچھا جواب میں یوناف ذرا سا مسکرایا اور پھر سنجیدگی میں اس نے کہا۔ میں عقبہ کی گھاٹی کی طرف جاؤں گا اور وہاں عزازیل کے ساتھی ازب سے اپنا انتقام لوں گا۔ تم جانو جزیرہ سقوطرہ میں اس ازب نے مجھے اپنے سامنے مغلوب کیا تھا۔ سو اس کا یہ قرض تو مجھے چکانا ہی ہے۔ اس موقع پر ابیکا نے سنجیدہ سی آواز میں کہا۔

یوناف! میرے حبیب! تم ازب سے اپنا انتقام ضرور لو۔ میں اس معاملے میں تمہارے ساتھ ہوں۔ پر اس کے ساتھ ساتھ میں تمہیں ایک اور مشورہ بھی دوں گی کہ تم کسی مناسب لڑکی سے شادی بھی کر لو۔ میں دیکھتی ہوں کہ قرطبیہ کے بعد تم کچھ اداس اور بکھرے بکھرے سے رہنے لگے ہو۔ یوناف نے ایک آہ بھرتے ہوئے کہا۔ قرطبیہ کے بعد اب کسی اور سے شادی کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ آہ اس کے جسم کی طلب انگیز مہک زندگی کی بشارت دینے والا رس رنگین جمال ایسا سیلِ بیکراں اس کے لب شاداں پہ چھائی گلنار ہنسی وقت کی روحوں کو بھی منور کر جاتی تھی۔ آہ اس کی لطافت و نزاکت صبح کے تبسم کی طرح پرکشش اور سحر انگیز تھی۔ اے ابیکا تم جانو قرطبیہ کوئی عام لڑکی نہ تھی۔ برا ہو اس عزازیل کا جو اس نے قرطبیہ کا خاتمہ کر دیا ورنہ وہ تو ایک طویل عرصہ تک میرے ساتھ رہ کر میری معاون و مددگار ثابت ہو سکتی تھی۔ وہ کچھ غیر معمولی قوتوں کی بھی مالک تھی جس کی بنا پر وہ میری اپنی قوت میں بھی اضافہ کر سکتی تھی۔ بہر حال جو ہوا سو ہوا۔ اب میں ازب کی طرف کوچ کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت

میں لا کر وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔

یوناف عقبہ کی گھاٹی پر نمودار ہوا۔ اس کے وہاں ظاہر ہونے کے چند ہی ساعتوں بعد اس کے سامنے ایک بہت بڑی چٹان کے پاس سے ازب نمودار ہوا۔ اور پھر وہ ایک پروقار انداز میں یوناف کی طرف بڑھا۔ یوناف نے ایک بار اپنے سامنے دکھائی دینے والے حرم کعبہ کی طرف دیکھا پھر آسمان کی طرف نگاہ کرتے ہوئے اس نے دعائیہ انداز میں کہا۔

اے خداوندِ کائنات! میرا تو ہی محرم تو ہی ہمراز ہے
ان زمہریر فضاؤں میں تو۔ پھولوں کی اداؤں میں تو
نزع کی بے صوت حکایات میں تو۔ وقت کی گہری مناجات میں تو
جان کنی کے لمحات میں تو۔ فطرت کے ثبات میں تو۔
اس عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے مقابلے میں میری مدد فرما
کہ میں ان کے مقاصد کی حیوانیت۔ اور خواہشوں
کی گندگی مٹاؤں گا۔ اے کائنات کے رب تو کہ لاشعور اور
دلوں کے بھید جانتا ہے۔
اے اللہ! یہ عزازیل اور اس کے ساتھی۔ روحوں کی ذلت تنگ
اوہام کے بھنور اور فطرت کے باغی ہیں۔ تو اس اپنے گھر کے
مقدس گھر کے صدقے میں۔ اور گزرے ہوئے اور آنے والے رسولوں
اور نبیوں کے تقدس اور ناموس کے صدقے میں میری اعانت فرما
اے اللہ! سوکھے خشک غاروں میں زندگی کی بشارت میں تو
غروب شام میں۔ زوال شب میں اور طلوع صبح میں تو ہے۔
بھٹکے کاروانوں کا تو راہ نما۔ جس کا کوئی نہ ہو اس کا تو مددگار
نیکی کا وقار تیری ذات ہے۔ سورج کی روشنی، پھولوں کی مہک
ندیوں کا ترنم۔ ازل کے اسرار، فلک کی وسعتیں، سمندر کی
گہرائیاں صرف تیرے ہی کن کے طفیل۔ ان جہنمی شراروں جیسی
قوتوں کے مقابلے میں تو میری مدد و اعانت فرما۔

یوناف کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔ کیونکہ ازب اس کے قریب آ کر اور اس کے سامنے آ کھڑا

ہوا تھا۔ پھر اس نے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔ محترم عزازیل نے جو مجھے تمہاری تفصیل بتائی تھی اس کی روشنی میں مجھے امید تھی کہ ایک روز تم اپنا بدلہ چکانے ضرور میرے تعاقب میں آؤ گے۔ پر تم بھول رہے ہو۔ یہ تم نہیں جسے تم اپنے سامنے ہر بار مغلوب بے بس کر لو گے۔ میرا نام ازب ہے میں تو چٹانیں تک توڑ پھینکنے والا ہوں۔ اتنے میں ازب کا ایک ساتھی بھی وہاں نمودار ہوا اور ازب نے اس کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ یہ میرا ساتھی ہے۔ یہ تم پر حملہ آور ہوتے میں میری مدد نہ کرے گا۔ بلکہ ایک خاموش تماشائی کی حیثیت سے تیری بے بسی اور تیری بدنصیبی کا نظارہ کریگا دیکھ اے یوناف ان سنگلاخ چٹانوں اور دریورخ وادیوں کے اندر تیری حالت میں بھوک کی ٹھہری شام، اوہام کے زنگار اور رنج و غم کے کھلیان جیسی کر دوں گا۔ اس کے ساتھ ہی ازب آگے بڑھا اور یوناف پر حملہ آور ہوا۔

ازب نے جونہی اپنے آہنی ہاتھ فضا میں بلند کر کے یوناف کے شانوں پر ضرب لگانا چاہی یوناف نے فوراً اپنی پوری قوت کو مجتمع کرتے ہوئے اس کی ضرب کو اپنے ہاتھ پر روک کر اس کے حملے کو ناکام بنا دیا تھا۔ اس کے بعد یوناف وقت کے کالے سمندر، ہولناک ابتلا اور ہزاروں ابلتے طوفانوں کی طرح حرکت میں آیا۔ ایسا لگتا تھا اس کے جسم میں شعلے اور سانسوں میں آگ بھر گئی ہو۔ پھر اس نے موج و گرداب کے تلاطم جیسی ایک جست لگائی اور ساتھ ہی اس نے زور سے اپنے رب کے نام کا نعرہ مارا۔ اللہ اکبر اور اس کے ساتھ ہی اس نے ازب پر اپنے دائیں ہاتھ کی ضرب لگائی۔ یوناف کی یہ ضرب ایسی تھی جیسے سوئے شعلے اچانک جاگ کر مٹی کی تقدیر بدلنے کا عزم کرتے ہیں۔ اس ایک ضرب کے بعد یوناف نے ازب پر حملہ آور ہونے کا ایک رقص لافانی شروع کر دیا گیا۔ اس کی آنکھوں میں اس لمحے شعلے بھڑک اٹھے تھے ایسا لگتا تھا یوناف نے ناطمی کی زنجیریں توڑ پھینکنے کا عزم کر لیا تھا۔ کیونکہ ازب پر اس نے ضرب پر ضرب لگانی شروع کر دی تھی ازب نے ادھر ادھر ہو کر اپنی جان بچانے کی انتہائی کوشش کی لیکن ناکام رہا

یوناف خزاں کی رت اور گہری گھمن دھند کی طرح ازب پر حاوی رہا۔ ایک موقع پر ازب نے جب سنبھل کر یوناف کی گردن کے نیچے ضرب لگانے کی کوشش کی تو یوناف نے اس کا ہاتھ ہوا میں ہی پکڑ لیا۔ اور اس کے ساتھ ہی جو اس نے ایک زوردار ہاتھ ازب کی گردن کے نیچے لگایا تو ازب ہوا میں اچھلتا ہوا دور جا گرا تھا۔ اس کا ساتھی بھاگ کر اس کی

طرف بڑھا اور سہارا دیکر اسے اٹھایا۔ ازب کی حالت گم سم اداس کھرلے خزاں زدہ درخت اور سرما کے ڈوبتے زرد چاند جیسی ہو کر رہ گئی۔ ایسا لگتا تھا اس کے جسم سے روح تک دکھ کی دھوپ سرایت کر گئی ہو۔

جس وقت ازب گرنے کے بعد کھڑا ہو کر عجیب سے انہماک کے ساتھ یوناف کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ اس وقت یوناف نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے عزازیل کے رذیل کارکن! کیا میں نے تیری خود ستائشی کے اندر ایک ہلچل اور انقلاب برپا نہیں کر دیا۔ کیا میں نے جزیرہ سقطرہ کے اندر تیرے سامنے مغلوب ہو جانے کا اپنا انتقام نہیں لے لیا۔ ازب سنبھلا اور اپنی پوری شعلہ بیانی میں اس نے کہا۔ اے نیکی کے نمائندے یہ تیری خوش فہمی ہے کہ تو یہاں مجھے مغلوب کرنے کے بعد بچ کر نکل جائے گا۔ میرا نام ازب ہے اور میں تو تیرے جیسے دشمنوں پر موت طاری کر کے دم لیتا ہوں۔ دیکھ میں تیری مٹی کی تقدیر کو بدبختی اور شکست و ریخت کی زنجیروں میں باندھنے لگا ہوں۔ اور تو اب اپنے کو میری مار اور اذیت سے بچا سکتا ہے تو بچا لینا۔ اس کے ساتھ ہی ازب اپنے ساتھی کے ساتھ آگے بڑھا۔ شاید اس بار وہ دونوں مل کر یوناف پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کر چکے تھے۔

یوناف نے ایک بلند چٹان پر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اے میرے حریفو! آؤ میری طرف بڑھو میں تم پر ثابت کروں گا کہ میں بدی کی آندھیوں کے اندر نیکی کی ایک اذان ہوں۔ میرے قریب آؤ۔ پھر دیکھو میں تمہاری حالت اس سپاٹ میدان جیسی کروں گا جس میں سایہ ہو نہ سراب
جس وقت ازب اور اس کا ساتھی دونوں یوناف کی طرف بڑھ رہے تھے اس لمحہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا پھر گویا لعل لب کے مشار جیسی پر کشش ابلیکا کی آواز سنائی دی یوناف! یوناف! میرے حبیب! تم صرف ازب کی طرف دھیان رکھو اور ادھر اس کے ساتھی کو میں سنبھال لوں گی۔ ابلیکا کی اس گفتگو اور حوصلہ مندی پر یوناف کے لبوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ وہ ابلیکا سے کچھ کہنا چاہتا تھا۔ پر خاموش ہی رہا۔ کیونکہ ازب اور اس کا ساتھی اب بالکل ہی قریب آ گئے تھے لیکن اس لمحہ ایک ایسا انقلاب نمودار ہوا کہ نہ صرف یوناف بلکہ ازب اور اس کا ساتھی بھی حیران و پریشان ہو کر رہ گئے تھے۔

اور یہ اچانک رونما ہونے والا انقلاب یہ تھا کہ اچانک اس کوہستانی سلسلے کی ایک چٹان کے پیچھے سے سیاہ رنگ کا ایک خوب توانا۔ قد آور اور بڑا طویل و بھیانک چیتا نمودار

ہوا اور ازب کے ساتھی پر حملہ آور ہو کر اس خوفناک چیتے نے اسے بری طرح بھنبھوڑنا شروع کر دیا تھا۔ اسی لمحہ یوناف نے بھی ازب پر حملہ کر کے اس پر بری طرح ضربیں لگانی شروع کر دی تھیں۔ لیکن اس اچانک نمودار ہو جانے والے چیتے نے چونکہ ماحول کو یکسر ہی تبدیل کر کے رکھ دیا تھا۔ لہٰذا ازب اور اس کا ساتھی فوراً اپنی شیطانی قوتوں کو حرکت میں لا کر وہاں سے غائب ہو گئے تھے۔ اسی لمحہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور خوشیاں برساتی ہوئی آواز میں اس نے کہا۔ یوناف یوناف! میرے حبیب! یہ اچانک نمودار ہونے والا چیتا تمہاری بیوی قرطیبہ ہے اور یہ عین وقت پر تمہاری مدد کو آئی ہے۔ ہاں میں یہ نہیں جانتی کہ عزازیل کے ہاتھوں ختم ہو جانے کے بعد یہ دوبارہ کیسے نمودار ہو گئی ہے۔

یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ابلیکا! ابلیکا! اگر یہ قرطیبہ ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں یہ میری خوش قسمتی ہے کہ قرطیبہ نہ صرف یہ کہ زندہ ہے بلکہ مجھے دوبارہ مل گئی ہے۔ ازب اور اس کے ساتھی کی بھاگ جانے کے بعد وہ چیتا اپنی جگہ پر کھڑا ہو کر بڑے غور اور انہماک سے یوناف کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر وہ چیتا آہستہ آہستہ یوناف کی طرف بڑھا۔ یوناف بڑے غور سے اس کی ایک ایک حرکت کو دیکھ رہا تھا، اس موقع پر اس کا چہرہ شوق و مسرت سے بریز تھا۔ وہ چیتا قریب آ کر پہلے یوناف کے پاؤں چاٹنے لگا پھر اس پنڈلیوں سے اپنے سر اور گردن کو رگڑنے لگا تھا۔ اس موقع پر یوناف نے جھک کر پیار سے اس چیتے کے سر اور کمر پر ہاتھ پھیرا۔ پھر پیار و محبت بھری آواز میں اس نے کہا۔

قرطیبہ! قرطیبہ! کیا تم میری خاطر اپنی ہیئت نہ بدلو گی۔ کیا تم میری بیوی نہیں ہو۔ اپنے اصل اور انسانی روپ میں میرے سامنے آؤ تاکہ تمہاری موجودگی میری خوشی میرے اطمینان کا باعث ہو۔

یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں۔ اس چیتے نے ایک بھرپور انگڑائی لی۔ اور پھر دوسرے ہی لمحے اس چیتے کی جگہ یوناف کے سامنے قرطیبہ کھڑی تھی۔ یوناف نے غور سے اس کی طرف دیکھا۔ وہی اجلا، سلگتے رخساروں، لرزاں سرخ ہونٹوں والا چہرہ تھا جس میں فطرت کا اجال بے کنار لطافت و نزاکت پھولوں کے رنگ و بو اور جمال کی گہری لو تھی۔ وہی اس پر برساتی خوابوں سے بھری گہری نیلی اور بڑی بڑی آنکھیں تھیں جو آئینۂ فطرت کی طرح روشن تھیں۔ اور حسن میں محبتوں کی تمازت، جذبات و جوانی کا وفور تھا وہی قد و خال کے زاویے اور

وہی مربوط اور پیار کی حسرتوں میں ڈوبا مربوط جسم تھا۔ اس کے جسم کا ہر خط بساط طلسم اور ہر عضو گھونگٹ الٹنے کے سمے کی طرح پر کشش و طلب انگیز ہو رہا تھا۔ مجموعی طور پر قرطیبہ کا مہتابی جسم پھول چہرہ، آبگینہ تن، لب خنداں رعنائی عارض اور پھولوں کی مہک سے بھرپور جوانی کا شباب اس سمے دیکھنے والوں کی نگاہوں میں ہوس کی چنگاریاں پیدا کر رہے تھے۔

پھر قرطیبہ نے جھکی لرزاں پلکیں اٹھائیں غور سے یوناف کی طرف دیکھا۔ اس سمے اس کے لب یوں لگ رہے تھے جیسے لب گل پر شبنم کے قطرے رکھ دیئے گئے ہوں۔ پھر قرطیبہ نے یوناف کو مخاطب کر کے۔ ندیوں کے ترنم، موجوں کے گیت، بارش کے سنگیت اور حسن نغمہ جیسی آواز میں پوچھا۔ آپ کیسے ہیں۔ یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا۔ قرطیبہ! قرطیبہ! میں تو ٹھیک ہوں۔ تم اپنی کہو۔ تم پر کیا بیتی! عزازیل تو کہہ رہا تھا کہ اس نے تمہارا خاتمہ کر دیا ہے۔ اور اسے قرطیبہ مجھے اور ابلیکا کو تمہارے بچھڑنے کا از حد صدمہ ہوا تھا قرطیبہ نے پھر سعادت کے زمزموں جیسی آواز میں کہا۔

عزازیل کو غلط فہمی ہوئی تھی کہ اس نے میرا خاتمہ کر دیا ہے۔ وہ یقیناً ایسا کر چکا ہوتا اگر میں بروقت حرکت میں آ کر بچ نہ نکلتی۔ جس وقت اس نے مجھ پر ہاتھ ڈالا تھا۔ میرا خاتمہ بالکل میرے سامنے تھا لیکن میں حواس باختہ نہیں ہوئی۔ بلکہ میں روشنی کی ایک موہوم کرن کی صورت دھار کر عزازیل کی گرفت سے نکل گئی۔ اور عزازیل یہی سمجھ بیٹھا کہ اس نے میرا کام تمام کر دیا ہے۔ یوناف نے اس بار بھرپور شوق میں پوچھا۔ عزازیل سے بچ نکلنے کے بعد پھر تم لوٹ کر تو میرے پاس کیوں نہ چلی آئی۔ قرطیبہ نے پھر گنگناتی ہوئی آواز میں کہا۔ ایسا نہ کرنے کی بھی ایک معقول اور مضبوط وجہ ہے "وہ کیا"، یوناف نے غور سے قرطیبہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا قرطیبہ اس بار گہری مسکراہٹ میں کہہ رہی تھی۔

چونکہ آپ اور عزازیل دونوں کو اس بات کا یقین ہو گیا تھا کہ میں ختم ہو چکی ہوں۔ تو میں اس موقع سے اپنی ذات کے لیے ایک فائدہ اٹھانا چاہتی تھی۔ دراصل میں جاننا چاہتی تھی۔ کہ آپ کو مجھ سے محبت بھی ہے یا نہیں، اور اگر ہے تو کس قدر، اور اس کے لیے میں نے یہ ٹھان رکھی تھی کہ اگر یوں جدا ہونے کے بعد آپ نے مجھے شدت سے یاد کیا۔ تو میں سمجھ گئی کہ آپ مجھے شدت سے چاہتے ہیں، اور اگر آپ نے خاموشی یا سرد مہری سے کام لیا۔ تو میں جانو نگی آپ کو مجھ سے کوئی رغبت اور محبت و چاہت نہیں ہے۔ قرطیبہ کے خاموش ہوتے پر یوناف

نے پرشوق نگاہوں سے قرطیبہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ سواب تم نے میری محبت وچاہت سے متعلق کیا نتیجہ اخذ کیا ہے قرطیبہ نے شرماتے شرماتے کہا! میں نے نتیجہ اخذ کیا ہے کہ آپ مجھے دل کی گہرائیوں سے پسند کرتے ہیں میں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاکر اور انسان نگاہوں سے غائب رہ کر آپ کا تعاقب کرتی رہی اور آپ کے رویے کا جائزہ لیتی رہی آپ نے واقعی مجھے بیحد یاد کیا۔ اب مجھے اپنی ذات پر فخر ہے کہ میں آپ کی پسند ہوں۔

اس لمحہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ اور اپنی مترنم آواز میں کہا۔ یوناف! یوناف! قرطیبہ کو میری طرف سے عزازیل کی گرفت سے بچ نکلنے اور اپنے پاس واپس آجانے کی مبارکباد دو۔ ابلیکا کی اس گفتگو پر یوناف کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ اس موقع پر قرطیبہ نے بھی اندازہ لگالیا تھا کہ یوناف ابلیکا کے ساتھ محو گفتگو ہے۔ لہٰذا وہ خاموش رہی تھی۔

ابلیکا پھر بولی اور پوچھا یوناف! یوناف! اب جب کہ قرطیبہ لوٹ آئی ہے۔ اور تم اس سے متعلق بڑے پریشان اور مغموم بھی تھے۔ تو اب تم کدھر کا رخ کرو گے۔ میں تو اس موقع پر یہ مشورہ دوں گی کہ تم چند دن تک قرطیبہ کے ساتھ کہیں پرسکون جگہ رہو۔ اور دونوں میاں بیوی اپنی ازدواجی زندگی کا لطف اٹھاؤ۔ اس کے بعد کسی مہم پر نکلیں گے۔ یوناف نے پرسکون لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ ابلیکا! ابلیکا! میں تم سے اتفاق کرتا ہوں۔ میں ابھی اور اسی وقت قرطیبہ کو لے کر یمن کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔ وہاں مآرب کے شاہی محل میں قرطیبہ کے ساتھ قیام کروں گا۔ اور یمن کے بادشاہ افریقش کو میں بتاؤں گا کہ قرطیبہ میری بیوی ہے۔ اور یہ کہ میری افریقہ سے روانگی کے وقت یہ افریقہ ہی میں رہ گئی تھی۔ ابلیکا نے رس برساتی ہوئی آواز میں کہا ہاں یہ درست ہے۔ تم ابھی اور اسی وقت قرطیبہ کے ساتھ یمن کی طرف کوچ کرو۔ میں تم دونوں کے ساتھ ہوں۔

یوناف نے جب ابلیکا کے ساتھ گفتگو ختم کی تو قرطیبہ نے یوناف کے قریب ہو کر اور اس کے پہلو سے پہلو ملا کر کھڑے ہوتے پوچھا۔ ابلیکا آپ سے کیا کہہ رہی تھی۔ چاہتوں سے بھرپور انداز میں یوناف نے قرطیبہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔ اول تو وہ تمہیں تمہاری اس سلامتی کے ساتھ واپسی پر مبارک باد دے رہی تھی اور دوئم وہ یہ مشورہ دے رہی تھی کہ چند دن تک قرطیبہ کے ساتھ کہیں آرام کرو۔ قرطیبہ نے مسکراتے گنگناتے انداز میں کہا اس مبارک باد ... طرف سے ابلیکا کا شکریہ ادا کریں۔ اور آرام کرنے سے متعلق آپ نے کیا سوچا؟

یوناف پھر بولا اور کہا۔ تمہارے یہ شکریے کے الفاظ تو ابلیکا خود ہی سن لیگی۔ رہے تمہارے ساتھ رہ کر آرام وسکون حاصل کرنے کی بات تو اس کے لیے ہم ابھی اور اسی وقت یمن کی طرف کوچ کریں گے اور وہاں مآرب شہر میں شاہی محل کے اندر قیام کریں گے۔ تمہاری اس گمشدگی کے دوران میرے مراسم یمن کے بادشاہ فریقش سے ہو گئے تھے۔ اور ان سے نمٹنے کے لیے میں یمن سے ہی ادھر آیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی یوناف نے اپنی سری قوتوں کو استعمال کیا اور قرطیبہ کے ساتھ وہ ان چٹانوں سے غائب ہو کر یمن کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

عارب، بیوسا، بنبطہ۔ ارض فلسطین میں رامہ شہر کی سرائے میں قیام کئے ہوئے تھے اور وہ بنی اسرائیل کے لوگوں کو وحدانیت سے بیزار کر کے شرک کی طرف راغب کرنے میں انتہائی محنت اور جدوجہد کے ساتھ کام کر رہے تھے۔ صرف ایک خدا کی بندگی اور عبادت کے بجائے وہ لوگوں کو بعل دیوتا اور عشتار دیوی کی پوجا پاٹ کی طرف متوجہ کر رہے تھے۔ اور اس میں انہوں نے کسی حد تک کامیابیاں بھی حاصل کی تھیں۔ وہ بستی بستی گھوم کر لوگوں کے سامنے ان کے گناہ، ان کی معصیت اور ان کی بدیاں خوب چمکا کر اور پرکشش بنا کر پیش کرتے اور ان کے لیے بعل دیوتا اور عشتار دیوی کے اندر ایک جذب اور دلچسپی پیدا کرنے کی کوشش کرتے۔

ایک روز اپنے اس کام سے فارغ ہو کر جب وہ سرائے میں اپنے کمرے میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا عزازیل پہلے سے وہاں بیٹھا ہوا تھا۔ عارب، بیوسا اور بنبطہ تینوں اس کے سامنے بیٹھ گئے پھر عارب نے عزازیل کو مخاطب کر کے پوچھا۔ اے آقا آپ کب سے یہاں بیٹھے ہمارا انتظار کر رہے ہیں، عزازیل نے اپنے چہرے پر کسی قسم کے تاثرات پیدا کئے بغیر کہا! میں ابھی تھوڑی دیر ہی ہوئی یہاں آیا ہوں۔ میں تمہارے لیے ایک خوش خبری اور ایک بدخبری لیکر آیا ہوں۔ اس بار بیوسا نے بولتے ہوئے کہا۔ اے آقا! پہلے ہم سے وہ بات کہیں جسے آپ خوش خبری سمجھتے ہیں اور اس کے بعد بدخبری سننے کے ساتھ ہم آپ سے اپنی کامیابیوں اور کارروائیوں کا ذکر بھی کریں گے۔ عزازیل نے ذرا رک کر کچھ سوچا۔ پھر وہ کہہ رہا تھا۔

رفیقانِ من! جو بات ایک خوش خبری کی سی ہے وہ یہ ہے کہ میں فلستیوں کے بادشاہ سے ان کے مرکزی شہر اشدود میں ملا اور ایک خیر خواہ و مصلح کی حیثیت سے اسے اس بات کی

طرف ترغیب دی کہ وہ بنی اسرائیل پر حملہ آور ہو کر بنی اسرائیل کو نیست و نابود کر کے رکھ دے اور مجھے مبارک باد دو میرے رفیقو! کہ میں فلستیوں کے بادشاہ کو یہ ترغیب دینے میں کامیاب رہا۔ اس طرح میری اس اکساہٹ پر فلستیوں کا بادشاہ بنی اسرائیل پر حملہ آور ہونے کو تیار ہو گیا ان دنوں وہ اپنے لشکر کو منظم کرنے میں مصروف ہے عنقریب وہ بنی اسرائیل پر حملہ آور ہو گا اور انہیں نیست و نابود کر کے رکھ دیگا اور بنی اسرائیل کی اس تباہی و بربادی کے ساتھ ان سرزمینوں کے اندر ہمیں کھل کر شرک گناہ اور بدی کی تشہیر کے لیے کام کرنے کا موقع مل جائے گا اور اس خوشخبری کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ ازب نے جزیرہ سقوطرہ میں یوناف کو مار مار کر اپنے سامنے مغلوب و شکست خوردہ بنا کر رکھ دیا۔

عزازیل جب خاموش ہوا تو عارب نے بولتے ہوئے کہا۔ اے آقا خوشخبری کا دوسرا حصہ تو پہلے حصے سے بھی زیادہ اہم اور خوشنما ہے۔ ازب کا جزیرہ سقوطرہ میں یوناف کو مار کر اپنے سامنے زیر کر لینا ہمارے لیے بہت زیادہ اہم اور خوش کن ہے میں سمجھتا ہوں کہ مار کھانے کے بعد اب وہ نہ ہی ہمارے منہ زیادہ لگنے کی کوشش کرے گا اور نہ ہی نیکی اور خیر کے پرچار میں زیادہ سرگرم اور پرجوش رہے گا۔ اور اس طرح عملی طور پر ہم گناہ کی ترغیب میں غالب و فتح مند ہو جائیں گے عارب جب خاموش ہو گیا تو عزازیل نے فکرمند سے لہجے میں کہا۔

اے میرے عزیزو! تمہاری سوچیں درست نہیں ہیں یہ جو میں نے تم لوگوں کو دو حصوں کی خوشخبری سنائی ہے۔ ایسی ہی دو حصوں پر مشتمل ایک بری خبر بھی ہے۔ جسے سن کر تم لوگ یہ سوچنے لگو گے کہ یوناف اب اپنے کام میں پہلے کی نسبت اور زیادہ سرگرم اور سبک رفتار ہو جائے گا۔ سنو رفیقانِ من! یہ دو حصوں کی بری خبر کچھ یوں ہے۔ کہ ازب کے ہاتھوں جزیرہ سقوطرہ میں مار کھانے کے بعد یوناف ارض و حجاز میں ازب کے مسکن کے پاس نمودار ہوا اور وہاں عقبہ کی گھاٹیوں کے پاس اس نے ازب کو للکارا ازب کے مقابلے کے لیے نکلا اور اس کے ساتھ اس کا ایک رفیق بھی تھا۔

سنو میرے دوستو! ایسا ہوا کہ اس مقابلے میں یوناف نے ازب کو مار مار کر ادھموا کر دیا جس قدر ازب نے جزیرہ سقوطرہ میں یوناف کو مارا تھا۔ اس سے کئی گناہ بری طرح یوناف نے ازب کو عقبہ کی گھاٹیوں میں مارا۔ اور جب ازب نے اپنے ساتھی کی مدد سے آگے بڑھ کر یوناف کو اپنے سامنے زیر کرنے کی کوشش کی تو ایک غیر متوقع انکشاف عمل میں آیا اور وہ یہ کہ قرطیہ اچانک وہاں چیتے کی صورت میں نمودار ہوئی اور ازب کے ساتھی پر حملہ آور ہو گئی۔ اس طرح ازب کے ساتھی کو

قرطیبہ نے اور ازب کو یوناف نے دوبارہ مار مار کر اپنے سامنے سے بھاگ جانے پر مجبور کر دیا۔ تو دوستو! یہ ہے تو حصوں کی بری خبر۔ پہلی یہ کہ یوناف نے ازب کو مارا اور دوسری یہ کہ قرطیبہ بھی زندہ ہے اور اب جو وہ یوناف کی بیوی کی حیثیت سے اس کے ساتھ مل کر کام کرے گی تو یوناف کی جرأت و ہمت میں اور اضافہ ہو جائے گا۔

یہاں پر بیوسا بولی اور عزازیل کو مخاطب کر کے اس نے پوچھا۔ اے آقا! یہاں پر اب دو سوال اٹھتے ہیں۔ اول یہ کہ ازب کے ہاتھوں جزیرہ سقوطرہ میں ایک بار مار کھانے کے بعد یوناف چند دن بعد ازب پر کیسے اور کیونکر غالب آ گیا۔ دوئم یہ کہ قرطیبہ کا جب ایک بار آپ نے خاتمہ کر دیا تھا تو دوبارہ وہ کیسے اور کہاں سے نمودار ہو گئی۔ کیا آپ ہماری تسلی کے لیے ان دونوں سوالوں کا جواب دیں گے۔ اس لیے کہ یہ دونوں ہی کام بظاہر ناممکن دکھائی دیتے ہیں۔ بنیطہ نے بھی بیوسا کی تائید کرتے ہوئے کہا۔ ہاں آقا! یہ دونوں کام ناممکن نظر آتے ہیں پھر یہ کیسے ممکن ہو گئے۔ عزازیل نے بیوسا اور بنیطہ کے اس استفسار پر نہایت دانشمندانہ انداز کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

میں تم لوگوں کو دونوں سوالوں کا جواب دیتا ہوں۔ ایک بار ازب کے ہاتھوں پٹنے کے بعد یوناف نے جو ازب کو اپنے سامنے دوسری بار بری طرح زیر و مغلوب کر لیا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ مقابلہ شروع کرنے سے قبل یوناف نے خداوند کے حضور حرم کعبہ اور جلنے آنے والے سارے رسول کے تقدس واسطہ دیتے ہوئے دعا مانگی تھی۔ اس کے علاوہ یوناف نے اس مقابلے کی ابتدا خداوند کے باعظمت نام کی بڑھائی اور تکبیر کے ساتھ شروع کی تھی۔ سو ان دو عوامل کی وجہ سے ازب کو اس نے اپنے سامنے زیر و مغلوب کر کے رکھ دیا۔ رہی بات قرطیبہ کے دوبارہ نمودار ہونے کی تو اس کی بھی میں تحقیق کر چکا ہوں۔ اس معاملے میں غلطی میری ہی تھی جو میں نے قرطیبہ کے خاتمے کا اعلان کر دیا۔ حالانکہ وہ ایک موہوم روشنی کی صورت اختیار کر کے میری گرفت سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ دراصل میں خود ہی غلطی پر تھا اور میں نے اصلیت کا اندازہ کرنے میں غلطی کی تھی۔ حالانکہ میں نے قرطیبہ پر گرفت مضبوط ڈالی تھی۔ لیکن وہ چالاکی و عیاری سے کام لیکر بچ نکلی اور اب وہ دوبارہ یوناف کے ساتھ ہے۔ عزازیل سے یہ ساری حقیقت سننے کے بعد عارب چند لمحوں تک کچھ سوچتا رہا۔ پھر اپنی تجویز پیش کرتے ہوئے اس نے کہا۔

اے آقا! اے آقا! کیا ایسا ممکن نہیں کہ ہم قرطیبہ کو یوناف سے علیحدہ کر کے اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کریں۔ اے آقا! میں نے اپنی زندگی میں کبھی ایسی خوبصورت اور پرکشش لڑکی نہیں دیکھی۔ جو کوئی بھی غور سے اس کی طرف دیکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ اس کی بڑی بڑی اور پرکشش روشن نیلی آنکھوں میں ڈوب کر رہ جاتا ہے۔ اگر ہم قرطیبہ کو یوناف سے علیحدہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو یوناف کے خلاف ہماری یہ ایک فتح ہو گی اس طرح میں قرطیبہ سے شادی کر کے اسے یوناف کے خلاف حرکت میں لاؤں گا۔ عزازیل نے اپنا فیصلہ دیتے ہوئے مایوسانہ سے انداز میں کہا۔ جہاں تک قرطیبہ کو یوناف سے علیحدہ کرنے کا تعلق ہے تو یہ مشکل ہی نہیں ناممکن سا لگتا ہے۔ اس لیے کہ قرطیبہ یوناف کو پسند کرتی ہے اور اس سے علیحدگی وہ کسی بھی صورت گوارہ نہ کرے گی۔ اور اگر ہم کوئی اپنا سری عمل کر کے یہ کام کر گزریں۔ تب بھی اس کا کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ اس لیے کہ یوناف خود یا ابیکا اس عمل کو ختم کر کے قرطیبہ کو پھر اپنی پہلی حالت پر لا سکتے ہیں۔ لہٰذا قرطیبہ کو یوناف سے علیحدہ کرنا ناممکن سا ہے۔

بیوسا نے اپنی رائے پیش کرتے ہوئے کہا اگر قرطیبہ کو یوناف سے علیحدہ کرنا ممکن نہیں تو پھر کم از کم اس کا خاتمہ کرنے کی ہی کوشش کی جائے تا کہ اس کی وجہ سے یوناف کی قوت میں اضافہ نہ ہو۔ عزازیل نے پھر مایوسانہ سے انداز میں کہا۔ اب شاید ایسا بھی ممکن نہ ہو۔ پہلے تو میں کسی نہ کسی طرح قرطیبہ کو ہاتھ ڈالنے میں کامیاب ہو گیا تھا لیکن اب یوناف اور ابیکا دونوں اس سے متعلق محتاط اور خبردار رہیں گے۔ لہٰذا وہ دونوں اس پر ہاتھ ڈالنے والے کو نقصان پہنچائیں گے اب میرے خیال میں قرطیبہ یوناف کے ساتھ رہ کر وہی قوت و مقام حاصل کر لے گی جو تم دونوں بہنوں کو عارب کے ساتھ ہے۔

عارب کچھ سوچ کر پھر بولا اور قرطیبہ سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اے آقا! اگر میں کبھی اپنے طور پر قرطیبہ کو یوناف سے علیحدہ کرنے کے لیے کوئی ابتدا کروں تو آپ کو اس پر کوئی اعتراض تو نہ ہو گا۔ عزازیل نے خوشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ اگر تم ایسا کام کرنے کی کوئی کوشش کرو تو مجھے ہرگز کوئی اعتراض نہ ہو گا۔ لیکن اس کام کو ہاتھ ڈالتے ہوئے ذرا سوچ سمجھ اور فہم و فراست سے کام لینا۔ اب میں یہاں سے کوچ کرتا ہوں۔ اور ہاں وحدانیت کے خلاف بعل دیوتا اور عستارات دیوی کی پرستش کی جو تم لوگوں نے مہم شروع کر رکھی ہے۔ اس میں تم لوگ کافی حد تک کامیاب بھی ہو اور میں اس پر مطمئن بھی ہوں اسے جاری رکھنے کی کوشش کرو۔ اور ہاں جب فلستیوں کا لشکر بنی اسرائیل پر حملہ آور ہو گا تو میں تمہاری طرف آؤں گا اور

پھر سب مل کر اپنی اس ترغیب کا انجام دیکھیں گے جو فلستیوں کے بادشاہ کو میں نے بنی اسرائیل پر حملہ آور ہونے کے لیے دی تھی۔ اور سنو میرے عزیز! اگر بنی اسرائیل کو فلستیوں کے ہاتھوں شکست ہو گئی تو پھر بعل دیوتا اور عشتار دیوی کے حق میں کام کرنے کی ہماری مہم بھی سہل اور آسان ہو جائے گی اور ہم لوگوں کو شرک میں مبتلا کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اور اگر ایسا ہو گیا تو بنی اسرائیل ایسی گمراہی میں مبتلا ہو جائیں گے جس سے ان کا نکلنا مشکل ہو کر رہ جائے گا۔

عارب نے فخریہ انداز میں کہا۔ اے آقا ہم لوگ بنی اسرائیل کو اس گمراہی کے اندر مبتلا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو ان سرزمینوں کے اندر یہ ہماری بہت بڑی کامیابی ہو گی۔ اس پر عزازیل نے تنبیہ کرنے کے انداز میں کہا۔ ان سرزمینوں میں بعل اور عشتارات کے لیے کام کرتے ہوئے اس بات کا بھی خیال رہے کہ اس وقت اس سرزمین میں خداوند کی طرف سے دو نبی کام کر رہے ہیں ایک سموئیل اور دوسرے داؤد۔ لہٰذا تم ان دونوں سے محتاط رہ کر اپنے کام کو جاری رکھنا۔ لو میں اب جاتا ہوں۔ اور بنی اسرائیل فلستیوں کی جنگ کے روز ہی تم لوگوں سے ملاقات کروں گا۔ اس کے ساتھ ہی عزازیل اٹھ کھڑا ہوا اور پھر شہر کی اس سرائے کے کمرے سے وہ غائب ہو گیا تھا۔

بنی اسرائیل کا بادشاہ ساؤل جلجال شہر میں اپنے ذاتی کمرے میں بیٹھا ہوا تھا اور اس وقت اس کے ساتھ اس کمرے میں اسکا بیٹا یونتن۔ دونوں بیٹیاں میرب اور میکل اور چچازاد بھائی ابنیر بیٹھے ہوئے تھے کہ ساؤل کا خادم داؤدؑ کو لیکر وہاں حاضر ہوا۔ ساؤل نے داؤدؑ کو اپنے سامنے ایک نشست پر بٹھایا اور کہا میرے اس خادم نے آپ کو بیت لحم کے کوہستانوں کے اندر بربط بجاتے سنا اور بڑا متاثر ہوا۔ دراصل مجھے ایک بیماری اور روگ لگا ہوا ہے اور میرے اس خادم کا دعویٰ ہے کہ اگر آپ سے بربط سنا جائے تو میری اس بیماری اور روگ میں آرام و افاقہ ہو سکتا ہے۔ لہٰذا آپ میں آپ سے کہوں گا کہ جس طرح آپ اپنی بکریاں چراتے ہوئے بربط بجاتے ہیں ایسے ہی یہاں بھی بجائیں۔

داؤدؑ کے کندھے پر بربط اور مزامیر لٹک رہے تھے۔ ساؤل کے اس سوال پر انہوں نے ایک بار بغور اس کمرے کے ماحول کا جائزہ لیا پھر اپنے کندھے سے بربط انہوں نے اتار لیا تھوڑی دیر تک وہ بربط بجاتے رہے اور کمرے میں بیٹھا ہر کوئی اس بربط کی لے اور دھن میں ڈوب کر رہ گیا۔ ساؤل کی حالت ایسی تھی جیسے اسے دنیا و مافیہا سے بے خبر کر کے رکھ دیا گیا ہو۔ تھوڑی دیر تک بربط بجانے کے بعد داؤدؑ کے لب بھی حرکت میں آئے اور پھر بربط کے سر اور لے کے مطابق ان کی آواز بھی کمرے میں بلند ہوئی۔

آسمان خدا کا جلال ظاہر کرتا ہے
اور فضا اس کی دستکاری دکھاتی ہے
دن سے دن بات کرتا ہے اور رات رات کو حکمت سکھاتی ہے
نہ بولنا ہے نہ کلام۔ نہ اس کی آواز سنائی دیتی ہے
اس کا سر ساری زمین پر اور

اس کا کلام دنیا کی انتہا تک پہنچتا ہے۔
اس نے آفتاب کے لیے ان میں خیمہ لگایا ہے
جو دلہے کی طرح اپنی خلوت گاہ سے نکلتا ہے
اور پہلوان کی طرح اپنی دوڑ دوڑنے کو خوش ہے
وہ آسمان کی انتہا سے نکلتا ہے اور اسکی گشت اسکے کناروں تک ہوتی ہے
اور اس کی حرارت سے کوئی بھی چیز بے بہرہ نہیں ہے
خداوند کی شریعت کامل ہے۔ وہ جان کو بحال کرتی ہے۔
خداوند کی شہادت برحق ہے۔ وہ نادان کو دانش بخشتی ہے۔
خداوند کے قوانین راست ہیں وہ دل کو فرحت پہنچاتے ہیں۔
خداوند کا حکم بے عیب ہے۔ وہ آنکھوں کو روشن کرتا ہے۔
خداوند کا خوف پاک ہے۔ وہ ابد تک قائم رہتا ہے۔
خداوند کے احکام برحق اور راست ہیں
وہ سونے سے بلکہ کندن سے زیادہ پسندیدہ ہیں
وہ شہد سے بلکہ چھتے کے ٹپکوں سے زیادہ شیریں ہیں۔
اس سے بندے کو آگاہی ملتی ہے اسے ماننے سے اجر ملتا ہے
کون اپنی بھول چوک کو جان سکتا ہے۔ تو مجھے پوشیدہ عیبوں سے پاک کر۔
تو اپنے بندے کو بےباکی کے گناہوں سے باز رکھ
وہ مجھ پر غالب نہ آجائیں تو میں کامل ہوں گا اور بڑے گناہوں سے بچا رہونگا
اے خداوند!
میرے منہ کا کلام اور میرے دل کا خیال تیرے حضور مقبول ٹھہرے
اے خداوند تو ہی میرا رب، میری چٹان اور میرا فدیہ دینے والا ہے

یہاں تک کہنے کے بعد داؤدؑ خاموش ہو گئے۔ ساؤل اپنی جگہ پر گم سم بیٹھا تھا اس کی آنکھیں بند تھیں اور اس کے چہرے پر لا متناہی اور بے کنارے سکون و اطمینان پھیلا ہوا تھا پھر اس نے اپنی آنکھیں کھولیں اور توصیفی و شفقت بھری آنکھوں سے اس نے داؤدؑ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اے نایاب نوجوان تیری آواز میں کیسا سحر، تیرے ربط کی دھن میں کیسا طلسم

اور تیرے منہ سے نکلنے والے بولوں میں کیسا جذب اور کیسی کشش ہے بخدا تیرے اس بربط، تیری اس آواز اور تیرے ان الفاظ سے مجھے اپنے روگ اور بیماری میں افاقہ اور ہلکا پن محسوس ہوتا ہے۔ میرا جی چاہتا ہے۔ کاش ایسا ممکن ہو کہ تو ہمیشہ یہاں بیٹھ کر یوں ہی بربط بجاتا رہے اور اپنی آواز میں ایسے الفاظ ادا کرتا رہے۔ اور میں جونہی اپنی دھن میں ہر شے اور ہر فکر سے بے نیاز اسے ہمیشہ کے لیے سنتا رہوں۔"

داؤدؑ نے ساؤل کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا۔ اور اپنی جگہ سے وہ اٹھ کھڑے ہوئے ساؤل نے اس بار اپنے اسی خادم کو مخاطب کیا جو داؤدؑ کو لایا اور اسے کہا۔ تو داؤدؑ کے ساتھ اس کے گھر جا اور اس کے باپ یسی سے کہنا کہ آج سے داؤد ہمارا منظور نظر اور ہمارا پسندیدہ نوجوان ٹھہرا۔ اور یہ اپنا ریوڑ چرانے کے ساتھ ساتھ یہاں میرے پاس بھی آتا جاتا رہے گا تاکہ اس کے بربط اور اس کے الفاظ سے مجھے سکون ہو اور اس کی میرے پاس موجودگی میرے طمانیت کا باعث بنے۔ سو وہ خادم داؤدؑ کے ساتھ ان کے گھر گیا اور ان کے باپ یسی کو ساؤل کا پیغام پہنچا دیا۔ اب داؤدؑ اپنا ریوڑ چرانے کے ساتھ ساتھ بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل کے پاس بھی حاضری دینے لگے تھے۔

ارضِ حجار سے نکل کر یوناف اور قرطیہ جب یمن کے مرکزی شہر مآرب کے باہر نمودار ہوئے تو انہوں نے دیکھا۔ لوگوں کا ایک بہت بڑا انبوہ قبرستان کی طرف سے آ رہا تھا۔ اور اس انبوہ میں مرد عورت بچے بوڑھے سبھی شامل تھے۔ یوناف نے آگے بڑھ کر ایک پیر مرد سے پوچھا۔ اے میرے بزرگ! یہ کیا معاملہ ہوا کہ اس قدر لوگ قبرستان کی طرف سے آ رہے ہیں۔ اور بوڑھے نے کہا۔ اے جوان! تو اس سرزمین میں اجنبی اور نووارد لگتا ہے۔ دیکھ یمن کا بادشاہ ابرہہ فریقش اچانک اپنے محل کی سیڑھیوں سے گر کر دم توڑ گیا۔ اور اب یہ سب لوگ اسے ہی دفن کر کے لوٹ رہے ہیں۔ اتنے میں لوگوں کے ایک گروہ کے اندر یوناف کی نظر فریقش کے بیٹے مندر پر پڑی۔ قرطیہ کو اس نے کنارے کنارے چلنے کو کہا اور خود بھی بھاگ کر مندر کی طرف لپکا۔ مندر نے جو اسے اپنی طرف آتے دیکھا تو وہ بھی بھاگ کر یوناف سے لپٹ گیا تھا اور بچوں کی طرح رونے لگا تھا۔

یوناف نے مندر کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔ اے عزیز! یہ دنیا تو ایک امتحان گاہ ہے۔ یہ تو ایک آزمائش ہے آدمی سے انسان تک کا سفر طے کرنے کے لیے۔ یہاں سے ہر ایک ایک وقت مقررہ پر کوچ کر جاتا ہے۔ خواہ وہ غلام ہو یا امام، پارسا ہو یا رند، بادشاہ ہو یا خادم۔ یہ تو درد کا ایک تلاطم اور عذاب رتوں کے سرد لمحوں کا ایک سفر ہے جس پر ہر ایک کو روانہ ہونا ہے۔ دیکھ میرے عزیز! تقدیر تو ایک ہولناک و طاقتور قوت ہونے کے ساتھ ساتھ صدیوں کے لمحات پر حاوی ہے۔ اور یہ تو انسان کو روح کی خود لذتی سے نجات دیکر گولوں کی طرح موت کے اذیت ناک سمندر سے گزار دیتی ہے۔ اور سنو موت کی دستاویزات کے فیصلے تو خداوند نے اپنی دسترس میں رکھے ہوئے ہیں۔ اور یہ موت دست کوزہ گر کی طرح وقت کی بے لحاظ رسومات، بام و در کی اداسی۔ عزیز و محبوب کی فرحت اور نگاہوں میں بستے

رشتوں کو نظر انداز کرتی ہوئی اپنا کام کر جاتی ہے۔

اے میرے عزیز! گو موت جدائی کے سلگتے دھارے، فرقتوں کا سیاہ اندھیرا اور خار ہی خار دیکر جاتی ہے لیکن انسان کو تو یہ سب کچھ برداشت کرنا ہوتا ہے۔ اس لیے کہ وہ تو کائنات کی دھڑکنوں اور فطرت کے قوانین کا اسیر ہے۔ موت کی عداوت و شر انگیزی کو اسے برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اس لیے کہ موت و حیات کی کشمکش ہی تو زندگی ہے۔

یوناف کے ان الفاظ نے مندر پر خاطر خواہ اثر کیا۔ اور اب وہ کافی حد تک سنبھل گیا تھا پھر اس نے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔ تمہاری غیر موجودگی میں یہ کوہ مجھ پر ٹوٹ پڑا تم کہاں چلے گئے تھے یوناف نے بڑی عاجزی میں کہا۔ میں نے کہاں جانا ہے۔ میں تو اپنی بیوی کو لینے گیا تھا۔ اس بار مندر نے چونک کر پوچھا۔ اپنی بیوی کو لینے تم کہاں گئے تھے۔ اور وہ کہاں رہ رہی تھی جب کہ تم نے کبھی اپنی بیوی کا ذکر ہی نہیں کیا۔ یوناف نے ٹالنے کے انداز میں کہا میرے عزیز! میری بیوی یہاں سے ذرا دور رہ رہی تھی۔ میں اسے لینے گیا تھا۔ اور اب وہ میرے ساتھ ہے مندر نے بے چین ہو کر پوچھا۔ کہاں ہے وہ یوناف نے پھر کہا۔ وہ ہجوم کے کنارے ہو کر آگے بڑھ رہی ہے۔ تمہارے اردگرد لوگوں کا ایک جمگھٹا تھا لہٰذا میں اسے یہاں لیکر نہیں آیا۔ مندر نے توصیفی انداز میں کہا۔ تم نے اچھا کیا۔ میں اسے بعد میں مل لوں گا اور سنو یوناف اپنے باپ کی موت کے بعد اب میں یمن کا بادشاہ ہوں۔

یوناف نے مندر کی اس بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ وہ چلتے ہوئے شاہی محل میں داخل ہوئے۔ قرطیہ بھی اب قریب آ گئی تھی اور یوناف کے ساتھ ہی محل میں داخل ہو گئی تھی اس لیے کہ اکثر لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے تھے۔ لہٰذا ہجوم میں کچھ کمی آ گئی تھی۔ اس موقع پر یوناف نے مندر سے کہا۔ یہ میری بیوی قرطیہ ہے مندر نے غور سے قرطیہ کی طرف دیکھا اور متاثر ہوتے انداز میں اس نے کہا یوناف سے کہا۔ اے میرے بھائی! تیری بیوی واقعی خوبصورت، پرکشش اور تم دونوں کا جوڑا قابل رشک ہے۔ میرے باپ نے تمہیں اپنا بیٹا کہا تھا۔ اس ناطے تم میرے بھائی ہو۔ اور آج کے بعد یہ قرطیہ میرے لیے میری بہن کی مانند ہے۔ اور ہاں یوناف! اب چونکہ تم اپنی بیوی بھی ساتھ لے آئے ہو لہٰذا محل کے مشرقی حصے میں جہاں تمہارا کمرہ تھا۔ اس کے اطراف کے اب سارے کمرے تمہارے تصرف میں دیئے جاتے ہیں۔ اور اس طرف کسی کو جانے کی اجازت نہ ہو گی۔

یوناف نے اس موقع پر مندر کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا پہلے تم میرے ساتھ اپنے ذاتی کمرے میں آؤ میں اپنے اور اپنی بیوی سے متعلق تم سے ایک اہم بات کہنا چاہتا ہوں اس کے بعد محل کے اندر ہماری رہائشی تجویز کو آخری شکل دینا۔ یوناف کی اس گفتگو پر مندر کچھ پریشان حال ہو کر بوکھلا سا گیا تھا تاہم وہ وہاں جمع ہونے والے لوگوں سے تھوڑی دیر کے لیے معذرت کرتا ہوا آگے بڑھا۔ یوناف اور قرطبیہ دونوں کو لیکر وہ اپنے ذاتی کمرے میں آیا وہاں وہ تینوں بیٹھ گئے۔ پھر مندر نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے بڑی نرمی میں پوچھا۔

یوناف! یوناف! اب کہو۔ تم علیحدگی میں مجھ سے کیا کہنا چاہتے ہو۔ یوناف کے چہرے پر سنجیدگی چھاگئی۔ پھر اس نے کہا۔ میں دراصل! تم سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں اور میری یہ بیوی قرطبیہ ایک جگہ اور مقام کے پابند ہو کر نہیں رہ سکتے۔ میں نیکی کا ایک نمائندہ ہوں اور میری بیوی اس کام میں میری مددگار اور میری معاون ہے۔ اس لیے نیکی کے فروغ اور بدی کی قوتوں کا مقابلہ کرنے کے لیے ہم خانہ بدوشوں کی بھی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں کبھی کبھی ہمارے کاموں میں رکاوٹیں پیدا کرنے کے لیے ابلیسی قوتیں ہم پر حملہ آور ہونے میں پہل بھی کرتی ہیں اور ہمیں ان سے بھی نمٹنا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ میں تم پر یہ انکشاف بھی کردوں کہ میں اور میری بیوی کوئی عام انسان نہیں ہیں۔ ہم دونوں ہی فوق البشریت حیثیت رکھتے ہیں۔ کیا تم یقین کرو گے کہ میں چند ہی ساعتیں قبل ارض حجاز سے روانہ ہوا تھا۔ اور وہیں سے میں اپنی بیوی قرطبیہ کو اپنے ساتھ لے کر آیا ہوں۔ زمین کی یہ دوریاں۔ فاصلوں کا یہ بعد ہمارے آگے کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ ہم دونوں پلک جھپکتے میں اپنی منزل کو پاتے ہیں۔

یہ گفتگو سن کر مندر کی حالت عجیب سی ہو گئی۔ اور وہ دونوں کو سہمے سہمے سے انداز میں دیکھنے لگا۔ پھر اس نے اپنے آپ کو سنبھالا دیا اور یوناف سے مخاطب ہوا۔ یوناف! میرے بھائی یہ گفتگو جو تم نے کی مجھے عجیب سی لگی اور اس نے میرے دل اور میرے ذہن میں ایک ہلچل اور ایک انتشار سا برپا کر کے رکھ دیا ہے یوناف فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہا۔ اے مندر! میرے بھائی! میں ابھی اور اسی وقت تمہارا یہ ذہنی انتشار دور کیے دیتا ہوں۔ پھر یوناف نے اپنا ہاتھ قرطبیہ کی طرف بڑھایا۔ قرطبیہ فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنا نازک، ملائم اور ریشمی ہاتھ اس نے یوناف کے سخت اور کڑے ہاتھ میں دے دیا تھا۔ پھر وہ دونوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے اور

کمرے کے اس ماحول سے وہ غائب ہو گئے تھے۔ یوناف اور قرطبیہ کے یوں نگاہوں سے اچانک غائب ہو جانے پر مندر حسرت زدہ سا ہو کر رہ گیا تھا۔ اس کے چہرے پر دور دور تک نادیدہ جذبات اور اس کی آنکھوں کے پس منظر میں ایک جستجو اور ایک قلق سی رقص کرنے لگی تھی۔ وہ پریشانی میں کمرے کے چاروں اطراف میں دیکھنے لگا تھا۔

وہ ابھی اپنے شعور کی ایک ہلچل اور ذہنی پریشانی ہی میں مبتلا تھا کہ یوناف اور قرطبیہ اس جگہ ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے نمودار ہوئے جہاں وہ مندر کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے تھے۔ پھر وہ دونوں وہاں بیٹھ گئے۔ اور یوناف نے ایک بار پھر مندر کو مخاطب کر کے کہا۔ مندر! اے میرے بھائی! یہ انکشاف اور یہ گفتگو تمہارے ساتھ میں نے اس لیے کی ہے کہ تم اپنے محل میں ہماری مستقل رہائش کا بندوبست کر رہے ہو جب کہ ہم دونوں میاں بیوی یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ ہم کسی ایک جگہ ٹک کر نہیں رہ سکتے۔ ہمیں نیکی کے فروغ اور بدی کی قوتوں پر ضرب لگانے کے لیے بستی بستی نگر نگر دھکے کھانے ہوتے ہیں۔ لہٰذا میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ اپنے اس محل میں ہم دونوں میاں بیوی کے لیے رہائش کا کوئی مستقل بندوبست نہ کرو۔ اس لیے کہ جس طرح تم ایک باقاعدگی کے ساتھ اس محل میں رہتے ہو۔ اس طرح میں اور قرطبیہ نہیں رہ سکتے مندر نے محبتوں اور خلوص میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا۔

یوناف! یوناف! میرے بھائی۔ تمہاری یہ گفتگو سن کر میں تمہارا مطلب و مدعا سمجھ گیا ہوں پر مجھے بھی سنو میں کیا کہتا ہوں تم تو دونوں بھلے مافوق البشریت حیثیت رکھتے ہو لیکن میرے لیے سب سے بڑی اور اہم بات یہ ہے کہ تم دونوں میرے بہن بھائی ہو۔ میں تم دونوں کے لیے اس محل میں رہائش کا مستقل اور اعلیٰ ترین انتظام ضرور کروں گا۔ محل کے جس حصے کو تم دونوں کے لیے وقف کیا جائے گا۔ اس حصے میں کسی کو جانے کی اجازت نہ ہو گی تم دونوں کی خدمت پر خدام اور خادمائیں مقرر ہوں گی۔ اور جب تم دونوں محل میں نہ ہوا کرو گے تو تمہارے رہائشی حصے کو مقفل کر دیا جایا کرے گا۔ اور یہ قفل صرف تمہاری آمد پر ہی کھلا کریں گے۔ اب تم دونوں بولو کیا بولتے ہو۔ یوناف تھوڑی دیر تک بڑے غور اور انہماک کے ساتھ مندر کو دیکھتا رہا، پھر وہ کہہ رہا تھا۔

اب میرے اور قرطبیہ کے پاس بولنے کو کچھ نہیں ہے لہٰذا جو تم چاہتے ہو ویسا ہی کرو

یوناف کے اس جواب پر مندر خوش ہو گیا تھا۔ پھر اس روز ماَرب کے شاہی محل کا مشرقی حصّہ جو کئی ایک کمروں پر مشتمل تھا۔ اس کی صفائی اور ستھرائی کرا کر اور اسے رہائش کی ضروریات سے سجا کر یوناف اور قرطیہ کے لیے مختص کر دیا گیا تھا۔ یوں مندر کی خواہش پر یوناف اور قرطیہ نے ماَرب کے اس شاہی محل میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

○

○

جیسا کہ عزازیل نے ماَرب، بیوسا اور بنیطہ کو خبر دی تھی کہ فلستی بنی اسرائیل کے خلاف فیصلہ کن جنگ کرنے کی تیاریوں میں مشغول ہیں۔ سو جب یہ تیاریاں مکمل ہو گئیں تو فلستیوں کا بادشاہ بنی اسرائیل کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے نکلا۔ اپنے مرکزی شہر سے نکل کر فلستیوں کا یہ لشکر بنی اسرائیل کے سرحدی شہر شوکہ کی طرف آیا اور پھر تیزی کے ساتھ پیش قدمی کرتے ہوئے شوکہ اور عزیقہ شہروں کے درمیان کوہستانی سلسلے کی ایک وسیع وادی کے اندر فلستیوں کا یہ لشکر جنگ کے لیے خیمہ زن ہو گیا۔

دوسری طرف بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل کو جب اطلاع ہوئی کہ فلستی ایک بڑے لشکر کے ساتھ ان کے علاقوں پر چڑھ دوڑے ہیں۔ تو اس نے بھی اپنے لشکر کو تیار کیا اور انہی وادیوں کی طرف کوچ کیا جہاں وہ فلستیوں کا لشکر خیمہ زن ہوا تھا۔ جن وادیوں کے اندر یہ دونوں عساکر ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہوئے تھے۔ ان دونوں وادیوں کی پشت پر بلند کوہستانوں کا سلسلہ تھا اور دونوں طرف کے لشکر اپنی پشت پر ان کوہستانی سلسلوں تک پھیلتے چلے گئے تھے۔ یہاں تک کہ دونوں لشکروں نے اپنی رسد و کمک اور خوراک کے ذخائر ایک پڑاؤ کی صورت میں اپنی اپنی پشت پر پڑنے والے ان کوہستانوں پر ہی بنا رکھے تھے۔ فلستیوں کا بادشاہ اپنی طرف کے کوہستان پر بیٹھ کر اپنے لشکر کو ہدایات دینے لگا تھا۔ جبکہ ان کے عین سامنے مقابل کے کوہستانی سلسلے پر ساؤل بیٹھ کر اپنے عساکر کو ہدایات جاری کرنے لگا تھا۔ اور داؤدؑ کے تین بڑے بھائی بھی ساؤل کے اس لشکر میں شامل تھے۔

جب اسرائیلی اور فلستی دونوں عساکر ایک دوسرے کے سامنے صف آرا ہوئے تو فلستی لشکر سے ایک پہلوان نکلا۔ جو بہت دراز قد اور کوہ پیکر تھا۔ اس کے سر پر پیتل کا خود اور وہ پیتل ہی کی زرہ پہنے ہوئے تھا۔ اس کی ٹانگوں پر پیتل کے ساق پوش اور دونوں

شانوں کے درمیان پیتل کی برچھی تھی۔ اس کے پاس بھالا تلوار اور ڈھال تھی۔ دونوں لشکروں کے وسط میں آکر وہ پہلوان رکا اور اسرائیلی لشکر کی طرف منہ کر کے اس نے پکار کر کہا میرا نام جالوت[1] ہے فلستیوں کی سرزمین ہی میں نہیں بلکہ بنی اسرائیل، کنعانی اور آشوریوں کی سرزمینوں تک بھی لوگ مجھے جانتے اور پہچانتے ہیں کہ میں کس پائے کا پہلوان اور کیسا زور آور ہوں۔ اے اسرائیل کے فرزندو! اے ساؤل کے خادموں میں تم لوگوں کو دعوتِ مبارزت دیتا ہوں۔ تم میں کوئی ایسا ہے جسے اپنی زندگی عزیز نہ ہو اور جو میدان میں نکل کر میرے ساتھ مقابلہ کرے۔

جالوت کا نام سن کر بنی اسرائیل کے لشکریوں پر اداسی اور مردنی چھا گئی تھی۔ پس جالوت سے مقابلہ کرنے کے لیے کوئی میدان جنگ میں نہ اترا۔ جالوت جب کافی دیر تک وہاں کھڑا ہو کر انتظار کرتا رہا اور کوئی اس کے مقابلے پر نہ اترا تو اس نے پھر چلا کر کہا اے اسرائیل کے فرزندو! اس وقت تک اجتماعی جنگ نہ ہوگی جب تک کوئی تم میں سے نکل کر میرے ساتھ انفرادی مقابلہ نہ کرے۔ سو اپنے لیے کسی جوانمرد کو نکالو جو میرے ساتھ نبرد آزما ہو۔ اور سنو اسرائیلیو! اگر تم میں سے کوئی میرے ساتھ مقابلہ کرے اور مجھے قتل کر دے تو ہم تم لوگوں کے خادم ہو جائیں گے اور اگر میں غالب رہوں اور تمہارے آدمی کو قتل کر دوں تو پھر تم لوگ ہمارے خادم ہو جاؤ گے اور ہماری خدمت بجا لاؤ گے۔

جب بنی اسرائیل میں سے کوئی بھی جالوت کے مقابلے پر نہ نکلا تو جالوت پھر بنی اسرائیل، لشکر کو مخاطب کر کے کہا۔ اے بنی اسرائیل! میرا خیال ہے کہ تم میں سے کوئی بھی میرے مقابلے پر نہ آئے گا پر یاد رکھو جب تک تم میں سے کوئی میرے ساتھ مقابلہ نہ کرے گا۔ دونوں لشکر ایک دوسرے سے نہ ٹکرائیں گے اور میں یوں ہر روز میدان میں نکل کر اور تم لوگوں کو مقابلے کے لیے للکار للکار تمہاری فضیحت اور بے عزتی کرتا رہوں گا اور دیکھوں گا کہ تم لوگ کیونکر خاموش رہتے ہو اور کب تک میرے مقابل کسی کو نہیں لاتے۔ جالوت واپس اپنے لشکر میں چلا گیا۔ اور اب اس نے یہ طریقہ اپنا لیا کہ وہ ہر روز میدان میں نکلتا۔ بنی اسرائیل

---

[1] توریت کے مطابق اس جالوت کا قد چھ ہاتھ ایک بالشت تھا اس کی زرہ تول میں پانچ ہزار اور اس کے بھالے کی چھڑی ایسی تھی جیسے جولاہے کا شہتیر۔ اس کے نیزے کا پھل چھ سو ثاقل وزن کا تھا۔ قرآن مقدس میں اس جنگ اور جالوت کا ذکر آتا ہے

کو مقابلے کے لیے للکار کر ان کی بے عزتی کا باعث بنتا اور جب کوئی اس کے مقابلے پر نہ آتا تو وہ واپس چلا جاتا۔ اسی دوران عزازیل، عارب، بیوسا اور بینظہ بھی فلستی لشکر میں آشامل ہوتے تھے تاکہ دیکھیں فلستیوں کے ہاتھوں بنی اسرائیل کی کیا حالت بنتی ہے۔

اور بیت لحم کے یسی کے آٹھ فرزند تھے! جن میں سے سب سے چھوٹے داؤدؑ تھے۔ یسی خود تو بوڑھا ہو چکا تھا، لیکن اسکے تین فرزند الیاب، ابیندات اور سمہ سرن کے ہمراہ بنی اسرائیل کے لشکر میں شامل تھے۔ ایک روز یسی نے اپنے چھوٹے بیٹے داؤدؑ کو بلایا اور بلا یا اور کہا۔ دیکھ میرے فرزند میں جانتا ہوں تو بہادر، شجاع، دلیر و جرأتمند اور نیک دل پیدا ہوا ہے۔ دیکھ بنی اسرائیل اور فلسطی لشکر کو ایک دوسرے کے مقابل ہوئے آج کئی روز ہو چکے اور میں اپنے تینوں بیٹوں اور تیرے تینوں بڑے بھائیوں کی طرف سے فکرمند ہوں جو لشکر میں شامل ہیں۔ سو میں چاہتا ہوں کہ تو اپنے مویشیوں کو بھول جا میں اس کے چرانے کا بندوبست کروں گا۔ تو بس لشکر میں جا اور اپنے بھائیوں کی خبر لے کر تاکہ ان کی طرف سے مجھے اطمینان ہو۔ کیونکہ دوسرے لوگ بھی جن کے فرزند لشکر میں ہیں اپنے اپنے آدمیوں کی اس طرح خبر گیری کا سامان کر رہے ہیں۔ اس پر داؤدؑ نے بڑی عاجزی اور انکساری میں کہا۔ اے میرے باپ آپ فکرمند نہ ہوں جیسا آپ کہیں گے ویسا ہی میں کروں گا۔

داؤدؑ کا جواب سن کر یسی خوش ہوا اور کہا۔ اے میرے بیٹے! تو آج ہی رزم گاہ کی طرف روانہ ہو جا۔ پر دیکھ اپنے ساتھ سامان بھی لے جا جو میں نے تیار کر رکھا ہے۔ تو میرے ساتھ آ تاکہ میں وہ سامان تجھے دوں پھر یسی داؤدؑ کو اپنے گھر کے ایک کمرے میں لے گیا۔ پھر سامان داؤدؑ کے حوالے کرتے ہوئے یسی نے کہا۔ اے میرے فرزند یہ کچھ بھنا ہوا اناج، روٹیاں اور پنیر کی ٹکیاں ہیں یہ چیزیں تو لشکر گاہ میں اپنے تینوں بھائیوں کے پاس لے جا۔ اور دیکھ میرے فرزند واپسی پر ان کی طرف سے کوئی ایسی چیز لے آنا جو میرے لیے اس امر کی نشانی ہو کہ وہ تینوں خیریت کے ساتھ ہیں۔ سو داؤدؑ اپنے باپ کے حکم کے مطابق ان کی دی ہوئی چیزیں لیکر رزم گاہ کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

داؤدؑ جب اپنے باپ کا دیا ہوا سامان لیکر وادی ایلہ میں پہنچے جہاں دونوں عساکر ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ کیے ہوئے تھے۔ تو وہ لشکر گاہ میں سے ہوتے ہوئے اس خیمے میں داخل ہوئے جس میں ان کے تینوں بڑے بھائی تھے۔ وہ اپنے چھوٹے بھائی داؤدؑ کو وہاں دیکھ کر خوش ہوئے۔ داؤدؑ نے انہیں پہلے وہ سامان دیا جو وہ گھر سے لے کر آئے تھے اور ساتھ ہی ان سے اپنے اہل خانہ کی خیریت بھی بتائی اور ان پر انکشاف کیا کہ گھر والے ان تینوں سے متعلق فکرمند ہیں۔ عین اس وقت جب کہ داؤدؑ اپنے بھائیوں کے ساتھ محو گفتگو تھے فلسطیوں کا پہلوان جالوت میدان میں اترا اور زور زور سے اسرائیلیوں کو مخاطب کرتے ہوئے مقابلے کے لیے للکارنے لگا تھا۔

داؤدؑ نے حیرت و پریشانی میں اپنے بھائیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا یہ کون شخص ہے جو بنی اسرائیل کو مقابلے کے لیے للکارتا ہے اور حیرت ہے کہ ہمارے لشکر سے کوئی اس سے مقابلہ کرنے کو نہیں نکل رہا داؤدؑ کے تینوں بھائی افسردہ سے ہو گئے اور انہوں نے اس استفسار کا داؤدؑ کو کوئی جواب نہ دیا۔ پر وہاں اس وقت خیمے میں داؤدؑ کے بھائیوں کے علاوہ کچھ اور اسرائیلی بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ انہیں میں سے ایک اسرائیلی نے داؤدؑ کو مخاطب کر کے کہا۔ اے یسی کے بیٹے! یہ مقابلے کے لیے للکارنے والا فلسطیوں کا ایک پہلوان ہے اور اس کا نام جالوت ہے۔ یہ گزشتہ کئی روز سے ایسا ہی کر رہا ہے۔ دیکھ جب پہلے روز دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے صف آرا ہوئے تو جالوت نام کا یہ پہلوان میدان میں اترا اور بنی اسرائیل کو مقابلے کی دعوت دی پر ہمارے لشکر میں سے کوئی بھی اس سے مقابلہ کرنے کو نہ اترا۔ لہٰذا اس جالوت نے اعلان کیا کہ اس وقت تک دونوں لشکر اجتماعی طور پر ایک دوسرے سے نہ ٹکرائیں گے جب تک بنی اسرائیل میں سے کوئی اس کے ساتھ انفرادی طور پر مقابلہ نہ کرے۔

آہ بنی اسرائیل کی بدبختی جالوت نام کا یہ فلسطی پہلوان اب ہر روز میدان میں نکلتا ہے اور بنی اسرائیل کی بے عزتی، رسوائی اور فضیحت کرنے کی خاطر ہر روز بنی اسرائیل کو مقابلے کیلئے للکارتا ہے۔ اور یہ سلسلہ کئی روز سے جاری ہے پر کوئی اسرائیلی اس کے مقابلے پر نہیں آتا اور اب تو نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ ہمارے بادشاہ ساؤل نے اعلان کر دیا ہے کہ جو بھی اسرائیلی جنگجو اس جالوت نام کے پہلوان کے ساتھ مقابلہ کر کے اسے زیر کرے گا۔ اسے نہ صرف یہ کہ ساؤل بادشاہ دولت سے مالا مال کر دے گا بلکہ اپنی بیٹی کو بھی اس شخص سے بیاہ دے گا جو مقابلے میں جالوت کو زیر کرے۔ لیکن پھر بھی کوئی مقابلے پر نہیں اترتا۔ اس لیے کہ اطراف و اکناف کے

سب لوگ جانتے ہیں کہ جالوت کس قدر زور آور اور قوت والا پہلوان ہے۔ سنا ہے وہ اپنے مقابل پر بپھر بپھر کر اٹھتے بگولوں، جان کنی کے لمحات اور شور مچاتے آندھی زلزلوں کی طرح حملہ آور ہوتا ہے اور لمحوں کے اندر اپنے مقابل کی حالت محکومیت کی اسیری، ظلمت کی گہرائیوں اور بنجر کھیت و ویران بستیوں جیسی کر کے رکھ دیتا ہے۔ کاش بنی اسرائیل میں بھی اس جالوت جیسا کوئی پہلوان ہوتا اور اسی کے سے خوفناک انداز میں اس کی للکار کا جواب دیتا۔

اس اسرائیلی کی یہ گفتگو سن کر داؤدؑ نے برہم ہو کر کہا یہ کیسے ممکن ہے بتوں کی پرستش اور پوجا پاٹ کرنے والے فلستیوں کا کوئی فرد خدائے واحد کو ماننے والے اور اسی کی بندگی و عبادت کرنے والے اسرائیلیوں کی رسوائی اور فضیحت کرے۔ میں فلستیوں کے اس پہلوان جالوت سے مقابلہ کروں گا اور اس پر ثابت کروں گا کہ غالب و فوز مند وہ ہی رہتا ہے جسے اللہ کی نصرت و حمایت حاصل ہو۔ اور اے اسرائیل کے فرزندو! مجھے غور سے سنو۔ میں تم لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ جب میں اپنے رب کا نام لیکر جالوت کے مقابلے پر نکلوں گا تو اس مقابلے میں یقیناً کامیاب و سرفراز ہونگا اور جالوت کو اپنے سامنے زیر اور رسوا کر کے رہوں گا۔ داؤدؑ کے بڑے بھائی الیاب نے جب ان کی یہ گفتگو سنی تو اسے فکر ہوئی کہ کہیں میرا چھوٹا بھائی جالوت کے ساتھ مقابلے کے لیے نکل کر مارا ہی نہ جائے لہٰذا اس نے داؤدؑ کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

تو یہاں کیوں آیا ہے۔ اور اپنی بکریوں کا وہ چھوٹا سا ریوڑ جس پر ہمارے گھر کی گزر بسر ہوتی ہے وہ تو کسی کے پاس اور کس کی نگرانی میں چھوڑ آیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں تو یہ سامان دینے کے بہانے فلستیوں اور بنی اسرائیل کی جنگ دیکھنے آیا ہے۔ دیکھ میں تیرا بڑا بھائی اور تجھ سے کہتا ہوں کہ فوراً لشکر سے نکل کر گھر چلا جا۔ تیری غیر موجودگی میں باپ پریشان ہوگا۔ اور تیرا ریوڑ بھوکا مر جائیگا۔ اب تو اٹھ اور یہاں سے چلا جا۔ اور اس فلستی پہلوان جالوت سے مقابلہ کرنے کی دھن تو اپنے ذہن سے نکال دے۔

داؤدؑ نے بڑی متانت اور پیغمبرانہ سنجیدگی میں اپنے بڑے بھائی الیاب کو جواب دیتے ہوئے کہا۔ میں یہاں بنی اسرائیل اور فلستیوں کی جنگ دیکھنے نہیں آیا۔ بلکہ مجھے میرے باپ نے بھیجا کہ میں تم تینوں کی خیریت کی خبر اس تک پہنچاؤں کیونکہ وہ تمہارے متعلق بہت فکر مند ہے۔ اس جالوت پہلوان سے متعلق تو مجھے یہاں آکر پتہ چلا کہ یہ گزشتہ کئی دنوں سے بنی اسرائیل کی فضیحت کرتا چلا آرہا ہے۔ لیکن اب ایسا نہ ہوگا۔ جالوت کو نیچا دکھانا۔ حق کے مقابلے میں باطل، نیکی کے مقابلے میں بدی، اطاعت کے مقابلے میں معصیت اور وحدانیت کے مقابلے میں شرک کو نیچا دکھانے کی مترادف ہے لہٰذا میں اس بدی و برائی انحراف و نافرمانی اور کفر و شرک کا برا انجام دیکھے بغیر نہ جاؤں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں اس جالوت کو زیر کر سکتا ہوں۔

اس کے بعد داؤدؑ اس خیمے سے باہر نکل آئے۔ ان کے بھائی اور خیمے میں موجود دوسرے اسرائیلی بھی خیمے سے باہر آگئے۔ جالوت سے متعلق گفتگو سننے کے بعد اس خیمے سے باہر جلد ہی لشکر کے اسرائیلیوں کا ایک بڑا گروہ جمع ہو گیا تھا۔ پھر اس قدر لوگوں کو وہاں جمع ہوتے دیکھ کر داؤدؑ کے بھائی بے بس سے ہو گئے اور انہوں نے داؤدؑ کو جالوت کے ساتھ مقابلے سے باز رکھنے کے لیے ان کے ساتھ کوئی مزید گفتگو نہ کی۔ پھر وہاں جمع ہونے والے اسرائیلیوں کو مخاطب کر کے داؤدؑ نے کہا۔ اے اسرائیل کے فرزندو! مجھے بتاؤ کہ ہمارا بادشاہ ساؤل کہاں ہے تاکہ میں اس سے ملوں اور اسے بتاؤں کہ میں جالوت سے مقابلہ کر سکتا ہوں۔ لہٰذا وہ مجھے اجازت دے کہ میں جالوت کے مقابلے میں نکلوں! اتنے میں ایک اسرائیلی نے بلند آواز میں کہا ساؤل کا خیمہ تو وہ اس سامنے والے جبل پر ہے۔ داؤدؑ نے جواب میں کچھ بھی نہ کہا اور وہ خاموشی سے اس کوہستان کی بلندی پر چڑھنے لگے تھے جس کی طرف اس اسرائیلی نے اشارہ کیا تھا۔

یمن میں آرب کی شاہی محل میں یوناف اور قرطیبہ دونوں اپنے اس کمرے میں بیٹھے باہم باتیں کر رہے تھے جسے وہ دیوان خانے کے طور پر استعمال کرتے تھے کہ یوناف اچانک گفتگو کرتے کرتے خاموش ہوگیا کیونکہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا تھا۔ یوناف کے یوں خاموش ہوجانے پر قرطیبہ نے بھی اندازہ لگا لیا تھا کہ ابلیکا گفتگو کرنے لگی ہے لہٰذا وہ بھی خاموش ہوگئی تھی ابلیکا نے لمس دینے کے بعد کہا۔ یوناف! یوناف! میرے عزیز تیرے امتحان کا وقت آگیا ہے۔ نیکی کے بدی کے ساتھ ٹکرانے کی ساعت آگئی ہے۔ دیکھ ارض فلسطین میں ایلہ کی وادیوں کے اندر فلستیوں اور اسرائیلیوں کے لشکر ایک دوسرے کے سامنے خیمہ زن ہیں۔ گزشتہ کئی روز سے فلستیوں کی طرف سے جالوت نام کا ایک پہلوان نکلتا ہے اور بنی اسرائیل میں سے کوئی اس کے مقابلے پر نہیں نکلتا۔ اس طرح گزشتہ کئی روز سے یہ جالوت جو مشرک ہے خدا کو ماننے والے اسرائیلیوں کی رسوائی کا باعث بنا ہوا ہے۔

اے یوناف! تو بآسانی اس جالوت کو زیر کر سکتا ہے۔ اٹھ اور ایلہ کی وادیوں کی طرف کوچ کر اور جالوت کو زیر کر کے بنی اسرائیل کو اس کی ذلت سے بچا۔ اور سنو اس وقت فلستیوں کے لشکر میں عزازیل، عارب، بیوسا اور بینظہ بھی شامل ہیں۔ لہٰذا محتاط رہنا۔ بہرحال اتنا فکرمند ہونے کی بھی ضرورت نہیں میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اور اب تو قرطیبہ بھی ساتھ ہے اب دو کے بجائے نیکی کی ہم تین علامتیں ہیں۔ ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف نے کہا۔ ابلیکا! ابلیکا! میں تمہاری اس پکار پر لبیک کہتا ہوں اور قرطیبہ کے ساتھ میں ابھی ارض فلسطین کی طرف کوچ کرتا ہوں۔ اس موقع پر قرطیبہ نے بڑے پیار سے پوچھا کیا کہتی ہے ابلیکا! اور جواب میں یوناف نے سارے احوال قرطیبہ اور آخر میں یوناف نے قرطیبہ کو مخاطب کر کے کہا۔ قرطیبہ! قرطیبہ! آؤ یہاں سے ارض فلسطین کی طرف کوچ کریں پھر دونوں میاں بیوی اپنی اپنی جگہ سے

اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر دونوں نے ایک دوسرے کے ہاتھ میں ڈالا۔ اور اپنی سری قوتیں استعمال کرنے سے قبل یوناف نے پھر بولا۔ قرطیبہ! قرطیبہ! وہاں فلستیوں کے لشکر میں عزازیل، عارب بیوسا اور بینظہ بھی ہیں۔ اگر ان سے ٹکراؤ ہو جائے اور تم یہ جانو کہ تم کسی کرب میں مبتلا ہو رہی ہو تو فوراً اپنے جسم کے کسی بھی حصے کو میرے جسم کے ساتھ مس کر لینا اس طرح عزازیل یا اس کے ساتھی تمہیں کوئی گزند نہ پہنچا سکیں گے۔ کیونکہ میں اپنی ذات پر ایک ایسا سری عمل کر دوں گا جو میرے ساتھ ساتھ تمہیں بھی دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ یوناف کی گفتگو پر حسین قرطیبہ کی گہری نیلی آنکھوں میں خوشیاں ہی خوشیاں بکھر گئی تھیں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے مسکراتے ہوئے اثبات میں گردن ہلا دی۔ پھر وہ دونوں میاں بیوی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور آرب سے غائب ہونے کے بعد وہ ارض فلسطین میں ایلہ کی وادی میں ایک ایسی بڑی چٹان پر نمودار ہوئے۔ جہاں کھڑے ہو کر وہ فلستی اور اسرائیلی دونوں عساکر کو دیکھ سکتے تھے۔

○

فلستی لشکر کی حدود میں عزازیل، عارب، بیوسا اور بینظہ ایک بہت بڑی چٹان کے پاس بیٹھے گفتگو کر رہے تھے۔ کہ عزازیل اچانک خاموش ہوگیا اور اس پر ایسی کیفیت طاری ہوگئی جیسے وہ ہمہ تن گوش ہو کر کسی کو سننے کی کوشش کر رہا ہو۔ اس کے چہرے پر عجیب طرح کے تاثرات بھی بکھر رہے تھے۔ پھر اچانک عزازیل بولا اور کہا۔ رفیقان سنبھلو! یوناف اور قرطیبہ اس وادی ایلہ کی ایک جنوبی چٹان پر نمودار ہوئے ہیں ابھی ابھی میرے ایک کارکن نے مجھے یہ اطلاع کی ہے۔ یوناف کا ارادہ اس جنگ میں شامل کر جالوت سے مقابلہ کرنا ہے۔

میرے عزیزو! اگر وہ اس مقابلے میں کود پڑا تو لمحوں کے اندر وہ جالوت کا خاتمہ کر کے رکھ دے گا۔ کیونکہ یوناف اور جالوت کا تناسب ایسا ہی ہے جیسے آندھی اور بگولہ۔ لہٰذا آؤ یوناف اور قرطیبہ کی راہ روک دیں۔ قرطیبہ اگر افریقہ میں نیل ڈیلٹا میں میرے ہاتھوں بچ نکلی تھی تو آج وہ ایسا نہ کر سکے گی آج جہاں ہم یوناف کو اپنے حدود سے تجاوز کرنے کی سزا دیں گے وہاں قرطیبہ کا بھی ہمیشہ کے لیے خاتمہ کر کے رکھ دیں گے

ورنہ اس میدان میں اگر یوناف داخل ہو کر جالوت کو زیر کر گیا تو فلستیوں کے حوصلے پست ہو جائیں گے اور وہ شکست سے دوچار ہو جائیں گے اور فلستیوں کی شکست ہمارے مقاصد کی نفی ہے۔ لہٰذا آؤ یوناف اور قرطبیہ کی راہ روک دیں۔ اس کے ساتھ ہی عزازیل عارب، بیوسا اور سینطہ اپنی جگہوں پر اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے وہ اس چٹان کی طرف کوچ کر گئے تھے جس چٹان پر یوناف اور قرطبیہ نمودار ہوئے تھے۔

اور ایلہ کی وادی میں داؤدؑ اپنے بھائیوں کے خیمے سے نکل کر جب اس جبل پر چڑھنے لگے جس پر بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل خیمہ نصب تھا۔ تو ایسا ہوا کہ داؤدؑ کے وہاں پہنچنے سے قبل ہی لشکر کے کچھ لوگوں نے ساؤل تک یہ بات پہنچا دی کہ لیسی کا بیٹا داؤدؑ اپنے بھائیوں کے لیے گھر سے کھانے کی اشیاء لے کر آیا ہے اور وہ جالوت کے ساتھ مقابلہ کرنے کا خواہشمند ہے۔ لہٰذا داؤدؑ کے ساؤل تک پاس پہنچنے سے قبل ہی ساؤل کو سارے حالات کی خبر ہو گئی تھی۔ پس جب داؤدؑ ساؤل کے خیمے کے سامنے آئے تو حاجب بغیر کسی گفتگو یا تمہید کے داؤدؑ کو فوراً اندر لے گیا اس وقت خیمے میں خود ساؤل، اس کا بیٹا یونتن اور چچازاد بھائی ابنیر بیٹھے ہوئے تھے۔ ساؤل نے داؤدؑ کو اپنے بیٹے یونتن اور چچازاد بھائی ابنیر کے ساتھ بیٹھنے کو جگہ دی۔ پھر اس نے بڑی ہمدردی اور شفقت میں پوچھا۔

اے داؤدؑ! میں نے سنا ہے۔ تو جالوت سے مقابلہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس پر داؤدؑ بولے اور کہا اے بادشاہ! میں جب یہاں لشکر کے اندر اپنے بھائی کے خیمے میں تھا تو میں نے جالوت کو سنا۔ وہ دونوں عساکر کے درمیان ہو کر بنی اسرائیل کی فضیحت کر رہا تھا اور بنی اسرائیل کے لیے رسوائی و ذلت اور بے عزتی و بدنامی کی باتیں کر رہا تھا۔ پس اے بادشاہ! میرے لیے یہ بات ناقابلِ برداشت تھی کہ ایک باطل پرست خدا پرستوں کی ذلت و بے عزتی کا باعث بنے لہٰذا میں نے اسی وقت فیصلہ کر لیا کہ میں اس جالوت سے ضرور مقابلہ کروں گا اور اے بادشاہ! میں اب صرف اس غرض سے آپ کے پاس آیا ہوں۔ تاکہ آپ مجھے اس فلستی پہلوان جالوت سے ساتھ مقابلہ کرنے کی اجازت دیں۔ ساؤل نے داؤدؑ کو سمجھانے کے انداز میں کہا۔

اے داؤدؑ تو اس جالوت سے مقابلہ نہ کر اس لیے کہ تو ابھی اس قابل نہیں کہ تو جالوت کے ساتھ ٹکرائے تو ابھی ایک نوجوان ہے اور تو اب تک اپنا ریوڑ ہی چراتا رہا ہے۔ جب کہ

جالوت اپنے بچپن سے ہی ایک پہلوان چلا آرہا ہے اور حرب و ضرب کے ساز کو وہ استعمال کرنے حرکت میں لانے کا خوب ماہر ہے۔ لہٰذا اس جالوت سے مقابلہ کرنے کا خیال دل سے نکال دو ساؤل کی اس توضیح کے جواب میں بولتے ہوئے داؤد نے کہا۔ اے بادشاہ یہ جالوت تو کوئی چیز ہی نہیں۔ آپ جانتے ہیں۔ میں اپنے باپ کا ریوڑ چراتا ہوں۔ اور جب کوئی شیر یا ریچھ میرے اس ریوڑ پر حملہ آور ہو کر اس میں سے کوئی بکری اٹھا بھاگتا تو میں اس کا پیچھا کرتا۔ تو میں ان درندوں کا پیچھا کرتا اور انہیں مار مار کر ان سے اپنی بکری سلامت چھین لیتا۔ اور جب کوئی درندہ مجھ پر لپکتا تو میں اس کا بھی مقابلہ کرتا اور اسے مار کر بھگا دیتا یا ہلاک کر دیتا۔ اے بادشاہ! جب میں اپنے ریوڑ کی حفاظت میں درندوں کا مقابلہ کر کے انہیں ہلاک کرتا یا مار بھگاتا رہا ہوں۔ تو پھر بنی اسرائیل کی حفاظت کی خاطر میں کیونکر اس جالوت کو اپنے سامنے زیر نہ کر لوں گا۔ اے بادشاہ! تو مجھے اس فلستی نامختون جالوت سے مقابلہ کرنے کی اجازت دے۔ پھر دیکھ میں اس میں کیا انجام کرتا ہوں۔

اے بادشاہ ساؤل! اس فلستی پہلوان جالوت نے زندہ خدا کی بندگی کرنے والے بنی اسرائیل کی رسوائی کی ہے۔ اس سے میں مقابلہ ضرور کروں گا اور جس خداوند نے مجھے میرے ریوڑ کی حفاظت کرتے ہوئے مجھے درندوں سے بچایا وہ مجھے اس جالوت سے بھی بچائے گا اور وہی میرا رب مجھے اس کے مقابلے میں فوز مند اور کامران بھی رکھے گا۔ اس بار ساؤل نے قائل ہوتے ہوئے کہا۔ جو گفتگو تم کرتے ہو اگر ایسا ہے۔ تو پھر خداوند تمہارے ساتھ ہے۔ تم جالوت کا مقابلہ کرو اور مجھے امید ہے تم کامیاب ہو گے۔ اور دیکھو میں تمہیں اپنا جنگی لباس پہناتا ہوں اور اپنے ہتھیاروں سے سجاتا ہوں پھر تم اس جالوت کے مقابلے پر نکلو۔ پھر ساؤل اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا ابنیر اور یوتن کی مدد سے اس نے داؤد کو پہلے اپنا لباس پہنایا پھر تینوں مل کر داؤد کو ہتھیاروں سے سجانے لگے تھے۔

ایلہ کی وادی میں ایک بہت بڑی چٹان پر نمودار ہونے کے بعد یوناف نے قرطبیہ کو مخاطب کر کے کہا، قرطبیہ! قبل اس کے کہ میں ان دونوں لشکروں کے درمیان جالوت سے مقابلہ کرنے کے لیے اتروں میں تم سے دو باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ پہلی یہ کہ جب میں فلستی پہلوان جالوت کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لیے میدان میں اتروں تم عزازیل، عارب، یوسا اور بلنطہ کی طرف محتاط رہنا۔ مجھ سے علیحدہ تمہیں تنہا دیکھ کر وہ اپنی ماضی کی خفت اور ذلت مٹانے کی خاطر تم

حملہ آور بھی ہو سکتے ہیں۔ ویسے اتنا گھبرانے اور فکرمند ہونے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ اس لیے کہ ابیکا بھی تم پر نگاہ رکھے گی اور ضرورت کے وقت وہ ضرور تمہاری مدد کو بھی لپکے گی بہر حال تم خود بھی ان ذلت آمیز عناصر اور بدی کے گماشتوں سے محتاط رہنا۔ تم فوراً اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر ان کی نگاہ سے غائب ہو کر اپنا دفاع کر سکتی ہو۔ قرطبیہ نے اپنے خوبصورت اور سرخ آلوچہ ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیرتے اور خوشی میں اپنی جھیل سی گہری نیلی آنکھیں نچاتے ہوئے پیار سے یوناف کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

اور دوسری بات کیا ہے۔ جو آپ کہنا چاہتے ہیں۔ پہلی بات تو میں نے سن لی۔ اور آپ سے متعلق زیادہ فکرمند نہ ہوں۔ میں پہلے ایک بار افریقہ میں اپنی غفلت کی بنا پر عزازیل کے ہتھے چڑھ گئی تھی۔ اب میں عزازیل اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے زیادہ محتاط رہوں گی۔ اب آپ دوسری بات کہیں، دوسری بات یہ ہے۔ یوناف مسکراتے ہوئے بولا۔ کہ آج بلکہ ابھی سے میں تمہارا نام تبدیل کرنا چاہتا ہوں۔ تم نے اپنا نام قرطبیہ تو سردار محبتا کی بیٹی کے نام پر رکھ لیا تھا۔ تاکہ اس کے ہاں تم پناہ لے سکو لیکن اب تم کسی کی پابند اور دخیل نہیں ہو۔ قرطبیہ نے فوراً بیچ میں بولتے ہوئے کہا۔ میں آپ کی اس بات سے اتفاق نہیں کرتی۔ آپ کی بیوی کی حیثیت سے میں آپ کی پابند اور دخیل ہوں۔ یوناف نے فوراً پوچھ لیا۔ کیا تم محبتا کے ہاں کی پابندی اور میری بیوی کی حیثیت سے اس پابندی میں فرق محسوس نہیں کرتی ہو۔ قرطبیہ نے اپنے انمول انداز میں ترشے ایک خوبصورت لبوں پر مست خیز اور دل فریب مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے یوناف کی طرف دیکھا پھر وہ بولی۔

اس پابندی اور اس پابندی میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ محبتا کے ہاں اپنے بھائی کے ساتھ بے بسی، مجبوری اور لاچارگی کی پابندی تھی۔ اور آپ کے ساتھ بیوی کی حیثیت سے پابندی۔ سکون، پیار و محبت اور خوشی و مسرت سے بھرپور پابندی ہے۔ اور اس پابندی میں تو میں اپنی ساری زیست گزار دینے کا عہد کر چکی ہوں۔ قرطبیہ کی اس گفتگو سے یوناف کے لبوں پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ اس کی چھاتی تن گئی تھی۔ پھر اس کی گہرے سرور میں ڈوبی آواز بلند ہوئی۔ قرطبیہ! قرطبیہ! ایسی گفتگو کر کے تم نے میرا دل خوش کر دیا ہے۔ قرطبیہ پھر بولی اور اپنی شہد، پیار کے رنگ اور چاہتوں کی خوشبو بکھیرتی اپنی آواز میں اس نے کہا۔ ایک بیوی کی حیثیت سے آپ کو خوش اور پرسکون رکھنا میرے فرائض میں شامل ہے۔ اچھا اب آپ وہ دوسری بات مکمل کریں جو آپ کہنے والے تھے۔ یوناف نے ایک بار مسکراتے ہوئے پھر قرطبیہ کو مخاطب کر کے کہا

رہا تھا۔

قرطبیہ! قرطبیہ! دوسری بات جو میں تم سے کہہ رہا تھا وہ یہ کہ آج نہیں نہیں بلکہ ابھی سے تمہارا نام اب قرطبیہ کے بجائے صرف ارلیبہ ہوگا۔ اور میں اب آج کے بعد اسی نام سے تمہیں پکارا کروں گا قرطبیہ نے بے پناہ خوشی اور انبساط کا اظہار کیا اور بولی میں آپ کا دیا ہوا یہ نام بخوشی قبول کرتی ہوں۔ پہلے مجھے اپنے نام سے نہیں صرف اپنی ذات سے محبت تھی لیکن اب اپنی ذات کے بجائے مجھے اپنے اس نئے نام سے زیادہ محبت اور الفت ہوگی اس لئے کہ یہ نیا نام میرے شوہر کا دیا ہوا ہے۔ ایسا شوہر جس کے لیے میں اپنی جان تک نثار اور اپنی روح تک نچھاور و قربان کر سکتی ہوں۔ ارلیبہ کی اس گفتگو کے جواب میں یوناف کچھ کہنے ہی والا تھا کہ اچانک وہ سنجیدہ ہو گیا۔

کیونکہ اچانک اس کی گردن پر ابلیکا نے تیز لمس دیا تھا۔ ارلیبہ بھی سمجھ گئی تھی کہ یوناف پر ابلیکا وارد ہو گئی ہے۔ لہٰذا وہ بھی خاموش ہو گئی تھی۔ پھر ابلیکا کی بے چین، سنجیدہ اور فکرمندی کی آواز یوناف کی سماعت یوناف! یوناف! تم اور ارلیبہ! فوراً سنبھل جاؤ۔ عزازیل، عارب، یوسا اور بینطہ کے ساتھ تم دونوں پہ حملہ آور ہو رہا ہے میں بھی تم دونوں کے ساتھ ہوں۔ تم نے اچھا کیا قرطبیہ کا نام بدل کر ارلیبہ رکھ دیا ہے۔ اور ہاں سنو یوناف ———— ابلیکا کہتے کہتے خاموش ہو گئی۔ کیونکہ جس چٹان پر یوناف اور قرطبیہ کھڑے تھے اس چٹان پر ان دونوں کے عین سامنے عارب، یوسا اور بینطہ نمودار ہوئے تھے۔ انہیں دیکھتے ہی ارلیبہ اپنے حسین، گوری اور لچکیلے جسم کو یوناف کے جسم سے مس کرتی ہوئی کھڑی ہو گئی تھی۔ یوناف خاموش تھا۔ شاید وہ اپنے کسی عمل کی تکمیل میں لگا ہوا تھا۔ دوسری طرف ابلیکا بھی ابھی تک یوناف کی گردن سے علیحدہ نہ ہوئی تھی اور وہ آہستہ آہستہ گردن پر نرم اور پرسکون لمس دیتی ہوئی یوناف کو وہاں اپنی موجودگی کا احساس دلا رہی تھی۔

عارب نے بولنے میں پہل کی اور یوناف کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ اے نیکی کے گماشتے آج تو اور تیری یہ ساتھی لڑکی دونوں ہم سے بچ نہ سکو گے۔ ان چٹانوں کے اوپر آج ہم تم دونوں کو مدقوق، مفلوج اور معذور لاچار بنا کر رہیں گے۔ تیرے لہو کی تازہ حرارت کو منجمد لحظوں میں اور تیری زندگی تیری زیست کی ساری خواہشوں کو وقت کے آشوب اور بے کنار بے یقینی کے لمحوں میں بدل کر رکھ دیں گے۔ اس چٹان کے اوپر تیرے لیے نہ ختم ہونے والا زیست کا آشوب بے کنار سلسلہ کرب و فراق شروع ہوگا۔ عارب کی گفتگو سن کر یوناف کے لبوں پر ایک

طنزیہ مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر ایک مسکراتی نگاہ اس نے ارلیبہ پر ڈالی اور پیار بھری آواز میں اس نے کہا۔ ارلیبہ! ارلیبہ! میرے قریب ہو کر رہنا۔ اگر ہم دونوں ایک دوسرے سے الگ رہے تو یہ ہمارے لیے مسائل کھڑے کر دیں گے۔ ارلیبہ نے یقین و اعتماد سے بھرپور سی آواز میں کہا۔ آپ بے فکر اور مطمئن رہیں میں آپ کے ساتھ ہوں میں تو آپ کی جان و جسم کا ایک حصہ ہوں۔ ہم دونوں میاں بیوی مل کر ان کا مقابلہ کریں گے۔

ارلیبہ کی طرف سے مطمئن ہونے کے بعد یوناف نے غور اور قہر آلود انداز میں عارب کی طرف دیکھا پھر ہولناک آواز میں انہیں مخاطب کر کے یوناف بولا۔ اے فطرت کے باغیو! اہرمن کے بندو! عزازیل کے غلام زادو۔ کسی وہم و گمان، کسی ظن و شک میں مبتلا نہ رہ جانا۔ اس چٹان کے اوپر میں اور میری بیوی ارلیبہ تمہارے ہر جور و ستم کی ذلت و نکبت۔ تمہاری ہر طغیانی و جبروت کو تمہارے بخت کی رسوائی اور تمہاری ساری ساحرانہ رسومات کو ریت کے بگولوں کی طرح اڑا کر رکھ دیں گے۔ یوناف کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔ کیونکہ اس کی پشت پر شور قیامت کی گونج جیسی گڑگڑاہٹ ہوئی تھی اور اس نے جب پلٹ کر دیکھا تو اس کی پشت پر عزازیل نمودار ہوا تھا اور اس سمے عزازیل کے چہرے پر ہیبت طوفان اور اس کی آنکھوں کے اندر اندھی خوفناک قوتیں رقص کر رہی تھی۔ ارلیبہ عزازیل کو وہاں دیکھ کر چونک سی گئی تھی تاہم وہ فوراً سنبھل گئی اور یوناف کے ساتھ لگی کھڑی رہی۔

عزازیل کے وہاں نمودار ہونے پر یوناف فوراً سنبھلا۔ اپنا رخ اس نے بدل لیا۔ اب اس کی ایک آنکھ عارب، یوسا اور بینطہ پر تھی جب کہ اس کی دوسری آنکھ عزازیل پر تھی۔ اس موقع پر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر تیز لمس دیا اور کہا۔ یوناف! یوناف! میرے حبیب فکرمند نہ ہو۔ اور یہ عزازیل کے آتے پر تم نے اپنا رخ کیوں بدل لیا اسی طرح عزازیل کی طرف پیٹھ کر کے کھڑے ہو جاؤ۔ میں کاہے کے لیے ہوں۔ عزازیل سے میں خود نمٹ لوں گی۔ تم دونوں میاں بیوی مل کر عارب، یوسا اور بینطہ کی طرف دھیان دو۔ اس موقع پر ابلیکا کی یقین دلانے کے باعث یوناف کے لبوں پر گہری پرسکون مسکراہٹ نمودار ہو گئی تھی۔ پھر فوراً اس نے اپنا رخ بدلی کر لیا اور اب پہلے کی طرح اس کا چہرہ عارب کی طرف اور پشت عزازیل کی طرف تھی

ارلیبہ سمجھ گئی تھی کہ ابلیکا کے ساتھ یوناف کی گفتگو ہوئی ہے جس کی بنا پر اس نے اپنا رخ پھیر کر پھر عزازیل کی طرف پیٹھ کر لی ہے۔ اس موقع پر ابلیس حرکت میں آیا اور یوناف کو مخاطب

کرکے اس نے کہا۔ اے یوناف! کیا معاملہ ہے آج تم بڑی جرأت مندی کا اظہار کرتے ہوئے تم مجھے نظرانداز کرتے ہوئے میری طرف پیٹھ کرکے کھڑے ہو گئے حالانکہ میں ایسی قوت ہوں جسے نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ عزازیل کی طرف دیکھے بغیر یوناف نے قہر بھرے انداز میں اسے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اے عزازیل! اے سیاہ مقدر والے! تجھے تو اس کائنات کے رب نے ہی نظرانداز کر رکھا ہے۔ پھر میں رب کا ایک عاجز بندہ اپنے خداوند کی سنت پر عمل کرتے ہوئے تجھے نظرانداز کرتا ہوں تو یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ ویسے تو یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ ویسے تو فکرمند نہ ہو عزازیل۔ تیرے لیے تو میں اپنی پشت پر بھی دو آنکھیں رکھتا ہوں۔ جن سے میں تیری ساری حرکات سکنات کو دیکھ سکتا ہوں۔ اے عزازیل! میں جانتا ہوں تو ایک گردن پر کئی چہرے رکھنے والی بلا ہے۔ پر اس کے باوجود تو جانتا ہے کہ تیرے مقابل آنے کے لیے میں نے کبھی بھی [illegible] ہچکچاہٹ سے کام نہیں لیا۔

عزازیل بڑے ٹھہراؤ۔ بڑی آسودگی میں بولا۔ اے یوناف مجھے خبر ہو گئی ہے کہ تو نے قرطیہ کا نام بدل کر ارلیہ رکھ لیا ہے پر اس سے کیا ہوتا ہے۔ سن رکھو۔ ارلیہ! ہمارا ایک حصہ ہے وہ ہم سے ہے تم نے زبردستی اس پر اپنا قبضہ اور تسلط جما لیا ہے۔ لہٰذا اگر تم ارلیہ کو ہمارے حوالے کر دے تو شاید ہم تم سے کوئی تعرض نہ کریں اور واپس لوٹ جائیں۔ اے عزازیل تم تعرض کرکے بھی دیکھ لو کہ اس کا کیا انجام ہوتا ہے۔ ایسا تعرض تو تم ماضی میں بھی کئی بار کر چکے ہو اور اس کا انجام بھی دیکھ چکے ہو۔ یوناف نے رگوں کے اندر خوف وہراس طاری کر دینے والے انداز میں عزازیل کو جواب دیا تھا۔ یوناف کے اس جواب پر عزازیل تلملا کر بولا۔ جانے تو نے کس کوکھ سے جنم لیا اور تیرے ضمیر کے اندر کیا ہے۔ اگر تم نے ارلیہ ہمیں واپس نہ کی تو پھر سن رکھو۔ ہم سب لاوے، شعلے شہارے اور صاعقہ آسمان کی طرح تم پر حملہ آور ہوں گے۔ اور تیری حالت عام سرائے دہر اور حیات کے تاریک محور جیسی کر کے ارلیہ کو تم سے لے جائیں اور پھر اپنی مرضی اپنی خواہش کے مطابق اس سے سلوک اور برتاؤ کریں گے عزازیل کی اس گفتگو پر یوناف کا چہرہ آتش ہو گیا اور وہ بولا۔

اے خداوند کے لعنت بھیجے ہوئے عزازیل۔ ارلیہ میری بیوی ہے۔ میں نے اس پر زبردستی تسلط اور قبضہ نہیں جما رکھا۔ اس نے اپنی خوشی سے میرے ساتھ شادی کی ہے۔ اے عزازیل غرض حیات کی دیمک نے تیری ذات بر گمراہی اور بدی کے زنگ کا غلاف چڑھا رکھا ہے

نیز ابھی سے درد۔ اور سوچ سمجھ کر مجھ پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرنا ورنہ میں تیری حالت اُترے خیمہ خیاں اور ملعون ومعدوم شے جیسی کر کے رکھ دوں گا۔ یوناف کے خاموش ہونے پر ارلیہ بھی بولی اور عزازیل کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ اے عزازیل! تیرا میرے ساتھ کوئی علاقہ کوئی تعلق نہیں ہے تم کیسے اور کس بنا پر میرے دعویدار بن گئے ہو میں یوناف کی بیوی ہوں۔ اس کے جسم اس کی روح اور اس کی ذات کا ایک حصہ ہوں۔ ارلیہ کی باتیں سن کر عزازیل مسکرایا پھر اس نے دھیمی آواز میں ارلیہ کو مخاطب کر کے کہا۔ تو تم بھی ہمارے خلاف زبان کھولتی ہو یوناف کے ساتھ رہ کر کیوں اپنے آپ کو کرب اور عذاب میں ڈالتی ہو۔ قبل اس کے کہ ہم دونوں کے خلاف اپنے کام کی ابتدا کریں تم خیریت چاہتی ہو تو یوناف سے علیحدہ ہٹ کر کھڑی ہو جاؤ۔

ارلیہ اس بار تیزی اور غضب بھری آواز میں بولی۔ میں تیرے جیسے ہمدردی جتانے والے شیطان اور بدی پھیلانے والے مردود پر لعنت بھیجتی ہوں۔ یہ یوناف میرے شوہر میری زندگی کے ساتھی اور میرے جسم وجان کے مالک ہیں۔ میں اپنی ہر شے اپنی کل متاع ان پر قربان کر سکتی ہوں قبل اس کے کہ عزازیل کچھ بولتا۔ یوناف نے ارلیہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر دبایا اور کہا ارلیہ! ارلیہ! یہ عزازیل ایسی گفتگو سے ماننے والا نہیں۔ یہ قدرت کی غضبناک [illegible] کر چکا ہے۔ تم تیار رہو۔ میں عارب پر حملے کی ابتدا کرنے لگا ہوں۔ اور یہ عزازیل بھی اس کے لیے تیار اور مستعد ہے۔ یوناف کے ان جملوں پر ارلیہ بھی مستعد اور تیار ہو گئی تھی۔ [illegible] اس نے یوناف سے کہا۔

یوناف! یوناف! آپ مطمئن رہیں جس وقت تم عارب پر حملہ آور ہوں گے اسی وقت میں بھی بیوسا اور بنیطر پر ضرب لگاؤں گی۔ لیکن پشت پر کھڑے اپنے سب سے بڑے دشمن عزازیل کا آپ نے کیا کیا ہے۔ وہ جب پشت کی طرف سے حملہ آور ہو گا۔ تو اس کے سامنے کونسا دفاعی بندہ ہو گا؟ عزازیل کی طرف سے تم فکرمند نہ ہو۔ اطیکا عزازیل کا بندوبست کرے گی۔ یوناف نے مطمئن انداز میں ارلیہ کو جواب دیا تھا۔ پھر یوناف صاعقہ بدوش موت کی طرح حرکت میں آیا۔ اندھی خوفناک قوت اور زہریلی ہواؤں کی مار کی طرح وہ عارب پر حملہ آور ہوا تھا۔ اور عارب پر یوں حملہ آور ہوتے ہوئے اس نے جبڑے کے تیز وتند طمانچوں کے ساتھ عارب کی گردن پر ایسی ضرب لگائی تھی۔ کہ عارب اس ضرب کو برداشت تو کر گیا۔ لیکن اس کی آنکھوں تلے اندھیرا اور پاؤں تلے سے زمین نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی تاہم عارب

نے اپنے حواس کو قائم رکھا اور اپنی پوری قوت سے اس نے ایسی ہی ایک ضرب یوناف پر لگائی تھی۔ پر یوناف پر اس ضرب کا وہ اثر نہ ہوا تھا۔ جو یوناف کی ضرب کا عارب پر ہوا تھا۔

عارب، یوناف کے مقابلے میں اس امید پر چٹان کی طرح جم گیا تھا کہ عزازیل کے علاوہ، بیوسا اور بنیطہ بھی اس کی مدد پر حرکت میں آجائیں گی۔ لیکن جس وقت یوناف عارب کے ساتھ دوچار ہوا تھا۔ اسی وقت ارلیسہ نے بھی اپنی ہیت بدل لی تھی۔ اور یہ سارا کام ایک ساعت میں ہو کر رہ گیا تھا اور پھر ارلیسہ کی جگہ اس چٹان پر سیاہ رنگ، بڑی جسامت اور دہکتی آنکھوں والا ایک ہولناک مادہ چیتا نمودار ہوا اور پھر اس چیتے نے بری طرح غراتے ہوئے اس نے بیوسا اور بنیطہ پر چھلانگ لگا دی تھی اور ان دونوں کو باری باری اس نے بری طرح بھنبھوڑنا شروع کر دیا تھا۔ بیوسا اور بنیطہ جو یوناف کے مقابلے میں عارب کی مدد کرنے کو تول رہی تھیں وہ اب اپنے اوپر ہولناک چیتے کی صورت میں نازل ہونے والی برق رفتار سے نمٹنے میں بری طرح مصروف ہو گئی تھیں۔ اتنی دیر تک یوناف نے عارب پر ایک اور ضرب لگاتے ہوئے اسے ہلاک اور اس کے سارے وثوق کو متزلزل کر کے رکھ دیا تھا دوسری طرف بیوسا اور بنیطہ بھی اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتی ہوئیں بڑی مشکل سے ادھر ادھر ہٹ کر اس چیتے سے بچنے کی کوشش کر رہی تھیں۔

عزازیل نے جب دیکھا۔ کہ یوناف عارب کے ساتھ اور ارلیسہ، بیوسا اور بنیطہ کے ساتھ مصروف پیکار ہو گئی تھی۔ تو اس موقع پر اس کے ہونٹوں پر ایک طنز آمیز مسکراہٹ نمودار ہوئی اور شاید عارب بیوسا اور بنیطہ بھی اس خیال کے تحت یوناف اور ارلیسہ کو اپنے ساتھ مصروف رکھے ہوئے تھے۔ کہ عزازیل کو پشت کی طرف سے اپنا کام کرنے کا موقع مل جائے۔ شاید ایسا موقع دیکھ کر ہی کہ یوناف اور ارلیسہ دونوں کی پشت اس کی طرف ہے عزازیل کے چہرے پر انقلاب رونما ہو گیا تھا۔ اس آنکھوں میں اس سے۔ رگ و پے میں گھل جانے والا زہر آتشگی کا ابلتا سمندر اور جسم میں آتشی حرارت پیدا کر دینے والے سلگتے دھارے جوش مارنے لگے تھے۔ اس کے چہرے پر خواہشات کی طغیانیاں، حدتِ شوریدہ، جہنمی شرارے اور رحم نا آشنا جذبے موجزن ہونے لگے تھے۔ اچانک عزازیل رقص برق و باراں کی طرح یوناف پر حملہ آور ہونے کو آگے بڑھا شاید وہ یوناف کو اپنے سامنے زیر کرنے کے بعد ارلیسہ کو اپنی گرفت میں کرنا چاہتا تھا۔ لیکن

عزازیل جونہی یوناف سے ذرا قریب ہوا ماحول میں ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔

یوناف کی گردن کے پاس سے لاوے شعلے اور شرارے کی صورت میں کچھ کہرباتی لہریں اٹھیں اور شعلہ فشاں برق کا سا سماں پیدا کرتی ہوئیں عزازیل کی طرف لپکی تھیں۔ اور ان لہروں سے بچنے کے لیے عزازیل پھدک کر ایک طرف ہٹ گیا تھا۔ دوبارہ عزازیل کے جب غلیظ بھتنوں او سیال عجیب کی طرح یوناف پر حملہ آور ہونا چاہا۔ تو یوناف کی گردن سے وہ کہرباتی لہریں پہلے سے بھی زیادہ غضبناک انداز میں لپکی تھیں اور دور تک عزازیل کا تعاقب کرتی چلی گئی تھیں۔ یہ سماں دیکھ کر عزازیل ذرا دور ہٹ کر ایک چٹان پر جا کھڑا ہوا تھا۔

عارب، بیوسا اور بنیطہ نے جب دیکھا کہ عزازیل کو تو کسی قوت نے دھتکار کر دور ہٹا دیا ہے تو یوناف اور ارلیسہ کے مقابلے میں ان کے حوصلے بھی پست ہو گئے۔ یوناف نے عارب کے کئی جان لیوا ضربیں لگائی تھیں لیکن وہ صرف اس لیے برداشت کر گیا کہ عزازیل پشت کی طرف سے حملہ آور ہو کر سارے کھیل کو لمحوں کے اندر ان کے حق میں کر دے گا بیوسا اور بنیطہ کو بھی گو ارلیسہ نے دھڑا دھڑ [illegible] کر رکھ دیا تھا پر وہ بھی عزازیل کے حملے کے انتظار میں تھیں۔ لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ عزازیل تو راہ فرار اختیار کرتا ہوا پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا ہے۔ تو یہ تینوں بھی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور یوناف و ارلیسہ کے سامنے سے غائب ہو کر وہ ذرا فاصلے پر کھڑے عزازیل کے پاس جا نمودار ہوئے تھے۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے یوناف نے چند ساعتوں تک ان چاروں کی طرف غور سے دیکھا پھر عزازیل کو مخاطب کر کے اس نے کہا اے بدی کے نقیب! اے گناہوں کے چوبدار! کیا میں نے اس وادی ربیعہ میں تیرے نفس کا کبر، تیرے دل کی کدورت، تیری گندی سوچوں کا زہر اور تیرے غلیظ گناہوں کا عکس دھو کر نہیں رکھ دیا۔

اے عزازیل! نیکی کا ذائقہ تو بھی جانتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ تو نے اپنے نفس مطمئنہ اور نفس لوامہ کو سلا کر رکھ دیا اور صرف اپنے نفس امارہ کو کام میں لا کر فطرت کے ایک باغی کی حیثیت سے کام سرانجام دے رہا ہے۔ پر دیکھ لے نیکی پھر تیرے گناہ آلود ارادوں پر غالب ہی رہی

یوناف کے یہ الفاظ سن کر عزازیل کی حالت غصے اور غضب میں اجاڑ ویران خانقاہوں اور ذلت و پستی کے کفن جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ اس کی گرسنہ نگاہیں سیال آگ کی صورت اختیار کر گئی تھیں۔ پھر اس نے آندھیوں کی شدت جیسی آواز میں یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔ اے خیر کے گماشتے تو کب تک مجھ سے بچتا رہے گا۔ ایک روز میں تیری حالت ایسی ضرور کر دوں گا جیسے کہر لئے دبیز پردوں

کے اندر کسی نے آگ بھر دی ہو۔ یوناف نے بھی عزازیل ہی کے ہولناک انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اے عزازیل جب تک میرے رب کی مشیت میرے حق میں ہے جب تک میرے رب کی رضامندی میرے شامل حال ہے۔

میں اپنے رب کے نام کا نعرہ بلند کر کے تیرے سامنے ایک کڑی چٹان ثابت ہوتا رہوں گا اور تو جب بھی مجھ پر حملہ آور ہوا۔ میں اپنے رب کا نام لے کر تیرے سامنے آگ کا شعلہ تیری قسمت کا زنجیر، پیاس کا صحرا اور تیرے خلاف نفرتوں کا الاؤ بن کر کھڑا ہوتا رہوں گا۔ اے عزازیل! اب بھی تیری ساری شعلہ نشانی اور تیری ساری برق سامانی کو خوب سمجھ چکا ہوں۔ اب تو میں تیرے ہر وار، تیرے ہر گناہ اور تیری ہر بدی کے خلاف طاقت و جبروت کی چٹان اور نفرتوں کی آگ بن کر کھڑا ہوتا رہوں گا۔ اے عزازیل! اس کائنات کے اندر مردودی حیثیت سے بسر کرنے والے میں تکبیر کے تندطمانچوں سے تیرے گریبان کو چاک اور تیرے پیراہن کو دریدہ کرتا رہوں گا۔ اے بددین و بدکردار! تو نے عارب، یوسا اور رینیطہ کے ساتھ بھی مجھ پر حملہ آور ہو کر دیکھ لیا۔ پر اے عزازیل تیری قسمت تیرے مقدرات میں تلبیس اور نامرادی ہی لکھی ہوئی ہے۔ اے عزازیل۔ میرے دستِ طلب، میرے حرفِ دعا، میرے نصیب اور میرے فیصلوں کی عبارتیں میرے رب کے ہاتھ میں ہیں۔ اب میں جب چاہوں گا۔ اپنے رب کا نام لے کر تجھ پر طوفانی زقند لگایا کروں گا۔

اے عزازیل! کچھ بول تیری زبان پتھر کی کیوں ہو گئی ہے۔ تو وحشت کے بت جھڑ کی طرح خاموش اور دیمک آلود در و بام کی طرح چپ کیوں ہے۔ کیا تیری سماعت پر پہرے لگ گئے ہیں۔ بول عزازیل ابھی تو تو نے جالوت کی بے بسی کا تماشہ بھی دیکھنا ہے جس کی خاطر میں یہاں پہنچا ہوں۔ اور جس کی حمایت میں تم سب یہاں جمع ہوئے ہو۔ یوناف جب خاموش ہو گیا تو فضاؤں میں عزازیل کی آواز بے عکس ہیولوں کی طرح بلند ہوئی۔ اے یوناف! عنقریب وہ وقت آئے گا جب تیری صداقت کی امانت، سوچوں کے بوجھ اور اظہار کی طغیانی پر اوہام کے زنگار طیش کے انگاروں اور وحشت کی بت جھڑ کی ضرب لگاؤں۔ اس روز تو میرے سامنے گونگا بہرہ ہو کر رہ جائے گا۔

عزازیل کی اس گفتگو کے دوران سیاہ رنگ کا وہ ہولناک چیتا یوناف کے پہلو میں کھڑا رہا۔ اور اپنی دم اس نے یوناف کی پنڈلی کے ساتھ لپیٹ رکھی تھی۔ پھر اس چیتے نے اچانک ایک انگڑائی لی اور اس کے ساتھ ہی اپنی ہیت بدل کر وہ ارلیہ کی صورت میں نمودار ہوا اور پھر ارلیہ اس چٹان

پر یوناف کے پہلو سے پہلو ملا کر کھڑی ہو گئی تھی۔ عزازیل جب خاموش ہوا تب یوناف نے اس چٹان پر کھڑے ہی کھڑے ایک ہولناک قہقہہ لگایا۔ جس کی گونج اطراف میں سنی گئی۔ اور غم کے جذبوں سے بھرپور یہ قہقہہ عزازیل، عارب، یوسا اور رینیطہ کی رگوں میں زہر گھول گیا تھا۔ پھر اس قہقہے کے یوناف کی آواز بھی گونجی۔ اے عزازیل! ایسی گفتگو کر کے تو اپنے نفس امارہ اور اپنے ساتھیوں کی تسلی کا باعث تو بن سکتا ہے۔ پر مجھ پر کسی طرح کا خوف اور خدشہ طاری نہیں کر سکتا میں ہر جگہ ہر مقام پر تیری گمراہ بوڑھی سوچوں سے اپنے جوان اور خیر سے بھرپور جذبوں کو ٹکراتا رہوں گا۔ میرے عرفانی جذبے ہمیشہ تیری سفلی خواہشات کے تعاقب میں رہیں گے۔ عزازیل نے یوناف کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہ وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔

ابیکا نے عزازیل کے جانے کے بعد یوناف کی گردن پر تیز لمس دیا۔ پھر اس نے شہد و شیریں لہجے اور مسکراتے کھلاتے انداز میں پوچھا۔ یوناف! یوناف! دیکھا تم نے عزازیل کو میں نے کیسے مار بھگایا۔ میں نے اس کی ساری کاملیت کو محدود کر کے رکھ دیا تھا اور کس طرح وہ کسی بے بس و لاچار کی طرح ادھر ادھر ہٹ کر اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کر رہا تھا۔ تم نے بھی عارب پر خوب ہڈیوں میں توب بھر دینے والی ضربیں لگائی ہیں۔ اور اس ٹکراؤ میں تو ارلیہ نے بھی کمال کر دیا ہے۔ اس نے اپنی ہیت بدل کر یوسا اور رینیطہ کو ملا کر رکھ دیا تھا۔ اور وہ بڑی مشکل کے ساتھ ارلیہ سے اپنے آپ کو بچانے میں کامیاب ہو سکی تھیں۔ ابیکا ذرا رکی پھر دوبارہ اس کی آواز یوناف کی سماعت میں رس گھولنے لگی تھی۔ یوناف! یوناف! عزازیل اور اس کے ساتھیوں نے یہاں ان چٹانوں پر ہمارے سامنے زندگی کے اندھیروں کے اندر روشنی کے ستون ثابت ہونے کی کوشش کی تھی۔ پر ہم نے ان کی منزلوں کو دھواں اور ان پاؤں کو برباد کر دیا اور اب وہ یہاں سے اپنی ناکامی پر دانت پکپائے ہوئے چلے گئے ہیں۔ ان چٹانوں کے اوپر ہم دونوں نے انہیں کیا خوب بست و کشاد کے عمل سے گزارا ہے۔

ابیکا ذرا رکی پھر دوبارہ یوناف کو مخاطب کر کے اس نے پوچھا۔ یوناف! یوناف! میرے حبیب اب تمہارا اگلا قدم کیا ہو گا۔ اب میں یہاں سے بنی اسرائیل کے لشکر میں شامل ہوں گا اور اپنے طے شدہ لائحہ عمل کے مطابق میں فلستیوں کے پہلوان جالوت سے مقابلہ کر کے اسے زیر کروں گا۔ جالوت کو اپنے سامنے منسوب کرنے کے دو بڑے فائدے ہیں۔ اول یہ کہ ہم خیر کا

ساتھ دیگر بنی اسرائیل کے لشکر کی حوصلہ افزائی کا باعث نہیں گے۔ دوئم یہ کہ عزازیل کی شہ پہ فلستی بنی اسرائیل پر حملہ آور ہوتے ہیں لہٰذا ہم اگر جالوت کو زیر کرتے ہیں تو جالوت کے ساتھ ساتھ یہ عزازیل اور اس کے ساتھیوں کی بھی شکست ہوگی۔ اس طرح آج کے روز عزازیل دوبارہ ہمارے ہاتھوں شکست خوردہ ہو جائے گا۔ ابلیکا نے خوشی کا اظہار کیا اور یوبی چلو پھر یہاں سے بنی اسرائیل کے لشکر کی طرف کوچ کریں دیر کاہے کی۔ اس کے ساتھ ہی یوناف نے حسین اریسہ کا ریشمی اور نرم و نازک ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور بولا۔ اریسہ! اریسہ! آؤ اب بنی اسرائیل کے لشکر کی طرف کوچ کریں۔ اس کے ساتھ ہی یوناف اور اریسہ اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے وادی ایلہ کی اس چٹان سے غائب ہو گئے تھے۔

بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل نے جب اپنا جنگی لباس داؤدؑ کو پہنا دیا تاکہ وہ جالوت کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لیے میدان میں اتریں۔ تب خیمے کے اندر چند قدم چلنے کے بعد داؤدؑ نے ساؤل کو مخاطب کر کے کہا۔ اے بادشاہ! میں اس جنگی لباس کو پہن کر ٹھیک طرح سے چل نہیں سکتا۔ اور اس لباس میں اپنے آپ کو میں تنگ اور کھچا کھچا سا محسوس کرتا ہوں میں اس جنگی لباس کے بغیر ہی رزم گاہ میں اتروں گا اور میں آپ لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اس لباس کے بغیر بھی میں فلستیوں کے پہلوان جالوت کو اپنے سامنے زیر کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ داؤدؑ کی اس گفتگو پر ساؤل پریشان ہو گیا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ اس موقع پر وہ کیا کرے پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے داؤدؑ نے اس کا جنگی لباس اتار کر دوبارہ اپنا چرواہوں کا سا لباس پہن لیا تھا پھر انہوں نے اپنی لاٹھی سنبھال لی اور چرواہوں والا تھیلا اپنے گلے میں لٹکا لیا اور اس تھیلے سے اپنا گوپھیا نکال کر انہوں نے اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا ساتھ ہی انہوں نے ساؤل کو مخاطب کر کے کہا۔

اے بادشاہ! میں اب جالوت کے مقابلے پر جاتا ہوں۔ ساؤل نے جواب میں تو کچھ نہ کہا۔ تاہم وہ اپنے بیٹے یونتن، چچا زاد بھائی ابنیر اور داؤدؑ کے ساتھ اپنے خیمے سے نکلا۔ تب ان سے رخصت ہو کر داؤدؑ جالوت سے مقابلہ کرنے کے لیے میدان میں اترے تھے۔ عین اس وقت بنی اسرائیل کے لشکر میں اگلی صفوں کی ایک چٹان کے قریب یوناف اور اریسہ نمودار ہوئے۔ اسی لمحہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور خوشیاں برساتی آواز میں اس نے کہا۔ یوناف! یوناف جس کام کو کرنے کے لیے تم یہاں سے آتے تھے۔ خداوند قدوس وہ کام اپنے نبی داؤدؑ سے لے رہے ہیں۔ تم دیکھتے ہو وہ جو نوجوان بنی اسرائیل کے لشکر سے نکل کر میدان میں للکارنے والے پہلوان کی طرف جا رہے ہیں وہی اللہ کے نبی داؤدؑ ہیں۔ اور ان کے سامنے جو اسرائیلیوں کو للکار رہا ہے وہ فلستیوں کا پہلوان جالوت ہے۔ واہ یہ مقابلہ بھی خوب رہے گا ایک طرف فلستی پہلوان اور دوسری طرف ایک نبی ہیں۔

اس موقع پر یوناف نے ارلیہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کیسے سے دبلتے ہوئے کہا - ارلیہ ارلیہ! ادھر دیکھو فلستی پہلوان کے مقابلے میں اللہ کے نبی داؤدؑ میدان میں اتر رہے ہیں - یہ مقابلہ یقیناً قابل داد و دید ہوگا جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ فلستیوں کا پہلوان پوری طرح اپنے جنگی لباس میں ہے جب کہ داؤدؑ چرواہوں کے لباس میں اپنے ہاتھ میں اپنی لاٹھی لیے اور گلے میں اپنا تھیلا ڈالے اس کی طرف بڑھ رہے ہیں پھر یوناف خاموش ہو گیا - اور اس کے ساتھ ہی وہ اور ارلیہ دونوں بڑے غور اور انہماک سے داؤدؑ کو فلستیوں کے پہلوان جالوت کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ رہے تھے -

جالوت کی طرف بڑھتے ہوئے داؤدؑ نے اپنے چکنے چکنے پتھر اٹھا کر اپنے چرواہے کے تھیلے میں ڈال لیے تھے - پھر ایک بار انہوں بڑے عاجزانہ انداز میں آسمان کی طرف دیکھا - پھر انتہائی دتنا کی آواز ان کی بلند ہوئی اور وہ اپنے رب کے حضور دعا مانگ رہے تھے -

اے خداوند! اے آدم کو بن باپ کی پیدا کرنے والے
یہ بتوں کی پوجا کرنے والے فلستی - شب کے سوداگر اور
بے شرف و بے توقیر لوگ - یہ اجالوں کا لہو کرنے والے حق کی
رگوں کے اندر باطل کا زہر گھولنے والے سیل وقت اور لمحوں کے طوفان
کی طرح قرطاس وقت پر بنی اسرائیل کے لیے غلامی زیست کی بدترین
دھند پھیلانا چاہتے ہیں"

"اے خداوند! اے دلوں کے نہاں خانوں اور شعور و لاشعور کے
اسرار سے آگاہی رکھنے والے! بنی اسرائیل کو فلستیوں کے فنا کے آنچل گرداب پورش
اضطراب و کرب اور محکومیت کی قید سے بچا لے سارے جہانوں کے رب! مجھے
توفیق دے کہ میں فلستیوں کے اس سیل سو ، مقاصد کی حوانیت اور یام
کے بھنور اور سفلی خواہشات سے دیکر بنی اسرائیل کو بچا کر انہیں فلستیوں
کی قید محکومیت سے بچاؤں - اے کائنات کے پیدا کرنے والے مجھے اس قابل بنا
اس میدان کے اندر میں فلستیوں کے لیے محرومیوں کی داستانیں رقم کروں"

یہاں تک کہنے کے بعد داؤدؑ خاموش ہو گئے - پھر وہ ایک نئے عزم لیے دریا کی موجوں کی طرح آگے بڑھے - جب وہ جالوت کے قریب گئے تو جالوت نے انہیں غور سے دیکھنے کے بعد کہا اے میرے مقابلے پر اترنے والے میں کہتا ہوں جو تو یوں غیر مسلح ہو کر اور ہاتھ میں لاٹھی لیے

بے دھڑک میری طرف بڑھتا چلا آیا ہے - اب جب کہ بنی اسرائیل نے تجھے میرے مقابلے پر بھیج ہی دیا ہے - تو میرے قریب آ تاکہ میں تیرا کام تمام کروں اور ان ویرانوں کے اندر میں تیرا جسم پرندوں اور درندوں کی خوراک بننے کو چھوڑ دوں - اب جب کہ تو مقابلے کے اس میدان میں اتر ہی آیا ہے - تو اپنے دل میں یہ بات پختہ کر کے رکھ کہ موت کے اس میدان سے تو واپس نہ جا سکے گا - اور آج کا دن تیرے لیے منحوس اور زندگی کا آخری دن ہوگا - جالوت جب خاموش ہوا - تب داؤدؑ نے اسے مخاطب کر کے کہا -

اے ملعون و معتوم انسان! تو اپنے آپ کو تلوار ڈھال اور زرہ و خود سے مسلح کر کے میرے سامنے آیا لیکن دیکھ میں بھی غیر مسلح نہیں ہوں - میں اپنے آپ کو اپنے رب کے نام سے مسلح کر کے اس رزم گاہ میں اترا ہوں - اے جالوت! تو نے خداوند اور اس پر ایمان رکھنے والوں کی قیمت کی ہے - سن! میرا خدا تجھے میرے سامنے زیر کرے گا - اور میں تیرا سر تیرے دھڑ سے اتار کر رکھ دوں گا - دیکھ آج کے دن اس رزم گاہ میں فلستیوں کی ان گنت لاشیں پرندوں اور جنگلی جانوروں کی خوراک بننے والی ہیں - اور زندہ لوگ اور آنے والی نسلیں جان لیں گی کہ خداوند پر ایمان لانے کی مدد و معاونت کے لیے خداوند موجود ہے - اے جالوت! یہ تیری تلوار یہ تیرا بھالا کسی کام نہ آئے گا - اے جالوت سن! اس میدان کے اندر تیری موت کا رقص شروع ہونے والا ہے -

داؤدؑ جیسے نوجوان سے ایسی گفتگو سن کر فلستیوں کا پہلوان جالوت تاؤ کھا گیا - اس نے کوئی جواب دینے کی بجائے آگے بڑھنا شروع کیا - تاکہ داؤدؑ پر حملہ آور ہو کر ان کا قاتمہ کر دے - داؤدؑ نے جب دیکھا کہ جالوت ان پر حملہ آور ہونے آگے بڑھ رہا ہے تو انہوں نے اپنے تھیلے میں ہاتھ ڈال کر اس میں سے ایک پتھر نکالا - پھر اس پتھر کو فلاخن (گوپھیا) میں رکھ جالوت کا نشانہ لیکر چلا دیا - وہ پتھر بڑے زور کے ساتھ جالوت کی پیشانی پر لگا اور جالوت منہ کے بل اور پتھریلی زمین پر گر گیا تھا - جالوت کے زمین پر گرتے ہی داؤدؑ بھاگ کر آگے بڑھے - اپنا عصا انہوں نے ایک طرف رکھ دیا لپک کر انہوں نے جالوت سے اس کی تلوار لے لی - اور جالوت ہی کی تلوار سے انہوں نے اس کی گردن کاٹ کر رکھ دی تھی - اس طرح فلستیوں کا وہ سرکش اور طاقتور پہلوان جو گزشتہ کئی دنوں سے میدان میں اترتا اور بنی اسرائیل کو مقابلے کے لیے للکار کر ان کی رسوائی کا باعث بنتا تھا داؤدؑ کے ہاتھوں مارا گیا تھا -

جالوت کی موت کو فلستیوں نے اپنے لیے ناموافق اور منحوس جانا - لہٰذا وہ لڑے بغیر ہی

میدان جنگ سے بھاگنے لگے تھے۔ بنی اسرائیل نے جب دیکھا کہ فلستی رزم گاہ سے بھاگ کر اپنی جانیں بچانے کی فکر میں ہیں تو انہوں نے پوری قوت کے ساتھ فلستیوں کا تعاقب کیا۔ اور یہ تعاقب ایسا خوفناک اور خونریز تھا کہ بنی اسرائیل فلستیوں کو عقرون کے پھاٹکوں اور شعریم تک روندتے اور رگیدتے چلے گئے تھے۔ خونریزی سے بھرپور اس تعاقب میں فلستیوں کا صفایا کرنے کے بعد بنی اسرائیل کا لشکر بھی رزم گاہ میں واپس آیا اور فلستیوں کے پڑاؤ اور خیمہ گاہ پر قبضہ کر لیا گیا تھا۔

لشکر گاہ میں واپس آنے کے بعد ساؤل نے داؤدؑ کو بلایا۔ جب داؤدؑ ساؤل کے خیمے میں داخل ہوئے تو ساؤل ان کی پیشوائی کو اٹھا اور آگے بڑھ کر ان کا اس نے استقبال کیا۔ پھر ساؤل نے داؤدؑ کو اپنے پہلو میں بٹھایا اور انہیں مخاطب کر کے کہا۔ اے بیت لحم کے فرزند! اے یسی کے بیٹے! تو نے ممکن کو ناممکن بنا دیا۔ تو جب میدان میں اترا تو میں نے اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں۔ کیونکہ مجھے یقین ہو گیا تھا کہ فلستیوں کا پہلوان جالوت تیرا خاتمہ کر دے گا۔

لیکن اے یسی کے بیٹے! جلد ہی میں نے اپنی آنکھیں کھولیں تو میں نے دیکھا اس وقت تم صدیوں کے سربستہ رازوں، وحشت عدم کے طوفان، غیر فانی جذبوں اور برق کی تب و تاب کی طرح رزم گاہ میں داخل ہونے کے بعد جالوت کے قریب چلے گئے تھے۔ پھر اس کے اور تمہارے درمیان کچھ مکالمے ہوئے پھر تم نے دونوں ہی لشکروں کو حیرت زدہ کر دیا کیونکہ تو نے اپنے فلاخن کے ذریعے ایسا تاک کر جالوت کے پتھر مارا اور وہ زمین پر گر گیا اور تو نے لپک کر اسی کی تلوار سے اس کی گردن کاٹ دی۔ اے یسی کے بیٹے تیری ہمت لاجواب اور تیری جرأت مندی بے مثل ہے تم اکیلے نے فلستیوں کی سفلی خواہشات اور تمناؤں کے سراب پر قابو پا کر ان کے لیے دکھ اور غم کے پاتال کھول کر رکھ دیئے۔ تو نے سناٹوں کی گونج اور صبر کی چٹان بن کر فلستیوں کے جسم و جان کو زخمی کر کے اجل کے سیاہ غاروں میں اتار دیا ہے۔ آہ جس وقت تو جالوت کی طرف پیش قدمی کر رہا تھا تو تیرے ہر نفس میں طوفان، تیرے ہر قدم میں زلزلہ اور تیرے ہر ارادے میں آگ کے شعلے تھے۔

اے یسی کے بیٹے! کیا خوب تو نے فلستیوں کے فاسد تمدن کر کے سیلاب کو ریت پر لکھی تحریروں کی طرح ختم کر کے رکھ دیا۔ وہ ملعون و مذموم جالوت خوفناک اندھی قوت اور جنگلی سانڈ کی طرح تیری طرف بڑھا تھا۔ پر تو نے فطرت کے اس باغی کو دھنکی ہوئی اُون کی

طرح جاڑا کر رکھ دیا واہ تو کیا خوب وحشت کی بت جھڑ بن کر اس پر نازل ہو گیا۔ اے یسی کے بیٹے تیری اس ہمت تیری اس جوانمردی کو میں عبث اور رائیگاں نہ جانے دوں گا۔ میں آج سے تمہیں لشکر کا سالار مقرر کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ آئندہ بھی اگر کسی قوم نے بنی اسرائیل کے خلاف سر اٹھانے کی کوشش کی تو تو ان کے لیے بھی ایسے ہی انجام کا باعث بن جائے گا جیسا انجام تو نے اس رزم گاہ میں فلستیوں کا کیا ہے۔ تیرے باعث بنی اسرائیل اس قابل ہوئے ہیں کہ وہ فلستیوں کا تعاقب کر کے انہیں عقرون کے پھاٹکوں اور شعریم تک روندتے اور رگیدتے ہوئے چلے جائیں۔

یسی کے بیٹے۔ سن! جس وقت اس وادی ایلہ کے اندر دونوں لشکر ایک دوسرے کے آمنے سامنے پڑاؤ کیے ہوئے تھے۔ اور جالوت میدان جنگ کے وسط میں آ کر بنی اسرائیل کو مقابلے کے لیے للکارا کرتا تھا۔ تو اس وقت میں نے اپنے لشکر کے اندر یہ منادی کرائی تھی کہ جو اسرائیلی جوان میدان میں اتر کر جالوت کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر دے۔ میں اس سے اپنی بیٹی بیاہ دوں گا۔ اے داؤدؑ سن! میری دو بیٹیاں ہیں بڑی بیٹی کا نام میرب اور چھوٹی کا نام میکل ہے اپنی بڑی بیٹی میرب کو تو میں نے ایک جوان محولاتی عدریئل کے ساتھ منسوب کر رکھا ہے اور عنقریب ان دونوں کی شادی ہو جائیگی۔ دیکھ میری چھوٹی بیٹی میکل حسن و خوبصورتی، اخلاق و کردار اور عمدہ سیرت و صورت میں اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ سو میں اپنی چھوٹی بیٹی میکل کو تم سے بیاہ دوں گا۔ دیکھ اب تک میں ہی بولتا رہا ہوں اب تو بھی کچھ بول۔ داؤدؑ نے ایک بار غور سے ساؤل کی طرف دیکھا پھر کہا۔ مجھ پر میرے خداوند کا بڑا کرم ہے کہ آپ نے مجھے اپنے لشکر کا سالار بنانے کے علاوہ اپنی بیٹی میکل مجھ سے بیاہنے کا عزم کیا ہے۔

پر اے بادشاہ! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ لشکر کے نگران کی حیثیت سے میں بنی اسرائیل کا خوب دفاع کروں گا۔ میکل کو خوش رکھنے کی کوشش کروں گا اور ہر لحاظ سے آپ کے معیار پر پورا اترنے کی کوشش کروں گا۔ ساؤل نے آگے بڑھ کر داؤدؑ کو گلے لگا لیا۔ اور بولا۔ اے یسی کے بیٹے! قسم خداوند کی مجھے تم سے ایسے ہی جواب کی توقع اور امید تھی۔ جب ساؤل خاموش ہوا۔ تو اس کا بیٹا یونتن آگے بڑھا پہلے داؤدؑ کو وہ گلے لگا کر ملا۔ پھر کہنے لگا۔ اے داؤدؑ! آج سے آپ میرے بھائی ہیں۔ جس طرح میں اپنے نفس کا خیال رکھتا ہے۔ ایسے ہی آپ کا بھی خیال رکھوں گا اور جس طرح میں اپنی جان کی حفاظت کرتا ہوں اس طرح آپ کی حفاظت کیا کروں گا تو موں کے اس ہجوم کے اندر آپ نے بنی اسرائیل کا قد بلند اور عظمت کو دوبالا کر کے رکھ دیا ہے۔ بنی اسرائیل کی حفاظت اور دفاع میں آپ کا آج کا کردار آنے والی نسلوں کے اندر سے کراں

وقت تک زندہ و تر و تازہ رہے گا۔

اور پھر ایسا ہوا کہ ساؤل کے بیٹے یونتن نے اپنی قبا، اپنی پوشاک، اپنی تلوار، اپنی کمان اور اپنا کمر بند داؤدؑ کے حوالے کر دیا اور کہا۔ آپ ان چیزوں کی قابل ہیں۔ آج سے آپ ریوڑ نہیں چرائیں گے بلکہ جلجال شہر میں شاہی محل کے اندر رہا کریں گے۔ اور پھر میری عزیز بہن میکل سے شادی ہو جانے کے بعد آپ کی عزت و تکریم میں اور اضافہ ہو جائے گا۔ یونتن جب خاموش ہوا ساؤل نے اسے اور اپنے چچازاد بھائی ابنیرؓ سے کہا کہ لشکر کو کوچ کا حکم دیں۔ یونتن اور ابنیر نے باہر نکل کر کوچ کی منادی کرا دی اور تھوڑی دیر بعد بنی اسرائیل کا لشکر اپنے بادشاہ ساؤل کی سرکردگی میں وادی ایلہ کی رزم گاہ سے واپس جانے کے لیے کوچ کر رہا تھا۔

اپنے لشکر کے ساتھ اپنے مرکزی شہر جلجال کی طرف جانے کے لیے ساؤل ارض فلسطین کے جس جس قصبے اور شہر سے بھی گزرا وہاں کے مرد عورتوں۔ بچوں بوڑھوں نے گھروں سے نکل کر اس کا اور اس کے لشکریوں کا خوب استقبال کیا ایسا لگتا تھا ارض فلسطین کے سب لوگوں کو فلستیوں کے مقابلے بنی اسرائیل کی فتح و کامرانی کی خبریں مل گئی تھیں۔ جس وقت ساؤل اپنے لشکر کے ساتھ ایک شہر کے پاس سے گزر رہا تھا اس وقت اس شہر کی عورتیں دفیں اور دوسرے ساز بجاتی ہوئیں نکلیں۔ اور لشکر کے استقبال کے لیے ان میں سے بہت سی عورتیں ناچ اور گا رہی تھیں کچھ عورتوں کا گیت اس موقع پر بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل کے کانوں میں پڑا وہ گاتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

"ساؤل نے تو ہزاروں کو پر داؤدؑ نے لاکھوں کو مار کر رکھ دیا"

اس موقع پر ساؤل نے اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ داؤدؑ کے تو لاکھوں اور میرے لیے فقط ہزاروں میں ٹھہرائے گئے۔ پس ان عورتوں کے وہ بول ساؤل کے ذہن میں بیٹھ گئے۔ جہاں وہ داؤدؑ جھ سے جاں نثاری کے ساتھ شفقت کرنے لگا وہاں اب ان الفاظ سے اس کے دل میں ایک گرہ اور گانٹھ پڑ گئی داؤدؑ کے سلسلے میں وہ بداعتمادی اور بدگمانی میں مبتلا ہو گیا تھا۔

لیکن ساؤل نے اپنی اس بدگمانی کو دبا کر رکھا اور اس کا بیٹا یونتن چونکہ داؤدؑ سے بے پناہ محبت کرنے لگا تھا۔ لہٰذا داؤدؑ کو ساؤل نے نہ صرف یہ کہ اپنے محل میں رکھا بلکہ اپنی بیٹی میکل کی شادی بھی ان سے کر دی تھی۔

دن گزرتے رہے۔ ساؤل کے دل میں داؤدؑ کے سلسلے میں جو گرہ اور بدگمانی سی ہو گئی تھی وہ دبی دبی رہی۔ پھر ایسا ہوا کہ فلستیوں نے اپنی شکست کا بدلہ لینے کی خاطر بنی اسرائیل

پر چڑھائی کر دی۔ ساؤل کے کہنے پر داؤدؑ نے بنی اسرائیل کے لشکر کے ساتھ فلستیوں سے جنگ کی اور انہیں ناقابل تلافی نقصان پہنچانے کے بعد میدان جنگ سے مار بھگایا۔ فلستیوں کی اس دوسری شکست سے داؤدؑ بنی اسرائیل کے اندر بے حد ہر دلعزیز ہو گئے تھے اور لوگ ہر وقت ان کی تعریف کرنے لگے تھے کہ ان کی وجہ سے دوبارہ فلستیوں کو اسرائیلیوں کے ہاتھوں شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ داؤدؑ کے لیے بنی اسرائیل کی تعریف ساؤل کو انتہائی ناگوار گزری لہٰذا اس نے داؤدؑ کو اپنے راستے سے ہٹانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اپنے اس ارادے کی تکمیل کے لیے ایک روز ساؤل نے اپنے بیٹے یونتن اور اپنے کچھ خادموں کو طلب کیا اور انہیں مخاطب کر کے اس نے کہا۔

تم لوگ دیکھتے ہو کہ بنی اسرائیل کے اندر میری نسبت یسی کا بیٹا زیادہ ہر دلعزیز اور نامور ہو گیا اور اگر اس کی شہرت میں اضافے کا یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا۔ تو بہت جلد وہ دن آجائے گا۔ جب بنی اسرائیل مجھے اپنی حکمرانی سے معزول و محروم کر کے داؤدؑ کو اپنا بادشاہ بنا لیں گے اور وہ دن میرے اور تم سب کے لیے نحوست اور بربادی کا دن ہو گا۔ لیکن میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اس بربادی کے آنے سے قبل ہی میں داؤدؑ کا کام تمام کر کے رکھ دوں گا۔ اور اے یونتن! میرے بیٹے! دیکھ میں یہ کام تیرے ذمے لگاتا ہوں تو محل سے باہر جو کھلا اور وسیع میدان ہے وہاں داؤدؑ کو کسی بہانے بلا۔ اور وہاں اسے قتل کر کے وہیں اسے دفن بھی کر دیا جائے گا۔ اس کی رہائش پر حملہ نہیں کیا جا سکتا۔ کہ اس کے گھر میری بیٹی ہے اور اگر میری بیٹی کو خبر ہو گئی کہ میں اس کے شوہر کے قتل کے درپے ہوں۔ تو وہ داؤدؑ کی خاطر مجھ سے نفرت کرنے لگے گی۔ کیونکہ وہ داؤدؑ کو پسند کرتی ہے۔ اور میں نہیں چاہتا میری بیٹی مجھ سے نفرت کرنے لگے۔

سو اے یونتن! تو ابھی اور اسی وقت داؤدؑ کے پاس جا۔ تھوڑی دیر تک اس کے پاس بیٹھ کر اس سے شہر میں گفتگو کر اور پھر اسے کسی بہانے محل سے بیرونی میدان میں لے آنا۔ تھوڑی دیر تک ان خدام کے ساتھ میں بھی وہاں پہنچ جاؤں گا۔ اور جب داؤدؑ تیرے ساتھ اس میدان میں داخل ہو گا تو یہ خدام اسے قتل کر دیں گے۔ اور اے یونتن تو جانتا ہے کہ اس میدان میں بہت سے گڑھے ہیں بس ان گڑھوں میں سے کسی ایک میں داؤدؑ کو قتل کرنے کے بعد دفن کر دیں گے بس یہی ایک طریقہ ہے جسے کام میں لا کر ہم داؤدؑ سے چھٹکارا حاصل کر سکتے ہیں ورنہ یاد رکھو آنے والے دنوں میں بنی اسرائیل کے اندر داؤدؑ ایسی شہرت اور ناموری اختیار کر لے گا کہ تم لوگوں کو اس محل اور اس کے سارے تعیشات سے محروم ہو جانا پڑے گا۔ اے یونتن تو ابھی اٹھ

داؤدؑ کی طرف جا اور اپنے کام کی ابتداء کر۔ یونتن نے جواب میں کچھ بھی نہ کہا اور اٹھ کر باہر نکل گیا تھا۔

یوناف اور ارلیہ نے جلجال کی ایک سرائے میں قیام کر رکھا تھا۔ جس روز صبح ہی صبح ساؤل اپنے محل میں اپنے بیٹے یونتن اور اپنے خدام کے ساتھ داؤدؑ کے قتل کی گفتگو کر رہا تھا اسی صبح یوناف اور ارلیہ جب صبح کا کھانا کھا کر فارغ ہوئے تو ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور فکر مندی سی آواز میں اس نے کہا۔ یوناف! یوناف! میرے حبیب دیکھ اس جلجال شہر میں بدی کے گماشتے نیکی کے عناصر پر غالب آنے کی کوشش کرنے لگے ہیں۔ دیکھ داؤدؑ کی شہرت سے بنی اسرائیل کا بادشاہ حسد کرنے لگا ہے اور وہ اپنے بیٹے اور اپنے خدام کے ساتھ داؤدؑ کے قتل کا منصوبہ بنا رہا ہے۔ اس موقع پر ہمیں ضرور حرکت میں آنا چاہیے۔ اور ساؤل کے مقابلے میں اللہ کے نبی داؤدؑ کا ساتھ دینا چاہیے۔ یوناف نے کچھ سوچا پھر اس نے ابلیکا کو مخاطب کر کے کہا۔

ابلیکا! ابلیکا! میں ایک کمتر انسان داؤدؑ کی کیا مدد کر سکوں گا۔ تم جانو! وہ اللہ کے نبی ہیں اور خداوند اپنے نبیوں، اپنے رسول اور اپنے پیغمبروں کی حفاظت و نگہبانی آپ کرتا ہے۔ ساؤل لاکھ کوشش کرے داؤدؑ کو اپنے سامنے زیر کرنے کی لیکن وہ ایسا کرنے میں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اے ابلیکا! تم تو صدیوں سے میرے ساتھ ہو۔ تم نے دیکھا نہیں دجلہ و فرات کے دوآبہ میں خداوند نے نوحؑ کی قوم کو غرق آب کیا پر اپنے نبی اور صاحب ایمان لوگوں کو محفوظ رکھا۔ قوم عاد پر عذاب طاری ہوا پر ہودؑ محفوظ رہے۔ نمرود کو تباہ و برباد کیا۔ صالحؑ امان میں رہے۔ ابراہیمؑ کو آگ سے نجات دی۔ سدوم و عمورہ کی سرزمین کا نیچے کا حصہ اوپر اور اوپر کا حصہ نیچے کر کے رکھ دیا۔ پر خداوند نے لوطؑ کو وہاں سے نکال لیا۔ فرعون جیسے سرکش اور باغی کو بحر میں غرق کر کے موسٰیؑ و ہارونؑ اور ان کے ساتھ بنی اسرائیل کو بھی غلامی سے نجات اور امان دی۔ یہاں بھی اے ابلیکا! بنی اسرائیل کا بادشاہ ساؤل ختم ہو جائے گا۔ پر اللہ کے نبی حکم خداوند کے مطابق اپنا کام جاری رکھیں گے۔

اے ابلیکا! خداوند جب کسی قوم میں اپنے نبی اور رسول کو مبعوث کرتے ہیں تو پھر اس قوم پہ خداوند کی طرف سے حجت تمام ہو جاتی ہے۔ اگر وہ قوم ایمان لے آتی ہے تو فلاح پا جاتی ہے تو پھر ایسی قوم کے سامنے صرف دو ہی راستے رہ جاتے ہیں اول یہ کہ یا تو اس نبی اور رسول پر ایمان لانے والے لوگ خداوند سے سرکشی کرنے والوں پر غالب ہو کر انہیں اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر کے انہیں اپنے رنگ میں رنگ لیتے ہیں۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر ایسی قوم پر اللہ کا عذاب اور قہر نازل ہوتا ہے اور ایسی قوم کو صفحہ ہستی سے مٹا کر رکھ دیا جاتا ہے۔

ابلیکا! ابلیکا! کسی قوم کو اگر عذاب میں مبتلا کیا جاتا ہے تو یہ عذاب اس کے اعمال اور اس کے گناہوں کی سزا نہیں۔ کیونکہ اسے اس کے اعمال کی سزا اور جزا تو قیامت کے روز دی جائے گی سرکش اور باغی قوم پر عذاب طاری کر کے اسے صفحہ ہستی سے اس لیے مٹا دیا جاتا ہے کہ اس کے گناہ آلود رویے دوسری اقوام تک نہ پھیل جائیں۔ یوناف جب خاموش ہوا۔ تب ابلیکا نے ایک خوش کن اور لمس اس کی گردن پر دیا۔ پھر اس نے مسکراتی اور کھلکھلاتی آواز میں کہا۔

یوناف! یوناف! میرے عزیز آج تمہاری یہ مبنی برحقیقت اور نصیحت آمیز باتیں سن کر جی خوش ہو گیا۔ میں تسلیم کرتی ہوں کہ خداوند اپنے پیغمبروں کی حفاظت اور نگرانی فرماتا ہے۔ لیکن تم دونوں داؤدؑ کو ان حالات کی خبر دے کر ثواب تو کما سکتے ہو۔ یوناف نے تیز آواز میں پوچھا۔ دونوں سے تمہاری مراد میں اور ارلیہ ہیں۔ ہاں۔ ابلیکا نے خوشگوار لہجے میں جواب دیا تھا اور کیا تم اس ثواب میں شامل نہ ہو گی۔ یوناف نے کسی قدر تجسس بھری آواز میں پوچھا تھا۔ اور یوناف کے اس استفسار پر ابلیکا کی آہوں اور حسرتوں سے بھرپور آواز سنائی دی۔ آہ! میں اس ثواب میں کیسے اور کیونکر شامل ہو سکتی ہوں۔ میرے لیے تو دار العمل ختم ہو چکا ہے۔ اب تو میں دار الجزا کی منتظر ہوں۔ ابلیکا کی اس گفتگو پر یوناف بھی سنجیدہ ہو گیا تھا۔ پھر اس نے ارلیہ کو بھی اس گفتگو سے آگاہ کیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے چہرے پر ایک بار پھر مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے کہا۔ ابلیکا! ابلیکا! تمہاری تجویز بہت اچھی ہے۔ میں ثواب اور نیکی کی خاطر ابھی داؤدؑ کی طرف جاتا ہوں اور انہیں خطرات سے آگاہ کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی یوناف اور ارلیہ اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لے آئے تھے۔

جس وقت یوناف اور ارلیہ بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل کے محل میں داخل ہوئے اسی وقت داؤدؑ کسی کام کے سلسلے میں محل سے باہر نکل رہے تھے۔ یوناف اور ارلیہ دونوں فوراً ان کے سامنے آئے اور انہیں مخاطب کر کے اس نے کہا۔ اے آقا! میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ داؤدؑ نے تعجب اور حیرت سے پوچھا تم کون اور کیوں مجھے آقا کہہ کر پکارتے ہیں۔ لوگ تو بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل کو آقا کہہ کر پکارتے ہیں۔ یوناف نے فوراً وضاحت کرتے ہوئے بولا کہا اے آقا گو خداوند ہی ہر شے کا مالک اور ہر ذی روح کا آقا ہیں۔ پھر خداوند کے بعد اگر کوئی ہستی صاحب تکریم اور آقا ہو سکتی ہے تو وہ اس کے رسول ہیں جو بشریت میں افضل ترین ہوتے ہیں۔ اور پھر نبی اور پیغمبر تو اپنی قوم کے لیے مثل آقا اور باپ ہوتے ہیں اسی بنا پر آپ کو

آقا کہ کر پکار رہا ہوں اور یہ جو آپ نے پوچھا ہے کہ میں کون ہوں۔ تو اس کائنات کے اندر میں نیکی کا ایک عنصر اور خیر کا ایک کارکن ہوں۔ اس وقت میں آپ سے یہ کہنے آیا ہوں کہ بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل کی طرف سے آپ کی جان کا خطرہ ہے۔ لہٰذا اس سے آپ اپنی حفاظت کا سامان کریں۔ اور میں آپ سے یہ بھی کہوں کہ ساؤل اس وقت اپنے ذاتی کمرے میں آپ سے متعلق ———————

یوناف کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔ اسی وقت محل کے اندرونی حصے کی طرف سے ساؤل کا بیٹا یونتن بھاگتا ہوا آیا اور یوناف اور اریبہ کی طرف اشارہ کر کے اس نے پوچھا۔ یہ کون لوگ ہیں میں علیحدگی میں آپ سے ایک اہم موضوع پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ اس پر داؤد نے فرمایا۔ یہ نیک لوگ اور میرے ہمدرد و مخلص تم جو کچھ کہنا چاہتے ہو ان کے سامنے کہہ سکتے ہو ان سے کسی قسم کی راز افشانی اور دھوکہ دہی کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ داؤدؑ کی طرف سے اطمینان حاصل ہونے کے بعد یونتن نے رکے بغیر کہہ دیا میرے باپ کی طرف سے آپ کو خطرہ ہے وہ آپ کی جان کے درپے ہیں۔ آپ چونکہ اپنی نیکی، خلوص اور شجاعت و جرأتمندی کے باعث بنی اسرائیل کے اندر ناموری اور شہرت اختیار کر چکے ہیں۔ لہٰذا میرا باپ آپ کی شہرت سے جلنے اور حسد کرنے لگا ہے۔ اور وہ اس شک اور شبہ میں مبتلا ہو گیا ہے کہ آپ اسے تاج و تخت سے محروم کر کے رکھ دیں گے۔ لہٰذا میرے باپ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں کسی طرح آپ کو بہلا پھسلا کر محل سے ملحقہ میدان میں لے جاؤں جہاں میرا باپ اپنے خدام کے ہاتھوں آپ کا خاتمہ کرا دے۔

لہٰذا میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ فوراً محل سے ملحقہ میدان کی طرف چلے جائیں۔ اس میدان کے اندر جگہ جگہ گڑھے ہیں۔ اور ان گڑھوں میں سے کسی ایک کے اندر چھپ جائیں تھوڑی دیر تک میرا باپ اپنے خدام کے ساتھ وہاں پہنچ جائے گا اس کے بعد میں بھی وہاں آؤں گا۔ اور اپنے باپ کے بہانہ بناؤں گا کہ داؤد مجھے نہیں ملے اس لیے کہ وہ محل میں نہیں ہیں۔ اور کسی کام کے سلسلے میں باہر گئے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد میں اگلا قدم اٹھاؤں گا۔

اور میرا اگلا قدم یہ ہو گا کہ میں اپنے باپ کے ساتھ آپ سے متعلق گفتگو کروں گا۔ اور اس کے ذہن سے آپ سے متعلق شکوک و شبہات نکالنے کی کوشش کروں گا اور اسے اس بات پر آمادہ کروں گا کہ وہ آپ کے قتل کا حکم واپس لے لے۔ آپ اس گڑھے میں اس ساری گفتگو کو سنتے رہنا۔ جب آپ دیکھیں کہ میرے باپ نے آپ کو معاف کر دیا ہے۔ تو آپ اس گڑھے

سے نکل کر باہر آ جائیں۔ اس طرح میری اور آپ کی موجودگی میں میرے باپ کے ساتھ یہ معاملہ رفع دفع ہو جائے گا۔ اور اگر میرا باپ آپ کو معاف کرنے پر آمادہ نہ ہوں تو پھر آپ اسی گڑھے کے اندر ہی بیٹھے رہیں۔ اور جب میرا باپ اپنے خدام کے ساتھ وہاں سے ہٹ گیا۔ تو پھر آپ کی حفاظت کا کوئی اور بندوبست کر لیا جائے گا۔ داؤدؑ نے کچھ سوچا پھر کہا ٹھیک ہے۔ میں تمہاری تجویز پر عمل کرتا ہوں۔ داؤدؑ کا یہ جواب سن کر یونتن وہاں سے ہٹ گیا۔ اور اس کے جانے کے بعد داؤدؑ نے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔ اے مہربان اجنبی! تو واقعی نیکی اور خیر کا کارکن ہے یہ اطلاع دینے پر میں تیرا ممنون ہوں اب میں اس میدان کی طرف جاتا ہوں جس کی یونتن نے نشاندہی کی ہے۔

یوناف نے تشکر آمیز انداز میں داؤدؑ کی طرف دیکھا اور کہا۔ آپ کو ہرگز ہمارا ممنون ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کی خدمت کرنا تو ہمارا فرض ہے۔ اور ایسا کرنا انسانیت کی فلاح اور فطرت کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ اب آپ اس میدان کی طرف جائیے جس کی نشاندہی یونتن نے کی ہے۔ یہ میرے ساتھ میری بیوی اریبہ ہے۔ ہم دونوں بھی آپ کے ان معاملات پر نگاہ رکھنے کے لیے شاہی محل کے اس میدان کے آس پاس ہی رہیں گے۔ اور اگر کوئی خطرے کی بات ہوئی تو آپ دیکھیں گے آپ کی خاطر ہم دونوں میاں بیوی بلا جھجک آپ کے لیے خطرے کی اس آگ میں گر پڑیں گے۔ داؤدؑ کے لبوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر انہوں نے یوناف سے کہا۔ اس موقع پر میں تمہارا نام نہ پوچھوں گا۔ میں تم دونوں کو نیکی کے کارکن ہی کہہ کر مخاطب کروں گا یوناف فوراً بول پڑا اور کہا۔ اے آقا! میرا نام یوناف ہے وقت تیزی سے گزرتا جا رہا ہے۔ اب آپ شاہی محل سے ملحقہ میدان کی طرف نکل جائیے۔ داؤدؑ نے ایک تشکر آمیز نگاہ ان دونوں پر ڈالی پھر وہ وہاں سے چلے گئے۔ یوناف نے اس موقع پر اریبہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اریبہ! آؤ ہم دونوں بھی شاہی محل سے ملحقہ میدان کی طرف چلیں اور وہاں دیکھیں کہ وہاں بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل اور داؤدؑ کے درمیان کیا معاملہ ہوتا ہے۔ ویسے مجھے قوی امید ہے کہ اس معاملے میں ساؤل مکمل طور پر ناکام اور داؤدؑ کامیاب و فوز مند ہو کر نکلیں گے۔ آؤ اب اس میدان کی طرف چلیں۔ اور اس کے ساتھ دونوں میاں بیوی اس میدان کی طرف چل دئے تھے جس میدان میں تھوڑی دیر قبل داؤدؑ گئے تھے۔

تھوڑی دیر بنی اسرائیل کا بادشاہ ساؤل بھی اپنے خدام کے ساتھ اس میدان میں داخل ہوئے اور اس گڑھے کے قریب جا کھڑا ہوا جس میں داؤدؑ چھپے ہوئے تھے۔ کوئی زیادہ دیر نہ گزری

تھی کہ ساؤل کا بیٹا یونتن بھی اس میدان میں داخل ہوا۔ پھر وہ ساؤل کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے میرے باپ دیکھیں میں نے داؤدؑ کو تلاش کیا پر وہ مجھے نہیں ملا وہ کسی کام کے سلسلے میں محل سے باہر ہے۔ میں نے اپنی بہن میکل سے بھی داؤدؑ کے متعلق پوچھا۔ اس نے بھی مجھے یہی جواب دیا ہے کہ داؤدؑ کسی کام کے سلسلے میں باہر گئے ہیں۔ اے میرے باپ اگر آپ برا نہ مانیں تو اس موقع پر میں داؤدؑ کے سلسلے میں آپ سے کچھ مزید گفتگو کروں؟ لمحہ بھر کے لیے ساؤل نے اپنے بیٹے یونتن کی طرف بڑی محبت اور شفقت سے دیکھا۔ پھر اس نے نرم آواز اور گداز لہجے میں کہا۔

اے میرے فرزند! تو جو کہنا چاہتا ہے۔ بلا جھجک کہہ۔ تو یقیناً اس قابل ہے کہ میں تیری کڑوی کسیلی بات بھی سنوں اور برداشت کروں۔ داؤدؑ کے سلسلے میں جو کچھ تو کہنا چاہتا ہے کہہ۔

ساؤل کی اس گفتگو سے یونتن کی حوصلہ افزائی ہوئی۔ اپنے چہرے پر اطمینان اور مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے وہ ساؤل سے اور قریب ہوا پھر اسے مخاطب کر کے یونتن نے کہا۔

اے میرے باپ! میری التماس ہے کہ آپ داؤدؑ کے ساتھ بدی نہ کریں۔ اس لیے کہ اس نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس میں آپ کی اذیت اور آپ کے نقصان کا پہلو نکلتا ہوا۔ بلکہ آپ جانتے ہیں اس نے آپ اور بنی اسرائیل کے لیے وہ کام سرانجام دیئے جو بنی اسرائیل کے اندر کوئی بھی نہ دے سکا۔ اے میرے باپ ایلہ کی وادی میں جب فلستیوں کا پہلوان جالوت ہر روز بنی اسرائیل کو مقابلے کے لیے للکار کر بنی اسرائیل کی فضیحت کرتا تھا اور کوئی اس کے مقابلے پر نہ نکلتا تھا۔ تو یہ داؤدؑ ہی تو تھے جو گلے میں اپنا چرواہوں کا تھیلا ملا اور اپنا عصا تھامے رزم گاہ میں نکلے اور کس قدر سادگی کس قدر صفائی سے اے میرے باپ انہوں نے جالوت کا خاتمہ کر دیا

اور اس کے بعد جب فلستیوں نے دوبارہ اپنی عسکری قوتوں کو مجتمع کرنے کے بعد دوبارہ بنی اسرائیل پر جنگ مسلط کی تو آپ جانتے ہیں۔ اس جنگ میں داؤدؑ نے فلستیوں کے خلاف ایسا کام کیا جو کوئی نہ کر سکا آپ جانتے ہیں۔ اس جنگ میں سارا وقت میں ان کے ساتھ اور ان کے پہلو بہ پہلو تھا۔ اے میرے باپ اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر داؤدؑ فلستیوں پر رگوں میں مچلتے خون، آفاق کی گنگناہٹوں، الم افروز بیداریوں اور برق و باراں کے رقص کی طرح حملہ آور ہوئے تھے۔ اور اپنے سامنے آنے والے فلستیوں کی حالت انہوں نے ٹوٹے بکھرے شیشوں، غروب شب، آندھیوں میں جلتے چراغ اور گرد آلود سرنگوں جذبوں جیسی کر کے رکھ دی تھی۔

اے میرے باپ! قسم خداوند کی داؤدؑ آندھیوں میں اذان دینے والا جوان اور اندھیری

رات میں فتح کا شنکھ پھونک دینے والا سرفروش ہیں۔ ان کی باتوں میں محبتوں کی تمازت، ان کے تبسم میں خلوص کا سوز ہے۔ ان کا لہجہ ان کا انداز اور ان کا طرز جہاں عام لوگوں سے مختلف ہے۔ وہ اپنوں کے لیے قطرۂ شبنم اور بنی اسرائیل کے دشمنوں کے لیے آہن و فولاد ہیں۔ اے میرے باپ کیا آپ ایک ایسے جوان کو قتل کرانا چاہتے ہیں۔ جس نے بنی اسرائیل کے دشمنوں کے حریص جسموں کا انہدام کیا۔ ان کے روح و جسم کی دیواریں گرائیں۔ ان کی روحوں کو ان کے جسموں کے سرد خانوں سے نجات دی جنگ میں ان کی للکار ایسی ہوتی ہے کہ تلوار پانی مانگے۔ دشمن پر ضرب لگاتے ہوئے ان کی یلغار ایسی ہوتی ہے کہ دریا بھی روانی مانگیں۔

اے میرے باپ داؤدؑ نے ہماری اور بنی اسرائیل کی بہتری و بھلائی کی خاطر اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر فلستیوں کے جسموں سے روح تک اذیت ہی اذیت بھر کر رکھ دی تھی۔ فلستی شکاری درندوں کی طرح پھر پھر کر ان پر حملہ آور ہوتے تھے پر داؤدؑ نے انہیں ہواؤں کے وحشی بہاؤ کی طرح دور ہٹا کر رکھ دیا۔ اے میرے باپ! داؤدؑ کے خلاف کوئی قدم اٹھاتے وقت آپ یہ بھی تو سوچیں کہ ان کے ساتھ ہمارے دو رشتے ہیں اول یہ کہ وہ بنی اسرائیل کے لشکر کے سالار ہیں دوئم یہ کہ ان کی اہلیہ میری بہن اور آپ کی بیٹی ہے آپ جانتے ہیں کہ آپ کی بیٹی میکل انہیں پسند کرتی ہے۔ اگر آپ نے داؤدؑ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو کیا میکل آپ سے نفرت نہ کرنے لگے گی۔ اے میرے باپ داؤدؑ ایسے جوان ہیں جنہیں بہاریں اور ستارے سلام کریں۔ لہٰذا میری آپ سے التماس ہے کہ آپ انہیں نقصان نہ پہنچائیں۔ بس میں نے جو آپ سے کہنا تھا کہہ چکا۔

اپنے بیٹے یونتن کی اس قدر طویل اور داؤدؑ کے لیے ہمدردی اور محبت سے بھرپور گفتگو سننے کے بعد ساؤل کی حالت آتش دان کی مرتی آگ جیسی ہو کر رہ گئی۔ تھوڑی دیر تک وہ یوں خاموش کھڑا رہا جیسے منہ میں زبان نہ رکھتا ہو۔ اسے اس حالت میں کھڑے دیکھ کر یونتن پھر بولا اور کہا۔ اے میرے باپ! داؤدؑ کے ساتھ ہمارا دل اور روح کا رشتہ ہے۔ کہ میکل ان کی بیوی ہے اور یاد رکھیے دنیا کی ہر شے سستی ہے پر دل کے رشتے بڑے مہنگے ہوتے ہیں یونتن کے ان الفاظ پر ساؤل چونک سا پڑا پھر اس نے یونتن کو مخاطب کر کے کہا۔

اے یونتن! میرے بیٹے! تو نے جو کچھ کہا حق کہا۔ میں ہی غلطی پر تھا جو میں نے داؤدؑ کو قتل کر دینے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ آہ! اگر میں ایسا کر دیتا تو میری بیٹی میکل نہ صرف یہ کہ بیوہ ہو جاتی۔ بلکہ وہ مجھ سے خفا بھی ہو جاتی۔ سو اے میرے بیٹے! خداوند کی حیات کی قسم! داؤدؑ

ہرگز مارا نہ جائے گا تم اسے میرے پاس لے کر آ ؤ ۔ اپنے باپ کی ایسی گفتگو سن کر یوتن خوش ہوا پس اس نے آواز دیکر داؤدؑ کو بلایا۔ وہ کمرے سے نکل کر ساؤل کے پاس آئے انہیں گلے لگا کر ساؤل ملا۔ اور انہیں محل کے اندر لایا گیا اور ایک بار پھر ساؤل اور داؤدؑ کے تعلقات خوشگوار ہو گئے تھے۔ اس دوران فلستیوں نے قسمت آزمانے کے لیے ایک بار پھر بنی اسرائیل پر حملہ کیا۔ لیکن اس بار بھی داؤدؑ کی سرکردگی میں بنی اسرائیل نے فلستیوں کو مار بھگایا۔ داؤدؑ کی اس کارگزاری سے ساؤل خوش ہو گیا اور اس کے دل میں جو داؤدؑ کے لیے شک و شبہ اور حسد و رقابت کے جذبات تھے وہ وقتی طور پر دب گئے اور وہ داؤدؑ کے ساتھ بڑا اچھا برتاؤ کرنے لگا اس لیے کہ داؤدؑ نے تیسری بار بنی اسرائیل کو فلستیوں کی مار سے بچا لیا تھا۔

○

رامہ شہر کی جس سرائے کے کمرے میں عارب، یبوسا اور بنیطہ ٹھہرے ہوئے تھے۔ اس کمرے میں اچانک عزازیل نمودار ہوا۔ عارب یبوسا اور بنیطہ جو باہم گفتگو کر رہے تھے۔ یوں اس کی اچانک آمد پر چونکے۔ اور قبل اس کے کہ ان تینوں میں سے کوئی عزازیل سے کچھ پوچھتا۔ عزازیل نے بولنے میں پہل کی اور انہیں مخاطب کیا اے رفیقان من، میں ایک مہم پر روانہ ہونے کے لیے تمہیں لینے آیا ہوں۔ پھر عارب کے پہلو میں عزازیل بیٹھ گیا اور اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہنے لگا۔ میرے عزیزو! گزشتہ دنوں بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل اور خداوند کے نبی داؤدؑ کے درمیان ایک عداوت اور چپقلش چل نکلی تھی اور مجھے اس بات کی امید ہو گئی تھی کہ ساؤل داؤدؑ کو قتل کر دے گا لیکن برا ہو ساؤل کے بیٹے یوتن کا۔ اس نے ساؤل اور داؤدؑ کے درمیان صلح کرا دی ورنہ ابھی تک ساؤل یقیناً داؤدؑ کو قتل کر چکا ہوتا۔ اور اگر ایسا ہو جاتا تو نیکی کی راہ روکنے کا جو کام ہم کرنا چاہتے تھے۔ وہ ساؤل کے ہاتھوں ہو جاتا۔ لیکن ایسا چونکہ نہیں ہوا لہٰذا مجھے خود حرکت میں آنا پڑ رہا ہے۔

اے میرے ساتھیوں ہم ابھی اور اسی وقت اب رامہ شہر سے جلجال کی طرف روانہ ہوں گے میں بادشاہ کے محل میں داخل ہو کر اسے داؤدؑ سے متعلق اکساؤں گا۔ اس کے دل میں وسوسات کے جذبات اجاگر کروں گا۔ جب کہ جب تک میں ساؤل بادشاہ کے محل میں رہ کر اسے داؤدؑ کے خلاف اکسانے کا کام سرانجام دوں اس وقت تک تم تینوں محل سے باہر رہ کر محل کے اطراف میں نگاہ رکھنا کہ کہیں یوناف اور ارلیہ وہاں نمودار ہو کر ہماری اس مہم کو ناکام نہ بنا دیں اس لیے کہ یوناف اور ارلیہ بھی ان دنوں جلجال شہر کی ایک سرائے میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ اور ہاں ساؤل کو داؤدؑ کے خلاف بھڑکانے کے بعد اے عارب! ایک کام میں تم سے بھی لوں گا۔ اور وہ کام جو تمہیں کرنا ہے یہ ہو گا کہ تم جلجال کے اس محل میں یوتن کے کمرے

میں جاؤ گے۔ وہاں تم یوتن کی خوب پٹائی کرو گے اور اس کے بعد اسے تنبیہ کرو گے کہ آئندہ بھی اگر تم نے اپنے باپ ساؤل سے داؤد کو بچانے کی کوشش کی تو اس سے بھی زیادہ پٹائی ہو گی۔ آؤ اب یہاں سے کوچ کریں۔ اس کے ساتھ ہی عارب، بیوسا اور بنیطہ اپنی جگہوں سے اٹھ کھڑے ہوئے پھر وہ عزازیل کے ساتھ رامہ شہر سے جلجال کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

○

جلجال کی سرائے میں یوناف اور اریلیہ اپنے کمرے میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر تیز لمس دیا اور سنجیدہ آواز اور فکرمند لہجے میں اس نے کہا۔ یوناف الیوناف ابھی اور اسی وقت اٹھ کر ساؤل کے محل کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ وہاں عزازیل ساؤل کو داؤد کے خلاف بھڑکانے کا کام کرنے لگا اور الیاکر کے وہ نیکی پر ضرب لگانے کی کوشش کرنے لگا ہے۔ اس کے علاوہ عارب کو اس نے ساؤل کے بیٹے یوتن کے لیے مقرر کیا ہے۔ تاکہ عارب یوتن کو خوب مارنے کے بعد اسے تنبیہ کرے۔ اس طرح عزازیل نیکی اور بدی کی اس پیکار میں بازی جیتنے کا عزم رکھتا ہے ——— یوناف نے فوراً بیچ میں بولتے ہوئے کہا۔ اور اے ابلیکا! ہم عزازیل کا یہ عزم خاک و خون میں ملا کر رکھ دیں گے۔ میں اریلیہ کے ساتھ یہاں سے شاہی محل کی طرف کوچ کرتا ہوں۔ پھر دیکھتا ہوں عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ کیسے کامیابی حاصل کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی یوناف نے اریلیہ کو پہلے ابلیکا کی ساری گفتگو سنائی پھر وہ اریلیہ کے ساتھ وہاں سے نکل کھڑا ہوا تھا۔

○

بنی اسرائیل کے بادشاہ اپنے کمرے میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا کہ اس کے ایک پہرے دار نے اس کے قریب آ کر اسے مخاطب کیا اور کہا۔ اے بادشاہ! بابل کا ایک ستارہ شناس جو گزشتہ کئی روز سے ہمارے شہر رامہ میں قیام کئے ہوئے تھا۔ آج ہی جلجال میں داخل ہوا ہے۔ اور آپ سے ملاقات کا خواہشمند ہے۔ اس انکشاف پر ساؤل چونک سا پڑا اور اپنے اس پہرے دار کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ اس ستارہ شناس کو فوراً میرے پاس لے کر آؤ اس لیے کہ تم جانو۔ بابل کے ساحر اور ستارہ شناس اپنے کام کے ماہر اور استاد ہوتے ہیں۔ ہو سکتا ہے میرے لیے

وہ کوئی ایسی خبر رکھتا ہو جس میں میری بہتری اور سودمندی ہو۔ لہٰذا تم فوراً جاؤ اور اس ستارہ شناس کو عزت و احترام کے ساتھ میرے پاس لے کر آؤ تاکہ میں اس کے بابلی علوم سے مستفید ہو سکوں۔ وہ پہریدار مؤدب ہو کر مڑا اور باہر نکل گیا تھا۔

تھوڑی دیر ہی بعد وہ پہریدار پھر لوٹ کر آیا۔ اس بار اس کے ساتھ عزازیل تھا۔ ساؤل نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اور آگے بڑھ کر عزازیل سے مصافحہ کیا۔ اور اپنی نشست کے قریب خالی نشست پر بڑے احترام کے ساتھ اسے بٹھایا۔ اس دوران وہ پہریدار باہر نکل گیا پھر عزازیل نے بولتے ہوئے کہا۔ اے بنی اسرائیل کے بادشاہ! میرا تعلق بابل سے ہے بنیادی طور پر میں ایک ستارہ شناس ہوں مگر سحر کے علوم میں بھی میں بڑا تاک اور بے مثل ہوں۔ اے بادشاہ مجھے تیرے اور تیرے تاج و تخت سے متعلق کچھ فکرمندی ہوئی لہٰذا میں صرف تیری بہتری کی خاطر بابل سے یہاں آیا۔ اور تیری سرزمین میں داخل ہونے کے بعد چند روز تک میں رامہ شہر کی سرائے میں قیام کرتا رہا۔ وہاں قیام کر کے میں نے تیرے ستاروں کی گردش اور ان کے غروب و طلوع کا جائزہ لیا اور اس جائزے کی روشنی میں تیرے متعلق میں نے کچھ نتائج مرتب کئے ہیں۔ اور میرا دعویٰ ہے کہ میرے مرتب کئے ہوئے یہ نتائج کسی بھی صورت غلط ثابت نہیں ہو سکتے۔ اے بادشاہ! میرا نام عزازیل ہے۔

عزازیل کی گفتگو سن کر فکرمندی میں ساؤل اپنی جگہ سے اچھل سا پڑا۔ اور منت کرنے کے انداز میں اس نے پوچھا۔ اے عزازیل! اے بابل کے عظیم ستارہ شناس! تو نے میرے متعلق کیا باتیں مرتب کی ہیں۔ ذرا کہو، میں بھی تو سنوں۔ اپنی لچھے دار باتوں کی ابتداء کرتے ہوئے عزازیل نے کہنا شروع کیا۔ اے بادشاہ! انسان اس زمین میں بے ثبات ہے۔ اور یہاں زندگی ایک رات ہے۔ اے بادشاہ تیرا یہ شہر جلجال شہر حسد، قریہ گناہ خیز اور ایک سحر زدہ کھنڈر کی صورت اختیار کرنے والا ہے اس لیے کہ ایک زبردست جاہ پسند انسان کا بھٹکا ہوا شوق کارواں کالی آندھی رہگزاروں کی عداوت، قبروں کے سکوت اور زمین کے سفاک عناصر کی طرح اس شہر پر نازل ہو گا اور شہر کی ہر ذی حیات کو ایک نئے روگ اور ہر شے کو ایک ویران رات میں بدل کر رکھ دے گا۔ پھر یہ شہر ہو گا اور دھواں ہی دھواں اور شعلے ہی شعلے ہوں گے۔

رعونت پسند، شکی اور مردہ دل ساؤل عزازیل کی یہ گفتگو سن کر تڑپ سا اٹھا اور

منت کرتے لہجے میں اس نے پوچھا۔ اے عزازیل کون ہے یہ میرے اس شہر کی ایسی حالت کرے گا؟
عزازیل نے ایک بار صحرا جیسی آنکھوں سے ساؤل کی طرف دیکھا پھر داستان گو جیسی پاٹ دار آواز میں اس نے ساؤل کو جواب دیتے ہوئے کہا۔

اے بادشاہ! تیرے اس شہر کی ایسی حالت کوئی باہر سے آکر نہ کرے گا۔ بلکہ ایسی حالت طاری کرنے والا تیرے اپنے محل کے اندر سے ہی نمودار ہو گا۔ ساؤل نے چونک کر کہا یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ ایسا آدمی کیا میرے اپنے محل کے اندر ہی نمودار ہو گا؟ عزازیل نے اس بار بلند اور پرزور آواز میں کہا۔ ہاں ایسا ہی ہو گا کیا اس محل کے اندر کوئی ایسا شخص ہے جس کا اس محل سے کوئی پیدائشی تعلق نہ ہو۔ پر وہ اس محل میں آتا جاتا، اٹھتا بیٹھتا، اور رہتا سہتا ہو؟ ساؤل نے فوراً کہا۔ ہاں ہے۔ اس کا نام داؤد ہے وہ بیت لحم کے ایک شخص یسی کا بیٹا ہے۔ پر میں نے اسے اپنے لشکر کا سالار بنا کر اس سے اپنی بیٹی میکل بھی بیاہ دی ہے۔ اور وہ اسی محل میں رہتا ہے۔ عزازیل نے فوراً اپنی جگہ اچھلتے ہوئے کہا۔

اے بادشاہ! بس یہی داؤدؑ۔ نام کا وہ جوان ہے۔ جو تیرے لیے اندھیروں میں لپٹے ویسے ہی حسرتوں کے انگارے اور نادیدہ آسمانی بلائیں کھڑی کر دے گا۔ یہی جوان تیری راہ کا پتھر بنے گا اور تیرے دل کے شب خانوں میں اور تیرے شعور کے شیش محل میں خوف دہشت بھر کر رکھ دے گا۔ اے بادشاہ دنیا کی واحد قرار آفریں شے حکمرانی ہے پس اگر تو اپنی سلیقے سے سجائی بزم، اپنے وقار کی بلند قامتی اور اپنی تہذیب اے شاہکاروں کی حفاظت چاہتا ہے تو داؤد کے نام کے اس جوان کا کوئی بندوبست کر اور اسے ٹھکانے لگا ورنہ اے بادشاہ لکھ رکھ جس طرح آسمان کی نیلی آنکھوں کو رات اپنی سیاہ اور گہری آنکھوں میں جذب کر لیتی ہے ایسے ہی داؤدؑ تم پر حاوی ہو گا اور تاج و تخت سے تجھے محروم کر کے تیری حالت بوسیدہ کفن جیسی ویران کر کے رکھ دے گا۔

ساؤل تھوڑی دیر تک تیکھی نظروں سے عزازیل کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر تشکر بھرے انداز میں اس نے عزازیل کو مخاطب کر کے کہا۔ اے بابل کے ستارہ شناس! قسم خداوند کی تیری گفتگو تیری گفتگو کھلے ہونٹوں کی طرح نرم و شفاف ہے۔ اس داؤدؑ سے تو میں پہلے ہی نالاں تھا۔ پر میرا بیٹا اسے موت سے بچاتا رہا ہے۔ اے بابل کے ستارہ شناس! تم نے داؤد سے متعلق مجھے متنبہ کر کے میرے آگے والے دنوں کو محفوظ اور بے خطر بنا کر رکھ دیا ہے۔ اب یہ داؤدؑ مجھ سے بچ نہ سکے گا۔ آج ہی میں اس پر اس انداز سے اپنا نیزہ برساؤں گا کہ اس کی جان کا خاتمہ کر کے رکھ دوں گا۔ اے عزازیل! اے بابل کے عظیم ستارہ شناس! میں تم سے گزارش کروں گا کہ تم چند دن تک میرے پاس میرے اس محل میں رہو تیری یہاں موجودگی سے میری ڈھارس بندھے گی اور میں داؤدؑ سے جب تک کہ میں اسے ٹھکانے نہیں لگا دیتا تم سے مزید مشاورت و گفتگو کرتا رہوں گا۔ ویسے عام حالات میں بھی اے عزازیل تیری صحبت میرے لیے سود مند رہے گی۔

ساؤل کی اس پیش کش پر عزازیل کچھ سوچتا رہا۔ پھر کہنے لگا۔ اے بادشاہ! میں بڑے بڑے بادشاہوں کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پر آج تک میں نے کسی کے محل میں قیام نہ کیا۔ اس لیے کہ اپنی زندگی کے لیے میں نے جو قاعدے کلیے مقرر کئے ہوئے ہیں۔ ان کے مطابق میں کسی محل میں قیام نہیں کر سکتا تاہم میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں اسی جلجال شہر کی کسی سرائے میں قیام کروں گا۔ اور آپ کے پاس بھی آتا رہوں گا۔ اس طرح میری اور آپ کی صحبت باقاعدگی کے ساتھ ہوتی رہے گی۔ ساؤل نے عزازیل کی اس گفتگو سے اتفاق کیا پھر عزازیل اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ انتہائی منکسرانہ انداز میں اپنا ہاتھ مصافحہ کی خاطر ساؤل کی طرف بڑھاتے ہوئے وہ کہنے لگا۔ اے بادشاہ! میں اب جاتا ہوں، ساؤل نے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے پوچھا اس قدر جلدی کیوں۔ میں نے تو ابھی آپ کو کوئی خدمت بھی نہیں کی اور نہ ہی میں نے ابھی تک کوئی خاطر تواضع آپ کی کی ہے۔ عزازیل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اب تو میں روز ہی آتا رہوں گا پھر خصوصیت کے ساتھ خاطر تواضع کی کیا ضرورت ہے۔ ساؤل جواب میں خاموش رہا عزازیل نے ساؤل کی خاموشی سے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور اس سے مصافحہ کر کے وہ ساؤل کے اس کمرے سے نکل گیا تھا۔ ساؤل احتراماً اسے اپنے کمرے کے دروازے تک چھوڑنے آیا تھا یوں عزازیل وہاں سے چلا اپنا کام کر کے چلا گیا۔

○

جس روز عزازیل نے بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل کو یہ شیطانی مشورہ دیا تھا اس روز ساؤل نے داؤدؑ کو بلایا تاکہ وہ اس کے لیے بربط بجائیں تاکہ اسے اس کے مرض سے آرام سکون میسر ہو۔ پس داؤد آئے اور ساؤل کے سامنے اس کے ذاتی کمرے کے بیرونی دروازے کے قریب دیوار کے ساتھ ایک نشست پر بیٹھ کر بربط بجانے لگے تھے۔ اسی وقت محل کے بیرونی حصے میں یوناف اور ارلیہ نمودار ہوئے اس وقت عزازیل، عارب، یوسا اور بنیطہ بھی وہاں کھڑے تھے۔ ان سب نے بھی یوناف اور ارلیہ کو محل کی طرف آتے دیکھ لیا تھا یوناف اور ارلیہ نے بھی عزازیل اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ لیا تھا۔ اسی بنا پر وہ دونوں میاں بیوی بڑی تیزی کے ساتھ عزازیل اور اس کی طرف بڑھے تھے۔ عزازیل کے قریب آ کر یوناف نے غور سے عزازیل کی طرف دیکھا پھر غراتے لہجے اور غضبناک آواز میں اس نے عزازیل کو مخاطب کر کے پوچھا۔

اے عزازیل! اس محل کے اندر تو جس برائی کی شروعات کر رہا ہے۔ کیا تو سمجھتا ہے کہ اسے نافذ کرتے ہیں تو کامیاب ہو جائے گا۔ ہرگز نہیں۔ اے مردود تو جانتا ہے۔ اللہ کے نیک بندوں پر تیرا کوئی بس نہیں چلتا پھر ساؤل کے ساتھ مل کر یہ جو تو اللہ کے نبی داؤد کے خلاف ایک سازش و بدی تیار کر رہا ہے۔ تو اس میں کیسے اور کیونکر کامیاب ہو سکے گا۔ اس لیے کہ اللہ اپنے پیغمبروں کی نگرانی و حفاظت کرتا ہے۔ اے عزازیل تو جانتا کہ جب اللہ کا کوئی نبی و رسول اپنے کام کی ابتداء کرتا ہے۔ تو وہ ایک اور ان گنت کی نسبت سے اپنے کام کو شروع کرتا ہے یعنی ایک طرف اکیلا اللہ کا پیغمبر اور دوسری طرف کسی قوم کے ان گنت افراد ہوتے ہیں۔ لیکن اکیلا ہونے کے باوجود خداوند اس پوری قوم کے مقابلے میں اپنے پیغمبر ہی کو فتح مند اور غالب رکھتے ہیں۔ پس اے عزازیل یہاں بھی تیرے وسوسات اور تیرے

سارے حربے ناکام ہوں گے! اے عزازیل تو اس محل میں اپنا کام ختم کر چکا ہے۔ اب میں اپنے کام کی ابتداء کرتا ہوں۔ پھر دیکھنا کیسے اور کیونکر تیرے فسق و فجور کو دبا کر اور نیکی کے جذبوں کو ابھار کر رکھتا ہوں۔ یوناف کے خاموش ہوتے پر عزازیل چند ثانیوں تک اسے غور سے دیکھتا رہا۔ اس کے پہلو میں عارب، یوسا اور بنیطہ بھی کھڑے ہوئے تھے۔ اس موقع پر یوناف کے قریب کھڑی ارلیہ نے اپنے جسم کو یوناف سے مس کرنے کی خاطر یوناف کے کندھے پر ہاتھ رکھ لیا تھا تاکہ عزازیل اگر اچانک اس پر حملہ آور بھی ہو جائے تو اپنے آپ کو یوناف کے ساتھ مس کے رکھنے کی بناء پر وہ بچ جائے۔ پھر عزازیل نے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔ اے یوناف اس کار جہاں میں تو بھی ایک کام پر لگا ہوا ہے اور میں بھی خداوند نے انسان کے نفس میں نیکی اور بدی دونوں ہی کے داعیے ڈال رکھے ہیں۔ پس تو نیکی کے داعیوں کے فروغ اور بدی کے داعیوں کے دباؤ کے لیے کام کرتے ہیں جبکہ ہم بدی کے داعیوں کے فروغ اور نیکی کے داعیوں کے دباؤ کے لیے کام کرتے ہیں عزازیل...... کو گھورتے ہوئے یوناف نے پوچھا۔ اے مردود! پر یہ بھی تو بتا کہ ان دونوں راستوں میں فلاح و فتح مندی کا راستہ کون سا ہے۔ عزازیل نے اس سوال کا کوئی جواب نہ دیا اور وہ خجل سا ہو گیا تھا۔ تب یوناف نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے عزازیل! اے اپنی سرکشی کو بنیاد بنا کر خداوند کے احکامات کے خلاف بغاوت کرنے والے سن! جس طرح آسمان و زمین، سورج اور چاند اور دن رات اپنے اثرات و نتائج کے لحاظ سے مختلف اور متضاد ہیں۔ پھر یوناف خاموش ہو گیا اس موقع پر ارلیہ کا بڑی تیزی کے ساتھ یوناف کی گردن پر لمس دیتے ہوئے شاید اسے یہ احساس دلانے کی کوشش کر رہی تھی کہ عزازیل کے سامنے وہ بھی مستعد اور تیار حالت میں ہے۔ عزازیل نے جب یوناف کی گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا۔ تب یوناف نے اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا اور ارلیہ کے ہاتھ تھامتے ہوئے وہ ساؤل کے محل میں داخل ہوا، اور پھر اس کمرے میں داخل ہوا جس میں ساؤل تھا اور اس کے سامنے داؤد بیٹھے بربط بجا کر رہے تھے۔ جس وقت یوناف اس کمرے میں داخل ہوا۔ عین اس وقت ساؤل نے اپنے قریب رکھا چھوٹا سا ایک بھالا اٹھایا اور اسے ہوا میں تولا تاکہ وہ بھالا داؤد کی طرف پھینک کر ان کا خاتمہ کر دے۔

جس وقت ساؤل نے داؤدؑ پر اپنا بھالا پھینکا تھا اسی وقت یوناف اس کمرے میں داخل ہوا تھا۔ اس کے یوں اچانک داخل ہونے پر ساؤل کا نشانہ چوک گیا تھا اور داؤد

ایک طرف ہٹ کر اس بھالے کی مار سے بچ گئے تھے۔ اسی وقت یوناف نے سرگوشی کے انداز میں جلدی جلدی داؤدؑ سے کہا آپ فوراً یہاں سے بھاگ کر رامہ شہر میں اللہ کے نبی سموئیل کی طرف چلے جائیں۔ وہاں خداوند آپ کو اس ساؤل کی بدی سے پناہ دے گا۔ اس ساؤل پر شیطان مسلط ہو چکا ہے۔ لہٰذا یہ آپ کو ختم کر دینے کے درپے ہے۔ داؤدؑ فوراً وہاں سے چلے گئے۔ اتنی دیر تک ساؤل بھی سنبھل چکا تھا۔ لہٰذا اس نے کڑک دار آواز میں یوناف کو مخاطب کر کے پوچھا۔ اے اجنبی! تو کون ہے۔ اور کیوں میرے اس ذاتی کمرے میں تو میری اجازت بغیر داخل ہوا ہے۔

یوناف نے، ساؤل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے بڑی جرات مندی میں کہا۔ اے بادشاہ میں تیرے لیے تیرا نفسِ لوامہ اور تیرا ضمیر بن کر آیا ہوں۔ میں تمہیں صرف یہ بتانے آیا ہوں۔ کہ جن راستوں کی طرف تو چل نکلا ہے وہ راستے تجھے تباہی اور بربادی کی طرف لے جائیں گے۔ لہٰذا تو اپنے نفس میں نیکی کی نشوونما اور بدی کو دبانے کا کام شروع کر۔ اتنا کہنے کے بعد یوناف باہر نکل گیا۔ ساؤل کو یوناف کی اس گفتگو پر بڑا غصہ آیا۔ اپنے بائیں طرف لٹکتے پیتل کے ایک طشت کی طرف اس نے دیکھا۔ پھر قریب ہی رکھی لکڑی کی ایک ہتھوڑی اٹھا کر اس نے اس نے اس طشت پر دے ماری تھی۔ طشت پر ضرب پڑنے کے ساتھ ہی گونج دار آوازیں بلند ہونا شروع ہو گئیں۔ جن کے جواب میں چند مسلح سپاہی بھاگتے ہوئے اس کے کمرے میں داخل ہوئے تھے ساؤل نے ان مسلح جوانوں کو مخاطب کر کے کہا تم میں سے ایک تو داؤدؑ کی طرف جائے اور دیکھ کر آئے کہ وہ اس وقت کہاں ہے اور کیا کرتا ہے۔ اور باقی سب اس طویل اور کڑیل جوان کا تعاقب کرو جو ابھی ابھی میرے کمرے سے نکل کر گیا ہے۔ اور اسے زندہ میرے پاس پکڑ کر لاؤ۔

ساؤل کے اس حکم پر وہ مسلح جوان فوراً حرکت میں آئے۔ ان میں سے ایک تو محل کے اس کی طرف چلا گیا۔ جہاں داؤد اپنی بیوی میکل کے ساتھ رہتے تھے اور باقی سب یوناف کے پیچھے بھاگے۔ انہوں نے محل سے متصل بڑے میدان میں یوناف کو جا لیا۔ وہ اس میدان میں ان سے ایک جوان نے یوناف کو آواز دے کر روکا۔ ان کی آواز سنتے ہی ان کی طرف دیکھے بغیر غصے کے عالم میں یوناف نے اپنی تلوار بے نیام کر لی تھی۔ شاید ابیکا پہلے ہی اسے اس تعاقب سے آگاہ کر چکی تھی۔ اور لیہ بھی سنبھل کر کھڑی ہو گئی تھی۔ پھر تیزی کے ساتھ یوناف ان کی طرف پلٹا۔ اور اپنے سامنے اپنی تلوار لہراتے ہوئے۔ تم میں سے جس کسی کو بھی اپنی زندگی عزیز نہیں۔

ہے وہ آگے بڑھ کر مجھ سے ٹکرائے اور دیکھے کہ کیسے ہولناک انداز میں موت کو اس پر میں طاری کرتا ہوں۔ ان میں سے ایک نے یوناف کو خشمگیں نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ پہلے یہ تو کہو تم ہو کون؟

یوناف نے چند ساعتوں تک غور سے ان کی طرف دیکھا۔ پھر بلند آواز میں وہ بولا تخریب کے پروردہ! میں ہمت و لو کے اس کھیل میں قانونِ فطرت کا ایک خادم ہوں۔ میں وقت کے سمندر میں نیکی کی شفق رنگ سحر ہوں میں سموں کی آنکھوں کے اندر خیر کی ایک لگن اور خوبی کی ایک تڑپ ہوں۔ اب تم لوگ کہو تمہیں کس کی تلاش ہے۔ اس بار ایک دوسرے نے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔ ہمیں تلاش تو تمہاری ہی ہے۔ تم کوئی دنگا کھڑا کیے بغیر ہمارے ساتھ ہمارے بادشاہ کے پاس چلو۔ اگر تم نے ایسا کیا تو تم خیر و بھلائی پانے والے ہو گے اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تم تاریکی و مایوسی تذلیل دب جائیگی تم پر طاری کریں گے۔ طوفانی عفریت اور الم خیزی بن کر تم پر نازل ہوں گے۔ اور زبردستی تمہیں اپنے بادشاہ ساؤل کے پاس جانے پر مجبور کر دیں گے۔ لہٰذا اگر تم ہماری مار سے بچنا چاہتے ہو۔ تو چپ چاپ ہمارے ساتھ ہو لو کیونکہ ہمارے بادشاہ ساؤل نے تمہیں طلب کیا ہے۔ اور تمہیں ہر صورت میں اس کے سامنے حاضر ہونا ہو گا۔

اس جوان کی گفتگو سن کر یوناف کی حالت خشمناک فطرت، آسیب زدہ، ڈھول بجاتے بگولے اور سحر کے سیل جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ پھر اس نے اپنی تلوار اپنے سامنے بلند کی پھر وقت کی اڑتی گرد جیسے انداز میں اس نے انہیں مخاطب کر کے کہا۔ احمقو! اپنی زبانوں کو لگام دو قبل اس کے کہ میں دوپہر کی لہر اور الاؤ کی بھڑکتی آگ کی طرح تم پر وارد ہوں۔ تمہاری حالت صحرا میں تنہا کھڑے نخل خشک جیسی کر دوں یہاں سے بھاگ جاؤ قبل اس کے کہ میں صدیوں کا غبار، اندیشوں کا اندھیرا اور تخریب کی قوت بن کر تمہاری طرف بڑھوں اور تمہاری حالت بکھری کرچیوں اور بوسیدہ اوراق جیسی کر دوں یہاں سے دفع ہو جاؤ۔ اے نادانو! اپنی زیست کی بلندی و رفعت مانگو مجھ سے پستی کی پنہائی حاصل کرنے میں جلدی نہ کرو۔ اب بھی وقت ہے۔ جدھر سے آئے ہو ادھر لوٹ جاؤ ورنہ خاک کا رزق اور لہو کی لکیروں کی داستان بن کر رہ جاؤ گے۔ سنو، بے وقوفو! میں تمہاری روایتوں کا پابند نہیں ہوں۔ مجھ سے ٹکراؤ گے تو تنکوں کی طرح بکھر جاؤ گے۔

ان میں سے ایک نے کہا۔ ہم ابھی سب مل کر تیرا سارا بے لگام گھمنڈ نکال کر رکھ دیتے

ہیں۔ پھر وہ اپنی تلواریں لہراتے ہوئے یوناف کی طرف بڑھے اس موقع پر یوناف نے اپنے پہلو میں کھڑی اریلہ کو مخاطب کر کے کہا اریلہ! اریلہ! تم ذرا ایک طرف ہٹ کر کھڑی ہو جاؤ۔ پھر دیکھو۔ ان سب کی میں کیا حالت کرتا ہوں۔ اریلہ فوراً ایک طرف ہٹ کر کھڑی ہو گئی ساں۔ لمحہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر اپنا ریشمی لمس دیا۔ پھر اس نے گنگناتی ہوئی آواز میں پوچھا۔ یوناف! یوناف! کیا میں بھی تمہارے ساتھ ان پر وارد ہوں؟ یوناف نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں جواب دیا اس کی ضرورت نہیں ہے ابلیکا۔ بس تم میرے ہاتھوں ان کی لاچارگی دیکھتے جانا۔ پھر یوناف اجل کے ہم نفس موت کی سی نگاہ اور راگ میں بہنائے باب کی طرح آگے بڑھا اور ساؤل کے ان دس محافظوں پر اس نے حملہ کر دیا تھا۔ اپنے پانچ ساتھیوں کے اس طرح ختم ہونے کے بعد باقی بچنے والے پانچ دم بخود ہو کر رہ گئے تھے اور ڈر و خوف کے مارے وہ واپس بھاگ گئے تھے۔

ساؤل کے پاس سے بھاگنے کے بعد داؤدؑ جب اپنی بیوی کے پاس آئے تو اسے اس کے باپ ساؤل کے ساتھ پیش آنے والے تمام واقعات کہہ سنائے۔ اس حادثے سے متعلق سن کر آپ کی بیوی میکل بڑی فکرمند ہوئی۔ اور آپ کو مشورہ دیتے ہوئے اس نے کہا۔ اگر آپ کسی طرح سے آج میرے باپ سے بچ نکلے ہیں تو وہ دوبارہ ضرور آپ کے خلاف حرکت میں آئے گا وہ ایک انتقامی مزاج رکھنے والا انسان ہے میں آپ کو یہی مشورہ دوں گی کہ آپ یہاں سے بھاگ کر اپنی جان بچائیں اور مجھے یہ بھی بتائیں کہ آپ کہاں جائیں گے۔ تاکہ میرا آپ کے ساتھ رابطہ رہے۔ میں آپ کی دیکھ بھال اور نگرانی کا سامان کر سکوں اور مجھے یہ بھی اطمینان ہو کہ آپ بسلامت ہیں میکل کی اس گفتگو کے جواب میں داؤدؑ بولے اور کہا میں یہاں سے نکل رامہ شہر میں اللہ کے نبی سموئیل کی طرف جاؤں گا اور جب تک حالات میرے لیے درست نہیں ہو جاتے میں وہیں رہوں گا۔ میکل نے پھر فکرمند سے لہجے میں داؤدؑ کو مخاطب کر کے کہا۔

اگر ایسا ہے تو آپ دروازے کی طرف سے محل سے باہر جانے کے بجائے۔ وہ سامنے والی کھڑکی سے نکل جائیں۔ اب شام ہونے والی ہے اور تاریکی کی آڑ میں رامہ شہر کی طرف بچ کر نکل جانا آپ کے لیے آسان ہو جائے گا۔ میکل کی اس تجویز پر عمل کرتے ہوئے داؤدؑ فوراً اس کھڑکی کے راستے باہر نکل گئے جس کی طرف میکل نے اشارہ کیا تھا۔ ان کے جانے کے بعد میکل نے بھی احتیاطی تدابیر اختیار کی۔ وہ اس مسہری کی طرف آئی جس پر داؤدؑ سویا کرتے تھے۔ اس نے اس انداز میں وہاں تکیے جما کر اوپر چادر ڈال دی کہ جیسے اس بستر پر کوئی سو رہا ہو پھر اپنے گھریلو کاموں میں مصروف ہو گئی۔

جو دس مسلح اور جنگجو جوان یوناف کے تعاقب میں نکلے تھے بھاگتے ہوئے ساؤل کے پاس واپس آئے تو ساؤل نے حیرت سے ان کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ تم یہاں سے دس گئے تھے اور پانچ لوٹ کر آرہے ہو۔ تمہارے دوسرے پانچ ساتھی کہاں ہیں۔ اور جس جوان کو میں نے تم لوگوں کو گرفتار کرنے کو بھیجا تھا۔ وہ کدھر ہے۔ اور یہ تم لوگوں کے چہرے کیسے کاسۂ حزات ڈسی ہوئی روح اور غم کی اندھی رات جیسے ہو رہے ہیں۔ ساؤل کے اس استفسار کے جواب میں ان پانچوں میں سے ایک نے ہمت کر کے اور ساؤل کو جواب دیتے ہوئے کہا۔

اے بادشاہ! جس جوان کے تعاقب میں آپ نے ہمیں بھیجا تھا۔ اس کا نام یوناف ہے۔ اے بادشاہ ہم نے اسے پکڑ کر آپ کے پاس لانے کی انتہائی کوشش کی لیکن ہم ناکام رہے۔ اس لیے کہ وہ ایک دراز دست اور بڑا طاقتور انسان ہے۔ ہم نے دیکھا وہ طوفانوں کا محرم اور آندھیوں کا شناسا ہے۔ اے بادشاہ وہ جوان ایک ایسی آگ ہے جس سے بحر بھی ابل پڑیں۔ اے بادشاہ! وہ جوان کوئی عام سا شخص نہیں ہے وہ ایک اساطیری سی شخصیت رکھتا ہے۔ ایسی اساطیری شخصیت جو کھیتوں کو بنجر اور بستیوں کو ویران کر کے رکھ دے۔ وہ بیت دہشتی میں آئے کسی جنگلی سانڈھ اور جوش زن وحشتوں کی طرح ہم پر حملہ آور ہوا اور ہمارے پانچ ساتھیوں کا لمحوں کے اندر خاتمہ کر کے ہماری لبست و کشاد کی ساری قوتوں کو اس نے مسمار کر کے رکھ دیا۔ ہم دھڑکتے دلوں اور کانپتے بدنوں کے ساتھ اس سے اپنی جانیں بچا کر بھاگے ہیں۔ اے بادشاہ! اس کے جوان کے ساتھ جو لڑکی ہے۔ اس کی آنکھوں میں بھی قیامت بدوش ریت کے بگولوں جیسا سماں تھا۔ ان دونوں سے ہمیں اپنے خون اور اپنی موت کی بو آنے لگی تھی۔

ان محافظوں کی گفتگو سن کر ساؤل کی آنکھوں میں حقارت دیر میں اتر آئی تھی۔ پھر اس نے کھولتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اگر ایسی ہی بات ہے تو اسے پکڑ کر لانے کے لیے ہم تمہارے ساتھ کچھ اور مسلح جوان بھیجنے کا انتظام کرتے ہیں۔ ان محافظوں میں سے ایک نے فوراً بولتے ہوئے کہا۔ اے بادشاہ! آپ جو چاہے حکم کریں۔ ہم اس کے پابند ہیں۔ پر اس جوان سے متعلق ہم سب کا تجزیہ یہی ہے کہ اس سے ٹکرایا نہ جائے وہ اور اس کی ساتھی لڑکی دونوں ہی کوئی مافوق الفطرت مخلوق لگتے ہیں۔ میدان کے اندر اسے رکنے کے لیے ہم نے خوب آوازیں دیں لیکن اس نے کوئی توجہ نہ کی اور برابر آگے بڑھتا رہا۔ پر جونہی ہم اس کے نزدیک گئے وہ اپنی تلوار بے نیام

کر کے یوں خوفناک انداز میں ہماری طرف مڑا جیسے وہ اپنے اور پشت کی طرف سے دیکھنے کی ایک جیسی قوت اور بصارت رکھتا ہو۔ اے بادشاہ! ہماری آپ سے یہی گزارش کہ اس جوان اور اس کی ساتھی لڑکی دونوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ ساؤل اس موقع پر کچھ کہنا چاہتا تھا کہ وہ جوان اندر داخل ہوا جسے اس نے داؤد کا پتہ کرنے کو بھیجا تھا۔ للہذا ساؤل نے اس جوان کو مخاطب کر کے پوچھا۔

کیا تو بھی اپنے ان ساتھیوں کی طرح ناکام ہی لوٹ آیا ہے یا کوئی اچھی خبر لے کر آیا ہے اس جوان نے خوشی کن لہجے میں کہا۔ اے بادشاہ! داؤد اس وقت اپنے مسہری پر سو رہے ہیں اور چادر اوڑھ کر انہوں نے اپنے آپ کو خوب ڈھانپ چھپا رکھا ہے۔ یہ گفتگو سن کر ساؤل خوش اور سب جوانوں کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ ہم ابھی جاؤ اور داؤد کو اس کی مسہری سمیت اٹھا کر یہاں میرے پاس لے آؤ۔ تاکہ میں اسے قتل کر دوں۔ وہ سب جوان بھاگے بھاگے گئے۔ لیکن تھوڑی ہی دیر بعد منہ لٹکائے اور افسردہ سے پھر ساؤل کے پاس لوٹ کر آئے اور کہنے لگے۔ اے بادشاہ! ہمارے ساتھی کو داؤد کی مسہری دیکھتے ہی غلط فہمی ہوئی ہے۔ داؤد اپنے بستر میں نہیں۔ وہ تو کہیں جا چکے ہیں۔ ان کی مسہری پر تو صرف تکیے ڈال کر ان پر چادر ڈال دی گئی تھی۔ جس سے دیکھنے والے کو یہی اندازہ ہوتا تھا کہ اس مسہری پر کوئی سو رہا ہے۔

اس انکشاف پر ساؤل غصے میں اپنی نشست سے اٹھ کھڑا ہوا۔ جلدی جلدی وہ داؤد کی بیوی اور اپنی بیٹی میکل کے پاس آیا اور درندوں جیسی غضبناک حالت میں اسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا اے میکل تو نے میری بیٹی ہو کر کیونکر مجھے دغا اور فریب دیا۔ تو نے کیوں میرے دشمن داؤد کو بھگا دیا۔ کاش تو ایسی نہ کرتی تو اب تک میں اپنا بھالا مار کر داؤد کا کام تمام کر چکا ہوتا۔ آہ تو نے اپنے باپ کو کیسا دھوکا اور فریب دیا ہے۔ اپنے باپ کی غضبناک حالت دیکھ کر میکل خوفزدہ ہو گئی للہذا اپنے آپ کو بچانے کی خاطر وہ فوراً بول پڑی اور کہنے لگی۔ اے میرے باپ انہوں نے مجھے دھمکی دی کہ اگر میں نے انہیں نہ جانے دیا تو وہ مجھے قتل کر دیں گے للہذا میں نے خاموشی اختیار کر لی۔ اور وہ اس سامنے والی کھڑکی سے نکل کر چلے گئے۔ اس موقع پر داؤد نے اپنی بیٹی میکل سے تو کچھ نہ کہا۔ اور وہاں سے خاموشی کے ساتھ نکل کر وہ اپنے کمرے کی طرف چلا گیا تھا۔ ساؤل کو شک ہو گیا تھا کہ ہو نہ ہو داؤد بھاگ کر سموئیل نبی کے پاس ہی گئے ہیں۔ للہذا اس نے رامہ شہر کی طرف قاصد بھجوائے تاکہ داؤد کو گرفتار کر کے اس کے سامنے پیش کریں تاکہ وہ انہیں سزا دے

○

داؤدؑ جب رامہ شہر میں داخل ہوئے۔ اس وقت سورج غروب ہو رہا تھا۔ بھرد ہواؤں کے بھاری جھونکے ہاتھوں کی پرپیچ لکیروں جیسے راستوں، سرکتی دراز ہوتی پرچھائیوں اور ٹھنڈے گیلے ساحلوں سے ٹکراتے رواں دواں تھے۔ روشنیاں خواب و سراب ہونے لگی تھی۔ اور بستیوں سے نکلنے دھوئیں کے پس منظر میں فضاؤں کے اندر اجنبی خوشبوئیں پھیلنے لگی تھی داؤدؑ جس وقت سموئیل کے مکان کے سامنے آئے تو انہوں نے دیکھا سموئیل اپنے مکان سے باہر ہی کھڑے ہوئے تھے۔ آگے بڑھ کر بڑے جوش و جذبے کے ساتھ وہ داؤدؑ سے بغلگیر ہو کر ملے۔ پھر وہ انہیں اپنے دیوان خانے میں لے گئے پہلے مشروب سے ان کی تواضع کی پھر ان کے سامنے بیٹھتے ہوئے پوچھا۔ اے میرے عزیز تمہارے چہرے پر پھیلی فکرمندی۔ تمہاری آنکھوں میں سے جھانکتا غم بہت کچھ کہتا ہے کہو تو تم میری طرف خیریت سے آئے ہو۔ اس پر داؤدؑ نے دکھ اور انکار سے بھرپور آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اے میرے محترم! ذوق گنہگاری کی طلب رکھنے والا اور ظلم و تعدی کی چاہت رکھنے والا ایک نفس اور ضمیر میرے درپے ہے میری روح کی تاروں پر وہ بدی کے مضراب کی ضرب لگانا چاہتا ہے وہ میرے احساس کو ویران کھنڈروں میں اور میرے جذبوں کو مردہ لمحوں کی روحوں میں بدل دینا چاہتا ہے اس سے بچنے کے لیے میں اپنے رب کی پناہ حاصل کرنے کی خاطر سرگرداں ہوں اور اسی لیے اس طرف آیا ہوں۔ اس کے بعد داؤدؑ نے اپنے اور ساؤل کے درمیان جو حالات حادثات پیش آئے تھے۔ وہ سموئیل کو تفصیل کے ساتھ سنا ڈالے تھے۔ پورے واقعات سننے کے بعد سموئیل گردن جھکا کر کچھ دیر سوچتے رہے۔ پھر داؤدؑ کو ڈھارس اور تسلی دینے کی خاطر وہ کہہ رہے تھے۔

اے میرے عزیز! تو نے اچھا کیا جو تم میری طرف چلے آئے۔ ہم کل سے دونوں مل کر تبلیغ

کا کام شروع کریں گے۔ رہی بات اس خطرے کی جو تمہیں ساؤل کی طرف سے آئے تو اللہ خبیر و بصیر ہے۔ وہ رب کبیر ہے اس نے آج تک بڑی بڑی سرکش اور باغی اقوام کے پست و بالا کو ہموار کر کے انہیں انہی کے خون میں غرق کر دیا۔ اگر ساؤل اپنی حرکتوں سے باز نہ آیا۔ تو اس کی حالت بھی ایسی ہی ہو گی اور وہ اپنی کامرانیوں کی گنتی اور ہزیمتوں کو شمار کرنا بھول جائے گا۔

سنو میرے عزیز! ہونٹوں کی آہ۔ دلوں کا نوحہ سلگتی تپش، ظلم و جبر کی پیاس، مدتوں کے لب تشنہ کا غبار، آنکھ کا آنسو اور غم کی سسکی ایک روز ضرور رنگ لا کر رہتی ہے۔ سو یہ ساؤل کے جب تک بدی کرنے کے لیے سرگرداں اور بے کل رہے گا۔ ایک روز خداوند کی گرفت کا شکار ہو گا۔ سموئیل کا ایک آدمی کھانا لے آیا تھا۔ اور دونوں مل کر کھانا کھانے لگے تھے اور دوسرے روز سے دونوں مل کر تبلیغ کا کام کرنے لگے تھے۔

بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل نے اپنے جن آدمیوں کو اس غرض سے رامہ شہر کی طرف روانہ کیا تھا کہ وہ داؤدؑ کو وہاں سے پکڑ کر اس کے پاس لائیں تو جب یہ لوگ رامہ شہر پہنچے اور وہاں انہوں نے سموئیل اور داؤدؑ کو خداوند کی باتیں اور تبلیغ کرتے وہاں سنا تو داؤدؑ کو گرفتار کرنا بھول گئے۔ اور وہ بھی تبلیغ کے اس کام میں سموئیل اور داؤدؑ کے معاون اور مددگار بن کر ان کے ساتھ رہنے لگے۔ اس کے بعد ساؤل نے یکے بعد دیگرے دو اور گروہ داؤدؑ کو گرفتار کرنے کے لیے روانہ کئے لیکن ان دونوں گروہوں کے افراد بھی سموئیل اور داؤدؑ سے ایسے متاثر ہوئے اور ان کے ساتھ ہی ہو لیے۔ یہ خبریں جب ساؤل کے پاس پہنچیں تو اسے بڑی پریشانی اور دکھ ہوا۔ اور وہ داؤدؑ کو گرفتار کرنے کے لیے کسی اور تدبیر کی فکر کرنے لگا۔

ان ہی دنوں جب کہ ساؤل بڑا فکرمند اور متوحش تھا کہ وہ داؤدؑ کو کس طرح گرفتار کر کے قتل کر دے کہ ایک روز عزازیل اس کے کمرے میں داخل ہوا۔ اس وقت ساؤل اپنے کمرے میں اکیلا بیٹھا غور و فکر کی حالت میں پڑا ہوا تھا۔ عزازیل کو دیکھ کر ساؤل چونکا پھر خوش ہوا۔ اپنی جگہ پر اٹھ کر اور آگے بڑھ کر اس نے عزازیل کا استقبال کیا پھر اسے مخاطب کر کے کہا اے عزازیل اے بابل کے کہنہ مشق کاہن۔ تم عین ضرورت کے وقت آتے ہو۔ میں ان دنوں داؤدؑ سے متعلق سخت پریشان ہوں۔ میں نے اپنے آدمیوں کو تمہاری تلاش میں بھیجا انہوں نے بابل شہر کی ساری ہی سرائیں چھان ماری۔ مگر تم کہیں نہ ملے۔ یہ میری خوشی بختی ہے کہ تم خود ہی آ گئے ہو۔ اس

لیے کہ میں تمہاری سخت ضرورت محسوس کرتا ہوں۔ اور اے عزازیل! اپنی پہلی ملاقات میں جو باتیں تم نے مجھے داؤدؑ سے متعلق بتائیں تھیں وہ ساری کی ساری سچ ثابت ہوئیں اور اب اسی کے سدباب کے سلسلے میں تم سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں۔

اس موقع پر عزازیل نے بڑی مکاری اور فریب سے کام لیتے ہوئے کہا۔ اے بنی اسرائیل کے عظیم بادشاہ! میں دیکھتا ہوں کہ آپ روشنی کو روتی شمع اور خواری کے تماشے کی طرح اداس اور مغموم ہیں۔ اپنے چہرے پر زہریلی سی مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے ساؤل بولا۔ اے عزازیل! تمہارا کہنا درست ہے میں ان دنوں واقعی رات کی باہوں اور بے کل خواہشوں کا اسیر ہو کر رہ گیا ہوں۔ اس وقت میرے سامنے دو مسائل ہیں جو مجھ پر بے چین بھٹکتی پھرتی آرزوؤں اور زنجیر غلامانہ کی طرح چھائی ہوئی ہیں۔ ان دو مسائل میں سے ایک تو داؤدؑ اور دوسرا یوناف نام کا ایک جوان ہے۔ جس سے متعلق میرے محافظوں کا کہنا ہے کہ وہ کوئی عام سا جوان نہیں بلکہ ایک مافوق الفطرت انسان ہے میں ان دونوں ہی کی گرفتاری اور پھر قتل کر دینے کے درپے ہوں لیکن دونوں ہی کے سلسلے میں مجھے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ہے۔

داؤدؑ کی طرف تو میں نے یہ درپہ اپنے دو قوت بھیجے کہ وہ اسے رامہ شہر سے گرفتار کر کے یہاں میرے پاس لے کر آئیں لیکن اس میں مجھے ناکامی ہوئی اور اب میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں خود رامہ شہر کی طرف اپنے محافظ دستوں کے ساتھ جاؤں گا اور وہاں سے داؤدؑ کو گرفتار کر کے یہاں جلجال شہر میں لے کر آؤں گا اور عام لوگوں کے سامنے اسے قتل کروں گا تاکہ دوسروں کو اس کے انجام سے عبرت ہو۔ اے عزازیل اب تم کہو تمہارا اس سلسلے میں کیا خیال اور مشورہ ہے۔ عزازیل اس موقع پر یوناف کا نام سن کر چونکا تھا۔ پر جلد ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ پھر وہ بولا۔ اے بادشاہ داؤدؑ سے متعلق جو فیصلہ آپ نے کیا ہے اس سے میں اتفاق کرتا ہوں۔ آپ کو خود رامہ شہر جا کر داؤدؑ کی گرفتاری کا سامان کرنا چاہیئے۔ اس سلسلے میں آپ کی میں کوئی مدد نہ کر سکوں گا۔ رہا سوال یوناف کی گرفتاری کا تو اے بادشاہ اس جوان کو میں خوب جانتا ہوں۔ میری ایک عرصے سے اس جوان کے ساتھ عداوت ہے۔ اور میں آپ سے عہد کرتا ہوں کہ جلد یا بدیر ایک روز میں اس جوان کو ضرور گرفتار کر کے آپ کے پیش کروں گا۔

اے بادشاہ! جہاں تک اس یوناف نام کے جوان کا مافوق الفطرت ہونے کا تعلق ہے تو انکشاف درست ہے۔ وہ بے شمار سری اور جہری قوتوں کا مالک ہے۔ اور اپنے دشمنوں کو لمحوں کے اندر کچلنے اور مغلوب کرنے کا فن جانتا ہے۔ تاہم میں بھی اسی جیسی مافوق البشریت قوتوں کا مالک ہوں اور مجھے امید ہے کہ ایک روز میں ضرور اسے زنجیروں میں جکڑ کر آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ اس لیے کہ یہ دراز دست یوناف نہ صرف آپ کا بلکہ پوری انسانیت کا دشمن ہے۔ اے بادشاہ! گو یوناف نام کے اس جوان کی باتوں کا ہر ہر حرف جادو اور اس کا ہر لفظ ایک شعر ہے پھر بھی یہ جوان قدم قدم پر لوگوں کے لیے جہنم کھڑے کرنے والا ہے۔ دلوں کے باغ اور ضمیر کے خرمن اجاڑنے والا۔ اور لوگوں کو بے اساس امیدیں دلا کر ان کی جانوں کو سلگانے اور ان کی روحوں پر ظلم و ستم کرنے والا ہے۔ ساؤل نے تیز اور کھوئے کھوئے سے انداز میں کہا۔ پھر یہ یوناف تو بہت برا بلکہ شیطان کا ساتھی ہے اے عزازیل یہ شیطان بھی کیا بری شے اور بدبلا ہے۔ نہ خیر والوں کو معاف کرتا ہے۔ نہ جنوں والوں کو چھوڑتا ہے۔ سب کے پیچھے بھوکے اور باؤلے کتے کی طرح بڑھتا ہے اپنے متعلق ایسی گفتگو سن کر عزازیل کے چہرے پر میل اور سیاہی سی اتر آئی تھی اور اس کی آنکھوں سے خجالت و شرمندگی جھانکنے لگی تھی تاہم اس نے فوراً اپنے آپ کو سنبھال لیا اور اپنے لہجے میں اور زیادہ کشش اور نرمی پیدا کرتے ہوئے کہا۔

اے بنی اسرائیل کے عظیم بادشاہ! یہ شیطان بیچارہ تو یوں ہی بدنام ہے۔ ورنہ انسانوں میں اکثر اس سے بھی زیادہ گنہگار ہیں۔ اس لیے کہ وہ تو خداوند کو صرف ایک ہی سجدہ نہ کرنے کا گنہگار ہے ورنہ انسان تو ایسے بھی ہیں جو کبھی سجدہ تک نہیں کرتے۔ عزازیل سے یہ الفاظ سن کر ساؤل نے ایک بار نظر بھر کر اس کی طرف دیکھا۔ پھر کہا۔ اے عزازیل! میں تمہارے ان خیالات سے اتفاق نہیں کرتا۔ گو شیطان ایک ہی سجدہ نہ کرنے کا گنہگار ہے لیکن اس کا یہ سجدہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اس لیے کہ اس سجدے کا حکم اسے خداوند کی طرف سے براہ راست ملا تھا۔ اور تم دیکھتے ہو کہ انسانوں میں سے پیغمبروں کے علاوہ کسی کو بھی سجدے و عبادت کا براہ راست حکم نہیں ملا۔ اور پیغمبروں میں سے تم کسی ایسے پیغمبر کا نام بتا سکتے ہو جس نے شیطان کی طرح ایسا براہ راست حکم ملنے کے باوجود خداوند کو سجدہ کرنے سے انکار کیا ہو۔ یقیناً ایسا کوئی نبی اور رسول نہیں ہے۔ لہٰذا انسان شیطان سے ہر طرح اور ہر لحاظ سے افضل و برتر ہے۔

اور پھر یہ شیطان تو ایسا بدبخت ہے کہ صدیاں گزر جانے کے باوجود اپنے فعل پر نادم و تائب نہیں ہوا جب کہ انسان اپنے رب کی طرف رجوع کرتا ہے۔ لہٰذا اعمال و افعال کے لحاظ سے شیطان کو انسان سے کیا نسبت۔ اور پھر تم تو جانتے ہی ہو کہ یہ مردود! تو دن رات اللہ کی مخلوق کو گمراہ کرنے میں لگا ہوا ہے اس طرح ایک سزا تو اسے اپنے گناہوں کی ملے گی اور دوسری سزا اوروں کو گمراہ کرنے کی بھی ملے گی۔ ساؤل کی اس گفتگو پر عزازیل لاجواب ہو کر رہ گیا تھا۔ تاہم گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے وہ پھر بولا۔ اے بادشاہ! تمہاری باتوں میں واقعی وزن ہے۔ اور اس یوناف نام کے جوان کو زنجیروں میں جکڑ کر آپ کے سامنے پیش کرنے کی کوئی تدبیر کرتا ہوں۔ ساؤل نے مسکراتے ہوئے اور خوش طبعی میں عزازیل کی تائید کی اور پھر عزازیل وہاں سے نکل گیا تھا۔

ساؤل کے محل سے باہر کھلے میدان میں عارب، بیوسا اور بنیطہ کھڑے ہوئے تھے۔ عزازیل ان کے پاس آیا اور انہیں مخاطب کر کے وہ کہنے لگا۔ اے میرے قدیم و قریبی رفیقو! میں بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل سے مل کر آ رہا ہوں۔ یوناف کہیں داؤدؑ کی مدد کرنے ساؤل کے محل میں آیا تھا جس بنا پر ساؤل یوناف سے سخت نالاں اور بیزار ہے۔ وہ یوناف کو گرفتار کر کے اس کا خاتمہ کرنے کا خواہشمند ہے۔ میں ساؤل سے وعدہ کر آیا ہوں کہ میں یوناف کو زنجیروں میں جکڑ کر اس کے سامنے پیش کر دوں گا۔" عارب نے فوراً فکرمندی اور پریشانی کے عالم میں پوچھ لیا۔ اے آقا! آپ نے وعدہ تو کر لیا۔ پر یہ کام کون کرے گا عزازیل نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا۔ میں ازب کو یوناف کے پیچھے لگاؤں گا اور اسے کہوں گا کہ وہ کوئی طریقہ استعمال کر کے یوناف کو زنجیروں میں جکڑ کے پیش کرے۔

عارب پھر بولا۔ اے آقا! یہ ازب تو اس سے قبل حجاز کی سرزمین میں عقبہ کی گھاٹی میں یوناف کے ہاتھوں ہزیمت اٹھا چکا ہے۔ پھر بھی آپ امید رکھتے ہیں کہ یہ یوناف کو زیر کرے گا اور زنجیروں میں جکڑے گا تاکہ اپنے وعدے کے مطابق آپ اسے ساؤل کے سامنے پیش کر سکیں۔ عزازیل نے لاپروائی میں کندھے اچکاتے ہوئے کہا ہم نے پہلے کب کسی سے کیا ہوا کوئی وعدہ کبھی پورا کیا ہے۔ یہ کام ہو گیا تو ٹھیک نہ ہوا تو نہ سہی اس کے ساتھ وہ سب اس سرائے کی طرف چلے گئے تھے جس میں ان کا قیام تھا۔

○

داؤدؑ کو گرفتار کرنے کی نیت سے ساؤل اپنے مسلح دستوں کے ساتھ خود جلجال سے رامہ شہر کی طرف روانہ ہوا۔ اس روانگی کی خبر جب داؤدؑ کو ہوئی تو ساؤل کی گرفت سے بچنے کے لیے وہ رامہ شہر سے نکل کھڑے ہوئے اور نوب شہر کا رخ کیا۔ اس شہر کے اندر بنی اسرائیل کا ایک بہت بڑا ہیکل اور معبد تھا اور اس ہیکل کا نگران اخیملک نام کا ایک شخص تھا جسے لوگ کاہن کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ اس ہیکل کے کارندوں نے جب اس کاہن کو یہ خبر دی کہ داؤدؑ بن لیسی اس سے ملنے کو آئے ہیں۔ تو اس نے بڑی گرم جوشی کے ساتھ ہیکل سے باہر نکل کر داؤدؑ کا استقبال کیا۔ وہ کاہن جو شاید داؤدؑ کے حالات کو جانتا اور سمجھتا تھا۔ وہ بڑے احترام اور توقیر کے ساتھ داؤدؑ کو ہیکل میں لے گیا۔ اور ان کی خوب دیکھ بھال۔ آؤ بھگت اور تواضع کی بہرحال ساؤل کی نگاہوں سے دور داؤدؑ اس ہیکل میں دن گزارنے لگے تھے

اس دوران ساؤل بھی رامہ شہر میں داؤدؑ کو نہ پا کر واپس جلجال چلا گیا تھا اور وہاں سے اس نے اپنے آدمی داؤدؑ کی تلاش میں روانہ کر دیئے تھے۔ ساؤل کے ان ہی آدمیوں میں سے ایک شخص جس کا نام ادومی دوئیگ تھا داؤدؑ کی تلاش میں نوب شہر میں داخل ہوا ادومی دوئیگ نام کا یہ شخص ساؤل کے چرواہوں کا سردار تھا۔ داؤدؑ نے اس شخص کو نوب شہر میں گھومتے ہوئے دیکھ لیا۔ لیکن اس کی نظر داؤدؑ پر نہ پڑی تھی۔ اب داؤدؑ نوب شہر میں بھی اپنے لیے خطرہ محسوس کرنے لگے تھے۔ اور انہیں یقین ہو گیا تھا کہ جس طرح ساؤل نے اس شہر میں ان کی تلاش کے لیے اپنے آدمی بھیجے ہیں ایسے ہی دوسرے شہروں کو بھی روانہ کئے ہوں گے لہٰذا انہوں نے بنی اسرائیل کی سلطنت سے نکل جانے کا ارادہ کر لیا تاکہ ساؤل کی دسترس سے محفوظ ہو جائیں اس نئی صورت حال کے تحت داؤدؑ واپس ہیکل میں آئے اور وہاں انہوں نے کاہن اخیملک کو مخاطب کر کے پوچھا۔

اے عزیز! تو دیکھتا ہے کہ میں غیر مسلح ہوں۔ کیا یہاں اس ہیکل میں تیرے پاس کوئی نیزہ، بھالا اور تلوار نہیں ہے۔ اخیملک نے بڑی عاجزی میں کہا۔ اے یسی کے بیٹے! ایلہ کی وادیوں کے اندر آپ نے فلستیوں کے جالوت نام کے جس پہلوان کو قتل کیا تھا اس جنگ کے بعد اس جالوت کی تلوار اس ہیکل میں رکھ دی گئی تھی۔ تاکہ لوگ اسے عبرت کی نگاہ سے دیکھیں اور اسی طرح انہیں اپنی قوم کی عظمت اور فلستیوں کی بے بسی کا احساس ہو۔ بس یہی ایک ہتھیار اس ہیکل کے اندر ہے۔ اگر آپ اسے لینا چاہتے ہیں تو میں حاضر کئے دیتا ہوں۔ اخیملک کے اس انکشاف پر داؤدؑ نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ میرے ہاتھوں مرنے والے جالوت کی تلوار سے بہتر اور کیا ہتھیار ہو سکتا ہے۔ بس تم وہ تلوار نکال لاؤ۔ وہ میرے خوب کام آئے گی۔ اخیملک بھاگا بھاگا ہیکل کے اندرونی حصے کی طرف گیا اور پھر وہ جالوت کی بھاری اور وزنی تلوار اٹھا لایا جو کپڑے میں لپٹی ہوئی تھی۔ داؤدؑ نے وہ تلوار لے لی اخیملک کا انہوں نے شکریہ ادا کیا اور ساؤل کی گرفت سے بچنے کے لیے وہ اس ہیکل سے نکل کر فلستیوں کی سرزمین کی طرف چلے گئے تھے۔

فلستیوں کی سرزمین میں رہتے ہوئے داؤد کو رفتہ رفتہ یہ احساس ہونے لگا جیسے وہاں کے لوگ انہیں آہستہ آہستہ ان کے پہلوان جالوت کے قاتل کی حیثیت سے پہچاننے لگے ہوں۔ جب آپ کو پتہ چلا کہ آپ کو پہچان جانے والے لوگ اس معاملے کو اپنے بادشاہ اکیس کے پاس لے جانے کا ارادہ کرنے لگے ہیں تو داؤدؑ فلستیوں کی سرزمین سے بھاگ کر عدلام کی طرف چلے گئے تھے۔

عدلام ہی کے مقام پر داؤدؑ کے اہل خانہ اور ان کے عزیز و اقارب آ ملے۔ ان کی کل تعداد چار سو کے قریب تھی۔ اور یہ سب ساؤل کے خوف سے بھاگے تھے کہ کہیں داؤدؑ سے دشمنی کی بنا پر ساؤل ان کا بھی قتل عام نہ کرا دے۔ عدلام سے داؤدؑ اپنے ان چار سو ساتھیوں کے ساتھ موآبیوں کی سرزمین میں داخل ہوئے اور ان کے مرکزی شہر مصفاہ میں آ کر موآبیوں کے بادشاہ سے ملے۔ ان سے اپنے پورے حالات کہے اور یہ بھی اس سے کہا۔ کہ میرے عزیز و اقارب سب کو یہاں رہنے کی اجازت دی جائے۔ موآبیوں کے بادشاہ نے بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل کے خوف کے تحت ایسا کرنے سے انکار کر دیا جس کی بناء پر داؤدؑ اپنے چار سو ساتھیوں کے ساتھ مصفاہ شہر سے نکل گئے اور دشتِ حارث کے سنسان علاقوں اور جنگل میں جا کر پناہ لے لی تھی کچھ عرصہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ داؤدؑ نے اسی حارث نام کے بن میں گزارا پھر اس بن سے نکل کر انہوں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ قعیلہ شہر میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

○

بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل نے اپنے سارے خدام کو جمع کیا۔ پھر انہیں مخاطب کرتے ہوئے وہ ان سے کہنے لگا۔ اے بنیمینو! ایسا لگتا ہے کہ تم سب نے مل کر میرے خلاف ایک سازش تیار کر رکھی ہے۔ کیونکہ جب کبھی بھی میرا بیٹا یونتن۔ داؤدؑ کے ساتھ کوئی عہد و پیمان کرتا ہے تو تم میں سے کوئی بھی مجھے ان دونوں کے باہمی معاملات سے آگاہ نہیں کرتا۔ نہ ہی تم میں سے مجھے کوئی یہ اطلاع کرتا ہے کہ میرے بیٹے نے داؤد کو میرے خلاف حرکت میں آنے کے لیے کس بات پر ابھارا ہے تم میں سے کوئی بھی میرے لیے غمگین اور فکر مند نہیں ہے۔ سنو بنیمینو! آخر تم ایسا کیوں کرتے ہو۔ تم لوگ کیوں میرے مقابلے میں داؤدؑ کو بہتر خیال کرتے ہو کیا غریب یسی کا چار بیٹا داؤدؑ تم لوگوں کو انعام و اکرام میں کھیت اور تاکستان دے دیگا یا تم سب کو سینکڑوں اور ہزاروں کا سردار بنا دیگا جو تم میری نسبت اسے بہتر خیال کرتے ہو۔ اور اس کی خبریں تم لوگ مجھ تک نہیں پہنچاتے ہو۔ کیا میں یہ سمجھ لوں کہ تم لوگ اندر ہی اندر میرے بیٹے یونتن اور یسی کے بیٹے داؤدؑ کے لیے کام کر رہے ہو۔

قبل اس کے کہ ساؤل ان خدام سے کچھ اور کہتا یا ان میں سے کوئی ساؤل کی ان باتوں کا جواب دیتا۔ ساؤل کے چرواہوں کا سردار ادومی دوئیگ وہاں آیا اور ساؤل کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ اے بادشاہ میں داؤدؑ سے متعلق اہم خبریں لے کر آیا ہوں۔ ادومی دوئیگ کے اس انکشاف پر ساؤل خوشی میں چونک سا پڑا قبل اس کے کہ وہ ادومی دوئیگ سے کچھ پوچھتا اس کے وہاں جمع ہونے والے اپنے سارے خدام کو مخاطب کر کے کہا۔ اب تم لوگ جاؤ۔ اور جو باتیں میں نے کہی ہیں۔ ان کا خیال رکھو۔ جب وہ خدام چلے گئے۔ تب ساؤل نے ادومی دوئیگ کو مخاطب کر کے پوچھا۔ اب کہو تم داؤدؑ سے متعلق کیا خبریں لے کر آئے ہو۔ تب ادومی دوئیگ کو بولا اور داؤدؑ سے متعلق تفصیل بتاتے ہوئے کہنے لگا۔

اے بادشاہ! داؤدؑ سے متعلق میں یہ خبریں لے کر آیا ہوں کہ وہ بھاگ کر نوب شہر میں اخیطوب کے بیٹے اخیملک کے پاس چلے گئے تھے جو وہاں کا کاہن ہے اخیملک کے ہاں ہی داؤدؑ

نے قیام کیا۔ اور اخیملک نے ان کی میزبانی اور مہمانداری کی اور چونکہ داؤدؑ غیر مسلح تھا لہٰذا جب داؤدؑ وہاں سے رخصت ہونے لگا تو اخیملک نے داؤدؑ کو جالوت کی وہ تلوار بھی دی جو نوب کے ہیکل میں امانت کے طور پر رکھی گئی تھی۔ اخیملک کے ہاں چند روز تک قیام کرنے کے بعد داؤدؑ وہاں سے رخصت ہو گیا۔ اس کے بعد اب وہ کہاں ہے میں نہیں جانتا۔

ادومی دوئیگ کی گفتگو سن کر ساؤل خوش ہوا اور اس کے شانے تھپتھپاتے ہوئے اس سے کہا اے دوئیگ! تم بہترین خبریں لے کر آئے ہو۔ اب کسی کو نوب شہر کی طرف روانہ کرو کہ وہ [illegible] اور اس کے سارے اہل خانہ اور رشتہ داروں کو بلا کر یہاں لائے۔ ساؤل کا یہ حکم سن کر [illegible] وہاں سے نکل گیا تھا۔

○

چند دن بعد کاہن اخیملک، ساؤل کے حکم کے مطابق اپنے عزیز و اقارب کے ساتھ ساؤل کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے ان عزیز و اقارب کی تعداد پچاسی تھی۔ جن میں اس کا باپ اخیطوب اور بیٹا ابی یاتر بھی تھے۔ جب ان سب لوگوں کو ساؤل کے سامنے پیش کیا گیا تو ساؤل نے اخیملک کو مخاطب کر کے کہا۔ اے نوب کے معزز کاہن! مجھے خبر ملی ہے کہ تو نے یسی کے بیٹے داؤدؑ کو اپنے ہاں پناہ دی۔ اس کی مہمانداری اور ضیافت کی اور ہیکل میں رکھی فلسطیوں کے پہلوان جالوت کی تلوار بھی اس کے حوالے کر دی تاکہ اس خوفناک تلوار کو وہ میرے خلاف استعمال کرے کیا تو نے اس لیے داؤدؑ کی مدد کی کہ وہ میرے خلاف گھات لگائے اور مجھ سے میرا سب کچھ چھین کر مجھے بے نوا اور بے مایہ بنا کر رکھ دے۔ ساؤل جب خاموش ہوا کاہن اخیملک بولا اور کہا۔

اے بادشاہ! قرب رکھنے والوں میں داؤدؑ کی طرح کون امانت دار ہے۔ اے بادشاہ! وہ تیرا داماد نہیں اور تیرے اسی محل کے اندر رہائش رکھتا ہے۔ وہ تیرے گھر میں معزز اور صاحب اکرام ہے۔ اس لیے اے بادشاہ! مجھے اور میرے ان اعزا و اقارب کو کوئی الزام نہ دے اس لیے کہ ہم نہیں جانتے کہ تمہارے اور داؤد کے تعلقات میں کیا تبدیلی آ چکی ہے۔ اور ہمیں خبر نہیں کہ داؤدؑ کے ساتھ اب تمہاری قرابت داری اور تعلق ویسا نہیں جیسے پہلے ہوا کرتا تھا۔ ساؤل نے کردھا اور غصے کے اظہار میں کہا۔ اے اخیملک! میں تمہاری

اس گفتگو کو نہیں مانتا۔ تمہاری اس حجت اور دلیل کو بھی تسلیم نہیں کرتا کہ تمہیں میرے اور داؤدؑ کے موجودہ تعلقات کا علم نہیں ہے تو سب کچھ جانتا ہے۔ لہٰذا اس سب کچھ جاننے کے بعد تمہاری طرف سے داؤدؑ کے ساتھ ایسے سلوک اور نرمی کی بنا پر تو اور تیرے سے اہل خانہ ضرور مارے جائیں گے پھر ساؤل نے ان پچاسی افراد کے قتل کا حکم دے دیا۔ ان سب کو انتہائی بے دردی کے ساتھ کاٹ کر رکھ دیا گیا تھا۔ تاہم کاہن اخیملک کا بیٹا ابی یاتر اندھیرے کی آڑ میں کسی نہ کسی طرح وہاں سے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

اخیملک کا بیٹا ابی یاتر جبال سے بھاگ کر قبیلہ شہر میں داؤدؑ کے پاس چلا گیا تھا۔ وہاں اس نے داؤدؑ کو اپنے باپ، دادا اور دوسرے عزیزوں کے مارے جانے کی اطلاع کی۔ داؤدؑ نے اس سے ہمدردی کا اظہار کیا اور ابی یاتر کو انہوں نے اپنے ساتھ رکھ لیا۔

○

داؤدؑ کی طرف جانے کے لیے یوناف اور ارلیہ قبیلہ شہر سے باہر ایک چٹان پر نمودار ہوئے اور یوناف نے ارلیہ کو مخاطب کر کے کہا۔ ارلیہ! ارلیہ! آؤ داؤدؑ کی طرف چلتے ہیں۔ اور ظالم ساؤل کے مقابلے میں ان کے معاون و مددگار بن کر رہتے ہیں۔ کسی نبی اور رسول کا ساتھ دینا۔ خود اپنی فلاح نہیں بلکہ اس میں انسانیت کی فلاح ہے اور اے ارلیہ ——

یوناف کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ اس لمحہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا تھا۔ ارلیہ بھی سمجھ گئی تھی کہ ابلیکا یوناف کے ساتھ محو گفتگو ہو گئی ہے۔ لہٰذا وہ بھی خاموشی اور تجسس آمیز نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھنے لگی تھی۔ یوناف کی گردن پر لمس دینے کے بعد سنجیدہ اور فکرمندی سی آواز میں کہا۔ یوناف! یوناف! سنبھل جاؤ۔ عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ تم پر وارد ہو رہا ہے ——

یوناف کچھ پوچھتے پوچھتے رک گیا۔ کیونکہ اسی لمحہ یوناف کے سامنے عزازیل، عارب، بیوسا اور بینطہ نمودار ہوئے تھے انہیں دیکھتے ہی ارلیہ سنبھل گئی اور فوراً محتاط ہو کر کھڑی ہو گئی اور احتیاط کے طور پر اس نے یوناف کا کھردرا ہاتھ اپنے نرم و نازک اور ریشمی ہاتھ میں لے لیا تھا۔ ابلیکا اسی طرح یوناف کی گردن پر لمس دیتی ہوئی اسے وہاں اپنی موجودگی کا احساس دلا رہی تھی۔ اتنے میں عزازیل نے ایک تفاخر اور نخوت بھرا ایک قہقہہ

لگایا۔ پھر اس نے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔

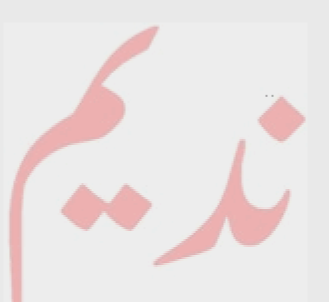
اے یوناف دیکھ آج میں اور میرے ساتھی ایک بار پھر روگ بھرا اسنسار، دہکتا دوزخ سوگ کا عصا اور نفرت کا زہر بن کر تیرے سامنے آ کھڑے ہوئے ہیں۔ دیکھ نیکی کے گماشتے آج ہم خزاں کے اداس نغمے اور چنگاڑتے طوفان بن کر تم پر وارد ہوں گے۔ دیکھ اس وقت میں چاہوں تو اپنے سارے ساتھیوں کے ساتھ بھی تم پر حملہ آور ہو سکتا ہوں۔ پر میں ایسا نہ کروں گا۔ دیکھ یہ حجاز کی سرزمین سے تعلق رکھنے والا میرا ساتھی ازب ہی تیرا مقابلہ کرے گا۔ تو دیکھ رہا ہے کہ اس کے پاس لوہے کی لمبی زنجیر ہے جس کی کڑیاں خوب موٹی اور وزنی ہیں تمہیں بے بس کر کے یہ ازب تمہیں اپنی زنجیروں میں جکڑے گا پھر ہم تمہیں پابازنجیر کر کے بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل کے سامنے پیش کریں گے۔ اس لیے کہ میں ساؤل سے ایسا وعدہ کر چکا ہوں یوناف نے عزازیل کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا۔ ایک بار نظر بھر کر اس نے بڑی عاجزی و انکساری کے ساتھ آسمان کی طرف دیکھا۔ پھر دعائیہ انداز میں کہہ رہا تھا۔

اے خداوند کبیر! اے مشرق و مغرب کے رب! میں تیرے ہی سامنے اپنا دامان گریبان، اپنا دستِ طلب اور اپنے حروف دعا بلند کرتا ہوں۔ اے میرے رب! تو ہی علیم آفاق ہے۔ یہ عزازیل اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اپنی پوری اندھی خوفناک قوتوں، ہول انگیزی اور نفرتوں کی اداس ریت کے ساتھ آوارد ہوا ہے۔ اے سب سے بڑے رحم کرنے والے اور حاکموں کے حاکم! ان شیاطین کی ہوس، عشق خونخواری، سفلی خواہشات، حیوانی جذبات اور اندھی شدتوں کے مقابلے میں میری مدد فرما اے اللہ! تو ہی ہے جو عبادت کے لائق ہے۔ تو ہی ہے جس سے مدد مانگی جا سکتی ہے۔ تیرے سوا نہ کوئی بندگی اور نہ ہی مدد کے لیے پکارے جانے کے قابل ہے پس تو ہی اپنے ان نافرمانوں اور فطرت کے باغیوں کے خلاف میری اعانت و مدد فرما۔

عزازیل تھوڑی دیر تک خاموش کھڑا یوناف کو دیکھتا رہا۔ جب یوناف دعا مانگتا رہا اور اس کی گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا۔ تب عزازیل پھر بولا۔ اے نیکی کے گماشتے! تو چپ اور خاموش کیوں ہے میری باتوں کا جواب کیوں نہیں دیتا۔ کیا ہمیں دیکھ کر تمہیں یہ فکر لاحق ہو گئی ہے کہ ہم تمہاری بیوی ارلیہ تم سے چھین لینے میں کامیاب ہو جائیں گے یا یہ کہ تم ارلیہ کے حسن و جوانی کے طوفان، اس کے سرخ آبشاروں اور رنگوں کی ملگجی بہاروں جیسے شباب میں کھو کر رہ گئے ہو

اے یوناف! اب تو ارلیہ کی چاند کی طرح چھلکتی جوانی کو زیادہ عرصہ تک اپنے ساتھ نہ رکھ سکے گا۔ اب وہ وقت آ گیا ہے کہ ہم تم سے تمہارا یہ اتصال کدہ اور جمال کی لو تم سے چھین لیں گے۔ عزازیل کے خاموش ہونے پر یوناف بولا اور کہا۔

اے ہوس کے شیطانو! اے ستم رانو! خداوند کے ننانوے اسماء کی قسم اگر ان ویرانوں کے اندر تم لوگوں نے مجھ سے ٹکرانے کی کوشش کی تو میں تمہارے اسم و جان کو سیاہ تقدیر اور محکومیت کی قید تمہاری نبض و نفس کو تمناؤں کے سراب اور دکھوں کی کسک اور تمہارے اعضاء و جوارح کو شہر بے ضمیر اور پیاس کا صحرا بنا کر رکھ دوں گا۔ جس وقت یوناف عزازیل کے ساتھ مشغول تھا۔ تو ازب نے اس کی اس محویت اور مشغولیت سے فائدہ اٹھایا اور لوہے کی وزنی زنجیر گھما کر اس زور سے یوناف کو دے ماری کہ یوناف جڑ سے اکھڑ جانے والے درخت کی طرح زمین پر گر گیا تھا۔



○

جس وقت یوناف عزازیل کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا اور اس کی بے دھیانی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عزازیل کے خونخوار ساتھی ازب نے لوہے کی بھاری اور وزنی زنجیر یوناف کو مار کر زمین پر گرا دیا تھا۔ اس وقت یوناف کو گرا دیکھ کر حسین ارلیہ کی حالت دیمک لگے درِ بام، ویران گزرگاہ۔ قبرستان کی ویرانی اور احساس کے ویران کھنڈروں جیسی ہو کر رہ گئی تھی یوناف کے یوں بے بسی کی حالت میں زمین پر گر جانے پر عزازیل، عارب، بیوسا اور بینطہ بے شمار خوشیوں کا شکار ہو گئے تھے۔ دوسری طرف ازب بھی اپنی اس کارگزاری پر خوش تھا زنجیر مار کر یوناف کو گرانے کے بعد اس نے شورِ قیامت کی گونج جیسا اپنا فتح کا نعرہ بلند کیا اور ایک طرح سے سرفرازی کا رقص کرتا ہوا وہ آگے بڑھا۔ اس کا ارادہ تھا کہ دوسری بار یوناف کو زنجیر مار کر اسے مکمل طور پر اپنے سامنے بے بس و مجبور کر کے رکھ دے جونہی اپنی زنجیر فضا میں لہرا کر اس نے یوناف کی طرف گرائی۔

یوناف فوراً ایک تیزی کے ساتھ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور لپیٹے اوپر گرتے والی زنجیر کا سرا پکڑ کر اس نے اپنی طرف کھینچ لیا تھا۔ ازب نے پوری قوت سے زنجیر کو اپنی طرف کھینچا تاکہ زنجیر کا دوسرا سرا یوناف سے چھڑائے پر وہ ایسا کرتے میں مکمل طور پر ناکام رہا پھر یوناف نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ فطرت کے باغیو! ابوس کے بندو! اسے رکھو جب تک میرے رب کی مدد و اعانت میرے شاملِ حال ہے تم لوگ مجھے بے شرف و بے توقیر نہیں کر سکتے۔ تم لوگ مجھے اپنی ہوس کے صحرا اور تحریک تلبیس کا شکار نہیں بنا سکتے۔ سنو فنا انجام شیطانو! ان ویرانوں کے اندر اپنے رب کی مدد و حمایت کے بل بوتے پر میں تمہاری خواہشوں کی گندگی، منفی قوتوں اور تخریبی طاقتوں پر ضرب لگاؤں گا اگر تم سب لوگ بھی مجھ سے ایک ساتھ ٹکراؤ۔ تو تمہارے اپنی بقا کی اس جنگ میں ضرور میں ہی کامیاب رہوں گا۔

یوناف کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔ کیونکہ ازب زنجیر پہ اپنی پوری قوت صرف کرتے ہوئے یوناف کو اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کرنے لگا تھا۔ دوسری طرف یوناف بھی اپنی قوت صرف کرتے ہوئے ازب کو اپنی طرف کھینچ لینے کی جدوجہد کر رہا تھا، عارب، بیوسا، بینطہ اور عزازیل بڑی حیرت اور شوق کے ساتھ یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ دوسری طرف ارلیہ کی حالت بھی ایسی ہی تھی۔ وہ یوناف کے پہلو میں کھڑی تھی اور رونما ہونے والے نتائج کی منتظر تھی۔ پھر یوناف نے فضاؤں کے اندر ایک ہیجانی کیفیت طاری کر دینے والی اپنی آواز میں اپنے رب کی تکبیر کہی۔ اور ایسی قوت اور زور کے ساتھ اس نے "اللہ اکبر" پکارا کہ اس کی آواز رقصِ برق و باراں کی طرح اطراف و اکناف کی اشیاء سے ٹکراتی تھی۔ اس کے ساتھ ہی زنجیر پر اپنی پوری قوت صرف کرتے ہوئے یوناف ایسا زوردار جھٹکا دیا کہ ازب کھنچ کر اس کی چھاتی کے ساتھ آ ٹکرایا تھا اور اسی لمحہ یوناف نے اپنے ہاتھ میں پکڑی چھوڑ دی اور ہیجانی انداز میں اس نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں سے ازب کے چہرے گردن اور پیٹ پر ضربیں لگانی شروع کر دی تھیں۔

یوناف کی پے بہ پے ضربیں پڑنے سے ازب بری طرح کراہ اٹھا تھا۔ اور وہ دہرا ہو کر زمین کی طرف جھک گیا تھا۔ پھر یوناف نے قریب پڑی ہوئی زنجیر اٹھا اور جس طرح ازب نے لہرا کر اسے ماری تھی ایسے ہی زنجیر لہرا کر اس نے ازب کو دے ماری ازب بری طرح ہوا میں اچھلا اور ایک قریبی چٹان کے پاس جا گرا تھا۔ اس موقع پر یوناف نے عزازیل کو مخاطب کر کے کہا۔

اے اجالوں کا لہو کرنے والے! کیا یہی وہ ازب ہے جسے تو اپنے ساتھ لایا تھا۔ تاکہ مجھے زنجیروں میں جکڑ کر بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل کے سامنے پیش کیا جائے۔ دیکھ اپنے مقصد میں تو کیسا ناکام و نامراد رہا۔ اے عزازیل تو کبھی خود مجھ سے کیوں نہیں ٹکراتا۔ پھر دیکھ میں تجھے مار مار کر تیری ہڈی پسلی چور چور کر دوں۔ تیری نخوتوں تیری عشرتوں کو تمام کر دوں تیری زیست کے سفر کو قسمت کی زنجیروں میں جکڑ کر تیری حالت شہرِ بے ضمیر اور چشمِ حقارت جیسی بنا کر رکھوں۔ اے عزازیل آگے بڑھ اور خود مجھ سے ٹکرا تاکہ میں تیری حالت احساس کے ویران کھنڈروں اور غلامانہ زنجیروں جیسی کروں یوناف سے بری طرح پٹنے کے بعد ازب ہٹ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ اور دوبارہ آگے بڑھ کر اس نے یوناف سے ٹکرانے کی کوشش نہ کی تھی۔ یوناف

نے ایک بار پھر عزازیل کو مخاطب کر کے کہا۔

اے عزازیل! اب میری صرف یہی خواہش ہے کہ تو کبھی بذات خود مجھ سے ٹکرائے۔ اے بدذات و کمتر تو دوسروں کو میرے مقابلے لا کر کیوں اطمینان حاصل کرنا چاہتا ہے۔ تو خود کبھی مجھ سے ٹکرا کر دیکھ پھر دیکھ کیسے میں تجھے فطرت کے بدترین گرداب میں پھانس کر تیرے گناہوں کے علکس کی قطع و برید کرتا ہوں اور کیسے تیرا دامن و گریبان چھلنی کر کے تجھے بے حسی کی سرد لاش میں تبدیل کرتا ہوں عزازیل نے جل کر کہا گندگی کے گماشتے! اتنا بڑھ چڑھ کر اور اپنی حدود سے نکل کر میرے ساتھ گفتگو نہ کر جب میں مصر کے احرام کے اندر تم پر حملہ آور ہوا تھا تو مجھ سے خوفزدہ ہو کر تو نے کیوں حرم کعبہ میں جا کر پناہ لے لی تھی۔ یوناف نے اپنی آنکھوں سے حقارت اور برہمی برساتے ہوئے کہا۔ اے بدیوں کے موجد! احرام مصر کے اندر اگر تو اکیلا مجھ سے ٹکراتا تو میں تیری ساری حرص و ہوس کو بے سمت گونگے ساگ کی طرح بنا کر رکھ دیتا۔ پر اس وقت تیرے سارے ساتھی بھی تھے۔ اگر تجھے کوئی شک ہو تو اب بھی مجھ سے اکیلا ٹکرا کر دیکھ تجھے احساس ہو جائے گا کہ تو میرے سامنے کیسا بے بس اور لاچار ہے۔

عزازیل نے یوناف کی ان باتوں کا کوئی جواب نہ دیا اور اپنی جگہ پر وہ درد کے نیلے رخساروں پر ٹھہرے اشکوں کے موتیوں کی طرح کھوئے سے انداز میں کھڑا رہا اتنے میں یوناف نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی زنجیر ازب کی طرف پھینک دی اور غراتی ہوئی آواز میں اس نے کہا اب تم لوگ دفع ہو جاؤ یہاں سے جب تک میرا رب میرے ساتھ ہے میں تم لوگوں کو کوئی موقع فراہم نہ کروں گا کہ تم مجھے زنجیروں میں جکڑ کر بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل کے سامنے پیش کر سکو۔ عزازیل کے ساتھیوں میں سے کسی نے کوئی جواب نہ دیا اور پھر وہ عزازیل کا اشارہ پا کر وہاں سے چلے گئے تھے۔ عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے وہاں سے جانے کے بعد یوناف نے ایک بار غور اور محبت سے ارلیہ کی طرف دیکھا۔ پھر اسے مخاطب کر کے پوچھا

ارلیہ! ارلیہ! عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ میرا یہ ٹکرانا کیسا رہا! یوناف کے اس استفسار پر حسین ارلیہ کے چہرے پر چمبیلی کے دودھیا پھولوں اور سنہری وصل کے لمحات جیسی خوشکن کیفیت طاری ہو گئی تھی۔ اس کی آنکھوں میں برق کی سی تب و تاب تھی۔ اور اس کے دہکتے رنگین رخساروں میں نہ ختم ہونے والی کشش اور جذب کا ایک سلسلہ تھا۔ پھر اس نے یوناف کا کھردرا اور سخت ہاتھ اپنے گداز و نرم اور ریشمی و حریری ہاتھ میں لے لیا

اور یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے زمزمہ انگیز آواز میں کہا۔ آپ نے ان سنسان وادیوں کے اندر ازب کی جو حالت کی ہے۔ اس سے مجھے خوشی اور سکون ضرور ملا ہے۔ لیکن جو بے عزتی آپ نے عزازیل کی کی ہے۔ اس سے مجھے بے حد خوشی اور اطمینان ہوا ہے۔ اس لیے کہ پہلے میں عزازیل کو ایک بہت بڑی قوت خیال کرتی تھی اور اس سے ڈرتی تھی اور مجھ میں اس کا سامنا کرنے کی ہمت نہ تھی۔

یوناف تھوڑی دیر تک ارلیہ کی مخمور چشم میخوار میں تھوڑی دیر دیکھا۔ اس موقع پر یوناف کے پہلو میں بالکل قریب ہونے کے باعث یوناف تھوڑی دیر تک اس خوشبو سے لطف اندوز ہوتا رہا۔ جو اس کی سانسوں سے اٹھ رہی تھی۔ پھر چاہتوں بھری آواز میں اس نے ارلیہ سے پوچھا۔ اور اب عزازیل سے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ ارلیہ مسکرائی اور بولی آپ کے ساتھ شادی کرنے سے پہلے تو میں عزازیل کو اپنی قسمت کا مالک سمجھتی تھی۔ لیکن آپ کے ساتھ شادی کرنے کے بعد اور آپ کے ساتھ رہتے ہوئے اور آپ کے خیال جان کر مجھ پر یہ بھید کھلا کہ عزازیل تو کچھ بھی نہیں ہے۔

اصل قوت تو خداوند ہے۔ جو قسمتیں بناتا اور بگاڑتا ہے۔ جو زندگی اور موت عطا کرنے والا ہے جو ساری کائنات کا خالق و مالک، مدبر و منتظم اور حکیم و حاکم ہے۔ جس نے نظام کائنات کو صرف بنایا ہی نہیں ہر آن اسے چلا بھی رہا ہے اس کا ہر حکم ہر وقت یہاں چل رہا ہے جو ہر عیب و نقص اور کمزوری و غلطی سے منزہ ہے جو ہر تشبیہ و تجسیم ہر نظیر و تمثیل سے مبرا ہے ہر ساتھی اور ساجھی سے بے نیاز ہے جس کی ذات، صفات، اختیارات اور استحقاق معبودیت میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے، ارلیہ کی گفتگو سن کر یوناف مسکراتے ہوئے کہا۔ ارلیہ! ارلیہ! خداوند سے متعلق ایسی گفتگو کر کے تم نے میرا دل خوش کر دیا ہے۔ دنیا کا جو بھی شخص ایسے خیال رکھتا ہو وہ یقیناً غیر اللہ کے سامنے جھکنے نہیں پاتا۔ ارلیہ نے یوناف کا پکڑا ہوا ہاتھ ہلکے ہلکے دباتے ہوئے کہا۔ آپ کی معیت اور آپ کے سنگت نے مجھے عزازیل کے خوف یا خطرے سے قطعی طور پر بے نیاز کر دیا ہے۔ اب میں اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر گفتگو کرنے کی ہمت رکھتی ہوں۔

پہلے میری یہ حالت ہوا کرتی تھی کہ عزازیل کا نام سنتے ہی مجھ پر کپکپی طاری ہو جایا کرتی تھی۔ اور میں خیال کیا کرتی تھی کہ یہ ناقابل تسخیر ہستی ہے اور خداوند کے بعد سب سے زیادہ قوتیں رکھتا

ہے۔ مین اپ کے ساتھ شادی کرنے کے بعد مجھے احساس ہوا کہ یہ تو کچھ بھی نہیں اور یہ کہ اس کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے اب میں نے اپنے دل سے اس کا ڈر اور خوف نکال کر رکھ دیا ہے۔ اس سلسلے میں آپ کی صحبت بھی میری راہنمائی کا باعث بنی اور اب میں یہ عقیدہ رکھتی ہوں کہ دنیا کے اندر صرف خداوند کا خوف ہی اپنے دل میں رکھنا چاہیئے اور ہر طرح کے وسوسات اور خطرات کے مواقع پر صرف اس کی پناہ مانگنی چاہیئے۔ یوناف نے اریلیہ کی طرف دیکھا پھر مسکراتے ہوئے اس نے کہا۔ اریلیہ! اریلیہ! کیا عمدہ اور شستہ خیالات ہیں تمہارے آؤ اب داؤدؑ کی طرف چلیں پھر اس پہ کی طرف سے کسی جواب کا انتظار کئے بغیر یوناف نے ابلیکا کو مخاطب کر کے پوچھا۔

ابلیکا! ابلیکا! تم خاموش اور چپ کیوں۔ کیا تم سو یا اونگھ رہی ہو؟ ابلیکا نے فوراً یوناف کی گردن پر تیز لمس دیا پھر اس کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔ سونا اور اونگھنا کیسا؟ تم جانتے ہو میں پوری طرح بیداری میں رہتی ہوں۔ میں نے ازب کے ساتھ تمہارا مقابلہ بھی دیکھا اور اس کے مغلوب ہونے پر خوش ہوئی۔ عزازیل کے ساتھ تمہاری گفتگو بھی سنی! میرے اطمینان کا باعث ہے اور تم دونوں میاں بیوی کی باتیں بھی سنیں جو بڑی سکون بخش ہیں۔ اب تم دونوں میاں بیوی جہاں جانے کا ارادہ کر رہے ہو۔ ادھر چلو۔ اس کے ساتھ ہی یوناف اور اریلیہ داؤدؑ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے قبعلہ شہر کی طرف چل دیئے۔

○

○

قبعلہ شہر میں جو مکان داؤدؑ کی رہائش کے لیے مہیا کیا گیا۔ ایک روز داؤدؑ اپنے عزیز و اقارب کے ساتھ اس مکان سے باہر احاطے کے ایک جھنڈ تلے بیٹھے ہوئے تھے کہ قبعلہ شہر کے کچھ رئیس ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ان میں سے ایک نے آپ کو مخاطب کر کے کہا۔ اے یسی کے بیٹے! اس شہر پر عنقریب ایک آفت اور مصیبت نازل ہونے والی ہے اور وہ یہ کہ عنقریب فلستی اس شہر پہ حملہ آور ہونے والے ہیں۔

اس شہر کے ناظروں نے جو خبریں دی تھیں۔ ان کے مطابق اس شہر پر حملہ آور ہونے کے لیے فلستی لشکر روانہ ہو چکا۔ چند روز تک وہ یہاں پہنچے گا اور شہر پر حملہ آور ہو جائے گا۔ ہم اس لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں کہ شہر کے دفاع سے متعلق آپ سے راہنمائی اور مشورہ حاصل کریں۔ اسی وقت وحی کے ذریعے داؤدؑ کو خداوند کی طرف سے ہدایت دی گئی کہ وہ قبعلہ شہر کا دفاع کریں۔ پس اس وحی کی روشنی میں داؤدؑ نے قبعلہ کے سرداروں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ تم لوگ اپنے لشکر کو تیار کرو میں آج ہی اس لشکر کے ساتھ کوچ کروں گا۔ اور قبعلہ کی طرف بڑھنے والے فلستیوں کو دور ہی روک کر قبعلہ کو محفوظ بنا دوں گا۔ داؤدؑ کا جواب پا کر قبعلہ کے سردار خوش ہوئے۔ پس وہ اپنے لشکر کی تیاریاں مکمل کرنے کے لیے وہاں سے چلے گئے تھے۔ اور اس کے ساتھ ہی داؤدؑ کے عزیز و اقارب بھی وہاں سے اٹھ کر اپنی رہائش گاہوں کی طرف چل دیئے تھے۔

جس وقت داؤدؑ وہاں اکیلے رہ گئے تھے اور وہ بھی وہاں سے اٹھنے ہی والے تھے کہ انہیں یوناف اور اریلیہ اپنی طرف آتے دکھائی دیئے۔ ان دونوں کو اپنی طرف آتے دیکھ کر ان کے چہرے پر ہلکی ہلکی خوشگوار مسکراہٹ نمودار ہوئی اور جب وہ دونوں نزدیک آ گئے تو انہوں نے آگے بڑھ کر انہیں خوش آمدید کہا اور یوناف کے ساتھ انہوں نے پرجوش مصافحہ

کی۔ پھر ان دونوں کو انہوں نے وہاں اپنے ساتھ بٹھایا اور یوناف کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے وہ بڑی نرمی میں کہہ رہے تھے اے یوناف! اے نیکی کے نمائندے! تو کیا اچھے وقت پر میری طرف آیا ہے۔ میں نے اپنے اہل خانہ اور دیگر عزیز و اقارب کے ساتھ ساؤل کے ظلم و ستم سے بچنے کے لیے اس قعیلہ شہر میں پناہ لی تھی۔ لیکن اس شہر پر حملہ آور ہونے کے لیے فلستیوں کا ایک لشکر اس طرف بڑھ رہا ہے۔ فلستی اس قعیلہ شہر کو اپنا ہدف بنانا چاہتے ہیں۔ جب کہ خداوند کی طرف سے مجھے اس شہر کا دفاع کرنے کا حکم بھی مل گیا ہے یوناف خوشی کا اظہار کرتے ہوئے بولا۔

اگر خداوند کی طرف سے آپ کو فلستیوں کے خلاف اس شہر کا دفاع کرنے کا حکم مل گیا ہے تو پھر کوئی فکرمندی اور پریشانی ہی باقی نہیں رہتی۔ اس لیے کہ وہ دلوں کے بھید جاننے والا ہے۔ اس کے صرف کن کہنے سے تو مردہ دلوں میں زندگی کی حرارت دوڑ اٹھتی ہے وہ خداوند حاکموں کا حاکم وہ ضرور فلستیوں کے مقابلے میں آپ کو فتح مند رکھے گا۔ ایسے ہی جیسے اس نے فلستیوں کے پہلوان جالوت کے مقابلے میں آپ کو فتح مند رکھا تھا۔ یوناف کی گفتگو سے داؤدؑ خوش ہوئے اور پوچھا، کیا تم بھی فلستیوں کے خلاف اس جنگ میں میرے ساتھ شامل ہو گے؟ یوناف نے بھرپور جاں نثاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا، لشکر میں شامل ہونا تو ایک طرف میں تو آپ کے لیے اپنی جان تک نچھاور کر سکتا ہوں۔ ہم دونوں میاں بیوی آپ کے لشکر میں شامل ہوں گے۔ اور خداوند کے حکم سے فلستیوں کو ایسی شکست ہو گی کہ وہ دوبارہ کبھی اس شہر کا رخ کرنے کی کوشش نہ کریں گے۔ ایک گہری خوشی میں داؤدؑ کا ہاتھ تھام لیا اور اٹھ کھڑے ہوئے تم دونوں آؤ میرے ساتھ شاید آج شام تک قعیلہ کے لشکر کے ساتھ ہم یہاں سے کوچ کریں۔ یوناف اور ارلیہ چپ چاپ ان کے ساتھ ہو لیے تھے۔

○

اسی روز شام کے بعد داؤدؑ نے اپنے لشکر کے ساتھ فلستیوں کی طرف کوچ کیا۔ اور لشکر کے آگے آگے انہوں نے کچھ ناظر روانہ کر دیئے تھے تاکہ وہ دشمن کی نقل و حرکت سے متعلق اطلاع کرتے رہیں انہی ناظروں کی فراہم کردہ اطلاعات کے مطابق آپ آگے بڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ آدھی رات کے قریب آپ اپنے لشکر کے ساتھ اس جگہ پہنچ گئے جہاں فلستیوں کا لشکر شب باشی کے لیے پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ داؤدؑ نے اپنے لشکر کے ساتھ دشمن کے قریب پڑاؤ کیا آپ کے آنے سے فلستی چوکنے اور مستعد ہو گئے تھے۔ تاہم ان فلستیوں نے کوئی ایسی نقل و حرکت نہ کی جس سے یہ ظاہر ہو کہ وہ ابھی وقت جنگ کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں۔

داؤدؑ کے لشکریوں نے جب اپنے خیمے نصب کر کے اپنے پڑاؤ کو مستحکم کر لیا اور داؤدؑ جس وقت اپنے خیمے کے سامنے یوناف اور ارلیہ کے ساتھ کھڑے تھے تو لشکر کا ایک ناظر وہاں آیا اور داؤدؑ کو مخاطب کر کے اس نے انکشاف کیا۔ اے آقا! میں فلستیوں کے لشکر سے متعلق اہم معلومات حاصل کر کے آیا ہوں۔ فلستیوں کے لشکر کا سپہ سالار۔ دالوت ہے اور اس جالوت کا چھوٹا بھائی ہے جو کبھی وادی ایلہ کی جنگ میں آپ کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ یہ دالوت اپنے بڑے بھائی جالوت کا بدلہ لے گا۔ اور میں مزید یہ بھی انکشاف کروں کہ فلستی کل صبح ہی صبح جنگ کی ابتداء کریں گے۔ اور اس جنگ میں وہ آپ کو اپنا پہلا ہدف بنانے کی کوشش کریں گے تاکہ جالوت کا انتقام لیں۔ لہٰذا کل کی جنگ میں آپ محتاط رہیں۔

یہ انکشافات کرنے کے بعد وہ ناظر جب وہاں سے چلا گیا۔ تب یوناف نے غور سے داؤدؑ کی طرف دیکھا اور کہا۔ اے میرے آقا! یہ فلستی آپ سے اپنے پہلوان جالوت کا انتقام کل صبح لینا چاہتے ہیں۔ پر یہ آنے والی صبح تو ابھی بہت دور ہے۔ اس کے آنے سے پہلے ہی پہلے میں ان کے لشکر میں ایسا انقلاب برپا کر دوں گا کہ فلستی آپ سے انتقام لینے کے ارادے کو فراموش کر کے اپنی جانیں بچانے کی فکر میں لگ جائیں گے۔ میں ابھی اور اسی وقت دشمن کی خیمہ گاہ کی طرف جاؤں گا۔ اور ان کے سپہ سالار دالوت کو ختم کر دوں گا۔ اور اس کام کی کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہونے دوں گا پھر سورج طلوع ہونے کے ساتھ ہی ہم فلستیوں پر حملہ آور ہونے میں پہل کر دیں گے۔ اس طرح فلستی جب ہمارے مقابلے میں نکلیں گے اور اپنے سالار کو اپنے ساتھ نہ پائیں گے تو انہیں فکرمندی ہو گی اور جب انہیں یہ خبر ہو گی کہ ان کا سالار مارا جا چکا ہے تو اس کے حوصلے مکمل طور پر پست ہو جائیں گے اور یوں ہم انہیں رگیدنے اور مغلوب کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اور فلستیوں کو اس میدان سے ناکام و نامراد لوٹنا پڑے گا۔

یوناف کی اس گفتگو کو داؤدؑ نے پسند کیا اور پھر تحسین آمیز نگاہوں میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہنے لگے اے نیکی کے نمائندے! تمہاری سوچ بہت عمدہ ہے۔ جو تم

کہہ رہے ہو اگر اسے تم عملی جامہ پہنانے میں کامیاب ہو گئے تو پھر یقیناً اس میدان میں غالب ہم ہی رہیں گے اور فلسطیوں کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔ یوناف نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ میں اب جاتا ہوں اور اپنے کام کی ابتدا کرتا ہوں۔ ارلیہ بھی میرے ساتھ جائے گی داؤدؑ نے جب اثبات میں سر ہلا دیا تو یوناف اور ارلیہ وہاں سے ہٹ گئے۔ دونوں میاں بیوی اس وقت جنگی لباس میں تھے۔ اور ارلیہ اپنے جنگی لباس میں ڈھلے ہوئے آلو بخارے جیسی خوبصورت، ہونٹوں کی سرخ کپکپاہٹ جیسی دلنشین، ابھری کرنیں بکھرتی صبح جیسی دلکش، مہکتے گلاب جیسی حسین اور درخشاں ایام کی یادوں جیسی پرکشش لگ رہی تھی۔ داؤدؑ سے ذرا فاصلہ پر جانے کے بعد یوناف نے سرگوشی کے انداز میں پکارا۔

ایلیکا! ایلیکا! تم کہاں ہو؟ ایلیکا، فوراً یوناف کی گردن پر تیز لمس دیا اور پھر سروں کی طرح دلکش اور روحوں کو تسکین پہنچا دینے والی اس کی آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی یوناف میں یہیں ہوں میں داؤدؑ کے ساتھ تمہاری ساری گفتگو سن چکی ہوں۔ یوناف پھر بولا اور پوچھا ایلیکا! ایلیکا! میں اور ارلیہ جس مہم پر نکلے ہیں۔ کیا تم اس سے اتفاق کرتی ہو؟ ایلیکا نے اپنی سرسبزی اور ثمر ریزی بکھرتی آواز میں کہا۔ ہاں جس مہم کی طرف تم دونوں نکلے ہو میں مکمل طور پر اس سے اتفاق کرتی ہوں۔ اور میں بھی اس مہم میں تم دونوں کے ساتھ ہوں گی۔ ایلیکا کی طرف سے اطمینان بخش جواب پانے کے بعد یوناف نے غور سے اپنے پہلو میں کھڑی ارلیہ کی طرف دیکھا اور کہا۔ ارلیہ ارلیہ! آؤ اب اپنی مہم کی طرف کوچ کریں۔ اور ہاں شاہد میری ساتھ، اس نوع کی یہ تمہاری پہلی مہم ہو گی۔ لہٰذا تم اس سے متعلق فکرمند نہ ہونا۔ ارلیہ نے بڑی جرات مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ جب تک آپ میرے ساتھ ہیں مجھے فکرمند ہونے کی کیا ضرورت پھر ان دونوں نے ایک دوسرے کے ہاتھ تھام لیے اور اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر وہ دونوں میاں بیوی وہاں سے روپوش ہو گئے تھے۔

چند ہی ساعت بعد وہ دونوں فلسطیوں کے سپہ سالار دالوت کے خیمے میں نمودار ہوئے دالوت اپنے خیمے میں گہری نیند سویا ہوا تھا۔ اور اس کا یہ خیمہ اس کے لشکر کے وسط میں تھا۔ یوناف کے اشارے پر ارلیہ اپنی تلوار سونت کر خیمے کے دروازے پر کھڑی ہو گئی جب کہ یوناف اپنی تلوار بے نیام کرتا ہوا آگے بڑھا اور پھر اپنی تلوار کی نوک دالوت کے بازو پر چبھوتے ہوئے یوناف نے اسے جگایا۔ دالوت فوراً گڑبڑا کر اٹھ بیٹھا اور بدحواسی میں اس نے پوچھا۔ تم کون ہو۔ کیوں اور کیسے تم میرے خیمے میں داخل ہو گئے ہو۔ اور اگر تم ایسا کر ہی چکے ہو تو سنو۔ اب اس خیمے سے تم بچ کر نہ جا سکو گے۔ اس کے ساتھ ہی دالوت انتہائی غضب کی خونخواری میں خیمے کے دروازے پر کھڑی ارلیہ کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ یوناف پھر بولا اور کہا۔ اے دالوت! تو متعجب نہ ہو۔ یہ تیرے خیمے کے دروازے پر کھڑا تیرا کوئی محافظ نہیں بلکہ میرا ایک ساتھی ہے۔ اور میں تجھے یہ خبر دوں کہ اس خیمے میں تیری زندگی کی یہ آخری رات ہو گی۔

دالوت، خونخواری اور درندگی کا مظاہرہ کرتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور غراتے انداز میں اس نے کہا۔ اے اجنبی! میں نہیں جانتا تو کون ہے۔ پر میں یہ ضرور کہوں گا کہ تو بکتا ہے جو مجھے ایسی دھمکی دیتا ہے کیا یہ بات تیری سمجھ میں نہیں آئی کہ تو اس وقت میرے خیمے میں ہے میرا یہ خیمہ میرے لشکر کے وسطی حصے میں ہے اور میری ایک پکار پر میرے محافظ خیمے میں داخل ہو کر تیرے جسم کو لخت لخت کر کے رکھ دیں گے اور یوں خیمے میں تیرا سارا ذوق جنگ آوری تیرے اعصابی ضعف میں بدل کر رہ جائے گا قبل اس کے کہ میں کسی کو آواز دے کر پکاروں اور تیری ان اندھی سرگرمیوں کو خستگی و بیچارگی میں بدل دوں۔ تو فوراً یہاں سے دفع ہو جا۔ دالوت کی اس گفتگو پر یوناف کی حالت بلائے بد، ببھوکا چنگاری اور سلگتی خزاں جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ غصے میں اس کے تپتے ہوئے چہرے پر طلسمی سنسنانیاں رقص کرنے لگی تھیں۔

اس موقع پر دالوت، یوناف کو اپنے سامنے کھڑا یوں محسوس کر رہا تھا جیسے اس کے سامنے رات کی گہری تاریکی میں ہڈیاں چبا جانے والی رات، خون پی جانے والی عفریت اور خوف طاری کر دینے والے ہزاروں ابوالہول کھڑے ہوں۔ دالوت کی حالت اس موقع پر لٹے ہوئے گھر کی اداسی جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ وہ چیخنا چاہتا تھا پر وہ ایسا نہ کر سکا وہ چلا کر کسی کو اپنی مدد کے لیے پکارنا چاہتا تھا پر وہ ایسا کرنے میں بھی کامیاب نہ ہو سکا۔ اس کے ساتھ ہی یوناف کی تلوار بلند ہو کر گری اور دالوت کی گردن کاٹ کر رکھ گئی تھی۔

یوناف کی اس کارگزاری پر خیمے کے دروازے پر کھڑی ارلیہ کے چہرے پر خوشی کے سحر آثار جلوے اور قلب و نظر میں خوشیاں برپا کر دینے والے جذبے بکھر گئے تھے۔ اتنی دیر تک یوناف نے دالوت کے لباس سے اپنی تلوار صاف کی۔ پھر وہ ارلیہ کے پاس آیا اور سرگوشی کی۔ ہم اپنا کام کر چکے ہیں۔ آؤ اب یہاں سے چلیں۔ ارلیہ نے سرگوشی کے ہی انداز میں یوناف کی ہاں سے ہاں ملائی اور اپنا نرم و نازک اور گداز ہاتھ اس نے یوناف کے ہاتھ میں دے دیا۔ پھر وہ

اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر والوت کے خیمے سے نکل گئے تھے۔ فلستیوں کے لشکر میں کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی تھی کہ ان کا سالار والوت مارا جا چکا ہے۔

○

یوناف اور ارلیہ نے واپس جا کر فلستیوں کے سپہ سالار والوت کے قتل کی اطلاع کر دی پس اسی صبح داؤدؑ نے اپنے لشکر کے ساتھ فلستیوں پر زوردار حملہ کیا فلستیوں نے اس حملے کو روکا لیکن تھوڑی ہی دیر بعد جب یہ خبر ان میں پھیلی کہ ان کا سپہ سالار والوت ان کی راہنمائی نہیں کر رہا اور اپنے خیمے میں وہ مردہ پایا گیا ہے تو فلستیوں نے جی چھوڑ دیئے اور میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے اس طرح فلستیوں کو بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا اور داؤدؑ ایک فاتح کی حیثیت سے واپس قعیلہ شہر کی طرف چلے گئے تھے۔ یوناف اور ارلیہ بھی ان کے ساتھ تھے۔ اس فتح کے بعد ساؤل کو بھی خبر ہو گئی کہ داؤدؑ اپنے ساتھیوں کے ساتھ قعیلہ شہر میں قیام کیا ہوا ہے۔ لہٰذا اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ داؤدؑ سے نمٹنے کے لیے قعیلہ شہر کا رخ کرے گا داؤدؑ کو بھی خبر ہو گئی کہ ساؤل قعیلہ کا رخ کرنے والا ہے۔ لہٰذا وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کہ جن کی تعداد چھ سو کے قریب تھی قعیلہ شہر سے نکل کر دشتِ زیف میں داخل ہو گئے اور وہاں کوہستانی اور بیابانی قلعوں میں سکونت اختیار کر لی۔

لیکن ان بیابانی قلعوں کے قریب کوہستانِ حکیلہ کے رہنے والوں کو خبر ہو گئی کہ داؤدؑ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ دشتِ زیف کے قلعوں میں سکونت اختیار کر رکھی ہے۔ تب انہوں نے گمراہی اور بددیانتی کا ثبوت دیا اور ساؤل کو جا کر خبر کر دی کہ داؤدؑ اپنے ساتھیوں کے ساتھ دشتِ زیف کے قلعوں میں چھپے ہوئے ہیں، سو ساؤل نے فوراً ایک لشکر تیار کیا اور داؤدؑ کے تعاقب میں دشتِ زیف کی طرف نکل کھڑا ہوا۔ داؤدؑ کو بھی پتہ چل گیا کہ ساؤل ان کے تعاقب میں ہے لہٰذا وہ بڑی سرعت کے ساتھ حرکت میں آئے اور دشتِ زیف سے نکل کر معون کے بیابانوں میں داخل ہو گئے ساؤل نے یہاں بھی ان کا تعاقب کیا۔ لیکن خداوند کو منظور نہ تھا کہ ساؤل داؤدؑ پر گرفت کرے۔ لہٰذا ابھی یہ تعاقب جاری ہی تھا کہ جلجال شہر سے کچھ قاصد آئے جنہوں نے یہ اطلاع ساؤل کو دی کہ فلستی جلجال پر حملہ آور ہونے کے لیے پیش قدمی کر رہے ہیں یہ اطلاع ملتے ہی ساؤل نے داؤدؑ کا تعاقب ترک کر دیا اور اپنے لشکر کے ساتھ وہ جلجال کی طرف لوٹ گیا تھا۔

ساؤل کے لوٹ جانے کے بعد داؤدؑ نے عین جدی کے بیابان میں پناہ لے لی تھی۔ فلستیوں سے نمٹنے کے بعد ساؤل نے داؤدؑ پر گرفت کرنے کے لیے عین جدی کا رخ کیا۔ اس وقت داؤدؑ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک غار کے اندر پناہ لیے ہوئے تھے۔ اور اس غار کے اندر کمروں کی صورت میں ان گنت خانے تھے جن میں داؤدؑ اپنے ساتھیوں کے ساتھ پناہ لے رکھی تھی۔ ساؤل نے اس غار سے ذرا فاصلے پر اپنے لشکر کا پڑاؤ کیا اور خود فراغت کرنے اس غار میں گھسا جس میں داؤدؑ نے پناہ لے لی تھی۔ ساؤل کو غار میں گھستے داؤدؑ اور ان کے ساتھیوں نے دیکھ لیا تھا۔ اس موقع پر یوناف نے داؤدؑ کو مخاطب کر کے کہا۔ اے آقا! آپ دیکھتے ہیں کہ ساؤل جو آپ کا بدترین دشمن ہے۔ اس غار میں اکیلا داخل ہو چکا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں آگے بڑھ کر اس پر حملہ آور ہوں اور اس کی گردن کاٹ کر رکھ دوں۔ اس طرح آپ کو اپنے ایک بدترین دشمن سے نجات مل جائے گی اور آنے والے دنوں میں آپ کو دشت و بیابان میں زندگی گزارنی نہ پڑے گی۔

داؤدؑ نے بڑی شفقت اور نرمی میں یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔ اے میرے عزیز! میں تیرے خلوص تیری وفاداری کی قدر کرتا ہوں میں یہ بھی تسلیم کرتا ہوں کہ تم ایک نہیں بلکہ ایسے کئی ساؤل کو ٹھکانے لگا سکتے ہو۔ لیکن میں نہیں چاہتا کہ ساؤل کو قتل کیا جائے۔ کیونکہ ساؤل نہ صرف یہ کہ میرے سسر کی حیثیت سے میرے باپ کی جگہ ہے بلکہ یہ میرا محسن و مربی بھی ہے اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ خداوند کی طرف سے اسے بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر کیا گیا تھا۔ لہٰذا میں کیونکر اسے قتل کرا سکتا ہوں۔ اے یوناف! میں جانتا ہوں کہ تم ساؤل کے محل میں گھس کر بھی اسے قتل کر سکتے ہو۔ اگر میں نے ساؤل کو قتل ہی کرانا ہوتا تو میں تمہاری مدد سے اس کے محل کے اندر بھی اس کا خاتمہ کرا سکتا تھا۔

اے یوناف میں چاہتا ہوں کہ ساؤل پر ثابت کروں کہ میں اس کا دشمن نہیں مخلص و وفادار ہوں۔ اور یہ ثابت کرنے کے لیے آج کا موقع بہترین موقع ہے۔ اے یوناف! تو میرے ساتھ آ اور خاموشی کے ساتھ دیکھتا رہ کہ میں ساؤل کے ساتھ کیا معاملہ کرتا ہوں۔ پس داؤدؑ اپنی تلوار سونت کر اس سمت بڑھے جہاں غار کے اندر ساؤل بیٹھا ہوا تھا۔ یوناف بھی ان کے ساتھ ہو لیا تھا۔ غار کے اندر ساؤل بے خبری کی حالت میں بیٹھا تھا کہ داؤدؑ اس کے پاس گئے اسے خبر

بھی نہ ہونے دی اور اپنی تلوار سے انہوں نے زمین پر پھیلے ساؤل کے جبے کا ایک حصّہ کاٹ لیا اور دوبارہ یوناف کے ساتھ وہ اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ گئے۔ جب ساؤل اس غار سے نکلا تو داؤدؑ بھی یوناف کے ساتھ اس کے پیچھے پیچھے غار سے باہر نکلے اور پھر انہوں نے بلند آواز میں ساؤل کو پکارا اور رکنے کو کہا۔ اس پکار پر ساؤل فوراً رک گیا اور مڑ کر جب اس نے داؤدؑ اور یوناف کو دیکھا تو اس کی حالت بکھری کرچیوں، بوسیدہ اوراق اور وقت کی آنکھوں میں اداسیوں کی اڑتی دھول جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔

داؤدؑ اور یوناف کو اپنے سامنے دیکھ کر ساؤل کو یقین ہو گیا تھا کہ اس کی اجل اور موت اس کے سر پر آ پہنچی ہے۔ کیونکہ داؤدؑ کے ساتھ جو اس نے برائی شروع کر رکھی تھی اس کی بنا پر وہ ان سے کسی بہتری کی امید نہ رکھتا تھا۔ دوسری طرف وہ یوناف کی قوتوں سے بھی آگاہ تھا اور اسے خدشہ تھا کہ یہ یوناف اس کے جسم کو ادھیڑ کر رکھ دے گا۔ لیکن سارا معاملہ اس کی امیدوں اور توقعات کے الٹ اور خلاف ہوا۔ کیونکہ داؤدؑ یوناف کے ساتھ اس سے قریب ہوئے اور اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے ساؤل تو کیوں ان لوگوں کی باتیں سنتا ہے اور ان کی گفتگو پر دھیان دیتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ میں تیرے ساتھ بدی چاہتا ہوں۔ تو میرے باپ کی جگہ ہے میں تجھ پر ہاتھ نہیں ڈال سکتا۔ دیکھ تو تھوڑی دیر قبل اس غار میں داخل ہوا تھا جس سے تو ابھی نکلا ہے۔ اور میں بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس غار کے اندر ہی تھا میں اگر چاہتا تو اس غار کے اندر ہی تیرا خاتمہ کر سکتا تھا۔ اگر میں تیرے ساتھ بدی اور برائی کا ارادہ رکھتا تو کیوں تجھے سلامتی کے ساتھ اس غار سے نکلنے دیتا۔

پھر داؤدؑ نے ساؤل کو اس کے جبے کا کٹا ہوا حصہ دکھاتے ہوئے کہا۔ اے ساؤل! مجھے خدشہ تھا کہ تو میری باتوں پر اعتبار نہ کرے گا۔ لہٰذا جس وقت تو غار کے اندر بیٹھا تھا اس وقت میں نے اپنی تلوار سے تیرے جبے کا ایک حصہ کاٹ لیا اور تجھے خبر تک نہ ہونے دی۔ اے ساؤل! اگر میں تیری برائی چاہتا یا میرے دل میں تیرے لیے کسی بھی قسم کا کھوٹ ہوتا تو یہ جبہ کاٹنے کے بجائے اس غار کے اندر میں تیری گردن کاٹ دیتا اور کسی کو خبر تک نہ ہوتی۔ اے ساؤل تو نے دشتِ زیف، بیابان معون میں میرا تعاقب کرتا رہا پر میں تیرے لیے کسی نقصان کا باعث نہ بنا۔ اے ساؤل! میں نے تو یہاں تک نیکی کی کہ دشت زیف اور معون کے بیابانوں کے اندر چرواہوں اور ان کے ریوڑوں تک کی حفاظت کی اور اپنی گزر بسر کرنے کے لیے ان میں سے

کسی پر ہاتھ نہ ڈالا حالانکہ میں ایسا کر سکتا تھا۔ اے ساؤل جو حقیقت تھی وہ میں نے تیرے سامنے ظاہر کر دی ہے اب تو جو چاہے میرے ساتھ سلوک کر لے۔ میں تیرے سامنے بولوں گا نہیں۔ نہ تجھ سے بدی کروں گا اور نہ ہی تیرے خلاف ہتھیار اٹھاؤں گا۔

ساؤل نے جو داؤدؑ کی یہ باتیں سنیں تو شدتِ جذبات سے وہ رو پڑا اور چلاتے ہوئے اس نے حیرت و تعجب میں کہا۔ اے داؤدؑ! میرے بیٹے۔ کیا یہ تیری آواز ہے جو میری سماعت سے ٹکرائی ہے آہ! میں کیسا بدقسمت انسان ہوں جو تیرے ساتھ دشمنی اور عناد رکھتا رہا۔ جب کہ تو میرے لیے خلوص اور فداکاری لیے پھرتا رہا۔ اے داؤدؑ! تو مجھ سے زیادہ صادق ہے کیونکہ تو نے میرے ساتھ بھلائی کی ہے جب کہ میں تیرے ساتھ برائی کرتا رہا ہوں۔ اور آج کے دن جب کہ غار میں خداوند نے مکمل طور پر مجھے تیری دسترس میں دے دیا تھا تو نے اپنے خلوص کا اظہار کیا اور مجھے قتل نہ کیا۔ اے داؤدؑ تو نے نیکی کی اور اس نیکی کا اجر تجھے ضرور ملے گا۔ اور سن میں نے تیرے ساتھ ایک اور برائی بھی کی کہ میں نے تیری بیوی اور اپنی بیٹی میکل کی شادی اپنے ایک دوست لیس کے بیٹے فلطی کے ساتھ کر دی ہے۔ ذرا رک کر ساؤل پھر بولا۔

اے داؤدؑ۔ بھلا کیا کوئی اپنے دشمن کو اپنی مکمل گرفت میں پانے کے باوجود سلامتی کے ساتھ نکل جانے کی اجازت دیتا ہے۔ پر تو نے ایسا کر دکھایا۔ اے داؤدؑ اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ اب تو ہی بنی اسرائیل کا بادشاہ بنے گا۔ اور تو ہی اسرائیل کی سلطنت کا وارث ہو گا۔ سو اب تو خداوند کی قسم کھا کر میرے ساتھ عہد کر کہ میرے بعد تو میری نسل کو ہلاک نہیں کرے گا۔ اور میرے باپ کے گھرانے میں سے تو میرے نام کو مٹا نہ ڈالے گا۔ اے داؤدؑ! اس وقت میں تمہیں اپنے ساتھ بھی نہیں لے جا سکتا۔ اس لیے کہ میرے خاندان کے اکثر لوگوں کو اب یقین ہو چکا ہے کہ ایک روز تو ان کی تباہی و بربادی کا باعث بنے گا۔ لہٰذا وہ تیرے قتل کے درپے ہو جائیں گے اور میں اب ایسا نہیں چاہتا۔ سو داؤدؑ نے ساؤل کی خواہش کے مطابق ساؤل سے عہد کیا اور وہ اپنے لشکر کو لے کر وہاں سے چلا گیا۔ ان ہی دنوں رامہ شہر میں اللہ کے نبی سموئیل کا انتقال ہو گیا۔ اور رامہ شہر میں انہیں ان کے گھر کے اندر ہی دفن کر دیا گیا تھا۔ اس واقعہ کے بعد داؤدؑ اپنے ساتھیوں کے ساتھ دشتِ فاران کی طرف چلے گئے تھے۔

دشتِ فاران میں رہتے ہوئے داؤدؑ نے اپنے ساتھیوں میں چند جوانوں کہ جن کی تعداد دس تھی اپنے پاس بلایا۔ جب یہ دس جوان داؤدؑ کے سامنے آئے تو داؤدؑ نے انہیں مخاطب کر کے کہا۔ اے میرے عزیزو! تم جانو کہ ہم ان دنوں دشتِ فاران کے اندر برے حالات سے گزر رہے ہیں اور ہمیں خوراک کی کمی اور مال کی تنگی کا سامنا ہے۔ سو تم دس کے دس جوان کرمل شہر چلے جاؤ اور وہاں کے رئیس نابال کی خدمت میں حاضر ہوں۔ یہ وہی شخص ہے جس کے ریوڑوں کی حفاظت ہم معون کے بیابانوں میں کرتے رہے۔ اس دشتِ معون کے اندر اس کی تین ہزار بھیڑیں اور ایک ہزار بکریاں چرا کرتی تھیں اور اب تو ان میں اور زیادہ اضافہ ہو چکا ہوگا۔ اور دیکھو ان دنوں بھیڑوں کے بال کترانے کا موسم ہے اس طرح نابال کی آمدنی میں خوب اضافہ ہو چکا ہوگا۔ سو تم سب نابال کے پاس جاؤ۔ اسے وہ دن یاد دلاؤ جب ہم معون کے بیابان میں اس کے ریوڑوں کی حفاظت کیا کرتے تھے۔ اور اسی تعلق سے تم لوگ نابال سے امداد طلب کرو تاکہ اس دشتِ فاران میں ہماری گزر بسر بھی اچھی ہو سکے۔ سو اب تم نابال کی طرف روانہ ہو جاؤ اور میرے نام کا ذکر کر کے اس سے امداد طلب کرو۔

داؤدؑ کا یہ حکم پا کر وہ دس جوان دشتِ فاران سے کرمل شہر کی طرف روانہ ہوئے اور جب وہ وہاں کے رئیس نابال کی حویلی میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا وہاں نابال کی بھیڑوں کی اون کتری جا رہی تھی۔ بہت سے کارکن اس کام میں لگے ہوئے تھے۔ اور نابال خود ان کے کام کی نگرانی کر رہا تھا۔ وہ دس کے دس جوان نابال کے سامنے آئے۔ پھر ان میں سے ایک نے نابال کو مخاطب کر کے کہا۔ اے نابال! اے کرمل شہر کے رئیس ہم لوگ دشتِ فاران سے آئے ہیں اور ہمیں داؤدؑ بن لیسی نے تمہاری طرف بھیجا ہے۔ تاکہ تم اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے کچھ ہماری بھی مدد کرو۔ جس شخص نے ہمیں بھیجا ہے وہ اور ہم سب وہ لوگ ہیں

جو معون کے بیابانوں میں تیرے ریوڑوں کی حفاظت اور نگہبانی کیا کرتے تھے سو اسی تعلق سے داؤدؑ بن لیسی نے ہمیں تمہاری طرف بھیجا ہے تاکہ تم ہماری مدد کرو۔ کیونکہ ان دنوں ہم سخت اور کٹھن دنوں کی مار سے گزر رہے ہیں۔ یہ گفتگو سن کر اس مغرور اور سنگدل نابال نے جل کر اور اکڑ کر کہا۔

میں نہیں جانتا کہ داؤدؑ بن لیسی کون ہے۔ اور کیوں تم لوگ معون کے بیابانوں کے اندر میرے ریوڑوں کی نگہبانی اور دیکھ بھال کرتے رہے ہو۔ اور پھر آج کل تو ایسا بہت ہو رہا ہے کہ غلام اپنے آقا کو چھوڑ کر ادھر ادھر بھاگ رہے ہیں۔ تو کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں اپنی دولت اپنے آقاؤں سے بھاگے ہوئے ایسے ہی غلاموں پر خرچ کر دوں۔ تم یہاں سے بھاگ جاؤ اور داؤدؑ بن لیسی کو جا کر خبر کرو کہ میں ایسا کرنے سے انکار کرتا ہوں۔

داؤدؑ کے ساتھی جب واپس گئے اور نابال کا متکبرانہ جواب سنایا۔ تو داؤدؑ نے نابال پر چڑھائی کرنے کا عزم کر لیا۔ اپنے چھ سو ساتھیوں میں سے دو سو کو انہوں نے دشتِ فاران کے اندر اپنے سامان کی حفاظت پر چھوڑا اور چار سو کو لیکر وہ نابال کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوئے۔ چار سو کے اس لشکر میں ان کے ساتھ یوناف اور ارلیہ بھی شامل تھے۔ دوسری طرف نابال کو بھی خبر ہو گئی کہ داؤدؑ بن لیسی اس پر چڑھائی کا عزم کر چکے ہیں تو اس نے ایک گہری چال چلی کرمل شہر کے نواح میں فدان نام کا ایک جوان رہا کرتا تھا۔ جو انتہائی طاقتور اور زور آور تھا جو بڑے بڑے سرکش جانوروں کو دم سے پکڑ کر روک لیتا تھا۔ کرمل کے لوگوں کا خیال تھا کہ فدان دس جوانوں کے برابر طاقت اور قوت رکھتا ہے۔ پس اس فدان کو بلا کر نابال نے اسے ایک بھاری رقم دی اور اس کے ساتھ یہ معاملہ طے کیا کہ وہ داؤدؑ کے ساتھیوں کی طرف جائے اور انہیں روک کر ان کے ساتھ کچھ یوں معاملہ کرے کہ انہیں مخاطب کر کے کہے۔

کہ میں فدان، نابال کا آدمی ہوں اور اس کا محافظ ہوں۔ سو مجھے خبر ہوئی کہ تم لوگ نابال پر حملہ آور ہونا چاہتے ہو۔ پس میرے مقابلے میں تم اپنے کسی ایسے جوان کو نکالو جس کی زور آوری پر تم لوگوں کو بھروسہ ہو وہ میرے ساتھ مقابلہ کرے۔ اگر وہ ہار گیا تو پھر تم لوگوں کو اجازت ہوگی کہ نابال کے ساتھ تم جو چاہے معاملہ کرو اور اگر میں جیت گیا تو تم لوگ واپس چلے جاؤ گے۔

فدان نے نابال کی اس پیشکش کو قبول کر لیا۔ پس نابال سے بھاری رقم وصول کرنے کے

بعد وہ اپنے اونٹ پر سوار ہوا اور اس طرف روانہ ہوا جس سمت سے داؤدؑ۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ نابال کی طرف پیش قدمی کر رہے تھے۔ جس وقت داؤدؑ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک ایسے ویرانے سے گزر رہے تھے جہاں دونوں طرف چھوٹے بڑے ٹیلے ہونے کے علاوہ زمین کے کٹاؤ بھی بہت تھے تو یہ فدان تیزی کے ساتھ اپنے اونٹ کو ہانکتا ہوا سامنے آیا اور داؤدؑ اور ان کے ساتھیوں کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ اے قافلے والو! میرا نام فدان ہے اور میں اس نابال کا محافظ ہوں جس کی طرف تم لوگ یلغار کرتے جا رہے ہو۔ سنو قافلے والو بجائے اس کے کہ تم لوگ کرمل شہر جاؤ اور وہاں تم لوگ نابال کے خلاف ترکتازی کرو۔ آؤ ان ویرانوں کے اندر ہی فیصلہ کر لیتے ہیں۔

تم میں سے جو اپنے آپ کو سب سے زیادہ طاقتور اور زور آور جوان سمجھتا ہوں وہ میرے ساتھ مقابلہ کرے اگر میں یہ مقابلہ جیت گیا تو تم نابال سے کوئی تعرض کئے بغیر واپس چلے جانا اور اگر یہ مقابلہ میں ہار گیا تو پھر نابال کے ساتھ تم لوگ جو بھی چاہے سلوک کرتے رہنا۔ میرے مقابلے میں اپنا ایک جوان ضرور نکالو۔ مجھے امید ہے کہ تم میں سے کوئی بھی میری قوت میری جوانمردی کا سامنا نہ کر سکے گا۔ جس وقت یہ گفتگو ہوئی تھی اس وقت یوناف داؤدؑ کے پیچھے کھڑا تھا۔ داؤدؑ نے ابھی فدان کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا تھا کہ یوناف نے پکارا ابلیکا! ابلیکا! تم کہاں ہو۔ ابلیکا کی طرف سے کوئی جواب نہ پا کر یوناف نے اسے کئی بار پکارا لیکن ابلیکا کی طرف سے نہ کوئی جواب ملا اور نہ ہی ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا۔ اس دوران داؤدؑ نے اس فدان کی پیش کش کو قبول کر لیا تھا۔ پھر انہوں نے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔

اے یوناف! میرے عزیز! میں سمجھتا ہوں کہ تم اس فدان کا بہترین جواب ہو۔ لہٰذا آگے بڑھ کر اس کا مقابلہ کرو اور مجھے امید ہے کہ ان ویرانوں کے اندر تم اس جوان کو زیر کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے ویسے میں نے اس فدان نام کے جوان سے متعلق پہلے سے سن رکھا ہے کہ یہ ایک انتہائی طاقتور اور غضبناک و خونخوار انسان ہے۔ بہر حال تم اس سے مقابلہ کرو۔ اور مجھے امید ہے کہ تم اسے مغلوب کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ داؤدؑ کے حکم پر یوناف آگے بڑھا۔ جب کہ حسین اریلیہ بھی اس کے ساتھ آگے بڑھی پھر ایک جگہ رک کر وہ ایک تجسس کے سے عالم میں یوناف کو آگے بڑھتا ہوا دیکھنے لگی تھی۔ یوناف کو

اپنی طرف آتے دیکھ کر فدان بھی اپنے اونٹ سے اتر کر کھڑا ہوا تھا۔

یوناف ابھی چند قدم ہی آگے بڑھا ہوگا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا۔ یوناف فوراً بول پڑا اور کہا۔ ابلیکا! ابلیکا! کبھی کبھی تم کہاں چلی جاتی ہو۔ ابلیکا نے اپنی نورس اور مسکراتی آواز میں کہا اے میرے حبیب! میں نے کہاں چلے جانا ہے۔ جس جوان سے تم مقابلہ کرنے والے ہو میں اسی سے متعلق معلومات حاصل کرنے گئی تھی۔ اس کے ساتھ احتیاط کے ساتھ مقابلہ کرنا یہ ایک انتہائی طاقتور انسان ہے یہ دس طاقتور جوانوں کے برابر اکیلا ہی شاہزور ہے۔ اس سے متعلق مشہور ہے کہ جب یہ کسی گائے بیل کی پیٹھ پر زور سے ہاتھ مارتا ہے۔ تو اس کی ضرب سے وہ زمین کی طرف جھک جاتے ہیں۔ بہر حال آگے بڑھو پر محتاط رہ کر مقابلہ کرنا۔ ابلیکا خاموش ہو گئی۔ جب کہ یوناف فدان کی طرف بڑھا تھا۔ یوناف جب اس کے قریب گیا تو فدان نے اسے مخاطب کر کے کہا۔

اے جوان! اس قافلے میں صرف تو ہی ایک فالتو رہ گیا تھا جسے موت کے منہ کی طرف دھکیل دیا گیا ہے۔ اپنا نام کہو۔ تاکہ تیرے ساتھ کم از کم نام کا تو تعارف ہو۔ یوناف فوراً بولا اور کہا۔ میرا نام یوناف ہے۔ یوناف کا نام سن کر کسی درندے کی غراہٹ کی طرح فدان نے ہلکا ہلکا سا ایک قہقہہ لگایا پھر وہ فیصلہ کن انداز میں بولا اب جب کہ تو میرے مقابل آ ہی گیا ہے تو آگے بڑھ پہلے اور مجھ پر اپنی ضرب لگا میں تجھے تو پہلے وار کرنے کا موقع دیتا ہوں۔ فدان کی اس پیش کش کو یوناف نے قبول کر لیا۔ اور آگے بڑھ کر اس نے اپنے دائیں ہاتھ کی ایک بھرپور ضرب فدان کے دائیں کندھے پر لگائی تھی۔ اس ضرب کے لگنے سے فدان پاؤں تک ہل کر رہ گیا تھا اور اس کے سارے اعضا پر لرزش طاری ہو کر رہ گئی تھی۔ پھر وہ سنبھلا اور دوبارہ یوناف کو مخاطب کیا۔

واہ! تو نے کیا خوب ضرب لگائی یہ ضرب بتاتی ہے کہ ضرب لگانے والا کوئی عام انسان نہیں بلکہ اساطیری شخصیت رکھتا ہے۔ اے جوان تیری ضرب میں الم انگیزی، ساحرانہ عمل اور ایک طرح کی ہیجان انگیزی ہے۔ پر اس سے کیا ہوتا ہے۔ اس عالم سنگ و بو میں نسلوں کی امانت جیسا تقدس رکھنے والے جوانوں کو بے کراں امتگوں کی طرح منتشر کر کے رکھ دیا۔ اے روح و جسم کے مرکب انسان میں جس پر حملہ آور ہوتا ہوں اور اس کی روح اور جسم میں میں تفریق ڈال کر اسے مٹی کے ڈھیر میں بدل کر رکھ دیتا ہوں۔ اے جوان اب تیار رہ میں تم پر اپنی باری

استعمال کرتے ہوئے ضرب لگانے لگا ہوں۔ پھر دیکھنا میری ضرب سے کس طرح تیری حالت ریزہ ریزہ اندھیروں کے حصار اور ذلت و پستی کے کفن جیسی ہو کر رہ جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی فدان یوں آگے بڑھا جیسے کوئی آسیب شب خون مارتا ہے۔ اور پھر فدان نے ایک کے بجائے یوناف کے شانے پر لگاتار کئی ضربیں لگا دی تھیں اور یہ ضربیں یوں لگی تھیں جیسے ہتھوڑے برسے ہوں۔

ان ضربوں سے یوناف کی حالت ایسی ہو گئی تھی جیسے اس کی ساری خود اعتمادی منہدم ہو گئی ہو اور اس کی جان آشوب و پستی کا شکار بن گئی ہو۔ فدان کی طرف سے لگاتار وہ ضربیں لگنے کے بعد یوناف جھک سا گیا تھا اور وہ بڑا کرب اور اذیت محسوس کر رہا تھا۔ اس موقع پر فدان نے کمال فخر و گھمنڈ میں کہا۔ اے یوناف! کیا میری جان لیوا ضربوں نے تیری ساری ہنرمندی و ذوق جمال تیری خود سری، تیری آتش مزاجی اور تیری ساری قوت و جسارت کو نچوڑ کر نہیں رکھ دیا۔ میں دیکھتا ہوں تیرا چہرہ فق اور تیرے بازو اب شل لگتے ہیں۔ ذرا فاصلے پر کھڑی ارلیہ یوناف کی حالت دیکھنے کے ساتھ ساتھ فدان کی گفتگو بھی سن رہی تھی۔ یوناف کی حالت پر وہ بیچاری موت کے سناٹے اور سیاہ رات کے پھیلاؤ جیسی افسردہ، راہوں کے آشوب اور غم کی اندھی رات جیسی ویران اور بازگشت سے خالی زندگی جیسی اجاڑ ہو کر رہ گئی تھی۔ لگتا تھا یوناف کی تکلیف دہ حالت نے اسے لخت لخت اور زخم زخم کر کے رکھ دیا ہو۔

چند ہی ساعتوں بعد یوناف سنبھلا۔ غور سے اس نے فدان کی طرف دیکھا پھر کہا۔ اے بشر گزیدہ انسان! اے نسلوں کی امانت میں خیانت کرنے والے شیطان! میں نے تجھے ایک ضرب لگائی تھی۔ جواب میں اپنی باری پر تجھے بھی ایک ہی ضرب لگانی چاہیے تھی۔ لیکن تو نے فریب سے کام لیا اور ان گنت ضربیں لگائیں ہیں تمہیں ایسا کرنے سے روک بھی سکتا تھا۔ پر میں نے ایسا نہیں کیا۔ اس لیے کہ میں تم پر ثابت کرنا چاہتا تھا کہ مجھ میں اتنی سکت ہے کہ تمہاری ضربیں برداشت کر سکوں۔ اے شیطان مجسم! تیرا کردار کمزور اور تو ایک ناقابل بھروسہ حریف و مقابل ہے۔ فدان نے یوناف کی بے دھیانی اور باتوں میں مصروفیت سے پورا پورا فائدہ اٹھایا۔ آگے بڑھ کر ایک سخت اور زوردار جھٹکے کے ساتھ اس نے یوناف کو اٹھا لیا پھر اسے اپنے دونوں ہاتھوں میں فضا کے اندر بلند کیا اور تھوڑی دیر تک

اسے تیزی کے ساتھ گول چکر میں گھمانے کے بعد بڑی سختی اور بے رحمی سے زمین پر پٹخ دیا تھا ساتھ ہی چلا کر کہا۔ میں تو اب تیری ساری ایہام پرستی اور تیری ساری لپک نکال کر دم لوں گا۔

زمین پر گرنے کے بعد یوناف فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔ اپنے سر کو ایک زوردار جھٹکا دے کر وہ سنبھلا۔ اتنے میں فدان پھر بھاگ کر اس کی طرف بڑھا وہ پھر یوناف کے سر پر ضرب لگانا چاہتا تھا کہ یوناف نے فضا میں اٹھا ہوا اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر اس کا بازو مروڑ کر اسے دوہرا کیا۔ اپنی کہنی سے اس کی کمر پر ضربیں لگائیں پھر اس کا ہاتھ چھوڑ جھکے ہوئے فدان کی پشت پر اپنے داہنے پاؤں کی ایسی زوردار ٹھوکر لگائی کہ فدان گیند کی طرح لڑھکتا ہوا دور جا گرا تھا ارلیہ کے گلاب جیسے لبوں پر اب ہلکی ہلکی مسکراہٹ بکھرنے لگی تھی اور اس کے چہرے پر آسودہ حقیقتیں رقص کرنے لگی تھیں۔ فدان جب بے بسی کی حالت میں زمین پر گر گیا۔ تو یوناف نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے بے وقوف انسان! اے شیطان کے احمق گماشتے! خبردار رہ! میں تو اب اپنے رب کا قہر بن کر تم پر نازل ہوں گا۔ تیرے سارے کر آثار جلوے اور تیرے فخر و غرور کے سارے قلعے مسمار و منہدم کر کے رکھ دوں گا۔ پھر یوناف آگے بڑھا اور فدان پر ضربیں لگانے لگا جواب میں فدان اس پر ضربیں لگا رہا تھا۔

دونوں کچھ دیر تک جم کر ایک دوسرے پر ضربیں لگاتے رہے۔ پھر یوناف لپکتے شعلے کی طرح اور فیصلہ کن انداز میں فدان کی طرف بڑھا۔ ایک سخت جھٹکے کے ساتھ اس نے فدان کو اٹھا کر اپنے دونوں ہاتھوں پر فضا کے اندر بلند کر دیا۔ پھر ایسی قوت کے ساتھ ایک ٹیلے پر دے مارا کہ فدان کراہ کر رہ گیا تھا اور اس پر مزید یہ کہ یوناف نے اس پر جست لگائی اور مار مار کر اسے نڈھال کر دیا تھا۔ جب فدان اٹھنے کے قابل نہ رہا۔ تب یوناف نے سخت آواز اور غراتے لہجے میں اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے فدان اب تو اپنی شکست تسلیم کر کے یہاں سے چلا جا۔ ورنہ تو میرے ہاتھوں مارا جائے گا فدان اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور گھورتے ہوئے اس نے یوناف کی طرف دیکھا اور زہریلی آواز میں اس نے کہا۔ اے یوناف! میں تیرے ساتھ اپنے اس مقابلے سے مطمئن نہیں ہوں میں سمجھتا ہوں تو اتفاقیہ طور پر میرے مقابلے میں غالب رہا ہے۔ پر یہ غلبہ وقتی ہے۔

اس لیے کہ ایک بار پھر میں تیرے مقابل آؤں گا اور تیرے ساتھ مقابلہ کروں گا۔

اے یوناف! میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ اپنی زندگی میں تیرے جیسا زور آور اور پرقوت حیوان میں نے آج تک نہیں دیکھا پر میں نے عہد کر لیا ہے کہ ایک روز میں تمہیں اپنے سامنے زیر اور مغلوب ضرور کروں گا بستو میں جس سے عداوت رکھتا ہوں تو مدت تک اس کا تعاقب کرتا ہوں اس لیے کہ میرا کینہ اس اونٹ جیسا ہے جو انتقام لیتے وقت اپنے مالک و مربی کے احسان اور نعمتوں کو بھی فراموش کر کے رکھ دیتا ہے۔ ایک روز پھر میں عدم کی سرگوشی، بھوکی روحوں کی خواہش بن کر تیری طرف آؤں گا اور تجھے ضرور زیر کر کے اپنے انتقام کی پیاس بجھاؤں گا۔ اس کے بعد فدان اپنے اونٹ پر سوار ہوا اور وہاں سے چلا گیا۔

○

○

کرمل کے رئیس نابال کے چند ملازم بھاگتے ہوئے اس کی حویلی میں داخل ہوئے اور زور زور سے نابال کی بیوی ابی جیل کو آوازیں دینے لگے۔ تھوڑی ہی دیر بعد نابال کی بیوی ابی جیل حویلی سے نکل کر صحن میں آئی وہ گوہر شب تاب جیسی حسین، نغموں کی صدا جیسی خوشگوار اور آوازوں کی خوشبو جیسی پرکشش تھی۔ اس کا پھول جسم اور مہتاب چہرہ فضاؤں کو معطر اور دل نشین بنا دینے والا تھا۔ ان ملازموں کے قریب آکر حسین جیل نے پوچھا۔ کیا ہوا تم لوگ کیوں مجھے آوازیں دیتے ہو ان ملازموں میں سے ایک بولا اور کہا اے مالکن! آپ کا شوہر اپنی حماقت کی وجہ سے ایک عذاب اور مصیبت میں گرفتار ہونے والا ہے۔ داؤد بن لیسی نام کا ایک شخص معون کے بیابانوں کے اندر اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہمارے ریوڑوں کی حفاظت و نگہبانی کیا کرتا تھا۔ کچھ دن قبل اس نے اپنے دس ساتھی نابال کے پاس بھجوائے اور اس سے کہا کہ وہ ان کی مدد کرے کیوں کہ اس وقت وہ ضرورت مند ہیں۔ لیکن نابال نے انہیں دھتکار دیا۔ بس وہ لوگ واپس چلے گئے۔ اب سنا گیا ہے۔ کہ داؤد بن لیسی اپنے چار سو مسلح جوانوں کے ساتھ ادھر کا رخ کر رہا ہے۔

اے مالکن! اگر داؤد بن لیسی یہاں پہنچ گیا تو آقا نابال کی ہر شے کو تہس نہس کر کے رکھ دے گا ہم آپ کے پاس اس لیے آئے ہیں کہ آپ ایک عقل مند اور دانشور خاتون ہیں۔ آپ کوئی ایسا طریقہ کریں کہ داؤد بن لیسی کرمل کی طرف اپنی پیش قدمی کو روک دے۔ داؤد بن لیسی ایک نیک انسان ہیں نابال نے ان کے ساتھ بدمعاملگی کر کے ایک جرم کیا ہے جس کی سزا اسے ملنے والی ہے۔ حسین ابی جیل شاید سارے معاملے کو سمجھ گئی تھی۔ اس نے ان ملازموں کو مخاطب کر کے کہا۔ تم سب میرے ساتھ حویلی میں آؤ اور سنو جو کام میں کرنے والی ہوں اس کی خبر ہرگز نابال کو نہ ہونے پائے۔ میں داؤد بن لیسی اور ان کے ساتھیوں کو

روک دینے کا ایک معاملہ کروں گی۔

پھر ابی جیل ان سارے ملازموں کو حویلی کے اندر لے گئی۔ ان کی مدد سے اس نے بہت ساری روٹیاں تیار کرائیں۔ شربت اور شہد کے مشکیزے تیار کیے۔ کئی بھیڑوں کو ذبح کر کے ان کا گوشت بھونا، کچھ اناج بھون کر تیار کیا۔ کشمش کے خوشے اور ڈھیروں انجیر کی ٹکیاں بوروں میں بھر کر تیار کیں۔ اس سارے سامان کو اس نے خچروں پر لادا اور اپنے ان ملازموں کے ساتھ وہ ادھر روانہ ہوئی جس طرف سے داؤد بن لیسی کرمل شہر کی طرف آ رہے تھے۔ اور اس معاملے کی خبر اس نے اپنے شوہر نابال کو نہ ہونے دی۔

پس جس وقت داؤد اپنے ساتھیوں کے ساتھ کرمل شہر سے قریب ہی تھے کہ ابی جیل اپنے ملازموں اور سامان سے لدے خچروں کے ساتھ ایک پہاڑ سے اتری۔ ہاتھ بلند کر کے اس نے داؤد کے ساتھیوں کو رکنے کا اشارہ کیا۔ داؤد نے فوراً اپنے ساتھیوں کو روک دیا۔ ابی جیل اپنے ملازموں اور سامان سے لدے خچروں کے ساتھ داؤد کے سامنے آئی اور بڑی انکساری و عاجزی میں اس نے کہا۔ میں کرمل شہر کے رئیس نابال کی بیوی ابی جیل ہوں۔ میں نے سنا کہ میرے شوہر نابال نے آپ کے ساتھ بدمعاملگی کی۔ اس کے لیے میں معذرت اور معافی کی خواستگار ہوں۔ میں آپ اور آپ کے ساتھیوں کے لیے ان خچروں پر لاد کر کھانے کی کچھ اشیاء لائی ہوں۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ انہیں قبول کریں۔ میرے شوہر نابال کی گستاخیوں اور کوتاہیوں کو فراموش کر دیں اور اس سے انتقام لینے کا ارادہ ترک کر دیں۔

داؤد ابی جیل کے اس رویے سے بڑے متاثر ہوئے اور ابی جیل کو مخاطب کر کے کہا۔ گو میں نے پختہ عزم کر رکھا تھا کہ میں نابال کو ضرور سزا دوں گا کیونکہ اس نے وہ نیکیاں جو ہم نے اس کے ساتھ معون کے بیاباتوں میں کیں تھیں ان کا جواب اس نے بدی اور بدکرداری کے ساتھ دیا تھا۔ لیکن تم نے اپنے رویے سے میرے اس ارادے کو بدل دیا ہے۔ تم ایک عقلمند دوراندیش، باادب اور سمجھدار خاتون لگتی ہو۔ جاؤ واپس چلی جاؤ میں نابال سے انتقام لینے کے ارادے کو ختم کرتا ہوں۔

کرمل کے رئیس نابال کی بیوی اپنے گھر لوٹ آئی۔ اس نے دیکھا کہ اس کا شوہر جہاں اس کی بھیڑوں کی اون کتری جا رہی تھی وہاں سے گھر لوٹ آیا تھا۔ وہ شاید اپنی بیوی ابی جیل

ہی کا منتظر تھا۔ جب ابی جیل حویلی میں اس کے سامنے آئی تو نابال نے شاید اس سے پوچھنا چاہا کہ وہ کہاں گئی ہوئی تھی کہ اس وقت فدان حویلی میں داخل ہوا۔ اسے دیکھتے ہی نابال، ابی جیل سے گفتگو کر بھول گیا۔ اٹھ کر فدان کی طرف لپکا اور بڑی بے چینی میں پوچھا۔ اے فدان! تو میرے لیے کیا خبر لایا ہے؟ فدان نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اے نابال! میں تیرے لیے کوئی اچھی خبر نہیں لایا۔ دیکھ میں نے داؤد بن لیسی کے کاروان کو جا روکا۔ اور ان سے وہی کہا جس کا تو نے مجھے مشورہ دیا تھا۔ اور دیکھ نابال! ایسا ہوا کہ داؤد کے ساتھیوں میں سے ایک جوان میرے مقابلے پر نکلا۔

اے نابال! تو جانتا ہے میں نے بڑے بڑے سورماؤں کو زیر کیا۔ اور اب ان سرزمینوں کے اندر میری دھاک ایسی بیٹھ گئی تھی کہ کوئی میرے مقابل نہ آیا کرتا تھا لیکن وہاں سارا ہی معاملہ الٹ ہو گیا۔ داؤد کے ساتھیوں میں سے جو جوان میرے مقابلے پر نکلا اس کا نام یوناف ہے اور میں نے اپنی زندگی میں کبھی اس جیسا باہمت و طاقتور انسان نہیں دیکھا۔ سن نابال! یوناف نام کا وہ جوان فطرت کے عذاب جیسا خوفناک، طبقاتی جبر جیسا ستم گر اور قبائلی عصبیت جیسا خونخوار ہے۔ وہ حوادث کی بھٹیوں جیسا گرم رد اور روقت کی گردشوں جیسا تیز رو ہے۔ وہ چٹانوں جیسا سخت اور سانڈوں جیسا طاقتور ہے۔ گو وقتی طور پر اس نے مجھے اپنے سامنے مغلوب کر لیا ہے۔ لیکن عملی اور فکری طور پر میں نے اپنی شکست اور ہزیمت تسلیم نہیں کی میں پھر کسی موقع پر اس سے ٹکراؤں گا اور ضرور ایک بار اپنے سامنے اسے زیر کر کے رہوں گا۔

اے نابال! اس یوناف کو میں نے شباب کے آخری لمحوں کے عروج جیسا پر قوت طوفانوں کی بیداری جیسا ہولناک اور بحران بحر جیسا بھیانک پایا ہے پھر میں بھی میں نے اپنے آپ سے عہد کیا ہے کہ ایک بار ضرور اس سے ٹکراؤں گا ———— فدان اچانک کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔ کیونکہ نابال اچانک دوہرا ہو کر اپنی نشست سے گر گیا تھا۔ فدان بھاگ کر آگے بڑھا۔ اس کے بدن کا جائزہ لیا۔ پھر انتہائی افسوسناک انداز میں اس نے ابی جیل کی طرف دیکھا اور کہا۔ اے محترم خاتون مجھے افسوس ہے کہ نابال مر چکا ہے۔ شاید یہ اس صدمے کو برداشت نہیں کر سکا کہ میں ہار گیا ہوں۔ اور اس کا بنایا ہوا اسرار الٹا عمل برباد ہو کر رہ گیا ہے۔ ابی جیل کے چہرے پر مردنی چھا گئی تھی۔ اور آگے بڑھ کر وہ

نابال کو سنبھالنے لگی تھی۔

○

داؤدؑ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ابھی تک کرمل شہر کے نواح میں پڑاؤ کیے ہوئے تھا۔ ایک روز دوپہر کے کھانے کے بعد یوناف ارلیہ اپنے خیمے میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر تیز لمس دیا۔ ساتھ ہی اس کی آواز بھی یوناف کی سماعت سے ٹکرائی۔ میں تمہیں یہ خبر سناتی ہوں کہ نابال مر گیا ہے اور اس کی بیوی اب اپنی وسیع و عریض حویلی میں اکیلی رہ گئی ہے۔ یوناف نے چونک کر پوچھا نابال مر گیا ہے؟ ابلیکا نے پھر کہا۔ ہاں وہ مر گیا ہے۔ اور ابی جیل اکیلی رہ گئی ہے۔ مجھے اس خاتون سے ہمدردی اور ایک طرح کا انس ہو گیا تھا کیونکہ وہ فہیم و عقل مند، خوبصورت اور دوراندیش ہے۔ یوناف نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ابلیکا! ابلیکا۔ اس حسین ابی جیل سے متعلق میرے دل میں ایک خواہش پیدا ہوئی تھی اور وہ خواہش یہ تھی کہ کاش! ابی جیل نابال کی بیوی نہ ہوتی تو میں اسے داؤدؑ کے بیاہنے کا اہتمام کرتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ میری خواہش کے پورا ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ پھر یوناف اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا۔ اور خوشی کے اظہار میں کہا۔ ارلیہ! ارلیہ! ابی جیل کا شوہر نابال مر گیا ہے۔ میں ابی جیل سے متعلق داؤدؑ کے ساتھ بات کر کے ابھی لوٹتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی یوناف تیزی کے ساتھ خیمے سے باہر نکل گیا تھا۔

یوناف داؤدؑ کے خیمے میں داخل ہوا۔ وہ اپنے خیمے میں اس وقت اکیلے بیٹھے ہوئے تھے۔ یوناف ان کے سامنے جا بیٹھا پھر ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں بولا۔ اے میرے آقا! میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ داؤدؑ نے نرمی میں کہا۔ تمہیں اجازت لینے کی کیا ضرورت ہے کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ یوناف نے جھٹ کہا۔ اے آقا! مجھے خبر ملی ہے کہ ابی جیل کا شوہر نابال مر گیا ہے۔ میری خواہش ہے کہ آپ ابی جیل سے شادی کر لیں داؤدؑ نے ایک بار گہری نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھا۔ پھر وہ سر جھکا کر سوچنے لگے تھے۔ یوناف پھر بولا اور کہا امید ہے آپ میری اس خواہش کو ٹھکرائیں گے نہیں۔ میں آپ کو خوش اور پرسکون دیکھنا چاہتا ہوں۔ ساؤل نے آپ کی بیوی میکل کی کسی اور سے شادی کر کے جو آپ کو زخم دیا ہے میں اس زخم کو مندمل کرنا چاہتا ہوں داؤدؑ نے کہا ابی جیل، خوبصورت، عمدہ سیرت، جہاندیدہ اور عقلمند خاتون

ہے۔ وہ ایک اچھی بیوی ثابت ہو سکتی ہے۔ لیکن کیا وہ اس شادی کے لیے رضامند اور تیار ہو گی۔

داؤدؑ کے اس جواب پر یوناف کے چہرے پر گہری مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ پھر اس نے کمال خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ اے میرے آقا! میں اور ارلیہ دونوں ابی جیل کی طرف جائیں گے اور اس سے بات کریں گے اور مجھے قوی امید ہے کہ وہ بخوشی آپ سے شادی پر رضامند ہو جائے گی۔ اس کے بعد یوناف اپنی جگہ سے اٹھ گیا پھر وہ تیزی کے ساتھ خیمے سے باہر نکل گیا تھا۔ یوناف تقریباً بھاگتا ہوا۔ اپنے خیمے میں داخل ہوا۔ وہاں ارلیہ اس کی منتظر بیٹھی ہوئی تھی یوناف خوشیاں بکھیرتی آوازیں کہا۔ ارلیہ! ارلیہ! آ کرمل شہر میں ابی جیل کی طرف چلیں اور اس سے داؤدؑ کے ساتھ شادی کی بات کریں۔ اس سلسلے میں داؤدؑ سے میں بات کر چکا ہوں اور وہ اس پر آمادہ ہیں۔ ارلیہ تیزی کے ساتھ ایک جست لگانے کے انداز میں اٹھ کھڑی ہوئی۔ اور فضاؤں میں اپنے گلابی ہونٹوں کے رنگ، سفید دانتوں کی چمک اور اپنے سانسوں کی خوشگوار خوشبو بکھیرتے ہوئے اس نے کہا۔ یہ آپ نے بہترین فیصلہ کیا ہے۔ پھر ارلیہ نے آگے بڑھ کر اپنا ہاتھ یوناف کے ہاتھ میں دے دیا۔ اور اپنی سری قوتوں کی مدد سے وہ اپنے اس خیمے سے روپوش ہو گئے تھے۔

یوناف، اور ارلیہ کرمل شہر میں ابی جیل کی حویلی میں داخل ہوئے۔ اور حویلی کے ایک ملازم کے ذریعے ابی جیل کو خبر پہنچائی اور اس سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد ابی جیل نے یوناف اور ارلیہ کو اپنے ذاتی کمرے میں طلب کیا۔ اور جب وہ اس کمرے میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا اس کمرے میں ابی پانچ لونڈیوں کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی یوناف اور ارلیہ کو دیکھتے ہی وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور ان دونوں کو مخاطب کر کے اس نے حیرت اور استعجاب میں کہا۔ میں نہیں جانتی تم دونوں کون ہو اور تمہارے کیا نام ہیں۔ لیکن میرا دل کہتا ہے کہ تم شناسا ہو۔ اور اس سے پہلے میں نے تم دونوں کو کہیں دیکھ رکھا ہے اور تم دونوں کو دیکھنے کا یہ واقعہ کوئی زیادہ دور کا بھی نہیں لگتا ابی جیل جب خاموش ہوئی تب یوناف نے اسے مخاطب کر کے کہا۔

اے خاتون! میرا نام یوناف اور میری اس ساتھی کا نام ارلیہ ہے۔ ہم دونوں میاں بیوی ہیں ہم داؤدؑ کے ساتھیوں میں سے ہیں۔ اور ان ہی کی طرف سے تمہارے لیے ایک پیغام لیکر

تم نے آئے ہیں۔ چند دن قبل اپنے شوہر نابال کی کوتاہیوں اور غلطیوں کو رفع کرنے کے لیے داؤدؑ کی خدمت میں کچھ نذرانے پیش کیے تھے۔ شاید اسی موقع پر تم نے ہم دونوں کو وہاں دیکھا ہوگا۔ ابی جیل نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ تم درست کہتے ہو۔ میں نے تم دونوں کو وہیں دیکھا تھا۔ ابی جیل ذرا سی پھر دوبارہ اس نے یوناف کو مخاطب کر کے پوچھا۔

کیا تم وہی یوناف ہو جس نے میرے شوہر کے بھیجے ہوئے پہلوان فدان کو زیر اور مغلوب کیا تھا۔ یوناف نے اثبات میں گردن ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ ہاں میں وہی یوناف ہوں جس نے فدان جیسے پہلوان کو اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اس انکشاف پر حسین ابی جیل نے بے پناہ خوشیوں کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

میں یقیناً خوش نصیب ہوں۔ جو تم جیسے جوان سے ہم کلام ہوں۔ میں تم دونوں میاں بیوی کو اپنی حویلی میں خوش آمدید کہتی ہوں۔ پر تم دونوں ابھی تک کھڑے کیوں ہو۔ پھر اس نے اپنے قریب ایک نشست پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ تم دونوں یہاں آ کر بیٹھو۔ تم دونوں کا یوں کھڑے رہنا میرے لیے تکلیف دہ ہے۔ یوناف اور ارلیہ آگے بڑھ کر وہاں بیٹھ گئے۔ پھر ابی جیل نے پوچھا۔ اب کہو تم دونوں مجھ سے کیا کہنے آئے ہو۔ اس استفسار پر یوناف بولا۔ اے خاتون! ہم دونوں داؤدؑ کی طرف سے آئے ہیں۔ ہمیں خبر ہوئی ہے کہ تمہارے شوہر نابال مر چکا ہے۔ اس لیے ہم تمہارے پاس آئے ہیں تاکہ تم سے یہ کہیں کہ اب تم داؤدؑ سے شادی کر لو۔ سنو ابی جیل! داؤدؑ اللہ کے نبی اور ایک انتہائی صالح انسان ہیں۔ گو ان دنوں وہ ادبار ہی سے گزر رہے ہیں اور ان کے تعلقات بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل کے ساتھ کشیدہ ہو گئے تھے۔ لیکن عنقریب تم دیکھو گی کہ میرے اللہ نے چاہا تو یہی داؤدؑ نبی ہونے کے ساتھ ساتھ بنی اسرائیل کی عظیم سلطنت کے بادشاہ بھی ہوں گے۔

ابی جیل نے اپنی خوشیوں کو دباتے ہوئے کہا میں بادشاہت کی خواہش مند نہیں ہوں داؤدؑ سے متعلق میں بہت کچھ جانتی ہوں۔ ان کی عظمت و رفعت کے سامنے میری حیثیت تو اس قدر ہی ہے کہ میں ان کی لونڈی اور خادمہ کی حیثیت سے ان کی خدمت کر دوں۔ تاہم اگر مجھے یہ شرف دیا جا رہا ہے کہ میں ان سے شادی کر کے ان کی بیوی بنوں تو میرے لیے بہت بڑا انعام اور ایک سعادت ہے جس کی کوئی قیمت کوئی مول نہیں لگایا جا سکتا۔ میں بخوشی ان کے ساتھ شادی پر رضامند ہوں۔ ابی جیل کا یہ جواب سن کر یوناف اور ارلیہ

دونوں ہی خوشی میں کھل اٹھے۔ پھر یوناف نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ اگر ایسا ہے تو پھر اٹھو اور ہمارے ساتھ چلو۔ ابی جیل اپنی خوشیوں کو چھپاتے ہوئے اور اپنی آواز میں زور پیدا کرتے ہوئے کہا۔ کیا ابھی اور اسی وقت؟ یوناف نے بھی قدرے زوردار آواز میں کہا۔ ہاں ابھی اور اسی وقت ہم تمہیں اپنے ساتھ لیکر جائیں گے اور شام سے پہلے پہلے شادی داؤدؑ کے ساتھ کر دی جائے گی۔ اس پر ابی جیل اٹھ گئی اور وہاں سے جانے کی تیاریاں کرنے لگی۔

ابی جیل نے اپنا ضروری سامان سمیٹا اور تھوڑی دیر تک وہ کرمل شہر سے کوچ کرنے کے لیے تیار ہو گئی۔ اس نے یوناف اور ارلیہ کو بھی سواریاں مہیا کی۔ اپنی پانچ لونڈیوں کو بھی اس نے ساتھ لیا۔ ان کے لیے بھی سواریوں کا انتظام کیا۔ پھر وہ خود بھی اپنی سواری پر بیٹھی۔ اس طرح یہ مختصر سا قافلہ کرمل شہر سے کوچ کر کے داؤدؑ کے پاس پہنچا اور اسی شام ابی جیل کی شادی داؤدؑ کے ساتھ کر دی گئی تھی اس کے بعد داؤدؑ اپنے پڑاؤ کو ختم کر کے واپس چلے گئے۔ اپنے باقی ساتھیوں کو بھی ساتھ لیا جنہیں وہ پیچھے چھوڑ آئے تھے۔ دشتِ فاران سے نکل کر داؤدؑ پھر دشتِ زلیف میں داخل ہو گئے اور کوہستان حکیلہ کے پاس رہنے لگے۔ وہ ابھی ساؤل کی طرف جلجال شہر کا رخ نہ کر رہے تھے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ساؤل ایک متلون مزاج انسان ہے اور کسی بھی وقت ان کے خلاف ہو سکتا ہے۔ لہٰذا انہوں نے کوہستانِ حکیلہ کے پاس ہی رہائش اختیار کر لی اور یہاں انہوں نے اخینوعم نام کی ایک لڑکی سے بھی شادی کر لی تھی اس طرح وہ اپنی دونوں بیویوں کے ساتھ جبل حکیلہ میں پرسکون طور پر رہنے لگے تھے۔ یوناف اور ارلیہ بھی جبل حکیلہ کی اس رہائش میں ان کے ساتھ تھے۔

ساؤل سے متعلق داؤدؑ کے خدشات درست نکلے۔ اس کے قریبی عزیزوں نے پھر اسے داؤدؑ کے خلاف بھڑکایا اور لگاتار اس کے ذہن میں یہ بات ڈالی کہ داؤدؑ تم سے بنی اسرائیل کی سلطنت چھین لینا چاہتا ہے۔ ساؤل نے ان ساری ترغیبات کا اثر لیا اور ایک بار اس نے پھر ارادہ کر لیا کہ وہ ضرور داؤدؑ کو گرفتار کر کے ان کا خاتمہ کر دے گا۔ لہٰذا داؤدؑ کی تلاش میں اس نے اپنے ناظر پھیلا دیئے جنہوں نے اسے خبر دی کہ داؤدؑ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان دنوں جیل حکیلہ میں پناہ لیے ہوئے ہیں۔

پس ساؤل نے اپنے لشکر میں سے تین ہزار آزمودہ کار جوانوں کو اپنے ساتھ لیا اور دشتِ زیف کے کنارے جیل حکیلہ کی طرف بڑھا تاکہ داؤدؑ کو ختم کر کے اپنے راستے کی دیوار ہٹا دے۔ پہلے اسے داؤدؑ کے ساتھ کچھ ہمدردی بھی تھی کیونکہ اس کی بیٹی میکل داؤدؑ کی بیوی تھی۔ اب میکل کی شادی اس نے ایک اور شخص کے ساتھ کر دی تھی۔ لہٰذا اب داؤدؑ کے لیے اپنے دل میں وہ کوئی ہمدردانہ جذبہ نہ رکھتا تھا۔ داؤدؑ کے غم خواروں نے بھی انہیں خبر کر دی تھی کہ ساؤل تین ہزار کا ایک لشکر لے کر پھر ان کے خلاف نکل کھڑا ہوا ہے۔ لہٰذا ساؤل کی طرف سے وہ بھی چوکس اور مستعد ہو گئے تھے۔ ساؤل نے اپنے لشکر کے دشتِ زیف میں آکر پڑاؤ کیا۔ اور اس کے اس لشکر کا سالار اس کا چچازاد بھائی ابنیر تھا۔ داؤدؑ نے بھی معلوم کر لیا تھا کہ ساؤل نے کہاں پڑاؤ کیا ہے۔ پس وہ رات ہونے کا انتظار کرنے لگے تھے۔ اور جب شام ڈھلنے لگی تو داؤدؑ نے یوناف کو اپنے خیمے میں بلایا۔

یوناف جب ان کے خیمے میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا۔ اس وقت خیمے میں داؤدؑ کے ساتھ ان کا ایک عزیز ابیشے بھی بیٹھا ہوا تھا۔ داؤدؑ نے یوناف کو اپنے قریب بٹھایا اور کہا۔ اے یوناف میرے عزیز! تم جانو ہمارے قریب ہی دشتِ زیف کے اندر ساؤل اپنے

لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیے ہوئے ہے اور وہ اس تاک میں ہے کہ مجھ پر گرفت کر کے میرا خاتمہ کر دے۔ اے یوناف! ساؤل کو میں نے اس دشتِ زیف کے اندر ایک عبرت خیز سبق دینے کا عزم کر لیا ہے۔ میں، تم اور یہ ابیشے ابھی اور اسی وقت ساؤل کے لشکر کی طرف روانہ ہوں گے۔ اور سنو میں نے اپنی دونوں بیویوں ابی جیل اور اخینوم سے کہہ دیا کہ میری یہاں سے روانگی کے بعد وہ تمہاری بیوی ارلیہ کے پاس جا کر سو رہیں کیونکہ ہماری غیر موجودگی میں اگر کوئی برا اور کڑا وقت آتا ہے تو ہمارے ساتھیوں میں سے صرف ارلیہ ہی بہتر طور پر ان کی حفاظت کر سکتی ہے۔ یوناف اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہا۔

اگر ایسا ہے تو پھر چلتے ہیں۔ میں ارلیہ کو پوری تفصیل بتا دیتا ہوں۔ تینوں اٹھ کر خیمے سے باہر نکلے۔ یوناف نے اپنے خیمے میں جا کر ارلیہ کو اپنی روانگی کی پوری تفصیل بتا دی۔ پھر وہ داؤدؑ اور ابیشے کے ساتھ ہو لیا تھا۔ تینوں دبے پاؤں ساؤل کے پڑاؤ میں داخل ہوئے اس وقت ساؤل کے لشکری گہری نیند سوئے ہوئے تھے۔ لشکر کے اندر گھوم پھر کر وہ اس جگہ آئے جہاں ساؤل سو رہا تھا۔ انہوں نے دیکھا وہ بڑی محفوظ جگہ تھی۔ ارد گرد رتھیں کھڑی کی گئی تھیں۔ ان رتھوں کے اندر ساؤل کے چیدہ چیدہ لشکری سو رہے تھے۔ اور ان لشکریوں کے درمیان میں ساؤل اور اس کا چچازاد بھائی ابنیر سوئے ہوئے تھے۔ ساؤل کا نیزہ اس کے سرہانے زمین میں گڑھا ہوا تھا اور ایک طرف پانی کی صراحی رکھی ہوئی تھی۔ اس موقع پر ابیشے نے سرگوشی کرتے ہوئے داؤدؑ سے کہا۔ اے میرے آقا! اس وقت ساؤل پوری طرح ہماری گرفت میں ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں زمین میں گڑھا ساؤل کا نیزہ اس کے سینے میں گاڑھ کر اس کا خاتمہ کر دوں۔ اس طرح ہمیں ہمیشہ کے لیے اپنے ایک خطرناک دشمن سے نجات مل جائے گی۔ داؤدؑ نے ابیشے کو تنبیہ کرتے ہوئے کہا۔

ایسا ہرگز نہ کرنا ابیشے! ساؤل کو خداوند کی طرف سے بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر کیا گیا تھا اور میں نہیں چاہتا کہ خداوند کے مسوح پر ہاتھ اٹھاؤں۔ پس ہم نے صرف یہ کام کرنا ہے کہ ساؤل کا زمین میں گڑھا ہوا نیزہ اور پانی کا مشکیزہ یہاں سے اٹھا کر نکل جائیں پھر دیکھنا میں ان لوگوں کو کیسا اخلاقی سبق سکھاتا ہوں پھر داؤدؑ نے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔ یوناف! یوناف! تم اپنے اطراف میں نگاہ رکھو۔ اگر ساؤل کا کوئی لشکری جاگ اٹھتا ہے اور ہمارے لیے خطرہ بننے کی کوشش کرتا ہے تو تم اس سے نمٹ لینا اور اے ابیشے! تم آگے

بڑھ کر ساؤل کا نیزہ اور پانی کا مشکیزہ اٹھالو اور یہاں سے نکل چلیں۔ ابیشے نے فوراً آگے بڑھ کر گہری نیند سوئے ساؤل کا نیزہ اور مشکیزہ اٹھالیا۔ پھر وہ لشکر سے نکل گئے تھے۔

ساؤل کے لشکر سے نکل کر داؤدؑ یوناف اور ابیشے کے ساتھ ساؤل کے لشکر کے قریب ہی ایک پہاڑ پر چڑھ گئے پھر وہ بلند آواز میں ساؤل اور اس کے چچازاد بھائی ابنیر کو پکارنے لگے۔ اس پکار کو سن کر ساؤل، ابنیر اور ان کے لشکر جاگ اٹھے۔ پھر ابنیر نے بلند آواز میں داؤدؑ کو مخاطب کر کے پوچھا۔ تو کون ہے اور کیوں بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل اور ان کے چچازاد بھائی ابنیر کو پکارتا ہے۔ اس پر داؤدؑ نے جواب دیا۔ اے ابنیر تو بڑا بہادر بنتا ہے اور یہ دعویٰ کرتا ہے کہ بنی اسرائیل کے اندر تم جیسا کوئی اور نہیں ہے۔ اے ابنیر تو کیسا بودا اور کمتر ہے کہ تو بنی اسرائیل کے لشکر کا سپہ سالار ہو کر اپنے بادشاہ کی حفاظت نہ کر سکا۔ دیکھ ابھی تھوڑی ہی دیر قبل ایک شخص ساؤل کو قتل کرنے کی نیت سے تمہارے لشکر میں گھس گیا تھا اور تمہیں خبر تک نہ ہونے پائی تھی اے ابنیر! قسم خداوند کی میرے نقطہ نظر سے تم واجب القتل ہو کہ تم اس شخص کی حفاظت کرنے میں ناکام رہے ہو جسے خداوند نے بنی اسرائیل کا بادشاہ بنایا ہے۔

ابنیر نے پھر چلا کر پوچھا۔ تو کون ہے اور کیسے دعویٰ کر سکتا ہے کہ بادشاہ ساؤل کو قتل کرنے کے لیے کوئی ہمارے لشکر میں داخل ہوا تھا۔ جواب میں داؤدؑ نے کہا۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ جو شخص لشکر میں ساؤل کو قتل کرنے کے لیے گھسا تھا وہ ساؤل کا بھالا اور پانی کا مشکیزہ اٹھا کر لے گیا ہے۔ اس بار ساؤل داؤدؑ کی آواز پہچان گیا۔ اس نے اپنے اطراف میں دیکھا واقعی اس کا بھالا اور مشکیزہ غائب تھے۔ اس پر ساؤل نے ابنیر کو مخاطب کر کے کہا۔

اے ابنیر! یہ پکارنے والا ٹھیک کہتا ہے کوئی ضرور مجھے قتل کرنے کی نیت سے لشکر میں داخل ہوا ہے۔ کیونکہ تم دیکھتے ہو میرا بھالا جو زمین میں گڑھا تھا غائب ہے اور میرا مشکیزہ بھی نہیں ہے۔ اور سن ابنیر یہ پکارنے والا داؤدؑ کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے۔ تو اسے پہچان نہ سکا۔ پر میں داؤدؑ کی آواز پہچان چکا ہوں۔ پھر ساؤل نے بلند آواز میں داؤدؑ کو مخاطب کر کے پوچھا۔

اے داؤدؑ میرے بیٹے! کیا یہ تیری آواز ہے؟ اس پر داؤدؑ نے پکار کر کہا۔ اے میرے قدیم محسن! یہ پکارنے والا میں داؤدؑ ہی ہوں۔ آخر میں نے تیرے ساتھ کیا بدی کی ہے کہ تو بار بار اوروں کے کہنے پر میرے خلاف اٹھ کھڑا ہوتا اور میری گرفتاری اور سزا کی تگ و دو

کرتا ہے اے ساؤل میں تھوڑی دیر قبل تیرے لشکر میں داخل ہوا میں نے ہی تیرا بھالا اور مشکیزہ اٹھایا ہے۔ اس وقت تو پوری طرح میرے بس میں تھا اور میں تمہیں موت کے گھاٹ اتار سکتا تھا۔ پر میں نے تیری جان کو قیمتی سمجھ کر ایسا نہیں کیا۔ اے بادشاہ! اگر تو نے میرے ساتھ دغا اور جفا کی اور میکل کی شادی میری اجازت کے بغیر کسی اور سے کر دی اور یہ تو نے بہت بڑا گناہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ تو نے قدم قدم پر میری برائی ہی سے متعلق سوچا۔ اس کے باوجود میں تیری عزت تیرا احترام کرتا ہوں۔ اے بادشاہ اپنے آدمیوں میں سے کسی کو بھیج کہ وہ مجھ سے تیرا بھالا اور پانی کا مشکیزہ لے جائے۔ ساؤل داؤدؑ کے اس رویے سے بے حد متاثر ہوا۔ پھر انہیں مخاطب کر کے اس نے کہا۔

اے داؤدؑ! میرے بیٹے! میں جانتا ہوں کہ تو میرے لشکر میں داخل ہوا اور میرا بھالا اور مشکیزہ اٹھا لیا گیا۔ یہ تیری عظمت ہے کہ تو نے مجھے نقصان نہ پہنچایا۔ ورنہ تو میرا خاتمہ بھی کر سکتا تھا۔ اے داؤدؑ تو نے میری زندگی کو گراں قدر جانا۔ قسم خداوند کی ایسا کر کے تم خود گراں قدر ہو گئے ہیں۔ میں نے اپنے دل کی آواز نہ سنتے ہوئے دوسروں کے کہنے پر تیرے ساتھ بار بار بدی اور برائی کی۔ پر تو نے میرے خلاف کچھ نہ کیا۔ اے داؤدؑ یہ تیری عظمت کی نشاندہی ہے۔ تو مبارک ہو۔ میرا دل کہتا ہے کہ تو بڑے بڑے کام کرے گا اور ہر کام میں فتحمند ثابت ہو گا۔ میں اب یہاں سے کوچ کرتا اور آئندہ کبھی بھی تیرے ساتھ بدی نہ کرنے کا عہد کرتا ہوں۔ اپنا ایک آدمی بھیج کر ساؤل نے داؤدؑ سے اپنا بھالا اور مشکیزہ منگوا لیا۔ پھر اپنے لشکر کے ساتھ رات کی تاریکی ہی میں وہ وہاں سے کوچ کر گیا تھا۔

جب ساؤل اپنے لشکر کے ساتھ دشتِ زیف سے اپنے مرکزی شہر جلجال کی طرف کوچ کر گیا تب کوہستان حکیلہ کی ایک چوٹی پر کھڑے داؤدؑ نے اپنے پہلو میں کھڑے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔ یوناف! یوناف! اس ساؤل کے عہد کا اب بھی مجھے اعتبار نہیں۔ گو میں نے اسے ایک بہترین اخلاقی درس دیا ہے۔ اور وہ میری طرف سے بے حد متاثر ہو یہاں سے گیا ہے۔ پر اس کے باوجود اس کی ذات میرے لیے مشکوک ہے وہ کانوں اور متلون المزاج انسان ہے۔ کسی بھی وقت اوروں کے بہکانے اور اشتعال دلانے پر پھر میرے خلاف ہو سکتا ہے اور کسی بھی وقت مجھ پر شب خون مارنے کا عمل کر سکتا ہے۔ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں بنی اسرائیل کے ہمسائے اور فلسطیوں کے بادشاہ اکیس کی

طرف چلا جاؤں گا۔ اس موقع پر یوناف نے اپنے خدشات کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ میں آپ کے فیصلے سے روگردانی نہیں کر سکتا۔ لیکن آپ نے گزشتہ جنگ میں فلستیوں کے پہلوان اور سالار جالوت کو قتل نہ کیا تھا اور کیا فلستی آپ سے اس کا انتقام نہ لیں گے۔

داؤدؑ نے بڑے وثوق کے ساتھ جواب دیتے ہوئے کہا۔ اے یوناف! تمہارے خدشات درست ہیں پر ایسا نہ ہوگا جو کچھ میں نے فلستیوں کے بادشاہ اکیس سے متعلق سن رکھا ہے۔ اس کے مطابق اکیس انتہائی نیک رحم دل اور بہادروں کی قدر کرنے والا ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ مجھ سے جالوت کا انتقام نہ لے گا اور میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کی سرزمین میں امن اور سکون کے ساتھ رہ سکوں گا۔ یوناف نے اس بار داؤدؑ کی تائید کی۔ پھر تینوں اتر کر اپنے ساتھیوں کی طرف گئے اور وہاں سے رات کی تاریکی میں وہ فلستیوں کے مرکزی شہر اشدود کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

○

○

ایک روز جب کہ سورج عارض گل کی طرح طلوع ہوتا ہوا زمین پر اپنی تجلیات کا فروغ کرنے لگا تھا۔ داؤدؑ اپنے ساتھیوں کے ساتھ فلستیوں کے مرکزی شہر اشدود میں داخل ہوئے ایک جگہ پڑاؤ کر کے انہوں نے اپنے ساتھیوں کو وہاں روک دیا اور خود یوناف کو ساتھ لے کر وہ فلستیوں کے بادشاہ اکیس کے محل کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں محل کے محافظوں سے انہوں نے بادشاہ سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا اور ان محافظوں سے آپ نے اپنا تفصیلی تعارف جا کرا دیا تھا۔ کافی دیر تک داؤدؑ اور یوناف کو وہاں انتظار کرنا پڑا تب کہیں جا کر ایک محافظ دونوں کو لینے آیا اور اس محافظ کے کہنے پر جب دونوں محل کا ایک دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے تو دنگ رہ گئے کیونکہ جس کمرے میں وہ داخل ہوئے تھے۔ وہ فلستیوں کے بادشاہ اکیس کا دربار لگانے کا کمرہ تھا۔ اس وقت اکیس اپنے تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے پہلو میں فلستیوں کی ملکہ اور اس کی بیوی تھی۔ ان دونوں کے سامنے کئی قطاروں میں اکیس اراکین سلطنت بیٹھے ہوئے تھے اور کچھ قطاروں میں شاہی خاندان سے تعلق رکھنے والی اور دیگر معزز خواتین اور لڑکیاں بھی بیٹھی ہوئی تھیں۔

ان قطاروں کے درمیان ایک کھلی جگہ تھی جہاں دبیز قالین بچھائے گئے تھے۔ داؤدؑ اور یوناف اس کھلی جگہ آ کھڑے ہوئے قبل اس کے کہ داؤدؑ فلستیوں کے بادشاہ اکیس سے کچھ کہتے کہ اکیس نے بولنے میں پہل کی اور کہا۔ میرے محافظ تم دونوں سے متعلق مجھے تفصیل کے ساتھ بتا چکے ہیں کہ تم میرے ہاں اپنے ساتھیوں کے ساتھ پناہ چاہتے ہو میں خوش ہوں کہ میں داؤدؑ جیسے جوان کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں جس نے فلستیوں کے سالار اور پہلوان جالوت کو زیر کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اے دونوں اجنبیوں! غور سے سنو! میرا نام اکیس ہے۔ میں بہادروں کو صرف ان کی بہادری اور شجاعت کی خاطر پسند کرتا ہوں

ندیم

اور اپنے ہاں انہیں ہر طرح کی مراعات دینے پر آمادہ ہو جاتا ہوں۔ اس لیے کہ ایسے جوان ہی کسی قوم کا ورثہ ہوتے ہیں۔ اے داؤدؑ! میں تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو پناہ دینے پر آمادہ ہوں۔ لیکن ایک شرط پر۔

داؤدؑ نے پوچھا۔ اے بادشاہ! وہ کیا شرط ہے جس کی بناء پر آپ ہمیں یہاں اپنی سرزمین میں پناہ دینے پر رضامند ہو سکتے ہیں۔ اکیس بولا اور کہا۔ اے داؤدؑ! ہم جانتے ہیں کہ آپ کا تعلق بنی اسرائیل سے ہے اور بنی اسرائیل اور فلستیوں کے درمیان دشمنی اور عداوت ہے لیکن میں نے آپ کے ساتھ جو نرم رویہ روا رکھا ہے وہ اس بناء پر ہے کہ آپ بہادر اور شجاع ہے۔ اور اپنی شجاعت کا ثبوت آپ نے جالوت کو زیر کر کے دیا تھا لیکن جالوت کے ساتھ تمہارا مقابلہ میں یا میرے درباریوں میں سے کسی نے بھی نہیں دیکھا اس لیے ہمارے پاس کیا ثبوت ہے کہ آپ ہی وہ داؤدؑ ہیں اور اگر ہیں تو ایسے بہادر اور شجاع ہیں۔ میرے دربار میں ایک پہلوان ہے جس کا نام عبیل ہے اور یہ عبیل اس جالوت سے بھی زیادہ زور آور اور قوی ہے اگر تم اس عبیل سے مقابلہ کر کے اسے زیر کر دکھاؤ تو میں تمہیں تمہارے ساتھیوں سمیت اپنی سرزمین میں پناہ دینے پر آمادہ ہو جاؤں گا بصورت دیگر تم لوگوں کو یہاں سے چلے جانا ہوگا۔

قبل اس کے کہ داؤدؑ بولتے اور اکیس کو کوئی جواب دیتے یوناف بولا اور فلستیوں کے بادشاہ اکیس کو مخاطب کر کے کہا۔ اے بادشاہ! میرا نام یوناف ہے میں داؤدؑ کے ماتحتوں اور ادنیٰ شاگردوں میں سے ایک ہوں اگر آپ کے عبیل نام کے پہلوان کو میں زیر کر لوں تو کیا اس صورت میں بھی ہمیں یہاں پناہ مل سکتی ہے۔ اکیس نے خوشی کا اظہار کیا اور بولا۔ اے یوناف اگر داؤدؑ کی جگہ تم ہمارے پہلوان عبیل کو زیر کر جاؤ تو پھر میری نگاہوں میں داؤدؑ اور تمہاری وقعت و توقیر اور زیادہ ہو جائے گی۔ اکیس کے اس جواب پر یوناف خوش ہوا اور اپنی چھاتی تانتے ہوئے اس نے کہا۔ تو پھر عبیل کو لائیں میدان میں تاکہ میں دیکھوں وہ کیسا بہادر و زور آور ہے۔ اپنے تخت پر بیٹھے ہی بیٹھے سامنے والی قطاروں کی طرف اکیس نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ اور اس اشارے کے جواب میں ایک قدآور اور تناور جوان صفوں سے نکل کر اس کی جگہ آ کھڑا ہوا جہاں داؤدؑ اور یوناف پہلے سے کھڑے ہوئے تھے۔

یوناف نے میدان میں آنے والے عبیل کی طرف غور سے دیکھا وہ اس کی آنکھوں میں الاؤ کے شعلوں جیسے شرارے تھے اس کے چہرے پر طوفانوں کا زور اور قوت کا اوج و عروج جھلک رہا تھا۔ اور اس اوج عروج کے اندر شوریدہ مزاجی، اعصاب شکنی، تشدد و تباہ کاری اور طغیان و جبروت کا ایک رقص بپا تھا۔ اس موقع پر فلستیوں کے بادشاہ اکیس نے داؤدؑ کو ایک خاص نشست کی طرف اشارہ کر کے بیٹھنے کو کہا۔ اور آپ خاموشی سے آگے بڑھ کر اس خالی نشست پر بیٹھ گئے تھے۔ تاہم وہ بڑے تجسس کے انداز میں یوناف اور عبیل کی طرف دیکھے جا رہے تھے۔ خود اکیس اور وہاں بیٹھے اس کے درباری مردوں اور عورتوں کی بھی یہی کیفیت تھی کہ وہ بڑی بے چینی اور بڑی بے قراری کے عالم میں یوناف اور عبیل کی طرف دیکھے جا رہے تھے پھر اکیس نے بلند آواز میں یوناف اور عبیل کو مخاطب کر کے کہا۔ تم دونوں کو مقابلہ شروع کرنے کی اجازت ہے۔ اس کے ساتھ ہی عبیل یوناف کے قریب آیا۔ اور ہمدردی جتانے کے انداز میں اس نے کہا۔

اے اجنبی نوجوان تو کیسا خوبصورت، کیسا تومند اور دراز قامت ہے۔ میں اس وقت سے ڈر رہا ہوں جب تو مجھ سے شکست کھا کر اس فرش پر بے سدھ پڑا ہوگا۔ آہ! میں تھوڑی دیر بعد جو تمہاری حالت کروں گا۔ تمہاری اس حالت پر مجھے ابھی سے دکھ اور افسوس ہو رہا ہے، کاش تم نے اس سرزمین ہی کا رخ نہ کیا ہوتا۔ آہ وہ وقت کیسا دکھی اور بھیانک ہوگا جب میں مار مار کر تیری حالت صحرا میں خشک ہو جانے والے صحرا اور کسی ایسے شخص جیسی کر کے رکھ دوں گا جو گریبان چاک اور پیراہن دریدہ ہو کر رہ گیا ہو۔

عبیل کی اس گفتگو پر یوناف کی حالت ایسی ہو گئی تھی جیسے اس کی روح کے تاروں پر مضراب کی ضرب پڑ گئی ہو۔ یا اس بازار مہر و فا میں کسی نے اسے لعل و گوہر اور سیم و زر جان کر اس کی قیمت لگا دی ہو تھوڑی دیر تک وہ بے صورت و صدا عبیل کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اس کا دایاں ہاتھ اٹھا اور عبیل کے شانے پر اس نے ایسی ضرب لگائی کہ تکلیف کی شدت کے باعث عبیل نے گہری سسکاریاں لیں اور ایک طرح سے بے بسی کی حالت میں لڑھکتا ہوا وہ پیچھے ہٹ گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کمرے میں یوناف کی آواز گونج گئی۔ اس نے عبیل کو مخاطب کر کے کہا تھا۔ اے فنا پذیر انسان تیرے جیسے ہوس کے شیاطین میں نے بہت دیکھے۔ تو مجھ سے میرا دست طلب، میرا حرف دعا اور میرا نصیب نہیں چھین سکتا ایک بار پھر آگے بڑھ میرے نزدیک آ کہ میں تمہیں بتاؤں کہ میں کیسے داستان در داستان تیری پستی اور مغلوبیت کو نمایاں کرتا ہوں

عبیل تھوڑی دیر تک سنبھلا اور دوبارہ وہ یوناف کی طرف بڑھا۔ آگے بڑھ کر اس نے اپنا ہاتھ فضا میں بلند کیا۔ وہ یوناف کے چہرے پر ضرب لگانا چاہتا تھا۔ اور یوناف نے جب فضا میں اٹھا اس کا ہاتھ روک کر پکڑ لینا چاہا۔ تو عبیل نے پوری عیاری اور چستی سے کام لیا فضا میں اٹھا اپنا ہاتھ اس نے وہیں رہنے دیا اور دوسرے ہاتھ کی ضرب اس نے یوناف کے منہ پر لگائی تھی یہ ضرب عین یوناف کے ناک پر لگی تھی تھوڑی دیر کے لیے یوناف چکرا کر رہ گیا تھا ناک پر ضرب لگنے سے اس کا خون ناک سے بہہ نکلا تھا۔ ناک کی ضرب لگنے کے باعث تھوڑی دیر کے لیے یوناف اپنے دفاع کو یکسر ہی بھول گیا تھا۔ عبیل نے اس سے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور تین چار خوب زوردار گھونسے اس نے یوناف کی پیشانی اور کنپٹیوں پر دے مارے تھے۔

تھوڑی دیر تک یوناف اجڑا اجڑا اور بکھرا بکھرا سا عبیل کے ہاتھوں پٹتا رہا پھر وہ سنبھلا اور جھکے ہی جھکے اس نے عبیل کی ران کے درمیانی حصے میں ایسی زوردار ضرب لگائی کہ عبیل درد کی شدت کے باعث بلبلا اٹھا تھا۔ اور اپنی کمر کو دہرا کر کے اور جھکتا ہوا اپنی ران سہلانے لگا تھا۔ یوناف نے فوراً پھر اپنے عمل کی ابتدائی کی عبیل کو بالوں سے پکڑ کر اس نے سیدھا کیا اور اس کے پیٹ میں ایسا پر قوت گھونسہ مارا کہ عبیل ہوا میں اچھلتا ہوا اکیس کے تخت کے قریب جا گرا اس کے بعد یوناف نے جب اپنے پاؤں کی ٹھوکروں سے اس کی تواضع کرنی شروع کی تو عبیل بری طرح چیخنے چلانے لگا تھا۔ پھر یوناف پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ اسے عبیل! میں پیچھے ہٹ کر انتظار کرتا ہوں اور تجھے سنبھلنے اور اپنی توانائیاں بحال کرنے اور سستانے کا موقع دیتا ہوں۔ اس کے بعد تو پھر میرے مقابلے پر آ اور دیکھ تیرا میں کیا حشر کرتا ہوں۔

طوفانوں کے زور کی طرح عبیل اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے نتھنوں سے اپنی سانس کی زوردار آوازیں نکالتا ہوا وہ یوناف کی طرف بڑھا۔ لیکن جونہی وہ یوناف کے قریب گیا۔ یوناف نے اپنا ایک ہاتھ اس کی گردن پر ڈالا۔ دوسرے ہاتھ سے اس کی گردن کے پیچھے حصے میں تیچھے کی طرف ضرب لگائی اور پھر فوراً ہی عبیل کو اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھا کر فضا میں بلند کیا۔ اور زوردار انداز میں اسے فلستیوں کے بادشاہ اکیس کے پاؤں کے قریب پٹخ دیا تھا۔ پھر یوناف اس کے قریب کھڑا ہو کر اس کے آنے کا انتظار کرنے لگا۔ لیکن عبیل جب کافی دیر تک اٹھ کر مقابلے پر نہ آسکا اور وہیں پڑا سسکتا رہا

تب اکیس نے داؤدؑ کو مخاطب کر کے کہا۔

اے داؤدؑ! تم لوگ واقعی بہادروں اور جرأتمندوں کا گروہ ہو۔ تمہارے اس یوناف نام کے ساتھی نے عبیل کو زیر کر کے ثابت کر دیا ہے کہ تم لوگ ہر آزمائش میں پورے اترنے والے ہو اور تم لوگوں کی اس جرأتمندی کو دیکھتے ہوئے تم لوگوں سے متعلق میں نے ایک اہم فیصلہ کیا ہے اور یہ اہم فیصلہ کچھ یوں ہے کہ میں اپنا بہترین اور خوبصورت شہر صقلاج تم لوگوں کے حوالے کرتا ہوں تم لوگ اس شہر میں آباد ہو کر اپنی مرضی کے مطابق زندگی بسر کرو۔ اور جس طرح اس شہر کے دوسرے لوگ اپنی گزر بسر کرتے ہیں۔ اس سے بھی بہتر مواقع تم لوگوں کو فراہم کیے جائیں گے اور اے داؤدؑ اس شہر کے تم ہی حاکم، نگران اور ذمہ دار ہو گے۔ تم لوگ آج ہی اس شہر کی طرف کوچ کرو تم لوگوں کے ساتھ میں اپنے ایلچی روانہ کرتا ہوں جو تم لوگوں کو وہاں آباد کریں گے۔ داؤدؑ نے اکیس کا شکریہ ادا کیا۔ پھر وہ اپنے ساتھیوں کو لیکر بادشاہ کے ایلچیوں کے ساتھ صقلاج شہر کی طرف چلے گئے اور وہاں آباد ہو گئے تھے۔

اپنے ساتھیوں کے ساتھ صقلاج میں رہتے ہوئے داؤد کو ابھی چند ہی ماہ ہوئے تھے کہ فلستیوں اور اسرائیلیوں کے درمیان حالات یکسر ہی دگرگوں ہو گئے اور جنگ تک کی نوبت آگئی۔ آخر بنی اسرائیل کے خلاف لشکر کشی کرنے کے لیے فلستیوں کے بادشاہ نے ایک جرار لشکر تیار کیا۔ داؤد، یوناف اور ان کے جنگجو ساتھیوں کو بھی اس لشکر میں شامل کیا اور بنی اسرائیل کی طرف پیش قدمی کی۔ دوسری طرف بنی اسرائیل کے بادشاہ کو خبر ہوئی کہ فلستیوں کا لشکر اس کی طرف بڑھ رہا ہے اور اس لشکر میں داؤد، یوناف اور ان کے ساتھی بھی ہیں تو وہ بڑا سٹپٹایا تاہم بادل نخواستہ اس نے اپنا لشکر تیار کیا اور فلستی لشکر کی راہ روکنے کے لیے آگے بڑھا۔ لیکن داؤد کے فلستی لشکر میں شامل ہو جانے کے باعث ساؤل کو یقین ہو گیا تھا کہ اس کے لشکر کو شکست ہو گی لہٰذا اس ممکنہ شکست سے بچنے کے لیے اس نے ایک نیا حربہ استعمال کرنے کی کوشش کی۔

اور یہ نیا حربہ کچھ یوں تھا کہ اپنے لشکر کے ساتھ فلستیوں کی طرف بڑھنے کے لیے اس نے ایک نیا راستہ اختیار کیا اور یہ راستہ شہر عین دور کے پاس سے ہو کر گزرتا تھا اور اس شہر عین دور میں ایک عورت رہتی تھی جو کاہنہ اور ساحرہ تھی اور روحوں کو حاضر کرنے کے فن میں بڑی ماہر تھی۔ پس اس عورت سے کام لینے کے لیے ساؤل نے اپنے لشکر کا پڑاؤ شہر عین دور سے باہر کیا۔ اور خود وہ اپنے محافظوں کے ساتھ اس کاہنہ کے گھر میں داخل ہوا۔ بنی اسرائیل کے بادشاہ کو اپنی حویلی میں پا کر وہ کاہنہ بڑی خوش ہوئی۔ ساؤل کی اس نے خوب آؤ بھگت کی اور پھر اس نے ساؤل سے وہاں آنے کی وجہ پوچھی تب ساؤل نے بڑی نرمی و شفقت میں اس کاہنہ کو مخاطب کر کے کہا۔ اے کاہنہ شاید تمہیں خبر ہو کہ فلستیوں اپنے ایک جرار لشکر کے ساتھ ہماری سرزمینوں میں داخل ہونے والے ہیں۔ میں اپنے لشکر کے ساتھ انہیں اپنی سرزمینوں سے مار بھگانے کو جا رہا ہوں۔

پر اے کاہنہ فلستیوں کے ساتھ ٹکرانے سے قبل میں ایک صلاح ایک مشورہ چاہتا ہوں۔ اس پر کاہنہ نے تفکرات میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا۔ اے بادشاہ! میں ایک ایسی عورت اور ایسی کاہنہ ہوں جس کا کبھی جنگوں سے تعلق ہی نہیں رہا۔ اس لیے جنگ سے متعلق میں آپ کو کیا مشورہ دے سکتی ہوں۔ اس کام کے لیے آپ نے ناحق میرے پاس آنے کی زحمت کی۔ کاہنہ کی اس گفتگو پر ساؤل ہلکے ہلکے مسکرایا پھر کہا۔ اے کاہنہ تو غلط سمجھی ہے اس موقع جنگ سے متعلق میں تم سے تو کوئی مشورہ نہیں چاہتا۔

کاہنہ نے حیرت و تعجب میں ساؤل کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ اے بادشاہ! میری اس حویلی میں میرے اور میرے چند خدام کا علاوہ تو یہاں کوئی رہتا ہی نہیں پھر تم یہ مشورہ کس سے چاہتے ہو۔ اس پر ساؤل نے کھل کر کہا۔ اے کاہنہ! مجھے غور سے سنو۔ دیکھ یہاں تک مجھے علم ہے بنی اسرائیل کی سرزمین میں تم سے بڑھ کر کوئی کاہن اور کاہنہ نہیں جو روحوں کو حاضر کرنے میں ماہر ہو۔ پس اے کاہنہ! تو میرے لیے ایک روح کو طلب کر۔ پس میں اسی روح سے اس جنگ سے متعلق مشورہ اور راہنمائی حاصل کروں گا۔ اس بار اس کاہنہ نے پرسکون انداز میں کہا۔ اے بادشاہ! اب تو نے میرے سارے شک اور شبہات دور کر دیئے ہیں۔ بیشک میں روحوں کی تسخیر کے فن میں طاق ہوں اور ہر طرح کی روحوں کو تسخیر کرنے کی قوت رکھتی ہوں۔ اے بادشاہ! اب تم مجھے یہ بتاؤ کہ میں کس روح کو طلب کروں جس سے تم اس موقع جنگ سے متعلق مشورہ اور راہنمائی حاصل کرنا چاہتے ہو۔ کاہنہ کی اس گفتگو سے ساؤل خوش ہوا اور بولا۔

اے کاہنہ تو میرے لیے اللہ کے نبی سموئیل کی روح کو حاضر کر تاکہ ان کی روح سے اس جنگ سے متعلق رہبری اور راہنمائی حاصل کر سکوں۔ ساؤل کے اتنا کہنے کے بعد اس کاہنہ نے خاموشی اختیار کر لی۔ پھر اس نے اپنے عمل کی ابتدا کی۔ پھر وہ کاہنہ اچانک چونک پڑی اور اس کے چہرے کا رنگ سرخ ہو کر پیلا ہونے لگا تھا۔ اس سے ساؤل نے اندازہ لگایا کہ کاہنہ! سموئیل نبی کی روح کو حاضر کرنے میں کامیاب ہو گئی ہے اس پر ساؤل نے استفسار کیا۔ اے کاہنہ! کیا تو روح کو بلانے میں کامیاب ہو گئی ہے! کاہنہ نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ اس کے چہرے کے تاثرات بھی بحال ہو گئے۔ پھر اس نے خوشیاں

برساتی آواز میں کہا ۔ اے ساؤل میں تمہاری مطلوبہ روح کو حاضر کرنے میں کامیاب ہو گئی ہوں۔ اپنی خوشیوں کو دباتے ہوئے ساؤل نے پوچھا۔ اے کاہنہ تو کیا دیکھتی ہے؟ کاہنہ نے کہا۔ میں ایک ایسی ہستی کو اپنے سامنے دیکھتی ہوں۔ جو دیوتاؤں کی طرح قامت میں خوب اوپر اٹھتی ہوئی ہے۔ ساؤل نے پھر پوچھا۔

اس کی شکل کیسی ہے کاہنہ؟ کاہنہ بولی۔ ایک بوڑھا میرے سامنے آرہا ہے جو جبہ پہنے ہوئے ہے اور ساتھ ہی کاہنہ نے اس کی شکل و شباہت سے متعلق سبھی کچھ حوالے دیئے تب جان گیا کہ اس وقت کاہنہ کے سامنے سموئیل نبی کی روح ہے جسے صرف کاہنہ ہی دیکھ سکتی ہے۔ تب ساؤل نے فوراً بڑی عاجزی اور انکساری میں سموئیل کو پکارنا شروع کیا۔ اس پر روح کی آواز ساؤل کے کانوں میں پڑی۔ اے ساؤل! تو نے مجھے کیوں بے چین کیا۔ اور کیوں مجھے بلوایا اس استفسار کے جواب میں ساؤل نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ اے آقا! میں سخت پریشان ہوں کیونکہ فلستی مجھ سے لڑنے کے لیے میری طرف بڑھ رہے ہیں۔ اور سب سے بڑی اور بری بات یہ کہ داؤدؑ بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس فلستی لشکر میں شامل ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرا خداوند بھی مجھ سے علیحدہ ہو گا اور اس مصیبت کے وقت اس نے بھی مجھے چھوڑ دیا ہے۔ حالانکہ خداوند ہی کے حکم سے مجھے بنی اسرائیل کا بادشاہ بنایا گیا تھا۔ اب بتائیں میں کیا کروں۔

ساؤل کی ان باتوں کے جواب میں سموئیل کی روح نے پھر کہا۔ اے ساؤل! تو مجھ سے کیا پوچھتا ہے جب خداوند نے ہی تمہیں چھوڑ دیا تو کون تیری مدد و استعانت کرنے کی جرات کر سکتا ہے۔ خداوند جیسا چاہتا ہے ویسا ہی ہوتا ہے۔ اے ساؤل! داؤدؑ اللہ کا نبی ہے اور ایک نبی کے ساتھ تو نے ہر طرح کا ہر حربہ استعمال کیا ہے دیکھ تیرے برے اعمال کے باعث بنی اسرائیل کی یہ سلطنت اب تم سے چھین جانے والی ہے اور عنقریب وہ وقت آرہا ہے۔ جب داؤدؑ بنی اسرائیل کا بادشاہ بنے گا اور بنی اسرائیل کی سلطنت کو عظیم الشان بنا کر رکھ دے گا۔ اے ساؤل! اب وقت آرہا ہے کہ تم اور تمہارے بیٹے عنقریب مجھ سے آملو گے۔

اور سموئیل نبی کی روح سے ایسی باتیں سننے کے بعد ساؤل چکرا کر زمین پر گر گیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ روح وہاں سے جاتی رہی۔ پھر کاہنہ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے اپنے

خدام کو بلایا جنہوں نے کاہنہ کے اشارے پر ساؤل کو اٹھا کر ایک پلنگ پر لٹا دیا۔ اس دوران اس کاہنہ[1] نے ساؤل اور اس کے ساتھیوں کے لیے ایک موٹا بچھڑا ذبح کیا اور اپنے خدام کی مدد سے روٹیاں تیار کرائیں اتنی دیر تک ساؤل بھی اپنے حواس پر قابو پا گیا۔ اور پلنگ سے اٹھ کر اس نے کاہنہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اے کاہنہ تیرا شکریہ کہ تو نے میری خاطر سموئیل کی روح کو حاضر کیا گو اس روح نے جو باتیں بتائی ہیں۔ وہ میرے حق میں بہتر اور سودمند نہیں ہیں۔ لیکن میں ان حالات میں اپنے لیے اس سے بہتر توقعات بھی نہ رکھتا تھا بہرحال سموئیل کی اس روح کے انکشافات کے مطابق جو کچھ سر پر گزرے گی اسے برداشت کرنا ہو گا پھر کاہنہ نے ان سب کی ضیافت کی۔ اس کے بعد ساؤل وہاں سے نکلا اور اپنے لشکر کے ساتھ وہ آگے بڑھ گیا تھا۔

لگاتار آگے بڑھتے ہوئے فلستیوں کے بادشاہ اکیس نے رفیق کے مقام پر آکر پڑاؤ کیا اس پڑاؤ کے دوران فلستیوں کے کچھ سردار اس وقت اپنے بادشاہ اکیس کے خیمے میں داخل ہوئے جس وقت وہ اپنے خیمے میں اکیلا تھا۔ اکیس کے کہنے پر وہ سب سردار اس کے سامنے بیٹھ گئے پھر اکیس نے غور سے ان کے چہروں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اے میرے عزیز! سردارو! تم سب مجھ سے کیا کہنے آئے ہو۔ تم سب کے چہرے مجھے بتاتے ہیں کہ کسی اہم موضوع پر تم لوگ مجھ سے بات چیت کرنے آئے ہو اس استفسار پر ان میں سے ایک سردار بولا۔ یہ جو داؤدؑ اور اس کے ساتھی اسرائیلی ہمارے لشکر میں شامل ہیں ان کا یہاں کیا کام۔ ان اسرائیلیوں سے ہمارے لشکر کو آئندہ جنگ میں نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔ اکیس ان کی بات کو سمجھ گیا تھا۔ لہٰذا اس نے داؤدؑ اور ان کے ساتھیوں کی صفائی پیش کرتے ہوئے کہا۔ اے میرے عزیز! یہ داؤدؑ! یہ یوناف اور ان کے ساتھی بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل کے آدمی نہیں ہیں جو جنگ میں ہمارے ساتھ فریب کریں گے اور ہمارے لیے خطرات اور نقصانات اٹھ کھڑے ہوں گے سنو میرے عزیزو! جب سے داؤدؑ۔ اور ان کے ساتھ بھاگ کر میرے پاس آئے ہیں اور صقلاج شہر کے اندر انہوں نے بودوباش

---

[1] اس کاہنہ اور سموئیل کی روح کو حاضر کرنے کے واقعات توریت میں تفصیل کے ساتھ درج ہیں یہ سارے واقعات توریت ہی سے حاصل کیے گئے ہیں۔

اختیار کی ہے تب سے میں نے ان لوگوں کے اندر اپنے اور فلستیوں کے لیے کوئی برائی نہیں دیکھی۔ فلستی سرداروں نے اکیس کی ان باتوں سے اتفاق نہ کیا اور اس بار ایک اور سردار نے کہا۔ اے بادشاہ! ہم آپ کو یہی مشورہ دیں گے اور داؤد اور ان کے ساتھیوں کو اس جنگ میں حصہ نہ لینے دو۔ اور انہیں یہیں سے واپس بھیج دو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ جنگ میں ہماری مخالفت پر اتر کر ہمارے لیے ناقابل تلافی نقصان بن جائیں۔ اس لیے کہ ان کا تعلق بنی اسرائیل سے ہے اور بنی اسرائیل کی محبت میں ان کا دل ضرور دھڑکے گا۔ اس لیے کہ ان ساؤل ان کا بادشاہ رہا ہے اور اپنے بادشاہ کے لیے ان کے دلوں میں ہمدردی ضرور ابھرے گی۔

اس بار ایک اور سردار بولا۔ اے بادشاہ! یہ بات بھی اپنے ذہن میں رکھو کہ یہ داؤد وہی ہے جس نے کبھی ہمارے نامور پہلوان جالوت کو جنگ میں زیر کر کے قتل کر دیا تھا۔ اور بنی اسرائیل کی لڑکیوں نے گانے گائے تھے کہ ساؤل نے تو ہزاروں کو پر داؤد نے لاکھوں کو مارا۔ ان حالات و واقعات کی روشنی میں ہم سب متفقہ طور پر آپ کو یہی مشورہ دیں گے کہ آپ داؤد اور اس کے ساتھیوں کو اس جنگ میں حصہ نہ لینے دیں اور واپس بھجوا دیں۔ ان سرداروں کی اس گفتگو کے بعد اکیس نے انہیں وہاں سے چلے جانے کو کہا۔

اپنے سرداروں کے چلے جانے کے بعد فلستیوں کے بادشاہ اکیس نے داؤد اور یوناف کو اپنے خیمے میں بلایا۔ جب وہ دونوں وہاں آئے تو اکیس نے انہیں بڑی عزت و احترام کے ساتھ اپنے سامنے ایک نشست پر بٹھایا۔ پھر انہیں مخاطب کر کے کہا۔ اے میرے عزیزو! تم دونوں اپنے ساتھیوں کو لے کر یہیں سے اور آج ہی صقلاج شہر کی طرف لوٹ جاؤ اور اس جنگ میں تم لوگ حصہ نہ لے سکو گے، جو بنی اسرائیل کے ساتھ متوقع ہے۔ اکیس کے اس فیصلے پر داؤد بولے اور کہا۔ اے بادشاہ! آخر میں نے کیا کیا ہے جس کی بنا پر تم ہمیں اس جنگ میں حصہ لینے سے روک رہے ہو۔ اکیس بچارے نے گلوگیر سی آواز میں کہا۔ میں جانتا ہوں تم لوگ نیک اور ایمان دار ہو جس روز سے تم میرے پاس آئے ہو میں نے تمہارے اندر کوئی بدی نہیں پائی۔ خداوند کی قسم تم راستکار ہو میں تو اپنے لشکر میں تم لوگوں کو خیال کرتے ہوں۔ اسی لیے اپنے ساتھ لے کر آیا تھا۔ پر میرے سردار نہیں چاہتے کہ تم لوگ اس جنگ میں شریک ہو۔

اور سنو میرے عزیزو! تم لوگ اس فیصلے کا برا نہ ماننا۔ دراصل میں نہیں چاہتا کہ تم لوگوں کی وجہ سے میرے لشکر کے اندر پھوٹ اور نفرت پڑ جائے۔ اے داؤد! میں تیری بڑی قدر کرتا ہوں اور میری نگاہ میں تو خداوند کے فرشتے کی مانند ہے۔ پر لوگ حالات میرے لشکر میں بنتے نظر آ رہے ہیں ان کے تحت میں نہیں چاہوں گا کہ تم لوگ میرے لشکر میں شامل رہو۔ دیکھو اب شام ہو رہی ہے۔ دیکھو! اس وقت اپنے ساتھیوں کے ساتھ کوچ نہ کرنا۔ ورنہ میرے لشکریوں کے دلوں میں طرح طرح کے خدشات اٹھ کھڑے ہوں گے۔ رات تم میرے لشکر میں ہی رہو اور صبح اندھیرے منہ یہاں سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ نکل جانا۔ تاکہ تمہارے کوچ کی خبر عام لشکریوں کو نہ ہو۔ سو اب تم دونوں جا سکتے ہو۔ داؤد اور یوناف وہاں سے اٹھ گئے۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہ رات انہوں نے لشکر ہی میں گزاری اور اگلے روز صبح وہ صقلاج شہر کی طرف چلے گئے تھے۔

○

سورج غروب ہو رہا تھا۔ آسمان کے حاشیے عارضِ گل کی طرح رنگین ہو گئے تھے اندھیروں نے زمین کو مشقِ خونخواری بنانے کی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔ ایسے میں عاسب یوسا اور بنیطہ رامہ شہر سے باہر چہل قدمی کر رہے تھے کہ عزازیل ان کے پاس نمودار ہوا۔ اسے دیکھتے ہی وہ رک گئے۔ انہوں نے دیکھا اس موقع پر عزازیل بڑا ہشاش بشاش اور خوش و خرم دکھائی دے رہا تھا۔ عاسب اس کے قریب آیا اور پوچھا۔ اے آقا! آج آپ خلافِ توقع کچھ زیادہ ہی خوش دکھائی دے رہے ہیں۔ کیا کوئی خاص وجہ ہے۔ عزازیل نے گہری مسکراہٹ میں کہا۔ ہاں خاص وجہ ہے میں نے ان دنوں ایک بہت بڑی کامیابی حاصل کی ہے اور کامیابی بھی ایسے لوگوں کے خلاف جہاں ایسے کام عموماً ناممکن دکھائی دیتے ہیں۔ یوسا اور بنیطہ بھی عزازیل کے قریب آ گئیں اور بنیطہ نے کہا۔ اے آقا کیا آپ ہمیں اپنی اس کامیابی کی تفصیل نہ بتائیں گے؟ عزازیل نے غور سے بنیطہ کی طرف دیکھا پھر وہ کہہ رہا تھا۔

اے میرے عزیزو! میں بہت بڑا معرکہ مارنے میں کامیاب ہوا ہوں اور وہ کچھ یوں کہ تم جانو! اللہ کے نبی داؤدؑ ساؤل کے خوف سے فلستیوں کے بادشاہ اکیس کی طرف بھاگ گئے تھے یوناف بھی ان کے ساتھ تھا۔ گزشتہ دنوں فلستیوں اور اسرائیلیوں کے تعلقات زیادہ خراب ہو گئے اور فلستیوں کا بادشاہ اکیس اپنے لشکر کو لے کر نکلا۔ تاکہ بنی اسرائیل پر حملہ آور ہو۔ اور اکیس نے داؤدؑ اور ان کے جنگجو ساتھیوں کو بھی اپنے لشکر میں شامل کیا۔ اور سنو رفیقو! میں دقت داؤدؑ اور یوناف اپنے ساتھیوں کے ساتھ اکیس کے لشکر میں شامل ہونے کے لیے نکلے تو ان کی غیر موجودگی میں صقلاج شہر کے خلاف میں حرکت میں آیا۔

اور سنو عزیزو! میں نے ایسا کیا کہ میں عمالیقیوں کے ایک گروہ میں داخل ہوا۔ یہ جنگجو قبائل کا ایک بہت بڑا گروہ تھا اور جبل سینا کے کناروں کے ساتھ ساتھ خیمہ زن تھا۔ اور یہ گروہ تجارتی کاروانوں کو لوٹ کر گزر بسر کرتا ہے۔ پس میں نے اس گروہ کے سردار کے نفس میں وسوسات ڈالے اور اسے صقلاج شہر پر حملہ آور ہونے کی ترغیب دی۔ میرے مسلسل وسوسات ڈالنے پر اس سردار پر اثر ہوا پس اپنے جنگجو قبائل کے ساتھ اس نے صقلاج شہر کا رخ کیا۔ اس نے شہر کی اکثر آبادی کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ اور شہر کو مکمل طور پر لوٹنے کے بعد وہ پھر صحرائے سینا کے کناروں کی طرف چلا گیا ہے۔ بہت کم مرد اور عورتیں شہر سے بھاگ کر اپنی جان بچانے میں کامیاب ہوئے۔ یوناف، اریلیہ کو بھی صقلاج میں چھوڑ کر داؤدؑ کے ساتھ اکیس کے لشکر میں شامل ہوا تھا۔ میں نے صقلاج شہر میں اریلیہ کو بڑا تلاش کیا۔ لیکن وہ مجھے نہیں ملی۔ میں چاہتا تھا کہ یوناف کی غیر موجودگی میں اریلیہ پر غلبہ پا کر اس کا خاتمہ کر دوں۔ لیکن وہ بڑی چالاک لڑکی ہے۔ شاید اس نے ان حالات کو پہلے ہی بھانپ لیا تھا لہٰذا میرے شہر میں داخل ہونے سے قبل ہی وہ وہاں سے نکل گئی تھی۔

بہر حال یہ اریلیہ کب مجھ سے بچے گی۔ ایک نہ ایک روز تو یہ میری گرفت میں ضرور ہی آئے گی اور ہاں میرے رفیقو! ایک اور کام بھی ہماری منشا کے مطابق ہو گیا ہے اور وہ یہ کہ فلستیوں کے بادشاہ نے داؤدؑ پر عدم اعتماد کا اظہار کرتے انہیں بنی اسرائیل اور فلستیوں کی جنگ میں حصہ لینے سے روک دیا ہے۔ اکیس کے سرداروں نے اس کے ذہن میں یہ بات ڈال دی تھی کہ داؤدؑ اور اس کے ساتھی اسرائیلی ہیں۔ لہٰذا اسرائیل کے خلاف کسی جنگ میں وہ فلستیوں کے ساتھ دھوکہ بھی کر سکتے ہیں۔ اس بنا پر اکیس نے داؤدؑ اور ان کے ساتھیوں کو جنگ میں حصہ لینے سے روک دیا ہے اور اب وہ سب صقلاج شہر کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ یوناف بھی ان لوگوں کے ساتھ ہے۔ جب یہ لوگ صقلاج شہر میں داخل ہوں گے اور اپنی آنکھوں سے شہر کی تباہی کا منظر دیکھیں گے۔ تو پھر ان لوگوں کو اپنی کمتری اور بے چارگی کا احساس ہو گا میرے ساتھیو! یہ تو ایک کام ہے جس کی میں تکمیل کر چکا ہوں۔ اب میں اپنے دوسرے کام کی ابتدا کرنے والا ہوں۔ اور مجھے امید ہے کہ اس میں بھی مجھے کامیابی ہو گی۔

اس بار یوسا بولی اور پوچھا۔ اے آقا! اگلے کام کی تفصیل بتانے سے قبل آپ ہمیں یہ بتائیے کہ آپ لوگوں کے دلوں میں کس طرح وسوسے ڈالتے ہیں؟ حسین یوسا کے اس سوال

پھر عزازیل نے کچھ سوچا پھر کہنا شروع کیا۔ کسی کو گمراہ کرنے، راہ راست سے ہٹانے اور نیکی سے دور رکھنے اور بدی میں ملوث کرنے کے لیے گو میرے پاس بے شمار طریقے ہیں لیکن ان میں سے دو بڑے اہم ہیں۔ جنہیں استعمال کر کے میں عموماً کامیاب ہی رہتا ہوں۔ ان دو میں سے ایک طریقہ تو وسوسے کا ہے۔ یہ وسوسے کا عمل بار بار کرنا پڑتا ہے تب جا کر کہیں اس میں کامیابی ہوتی ہے۔ یوں سمجھو کہ وسوسہ عمل شر کی ابتدا ہے جب کسی کو میں نے اپنا ہدف بنانا ہوتا ہے پہلے اس کے ذہن میں وسوسے ڈالتا ہوں۔ پھر لگاتار عمل سے ان وسوسوں کی خواہش میں تبدیل کرتا ہوں۔ پھر خواہش کو نیت میں بدلتا ہوں اس طرح میں آگے بڑھتا ہوں۔ نیت کو پھر ارادے میں ارادے کو عزم میں اور عزم کو مکمل عمل شر میں تبدیل کر کے رکھ دیتا ہوں۔

یہ تو ایک طریقہ ہے اور کسی کو راہِ راست سے ہٹانے کے لیے میرا دوسرا بڑا طریقہ یہ ہے کہ میں ایک دم کسی پر وار کرتا ہوں اور اسے شرک، کفر اور دہریت میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اگر اس میں مجھے ناکامی ہو اور انسان مجھ سے بچ نکلے۔ تو پھر میں یہ کرتا ہوں کہ ایسے شخص کو بدعت میں مبتلا کرنے میں کوشش کرتا ہوں۔ اگر کوئی انسان اس سے بھی بچ نکلے تو پھر میں اسکے ذہن میں یہ بات ڈالتا ہوں کہ چھوٹے چھوٹے گناہ کر لینے میں کوئی حرج نہیں اور جب کوئی اس کا ملوث ہوتا ہے تو پھر یہی چھوٹے چھوٹے گناہ مل کر ایک بڑا گناہ بن جاتے ہیں۔

اور اگر میں ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاؤں تو انسان کے خلاف یہ میری بڑی کامیابی ہوتی ہے۔ اور اگر میں اس میں بھی ناکام رہوں اور کسی کو چھوٹے چھوٹے گناہوں میں ملوث کرنے میں کامیاب نہ ہوں۔ پھر میں اگلا قدم اٹھاتا ہوں۔ اور میرا اگلا قدم یہ ہوتا ہے کہ میں نیکی کرنے والے شخص کے ذہن میں یہ بات ڈالنے کی کوشش کرتا ہوں کہ وہ نیکی کی تشہیر نہ کرے اور اسے اپنے تک محدود رکھے اور اگر اس میں بھی مجھے کامیابی نہ ہو تو میں آخری حربہ استعمال کرتا اور وہ یہ کہ اس شخص کو معاشرے کے اندر بدنام کرنے کی کوشش کرتا ہوں اور ایسے حالات پیدا کرتا ہوں کہ لوگ اسے خوب برا بھلا کہیں اور اس پر کیچڑ اچھالیں۔ جب ایسا ماحول پیدا ہو جاتا ہے اے میرے رفیقوں تو میں پھر اس شخص کے پاس آتا ہوں اور اس کے ذہن میں یہ بات ڈالتا ہوں کہ لوگ تجھے برا بھلا کہتے اور ایسی باتیں سن کر برداشت کرنا بزدلی ہے۔ لہٰذا تو بھی انہیں ان جیسا جواب دے۔ اور اگر وہ شخص غصے میں آ کر لوگوں کی بری باتوں کا جواب برائی سے دیتا ہے تو پھر میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتا ہوں۔ اس بار

عارب نے پوچھا۔

اے آقا! اگر آپ کا یہ آخری حربہ بھی ناکام ہو تب؟ اس پر عزازیل نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ پھر میں ایسے شخص کا پیچھا چھوڑ دیتا ہوں اور یہ سمجھ لیتا ہوں کہ وہ شخص نیکی میں پوری طرح ڈوب چکا ہے اور میرے کام کا نہیں رہا۔ ایسے ایسا لوگوں پر میں وقت ضائع نہیں کرتا اور انہیں چھوڑ کر دوسری طرف راغب ہو جاتا ہوں۔ عارب پھر بولا اور کہا۔ اے آقا! آپ کے یہ دونوں ہی طریقے بہت عمدہ اور کسی قدر دلچسپ بھی ہیں۔ تھوڑی دیر قبل آپ اپنے دوسرے کام پر روشنی ڈالنے لگے تھے۔ جس کی ابھی ابتدا کرتی ہے۔ عزازیل نے غور سے عارب کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ اے عارب میرے عزیز! یہ دوسرا کام۔ تم بیوسا اور بنیطہ مل کر کرو گے اور میں بھی تمہارے ساتھ ہی ہوں گا۔ پھر عزازیل کہتے کہتے رک گیا۔ اور اپنا ہاتھ فضا میں بلند کرتے ہوئے اس نے اپنے ساتھی داسم کو آواز دی تھوڑی ہی دیر بعد داسم عزازیل کے سامنے نمودار ہوا اسے دیکھتے ہی عزازیل نے اسے مخاطب کر کے کہا۔

داسم! داسم! میں عارب، بیوسا اور بنیطہ کے ساتھ ایک ایسے اہم موضوع پر گفتگو کرنے لگا ہوں جس کی اطلاع اور بھنک کسی بھی صورت یوناف، ابلیکا اور ارلیہ کو نہیں ہونی چاہیے لہٰذا ہمارے اطراف کے پورے ماحول پر نگاہ رکھو۔ یوناف، ابلیکا اور ارلیہ میں سے کوئی بھی اگر ادھر کا رخ کرے تو فوراً مجھے اطلاع کر دو۔ تاکہ میں گفتگو کا یہ سلسلہ بند کر دوں۔

عزازیل کا یہ حکم پا کر اس کا ساتھی داسم وہاں سے روپوش ہو گیا تھا۔ داسم کو یہ ہدایت دینے کے بعد عزازیل نے عارب بیوسا اور بنیطہ کی طرف دیکھتے ہوئے اور پھر کہنا شروع کیا۔

اے میرے ساتھیو! دوسرا کام اگر ہم با حسن طریقے سے انجام دینے میں کامیاب ہو گئے تو ہم ابلیکا کو یوناف سے علیحدہ کر کے اسے اذیتوں کے ایک لامتناہی سلسلے میں ڈال کر رکھ دیں گے۔ سو میرے عزیز! میرا لائحہ عمل یہ ہو گا کہ یہاں سے ہم چاروں شہر عین دور کی طرف جائیں گے فلسطین کے اس شہر میں ایک کاہنہ رہتی ہے جو بے شمار علوم کے علاوہ ارواح کو اپنے سامنے حاضر کرنے کے علوم سے بھی خوب واقف ہے۔ چند دن پہلے روحوں کو حاضر کرنے کا عمل اس کاہنہ کے ہاں میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ اور وہ اس طرح کہ بنی اسرائیل کا بادشاہ ساؤل اس کے پاس گیا اور متوقع جنگ سے متعلق اللہ کے نبی سموئیل کی روح ہی کو حاضر کیا اور جنگ سے متعلق اس سے مشورے

گئے۔ پس میں نے اپنی آنکھوں سے سموئیل کی روح کو اس کاہنہ کے پاس آتے دیکھا۔ پس میرے عزیزو! اس کاہنہ کی مدد سے ہم بھی ایک بہت بڑا کام سرانجام دیں گے۔

اے میرے قدیم و کہنہ ساتھیوں میں اور تم تینوں بھی؛ عین دور شہر کی اس کاہنہ کے پاس جائیں گے پہلی بات تو ہم اس سے یہ کہیں گے کہ وہ ارواح کو حاضر کرنے کا علم ہمیں سکھا دے۔ اگر وہ ایسا کرنے میں رضامند ہو جائے۔ تو پھر تم تینوں بہن بھائی یہ علم اس سے سیکھ لینا۔ اور اس علم کی مدد سے ہم ابلیکا کو طلب کریں گے اور اس پر گرفت کر کے اسے یوناف سے علیٰحدہ کر دیں گے۔ اور جب ابلیکا ہماری گرفت میں آ جائے گی تو اسے ہم کھل کر یوناف کے خلاف استعمال کریں گے۔ اور اگر ہم ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو یوناف کا تو ہم جینا تک حرام کر دیں گے۔ اس موقع پر عارب نے اپنا خدشہ ظاہر کیا۔ اے آقا! اگر عین دور کی اس کاہنہ نے ہمیں روحوں کا یہ علم سکھانے سے انکار کر دیا تب؟ اس پر عزازیل نے مطمئن انداز میں کہا۔ تو پھر ہم ایک اور کام کریں گے ہم اس کاہنہ سے کہیں گے کہ وہ ابلیکا کو ہمارے لیے اسی طرح بلائے جس طرح اس نے بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل کے لیے اللہ کے نبی سموئیل کی روح کو بلایا تھا۔

مجھے امید ہے کہ وہ کاہنہ ایسا کرنے پر رضامند ہو جائے گی۔ اور جب وہ کاہنہ، ابلیکا کو حاضر کرے گی تو اسی وقت میں اس پر اپنا ایک ایسا عمل کروں گا۔ کہ ابلیکا یوناف کی گرفت سے آزاد ہو کر ہماری گرفت میں آ جائے گی اور جب ایسا ہو جائے گا۔ تو پھر تم لوگ دیکھنا میں کیسے ابلیکا کو یوناف کے خلاف استعمال کرتا ہوں۔ عزازیل کی اس گفتگو پر عارب نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ اگر ایسا ہو جائے پھر تو یوناف پر ہم مکمل طور پر حاوی ہو جائیں گے۔ اور ہم اس سے اگلے پچھلے سارے ہی انتقام لینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اس کے بعد تو یوناف کی حالت ہمارے سامنے ایک کمتر اور لاچار انسان کی سی ہو گی اور ہم اس پر اپنی مرضی کے مطابق ضرب لگانے میں کامیاب ہوں گے۔ پر اے آقا۔ اس کام کی ابتداء ہم کب کریں گے۔

عزازیل نے خوشی اور طمانیت میں ڈوبی آواز میں کہا۔ اے میرے کہنہ ساتھیو! ہم ابھی اور اسی وقت عین دور شہر کی اس کاہنہ کی طرف روانہ ہو نگے۔ اس کے ساتھ ہی عزازیل نے اپنا ہاتھ فضا میں بلند کیا اور اپنے ساتھی داسم کو آواز دیکر اس نے طلب کیا۔ چند ہی

ساعتوں بعد جب داسم وہاں نمودار ہوا تو عزازیل نے اس سے پوچھا اے داسم! کسی اور نے ہماری گفتگو تو نہیں سنی۔ داسم نے بڑے عزم و وثوق کے ساتھ کہا۔ اے آقا! آپ کی گفتگو کسی نے نہیں سنی۔ اس دوران میں یوناف ابلیکا اور ارلیہ میں سے کوئی بھی اس طرف نہیں آیا۔ عزازیل نے اس بار عارب، بیوسا اور بنیطہ کو مخاطب کر کے کہا۔ آؤ اب عین دور کی کاہنہ کے پاس چلیں۔ اس کے ساتھ ہی وہ سب اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور رامہ شہر کے اس نواحی حصے سے روپوش ہو گئے تھے۔

O

فلستیوں کے بادشاہ اکیس کے لشکر سے علیحدہ ہونے کے بعد داؤدؑ اور یوناف اپنے ساتھیوں کے ساتھ تیزی سے سفر کرتے ہوئے جب صقلاج شہر کے نزدیک آئے تو ایک طرف سے حبین ارلیہ بھاگتی ہوئی نمودار ہوئی۔ وہ بڑی بکھری بکھری اور پریشان حال تھی۔ اس کی حالت دیکھتے ہوئے داؤدؑ اپنی جگہ پر رک گئے اور ان کے پیچھے ان کے ساتھی بھی رک گئے تھے۔ پھر یوناف نے بڑی نرمی اور ملائمت میں ارلیہ کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ ارلیہ! ارلیہ! کیا بات ہے۔ تم پریشان اور پراگندہ سی کیوں دکھائی دے رہی ہو ارلیہ یوناف کے اور قریب آئی اور پھر اس نے کہنا شروع کیا۔

آپ لوگوں کے صقلاج شہر سے نکلنے کے بعد اس شہر پر قیامت بیت گئی۔ جہاں تک میرا اندازہ ہے عزازیل نے کچھ خانہ بدوش عمالیقی قبائل کو صقلاج پر حملہ آور ہونے کی اکساہٹ اور ترغیب دی۔ پس یہ عمالیقی صقلاج پر حملہ آور ہوئے اور جس وقت وہ شہر میں داخل ہوئے اس وقت عزازیل بھی ان کے ساتھ تھا۔ میں اسے پہچان گئی تھی۔ میں جانتی تھی کہ وہ مجھ پر گرفت کرے گا لہٰذا میں اس کی نگاہیں بچا کر صقلاج شہر سے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئی۔ جب کہ عمالیقی صقلاج شہر میں داخل ہوئے۔ انہوں نے شہر کو جی بھر کر لوٹا عورتوں، بوڑھوں اور بچوں کو انہوں نے بے دریغ قتل کیا۔ صقلاج کے بہت کم لوگ ادھر ادھر چھپ کر اپنی جانیں بچانے میں کامیاب ہو سکے تھے۔ گو عمالیقیوں کے چلے جانے کے بعد بچ جانے والے یہ لوگ شہر میں واپس آ گئے ہیں۔ پر شہر میں ہر وقت عجیب سنسانی اور ویرانی کا عالم رہتا ہے اور ایسا لگتا ہے صقلاج اب کوئی ہنستا بستا شہر نہیں بلکہ ایک غمکدہ ہو جس کے مکینوں سے خوشیاں ہمیشہ کے لیے چھین لی گئی ہوں۔

ارلیہ کی گفتگو سن کر داؤدؑ اور یوناف کی حالت درد کے تیلے رخساروں اور خون ناحق کی بوند جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ پھر داؤدؑ نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ہمیں فوراً صقلاج پہنچ کر لوگوں کو دلاسری اور عمالیقیوں کا تعاقب کر کے ان سے انتقام لینے کی کوشش کرنی چاہیے۔ یوناف نے داؤدؑ سے اتفاق کیا۔ اور اس طرح وہ بڑی تیزی کے ساتھ پھر صقلاج کی طرف بڑھنے لگے تھے۔ جب وہ صقلاج میں داخل ہوئے تو بچے کھچے لوگ رو رو کر ان سے عمالیقیوں کے مظالم کے خلاف فریاد کرنے لگے تھے۔ ان ہی لوگوں کی زبانی یہ بھی پتہ چلا کہ عمالیقی داؤدؑ کی دونوں بیویوں اور صقلاج کی دیگر کئی لڑکیوں کو اسیر بنا کر اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔ داؤدؑ اور یوناف نے ان بے کس لوگوں کو تسلی دی پھر اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہ عمالیقیوں کے تعاقب میں لگ گئے تھے۔

O

حصہ چہارم بہت جلد پیش کیا جا رہا ہے